بحول صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

دفتر اول

داستان امیر حمزہ

بار ہشتم

مطبع منشی نول کشور لکھنؤ میں لطبع فرین مطبوع جہاں ہوئی

ان کا ورود ہوا ایک دن اُس نے خواجہ سے کہا کہ شب کو بے شغلی سے دل جو گھبرایا میں نے تمہارے واسطے قرعہ پھینکا شکل نکلی
اسکے ملانے سے معلوم ہوا کہ اختر تمہارا خانہ نحوست میں ہے چندے گردش تمہاری قسمت میں ہے چالیس روز تک اُسی خانہ میں رہیگا
بس اتنے دن گھر سے باہر قدم نہ رکھیے گا اور کسی کا اعتبار نہ کیجیے گا حتی کہ میں بھی اتنے دنوں تک سنگ صبر اپنی چھاتی پر
دھروں گا ملاقات آپ سے نہ کروں گا خواجہ ابطال القش کے فرمانے کے بموجب اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے عزلت گزیں ہوا
دوست آشنا سے ترک ملاقات کرکے گوشہ نشین ہوا جب اُنتالیس دن خیریت سے گزر گئے ایام نحوست اور بدلد سر سے
اُتر گئے چالیسویں دن خواجہ سے نہ رہا گیا بیٹھے بیٹھے گھبرا گیا عصا ہاتھ میں لیکر گھر سے باہر نکلا کہ القش وزیر سے چل کر ملاقات
کیجیے اپنی صحت عافیت سے اس کو مژدہ دیجیے کہ سوائے اُسکے اُس شہر میں کوئی اپنا یار وفادار نہیں ہے دل جو محبت شعار
نہیں ہے اتفاقاً شاہراہ کو چھوڑ کر ویرانہ کی طرف سے دریا پر جا نکلا چونکہ گرمی کا موسم تھا تمازت آفتاب سے بیتاب ہو کر ایک
درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھ گیا ناگاہ ایک عمارت عالیشان سامنے سے نظر آئی مگر چار دیواری اسکی گر گئی تھی کچھ جی میں جو
آیا تو ٹہلتے ٹہلتے اس طرف بڑھا دیکھا کہ اکثر مکانات مسمار ہو گئے ہیں دالان ٹوٹے پڑے ہیں لیکن ایک دالان قائم ہے مثل
دل عاشقان پریشان سنسان اور اُس دالان میں ایک کوٹھری کا دروازہ اینٹوں سے تیغا کیا صحیح و سالم ہے خواجہ نے
اینٹوں کو ہٹایا دست راست کی طرف ایک چھوٹا سا دروازہ نظر آیا مگر مقفل خواجہ نے چاہا کہ کسی اینٹ پتھر سے اس کو
کھولوں تھوڑی زور آزمائی کروں اس ارادہ سے اُسمیں ہاتھ لگایا قفل ہاتھ لگاتے ہی کھل کر گر پڑا خواجہ نے بڑھ کر
اندر قدم رکھا ایک خزانہ دیکھا اسمیں سات گنج زر و جواہر بیش بہا کے شداد کے جمع کیے ہوئے دفن تھے خواجہ اُنمیں سے
خوف سے سب کچھ سا دھکا اُلٹے پاؤں وہاں سے پھرا یہ خبر فرحت اثر سنانے کو القش وزیر کے پاس گیا القش نے جو خواجہ
کو دیکھا بہت خوش ہوا اور مسند پر بٹھا کے بعد اظہار اشتیاق بولا کہ آج چالیسواں دن تھا آپ نے کیوں تکلیف فرمائی کل
میں خود شرف حضوری حاصل کرتا فیض صحبت سے اکتساب سعادت کامل کرتا خواجہ نے دو چار باتیں کر کے ہفت گنج
کی حقیقت کہی نعمت غیر مترقبہ کی کیفیت بیان کی اور کہا کہ ہر چند میرا اختر طالع چمکا کہ ایسا خزانہ لازوال نظر پڑا لیکن چونکہ
یہ خزانہ ملک بادشاہی میں ہے مجھ سے غریب کو کب ہضم ہو سکتا ہے اس کے لینے کو میرا منہ کیا ہے لہذا میں نے
اپنے دل میں تجویز کیا کہ آپ وزیر ہیں اور اس خاکسار کے دوست بے نظیر ہیں اس بیقیاس خزانے کا نشان آپکو
دوں آپ جو کچھ ہاتھ اُٹھا کر مجھے عنایت کریں اس کو شیر مادر سمجھوں القش نے جو ہفت گنج کا نام سنا خوشی کے باعث
بیتابانہ سا [illegible] الفور دو گھوڑے تیار کرا کے ایک پر خواجہ کو سوار کیا اور دوسرے پر آپ سوار ہو کر خواجہ کے ہمراہ اُس
ویرانہ کا راستہ لیا جاتے جاتے منزل مقصود تک پہونچا ہفت گنج کو دیکھتے ہی گھبرا گیا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے
خوشی میں اپنی جان گنوائے سوچا کہ میرے معبود نے یہ دولت غیر مترقبہ مجھ کو دی ہے اُسی کی عنایت سے ملی ہے مگر
یہ کمبخت خواجہ بخت جمال اس راز سے ماہر ہے تمام حقیقت حال اس پر ظاہر ہے ایسا نہ ہو کہ اپنے رسوخ کے واسطے بادشاہ کو

تو اُس وقت اور لینے کے دینے پڑیں آفت میں جان پھنسے یہ دولت خداداد بھی ہاتھ سے جاسے اور بادشاہ خفا ہوکر
منصب وزارت سے معزول فرمائے بلکہ عجب نہیں ہے کہ گھر کو میرے ضبط کرے مجھ کو زندان میں بھیجے اہل و عیال پریشان
و حیران ہوں گھر بار کھدوایا جائے یہ تمام وقتاں ہوں اس سے بہتر یہ ہے کہ خواجہ کو مار کر اسی مکان میں ڈال دیجیے اور اس خزانہ
لازوال پر قبضہ کیجیے تاکہ بخفی اخفا نہ ہو یہ راز کسی پر ظاہر اصلا نہ ہو یہ سوچ کر فی الفور اُس کو پچھاڑ اچھاتی پر چڑھ بیٹھا اور خنجر
اُس کی گردن پر رکھدیا خواجہ اُس کی اس حرکت سے ششدر رہوا اور کہنے لگا کہ اے القش تجھے کیا ہوگیا نیکی ثمرہ بدی
ہوتا ہے احسان کا بدلہ یہی ہوتا ہے میں نے کون سی تقصیر کی ہے کہ جس کے عوض تو نے میری یہ تدبیر کی ہر چند
اُس مظلوم مرد پیر نے زار نالی کی عجز و انکساری کی لیکن اس سنگدل کا دل نہ پسیجا اور مطلق ظالم کو اُس مظلوم پر رحم نہ آیا جب
اُس مرد ضعیف نے دیکھا کہ اس ظالم کے پنجے سے چھوٹنا محال ہے دم کے دم ہی میں خرمن ہستی اُس کے ہاتھ سے پامال
ہے ناچار ہو کر کہنے لگا اے القش آخر تو تو مجھے ذبح کرتا ہے میرے خون ناحق سے دست تظلم بھرتا ہے مگر میری دو وصیتیں
ہیں اگر تو عمل کرے تو میں بیان کروں آخر عمر اتنا ہی تیرا بار احسان گردن پر لوں وہ احسان فراموش بولا کہ جلد کہہ ڈال کہ پیمانہ عمر
لبریز ہے خنجر بیداد خونریزی پر تیز ہے اس بیچارے نے کہا کہ میرے گھر میں سوا اے آج کے کل کے کھانے کا ٹھکانا نہیں
ہے مطلق آب و دانہ نہیں ہے للہ کچھ خرچ بھیجدینا اُن بیکسوں کی خبر لینا اور دوسری وصیت یہ ہے کہ میری منکوحہ کو امید
ہے اتنا کہدینا اگر بیٹا تولد ہو تو اُس کا نام بزرجمہر رکھنا اور بیٹی پیدا ہو تو تجھ کو اختیار ہے جو جی چاہے سو نام مقرر
کرنا یہ کہکر آنکھیں بند کیں اور کلمہ پڑھنا شروع کیا مظلوم تھا امیدوار مغفرت ہوا اُس قاتل بیدرد نے خنجر بیدردی سے
خواجہ مظلوم کا سر کاٹا اور گھوڑے کو بھی ذبح کیا اور اُسی تہ خانہ میں کہ خزانہ سے معمور تھا لاشوں کو گاڑا اور دروازے
کو بدستور بند کر کے دریا پر گیا خنجر اور ہاتھ کا لہو دھویا دولت دو روزہ کے واسطے ایمان اپنا کھویا پھر سوار ہو کر اپنے
گھر گیا دل میں بہت خوش و محظوظ ہوا دوسرے دن مع جوک سوار ہو کر پھر اس مکان میں پہونچا اور اُسے دیکھ بھال کر
داروغہ کو حکم دیا کہ یہاں ہمارے واسطے ایک باغ تیار ہووے اور باغ کے گرداگرد چار دیواری سنگ مرمر کی بنے
اور اُس دالان کو پاٹ کر ایک بنگلہ فیروزے کا ہماری نشست کے واسطے بنایا جائے اسباب گرانبہا نادر روزگار بہم پہونچا
کے اس عمارت گردوں منزلت میں سجوایا جائے حکم کی دیر تھی فی الفور داروغہ نے معمار مزدور سنگتراش شہر سے بلا کر مدد جاہی کی
چند روز کے عرصہ میں چاردیواری مع باغ بنگلہ تیار ہوئی القش دیکھ کر مسرور ہوا نام اُس کا باغ بیداد رکھا اور آپ
بخت جمال کے گھر میں جا کر وصیت خواجہ کی بیان کی اور بہت تسلی و تشفی دی اور بہت روپیہ دے کر کہا کہ تم
اسکو اپنے خرچ میں لاؤ پھر جب ضرورت ہوگی امداد کی جائیگی تکلیف نہ ہونے پائے گی خواجہ کو میں نے تجارت کے واسطے
چین کی طرف بھیجا ہے بہت جلد وہاں سے منفعت اٹھا کر پھر آتا ہے یہ کہہ کر اپنے گھر کی راہ لی اصل حقیقت
دل میں رکھی

داستان بزرجمہر کے پیدا ہونے کی اور مضمون کتاب پیدا ہونے کی

جب کہ خالق دو جہاں کے فضل و کرم سے وہ روز سعید آیا کہ بعد گذرنے مدت حمل کے جمعہ کے دن ساعت سعید میں خواجہ بخت جمال کی بی بی کے فرزند طالع بلند پیدا ہوا پہلے تو اُسکی ماں خواجہ کو یاد کر کے اپنی تنہائی پر خوب اشکبار ہوئی اس کے بعد لڑکے کی صورت دیکھ کر اُس شمع اقبال پر پروانہ وار نثار ہوئی آفریدگار کا شکرانہ ادا کیا وصیت کے بموجب بزرجمہر اُس کا نام رکھا آغوش مادر میں پرورش پانے لگا خدا نے اپنے فضل سے سب آفات سے بچایا صانع مطلق نے دست قدرت سے وہ صورت بنائی کہ حسینان جہاں نے اُس کے روبرو شرم کے باعث شکل اپنی چھپائی جبین انور سے آثار اقبال نمایاں چہرہ روشن سے شوکت و عظمت نور افشاں جب بزرجمہر پانچ برس کا ہوا تو اُسکی ماں ایک معلم کے پاس کہ وہ محلے کے لڑکوں کو پڑھاتا تھا اور خواجہ بخت جمال کے شاگردوں میں کہلاتا تھا لے گئی اور کہا کہ خواجہ کا حق تم پر بہت سا ہے اور یہ اس کا لڑکا ہے اُس کو تعلیم کرو گے تو تمہارا نام ہوگا اُس نے بسر و چشم قبول کیا اور اس کی تعلیم میں بدل و جان مصروف ہوا ع سالے کہ نکوست از بہارش پیداست + معمول تھا کہ تمام دن ملا کے پاس نوشت و خواند میں مشغول رہتا اور چار گھڑی دن باقی رہے چھٹی پا کر اپنے گھر جاتا اُس کی ماں جو کچھ محنت مزدوری کر کے پکا رکھتی اُسے کھاتا اتفاقاً ایک دن کچھ کھانے کو میسر نہ آیا بزرجمہر نے اپنی ماں سے کہا کہ اب تو مارے بھوک کے انتڑیاں قل ہو اللہ پڑھتی ہیں اگر کوئی چیز ہو تو دیجیے اُس کو فروخت کر لاؤں کھانے کی فکر کروں اُس کی ماں نے کہا کہ بیٹا تمہارا باپ کچھ چھوڑ نہیں گیا کہ تم کو بیچنے کو دوں اکل و شرب کی تدبیر کروں مگر ایک کتاب تمہارے نانا کی طاق پر دھری ہے بہت پرانی لکھی ہے بارہا تمہارے باپ نے چاہا کہ اُسے بیچ ڈالے اپنے مصرف میں لاوے جب وہ کتاب لینے طاق کے پاس جاتا تھا طاق میں سے ایک مار سیاہ پھنکاریاں مارتا ہوا نکلتا تھا وہ خوف سے ہٹ آتا تھا دیکھو اگر وہ کتاب تم سے لی جائے تو لے جاؤ اس کو لے کر بیچ کھاؤ سوائے اُس کے اور تو کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ تم کو دوں وقت پر بیچ کر کھلاؤں ماں کے کہنے سے بزرجمہر وہ کتاب اُٹھا لایا اور وہ سانپ جو ہمیشہ نکلتا تھا نظر نہ آیا دو چار صفحے اس کے مطالعہ کر کے پہلے تو زار زار مانند ابر نوبہار کے ڈاڑھیں مار کر خوب رویا بعد اس کے ایک مقام پر دیکھ کر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسا چہرہ زرد جو رشک فزائے کہربائے شمعی تھا فرط عشرت سے غیرت یاقوت رمانی ہو گیا حاضرین اس حرکت سے متعجب و متحیر ہوئے حیران و ششدر رہے کہ یہ رونا و ہنسنا کیسا ہے خدا خیر کرے یہ معاملہ کیا ہے اس کی ماں کو گمان جنون کا ہوا گھبرا گئی ہر کسی سے کہنے لگی کہ خدا کے واسطے فصاد کو بلا لاؤ تو اس کی فصد کھلا دوں کسی سے بولی کوئی تعویذ لکھوا لاؤ کہ اس کے گلے میں ڈالوں کہ مجھ دکھیا کا یہی ایک وارث ہے اگر اس کو بھی جنون ہوا تو کہیں مجھ مصیبت زدہ کا ٹھکانا نہ رہا بزرجمہر نے جب اپنی ماں کو مضطرب دیکھا تو کہنے لگا کہ آپ اضطراب نہ فرمائیں دل میں اپنے نہ گھبرائیں انشاء اللہ تعالیٰ ایام کلفت

جلد دفع ہو جائیں گے اس رنج و مصیبت کے عوض خوب راحت پائیں گے بخت خوابیدہ بیدار ہونے والے ہیں دوست
و احباب خوش اور محظوظ اعدا شرمسار ہونے والے ہیں مجھ کو سودا ہے یا نہ دماغ میں خلل پیدا ہوا یہ اصل مطلب ہے رونے ہنسنے کا یہ
سبب ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے سے تمام احوال گذشتہ و آئندہ مجھ کو معلوم ہو گیا ہے رویا تو اس واسطے کہ میرے باپ کو
الققش وزیر نے بیگناہ مار ڈالا ہے چنانچہ اب تک اسکی لاش بے گور و کفن پڑی ہے بالاے زمین اسی طرح دھری ہے اور ہنسا
اس بات پر کہ میں اس سے اپنے باپ کا بدلہ لونگا اور یہاں کے بادشاہ کا وزیر ہونگا اب کھانے پینے کا غم نہ کیجیے کہا
بہت ہے اور وں کو دیجیے یہ کہکر ایک خادمہ کو اپنے ساتھ لے کر ایک بنیے کی دوکان پر گیا اور اس سے کہا کہ اس عورت کو
اسقدر جنس از قسم مائدہ و قند اور گھی وغیرہ جو مانگا کرے ہر روز دیا کرو اور قیمت لینے کی فکر نہ کیا کرو اس نے کہا کہ قیمت آپ سے
کب ملے گی بیجا بگے کیسے بنے گی بزرجمہر بولا کہ قیمت مجھ سے مانگتا ہے اپنا کیا ہوا شاید بھول گیا ہے تو نے چاندنا
دہقان سے کئی ہزار من گیہوں لے کر اسکو زہر دیا ہے چار فرزند بمعیت غلہ بچانے کے واسطے بیقصور مار ڈالا ہے
یہ راز اگر عدالت شاہی میں جا کر افشا کروں تو کیا حال ہو کیسا تمہارا مآل ہو بنیا پتے کی سنکر سن ہو گیا پگڑی اتار کر قدموں
پر رکھدی گھبرا کر کہنے لگا کہ میاں جی خدا را م جانیے یہ دوکان آپ ہی کی ہے جس وقت جو درکار ہوا کرے منگوا لیا کرو پر
یہ بات جو ان کہنی آپ نے کہی ہے اس کو اپنے جی میں رکھو بزرجمہر وہاں سے خادمہ کو ہمراہ لے کر قصاب کی دوکان پر گیا
اس سے کہا کہ ایک من تبریزی گوشت ہر روز اس عورت کو دیا کرنا اس نے کہا کہ حساب کب ہوا کرے گا روپیہ کس وقت
دیجیے گا بزرجمہر نے کہا کہ وہ جو تو نے قوس گلہ بان سے کئی ہزار دنبے لیکر قیمت مانگنے کے وقت اس کو مار کر اپنی دوکان
کی کوٹھری میں گاڑ دیا ہے اس بیچارے کا ہزار ہا روپیہ مفت مار لیا ہے تو چاہتا ہے کہ عدالت شاہی میں اسکے
وارثوں کو بھیجوں تجھے اس کے خون کا رنگ دکھلا دوں کہ گوشت کی قیمت مجھ سے طلب کرتا ہے ایسا غافل بیٹھا
ہے قصائی یہ جملہ سنکر گاے کی طرح سے کانپنے لگا اور بے تحاشا بزرجمہر کے پاؤں پر گر کر کہنے لگا کہ گوشت تو کیا میری
جان بھی آپ پر قربان ہے جس قدر سرکار کی لونڈی حکم کرے گی اتنا گوشت تحفہ کریلی کا ہر روز تول دیا کروں گا
دھوکے سے بھی حرف طلب کبھی زبان پر نہ لاؤں گا مگر میری جان و حرمت کا خیال فرمائیے گا یہ راز زبان پر نہ
لائیے گا اسی طرح صراف کو بھی کچھ احوال ماضیہ اس کا بیان کر کے گھبرا دیا پانچ دینار کا یومیہ مقرر کرا لیا اور خوشی
خوشی اپنے گھر میں بیٹھ کر وقت کا انتظار کرنے لگا دوست و احباب نئے نئے جمع ہوے عیش و عشرت بیشمار کرنے لگا

ع بگڑی بن جاتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے

داستان ۳ عو ہونا بادشاہ کا الققش کے باغ بیداد میں اور جشن ہونا اس بوستان مینو سواد میں

نخلبندان بوستان اخبار چمن پیرایان گلستان اظہار تختہ کاغذ صاف میں اس طرح اشجار الفاظ موقع موقع پر نصب کرتے ہیں

کہ جب باغ پیدا و تیار ہوا نمونہ بہشت شداد نمود ار ہوا القش خوشی سے پھول گیا فکر دارین بھول گیا فرط مسرت سے پھولا نہ سماتا تھا جامہ تن سے باہر ہوا جاتا تھا بادشاہ کی خدمت میں عرض کی کہ غلام نے حضور کی بدولت و اقبال ایک باغ تیار کیا ہے انواع انواع کے درخت ثمردار اور گل بوٹے کے لگائے ہیں دور دور سے بصرف کثیر نادر نادر درخت منگوائے ہیں باغبان نادر کار نخلبندی میں ہوشیار بہم پہونچائے ہیں ہزار ہا روپے صرف کر کے سیکڑوں استاد اس فن کے بلوائے ہیں ہر شخص یکتائے زمانہ ہے اپنے اپنے ہنر میں یگانہ ہے بیل بوٹے ایسے لگائے ہیں کہ مانی و بہزاد اپنی صنعت سے شرمائے ہیں مگر جاں نثار کی نظروں میں سماتا نہیں خزاں کا رنگ باغ میں معلوم ہوتا ہے جب تک ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی کا قدم مبارک اسمیں جاتا نہیں امیدوار ہوں کہ حضرت خاقان جہاں نوشیروان زماں بطریق گلگشت کبھی اس طرف توجہ فرمائیں خانہ زاد موروثی کا رتبہ فلک اعظم تک پہونچائیں حضرت کے قدموں کی برکت سے باغ میں بہار آجائے ہر گل و غنچہ اپنا اپنا رنگ دکھائے ازراہ غلام نوازی اگر دو ایک میوے نوش جان فرمائیں غلام کو ثمر مراد حاصل ہو اشجار امید بار لائیں بادشاہ نے اس کے التماس کو قبول فرمایا معروضہ اس کا درجۂ اجابت میں لایا القش نے تسلیم بجا لا کر نذر گذرانی رخصت ہوا باغ میں آکر سامان دعوت کرنے لگا آناً فاناً سب اسباب ضیافت کا مہیا ہو گیا اقسام اقسام کے کھانے تیار ہونے لگے طرح طرح کے میوے کشتیوں میں چنے گئے ارباب نشاط کی حاضری کو حکم ہوا آتشبازوں نے آتشبازی چھوڑنے کا موقع ڈھونڈھ رکھا روشنی کا سامان ہونے لگا ہزار ہا گلاس چڑھ گیا جھاڑ فانوس دیوارگیریاں صاف ہونے لگیں مومی کافوری شمعیں چڑھائی گئیں تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ بجاہ بھی مع ارکان دولت بہار افزائے باغ پیدا ہوا القش نے ایک تخت رواں ہوادار اس تکلف کا بادشاہ کے واسطے تیار کیا تھا کہ اس پر گل اور بوٹے الماس و یاقوت کے بنائے تھے اور چاروں کونوں پر چار طاؤس زمرد کے جمائے تھے ان طاؤسوں کے جوف میں بخوردان جڑاؤ رکھے تھے ہر طاؤس کے پہلو میں دو نرگس دان تعبیہ کیے تھے کہ کوزے جن کے مرصع لٹکائے تھے زمرد کے پتے الماس کے پھول بنائے تھے زیرہ اسمیں کہراج کی کیفیوں کا دیا تھا صانع بیچون کی قدرت کا نمونہ تھا جب بادشاہ کی سواری باغ کے قریب پہونچی القش نے تو ہر کارے اور سوار خبر رسانی کو تعینات کر رکھے تھے خبرداروں نے بادشاہ کی آمد کی خبر دی مقدم مبارک شاہی کی دھوم ہوئی القش مع اپنے فرزندوں و مصاحبین معززکے بطریق استقبال حاضر ہوا وہ تخت اور چالیس ہاتھی جنپر زربفت کی جھولیں پڑی ہوئیں ہودج اور عماریاں طلائی جواہر نگار گنگا جمنی کے کام کی مچھیوں پر کھنچی ہوئی زنجیریں اور ہیکلیں نقرئی اور طلائی گردنوں میں زربفت کی مستک پر کلیں انتونیر چاندی و ریشم کی خولیں چڑھی سونڈوں پر تمامی کی سونڈ دستیاں پڑی ہوئیں آنکس الماس کی ڈنڈیوں کے فیلبانوں کے ہاتھ میں کیسر بنارسی پگڑیاں چوڑی دار بندھا ہوا توں کے سر پر قبائیں زربفت کی بدن زری کے کمر بند کمر میں چرکٹے ہمراہ شتر کے گھٹنے کمخواب کی مرزائیاں پہنے ہوئے بنارسی پٹکے کمر میں کسے ہوئے زری کے پھیٹے سر پر لپیٹے ہوئے برچھے اور ڈنڈے مرصع ہاتھوں میں لیے ہوئے گرداگرد سانڈنی سوار رنگا

پریکا پر صبا رفتار گھوڑوں پر سوار گھوڑ دوڑ کو جاتے اڑاتے ہنر اپنا دکھاتے قطار در قطار اور دو سو گھوڑے تازی عراقی عربی ولایتی کاٹھیاواڑ
کچھی چوگوشیا ابھرا اچھلی ترکی تازی نجدی کیپ ڈیلا جنس دہنے اور سواسوٹا نگن کوہی بگہو ریگیو اشامی رنگوں بسنت جادی
بخاری ٹٹول سیڑھی کسکی قدم باز باد رفتار صبا کردار زمین پر قدم نہ جمائے خیال سے آگے جاتے پری صورت جواد سیرت
ایال ترشے ترشائے عطر میں بسے بسائے زین زرین سے مزین زردوزی غاشیے اُن پر پڑے ہوئے کلغی پوزی پٹہ دمچی
پیش بند ہیکل مرصع گجگائیں سٹرکیں چنور لگے ہوئے جال کلابتوں مٹھیوں پر اُس پر پاکھریں جواہر نگار بچپن طلائی ہاتھوں میں
زیربند پشمینے کے بندھے ہوئے بالا تنگ زیر تنگ سے کھنچے ہوئے کلابتونی باگ ڈوریں سائیسوں کے ہاتھ میں فی راس
دو سائیس ساتھ ہیں طلائی کڑے سائیسوں کے ہاتھوں میں پڑے سرخ پٹیاں سر پر باندھے گجراتی مشروع کے گھٹنے پائوں
میں پہنے گلے میں مرزائیاں سقرلاتی کارچوبی کام کی بھاری بھاری چوڑیاں گنگا جمنی ڈنڈیوں کی کہ جنکے بال بال میں موتی پروئے
تھے لیے ہوئے مگس رانی کرتے تھے آگے پیچھے دائیں بائیں جانوروں کے حال کی نگرانی کرتے تھے اور کئی ہزار مہار شتر
عربی بغدادی دکوہانی ماڑواڑی جیپوری بیکانیری جن کے اوپر چڑاؤ کجاوے کارچوبی سقرلات کمخواب کی جھولیں پڑی ہوئیں
کنٹھیاں سنہری روپہلی دہانوں پر چڑھی ہوئیں نکیل ریشمی در کلابتونی ناک میں ہر ہر شتر سوار اپنی اپنی خودبینی کی تاک میں وہ
مگس ایل کہ غرور چالاکی سے ہر ایک سانڈنی تنی جاتی تھی گاہے غایت ناز و محبت سے شتر سوار کی گود میں سر رکھتی تھی کمال
علو ہمتی سے زمین کی طرف گردن نہ جھکاتی تھی اور کئی ہزار نقرئی و طلائی کشتیاں لعل یاقوت الماس زمرد پکھراج نیلم
نیلک زبرجد مونگا فیروزہ وغیرہ جواہر آبدار بیش قیمت گرانبہا نایاب اور زیورات مرصع کار بے مثل لاجواب سے معمور اور کئی ہزار
کشتی انواع انواع سلاح از قسم شمشیر خراسانی اصفہانی قزوینی پرتگالی گجراتی الیمانی مغربی جنوبی مصری فرخ بیگی ترہ سرہی
نیمچہ بیچ اور چھری اور قرولی پیش قبض بچھوا ماہک کٹار دشنہ قمع یہودی اور بندوق ولایتی ٹوپی دار چقماق دار سلائی دار ہوادار
اور طپنچہ ایک نالہ دونالہ ہفت نالہ تپنچک وغیرہ سے چنی ہوئیں چشم بد دور اور علی ہذا القیاس تھان ہزار ہا کمخواب زربفت
چیناتوٹ مشروع گلبدن رعنا زیبا رومال دوپٹے پٹکے بنارسی گجراتی جامدانی کامدانی محمودی چندیلی شبنم چقن تا شمار نزاندام
ململ کلاپچ نینو تمین سکھ تنزیب وغیرہ کے کشتیوں میں قرینے سے لگے ہوئے پوشاک سربائی دوشالہ رومال پٹکے گلوبند جامہ وو
صدری قبا لبادہ کلیجہ عبا اچکن بہت سلیقہ کے ساتھ چاندی کے خوان اور کشتیوں میں دھرے ہوئے ساتھ لے کے باہر کے
میلو خانے میں نذر گزران کے تخت کا پایہ پکڑے ہمراہ ہوا جب بادشاہ فلک بارگاہ باغ میں داخل ہوا دیکھا تو واقعی باغ
قابل گلگشت فرحت فزا ہے خوب آراستہ نفیس خوشنما پرفضا ہے دروازہ باغ کا بہت مرتفع ہے عظیم الشان چوکھٹ
بازو چوب صندل کے آبنوس کا دروازہ اُس پر چاندی اور فولاد کی میخیں جڑی ہوئیں از بس مستحکم اور مضبوط قابل استحسان
سنگ مرمر کی جو چار دیواری بنائی تھی اُس کے دروازوں میں جواہر کی تحریری پچی کاری کی تھی اور جابجا دیوار میں
جواہر کے درخت جو تعبیہ کیے تھے شاخیں اور پتے زمرد کے اور غنچہ و گل یاقوت و لعل کے بنائے تھے اُن کی شاخوں پر

بلبل طوطی مینا قمری فاختہ لال دھیر سینہ باز دعو ہریل کوکلا شیر قسے زمرد و لعل کے بنا کر بٹھائے تھے اور نیچے اُس
دیوار کے ٹٹیاں میناکار اُن پر انگور کی بیل زمرد کی بنی ہوئی تھی اور جتنے موتیوں کے بجائے خوشہ ہائے انگور لٹکے ہوئے
اور اصلی خوشے اور پھل جو درختوں میں لگے ہوئے تھے اُن پر تھیلیاں تاش بادلے کی چڑھی ہوئی تھیں اور ریشمی کلابتوں
کی ڈوریوں سے کھنچی ہوئیں قیمت میں ایک سے ایک بڑھی ہوئی تھیں اور چمن بندی اور صفائی اس روش سے کی تھی
کہ روشوں پر لوہے کی پٹریوں کا صاف گمان ہوتا تھا پاسے نگاہ پھسلتا تھا دیدہ تماشائی حیران ہوتا تھا کیاریوں میں پھولوں
کے ہر قسم کے درخت مثل گل لالہ نافرمان جعفری داؤدی ہاہو ہمیشہ بہار ہزارا گھر کی بیلا موتیا موگرا چنبیلی جوہی سوسن

بادشاہ کا باغ بیدامین جانا اور بارہ دری میں تخت طاؤسی پر بیٹھکر لقش کو خلعت دینا اور ناچ ہونا

راے بیل سیوتی نیتلی کیوڑہ گل مہندی کلغا فرنگ دوپہریا اور رنگ شبو سورج مکھی نرگس ناز بو دہنیان عباسی زعفران گل
چراغاں کے لگے تھے اور کسی چمن کے گرد ٹٹی مہندی کی کتری ہوئی اور کسی کے گرد چنبیلی کی باڑھ اور کسی کے چاروں کونوں پر
مولسری کے درخت قدآدم چھٹے چھٹائے کھڑے تھے اور کسی چمن کے گوشوں پر سرو صنوبر شمشاد ہار سنگار کے سربفلک
ہوئے چمن میں ان کی خوشبو سے عقل علی اور یہی مہک درشاخیں پھولوں کی کمال اختلاط و محبت سے باہم گرم آغوش
وہاں غنچہ سے ایک دوسرے کا منہ چوم رہی تھیں اور درختان میوہ دار کی شاخیں پھلوں سے لدی ہوئی جھوم رہی تھیں
ہنس قرقرے سارس اور کبک و چکور روشوں پر خوش خرامی کر رہے تھے اور شاخہائے گلبن پر ہزاروں بلبل ہزار داستان
کے چہچہے تھے سرو و شمشاد و صنوبر پر فاختہ و قمریاں لباس خاکستری پہنے کوکو زناں اور ہر ہر چمن پر چار چار دروازے
محراب دار چاندی کی تیلیوں پر سبز مینا کیا ہوا کھڑے تھے اور اُن کے کناروں پر ستون چاندی کے خول چڑھے ہوئے
کمال خوبصورتی سے گڑے تھے جابجا فصیلوں پر طاؤس رقص کناں اور چودہ چودہ پندرہ پندرہ برس کی مالنیں زربفت کے

لگے پہنے اُس پر سالو کی چُنری گردلچکا ٹکا ہوا اوڑھے مانگ ٹیکا بندی ماتھے پر لگائے پہونچی کنگن طلائی کلائیوں میں پہنے پہنائے مانگ مرصع بازو دولی پرچھاپ حنائی انگلیوں میں بچھوے انگوٹھے چھن پاؤں میں کنٹھیاں سونے کے دانوں کی گلے میں ڈالے طلائی اور نقرئی دستوں کے بیلچے گھونگھرو لگے ہوئے ہاتھوں میں نئے نئے انداز کی نرالی گھاس روش پٹری کی سوکھی شاخ ٹوٹی کلی چمنوں سے دور کرتی تھیں ہر روش کو خس و خاشاک سے صاف کر کے دیکھنے والوں کے دل کو مسرور کرتی تھیں اُن کی نرم نرم نازک کلائیاں شاخ صندل کو شرماتی تھیں باریک باریک اُنگلیاں حنائی انکی شاخ مرجان کو شمار میں نہ لاتی تھیں سینہ شفاف چشم بددور گورا صاف صاف اور اُس پر اُبھار نور علی نور سیب و ترنج چمن کے آگے بدنما ہوا نار اور لیموں شرماتا ہوا جا بجا غول کے غول چمنوں میں پانی بہاتی تھیں آپس میں ہنسی ٹھٹھول دل لگی کرتی تھیں خوش الحانی سے چپکے چپکے کچھ گنگناتی تھیں کسی روش کی گھاس سوکھی اکھاڑ کے ایک طرف لگا دی کسی پٹری پر ہری ہری دوب اُکھاڑ کے بیلچے سے جما دی کسی کیاری میں درختوں کے تھالے بنانے لگیں کسی درخت پر عشق پیچے کی اور کسی ٹٹی پر انگور کی بیل دوڑانے لگیں اور آبجویں جو چمنوں کے گرد جاری تھیں و در دیہ اُن کے کنارے پر بگلے قرقرے سرخاب مرغابی چہے قطار در قطار بیٹھے تھے اور بڑے بڑے جو درخت تھے اُنکی ٹہنیوں و شاخوں پر سفید و سبز و طلائی ریشم کی تمامی کے غرارے چڑھے تھے اور جا بجا چبوترے سنگ مرمر و رخام سنگ موسیٰ افشانی کے ہشت پہل بنے ہوئے تھے اور ہر ایک چبوترے کے آگے حوض گلاب عرق بید مشک و بہار و کیوڑے سے بھرے ہوئے تھے درمیان میں ہزارے فوارے بشکل بلبل و فاختہ و قمری جواہرات کے تیار تھے اور چاندی سونے کے خزانے فواروں کے حوضوں میں لگے ہوئے جاری بیشمار تھے جب اُن کے پر و بال سے ہزارہ چھوٹتا تھا تو ہزار ہزار طرح کا لطف دکھاتا تھا دیکھنے والوں کی آنکھوں میں خنکی آتی تھی دل باغ باغ ہو جاتا تھا ناف باغ میں ایک ایسا بنگلہ فیروزے کا بنا ہوا تھا کہ کبھی اُسکے مقابل کا عالم میں کہیں نہ بنا تھا اور گرد اُس کے سائبان گنگا جمنی تمامی کے سنہرے روپہلے ایستادوں پر تنے ہوئے تھے دروں میں چلومس سونے روپے کی تیلیوں کی کلابتوں سے گندھی ہوئی پڑی تھیں زربفت کے پردے یاقوت کی پھرکیوں میں زری کی ڈوریوں کے کھینچے ہوئے تھے صدر کے آستانے پر سات لاکھ اشرفی کا چبوترہ تیار ہوا تھا اور اندر اُس بنگلے کے ایک تخت جواہر سے معرق لگایا گیا تھا بادشاہ اس چبوترے پر ہو کر زینت بخش اریکۂ شاہی ہوا اندریں گزیں النقش کو فخر امتیاز غیر نامتناہی ہوا باغ بیداد کی فضا دیکھ کر اپنے باغ داد کی بہار کو خزانی سمجھا بے اختیار زبان مبارک سے فرمایا کہ فی الحقیقت اس باغ کی زمین شداد کے باغ سے کم نہیں اُس کو دیکھ کر بہت خوش طبیعت ہماری ہے سڑکیں صاف روش قطع پھل تحفہ تحفہ میوے مزے دار پھول نایاب درخت ہموار حوض مفرح پُر فضا بہت خاصی تیاری ہے اُس کی بہار و تیاری کی صفت کانوں سے سنتے تھے اُس کو آنکھوں سے دیکھا ماشاء اللہ نہایت دلچسپ و عمدہ تیار ہوا ہے

القش گردن زدنی بادشاہ کی تعریف کرنے سے باغ باغ شگفتہ ہوکر پھولوں نہ سماتا تھا فرط نشاط کے باعث جامہ تن
سے باہر ہوا جاتا تھا عرض کرنے لگا کہ یہ سب حضرت ظل سبحانہ کا صدقہ ہے ورنہ غلام کا کیا رتبہ ہے جاں نثار کی عزت
دوبالا ہوئی کمال افتخار ہوا خانہ زاد کا پایۂ اعزاز افلاک تک پہونچا ہمعصروں میں دو چند آبرو والا ہوا بعد اسکے بادشاہ نے
خاصہ نوش جان فرمایا القش نے صحبت عیش و نشاط کو فرمایا رقاصان پری پیکر و معشوقان سیمیں بر مجرا کرنے لگے ساقیان
گلفام جام بلورین کو مے ارغوانی سے بھرنے لگے پیمانہ کی گردش دیکھ کر جام فلک چکر میں آیا اور مے سے زمانے نے
اور ہی رنگ دکھایا آتشبازی چھوٹنے لگی چشم نظارگیاں مزے لوٹنے لگی المختصر ایسی شبانہ روز تک بادشاہ نے اس باغ
میں داد عیش دی بائیسویں دن القش کو خلعت جمشیدی عطا کیا بعد اسکے سواری حاضر ہوئی جہاں پناہ سوار شاد و شادماں
ہوا ایوان خسروی میں داخل ہوکر مصروف عدل و داد ہوا

گرفتار کرنا ملک القش وزیر کا بزرجمہر بے تقصیر کو اور رہا ہونا اُسکا پنجۂ القش سے اور جمع کرنا بادشاہ کا وزراے باتدبیر کو اور پوچھنا تعبیر کا اور دینا تعبیر کا

باغبان قدرت کی صناعی سے چمن دہر میں ہر وقت نیا پھول پھولتا ہے دیدۂ ہوشیار عاقبت بیں اُسکی صنعت کا ملاحظہ کر
دنیا و مافیہا بھولتا ہے اگر ہنسا وہیں خار غم اُسکے پہلو میں چبھا جس شاخ نے عاجزی سے گردن جھکائی فوراً ثمر مراد ہاتھ
میں لائی جس ٹہنی نے اپنی حد سے زیادہ سر اُٹھایا دست نخلبند نے دفعتہً کاٹ ڈالا دیکھیے اس باغ میں نیا گل کھلا اور
ہی رنگ کا شگوفہ چٹکا بزرجمہر کا قصہ پھر شروع ہوا ہے زمانہ نیرنگی کیسی کیسی دکھاتا ہے راویان حکایت تحریر ہے
باستانی مقرروں کی تقریر ہے کہ بزرجمہر ازبسکہ مرد متین و ہوشیار ذی شعور سلیقہ شعار تھا گوشۂ انزوا قبول کرکے بیٹھ رہا
تھا معبود حقیقی کی عبادت میں شب و روز بسر کرتا تھا ایک دن اُسکی ماں نے کہا کہ بے اختیار ساگ کھانے کو دل چاہتا ہے
بیٹا اگر تکلیف کرتے تو ماں کی نیت بھرتی بزرجمہر نے بسر و چشم ماں کا کہنا قبول کیا باغ بیداد کی طرف کا راستہ لیا
جب باغ کے دروازے پر پہونچا تو باغ کا دروازہ بند پایا باغبان کو آواز دی وہ فوراً چلا آیا جونہی قفل کھولنے کا ارادہ
کیا خواجہ نے کہا کہ قفل کو ہاتھ نہ لگانا تو نے جو کل سانپ مارا تھا اُس کی ناگن قفل کی جھڑ میں تیرے ڈسنے کے لیے
بیٹھی ہے اپنے جوڑے کا بدلا لینے کی فکر کر رہی ہے باغبان نے جو غور کیا تو واقعی ایک ناگن کو قفل کے روزن میں
بیٹھے دیکھا باغبان نے اُسکو مار کر دروازہ کھولا اور قدموں پر گر کر کہنے لگا کہ آپ نے میری جان بچائی مجھے پہلے
سے اطلاع فرمائی ورنہ اس دم مرنے میں کیا باقی رہا تھا مفت میں غلام جاں بحق ہوا تھا یہ کہہ کر بولا کہ کیا حکم ہوتا
ہے کیوں اس طرف کا قصد ہوا ہے بزرجمہر نے کہا مجھ کو تھوڑا سا ساگ چاہیے جو دام ہونگے دیدونگا اپنے
گھر کا راستہ لونگا باغبان بولا کہ ساگ حاضر ہے قیمت اُس کی میں ایسے محسن سے کیا لونگا یوں ہی حاضر کردونگا

باغبان جو ساگ لانے کو گیا دیکھا کہ بکری زعفران زار میں گھسی ہے بے اندیشہ چمن خوب چر رہی ہے باغبان نے جھنجھلا کر ایک بیلچہ اس کو مارا وہ تڑپ کے مر گئی جان سے اسی وقت گزر گئی بزرجمہر نے کہا کہ اے ظالم یہ بے واسطے تین خون تو نے کیوں کیے یہ خون ناحق اپنی گردن پر لیے اس نے مسکرا کر کہا کہ صاحبزادے خیر تو ہے ایک بکری مری تین خون بتلاتے ہو کیا سخن فرماتے ہو بزرجمہر نے کہا کہ اے بیوقوف اس بکری کے پیٹ میں فلانے فلانے رنگ کے دو بچے بھی ہیں وہ بھی اسی کے ساتھ مر گئے اتنے میں ناگہاں جس وقت ان دونوں سے یہ باتیں ہوئی تھیں القش بھی شہ نشین پر بیٹھا سنتا تھا اسی طرف متوجہ ہو رہا تھا باغبان کو بلا کر دریافت کیا کہ یہ گفتگو کیا تھی کیا ماجرا تھا اس نے پوست کندہ حال بیان کیا القش نے بکری کا پیٹ جو چاک کرا کے دیکھا تو اسی رنگ کے دو بچے جیسے بزرجمہر نے بتائے تھے بکری کے پیٹ سے نکلے اسے دیکھ کر متعجب ہوا اور بزرجمہر کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور پوچھا کہ تو کون ہے اور تیرے باپ کا کیا نام ہے کہاں بود و باش کہاں مقام ہے بزرجمہر نے کہا کہ خواجہ بخت جمال کا بیٹا اور حکیم کا نواسا ہوں فلک بیداد کا ستایا ہوں میرے باپ کو کسی ظالم نے مار ڈالا ہے اس سے انتقام لینے کی فکر میں پھرتا ہوں گوشہ نشینی اختیار کی ہے چند روز صبر و شکر کر رہا ہوں منتقم حقیقی کی عبادت میں مشغول ہوں ہر وقت والد مرحوم کے غم میں ہلاک ہوں القش نے کہا کہ بھلا تو نے اپنے باپ کے خونی کو پایا بزرجمہر نے کہا کہ خدا منتقم حقیقی ہے اس کے نزدیک سب آسان ہے کبھی نہ کبھی نشان مل ہی جائے گا اس بیچارے مظلوم کا خون رنگ لائے گا القش نے کہا کہ بھلا بتلا تو شب کو میرا فی الضمیر کیا تھا بولا کہ تو نے جو دفینہ پایا ہے مال مفت ہاتھ آیا ہے چاہتا تھا کہ اپنی جورو سے کہے لیکن نہیں کہا کچھ سمجھ کر خاموش ہو رہا یہ بات سنتے ہی القش کے ہوش اڑ گئے حواس پریشان ہو گئے کچھ اور کے اور ہی سامان ہو گئے اور مثل بید کانپنے لگا دل میں سمجھا کہ مبادا راز افشا ہو جائے یہ سب مال و متاع اور آفت لائے یہ لڑکا روشن ضمیر ہے اور ایسے آدمی کے دل و جگر کھانے سے خورندہ بھی روشن ضمیر ہو جاتا ہے اسکو قتل کیا چاہیے اور اسکا دل و جگر کھایا چاہیے اسکے قتل سے فتنہ و فساد کا خوف بھی جاتا رہے گا اور کوئی حرف کسی طرح کا کوئی زبان پر بھی نہ لا سکے گا فی الفور بختیار حبشی کو کہ اس کا غلام تھا بلا کر چپکے سے کہا کہ اگر تو اس لڑکے کو ذبح کر کے اسکے دل و جگر کے کباب لگا کر مجھ کو کھلا دے تو اس کے صلے میں تیری مراد برآوے اس غلام نے بزرجمہر کو بموجب حکم کے ایک اندھیری کوٹھری میں لے جا کر پچھاڑا چاہتا تھا کہ چھری گلے پر پھیرے بزرجمہر بے اختیار کھلکھلا کر ہنسا اور کہا کہ جس توقع پر تو یہ عذاب مول لیتا ہے وہ امید تیری اس وعدہ خلاف سے بر نہ آئے گی بلکہ یہ عزت آبرو جو ہے وہ بھی خاک میں مل جائیگی اگر اس حرکت سے تو باز رہے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ تو مجھ سے کامیاب ہو جائے گا اس نے کہا کہ بھلا میرا مطلب کیا ہے اگر تو بتلا دے گا تو ابھی رہائی پائے گا بزرجمہر نے کہا تو القش کی بیٹی پر عاشق ہے اور وہ کبھی تجھ کو نہ دیگا مگر میں البتہ تیرا نکاح اس کے ساتھ ٹھہرا دوں گا بلکہ تیرے سرانجام شادی کا خود متکفل ہو جاؤں گا اسوقت تو مجھ کو چھوڑ دے آج کے دسویں دن بادشاہ ایک خواب دیکھ کر بھول جائے گا اور اپنے وزرا کو وہ خواب سنائیگا سب سے تعبیر اس کی پوچھے گا سب کا امتحان کریگا

جب کوئی نہ بتا سکے گا بادشاہ غضبناک ہوگا اُس وقت یہ تیرا خانہ بچہ کو مجھ سے طلب کرے گا مگر خبردار جب تک تین طمانچے تجھ کو
نہ مارے تو مجھ کو نہ بتانا خبردار خبردار یہ حرف وحکایت زبان پر نہ لانا حبشی نے کہا کہ اُس نے تیرے دل وجگر کے کباب مانگے ہیں کہ
کسی جانور کے دل وجگر کے کباب بنا کر لیجاؤں تو وہ حکیم ہے تشخیص کریگا اور مجھ کو سزا دیگا بزرجمہر نے کہا کہ شہر کے دروازے
پر ایک بکری کا بچہ ہے کہ اُس کو آدمی کا دودھ پلا کر پالا ہے ایک بڑھیا بیچتی ہے مجھ سے قیمت دے اُسکو لاکر ذبح کر کباب اُس کے
دل وجگر کے بھون کر اُس کو کھلا باقی گوشت اُس کا اپنے تصرف میں اُٹھا بارے اُسکو بھی خدا کا خوف اور اپنے مطلب فضول
کا لالچ آگیا بزرجمہر کے کہنے کے بموجب عمل کیا اور اس کے خون سے درگزرا القش کباب کھا کر سمجھا کہ اب میں بھی ذو شخصیم ہوا
صاحب کمال ہوا باغ میں بیٹھے بیٹھے خوشی کے باعث نہال ہوا بزرجمہر جب جیتا جاگتا اپنے گھر آیا سمجھا کہ ع رسیدہ بود
بلائے ولے بخیر گذشت ۔ مادر مہربان سے سب ماجرا زبان پر لایا وہ بیچاری آفت کی ماری کچھ اپنے شوہر کا حال اور کچھ اُسکی
بیکسی اور آفت رسیدگی کا خیال کر کے خوب روئی پیٹی اور پھر اُسکی محفوظی پر خدا کا شکر بجا لائی اور بولی کہ بیٹا تم اپنے گھر سے
باہر نہ نکلا کرو گوشۂ عافیت میں بیٹھے رہو جو کچھ خدا شام تک دے گا کھالیں گے اُسکا شکر ادا کریں گے دشمن درکمینگاہ ہے
خدا نہ کرے کوئی آفت اُٹھائے تمھارے دشمنوں کو خدا نخواستہ کسی آفت میں پھنسائے اُس نے کہا کہ آپ یہ دل میں کسی طرح
کا وسواس نہ فرمائیں دیکھیے تو انشاء اللہ تعالےٰ کیا ظہور میں آتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت نمائی فرماتا ہے اتفاقات سے
اُسکے دسویں دن بادشاہ ایک خواب دیکھ کر بھول گیا صبح کو حکیموں اور وزیروں سے کہا میں نے شب کو ایک خواب دیکھا تھا
سو بھول گیا ہوں کسی طرح یاد نہیں آتا ہے بہت یاد کرتا ہوں تم کو لازم ہے کہ اُس خواب کو بیان کر کے تعبیر اس کی کہو
مجھ سے صلہ اس کا لو سبھوں نے عرض کی کہ اگر خواب معلوم ہوتا تو البتہ اُس کی تعبیر اپنی عقل کے موافق بیان کرتے اپنے
اپنے ذہن وعقل کا امتحان کرتے بادشاہ نے کہا کہ سکندر کے وقت میں جو حکیم تھے اکثر اُسکے خواب کو کہ وہ دیکھ کر بھول جاتا
تھا بتا کر تعبیر بتاتے تھے صلہ اُس کا پاتے تھے تم کو بھی میں نے ایسی ہی مہمات کیواسطے ملازم رکھا ہے اور ہر طرح کا سلوک
تم لوگوں کے ساتھ ہوا کیا ہے اگر خواب میرا بتا کر تعبیر نہ کہو گے تو ایک ایک کو قتل کر دوں گا اور زن وبچہ پلوا ڈالوں گا اور گھر بار
لٹوا ڈالوں گا از روے رحم کے چالیس دن کی مہلت دیتا ہوں اگر تعبیر موافق پسند کے کہی تو خیر ورنہ دیکھنا کس طرح پیش آؤنگا
اور القش پر سب سے زیادہ مؤکد ہوا کہ وہ سب سے ممتاز تھا جتنے حکیم اور وزیر وندیم تھے سب حیران وپریشان تھے کہ
بے دیکھا سنا خواب کیونکر بتلادیں کس فکر وتدبیر سے اس بلاے ناگہانی سے نجات پادیں جب چالیس دن گذر گئے
بادشاہ نے سب کو بلا کر فرمایا کہ خواب کو دریافت کیا کچھ پتہ لگایا اور تو کوئی نہ بولا مگر القش نے عرض کی کہ غلام کو بموجب
حکم رمل معلوم ہوا کہ حضور نے خواب میں دیکھا تھا کہ آسمان پر سے ایک مرغ نے آکر حضور کو دریاے آتش میں ڈال دیا ہے
یہ دیکھ کر حضور خوف سے چونک پڑے اور خواب بھول گئے بادشاہ نے برہم ہو کر فرمایا کہ اے مردک دروغ گو یہ
مجھے اچھا فقرا سنایا اسی عقل پر دعویٰ حکیمی اور رمالی کا کرتا ہے عقل ودانائی کا دم بھرتا ہے یہ خواب بھلا میں نے کب

دیکھا تھا کہ تو نے بیان کیا دو دن کی فرصت ... مدت چاہتا ہوں اگر تیسرے دن تو نے خواب کو نہ بتایا ہوگا تو قسم ہے مجھ کو آتشکدہ
نمرودی کی مجھے بہت سے پہلے جتنا گھر ویران ہوگا ایک ایک پر سیاست کروں گا کسی کو زندہ نہ چھوڑوں گا القش یہ سن کر پریشان
حواس اپنے گھر گیا تو القش بختیار سے پوچھا کہ سچ بتا وہ لڑکا کہاں ہے اسے زندہ چھوڑ دیا یا زیر زمین پنہاں ہے
اس نے کہا کہ اس کو میں نے جب ہی بموجب حکم جناب عالی کے گردن مارا اور اسکے دل و جگر کا کباب بھون کر حضور کو
کھلایا آج مجھ سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ لڑکا کہاں ہے القش نے کہا کہ وہ ایسا دانا اور روشن ضمیر ... ہے مجھکو
وہ تیرے ہاتھ سے بچ رہا ہوگا تو خوف سے حکم عدولی کے نہیں بتاتا ہے مجھ کو قسم ہے لات و منات کی کہ میں تجھے کچھ مواخذہ
نہ کروں گا بلکہ جاگیر اور منصب دوں گا تو اس کو بتلا دے کہ میری جان بچے اور میرے ساتھ کتنے بندگان خدا کی جان اور
آبرو سلامت رہے اس نے جو پہلے کہا تھا پھر اسی سخن کا اعادہ کیا تب تو اس گردن زدنی نے تین طمانچے اس زور سے مارے
کہ کان کے پردے پھٹ کر لہو نکل آیا بختیار بیتاب ہو کر زمین پر گر پڑا تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آکر کہنے لگا غلام کو دست ...
میں اسکو لیے آتا ہوں آپ کا کہنا بجا لاتا ہوں القش نے کہا کہ اے نادان پہلے میں نے کس طرح تجھ سے پوچھا تو نے سوا
انکار کے اقبال نہ کیا اب جب مار کھائی تو یہ بات زبان پر آئی بختیار نے کہا کہ اس نے تاکید کی تھی کہ جب تک تین طمانچے
نہ کھا لینا میرا نشان ہرگز نہ دینا القش نے اس کو چھاتی سے لگایا اور کہا کہ جلد اسکو بلا لا میں تجھے بہت خوش کروں گا
بیشمار زر و جواہر دوں گا بختیار نے آکر بزرجمہر کے دروازے پر دستک دی بزرجمہر جلد تر گھر سے باہر نکلا اور کیفیت بیان
کرکے اسکے ساتھ القش کے پاس گیا القش بزرجمہر سے بہ تعظیم و تواضع پیش آیا اور اگلی باتوں کا عذر کرنے لگا اور
کہا کہ بادشاہ ایک خواب دیکھ کر بھول گیا ہے ہم کو مفت پریشان کر رکھا ہے کہتا ہے کہ اگر میرا خواب نہ بتاؤ گے تو
ایک ایک کو قتل کروں گا سب کو سزا دوں گا پس سوائے آپ کے یہ کس میں طاقت ہے کہ غیب کی بات بتا دے ہمارے
زن و بچوں کو آفت ناگہانی سے بچائے اگر اسوقت آپ مہربانی کرکے اس خواب کو بتا دیں تو گویا جان بخشی ہماری سب کی
کریں بزرجمہر نے کہا کہ میں یہاں نہ بتاؤں گا مگر آپ آج صبح کو بادشاہ سے عرض کریں کہ میں حضور کے حکما اور ندما اور وزرا
کا امتحان کرتا تھا کہ یہ بھی غیب دانی کا علم رکھتے ہیں یا نہیں سو جیسا کچھ یہ لوگ جانتے ہیں مجھ پر کیا حضور پر بھی روشن ہو گیا
ان کا مبلغ علم معلوم و ظاہر ہوا خانہ زاد کا ایک شاگرد ہے اگر اسکو بلا کر پوچھیں تو ابھی حضور کا خواب بتلا دیگا سب تفصیل وار
کہدے گا جب بادشاہ مجھے بلا دیگا میں خواب کو بیان کرکے تعبیر کہدوں گا آپ کو سرخرو کروں گا سیکڑوں بندگان خدا
کی جان قتل سے نجات پائے گی آپ کی ترقی مدارج ہو جائیگی

بیان کرنا بزرجمہر کا بادشاہ کے خواب کو وقت خاص میں اور قتل ہونا القش وزیر کا اسکے باپ کے قصاص میں

دنیا دار مکافات ہے ہر شے کا بدلہ اکثر تو اسی عالم میں ہو جاتا ہے اور اگر اتفاقات وقت سے یہاں پایہ توقف میں رہا تو

حشر پر موقوف اُس کا ہے انسان کو لازم ہے کہ مآل کار پر نظر کرے دنیا و نشۂ دنیا کی محبت میں دنیا کی زود فانی اور بے ثباتی پر توجہ
سرگرم رہے مصداق اس مقال کا اور مقتضی اس حال کا واقعہ ہے القش بدکردار ناانجام کار کا ہے کہ اپنے بادشاہ کو بچشم
حسن تجربہ ناکامی کا ثمرہ ملا واقفان قصص باستانی و دانندگان واقعات زمانی خواب شب راد کو زبان خامہ پر لاتے ہیں بیچ
قرطاس میں تعبیر اس کی اس طرح فرماتے ہیں کہ دوسرے دن جو القش بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا آموختہ بزرجمہر
کا زبان پر لایا حکم ہوا کہ اُس کو حاضر کریں جلد بارگاہ سلطانی میں لائیں ایک چوبدار نے بزرجمہر سے جا کر کہا کہ چلیے بادشاہ
نے یاد فرمایا ہے بہت جلد آپ کو بلایا ہے بزرجمہر نے کہا کہ میرے واسطے سواری حضور سے کیا لائے ہو جس میں سوار ہوں حضرت
ظل سبحانی کی آستانہ بوسی کو تیار ہوں اُس نے کہا کہ سواری تو نہیں یوں ہی آیا تھا اور کچھ حکم نہ تھا نہیں پایا تھا اب میں جاتا ہوں
ارکین دولت سے عرض کر کے سواری لاتا ہوں چوبدار نے جا کر عرض کی کہ بے سواری وہ نہیں حاضر ہو سکتا وہ آدمی بڑی
منش کا ہے حکم ہوا کہ گھوڑا لے جاؤ ابھی لے آؤ جب گھوڑا لے کر چوبدار آیا بزرجمہر نے کہا کہ گھوڑے کی پیدائش باد سے
ہے اور میں خاکی ہوں ظاہر ہے کہ خاک و باد سے باہم ضد ہے میں گھوڑے پر تو نہیں سوار ہوں گا جو سواری لائق سواری
لاؤ تو میں اُس پر سوار ہو کر چلوں حضرت خلیفۃ الرحمانی کی درگاہ میں شرفیاب ہوں چوبدار نے یوں ہی جا کر بادشاہ سے
عرض کی فرمایا کہ سب سواریاں لیجاؤ جس پر اُس کا جی چاہے سوار ہو کر آوے بموجب حکم شاہی سب قسم کی سواریاں تیار ہوئیں
فی الفور بزرجمہر کے گھر پر پہنچیں بزرجمہر نے سواریوں کو دیکھ کر کہا کہ ہاتھی پر میں چڑھنے کا نہیں کہ یہ خاص سواری بادشاہ
کی ہے اس پر سوار ہونا بے ادبی ہے میانہ پر بیمار چڑھتے ہیں میں بیمار نہیں ہوں اور نہ مردہ ہوں کہ چار کے کاندھے پر
جاؤں جیتے جی آپ کو مردہ بناؤں شکر ہے آفریدگار کا کہ تندرست ہوں کسی طرح کا نہ بیمار ہوں نہ سُست ہوں اونٹ
فرشتہ خصلت اور میں انسان بے حقیقت اُس پر سوار ہونے کی طاقت نہیں مجھ میں ایسی کچھ لیاقت نہیں خچر حرامزادہ ہے
اور میں حلال زادہ میری سواری کے قابل نہیں طبیعت میری اُس کی طرف مائل نہیں بیل پر بنیے اور دھوبی چڑھتے ہیں
میں نہ دھوبی ہوں نہ بنیا شریعت زادہ ہوں اہل علم نیک و بد کا دانا بینا گدھے پر وہ سوار ہووے جو گنہگار ہووے
میں محض بے گناہ ایک ادنیٰ رعایا نے جہاں پناہ کی ہوں ان سواریوں کو پھیرے جاؤ اور جس طرح میں نے کہا ہے شاہ
دادگر کے گوش ہوش تک پہونچاؤ عرض کرو ناچار وہ سواریاں جو لوگ کہ لائے تھے پھیرے گئے اور بے کم و زیادہ تقریر بزرجمہر
بادشاہ کی خدمت میں بیان کی بادشاہ نے کہا کہ اُس سے پوچھو کہ کون سواری مانگتا ہے جو کہ بھیجی جائے اُس کی خاطر کیجائے
ملازمان شاہی نے جا کر حکم بادشاہ کا بزرجمہر کو سنایا اُس نے کہا کہ اگر بادشاہ کو خواب سننا منظور ہووے تو القش کی پیٹھ
پر زین کسوا کر بھیج دیں کہ میں بلحاظ الجنس یمیل الی الجنس اُس پر سوار ہو کر حضور میں حاضر ہوں اور خواب بادشاہ کا بے کم و کاست
بیان کر دوں دوسرے یہ کہ وہ خر حکما ہے اور میں حکیم ہوں اُس پر سوار ہونا اور تفوق عیب نہیں مجھے زیبا ہے حاضرین دربار کو
حیرت ہوئی کہ یہ آدمی کس دل و دماغ کا ہے کس بے اعتنائی سے جواب صاف دیتا ہے ارشاد شاہی کی بجا آوری میں

لوگ اپنا فخر جانتے ہیں اگر کسی امیر وزیر کے ذریعہ سے پہونچے تو اُسکا احسان مانتے ہیں یہاں ظل سبحانی بہ نفس نفیس خود یاد فرماتے ہیں وہ ذات شریف کس بے پروائی سے پیش آتے ہیں یا تو اُس شخص کے دماغ میں کچھ فتور ہے یا بڑے رتبہ کا انسان ہے ہمارے فہم کا قصور ہے بادشاہ یہ سنکر بے اختیار کھلکھلا کر ہنسا اور کہا القش کی پشت پر زین کس کر لے جاؤ بزرجمہر کو لے آؤ حکم کی دیر تھی فی الفور القش کی پیٹھ پر زین باندھا گیا اور منھ میں دہانہ دیا گیا بزرجمہر کی خدمت میں حاضر کیا اُس کی مرضی کو مقدم کیا بزرجمہر ملک القش کی پیٹھ پر سوار ہوکر ایڑ مار کر ہر قدم پڑھتا چلا شکر ہے کہ آج میں نے

بزرجمہر کا القش کی پشت پر سوار ہونا اور تماشائیوں کا اذن کیساتھ جانا

اپنے باپ کے قاتل کو پایا ہے اثنائے راہ میں جس نے دیکھا ایک نئی بات سمجھ کر کیا لڑکا کیا جوان کیا بوڑھا ہر ایک اُس کے ساتھ ہولیا جب بادشاہ کی خدمت میں بہیئت کذائی حاضر ہوا بادشاہ نے بہت عزت و حرمت اُس کی کی اور دلدہی قدر شناسی و رتبہ دانی کی عمل میں لائی فرمایا کہ پہلے تو یہ بتلا کہ القش نے تیرا کیا قصور کیا ہے کہ اس کج ادائی سے تو اس سے پیش آکر در پے ذلت ہوا ہے بزرجمہر نے عرض کی اول تو یہ خائن ہے کہ حضرت ظل سبحانی حاتم ثانی سا جواد فیاض آقا اور خداوند نعمت پاکر اُس نے ایسی خیانت کی پھر چوری بھی کیسی سینہ زوری اُس کو خوف نہ آیا کہ اگر میری چوری ظاہر ہوجائے گی تو کیا انجام ظہور میں آئے گا غضب سلطانی میں پڑوں گا زندہ گور میں گڑوں گا کونسی آفت ہے کہ سر پر نہ آئے گی یہ چوری کیا کیا خرابی نہ دکھائیگی دوسری بات یہ ہے کہ باوجودیکہ یہ علم رمل میں میرے باپ کا شاگرد تھا اور اُس نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا اور وہ وہ کوچہ علم و ہنر کا دکھایا کہ اگر اسکا باپ بھی ہوتا تو اپنے جیتے جی ایسا سلوک کبھی اس کے ساتھ نہ کرتا وہ تو اس کے پیر کا اُستاد تھا صاف باطن نیک طینت اس کی طرف سے دل خالی رکھتا تھا بلکہ اُستادی سے اس کے ساتھ محبت رکھتا تھا اُس سے زیادہ اس لیے میرے الفت رکھتا تھا کوئی نیک و بد اس سے مخفی نہ کرتا تھا کسی شے کو اس ظالم سے پوشیدہ کبھی نہ

سات گنج شداد کے دفن کیے ہوے اُس کو ملے تھے آپ نے کر دوستی کے لحاظ سے اس کو بتا دیے ایک نے تمہاری تھی اُسمیں سے
نایاب خزانے اسی کو حوالے کیے اس سبب دہشت سے کہ مبادا کسی کے کانوں تک یہ بھنک اُس کی زبان سے پہنچے
اور شدہ شدہ حضور کو معلوم ہووے تو یہ ہفت گنج میرے ہاتھ سے جاتے رہیں درصفت دوسرے کو نصیب ہوں بیگناہ
کو قتل کر کے اُسی تہخانے میں جہاں وہ خزانے ہیں سپرد کیا کچھ خوف خدا اور لحاظ محسن کشی کا نہ کیا کے خون ناحق اپنے ذمہ
پر لیا چنانچہ ہنوز نعش اُس کی اُسی جگہ بے گور و کفن پڑی ہے کنکر پتھر کے نیچے کچھ کھلی کچھ دبی ہے یہ ضعیف آکر بیٹیوں کا خون
سر پر چڑھ کے پکارتا ہے نئی نئی طرح کے رنگ دکھا کر جہاں پانی نہ ملے وہاں مارتا ہے پس اب میں حضور سے عادل بادشاہ
سے دادخواہ ہوں امیدوار ہوں کہ اپنی داد کو پہنچوں اگر حضور آج عدالت نہ کریں گے اور داد نہ دیں گے تو فردائے قیامت
کو عادل حقیقی سے کہ وہ داد رس داد ہے داد طلب کروں گا اور اُسی عالم الغیب و منتقم اعمال سے تلافی اعمال چاہوں گا
اُس وقت حضور بھی پوچھے جائیں گے اس امر کے مکافات میں بلائے جائیں گے کہ مظلوم کی داد کیوں نہ دی اور ظالم کی سزا
کیوں نہ کی اُس وقت کیا فرمائیے گا اور اس جواب دینے سے اُس ملک علام کے حضور سے کیونکر نجات پائیے گا جب
بادشاہ نے یہ ماجرا سنا الققش کی طرف بچشم غضب دیکھ کر فرمایا کہ یہ کیا کہتا ہے اس کے باپ نے تیرا کیا قصور کیا تھا کہ تو نے
اُس مظلوم پر یہ ظلم بے پایاں کیا اور اُس کے تمام حقوق فراموش کر کے کس بیرحمی سے اس کو مار کر اس کے فرزند کو یتیم
اور زوجہ کو اُس کی رنج رنڈاپے کا دیا میرا خوف نہیں تو خدا کا بھی خوف تجھ کو نہ آیا نہ سوچا کہ میں جو اسقدر خون ناحق کرتا
ہوں آخر ایک دن یہ خون رنگ لائے گا روز سیاہ مجھ کو دکھائے گا سچ ہے اُس نے تیرے ساتھ نیکی کی تھی تو نے بدی کی تھی
جس کے بدلے تو نے اُس کو یہ سزا دی اگر وہ علم رمل تجھ کو تعلیم نہ کرتا رموز اُس کے نہ بتاتا تو ہرگز تیرے قبضہ اُس کو کچھ نہ
بناتا اگر وہ سات گنج شداد کے کہ دولت خداداد اُس کو ملی تھی تجھ کو نہ دکھاتا تو اس کو بھوگ نہ چڑھاتا مگر دیکھ تو گردنی
و زندہ سوختنی تو بھی اس کردار بد کی کیسی نیک سزا پاتا ہے کیسا یہ صاحب خطر جہنم میں جاتا ہے اگر تجھ کو تو دہ تیر عدالت
نہ بنایا بڑی خطا کی اور خون انصاف اپنے سر پر لیا الققش نے کہا کہ حضور یہ مجھ پر تہمت کرتا ہے مفت مجھ کو
لیے مرتا ہے بزرجمہر نے کہا ہمیں خوب دھیان میدان بیفائدہ کیا کہنا کیا سنتا ہے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے لوگ میرے
ساتھ چلیں میں اپنے دعوی کو ثابت کر دوں گا اس دروغ گو کو تا بہ دروازہ پہنچاؤں گا بادشاہ خود بذات اقدس مع
ارکان دولت اُس مقام کی طرف جہاں خواجہ بخت جمال مقتول پڑا تھا متوجہ ہوا بزرجمہر کے ساتھ ہو لیا اور حکم دیا
کہ الققش کو بھی پابزنجیر کر کے لیتے آؤ اور پیادہ پا اُس کو قیدیوں کی طرح جلد دوڑاتے ہوے وہاں پہنچایا اس ہنگامے
سے شہر بھر میں ہلچل مچی تمام مخلوقات اُس ظالم کی ہیئت دیکھنے کو دوڑی کوئی قہر الہی دیکھ کر لاحول پڑھتا کوئی شیخ ظاہر پانی پیتا تھا
کوئی بازاری عوام میں سے اُس کا نام محسن کشی سنکر گالیاں دیتا چلا جاتا تھا کوئی کہتا تھا کہ بدی کا
کوئی کہتا تھا بُرے کام کا بدلا کبھی نہ کبھی ملتا ہے حق اُس کو بجا خرابی پہ کر عبرت رہا تھا کوئی اس

کرتا تھا غلام مع ہجوم تماشائی اور ملازمین سرکاری بحفاظت تمام اُس کو وہاں تک پہونچایا ہر گاہ باغ بیداد میں داخل
ہوا بزرجمہر بادشاہ کو اس تہخانے میں لیگیا اور اُس مقام کا نشان دیا دیکھا تو فی الحقیقت سات گنج اُس تہخانے میں
محفوظ ہیں اور ایک طرف نعش خواجہ بخت جمال کی سوکھی ہوئی پڑی ہے مظلومیت و بیگناہی جنازے پر برستی ہے
اور مرکب بھی اس راکب مردہ کا مرثیہ ہے پوست اور استخوان سوکھ کر کانٹا ہوگیا ہے بادشاہ اُس خزانۂ لازوال کو
دیکھ کر باغ باغ ہوا حکم دیا کہ اسی وقت اس کو خزانہ شاہی میں پہونچائیں بحفاظت تمام بہت احتیاط سے کوٹھوں میں
رکھوائیں بموجب ارشاد کے عمل میں آیا مضمون ع کہ زر زر کشد در جہاں گنج گنج ÷ صادق ہوا اور خواجہ کی لاش نکلوا کر
باتزک واحتشام بعد تجہیز وتکفین بڑی دھوم دھام سے موافق اپنی ملت کے دفن کر کے مقبرہ کی تیاری کا حکم دیا اور
بزرجمہر کو خواجہ کی عزاداری اور فاتحہ وغیرہ کے واسطے چالیس دن کی رخصت عنایت کر کے اپنے خزانۂ عامرہ سے
ہزارہا روپیہ عطا کیا بزرجمہر اُس روپیہ کو ہاتھیوں پر لدوا کر اپنے مکان میں لایا اور والدۂ مہربان کے روبرو جا کر رکھوایا
اور تمام احوال بیان کیا اور فکر چہلم میں مشغول ہوا اہلکار ہر ہر طرح کے یہ نئی سرکار دیکھ کر فراہم ہوئے عزیز وقریب دوست
واحباب یہ ترقی اقبال سن کر باہم ہوئے پخت طعام شروع ہوئی کھانا ہر روز تمام شہر میں تقسیم ہونے لگا بہت تکلف سے
تورہ بندی کا حصہ ہزارہا خوان جابجا بھیجا گیا جب عمائد شہر اور برادری وغیرہ سے فراغت ہوئی تو فقرا اور مساکین اور
رعایا کی نوبت پہونچی غرضکہ چالیس دن برابر مناسک فاتحہ چہلم ادا ہوئے سب تکلفات تقسیم اور پخت طعام کے حد سے
سوا ہوئے بعد اس کے بزرجمہر بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا خلعت ماتم پرسی کا پایا اور بائگی حاضر باشی کا حکم ملا ہر روز
حاضر ہونے لگا ایک دن موقع پاکر عرض کی کہ اگر حکم ہو تو اُس خواب کو التماس کروں حضرت کے روبرو وقوعہ ٹھہروں
ارشاد ہوا کہ اس سے کیا بہتر اگر خواب میرا راست بتاؤ گے تو بہت کچھ صلہ اس کا پاؤ گے پریشانی بدولت کی رفع
ہو جائے گی طمانیت وتسلی دل کو آئے گی بزرجمہر نے عرض کی کہ حضور نے یہ خواب دیکھا تھا کہ دسترخوان بچھا ہے اور
اُس پر اکتالیس قاب انواع واقسام کھانے کی چنی ہوئی ہیں حضور نے ایک حلوے کی قاب میں سے نوالہ بنا کر چاہا کہ
تناول فرمائیں اس اثنا میں ایک سگ سیاہ آیا اور وہ نوالہ حضور کے ہاتھ سے چھین کر کھا گیا حضور نے خوف کھایا اور
چونک پڑے اور اس خواب کو بھول گئے فرمایا کہ قسم ہے مجھ کو آتشکدہ نمرود کی یہی خواب میں نے دیکھا تھا اور واقعی
یہی خواب میرا تھا ہاں اب اس کی تعبیر بیان کر میرے دل کو اُس کی تعبیر سے شادمان کر بزرجمہر نے کہا غلام کو اپنے
محل میں لے چلیے اور جہاں تک کہ عورتیں محل میں ہوں سب کو ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیجیے اُس وقت تعبیر اس خواب
کی عرض کروں گا سچی سچی کیفیت بتا دوں گا بادشاہ بزرجمہر کو ساتھ لے کر داخل ہوا اور تمام حرم کو طلب کیا جب سب
بموجب حکم کے یکجا حاضر ہوئیں اُن سب کے بعد ایک معشوقۂ دلنواز نازنین باکرشمہ وناز پری طلعت حور صورت پوشاک
پر تکلف پہنے ہوئے جواہرات گرانبہا سے آراستہ چمن حسن میں سرو نوخاستہ چند خواصیں جلو میں خراماں بصد تعبدہ

ہوتا ہے نرالی چال وڈھال نئے انداز سے جلوہ افگن ہوئی خواصوں کے ساتھ ایک حبشن نظر پڑی بزرجمہر نے اُسکا ہاتھ پکڑ کے بادشاہ سے عرض کی کہ یہی سگ سیاہ ہے جس نے حضور کے ہاتھ سے لقمہ چھین لیا تھا اور یہ دُنقمہ شاہزادی ہے جو حضرت سا بادشاہ حسن خورشید تمثال ہے۔ بمثال چھوڑ کر کفرانِ نعمت کرتی ہے بادشاہ نے تفتیش عینہ متوجہ ہو کر دریافت کیا تو ظاہر ہوا کہ فی الحقیقت وہ عورت نہیں ہے مرد ہے عورت کے لباس میں شاہزادی کے ساتھ محل میں رہا کرتا تھا رات دن عیش و عشرت میں بسر کر کے شراب وصل بے دغدغہ پیا کرتا تھا بادشاہ کو اس حال کے دریافت ہونے سے کمال غیظ و غضب ہوا اور داروغہ ڈیوڑھیات عتاب شاہی میں گرفتار ہوئے خصوصاً داروغہ اُس محل کا از حد معذب ہوا اور بادشاہ کے حکم سے اُسی وقت وہ حبشی تو شکاری کتوں کا راتب ہوا اور وہ شاہزادی بدبخت ازلی تو گدھے پر سوار کرا کے تمام شہر میں ہنڈائی گئی بعد ازاں سر راہ مینار میں چنوائی گئی اور بزرجمہر کو خلعت فاخرہ عنایت ہوا القش کو اسی دن بیرون شہر بھجوا کر بہجوم عام میں آدھا چنوا کر تیر اندازان بخیطا کا نشانہ کیا اور مال و متاع مع زن و فرزند القش کا بزرجمہر کو عطا فرمایا لاکھوں روپے کا نقد و جنس دم کے دم میں کہاں سے کہاں آیا بزرجمہر نذر گزران کے رخصت ہوا اور بختیار غلام کو ہمراہ لے کر القش کے محل میں گیا اُس کی بی بی سے کہا کہ مجھ کو مال و دولت سے کچھ کام نہیں ایسا مال کوئی لے کر کیا کرے تیرا مال تجھ کو مبارک رہے مگر میں نے بختیار سے وعدہ کیا تھا کہ اپنے باپ کے خون لینے کے بعد القش کی بیٹی سے تیرا عقد کرا دوں گا مقصد دلی تیرا بر آئے گا ایفاء وعدہ کروں گا سو اب میری خاطر سے تو اپنی بیٹی کا عقد اس کے ساتھ کر دے اس کا جام بادۂ مراد سے بھر دے اور تجھ سے یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اگر تیری بیٹی کے بطن سے بختیار کا بیٹا پیدا ہو گا تو اُس کو میں خود تعلیم کروں گا اور جب سن شعور کو پہنچے گا تو اُس کو بجائے القش بادشاہ سے وزارت کا خلعت دلوا دوں گا القش کی زوجہ نے التماس کیا مجھے آپ کی تعمیل ارشاد میں کیا عذر ہے بندہ بے زر خریدہ ہیں جسمیں آپ کی خوشی ہو گی ہم راضی ہیں وہ لونڈی آپ کی ہے جس کو چاہے دیدیجیے ہماری عین رضامندی ہے خلاصہ یہ کہ القش کی زوجہ نے بموجب حکم بزرجمہر اپنی بیٹی کا عقد بختیار حبشی سے کر دیا بزرجمہر کا کہنا بسر و چشم قبول کیا ہرگاہ بادشاہ نے یہ حال سنا بزرجمہر کی سیر چشمی پر غش غش کر گیا اور اس کے کئی دن کے بعد جس وقت وزراء و ندماء و حکماء و پہلوانان و سلاطین بارگاہ جمشیدی میں حاضر ہوئے فرمایا کہ بزرجمہر اپنی قوم کا اشراف اور بزرگ و بزرگ زادہ عالی ہمت اپنے وقت میں یکتا ہے خواجہ بخت جمال کا بیٹا حکیم جاماسپ کا نواسا ہے اور علم و فضل میں اپنا آج ثانی نہیں رکھتا ہے اور متدین و امانت دار سیر چشم بھی ایسا کم دیکھا ہے دیکھو القش نمک حرام کی دولت جو میں نے اُس کو عطا کی تھی اُس نے اُس کی جورو بیٹی کو معاف کی ایک کوڑی آپ اُسمیں سے نہ لی صرف نحو منطق اخلاق ریاضی معانی ہیئت ہندسہ ادب حساب حکمت رمل نجوم وغیرہ سب علوم میں مہارت تام رکھتا ہے علاوہ اس کے فقط علمائیں سیاست مدن علم مجلس حسن صورت نظم و نسق مالی و ملکی حفظ وضع سخاوت شجاعت مروت میں بھی لیاقت تمام رکھتا ہے راست گفتار

خوش بیان بھی ہے اس وجاہت اور لیاقت کا آدمی کم دیکھا ہے بلکہ بہت جستجو اور تلاش سے بھی ایسا انسان جامع کمالات زمانے میں نہیں ملتا ہے اُسپر یہ طرہ ہے کہ غیب دان بھی ہے اور آگے اس سے ہماری سلطنت میں جتنے وزیر تھے سب بےخرد و جاہل تھے ناتجربہ کار نالائق انتظام امور سلطنت میں حیلہ جو اور کاہل تھے اسواسطے میں چاہتا ہوں کہ اُس کو اپنا وزیر کروں خلعت وزارت اُسکو دوں حاضرین دربار نے بالاتفاق بادشاہ کی راے صائب کی صفت وثنا کرکے عرض کی کہ واقعی اس صفات کا آدمی نہ دیکھا نہ سنا حضرت کی راے عالی کے سامنے کسی کی عقل کو کیا یارا کہ وہاں تک پہونچے حضرت کی فکر صائب کے روبرو کیا مجال کہ کوئی دم مار سکے اس امر میں حضرت کی چشم عنایت بہت مناسب ہے ہم سب کو بسر و چشم منظور بزرجمہر کی ترقی مراتب ہے بادشاہ نے اُسی وقت بزرجمہر کو خلعت وزارت مرحمت کیا اور واہنے تخت کی کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا بعد اُس کے دربار برخاست ہوا بزرجمہر بتزک و حشم اپنے گھر چلا انعام و اکرام تقسیم ہونے لگا تصدق لٹاتا ہوا اپنے مکان تک پہونچا اُس کی ماں نے دیکھ کر سجدۂ شکر شہنشاہ حقیقی کا ادا کیا بزرجمہر انتظام امور وزارت میں مشغول ہوا اور نظم و نسق و اصلاح متعلقات ملکی و مالی کرنے لگا

نکالنا بادشاہ کا معشوقۂ دلآرام کو اور پھر منظور نظر کرنا اُس محبوب گل اندام کو

فلک شعبدہ باز انسان کو کس کس گردش میں لاتا ہے زمانہ نیرنگ ساز آدمی کو طرح طرح کی نیرنگیاں دکھاتا ہے کبھی گدا کو بادشاہ بنادیا کہیں سلطنت کی سلطنت کو ایکدم میں مٹادیا جن کو نان خشک میسر نہ آتی تھی وہ لنگر بانٹتے ہیں خزانے لٹاتے ہیں جو ایک ایک کوڑی کو محتاج تھے وہ صاحب گنج و مال ہو جاتے ہیں چنانچہ حسب حال اس کے یہ ایک قصہ فقیر کا ہے مورخان تحقیق نے لکھا ہے کہ بادشاہ کو شاہزادی فاجرہ مقتولہ کی اُس حرکت کے سبب سے کل عورات کا اعتبار جاتا رہا تھا سواے دلآرام کے کہ قطع نظر حسن و عصمت و عفت کے چنگ نوازی میں کمال مشاق تھی فن موسیقی میں نہایت طاق تھی بادشاہ کے روبرو اور کوئی عورت نہ آنے پاتی تھی اور اگر شاید اتفاقات سے کسی کا سامنا ہو گیا تو عتاب سلطانی میں مبتلا ہو جاتی تھی تفریحاً بادشاہ ایک روز بتقریب شکار سوار ہوا باز جرے بہری لگڑ جھگڑ بٹیر اگوہی باہ بہری بجیہ شکرہ باشا ترمتی چرخ وھوتی سینہ باز شکاری کتے چیتے سیاہ گوش قرول وغیرہ کا غول کا غول رکاب شاہی میں چلا دارالسلطنت کے قریب ایک پہاڑ تھا نہایت بلند آسمان سے پیوند کمال دلکشا عجیب فرح افزا باغبان[1] قدرت نے گلہاے بوقلمون موقع موقع پر لگائے کہ بید صنعت کاملہ نے اشجار گوناگون بانواع مختلفہ اُس کوہ میں اُگائے کسی طرف درخت دراز قامت سر بفلک اُٹھائے تھے کسی جانب درخت بید ار خاکساری سے زمین پر بچھے جاتے تھے اُس کے دامن میں ایک صیدگاہ تھی مفرح بالکل اندبس پر فضا بوٹا پتا گھانس کا رشک فزاے لالہ و گل جدول آب رواں چشمہ ہر ایک

[1] یعنی باغبان ۱۲

چشمۂ حیوان صبا گلزار درختوں کی خوشبو سے رشک نافہ تاتاری تھی نکہت خوش آئند غنچہ ہائے شگفتہ غیرت دہ شمیم غیرت
بادِ بہاری تھی درختوں پر فیض ترشح اور موافقت ہوا سے جوبن تھا گھاس خودرو سے وہ مقام نمونۂ گلشن تھا شکار کی وہ
افراط کہ شمار میں نہ آسکے شکاری جانور دیکھ کر گھبرا جائیں نظروں میں نہ سما سکے قاز کلنگ سرخاب مرغابی سارس آس بری
قرقرے قراقر بوبار سارنگ تیگن ڈھینک لگ لگ سون شیر آزی کا واک بانوا وغیرہ بیشمار علاوہ اس کے ایک طرف
میدان میں ہرن چیتل پاڑھے بارہ سنگے بیپن گھوڑا اور نیل گاؤ چکارے قطار در قطار چرند و پرند کی کثرت تھی اور کوسوں
تک گیاہ سبز سے فرش زمردین کی صورت تھی اور پانی کی چادروں کی نہریں جاری تھیں کہیں چشمے کہیں بہتی ہوئی ندیاں
چھوٹی چھوٹی پیاری پیاری تھیں ایک طرف ایک دریا موجزن تھا کوسوں کا پاٹ پانی صاف شفاف مثل دل
پاکاں روشن تھا کناروں پر اُسکے ہرے ہرے دھانوں کے کھیت لہلہا رہے تھے بعض بعض مقام پر گل نیلوفر دکھا رہے
تھے بادشاہ یہ کیفیت دیکھ کر لب دریا اُتر پڑا اتفاقاً ایک مرد پیر لکڑیوں کا بوجھ سر پر رکھے ہوئے جنگل کی طرف سے
آتا ہوا نظر پڑا نہایت ضعیف و ناتواں قدم قدم پر لڑکھڑاتا تھا راستہ اچھی طرح چلا نہ جاتا تھا بادشاہ نے اُس کے حال
پر رحم و تاسف کر کے فرمایا کہ تحقیق تو کرو اس خارکش کا نام کیا ہے اور اس کا موطن اور مقام کیا ہے دریافت ہوا کہ نام
آفت زدہ کا قباد ہے زمانے کے ہاتھ پریشان اور برباد ہے بادشاہ اپنے ہمنام کو اس خواری میں دیکھ کر کمال متحیر و متعجب
ہوا بزرجمہر سے ارشاد کیا کہ دیکھو تو ہمارے اور اُسکے طالع میں کیا فرق واقع ہوا ہے باوجود ایک راس ہونے کے ہم تو
ہفت اقلیم کے بادشاہ ہیں اور یہ گدا ہے بزرجمہر نے موافق قاعدہ کے عرض کی کہ حضور کا اور اس کا ایک ہی ستارہ ہے کہ ہنگام
تولد حضور کے ماہ و خورشید برج حمل میں باہم تھے اور اُس کے تولد کے وقت برج حوت میں فراہم تھے دلآرام کے منہ سے
بے تحاشا نکلا کہ میں اس بات کی قائل نہیں ان عقائد کی طرف مطلق دل میرا مائل نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کی عورت بدسلیقہ
ہے بے تمیز پڑی ہے اور یہ بیچارہ کندۂ ناتراش سیدھا سادھا آدمی ہے نہیں تو یہ اس نوبت کو نہ پہونچتا اس کا یہ حال
نہ ہوتا اس مصیبت اور رنج میں زندگی نہ کھوتا بادشاہ تو عورتوں کی طرف سے بدظن اور متنفر ہو ہی رہا تھا دلآرام کا یہ سخن
نیک بد معلوم ہوا فرمایا کہ اس کے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ ہماری دولت خداداد اسکے سلیقہ سے ہے تمام ساز و سامان
ہمارا اسی کے وسیلے سے ہے ہاں لباس اس کا اُتار کر اس خارکش کو سونپ دو بہت جلد ہمارے سامنے سے اس
بے ادب کو دور کرو حکم ہوتے ہی حکم سلطانی کی تعمیل ہوئی ہزاروں آدمیوں میں وہ بیچاری آناً فاناً خوار و ذلیل ہوئی
دلآرام نے رضا بالقضا کہہ کر اُس لکڑہارے سے کہا کہ مجھ کو اپنے گھر لے چل خدا نے تجھ پر رحم فرمایا کہ مجھ سی عورت
کو تجھے دلوایا کریم کارساز کا شکر کیجیے کہ ایام کلفت رفع ہوئے مصیبت کے دن دفع ہوئے اُس کا غم نہ کھا تا کہ روٹی مجھ کو
دینا پڑے گی اس سن میں اور آفت سر پر لینا پڑے گی اور ہزاروں کو کھلا کر کھاؤں گی تیرا نام روشن کروں گی یہ سنکر وہ پیر مرد
نہایت خوش ہوا اپنے ہمراہ اُسکو اپنے گھر لے چلا جب گھر کے قریب پہونچا تو اُسکی جورو نے دیکھا بوڑھا آج نیا شگوفہ لایا ہے

کوئی نیا پھول جنگل میں پھولا ہے ایک عورت جوان پری بچہ جو ڈالا تھا وہ وقت جب ہمراہ لیے آتا ہے لاتا ہے قدم رکھتا ہے خودی سے اس ہوا جاتا ہے چھل کی طرح جھٹ جاتی ہوئی دوڑی اور کہنے لگی کہ او بد بخت تجھ کو کیا پڑی بس لگا ہے کہ مجھ پر اس قدر ... اور ... ایک دو تھپڑ مارا کہ بڑھیا زمین پر گر پڑا لوٹن کبوتر کی طرح لوٹنے لگا دلآرام نے اس عورت سے یہ کہا اے مہربان کس لیے طیش کھاتی ہیں آپ تمہارا شوہر مرا نہیں باپ نہ کچھ اور وسواس فرمائیے کوئی خدشہ دل میں نہ لائیے اے بی بی فرخندہ خصال حور جمال اس رشتے سے آپ میری مادر مہربان بجائے اماں جان ہوئیں اپنے فرزندوں میں مجھ کو بھی شمار کیجیے مجھے اپنے ہاتھ سے روٹی اٹھا کر دیجیے اور میں کھانے پینے کی تکلیف آپ کو نہیں دوں گی بلکہ آپ کی اور خدمت کروں گی اس بڑھیا کو دلآرام کی تقریر پر رحم آیا اور اپنی حرکت پر نادم ہو کے فرمایا کہ بی بی تم میری جان و مال کی مالک ہو گھر بار تمہارا ہے مجھے بھی ہاتھ اٹھا کر جو دیدو گی تمہاری خدمت کیا کروں گی معمول تھا کہ وہ بوڑھا ہر روز شام کو لکڑیاں بیچ کے بازار سے روٹی مول لیکر گھر میں آتا اور بارہ تیرہ لڑکے جو اس کے اندھے لولے لنگڑے اپاہج تھے اس کو لپٹ جاتے اور روٹیاں لے کر باہم بانٹ کھاتے مگر پیٹ کبھی نہ بھرتا بھوکے رہتے تھے ناچاری رنج و مصیبت سہتے تھے ایک دن تو دلآرام یہ کیفیت دیکھ کر چپکی ہو رہی مگر دوسرے دن نہ رہا گیا اس خارکش سے کہا کہ بابا جان آج تم لکڑیاں بیچ کر گیہوں مول لانا روٹیاں بازار کی کسی طرح گھر میں نہ پہنچانا اس نے کہا اچھا بیٹا آج ایسا ہی کروں گا تمہیں گیہوں لا دوں گا اس دن وہ لکڑیاں بیچ کر گیہوں خرید کر کے لایا اور دلآرام کے سامنے بجنسہ پہنچایا دلآرام ہمسایہ میں جا کر ان گیہوؤں کو پیس لائی اور روٹی اس کی پکا کر تین دن تک سب کو بھر پیٹ کھلائی وہ سب اس کو دعا دینے لگے اور آسائش و آرام اس کے ظل عاطفت میں پانے لگے اور وہ جو دو روز کے پیسے بچے ہوئے تھے اس کی اون منگا کر ڈوریاں بٹ کے اس بوڑھے کو حوالے کیں کہ اسے بازار میں لے جاؤ اور بقیمت مناسب بیچ لاؤ چنانچہ یہی معمول رکھا کہ کئی روز کے گیہوں جمع کر کے ایک روز اس کی اون بدلواتی اور اس کی ڈوریاں بٹ کر بازار سے بکوا منگاتی رفتہ رفتہ تھوڑے دنوں میں کچھ روپیہ جمع کر کے ایک خچر مول لیا اور اس ضعیف کو دیا کہ اس پر لکڑیاں لادا لایا کرو اس ضعیفی میں تکلیف نہ اٹھایا کرو لکڑیاں بھی زیادہ آئیں گی اور تم بھی آرام پاؤ گے اور جو بچیں گی وہ گھر میں جل جائیں گی القصہ اسی طرح دو برس کے عرصہ میں آہستہ آہستہ پانچ چار خچر اور کئی غلام دلآرام نے مول لیے اور اس کے کرائے سے کچھ اور جائداد اور مکانات بھی خرید کیے اس بوڑھے کے گھر کی صورت بدل گئی دلدر دور ہوئے اقبال شروع ہوا لڑکے بالے خوش و خرم بڑے میاں خود بھی اپنی رنگت بدلی ہوئی دیکھ کر محظوظ اور مسرور ہوئے جب موسم گرمی کا آیا دلآرام نے کہا کہ بالفعل گرمی کی فصل تک غلاموں کو مع خچر اپنے ساتھ لے جا کر لکڑیاں جنگل سے بازار میں بیچنے کو نہ لایا کرو اور وہیں پہاڑ کی کسی کھوہ میں جمع کر آیا کرو جاڑے اور برسات میں زیادہ قیمت سے بکیں گی کچھ نہ کچھ نفع دیں گی اس

پھر مرد نے ویسا ہی کیا جیسا دلآرام نے کہا جب برسات آخر ہو جاڑا شروع ہوا لکڑیوں کا صرف حمام وغیرہ میں ہونے لگا
موسم کا رنگ بدل گیا سردی نے روپ دکھایا بادشاہ اُسی پہاڑ پر پھر شکار کھیلنے کو آیا ناگہاں دوسرے دن شب کو
ایسی برف پڑی اس شدت کی سردی ہوئی کہ کسی سے بات نہ کی جاتی تھی ہاتھ پاؤں باہر نکالے جاتے تھے سواے
آگ کے یا روئی کے اور کہیں مفر نہ تھا دانت کڑکڑاتے تھے تمام لشکر بادشاہ کا سردی کے مارے ٹھٹھر کر قریب بمرگ
ہو گیا جنگل و میدان سے کام پڑا لوگوں نے لکڑیاں تاپنے کو تلاش کرنا شروع کیں اتفاقاً لکڑیوں کا ڈھیر جو پہاڑ
کی کھو میں دیکھا بدن میں جان آگئی زندگی کا سہارا ہوا آگ لگا کر تاپنے لگے پیٹ میں سانس سمائی حواس درست ہوے
صبح کو بادشاہ تو مع لشکر و سجادہ شکار کھیل کر اپنی دار الخلافت میں نہضت فرما ہوا اور قباد خارکش لکڑیاں لانے کو گیا
موافق معمول کے اُسی مقام پر پہونچا لکڑیاں تو نہ پائیں کوئلوں کا ڈھیر دیکھا کمر ٹوٹ کے بیچارہ بیٹھ گیا اور ڈاڑھیں مار
کر رونے لگا اشک حسرت سے منہ دھونے لگا اب اُس منعم حقیقی کی قدرت کو ملاحظہ کیجیے کہ قباد کے دن پھرے
اقبال ہمنوں ہوا مٹی میں ہاتھ لگائے تو سونا ہوتا ہے اُن لکڑیوں کا ماجرا یوں ہوا کہ اُس غار میں سونے کی کان تھی
آگ دہکنے سے اسکو گرمی پہونچی وہ پگھل کر ایک جگہ مجتمع ہو گئی بوڑھے نے کوئلا کھدوانا شروع کیا پتھر بھی جل گیا
تھا اُس کو بھی کوئلا سمجھ کر کھودا تو اُس کے نیچے کئی سلیں نکلیں بوڑھے نے دلآرام کے دکھانے کے واسطے کئی خچر
کوئلوں سے لادے دو ایک سلیں بھی ہمراہ رکھیں جب گھر میں آیا دلآرام کے روبرو کوئلے ڈال کر زار زار رو دیا اور سب
قصہ زبان پر لایا اور کہا کہ سواے کوئلوں کے سیکڑوں سلیں پتھر کی بن گئی ہیں ڈھیر کے ڈھیر پڑے ہیں چنانچہ دو
ایک سل بھی یہ سمجھ کر اٹھا لایا ہوں کہ شاید تمھیں یقین نہ آئے تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو مجھے جھوٹا نہ سمجھو اور مسالا
پیسنے کے کام بھی آوے گی ایک آدھ بکا بھی جاوے گی دلآرام نے اُس سل کو چھری کی نوک سے امتحاناً جو
کھرچا دیکھا کہ سل کندن کی ہے اُسی دم سجدۂ شکر ادا کر کے بولی کہ سچ ہے ع وہ رائی کو چاہے تو پربت کرے +
اور اپنے دینی باپ سے کہا جلد جاؤ جتنی سلیں ہیں خچروں پر لاد لاؤ پیر مرد فی الفور جا کر جس قدر سلیں تھیں لدوا لایا
دلآرام نے ایک رقعہ فیصل سنار کے نام لکھ کر قباد لکڑہارے کے ہاتھ میں دیا اور ایک خچر پر جس قدر سلیں
لد سکیں لدوا کر اُس کے ہمراہ کر کے کہا کہ بصرہ میں جا کر یہ رقعہ اور یہ سلیں جو خچر پر لادی ہیں فیصل زرگر کو دینا اور میرا
سلام کہنا جس طرح سے تم میرے باپ ہو اُسی طرح سے وہ میرا بھائی ہے اُس نے میری بڑی دلسوزی فرمائی ہے
اُس سے کہنا کہ میں دلآرام کا وکیل ہوں تمھارے پاس بھیجا ہے اور جو مطلب ہو گا وہ اس رقعہ میں لکھا ہے وہ
ان سلوں کا سکہ کروا کے تمھارے حوالے کر دے گا تم لے آنا خبردار راہ میں کسی چور اچکے بدمعاش کے مکر و فریب
میں نہ آجانا قباد تو رقعہ اور سلیں لے کر بصرے کی طرف روانہ ہوا ادھر دلآرام نے باقی سلوں کو ایک گڑھا
بہت گہرا اور بڑا صحن میں کھدوا کر گڑوا دیا اور ایک غلام کو سہیل صراف کے پاس کہ شہر مدائن میں رہتا تھا بھیجا

اور یہ پیغام کہا کہ کئی برس سے میں عتاب سلطانی میں آئی ہوں ایک خرابے میں بسر کرتی ہوں فلک کجرفتار کی ستائی ہوں اگر خدا چاہتا ہے تو بہت جلد پھر سرفراز ہوتی ہوں بادشاہ کی بارگاہ میں عنقریب ممتاز ہوتی ہوں لازم ہے کہ فی الفور تم میرے پاس اپنے نامی گرامی معماروں اور مزدوروں نجاروں وغیرہ کے پہونچاؤ اور مطلقاً اس طرف کی روانگی میں تساہل اور تکاہل نہ کرو دیکھیے ایک عمارت نمونۂ ایوان شاہی تمھاری معرفت بنانی ہے اگر تمھارے اہتمام سے بن جائے اور میرے پسند آئے تو تمھاری کمال خیرخواہی اور جانفشانی ہے اور سردست جو کچھ تعمیر میں اس عمارت عالیہ کی خرچ ہوگا وہ تم اپنے پاس سے صرف کرنا مزدوروں وغیرہ کی مزدوری چکا دینا انشاء اللہ تعالےٰ بہت جلد تمھارا روپیہ ادا ہو جائے گا دام دام مجھ سے لے لینا چونکہ سہیل کو دلآرام کا بڑا اعتبار تھا اس پیغام کے سننے کے ساتھ ہی مع معمار و سنگتراش کامل عاقل استاد ہوشیار لے کر دلآرام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ کا تابعدار ہوں جو کچھ ارشاد ہو بجا لاؤں دینے لینے کا مذکور کیا ہے جب خدا آپ کو مراتب اعلیٰ کو پہونچائے مجھے سرفراز فرمائیے گا یہ قول کر کے بھول نہ جائیے گا بساعت سعید عمارت کی بنا ڈالی ہزاروں معمار مزدور سنگتراش بڑھئی کام بنانے لگے اس جنگل میں آبادی کی صورت نکالی تھوڑے عرصہ میں وہ عمارت عالیشان تیار ہوگئی اس میدان میں خدا کی قدرت نمودار ہوگئی جب وہ مکان تیار ہوا دلآرام نے اپنی اور بادشاہ کی تصویریں تمام مکان کے صفحات دیوار و در پر کھنچوائیں اور ہزاروں شبیہ عمدہ عمدہ نفیس نفیس مصوران سحرکار جادونگار سے بنوائیں اور اسباب شاہانہ منگوا کر اس مکان کو خوب سا سجا تھوڑے زمانے میں نہایت عمدگی اور نفاست کے ساتھ اس مکان کو نمونہ نگارخانۂ ارژنگ بنا دیا اور ہرکارے برقنداز تلنگے فراش خدمتگار خاص بردار چوبدار بہشتی جامہ چین نادر روزگار ملازم فرمائے اور ہر فن کے کامل پہلوان چکیت پٹیت بنکیت چابک سوار نیزہ باز تیرانداز دور دور سے بلوائے اس عرصہ میں قباد بصرے سے اشرفیاں لے کر پہونچا دلآرام نے قباد کو حمام میں بھجوایا قباد کی ہفتاد پشت میں بھی کبھی کسی نے حمام کی صورت نہ دیکھی تھی حمامی جو کپڑے اتارنے لگا ڈر گیا اس کے پاؤں پر گر پڑا کہ مجھ سے اگر کچھ قصور ہوا ہو تو معاف فرمائیے مجھے برہنہ کر کے اس گرم مکان میں گھسیٹتے ہو پانی میں نہ جلائیے حمامی اس کو نو گرفتار دیکھ کر ہنسا اور اس کو تسلی اور دلاسا دیا اور کہا کہ جیسا تم سمجھے ہو ویسا نہ ہونے پائے گا خاطر جمع رکھو تمھیں تکلیف نہ ہوگی غسل کے بعد بدن صاف اور ہلکا ہو جائے گا لنگی جو باندھنے کو دی سر سے باندھنی شروع کی غرضکہ بہزار خرابی بصرہ نہلایا گیا بڑی مشکل اور دقت سے نہلایا دھلایا گیا اور وہ پوشاک اس کو پہنائی کہ سوائے بادشاہان ذی جبروت کے کسی کو دیکھنا میسر نہ آئی اور حکم دیا کہ آج کے دن سے سوائے قباد سوداگر کے اگر کوئی لکڑہارا کہے گا تو اس کی زبان گدی سے نکالی جائے گی بڑی ذلت و خواری سہے گا اور چار پانچ روز کے بعد عمدہ عمدہ اشیاء اور تحائف روزگار اس کے ساتھ کر کے بوذرجمہر کی ملاقات کے واسطے بھیجا اور قرینہ و آداب ملاقات وزرا و امرا کا سکھا پڑھا دیا قباد دروازہ [illegible]

پہنچا بزرجمہر کو اطلاع ہوئی دربار میں بلوا کر سوداگر سے بغلگیر ہو کر مرد پیر دیکھ کر کمال اخلاق پیش آیا اور بہت عزاز واکرام فرمایا بعد ملاقات و اظہار شوق کے قباد نے بموجب فہمائش دلآرام کے بادشاہ کی ملازمت کی درخواست کی شرف قدمبوسی چاہی خواجہ نے کہا بہت خوب آج میں حضرت سے تذکرہ آپ کا کر رکھوں گا موافق آپکی آبرو اور عزت کے تقریب کروں گا کل روز بھی اچھا ہے دن بھی فرصت کا ہے اول وقت تشریف لائیے بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہو جائیے قباد رخصت ہو کر اپنے گھر آیا اور جو کچھ خواجہ بزرجمہر نے کہا تھا اسکو کہہ سنایا دلآرام نے دوسرے دن سہیل سے دریافت کیا کہ آج بادشاہ کیسی پوشاک پہنے ہے کون سا لباس قیمتی زیب بر کیے ہے اس نے جیسا بیان کیا دلآرام نے ویسا ہی لباس قباد سوداگر کو پہنا کر بادشاہ کی ملازمت کے واسطے بھیجا قباد اول خواجہ کے پاس گیا خواجہ بموجب عدے کے اس کو ہمراہ لیکر ایوان شاہی کی طرف روانہ ہوا اور دربار میں لیجا کر جلو خانے میں ٹھہرایا اور آپ بادشاہ سے تقریب کرنے کو چلا اور بارگاہ سلطانی میں جا کر جو کچھ عرض کرنا تھا بوجہ احسن بادشاہ کی سماعت میں پہونچایا بادشاہ نے استدعائے خواجہ قبول کی قباد سوداگر کی طلبی کی اجازت دی چونکہ بیچارہ سوائے لکڑی کاٹنے بیچنے کے شاہ و وزیر کی صحبت کی قدر کیا جانتا تھا دلآرام نے چلتے وقت سمجھا دیا تھا کہ جب ظل سبحانی کے حضور میں جانا پہلے داہنا پانوں بڑھانا اور سات تسلیمات بہت جھک کر بجا لانا اسکو تو بھول گیا مگر بادشاہ کی صورت دیکھ کر دلآرام کی نصیحت یاد آئی اپنے دونوں پانوں ملا کر ایک جست کی وہاں سنگ مرمر کا فرش تھا پانوں جو پھسلا چوتڑوں کے بھل گر پڑا اس حرکت سے بادشاہ مسکرایا ارکان دولت بھی بادشاہ کے مسکرانے سے خندہ زیر لب ہوئے قباد کی اس حرکت سے محظوظ سب کے سب ہوئے لیکن بلحاظ اس کے کہ خواجہ کے ذریعہ سے وہاں تک پہونچا تھا کسی نے دم نہ مارا بادشاہ نے اس کی نذر قبول کی اور اس قدر اس پہ نوازش کی کہ ایک ڈلی مصری کی جو ہاتھ میں تھی اسے دی اس نے لیکر سلام کیا اور ساتھ ہی سلام کے اس ڈلی کو منھ میں ڈال لیا جتنے حاضرین دربار تھے سب پر ثابت اس کی بے ادبی اور بد تمیزی ہوئی اور بزرجمہر کو بھی اس کی ان دونوں حرکتوں سے اپنے جی میں کمال شرمندگی ہوئی ہر گاہ دربار برخاست ہوا قباد اپنے گھر میں آیا اور بادشاہ کی عنایت سے مصری کی ڈلی کا دینا اور آپ سلام کر کے کھا جانا دلآرام سے دہرایا دلآرام اپنے دل میں نہایت خجل ہوئی از بس اس فعل سے نادم بدل ہوئی اور کہا کہ کمال تم سے بے ادبی ہوئی بہت بد سلیقگی ہوئی بادشاہ کی چیز دی ہوئی روبرو بادشاہ کے نہیں کھاتے ہیں بلکہ نذر دے کر اور تسلیمات بجا لا کر سر پر رکھ لیتے ہیں اور اپنے گھر بطریق تبرک شاہی لے آتے ہیں قباد نے پوچھا کہ پھر اب کیا کریں کہ دربار میں نادان نہ بنیں دلآرام نے کہا کہ اب جو کچھ بادشاہ عنایت فرمائے اس کو سر پر رکھ لینا اور تسلیماتیں بجا لانا اگر موقع نذر کا ہووے نذر دینا اس نے اس بات کو یاد رکھا دوسرے دن دربار میں حاضر ہوا اسوقت بادشاہ خاصے پر تھا مگر قباد کی حاضری کو اس کی یہ

حرکات دیکھ کر کہہ رکھا تھا عرض بیگی نے عرض کی فوراً بلوایا قباد کو دیکھ کر مہربانی سے پیالہ قورمے کا عنایت فرمایا اُسنے
نے کر آداب ادا کیا اور دلآرام کی نصیحت یاد کر کے اُس پیالے کو اپنے سر پر اُلٹ لیا اُس کے شوربے سے سارے
کپڑوں کے داڑھی اور مونچھیں بھی بھر گئیں تمام جسم خراب گیا بادشاہ نے اپنے دل میں کہا کہ مطلق اس کو تمیز سے
بہرہ نہیں ہے جو حرکت کرتا ہے سراسر حماقت کرتا ہے پھر اس پر دعویٰ تجارت کرتا ہے خدا کی قدرت ہے اُس دن دلآرام
نے چلتے وقت کہہ دیا تھا کہ خواجہ کو اپنا مشیر اور معین کر کے بادشاہ کی جناب میں دعوت کے واسطے عرض کرنا اور اگر قبول
فرمالئے تو کمال آبرو اور عزت تمہاری ہو جائے چنانچہ قباد نے ایسا ہی کیا دلآرام کے بموجب کہنے کے بادشاہ
کے حضور میں دعوت کا نام لیا اور یہ شعر سکھایا ہوا دلآرام کا پڑھا شعر زجاہ و شوکت سلطان نگشت چیزے کم +
زالتفات بمہمانسرائے دہقانے برزجمہر کو بھی اُس کے حال پر رعایت تھی ساعی ہوا بادشاہ کی بھی بسبب اُس کی حرکات
اور اُس کی سادگی کے نظر لطف تھی دعوت قبول کی قباد شاداں اور فرحاں ہنستا ہوا رخصت ہو کے دلآرام کے
پاس آیا اور بادشاہ کی دعوت قبول کرنا بیان کیا دلآرام نے تیاری دعوت کی کی سامان ضیافت مہیا کرنے لگی +

جانا بادشاہ کا قباد خارکش کے گھر میں اور سرفراز کرنا دلآرام کا اور نوش فرمانا دعوت کا اور پادزہر دو جام کا

جب کارپردازان قدرت کاملہ نے دوسرے روز سپیدۂ صبح کا دسترخوان فرش فلک پر بچھایا اور طبق زرین آفتاب عالمتاب
کو نہایت خوش سلیقگی سے بڑی چمک دمک کے ساتھ موقع پر لگایا بادشاہ مع برزجمہر ارکان دولت قباد سوداگر کے مکان
میں ضیافت کھانے کو تشریف فرما ہوا قباد نے پیشوائی کر کے نذر گزرانی اور کہا مصرع اے آمدنت باعث آبادی ما + جب
بادشاہ اُس مکان میں رونق افروز ہوا ہر دالان اور شہ نشین و حجرے کے صفحۂ دیوار پر اپنی اور دلآرام کی تصویر کو
باہم دیکھا دلآرام کو یاد کر کے بہت تاسف فرمایا اور جس مکان کو دیکھا بعینہٖ ایوان شاہی کا نقشہ پایا برزجمہر سے
ارشاد کیا کہ یہ مکان ہو بہو میرا ہی معلوم ہوتا ہے کتنا خوب اور ہمشکل اور مشابہ بنایا یہ کہہ کر بارہ دری میں مسند
جواہرنگار پر جا کے اجلاس کیا طبلے پر تھاپ پڑنے لگی ناچ رنگ شروع ہوا تھوڑی دیر کے بعد خاصہ مانگا سفرچی نے قطع
بچھا کر دسترخوان بچھایا اور رکابداروں نے انواع و اقسام کا نمکین و شیریں و حلوا آش و نان و قلیہ و فالودہ و نوا کھات تر
و خشک ظروف چینی و غوری میں چنا قباد نے بموجب اشارۂ دلآرام آفتابہ و سلفچی طلائی جواہرنگار منگا کر بادشاہ
کے ہاتھ دھلائے اور بعض بعض کھانے اپنے ہاتھ سے بادشاہ کے حضور لگائے بادشاہ جس وقت کھانا تناول
فرما چکا دلآرام نے پوشاک شاہانہ لباس امیرانہ پہنکر چلمن کی اوٹ سے جلوۂ شاہانہ بادشاہ کو دکھلایا اس پردے
میں بادشاہ کو اپنی طرف رجھایا بادشاہ نے جو اُس کی جھلک دیکھی قباد سے پوچھا کہ یہ عورت جو چلمن کے اندر ہے
تیری کون ہے نام اس کا کیا ہے عورت خوش سلیقہ ہے بندوبست اور انتظام اسی کا معلوم ہوتا ہے قباد نے

ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ غلام کی بیٹی ہے اور یہ جو کچھ ہے اُسی کی خوش سلیقگی ہے حضرت جہاں پناہ سے کیا پوشیدہ ہے محل میں تشریف ارزانی فرمائیے غلاموں کی عزت و آبرو بڑھائیے لونڈی کو بھی اشتیاق زیارت ہے اُسکو بھی غایت درجہ تمنائے ملازمت ہے بادشاہ اُسکی استدعا کے بموجب محل میں جو گیا تو پہلے تو دور سے دیکھ کر دلآرام کا شیفتہ و دلآرام پر ہوا جب قریب پہونچا اُس نے مجرا کیا فرمایا کون ہے دلآرام تو یہاں کہاں دلآرام قدموں پر گر پڑی اور جی کھول کر رونے لگی، بادشاہ نے اُس کے سر کو اٹھا کر چھاتی سے لگایا اور محبت سے کلمے عنایت و مہربانی زبان پر لایا اُس نے عرض کی کہ یہی قباد لکڑ ہارا ہے کہ جسکے حوالے یہ لونڈی کی گئی تھی کمال ذلت و خواری سے اس کو دی گئی تھی حضور کے اقبال سے یہانتک تو اسکی نوبت پہونچی ملک التجار ہوا حضرت سلطان عالم نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس کو آبرو بخشی بادشاہ یہ سنکر اپنے دل میں نہایت منفعل ہوا اور دلآرام کا ہاتھ پکڑ کے اس بارہ دری میں جہاں مسند بچھی تھی جا بیٹھے دلآرام کے سلیقہ کی تعریف کی اور بادشاہ نے اسکے قریب بٹھا لیا

بادشاہ کا قباد کے گھر دعوت کھانے جانا اور دلآرام کو پہچاننا اور گلے لگا کر مسند پر بٹھا لینا
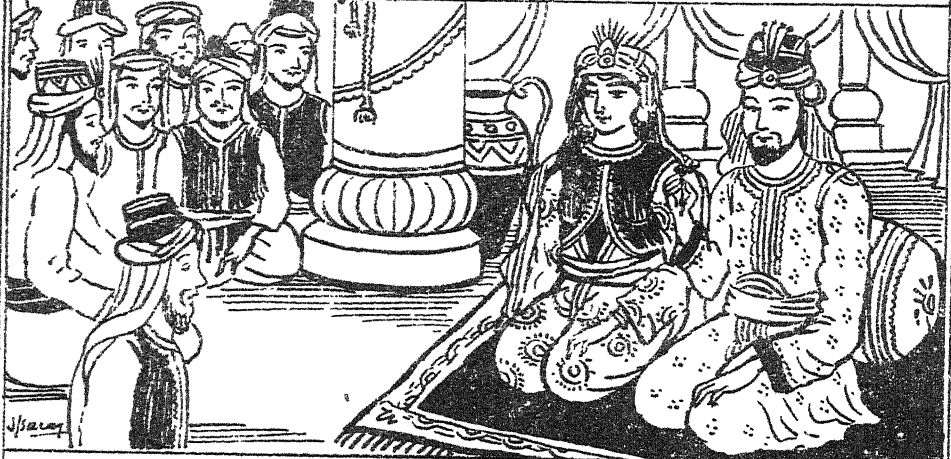
اور قباد کو خلعت فاخرہ عطا کر کے خطاب ملک التجاری کا دیا اور بکمال نوازش دلآرام سے چنگ بجانے کی فرمائش کی وہ بموجب ارشاد کے فوراً چنگ بجانے لگی ایسا چنگ بجایا کہ زہرۂ فلک کو بھی چنگ پر چڑھایا وہ سماں بندھا کہ حاضرین بارگاہ دنگ ہوئے تصویر کا نقشہ ہو گیا جب دلآرام چنگ بجا چکی بادشاہ جمجاہ کو اپنا کمال دکھا چکی بھانڈ بھگتیے کتھک کشمیری قوال ڈھاڑی کلاونت کسبیوں نے مجرا کیا تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ قباد کو دوبارہ مخلع کر کے دربار برخاست کر کے مع دلآرام سوار ہو کر ایوان شاہی میں داخل ہوا اور وہ جو عورتوں سے نفرت ہو گئی تھی مبدل برغبت ہوئی چند روز کے بعد محترم بانو سے کہ بادشاہ کے چچا کی بیٹی تھی عقد شاہانہ کیا

ایک برس گئے بعد شہزادی کو امید فرزند ہوئی جب خدا کے فضل سے مدت حمل کی گذری شاہزادی کو درد زہ ہوا بادشاہ
نے بزرجمہر کو طلب کیا اور فرمایا کہ شہزادی کو درد زہ ہے جس وقت لڑکا پیدا ہووے اُسکے طالع کا حال لکھا چاہیے زائچہ اُسکا
تیار کیا چاہیے خواجہ ساعت تولید دریافت کرنے کے واسطے ہندی فرنگی رومی ولندیزی فرانسیسی گھڑیاں و ستارہ
کی گردش معلوم کرنے کے لیے اصطرلاب و تختہ اپنے روبرو رکھ کے قرعہ ہاتھ میں لیکے مستعد بیٹھا اور فرزند ارجمند کی ولادت
باسعادت کا انتظار کرنے لگا کہ خالق بیچون کے فضل سے خورشید اُبہت و اقبال و نیر جاہ و جلال نور دیدہ سلطنت نور حدیقہ
مملکت یعنی فرزند رشید بساعت سعید برج حمل سے نمودار ہوا آغوش دایہ سے ہمکنار ہوا خواجہ نے اُسی وقت ساعت
لکھ کر قرعہ تختے پر پھینکا اور زائچہ کھینچ کر شکلوں کو ملایا خورشید منیر برج حمل میں آیا اور زہرہ و مشتری و عطارد و زحل و مریخ
کو برج سعد میں مشرف بشرف دیکھا خواجہ کی باچھیں خوشی سے کھل گئیں بادشاہ کو مبارکباد دیکر عرض کی اور یہ بیتیں
پڑھیں لمترجمہ مبارک ہو فرزند نیک فال + رہیں دوست شاد اور عدو پائمال + یہ سلطان ہے ہفت اقلیم کا +
فرزندہ ہے تاج و دیہیم کا + یہ فرزند ارجمند اکثر ممالک کا حکمراں ہوگا عادل و دادگر صاحب مملکت فراواں ہوگا اور بہتر برس
سلطنت بڑے کروفر سے کرے گا مگر اپنے ایک ندیم کی حماقت سے اکثر متردد رہے گا یہ کہکر نام تجویز کرنے لگا کہ دو عیاروں
نے حاضر ہوکر بادشاہ سے التماس کیا کہ چشمہ نوش خاص جو کئی برس سے سوکھ گیا تھا آج خود بخود پانی اُس میں رواں ہوا بزرجمہر
نے فال نیک سمجھ کر شاہزادہ کا نام نوشیرواں رکھا اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ ہنگام تولید شاہزادہ بادشاہ کے ہاتھ
میں جام مے گلرنگ تھا بزرجمہر نے زبان فارسی میں التماس کی کہ قبلۂ عالم جام را نوش و رواں بفرمائید بادشاہ نے خوش
ہوکر خواجہ کو خلع کیا اور شاہزادے کا نام **نوشیرواں** رکھا نقارچیوں کو شادیانے بجانے اور توپچیانے میں سلامی تہلکہ
اُڑانے کا حکم ہوا توپخانوں میں توپوں پر بتی پڑنے لگی اور نقاروں میں شادیانے کی نوبت جھڑنے لگی فوراً صدائے
مبارک و سلامت ساکنان فلک کے گوش تک پہونچی عوام و خواص رذیل و شریف امیر و وزیر چھوٹے بڑے میں خوشی اور
تہنیت ہونے لگی سامان عیش و نشاط باہم ہوا ناچ رنگ کا جا بجا جلسہ ٹھہرا پیر فلک نے اُس جواں بخت کی مسرت
ولادت سے مہر و ماہ کا دف سنبھالا زہرہ و مشتری نے کمال عشرت سے رقص کا وہ رنگ جمایا کہ ہر چرخ چکر میں آیا خزانوں
کے دروازے علی العموم کھلے جہانتک فقیر تھے بادشاہ کی زرریزی سے امیر ہوگئے اور تمام رعایا کو کئی سال اخراج معاف
ہوا ہر فرد بشر عیش و عشرت میں بسر کرنے لگا گیارھویں دن عین جشن میں بادشاہ کو خبرداروں نے خبر دی کہ **القش** کی بیٹی
کے بیٹا پیدا ہوا شاہزادہ آفاق کا جان نثار جشن در سے ہویدا ہوا بادشاہ نے **خواجہ** سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ
القش کے نواسے کو ابھی سے مار ڈالنا انسب ہے کہ اگر یہ لڑکا زندہ باقی رہا تو غضب ہے یقین ہے کہ قابو پاکر تم سے
عداوت کرے گا خواہ مخواہ تم سے اپنے نانا کا بدلہ لے گا افعی کشتن و بچہ اش را نگاہ داشتن کار خردمنداں نیست اس پر عمل کرنا
لازم اور مناسب ہے آیندہ تم کو اختیار ہے ان امور میں تمھاری رائے صائب ہے **خواجہ** نے کہا کہ قبل از وقوع گناہ تعزیر کرنا

پیدا ہونا نوشیرواں کا اور جشن کرنا باغ داد میں افزا اراکین سلطنت کا نذریں دینا بادشاہ کو

کسی مذہب میں روا نہیں ایک طفل معصوم کو قتل کرنا کسی طرح زیبا نہیں بادشاہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک بمقتضائے
قتل الموذی قبل الایذا اس کے وجود کو معدوم کرنا لازم ہے ورنہ یہی بنائے فساد ابھی سے قائم ہے یاد رہے کہ اگر اسکی
زندگی وفا کریگی تو اس کے ہاتھ سے ایذا ہم کو ضرور پہونچیگی بزرجمہر نے اُس کی شفاعت کی اور بادشاہ کی رائے اس طرف سے
پھیری اور بادشاہ سے رخصت ہو کر القش کے گھر گیا اور بختیارک کے لڑکے کا نام بختک رکھا جب نوشیرواں چار برس
چار مہینے کا ہوا بادشاہ نے تعلیم کے واسطے بزرجمہر کو سونپا بزرجمہر نے ایک ہفتے کے بعد بختک سے بادشاہ کو نذر دلوائی
اور عرض کر کے جاگیر القش کی اُس کے نام پر لکھوائی اور نوشیرواں کے ساتھ اُسکو بھی تعلیم کرنے لگا اور نہایت دلسوزی
سے اُنکی تعلیم [illegible] صرف ہوا چونکہ نوشیرواں از بس ذہین تھا کئی سال کے عرصے میں علوم مشہورہ یعنی صرف و نحو
و معانی منطق حکمت ادب ریاضی نجوم رمل ہندسہ ہیئت جغرافیہ تاریخ وغیرہ سے فراغت حاصل فرمائی اور فنون
سپاہ گری میں بھی علم استادی کا بلند کیا مہارت کاملہ بہم پہونچائی اتفاقاً ایک دن چین کے سوداگر اُس شہر میں وارد ہوئے
بادشاہ کی خدمت میں تحائف گزران کے شاہزادے کو بھی نذر دینے کی اجازت لی بادشاہ نے حسب مدعا ان کو
اجازت حاضری کی دی جب سوداگروں نے شاہزادے کی خدمت میں تحائف عجائب و غرائب پیش کیے اور کچھ تحفے
نفیس اشیاء لطیف کے بطور نذر گزرانے نوشیرواں خاقان چین کے حال کا مستفسر ہوا سوداگروں نے اُسکا حال
مفصل عرض کیا اور کہا کہ خاقان چین کی ایک بیٹی مہر انگیز نام ماہ طلعت مہر جبین گل اندام نازنین سمن بر ہوکر حور وش
پری پیکر جس کے حسن کا شہرہ قاف سے تا قاف پہونچا ہے ایک عالم اُسکے جمال خداداد کا شیدا ہے ہزاروں شہزادے
اُسکے چاہ الفت میں پانی بھرتے ہیں سیکڑوں بادشاہ اُس زہرہ خصال پر مرتے ہیں شعر نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد + تذکرہ مہر انگیز کا شاہزادے کے دل میں مہر انگیز ہوا نائرہ عشق محبوب نوشیرواں کے

سینہ میں شعلہ خیز ہوا جگر سے تیر محبت کا پار ہو گیا حضرت عشق کا شہزادے پر وار ہو گیا شدہ شدہ تاب و طاقت نے جواب دیا
صبر و شکیبائی نے اپنا راستہ لیا خواب و خور حرام ہوا ایک چپ سی لگ گئی ہنسنا کھیلنا اختلاط کرنا یک قلم بھول گیا دن رات
اُس کے تصور میں اپنے دل سے باتیں کیا کرتا تھا جب روز بروز شاہزادے کا حال ابتر ہونے لگا خیر خواہان نے بادشاہ
کے حضور میں التماس کیا کہ معلوم نہیں کہ نصیب اعدا شاہزادے کو کیا مرض ہوا ہے خورد و نوش بالکل ترک ہو گیا ہے
نہ کسی کی سنتے ہیں نہ اپنی کہتے ہیں آئینہ حیرت زدہ تصویر کی صورت بیٹھے رہتے ہیں یہ خبر سنتے ہی بادشاہ نے سیماب کے
مانند بیقرار ہو کر خواجہ بزرجمہر سے یہ ماجرا بیان کیا خواجہ نے بادشاہ کو تسلی دی اطمینان کیا اور نوشیرواں کے
پاس آیا اور تخلیہ کر کے کہا کہ خیر تو ہے یہ حال آپ کا کیا ہے مزاج مبارک کیسا ہے آپ کا احوال ایسا کیوں ابتر ہے
سچ سچ راز دل کا بیان کرنا بہتر ہے تاکہ میں اُسکا علاج کروں آپ کے معالجے میں مصروف ہوں نوشیرواں نے کہا
کہ خواجہ صاحب اول تو آپ میرے باپ کے وزیر ہیں اور دوسرے میرے اُستاد ہیں مرد پیر ہیں میں آپ کو اپنا بزرگ
جانتا ہوں اگرچہ مقام شرم و حجاب ہے اس راز نہفتہ کا افشا از بس امر ناصواب ہے ادب رخصت نہیں دیتا ہے کہ اپنے
حال سے آپ کو مطلع کروں درد دل سے آگہی دوں لیکن بلحاظ الامر فوق الادب زبان پر لاتا ہوں کہ میں صفت
حسن ملکہ مہر انگیز دختر خاقان چین کی سنکر نادیدہ عاشق ہوا ہوں اور اُس کے ناوک عشق کا نشانہ بنا ہوں
اور خوب یقین ہے کہ اگر اس کے ساتھ میری شادی نہ ہوگی تو جیتا نہ بچوں گا ہجر محبوب میں نامراد رہکر جان دوں گا
خواجہ نے کہا کہ شاہزادے اس قدر مرہون بیخودی نہ ہونا چاہیے عالی ہمتی سے بعید ہے اس درجہ ہوش و حواس نہ
کھونا چاہیے یہ کون بڑی بات ہے جسکے واسطے یہ صورت اپنی آپ نے بنائی ہے اسقدر بیٹھے بٹھلائے بیفائدہ کی تکلیف
اُٹھائی ہے خدا کے لیے اس غم کو دل سے دور فرمایئے کھانا پینا نوش کیجیے عیش و نشاط میں دل بہلایئے ابھی نام خدا آپ کا
سن کیا ہے جو اس طرف میلان خاطر ہوا ہے خود حسینان جہاں آپ پر جان و دل سے قربان ہو جائیں گے بادشاہ عظیم الشان
کی جانب سے عقد کے پیغام آئیں گے چندے ضبط نفس فرمایئے خودداری سے بیگانہ نہ ہو جایئے یہ کیا امر محال ہے
جسمیں خدانخواستہ آپ کی تلف جان کا احتمال ہے آپ خاطر جمع رکھیں اس مہم کو میں خود جا کر آپکے واسطے سر کروں گا
آپ کا جام اشتیاق بادۂ مراد سے بھر دوں گا نوشیرواں کو اُس کے کلام مہر انگیز سے تقویت ہوئی ملکہ مہر انگیز کے ملنے کی
امید باعث اطمینان طبیعت ہوئی فی الفور چھپر کھٹ سے اُٹھکر حمام کیا رفقا اور مصاحبین کو بلوایا اور پوشاک
تبدیل کر کے خاصہ نوش فرمایا بزرجمہر وہاں سے بادشاہ کی خدمت میں آیا اور احوال شاہزادے کے عاشق ہونے کا
حضرت کی سماعت میں پہونچایا بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ یہ امر بے تمہارے ذریعہ کے انجام نہ پائے گا تمہاری تدبیر
صائب سے اس کا انتظام ہو جائے گا کہ وہ بادشاہ اولوالعزم عالیشان ہے صاحب ملک وسیع والا دودمان ہے نسبت
و قرابت کا واسطہ نازک ہے کوئی شخص جلیل القدر اس درمیان میں سفیر چاہیے ایسے امر سترگ کا انتظام کرنے والا امر و

ہوشیار و باتدبیر چاہیے آخر بعد صلاح و مشورہ یہ امر قرار پایا کہ خواجہ خود ملک چین کی طرف جاوے اور تقریب عقد کی اپنے واسطے سے ٹھہراوے چنانچہ سامان سفر مہیا ہوا بزرجمہر پچیس ہزار سوار و پیادہ اپنے ہمرکاب لیکر چین کی طرف چلا بختک کا حال سنیے کہ جب سے ہوش سنبھالا اپنے نانا کا حال سنکر ہر روز اپنی ماں سے کہتا تھا کہ میں جب بزرجمہر کا منھ دیکھتا ہوں میری آنکھوں میں خون اُتر آتا ہے نانا کا حال یاد کرکے دل بھر آتا ہے جب تک اپنے نانا کا بدلہ نہ لوں گا تب تک بیچین رہوں گا قابو پانا شرط ہے کبھی نہ کبھی تو دام میں آئیگا اور ہمیشہ بزرجمہر کی بدی کرکے نوشیرواں کے کان اپنی دانست میں اُسکی طرف سے پھیر اکرتا تھا اور جو جو دل میں آتا جھوٹ سچ نیک و بد کہا کرتا تھا مگر نوشیرواں اُسکو لعنت ملامت کرکے کہتا تھا کہ خواجہ کی نیکیوں کو اپنے ساتھ دیکھ وہ تیرے ساتھ کیا کیا سلوک کرتا ہے اور تو اُسکی شان میں ایسے ایسے اوہام باطلہ اور شکوک کرتا ہے ارے کمبخت وہ ہر طرح سے تیرا محسن ہے توبہ کر نہیں تو خسر الدنیا والآخرۃ ہوگا خدا کو کیا منھ دکھائے گا اور دنیا میں ذلیل و خوار گرفتار مذلت ہوگا۔

روانہ ہونا بزرجمہر کا چین کیطرف با جاہ و حشم اور لانا ملکہ مہر انگیز کا اور عقد ہونا طالب اور مطلوب کا باہم

نغمہ سرایان عشرتکدۂ حال یوں گرم مقال ہوتے ہیں کہ جب خواجہ بزرجمہر بادشاہ سے رخصت ہوکر باحشمت و جلال و تزک و احتشام کمال طے مسافت کرتا ہوا منازل اور مراحل دشوار گزار سے گذرتا ہوا شہر چین میں داخل ہوا خبرداروں نے خاقان چین کو مطلع کیا کہ بادشاہ ہفت کشور کا وزیر باتدبیر خواجہ بزرجمہر حضور کے پاس ایلچی ہوکر شہنشاہ زماں قباد کامران کا کوئی پیغام لایا ہے یہ سنکر خاقان چین نے ارکان دولت کو خواجہ کی پیشوائی کے واسطے بھیجا اور جب قریب تر پہونچا اپنے بیٹوں کو مع سلاطین خطا و ختن استقبال کا حکم دیا جب بزرجمہر دیوان خاص میں داخل ہوا باآداب شاہی کورنش بجالایا اپنے شاہنشاہ کیطرف سے موافق آداب شاہانہ ابلاغ شوق و ذوق کرکے تحائف و سوغات کہ ہمراہ لے گیا تھا اپنے بادشاہ کی طرف سے خاقان چین کی خدمت میں پیشکش کیے اور جواہرات بیش بہا اور اسپ و فیل و سلاح اور اقمشۂ نفیسہ حضور میں بادشاہ کے رکھدیے خاقان چین نے ادب و سلیقہ خواجہ کا بہت پسند کیا اور سخنان شیریں سے نہایت خرسند ہوکر خواجہ کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا زر و مال بیشمار دیا لکھتے ہیں کہ پہلی ہی صحبت میں خواجہ کو گیارہ بار خلعت عطا فرمایا اور اسکا اعزاز و اکرام حد سے سوا بڑھایا یعنی جو سخن خاقان زبان پر لاتا تھا اُسکا جواب باصواب پاتا تھا خلعت عطا فرماتا تھا ہر گاہ سبب آنے کا پوچھا اُس کو ایسا باآئین شائستہ خواجہ نے بیان کیا کہ خاقان نے دل و جان سے مہر انگیز کی شادی نوشیرواں کے ساتھ قبول کی اور سوا اُس کے کہنا ماننے کے اور کوئی بات نہ بن پڑی اور فخریہ دربار عام میں یہ کلمہ ارشاد کیا کہ زہے سعادت میری کہ نوشیرواں سا داماد مجھ کو ملا اور اُسی دم حکم دیا کہ جلد تر اسباب سفر کا مہیا کریں و جہانتک ہوسکے کمال سرعت سے

قصد ملک مدائن کا کریں خلاصہ یہ کہ فقط حکم کی دیر تھی کئی روز کے عرصہ میں سامان سفر تیار ہوا خاقان چین نے کیبا ب
چینی اور قلابہ چینی کو کہ یہ دونوں خاقان کے خلف الرشید تھے ملکہ مہر انگیز کے ہمراہ چالیس ہزار ترک سے روانہ
کیا اور کئی پشت کا اندوختہ زر و جواہر و لباس و اشیاء عمدہ و تحفہ اور کئی سو کنیز و غلام ترکی و حبشی خطائی ختنی جہیز
میں دیے کئی مہینے کے عرصہ میں خواجہ مع ملکہ مہر انگیز شاداں شاداں قریب ملک ایران کے بانیل و مرام تھوڑے
فاصلے پر وارد ہوا اور اس جگہ شب کی شب مخیم سرادقات عصمت کو کیا صبح کو سرداران قوم نے اپنے اپنے لشکر کو
آراستہ کیا اور شاہزادگان چین نے سامان جہیز اور شادی کا بکمال انتظام و اہتمام ہمراہ لیا جب اہل شہر کو یہ مژدہ
فرحت افزا معلوم ہوا تو ہر طرف سے خلائق کا ہجوم ہوا بادشاہ و نوشیرواں نے استقبال کیا اور طبق طبق زر
و جواہر مہر انگیز کے محلافے پر سے نثار کر کے فقیروں کو دولت سے مالا مال کر دیا اور خواجہ بزرچمہر کو

بزرچمہر کا چین سے ملکہ مہر انگیز کو بجلوس شاہانہ لانا اور بادشاہ کا مع نوشیرواں استقبال کرنا

بانواع شفقت و مہربانی گلے سے لگایا اور انواع انواع خلعتہائے فاخرہ سے مخلع فرمایا اور شاہانہ سامان شادی
کا کر کے ساعت سعید میں نوشیرواں کا عقد ملکہ مہر انگیز کے ساتھ کیا اور بعد برات کے ایک سال تک جشن شادی
کا رہا بادشاہ بصلاح خواجہ نوشیرواں کو تخت پر بٹھلا کے آپ گوشہ نشین ہوا اور طریقہ ترک دنیا اختیار کر کے زن و فرزند سے جدا
ہوا اور مکرر سہ کرر نوشیرواں کو نصیحت کی کہ بغیر مشورہ خواجہ بزرچمہر کوئی کام نہ کرنا اور بختک کو امورات شاہی
میں مدار المہام نہ کرنا تاکہ سلطنت کو زوال نہ ہووے اور انحطاط پر خورشید اقبال نہ ہووے کہتے ہیں کہ جب بادشاہ نے

نوشیرواں کو تخت پر بٹھانے کے لیے بزرجمہر سے مشورہ چاہا اور بکنون خاطر اپنا زبانی شبہہ پر حوالہ بزرجمہر ہوا تو خواجہ نے
یہ عرض کی کہ چالیس دن کے بعد شہزادے کو شوق سے تخت پر بٹھلائیے گا خاطر خواہ جشن تخت نشینی شاہزادہ اور تقریب
ولیعہدی فرمائیے گا اور اتنے دنوں تک شاہزادے پر میرا اختیار رہے جو میں مناسب جانوں گا سو کروں گا دوسرے
شخص کو اس میں اختیار نہ دوں گا بادشاہ نے بدل وجان قبول کیا اور اس کو اختیار دیا خواجہ نے اسی دم نوشیرواں
کو پابزنجیر کر کے زندان میں بھیجا اور اکتالیسویں دن قید سے رہا کر کے پیدل اپنی سواری کے ساتھ دوڑاتا ہوا ایوان شاہی
تک لیگیا اور تین تازیانے اس زور سے نوشیرواں کے مارے کہ نوشیرواں تلملا گیا دھوپ کی سختی سیدھا اون کی رہت
اُسپر اتنی دوا دوش مارے گرمی کے بلبلا گیا بعد ازاں تلوار کھینچکر نوشیرواں کے ہاتھ میں دی اور اپنا سر جھکا کر یہ بات
عرض کی کہ اس بے ادبی کی سزا یہ ہے کہ مجھ کو قتل کیجیے اس بے ادبی کی سزا دیجیے نوشیرواں خواجہ کے گلے سے
لپٹ گیا اور بے اختیار اُس کے سینے سے چمٹ گیا اور کہا کہ خواجہ اسمیں بھی کچھ حکمت ہوگی ورنہ تجھ کو اسقدر
تکلیف نہ دیتے اور وبال میری مصیبت کا اپنے سر پر نہ لیتے ہرگاہ دو برس کے بعد بادشاہ نے انتقال کیا تب تک
کی گرم بازاری ہوئی اُس مردک نے نوشیرواں سے کیا کیا ظلم و بدعت نہ کروائی مخلوق کو نہ کیا رنج اور تکلیف
نہ دلوائی حتی کہ زمانے میں نوشیرواں ظالم مشہور ہوا اور اُس کے جور و تعدی کا شہرہ نزدیک و دور ہوتا تھا ایک قزاق
بعلت راہزنی پکڑا آیا نہایت خونخوار بدمعاش قطاع الطریقوں کا سردار ہزاروں کا خون بیگناہ کیے سیکڑوں پھانسی دیئے
بہتوں کے سر تن سے اتارے اکثر مسافر زہر دے کر مارے نوشیرواں نے اُسکے قتل کا حکم دیا جلاد قتس کا کو لیچلا
اُسوقت اُس نے عرض کی کہ قتل تو میں کیا ہی جاوں گا پاداش عمل پاؤں گا لیکن اگر چالیس دن کی مہلت مجھکو
ملے بادشاہ اتنی فرصت دے اور بھی شراب وکباب شاہد رعنا بھی عنایت ہو تو میں ایک ایسا علم جانتا ہوں وہ
نیا ہنر استاد سے سیکھا ہوں کہ دربار شاہی میں کوئی نہ جانتا ہوگا بلکہ کسی نے کبھی نہ سنا ہوگا بعد چالیس دن کے
جس کو حکم ہوگا تعلیم کر دوں گا پھر جیسا میرے بارے میں حکم ہوگا بجا لاؤں گا نوشیرواں نے پوچھا کہ وہ علم کیا ہے
اور کچھ مفید مطلب بھی ہوتا ہے اُس نے کہا کہ میں سب جانوروں کی زبان کا عالم ہوں اس علم کو خوب جانتا
ہوں ہر چرند پرند کی بولی کو بہت اچھی طرح پہچانتا ہوں نوشیرواں نے اس کی عرض کو قبول کر کے بزرجمہر کے
سپرد کیا بزرجمہر نے اُسکو ایک مکان رہنے کو دیا اور حسب درخواست اُسکے سامان عیش و عشرت کا اُس
مسکن پر بھجوایا اور لباس اور اکل و شرب میں نہایت اہتمام فرمایا کہ اُس نے چالیس دن تک خاطر خواہ عیش
کی اور جی بھر کے داد عشرت دی اکتالیسویں دن بزرجمہر نے اُس سے کہا کہ اب تو چالیس دن گذر گئے علم زبان
حیوانات مجھ کو تعلیم فرمائیے موافق اپنے وعدے کے وہ علم عجیب مجھے بتائیے اُس نے کہا کہ میں جمیع علوم سے
جاہل مطلق ہوں مجھے علوم سے کیا کام مرد بیوقوف و احمق ہوں مگر خدا اپنے گدھوں کو خشکا کھلاتا ہے اور اپنی

قدرتیں دکھلاتا ہے یہ اُسکی شان ہے کہ قتل سے مجھے بچایا اور انواع انواع عشرت سے مجھے کھانا اور پانی اقسام اقسام
کا عنایت فرمایا اور شب عیش کرتی تھی سوا اس حیلہ سے اپنے دل کی آرزو پوری کرلی اب حاضر ہوں گردن ماریے یا پھانسی
دیجیے جس طرح دل چاہے آپ کے دل میں آئے خواجہ یہ تقریر سنکر ہنس دیا اور اس کو راہزنی اور چوری کی قسم دیکر رہا کیا ایک دن
بادشاہ شکار کھیلتا ہوا کسی طرف چلا گیا اور سوائے بزرجمہر و بختک کے تیسرا شخص ہمراہ نہ تھا ایک مقام پر دیکھا کہ
دو الو ایک درخت پر بیٹھے ہیں اپنی اپنی بولی بولتے ہیں نوشیرواں نے بزرجمہر سے پوچھا کہ ان کا کیا کلام ہے
کس امر میں مشورہ کر رہے ہیں بزرجمہر نے کہا کہ آپس میں گفتگو اپنے لڑکوں کی شادی کی کرتے ہیں فکر و تدبیر جہیز
کی کرتے ہیں بیٹے والا بیٹی والے سے کہتا ہے کہ تین ویرانے اگر تو اپنی بیٹی کے جہیز میں دینا قبول کرے تو میں اپنے بیٹے
سے تیری بیٹی کی شادی کرتا ہوں ورنہ مجھے منظور نہیں گفتگو میں دوسری جگہ اپنے فرزند کی دامادی کی کرتا ہوں اُسنے
کہا کہ اگر نوشیرواں کی زندگی ہے اور ایسا ہی ظلم عباد اللہ پر کرتا رہا تو تین ویرانے کیا جتنا ملک نوشیرواں کا ہے
میں سب جہیز میں دوں گا تیرا دامن تمنا حوصلے سے زیادہ گلہائے مراد سے بھر دوں گا نوشیرواں بولا کہ اب ہمارے
ظلم کا چرچا جانوروں میں بھی ہونے لگا تذکرہ جور و بیداد کا دور دور پہونچا یہ کہکر بہت متنبہ ہوا اپنے افعال سے
نادم اور شرمندہ ہوکر زار زار رویا اور آتے ہی زنجیر عدالت دیوان خاص میں بندھوادی اور تمام شہر میں منادی
کروادی کہ جو کوئی دادخواہ آوے زنجیر کو ہلادے کسی کی معرفت خبر ہونے کی کچھ حاجت نہیں ہے چوبدار اور دربان کی
ضرورت نہیں چنانچہ ایسا ہی معمول ہوگیا جو دادخواہ آیا اُسی ذریعہ سے اپنی داد کو پہونچا پھر تو ایسی عدالت کی
کہ آج تک نوشیرواں کا عدل مشہور ہے چھوٹا بڑا اُس کے نام سے واقف ہے تشریح اسکی کیا ضرور ہے کئی برس کے
بعد بادشاہ کی ایک بیٹی اور دو بیٹے ملکہ مہرانگیز کے بطن سے پیدا ہوئے کہ اختر اقبال افق جاہ و جلال سے ہویدا ہوے
بیٹوں کا تو ہرمز اور فرامرز اور بیٹی کا مہرنگار نام رکھا اور اُن کی پرورش بطور شاہانہ ہونے لگی بادشاہ نے
تعلیم اور تعلم سے کام رکھا خواجہ کے یہاں بھی دو لڑکے پیدا ہوئے ایک کا سیاوش اور دوسرے کا دریادل
نام رکھا اور دونوں کی پرورش میں اہتمام کرنے لگا بختک کو بھی خدا نے ایک بیٹا عطا فرمایا اُس نے بختیارک
کے نام سے پکارا راوی لکھتا ہے کہ ایک شب کو نوشیرواں نے خواب دیکھا کہ مشرق سے ایک زاغ سیاہ آیا اور
میرے سر سے تاج اُتار کر لیگیا پھر مغرب کی طرف سے ایک باز نمودار ہوا اُس نے اُس زاغ کو مار کر تاج میرا میرے
سر پر رکھدیا یہ خواب دیکھ کر بادشاہ جاگ اُٹھا اور صبح کو بزرجمہر سے بیان کر کے تعبیر پوچھنے لگا بزرجمہر نے عرض کی
کہ مشرق کی طرف ایک شہر خیبر ہے اس شہر میں ایک بادشاہزادہ ہشام بن علقمہ خیبری نام سے پیدا ہوگا آپ
سے اور اُس سے جنگ و جدل ہوگی بڑا فساد برپا ہوگا وہ لشکر آکر حضور کا تاج و تخت چھین لیگا اور آپ کو شکست فاش
دیگا پھر مغرب کی طرف ایک شہر مکہ ہے اُدھر سے ایک لڑکا حمزہ نام آویگا وہ اُس بے ادب کو مار کر پھر تاج و تخت

حضور کو دیگا اور آپ کا انتقام اُس سے لیگا بادشاہ یہ بات سن کر بہت خوش ہوا اور خواجہ کو خلعت دیکر مکہ معظمہ
کی طرف بھیجا کہ اس بارے میں دوا دوش کرو کہ اگر وہ لڑکا پیدا ہوا ہو تو ہمارا فرزند مشہور کرکے بآئین شائستہ اُس کی
پرورش کرو خواجہ بزرجمہر بہت سا اسباب از قسم تحائف اور زر و جواہر لیکر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا اور اُس فرزند ارجمند
کی تلاش کرنے لگا تجسس اُسکے حال کا خانہ بخانہ ہوا

خواجہ بزرجمہر کا مکے کی طرف جانا اور امیر حمزہ کے پیدا ہونیکی خبر کا ہر جگہ سُراغ لگانا

مخبران اخبار گوناگوں اس حکایت شیریں کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب خواجہ بعد طے منازل و قطع مراحل مکہ معظمہ
کے قریب پہونچا ایک خط اس مقام سے خواجہ عبد المطلب کو کہ قوم بنی ہاشم کے سردار تھے اس مضمون کا لکھا کہ
بندۂ خاکسار مکہ معظمہ کی زیارت کے واسطے آیا ہے اور آپ سے بھی ملازمت کی تمنا ہے مترصد ہوں کہ آپ بھی ملاقات
سے محظوظ فرما دیں مسافر نوازی کو عمل میں لاویں خواجہ عبد المطلب خط پڑھکر بہت خوش ہوئے اور جمیع رؤسا مکہ
کو ساتھ لیکر بزرجمہر کے استقبال کو گئے اور بکمال عزت و توقیر لے آئے اور مکانات عمدہ عمدہ اُن کی سکونت کے
واسطے خالی کروائے پہلے تو بزرجمہر نے خواجہ عبد المطلب کے ساتھ کعبے کی زیارت کی بعد ازاں شہر کے رئیسوں سے
ملاقات بکمال عظمت کی اور ہر ایک کو روپئے اشرفی دیکر کہا کہ سلطان ایران نے فرمایا ہے کہ میں تم سے راضی
بے انتہا ہوں اور تم لوگوں کو اپنا دعاگو جانتا ہوں اور ہمیشہ دعائے خیر کا خواہاں ہوں یہ کہہ کر ڈھنڈورہ دینے کو بلا کر
منادی پھروادی کہ آج کے دن سے جس کے گھر میں بیٹا پیدا ہوگا وہ نوکر سلطان ایران کا ہوگا بس پیدا ہونے کے ساتھ
ہی لڑکے کے وارث ہمارے پاس آویں اور اس مولود کو ہمیں دکھائیں کہ ہم اس کی پرورش کے واسطے سلطان کی
طرف سے اخراجات مقرر کریں اور اس کا نام بھی ہم خود ہی رکھیں اور چونکہ خواجہ بزرجمہر کیساتھ فوج کثیر تھی اسواسطے
شہر کے باہر مخیم خیام ہوا بسبب کثرت لشکر کے اس جگہ اتفاق قیام ہوا لیکن ہمیشہ خواجہ عبد المطلب کی ملاقات
کے واسطے اس شہر میں آتے اور کبھی کبھی خواجہ عبد المطلب بھی خواجہ بزرجمہر کے پاس تشریف لے جاتے ایک
دن پندرہ بیس روز کے بعد خواجہ بزرجمہر خواجہ عبد المطلب کی ملاقات کو وقت مقررہ پر آئے تو خواجہ عبد المطلب
نے بعد سلام علیک کے فرمایا کہ کل بندہ زادہ پیدا ہوا ہے خدائے قدیم نے فرزند نرینہ عطا کیا ہے بزرجمہر نے اُسی دم منگوا کر
چہرہ دیکھا اور قرعہ پھینک کر زائچہ کھینچا معلوم ہوا کہ یہ وہی لڑکا ہے جو شاہان ہفت اقلیم سے خراج لے گا اور تمام جہان
میں اپنا عمل کرے گا اور جتنے پردۂ دنیا اور کوہ قاف پر زبردست ہیں وہ سب اس کے زیردست ہوں گے اور بڑے
بڑے سرداران روئے زمین اس اختر اوج اقبال کے روبرو پست ہوں گے اور کفر کا تنزل اور اسلام کی ترقی ہوگی
عدالت کی زیادتی ظلم کی کمی ہوگی بزرجمہر نے پیشانی پر بوسہ دیا اور حمزہ نام رکھا اور خوش ہوکر خواجہ عبد المطلب کو

مبارکباد دی اور آپس میں مبارک سلامت ہونے لگی جتنے حاضرین تھے سبھوں نے مع خواجہ بزرجمہر کعبہ معظمہ کی طرف ہاتھ اٹھا کے فاتحہ خیر پڑھا امیر حمزہ کی سلامتی کے واسطے دعا مانگی خالق حقیقی کا شکر ادا کیا اور کئی صندوق اشرفیوں کے بزرجمہر نے امیر حمزہ کی پرورش کے واسطے خواجہ عبد المطلب کو دیے اور بہت سے جواہرات بیش بہا اور طاقچہ پارچہ ہائے پوشاک کے پیشکش کیے خواجہ عبد المطلب نے موافق رسم عرب کے شربت تیار کر کے چاہا کہ حاضرین کو پلا دیں اور ہمسایوں اور برادری میں بھجوا دیں بزرجمہر نے کہا کہ تھوڑا صبر کیجیے اور دو شخصوں کو بھی آ لینے دیجیے کہ اُنکے بھی لڑکے آپ کے صاحبزادے کے رفیق دیار ہوں گے خیر خواہ نیک سگال یار و جان نثار ہوں گے بزرجمہر یہ کہتا ہی تھا کہ بشیر نامے غلام خواجہ عبد المطلب کا اپنے لڑکے کو لایا اور کہا کہ غلام کے یہاں بھی خانہ زاد پیدا ہوا بزرجمہر نے نام اس لڑکے کا مقبل وفادار رکھا اور بشیر کو ایک توڑا اشرفی کا مقبل کی پرورش کے واسطے دیا اور کہا کہ یہ لڑکا فن تیر اندازی میں شاطر ہوگا نشانہ بازی تیر اندازی میں قادر ہوگا ہر گاہ بشیر رخصت ہو کر اپنے گھر کیطرف چلا اثنا راہ میں امیہ ضمیری نامے ساربان سے ملاقی ہوا اُس نے بشیر سے پوچھا کہ تو کہاں سے آتا ہے یہ توڑا اشرفی کا کیونکر ہمراہ لاتا ہے اس نے مفصل حال بیان کیا امیہ ضمیری خوشی خوشی اپنے گھر گیا اور سارا قصہ سنایا اور وہاں جا کر اپنی جورو سے کہنے لگا کہ تو ہمیشہ کہا کرتی ہے کہ میں پیٹ سے ہوں جلدی لڑکا جن کہ روپیے اشرفیاں ہاتھ آویں اور خوشی خوشی عیش و عشرت میں اُڑاویں اس نے کہا کہ تجھے خبر ہے ہوش کے ناخن لے مجھے ابھی ساتواں مہینہ شروع ہے نوج میرے ابھی لڑکا ہووے میرے دشمنوں کو ان دنوں دو پہر کا دھڑکا ہووے امیہ نے کہا کہ تو کانکھنا شروع کر البتہ لڑکا ہوگا اگر آجکل فرزند تولد ہوا تو فہو المراد ورنہ اور دو مہینے کے بعد جو پیدا ہوگا تو مجھ کو فائدہ کیا ہوگا وہ جھنجھلا کر کہنے لگی کہ مردوے کی عقل ماری گئی ہے بیدردوں لڑکا جنواتا ہے زور نہ ظلم عقل کی کوتاہی ہے مجھے آنکھیں دکھاتا ہے امیہ کو جو طیش آیا ایک لات اُسکے پیٹ پر اس زور سے ماری کہ وہ بیچاری بلبلا کر درد کے مارے لوٹنے لگی بچہ تو اُس کے پیٹ سے نکل پڑا اور اُسکا دم فنا ہو گیا اُمیہ نے جھٹ پٹ لڑکے کو اپنے فرغل کی آستین میں لپیٹ لیا اور بزرجمہر کے سامنے لیجا کر کہنے لگا حضرت اس نگوڑے کے بھی لڑکا پیدا ہوا ہے طالع بیدار نے یہ دن دکھایا ہے حضور کے دکھلانے کو لایا ہوں اور اس کا نام بھی دفتر شاہی میں لکھوانے آیا ہوں خواجہ بزرجمہر اُسکو دیکھکر ہنس دیا اور خواجہ عبد المطلب سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ لڑکا شاہ عیاران روزگار ہوگا بڑا چالاک و ہوشیار اور مکار ہوگا اور بڑے بڑے بادشاہ ذی جبروت و عالیشان اور پہلوان قوی ہیکل غیرت رستم و نریمان اس کے نام سے لرزیں گے اور اس کا ذکر سن کر پیشاب کر دیں گے اور سیکڑوں بلکہ ہزاروں قلعے تنہا فتح کرے گا بڑے بڑے لشکروں کو اکیلا ہزیمت دے گا بڑا ہی طماع اور مفتری و چالاک ہوگا بیرحم و جفا کار و ناخدا ترس سفاک ہوگا مگر امیر حمزہ کا رفیق و ہمدم ہوگا انکی رفاقت میں نمک حلال و ثابت قدم ہوگا یہ کہہ کر بزرجمہر نے جو اُسکو اپنی گود میں لے لیا چیخیں مار کر رونے لگا خواجہ

بزرجمہر نے اپنی انگلی اُس کے منھ میں دیدی اُس نے انگوٹھی خواجہ کی منھ سے اُتارلی اور چپ ہو رہا اور پھر مطلق نہ دیا
ہرچند خواجہ نے انگوٹھی اپنی انگلی میں نہ دیکھی عبا کی جیبوں میں ڈھونڈھی جب نہ ملی تو مصلحتاً خاموشی اختیار کی جس وقت
سب نے شربت پیا خواجہ نے ایک قطرہ شربت کا اُس کے منھ میں بھی ڈالدیا منھ جو اُس کا کُھلا انگوٹھی منھ سے گر پڑی
بزرجمہر نے اُٹھائی اور ہنسکر خواجہ عبد المطلب سے کہا کہ یہ پہلی اسکی چوری ہے اول بسم اللہ مجھ ہی پر ہوئی ہے یہ
کہکر فرمایا کہ میں نے اسکا نام عمرو بالفتح رکھا اور دو صندوق اشرفیوں کے اُمیہ کو دیکر کہا کہ احتیاط سے اسکی پرورش بدل
کرنا اور تعلیم و تعلم میں اس کی دل و جان سے توجہ کامل کرنا اُسنے صندوق اشرفیوں کے تو لے لیے مگر کہنے لگا کہ اسکی ماں
جنتے ہی مرگئی ہے میں اس کو کیونکر پرورش کروں گا بزرجمہر نے خواجہ عبد المطلب سے کہا کہ حمزہ کی ماں نے بھی انتقال
کیا اور ان دونوں لڑکوں کی بھی مائیں مرگئی ہیں پس مناسب ہے کہ آپ ان دونوں لڑکوں کو بھی اپنے ہی گھر میں رکھیں
اور عادیہ بانو معد یکرب کی ماں کہ اُسکو حضرت ابراہیم نے عالم رویا میں مشرف باسلام کرکے حمزہ کے دودھ
پلانے کے واسطے ارشاد فرمایا ہے سو وہ چلی آتی ہے آپ استقبال کرکے اُسکو لے آئیں اور داہنی چھاتی کا دودھ حمزہ کو
اور بائیں چھاتی کا دودھ مقبل وفادار اور عمرو عیار کو پلوائیں خواجہ عبد المطلب بموجب حکم خواجہ بزرجمہر
عادیہ بانو کو پیشوائی کرکے لے آئے اور رسم مہمانداری بجا لاکر شربت پلوایا ہاتھ پانوں دھلوائے اور تینوں لڑکوں کو
اسکی گود میں دیا اور دودھ پلانے کے واسطے اُس کے حوالے کیا جب چھ دن امیر کے تولد کو گذرے اور چھٹی ہو چکی
بزرجمہر نے خواجہ عبد المطلب سے کہا کہ صبح کو گہوارہ امیر کا بالاخانہ پر رکھوا دیجیے گا اگر وہ گہوارہ غائب ہو جائے
تو کچھ تشویش نہ کیجیے گا کہ آفریدگار عالم نے مخلوقات عجیب و غریب اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کی ہے اور ہر جماعت
کی قیامگاہ اور صورت معاش بانواع جداگانہ مقرر فرمادی ہے چنانچہ ربع مسکون کے گرد احاطہ دریاے
عظیم الشان کا ہے اسمیں جزائر اور بلاد بہت وسیع اور آباد ہیں منجملہ اس کے ایک مقام مسکن مخلوقات اور بیچ جہان
کا ہے کہ جسکو کوہ قاف کہتے ہیں اسکے گرد بہت بستیاں ہیں کہ اُنمیں جن پری دیو غول شتر پا گاؤ پا و سرگوش فیل
نیم تن تسمہ پا گھوڑ منھے وغیرہ رہتے ہیں اور وہاں کا بادشاہ شہپال بن شاہرخ ہے بہت وجیہ و جمیل و خوبصورت
مہر طلعت عبد الرحمن وزیر اس کا ہے بالفعل زمانے میں کوئی عدیل و نظیر اُس کا نہیں ہے عاقل صاحب تدبیر منتظم
شبانہ روز عبادت الٰہی میں مصروف رہتا ہے گہوارہ حمزہ کا اپنے بادشاہ کے پاس منگوائے گا اور سات دن کے بعد
پھر آپکے پاس بھجوائے گا اسمیں فوائد کثیر مرتب ہوں گے طرح طرح کے منافع اور مقاصد اس پردے میں حاصل ہونگے یہ کہکر
خواجہ عبد المطلب سے رخصت ہوا اور اپنے لشکر میں گیا خواجہ عبد المطلب منتظر وقت رہا کرتے تھے اس ساعت موعود
کا انتظار کیا کرتے تھے

جانا گہوارۂ امیر حمزہ کا پردۂ قاف کی طرف اور لے جانا اُس مہر کمر

کوہ قاف کیطرف

اب راوی شیریں مقال مشتاقان قصص وحکایات پارینہ کو فقرے داستان قاف کے سناتا ہے ایک دن شہپال
بن شاہرخ فرمانفرمائے کوہ قاف باشان وشوکت شاہی وکروفر نامتناہی تخت سلیمانی پر بیٹھا تھا اور جوانب و
اطراف پردۂ قاف کے اٹھارہ بادشاہ کہ اُس کے خراج گزار و زیر فرمان و باج گزار تھے دربار میں حاضر وموجود تھے
اور دیوان حور زمیں اور اکابر جوار دست بستہ خدمت میں حاضر تھے ناسعد و دیکھے عملدار نے حاضر ہوکر تسلیم بجالا کر عرض کیا کہ اختر
برج سعادت وعصمت وزہرہ فلک شادت وعفت یعنی شاہزادی مشتری خصال مہر جمال زینت بخش مہد اور ہوئی
رونق افزائے دودمان انور ہوئی بادشاہ نے خواجہ عبدالرحمن سے کہ اُس کا وزیر زیارت کنندہ وصحبت یافتہ حضرت
سلیمانؑ اور جمیع علوم کا عالم ذیشان تھا فرمایا کہ اس لڑکی کا نام کچھ رکھو اور اُسکے طالع کو دیکھو کہ کیسا ہے اور اسکا بخت
واقبال کا ستارہ کیا ہے خواجہ عبدالرحمن نے حسب الحکم بادشاہ کے شاہزادی کا تو نام آسمان پری رکھا اور قرعہ پھینک کے
زائچہ کھینچکر شکلوں کو ملایا بہ بشاشت تمام بادشاہ کو یہ مژدہ سنایا کہ حضور کو مبارک ہووے یہ لڑکی قاف کے اٹھارہ پردے پر
حکومت کریگی شان وشوکت سے ان ممالک کی ریاست کریگی لیکن آج کے اٹھارھویں برس جو دیو زبردست کہ اسوقت
زیردست ہیں یکسر سرکشی کرینگے انتہائی بغاوت اختیار کرکے قدم جادۂ اطاعت سے باہر رکھکر بے ادبی کرینگے اور سوائے شہر
گلستان ارم زریں وسیمیں قاقم وغیرہ جتنے شہر ہیں سب حضور کے قبضے سے نکلجائینگے مگر اُس زمانہ میں ایک آدمزاد ربع مسکون
کیطرف سے آکر اُن متمردوں کو زیر وزبر کرکے شکست فاش دیگا اور نئے سر سے سب ملک اپنی قوت سے لیکر حضور کے زیر نگیں کریگا بادشاہ یہ
بات سنکر نہایت خوش ہوا اور بکمال مسرت کے آپے سے باہر ہوگیا اور فرمایا کہ دیکھو تو وہ لڑکا پیدا ہوا یا نہیں آغوش مادر میں جلوہ فرما ہوا
یا نہیں وہ کس ملک کا باشندہ ہے کس برج اقبال کا اختر تابندہ ہے خواجہ عبدالرحمن نے قرعہ پھینک کر کہا کہ ملک عرب میں ایک
شہر مکہ ہے وہاں کے سردار کا وہ لڑکا ہے اور آج چھٹا روز ہے کہ وہ پیدا ہوا ہے اور اُسکا نام حمزہ رکھا گیا ہے اور آج گہوارہ اسکا
بالاخانے پر اُس کے باپ نے رکھا ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ چار پریزاد جا کر اُسکا گہوارہ اُٹھالاویں اور جلد اُس نور دیدۂ جاہ وجلال کو

امیر حمزہ کو بالاخانے کی چھت پر گہوارے میں لٹانا اور جنات کا مع گہوارہ پرستان میں اٹھالیجانا
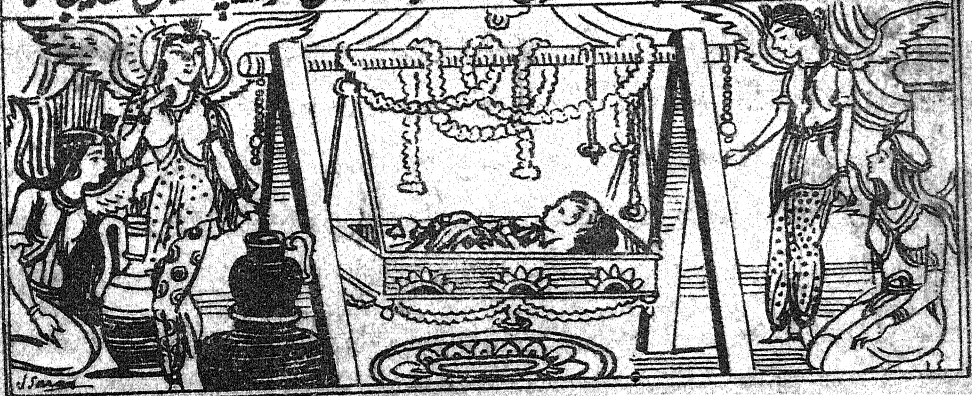
ہمارے روبرو پہونچادیں اور آپ جشن میں مصروف ہوا اور دروازہ خزانے کا صرف شادی کے واسطے کھلوادیا ہنوز بادشاہ جشن میں تھا کہ پریزادوں نے حمزہ کا گہوارہ لاکر تخت کے آگے رکھدیا اور اُس حسن خدمت کے جلادو میں سرخرو حسان انعام مانگنے لگا جتنے ناظرین تھے اُس کا حسن و جمال دیکھ کر بصورت تصویر حیران ہوگئے اُس کی شکل و شمائل دیکھ کر پریزادوں کے ہوش پراں ہوگئے بادشاہ نے امیر کو گہوارے سے اپنی گود میں لیکر اٹھالیا پیشانی پر بوسہ دیا اور سرمۂ سلیمانی منگوا کر آنکھوں میں لگادیا اور دایہ اور چھوچھو اور ددا کے حاضر کرنے کے واسطے ارشاد فرمایا بموجب حکم کے فوراً سب حاضر ہوئیں اور دیو پری جن غول شیر پلنگ کا دودھ سات روز تک پلوایا خواجہ عبدالرحمٰن نے کہا کہ زائچے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی لڑکے سے ملکہ آسمان پری کی شادی ہوگی اور اسمیں بنی آدم اور پری جان کے رسم عروسی دا ہوگی بادشاہ نے خوش ہوکر ایک گہوارہ کہ جسکے ڈنڈے اور پائے زمرد کے تھے اور پٹیاں یاقوت کی اور طرح طرح کے جواہر بیش قیمت اُس میں جڑے تھے اپنی دولت سرا سے منگوا کر اُسمیں امیر کو لٹایا اور نہایت احتیاط سے اس میں سلایا اور کئی دانے لعل شب چراغ کے ریشم سرخ میں گوندھواکر اُس گہوارے میں لگادیے اور طرح طرح کے جواہر گرانبہا گہوارے میں لٹکوادیے اور جو پریزاد کہ لائے تھے اُنسے فرمایا کہ جہاں سے لائے ہو وہیں اُسکو باحتیاط تمام پہونچا آؤ اور اُسکی خیر و عافیت اور سرگذشت راہ و مکان اور احوال اُس سرزمین کا مجھے آکر سناؤ حکم ہوتے ہی پریزادوں نے گہوارہ امیر کا اُسی بالاخانے پر جہاں سے اٹھالائے تھے پہونچادیا اور شاداں و فرحاں تھوڑی دیر کے بعد تمام احوال راہ کا بادشاہ کے حضور میں بہ تفصیل عرض کیا

بزرجمہر کا مدائن کی طرف روانہ ہونا اور وہاں پہونچ کر جشن شاہانہ ہونا

مسافر خامۂ تیز رفتار مرحلہ پیمائی منازل داستان جدید یوں سرگرم و رواں ہے کہ ایک ہفتہ کے بعد خواجہ بزرجمہر نے خواجہ عبدالمطلب سے کہلا بھیجا کہ خبر تو لیجئے گہوارہ امیر کا پردۂ قاف سے آیا کہ نہیں یہ سنکر خواجہ عبدالمطلب نے آدمی کو حجرہ پر دیکھنے کو بھیجا تو اُسکو گہوارہ دیکھ کر سکتہ سا ہوگیا گہوارے کی جوت سے ہر ایک کو چکا چوند لگ گئی حیرت سے نکلی بندھ گئی خواجہ کو خبر دی کہ یا امیر ایک اور گہوارہ کہ چشم فلک نے جس کا ثانی نہ دیکھا ہوگا دیکھ کر آئے ہیں کہ جس سے بالاخانہ روشن ہورہا ہے سارا کوٹھا لعل و جواہر کا معدن ہورہا ہے خواجہ عبدالمطلب نے یہ خبر سنتے ہی فوراً شاد و شاد تمام کیفیت خواجہ بزرجمہر سے کہلا بھیجی وہ سنتے ہی اپنے لشکر سے آیا اور امیر کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو منور فرمایا اور خواجہ عبدالمطلب سے کہا کہ مجھے حضرت ظل سبحانی کے قدم چھوڑے مدت گذری اور میرے اہل و عیال پر بھی میری مفارقت میں خدا جانے کیا کیفیت گذری اب شوق زیارت حضرت شاہنشاہی کا دل میں جوش زن ہے بیتابی عنان عزیمت کشاں جانب وطن ہے اب میں تو رخصت ہوتا ہوں امیدوار دعائے خیر کا ہوں لیکن آپ امیر اور مقبل و عمرو کے پالنے اور نگہبانی میں غفلت نہ فرمایئے گا اور حتی المقدور انکی تعلیم و تعلم میں کمال سعی اور کوشش عمل میں لایئے گا اور جب کبھی میرا نیاز نامہ آوے جواب

اُسکا جلد عنایت ہوا کرے مطالب ضروری تفصیل وار درج کتابت ہوا کریں اور امیر کو پسر خواندہ بادشاہ ہفت کشور
مشہور کیجیے گا دور و نزدیک اپنے بیگانوں میں اس امر کی شہرت دیجیے گا خواجہ عبد المطلب نے بسر و چشم قبول کر کے
ایک عرضی شکریہ لکھ کر خواجہ بزرجمہر کو حوالے کی کہ اس کو بادشاہ ہفت کشور کی خدمت میں گذران دیجیے گا مراتب تسلیم سلام
و تحیت میری طرف سے ادا کیجیے گا بزرجمہر وہ عرضی لے کر مدائن کی طرف روانہ ہوا چند روز کے عرصے میں اپنے وطن
میں پہونچا اور موافق آداب شاہی خدمت ظل سبحانی میں مشرف ہو کر وہ عرضی گذرانی اور خواجہ عبد المطلب کے
اخلاق اور علو مرتبت اور والا خاندانی کی بہت ثنا اور صفت کی بادشاہ اُس کو پڑھ کر بہت خوش ہوا اور بزرجمہر کو
خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور اُس کے کئی مہینے کے بعد ایک دن نوشیرواں تخت کاؤس پر جلوہ افروز تھا ہر مرتبے
کا وزیر امیر صغیر و کبیر اہل کمال صاحب جلال سعادت حضوری سے بہرہ اندوز تھا ارکین دولت اپنے اپنے مقام پر
حاضر تھے سفیران ممالک تاجران اطراف و جوانب دربار میں موجود اخبار دیار و امصار حضور میں پڑھے جاتے تھے کہ چین کے
اخبار نویس کی عرضداشت گذری اسمیں یہ خبر لکھی تھی کہ بہرام گرد خاقان چین خاقان معظم تخت نشین ہوا صاحب تاج
و نگین ہوا چونکہ قوت و زور میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتا ہے رستم و نریمان کا اُس کے روبرو رتبہ پیرزال کا سا ہے
صیدگاہ میں جب فیل مست جنگلی کی مستک پر گھونسا لگاتا ہے وہ چنگھاڑ مار کر بیٹھ جاتا ہے اور شیر ببر صحرائی لومڑی کے برابر بھی
نہیں جانتا ہے ہر شاہزور اور پہلوان جہاں اُسکے زور کو مانتا ہے سوائے چین و ماچین کے کئی شہر اور بھی بزور شمشیر اپنے
قبضے میں کیے ہیں بہت بڑے بڑے ملک وسیع زرخیز اپنی قوت بازو سے چھین لیے ہیں اور چار سال کا خراج جو اُسکے ذمہ ہے
اسکے ادا کرنے کی نیت نہیں ہے مالگذاری سرکار دولت مدار داخل کرنے پر طبیعت نہیں ہے اپنی طاقت اور قوت پر یہ گھمنڈ
سمایا ہے کہ بھیجا یا لکھتا ہے کہ بادشاہ ہفت کشور کی خیر اسی میں ہے کہ مجھ سے نعلبندی دیوے اور اپنے زر باقیات کا نام نہ لیوے
نہیں تو مدائن کو غارت اور تاراج کروں گا تمام مملکت میں ایک جھونپڑا تک نہ چھوڑوں گا بادشاہ نے متوحش ہو کر بزرجمہر
سے فرمایا کہ کیا صلاح ہے اس کی فکر کرنا چاہیے اسمیں کچھ مشورہ اور تدبیر کیا چاہیے خواجہ نے عرض کی صلاح تو یہی ہے کہ
ابھی بہت زور اُسے حاصل نہیں ہوا ہے کسی کو حکم دیجیے کوئی ملازم شاہی جرار اور کارگذار اُس پر مقرر کیجیے کہ اس سرکش کو گرفتار
کر کے حضور میں حاضر کرے یا اُس سرکش ناعاقبت اندیش کا سر نخوت پیکر کاٹ کر حضور میں لا کر دھرے نہیں تو دوسری صورت
زور پکڑنے کے استیصال اسکا دشوار ہوگا ملک چین میں اس کی ذات سے فتنہ و فساد آشکارا ہوگا بادشاہ نے فرمایا کہ تم کو
اختیار ہے جسکو مناسب جانو اُسکو بھیجو اُس باغی کی سرکوبی کے واسطے جسے چاہو روانہ کرو بزرجمہر نے گستہم ابن اشک
زرین کفش ساسانی کو کہ سپہ سالار نامی تھا اور ان پہلوانوں کی جماعت میں گرامی تھا بادشاہ سے خلعت دلوا کر
بارہ ہزار سوار جرار سے بہرام خاقان چین کی تنبیہ و تادیب کے واسطے بھیجا اور بھی سرداران اولوالعزم جنگ آزما شجاعان
شیر ہمتا کو ہمراہ کیا اور بتاکید تمام حکم دیا کہ سوائے خراج چار سالہ نذرانہ بھی اس سے بطریق جرمانہ لینا اور صورت دیگر میں شکست فاش دینا اور

گرفتار کرکے پابزنجیر حضور میں روانہ کرنا خبردار خبردار اس امر میں غفلت اصلا نہ کرنا یہ سنکر گستہم آداب رخصت بجالایا اور چین کی طرف روانہ ہوا

داستان عمرو کے لعل چرانے کی اور تعلیم کیواسطے مکتب مین جانیکی

اطفال تیز سوار قطرہ ہاے مداد میدان قرطاس میں یوں جولان ہیں تلاش مضامین دلچسپ امیر و عمرو کے مکتب میں ہر طرف دواں ہیں کہ عادیہ بانو کا معمول تھا کہ ایک چھاتی کا دودھ اکیلے امیر حمزہ کو اور دوسری چھاتی کا دودھ مقبل و عمرو کو پلاتی تھی اور بہ نسبت اُن دونوں کے امیر حمزہ پر زیادہ شفقت فرماتی تھی لیکن امیر روز بروز دبلے ہوتے اور عمرو موٹا ہوتا جاتا تھا کو کہ دو شریک ملکر ایک چھاتی کا دودھ پاتا تھا سب حیران تھے کہ اسکا کیا سبب ہے کہ یہ دو لڑکوں سے تیار ہے الغرض بہر خواہ مخواہ مرد آدمی تندرست اور رودا ہے ایک دن عادیہ رات کو سوتے سوتے جو چونک پڑی تو دیکھتی کیا ہے کہ عمرو نے امیر اور مقبل کو تو پلنگ کے نیچے ڈھکیل دیا ہے اور آپ دونوں چھاتیوں کا دودھ غٹ غٹ پی رہا ہے صبح کو عادیہ نے یہ کیفیت سب سے بیان کرکے کہا کہ یہ لڑکا جب بڑا ہوگا نامی چور اپنے وقت کا ہوگا کہ ابھی سے ایسی حرکتیں کرتا ہے غضب کی شوخیاں کر رہا ہے اُسکے چند روز کے بعد جب پاؤں چلنے لگا عمرو نے یہ اختیار کیا کہ جب سب لوگ گھر کے سو جاتے تو آپ گھٹنیوں چل کر جس دالان میں آتا عورتوں کا چھلا انگوٹھی اور جو زیور کی قسم پاتا اُٹھا لاکر عادیہ کے پاندان یا اُسکے تکیے کے نیچے رکھدیتا اور آپ سو جاتا صبح کو سب جب اپنا مال ڈھونڈھتے تو عادیہ بانو کے تکیے کے نیچے یا اُس کے پاندان میں پاتے اپنا اپنا اسباب اور مال اُٹھا لیجاتے عادیہ سخت متحیر ہوتی اور شرماتی مگر کچھ زبان پر نہ لاتی ایک دن امیر کے گہوارے کا لعل چرا کر اپنے منھ میں رکھ لیا اور مطلقاً کسی کو معلوم نہ ہوا اور یہ خبر خواجہ عبد المطلب کو پہونچی کہ گہوارے کا ایک لعل گم ہو گیا وہ جواہر قیمتی مکان ہی سے کھو گیا ناگہاں اس دن خواجہ کی نظر عمرو کے منھ پر پڑ گئی دیکھا کہ ایک طرف کا گال کچھ سوجا ہے خواجہ اور بھی عادیہ اور لونڈیوں پر جو لڑکوں کی محافظ تھیں خفا ہوئے اور عمرو کو پاس بلاکر دیکھنے لگے کہ یہ ورم کیسا ہے گال جو دبایا اُسکے منھ سے لعل نکل پڑا خواجہ نے کہا کہ خدا خیر کرے ہرگاہ اس خردسالی میں اسکا یہ حال ہے تو جوانی میں دیکھیے یہ کیا کریگا کیا کیا غضب ڈھائے گا غرضکہ عمرو کے ہاتھ سے سب نالاں تھے اور کبھی اُسکی حرکات صغر سنی سے بعض وقت خنداں تھے جب امیر حمزہ اور مقبل و عمرو پنجسالہ ہوے خواجہ عبد المطلب نے ایک ملا کے پاس کہ بنی ہاشم اور بنی امیہ کے لڑکوں کو پڑھاتا تھا ان تینوں لڑکوں کو بھی پڑھنے کو بٹھایا مکتب خانے میں بطریق رسم ملک کے بھجوایا پہلے دن تو بسم اللہ پڑھائی گئی موافق رواج زمانہ کے تقریب شادی کی عمل میں لائی گئی جب دوسرے دن ملا انکو سبق دینے لگا امیر اور مقبل نے تو جو کچھ ملا نے تبلایا اُسکو پڑھا لیکن عمرو سے جب اُس نے کہا کہ الف بولا راست و برحق ہے ملا نے کہا میں کہتا ہوں کہ الف کہہ تو کہتا ہے کہ راست و برحق ہے یہ کیا بات ہے کیسا احمق ہے عمرو نے کہا کہ جو آپ کہتے ہیں میں اسکا جواب دیتا ہوں جو بات میں سمجھتا ہوں وہی خدمت عالی میں عرض کر رہا ہوں یعنی آپ کہتے ہیں الف میں کہتا ہوں راست و برحق ہے

اس میں سر مو فرق نہیں مطلق بے یعنی الف سیدھا ہے اور الف کا عدد ایک ہے اور ذات وحدہ لاشریک کی بھی واحد ہے
اگر یہ غلط اور لغو کہتا ہوں تو آپ تادیب و تنبیہ فرمائیے مجھے قائل کیجیے اور کسی طور پر سمجھائیے آپ اسمیں کیا کہتے ہیں کیا خدا
واحد نہیں ہے کوئی اور بھی اس سے مشارکت رکھتا ہے اس کے سوا اور کوئی شان وحدانیت رکھتا ہے غرضکہ بہزار
خرابی عمرو نے پہلی تختی پڑھی جیوں تیوں دوسری تختی کی نوبت پہونچی جب الف خالی بے کے نیچے ایک نقطہ تے کے اوپر دو
نقطے ثے کے اوپر تین نقطے کی باری پڑھانے کی آئی تو اور بھی عمرو کی طبیعت گھبرائی مزاج نے شرارت دکھائی پڑھنے کی
طرف توجہ مطلق نہ کرتا بیہودہ بکا کرتا تھا ملا اگرچہ چشم نمائی کرتا مگر خیال میں نہ لاتا تھا اپنا کہنا کرتا باتوں میں اڑاتا تھا ناچار حمزہ
سے کہنے لگا کہ تم کو اختیار ہے اس ملا کے پاس پڑھو اپنی اوقات ضائع کرو میں تو نہیں پڑھنے کا ایسے علم سے باز آیا
اس تعلیم اور تعلم سے درگذرا میں قاعدہ پڑھنے کو آیا ہوں یا حساب سمجھنے کو کتاب لایا ہوں اگر الف خالی ہے تو
مجھ کو کیا کسی کے پاس ایک و تین نقطے ہیں تو مجھے کیا پروا خلاصہ یہ کہ عمرو ایسی ہی لایعنی شرارت آمیز باتیں کہا کرتا
تھا ملا ایک شب کو خواجہ عبد المطلب کے پاس گیا اور عمرو کا شکوہ حد سے زیادہ کیا اور تمام احوال کہا کہ نہ تو آپ
سبق لیتا ہے اور نہ حمزہ کو پڑھنے دیتا ہے اگر حمزہ کو پڑھوانا منظور ہے تو اس کو اور کسی کے سپرد کیجیے ورنہ میں یہ
آفت اپنے اوپر نہ لوں گا ان دونوں لڑکوں کو بھی بلوا لیجیے خواجہ نے چاہا کہ عمرو کو اور کہیں پڑھنے کو بٹھا دیں امیر نے
قبول نہ کیا بلکہ یہ بات سنکر رو دیا اور کہنے لگے کہ جہاں عمرو جائیگا وہاں میں بھی جاؤنگا نہیں تو ایک حرف پڑھنے کا
زبان پر نہ لاؤنگا خواجہ ناچار ہوکر چپ ہو رہا اور پھر زبان سے کچھ نہ کہا معمول تھا کہ سب لڑکوں کے لیے انکے ماں
باپ بقدر حیثیت کے کھانا پکواتے اور مکتب میں بھجواتے ایک روز کا اتفاق سنیے کہ کھانا موافق معمول کے ہر ایک
کے گھر سے مکتب میں آیا تھا اور موقع موقع پر رکھا ہوا تھا کہ دوپہر کو مع ملا سب کے سب سو گئے مگر عمرو جاگتا تھا جو کچھ
چاہا اسمیں سے لیکر آپ کھا لیا اور باقی ملا کے تکیے کے نیچے چھپا کر رکھ دیا جب سب جاگے کھانا ڈھونڈھا نہ پایا ہر
لڑکا بھوک کی شدت سے گھبرایا ملا نے کہا کہ سوائے عمرو کے یہ کام اور کسکا ہے اس کے سامنے کس کا ایسا کلیجہ ہے عمرو
نے کہا واہ حضرت یہ وہی مثل ہے کہ شہر میں اونٹ بدنام آپ ڈھونڈھوائیے پہلے خوب اس امر کی تحقیق فرمائیے جسپر ثابت ہو
وہ قابل تعزیر ہے بیشک اسکی تقصیر ہے ملا نے کہا کہ تو ہی ڈھونڈھ عمرو نے تجاہل عارفانہ کرکے پہلے تو سب لڑکوں کا
جھاڑ لیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا بعد اسکے ملا کے بچھونے تکیے جھاڑے تمام کپڑے الٹ ڈالے سبھوں نے دیکھا کہ ملا کے تکیوں
کے نیچے سے کھانا نکلا غل مچا مچا کر کہنے لگا کہ دیکھو صاحبو ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی + ہرگاہ ملا صاحب کی نیت
ہے حضرت کی کیسی طبیعت ہے تو وائے برحال جاہلوں کے حمزہ چلو اٹھو اپنے باپ سے کہو کہ چور ملا کے پاس ہم تو نہ پڑھینگے
ایسے ہم علم سے جاہل ہی رہینگے چلو کسی ساہوکار خوش نیت کے پاس پڑھوائیے اور کسی خوش نیت ملا کے پاس بٹھلائیے
ملا نے کھسیانے ہوکر دو تین طمانچے زور زور سے عمرو کو مارے اسپر بھی باز نہ آیا تو کوڑے پھٹکارے امیر نے عمرو کی

تقصیر معاف کروائی اور زیادہ مار نہ ہونے پائی دوسرے دن دوپہر کے وقت جب ملا اور لڑکے سو گئے عمرو نے ملا کا شملہ
کر اُس حلوائی کے پاس گرو رکھا پانچ روپے کی مٹھائی لا کے مکتب خانہ میں رکھدی اور خود سو رہا ملا نے اُٹھکر جب مٹھائی
بکثرت دیکھی تو دل میں خوش ہوا مگر ساتھ ہی عمرو کی چالاکی کی طرف بھی خیال کیا ہر ایک لڑکے سے پوچھا کہ یہ کیسی مٹھائی
ہے اور کہاں سے آئی ہے سبھوں نے ناواقفیت بیان کی حقیقت حال کی کسی کو معلوم نہ تھی عمرو کو جگا کر پوچھا تو آپ نے
جواب دیا کہ باباجان نے نیاز دلانی تھی سو یہ شیرینی لیکر آئے تھے وہ ایک آشنا بھی اور ہمراہ لائے تھے آپ کو سوتے سے جگانا
بے ادبی سمجھے چلتے وقت مجھ سے کہہ گئے تھے کہ جب ملا صاحب سو کر اُٹھیں اُس پر فاتحہ دلوا کے تقسیم کروا دینا اور میرا حصہ
خود لے لینا ملا نے پوچھا کہ فاتحہ کس کے نام پر پڑھوں اسکا ثواب کس کو بخشوں بولا کہ باباشملے کے نام پر ملا نے کہا یہ کیسا کلام
بیہودہ کس کا نام ہے بولا کہ فقیروں کے ایسے ہی نام ہوا کرتے ہیں ایسے ہی ناموں سے اُنکے پیر اُنکو پکارا کرتے ہیں ملا نے فاتحہ
دیکر اوپر سے اچھی اچھی مٹھائی اُٹھا کر پہلے آپ ہی نوش فرمائی باقی عمرو نے سب لڑکوں کو بانٹ دی اور آپ بھی کھائی اور
ان پیڑوں میں جن کو ملا صاحب نے تناول فرمایا تھا عمرو نے کچھ جمال گوٹہ ملا دیا تھا تھوڑی دیر بعد ملا صاحب کے پیٹ
میں کرب اور درد شروع ہوا قراقر اور ریح پیچ و پیچ ہونے لگا ملا کو شدت سے دست آنے لگے پاٹخانے تک جانا دشوار ہوا
ہاتھ پاؤں تھرتھرانے لگے ملا نے عمرو سے پوچھا کہ ارے اس مٹھائی میں کیا ملا ہوا تھا کہ جس کے کھانے سے میرا حال ایسا
پتلا ہوا عمرو نے کہا کہ حضرت کو تمام قاعدے میں سے یہ ایسی یاد ہے کہ سخن تکیہ ہو گیا ہے میں بھی لام کاف منہ سے
نکالوں گا کہ مجھ کو یہی قاعدہ خوب از بر ہوا ہے اور مٹھائی تو ہم سب نے کھائی ہے کہ ڈکار تک نہیں آئی ہے اگر مٹھائی کے
کھانے سے حضرت کا حال پتلا ہوا ہے تو ہم لوگوں کو کیا ہوا ہے مگر ہاں اگر یہ ہو تو ہو مثل مشہور ہے کہ کسی کو منگین پچیاٹے دو
کسی کو نہ پہنچے یا آپ نے میرے جانے کے قبل بابا شیرینی کسی لڑکے سے اُڑوائی ہوگی یا بے اعتقادی و بے احتیاطی سے
وہ مٹھائی کھائی ہوگی یا باباشملہ ایسے نہ تھے کہ کوئی اُن سے بے اعتقاد ہووے اور اُسکے معدے میں کسی طرح کا فساد نہ
ہووے اور سوائے اسکے آپ کا ہیکو بھوک کے مارے بہت سی کھا گئے کہ ہضم میں فتور ہوا تحلیل میں قصور ہوا عمرو کی شرارت
امیر نے دریافت کرکے مٹھائی منگوایا ملا کو بلوایا اور کہا کہ شیرینی کی حرارت ہوئی ہے اُس نے گرمی کی ہے آپ ہی نوش فرمائیے
اور دل میں اور طرح کا وسواس نہ لائیے خدا خدا کرکے ملا کی جان بچی اس بلائے ناگہانی سے فرصت ملی جب چار گھڑی دن
باقی رہا ملا نے لڑکوں کو چھٹی دی سبھوں نے اپنے اپنے گھر کی راہ لی ملا نے اپنا جبہ عمامہ سنبھالا دیکھیں تو شملہ نہیں ملتا کھو گیا
ناچار کمربند کا عمامہ سر پر باندھ کے گھر کو چلا جب حلوائی کی دوکان کے قریب پہنچا تو حلوائی شملہ لیکر دوڑا اور کہنے لگا کہ
حضرت کو شملہ بھیجکر مٹھائی منگوانا کیا ضرور تھا کیا مجھے خفیف کرنا منظور تھا پانچ روپے بھی ایسے ہیں کہ مجھ کو آپ کا اعتبار
نہ ہوتا دس پانچ دن کیواسطے قرار نہ ہوتا داموں کی چنداں ضرورت نہیں جب خرچ آیا کرے بھجوا دیا کیجیے یہ دوکان آپ
ہی کی ہے جب جس قسم کی مٹھائی کو جی چاہے منگوا لیا کیجیے ملا نے یہ جملہ سن کے کچھ کلمات زمانہ سازی کے اُس کے جواب میں

کہے اور قمچہ لیکر مجبور پانچ روپیہ جیب سے نکالکر اُسکے ہاتھ دھرے اور جی میں سوچا کہ یہ وہی مٹھائی ہے کہ عمرو نے آج فاتحہ دلوائی
ہے شب بخیر صبح کو عمرو ہے اور میں ہوں کوڑا ہے اور اسکی پشت و کمر ہے اور میں ہوں اُس دن کا حال سنیئے کہ صبح ہوتے ہی سب سے
پہلے عمرو مکتب میں آیا اور بچھونے کو جھاڑ جھوڑ ملا کا مسند تکیہ لگا کر کتاب کھول کے پڑھنے لگا ملا نے جو آکر اُسکو مکتب میں
دیکھا دل میں کہا اس پر میرا خوف غالب ہوا ہے کہ سب سے پہلے آیا ہے آج اسکو کچھ نہ کہا چاہیے بھلا وادیا چاہیے ملا نے سب کو
سبق دیکر کہا کہ میں حمام میں جاتا ہوں بہت جلد وہاں سے فراغت کرکے آتا ہوں تم لوگ بیٹھے ہوئے پڑھو اور اپنا اپنا سبق
یاد کرو اور خضاب تیار کرکے عمرو کے ہاتھ پہلے سے حمام میں بھیج دیا اور پیچھے آپ قصد حمام کا کیا عمرو نے راہ میں فرصت پاکر
پیسہ بھر ہڑتال خوب باریک پیسکر خضاب میں ملا دیا ہر گاہ ملا جی حمام میں گئے وہ خضاب داڑھی مونچھوں میں لگا کر ایک
ساعت کے بعد گرم پانی سے جو دھویا مونچھ داڑھی کا صفایا ہوگیا اشک ندامت سے منھ دھویا ملا شرمندگی سے پانی پانی
ہوا ہر ایک سے منھ چھپانے لگا رات کو ایک برقع چہرے پر ڈال کے خواجہ عبد المطلب کی خدمت میں گیا اور
صورت اپنی دکھا کر خوب منھ پیٹا اور رو کر کہا عمرو نے اس بڑھاپے میں میری یہ شکل بنائی اس اخیر سن میں مجھے ذلت
دکھائی مارے شرم کے کسی کو منھ نہیں دکھا سکتا ہوں کسی دوست آشنا کے پاس کیونکر جا سکتا ہوں اور تمام قصہ قمچہ
اور مٹھائی اور اسمیں جمال گوٹے ڈال دینے کا بیان کیا خواجہ نے انکو تو عذر کرکے رخصت فرمایا اور عمرو کو سزا دے کر
گھر سے نکالدیا امیر سے کہا کہ اگر کبھی تم نے عمرو کا نام لیا تو ہم تم سے بہت آزردہ ہونگے بیٹا ایسے نالائق شریر کو اپنے پاس
کوئی بٹھاتا ہے شہد سے لُچے کو کوئی گھر میں بُلاتا ہے ایسے آدمی کی صحبت میں انسان بدنام ہوتا ہے صحبت بد کا بد سرانجام ہوتا ہے
امیر کو عمرو کی جدائی کب گوارا تھی دو شبانہ روز تک بھوکے پیاسے رہے کوٹھے پر جا جا کے رویا کیے یہ خبر خواجہ عبد المطلب
کو پہونچی چار ناچار عمرو کو بلوا کر تقصیر معاف کی امیر کے حوالے کیا اور ایک رقعہ ملا کو سفارش میں لکھدیا ملا نے قصور معاف
کیا اور بدستور عمرو پھر مکتب میں داخل ہوا ایک دن کسی شاگرد کے گھر سے ملا کیواسطے کھانا آیا ملا صاحب نے عمرو کو دیکر
فرمایا کہ اسکو میرے گھر میں پہونچا آئیے الا راہ میں کچھ چالاکی نہ دکھائیے اگر راہ میں کھولا تو اس میں مرغ کا چوزہ ہے
اُڑ جائیگا پھر مشکل سے بھی ہاتھ نہ آئیگا عمرو بولا کہ مجھ کو کھولنے سے کام کیا ہے مجھے کیا کتے نے کاٹا ہے استانی صاحبہ کو
دے آتا ہوں اُن سے جواب لاتا ہوں اس خوان کو لیکر وہاں سے تو روانہ ہوا جب ملا کے مکان کے نزدیک پہنچا تو ایک
جگہ محفوظ دیکھ کر خوان سر سے اُتار کر کھولا تو اسمیں میٹھے چاول نظر آئے منھ میں پانی بھر آیا بھوکا تو تھا ہی اُس جگہ بیٹھ کر خوب پیٹ
بھر کے نوش جان فرمایا جس قدر بچ رہے وہ کُتوں کے آگے ڈالدیے اور خالی قاب خوان میں رکھ کر کسنے اور خوان پوش کو
پھاڑ کے آگے بڑھ کے ملا کے دروازے پر پہونچکر اُستانی کو پکارا وہ دروازے پر جب آئیں انھیں وہ خوان حوالے کرکے کہا
کہ ملا صاحب نے اسکے کھولنے کو منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ کھانا کچھ نہ پکانا اور ہمسائے میں جو ایک دوست تمھارے ہیں
اُنکو بھی کھانا پکانے کو منع کرنا اور اُنکے یہاں کھانا بھجوانا وہ بیچاری تو عمرو کے فریب سے ناواقف تھی اُس نے آپ بھی کچھ

نہ پکایا اور ہمسائے میں بھی دو بیبیوں کو کہ اُسکی دوست جانی تھیں کھانا پکانے کو منع کرا بھجوایا اتفاقاً اُس روز جو ملا صاحب مکتب سے اُٹھے تو ایک دوست کی ملاقات کو بہ گئے کہ گھڑی بھر دید وادید کرتے چلیں کچھ گفت وشنید کرتے چلیں اُس نے دوپہر رات گئے تک ملا کو نہ چھوڑا ہر چند کھانا کھانے کو کہا ملا نے کہ میٹھے چاولوں کا مزہ منہ میں تھا کچھ نہ کھایا جب رخصت ہو کر گھر میں گیا اور بی بی سے پوچھا کہ آج کیا پکایا ہے تم کو آج بڑی تکلیف ہوئی میرے انتظار کی تم نے کچھ کھایا یا ابھی تک کچھ نہیں کھایا اُس نے کہا کہ پکاتی کیا تم نے کھانا پکانے کو منع کر بھیجا تھا اور فلانی فلانی بیبیوں کو بھی میں نے تمھارے بموجب کہنے کے کھانا پکانے کو منع کر دیا تھا سو آج خلاف معمول دو پہر رات تک باہر رہے مہمانوں سے ایسے بیخبر رہے وہ بیچاریاں بھی اپنے خاوندوں اور لڑکوں سمیت بھوکی بیٹھی ہیں کھانے کی راہ تک رہی ہیں بہر حال کھانا جو تم نے بھیجا ہے وہ رکھا ہے پہلے تو کچھ اُن بیچاریوں کو کہ جن کو تمھارے کہنے سے میں نے مہمان کیا ہی بھیجو پھر آپ نوشجان کرو ملا نے یہ جملہ سنکر اپنے دل میں کہا کہ خدا خیر کرے یہ حرکت عمرو کی خالی از علت نہیں ہے دال میں کچھ کالا ہے یہ امر بھی خالی از شرارت نہیں ہے خوان جو کھول کر دیکھا تو اُس میں خالی قاب پائی دل میں سوچا آزمودہ را آزمودن جہل ست تیری عقل پر کیا شامت آئی کہ اس کمبخت ازلی کے ہاتھ سے زک اُٹھا چکا ہے اور پھر اُسپر اعتماد کرتا ہے ملا نے مع اہل وعیال اُس شب کو فاقہ کیا اور یہ حال سنکر انکے ہمسایوں نے جو مدعو تھے آخر میں انکا ساتھ دیا صبح کو ملا نے کچھ ناشتا کر کے مکتب میں جا کر عمرو سے پوچھا کہ کل جو کھانا خوان میں بھیجا تھا وہ کیا ہوا عمرو نے کہا کہ کھانے سے تو میں نہیں واقف وہ مرغ جو آپ نے بھیجا تھا اثناء راہ میں خوان پوش اور کسنے کو پھاڑ کر اُڑ گیا میں نے بہت تلاش کیا پتہ کہیں نہ لگا ملا نے کہا کہ تو نے کھانا پکانے کو میرے گھر میں کیوں منع کیا اور بیفائدہ گھر والوں کو رنج دیا اور میں نے کب کہا تھا کہ ہمسائے کے لوگوں کو مدعو کرنا اور اُن کو بھی میرے ساتھ بے مزا عمرو بولا کہ یہ البتہ تقصیر ہوئی ملا نے عمرو کو باندھ کر قرار واقعی سزا دی امیر نے اُسکی تقصیر معاف کرائی اور اُس تعزیر سے رہائی دلائی اور کہا کہ اب اس سے ایسا قصور نہ ہوگا اسکو آپ کا نقصان منظور نہ ہوگا لیکن عمرو دل میں ملا کا جانی دشمن ہو گیا ہر وقت اس بیچارے کے درپے ذلت ہوا چونکہ ابو جہل اور ابی سفیان بھی اس مکتب خانے میں پڑھتے تھے دوپہر کو وقت جب سب لڑکے سو رہے نیند میں غافل ہو گئے عمرو نے انگوٹھی ابو جہل کی اُنگلی سے اُتار لی ملا کے گھر میں جا کے ملا کی بیٹی کے صندوقچہ میں رکھ دی اور اُس لڑکی کے کان کی بالی ملا کے نام سے لا کر ابو جہل کے ہاتھ میں ڈالی اور چپکا لیٹ با دم سادھ لیا جب سب لڑکے جاگے منہ ہاتھ دھو کر پڑھنے لگے ملا نے ابو جہل کی اُنگلی میں اپنی بیٹی کی کان کی بالی جو دیکھی تو کچھ کان کھڑے ہوے لیکن کچھ کہہ نہ سکے ابو جہل سے پوچھا کہ یہ بالی تو نے کیونکر پائی ہے ابو جہل اپنے ہاتھ کو دیکھ کر سخت متحیر ہوا اور گھبرا کر کہنے لگا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ کس نے یہ بالی میرے ہاتھ میں پہنائی ہے عمرو بولا کہ قبلہ مجھ سے پوچھیے میں اس بات سے خوب واقف ہوں یہ راز مجھ پر آشکار ہے اگرچہ خلاف ادب اس کا اظہار ہے ملا نے کہا کہ

عمرو بولا کہ وجہ یہ کہ جب آپ اور سب لڑکے سو جاتے ہیں یہ اٹھ کر آپ کے گھر جایا کرتا ہے پھر اسی پاؤں جھٹ پٹ پھر آیا کرتا ہے آج جو یہ اٹھ کر چلا قضا کار میری آنکھ اسوقت کھل گئی میں بھی اسکے پیچھے دبے پاؤں گیا جب یہ آپ کے دروازے پر پہونچا اس نے دروازے کی زنجیر ہلائی آپکی صاحبزادی اندر سے دوڑی آئی پہلے تو باہم بگیر بوس و کنار رہا کچھ آنے جانے کا قول و قرار ہوا بعد ازاں کچھ باتیں راز و نیاز کی ہوئیں چلتے وقت **ابوجہل** نے اپنی انگوٹھی اسکو دی اور اسکے کان کی بالی آپ لی میں یہ ماجرا سب دیکھتا رہا بعد ازاں خفیہ یہاں آکر سوتا بن گیا یہ سن کر ملا کی آنکھوں میں خون اترا **ابوجہل** سے بالی لیکر اسقدر اسکو چوبکاری کرکے مارا کہ اس نے چھٹی کا دودھ اگل دیا اور اسی غیظ میں اپنے گھر جا کر بیٹی کو پاس بلایا اور اسکا صندوقچہ منگایا دیکھا تو فی الحقیقت اسمیں انگوٹھی **ابوجہل** کی رکھی ہے نہایت احتیاط سے محفوظ دھری ہے دیکھتے ہی اس بیچاری کے سر کے بال پکڑ کے ایسے طمانچے اسکے گل سے رخساروں پر لگائے کہ وہ تلملا گئی غش کھا گئی اور بیچاری کا تماشا سا ہو گیا ماں اسکی گالیاں دیتی ہوئی دوڑی کہ کیا تجھ کو سودا ہوا ہے شیطان سر پر چڑھا ہے اس بیچاری کو مارے ڈالتا ہے قصور اسکا بارے کیا ہے اور ایک دو ہتھڑ جو پیٹھ پر مارا تو ملا اپنی بیٹی کو چھوڑ کر اسکو لپٹا اسکی داڑھی اسکے ہاتھ میں اور اسکی چوٹی اسکے ہاتھ میں لوگ محلے کے غل شور سنکر دوڑے اور ملا سے کہنے لگے کہ تم کو عورت پر دست درازی کرنے کا سبق کس نے پڑھایا ہے وہ کون استاد ہے آپ کو یہ علم تعلیم فرمایا ہے جس کتاب میں یہ لکھا ہو کہ خصم جورو کو مارے ہم کو تو دکھا دو یہ مسئلہ ہم کو بھی خوب سمجھا دو القصہ بیچ بچاؤ کر کے ہر ایک ملا کو لعنت ملامت کرنے لگا اور عورت پر دست درازی کی ممانعت کرنے لگے قضارا اسکے دوسرے دن جمعہ کا دن تھا لڑکوں کی چھٹی تھی جا بجا لہو و لعب میں مشغول ہر ایک طفل کمسن تھا مگر عمرو کو نئی سوجھی تھی ایک بساطی سے جا کر کہا کہ تمہاری جورو کا حال برا ہے مجھے منت کر کے لوگوں نے خبر کرنے کو بھیجا ہے بساطی یہ بات سنتے ہی روتا پیٹتا اپنی داڑھی کھسوٹتا گھر کو چلا عمرو تھوڑی دور اسکے ساتھ جا کر الگ ہوا اور الٹے پاؤں اور راہ سے دوکان پر آکر اسکے شاگرد سے کہا کہ وہ بڑا بکس جو سوئیوں کا ہے تمہارے استاد نے مانگا ہے کہ ایک شخص مول لیگا دام خاطر خواہ دیگا وہ خود نہ آسکے اسواسطے مجھ کو بھیجا ہے آئندہ تم کو اختیار ہے دینے نہ دینے کا اس نے یہ سمجھ کر کہ لڑکا ظاہر میں معتبر معلوم ہوتا ہے فریب و دغا بازی کیا جانتا ہوگا بکس سوئیوں کا حوالہ کیا عمرو لیکر مکتب میں پہونچا اور میدان خالی پا کر ملا کے تمام بچھونے اور تکیے میں سوئیاں چبھوئیں اور آپ اپنے گھر کو چلا آیا چونکہ اسدن ملا اور اسکی جورو سے جوتی پیزار ہو چکی تھی گھر میں کھانا وغیرہ کچھ نہ پکا تھا آفت مچی تھی ملا روٹھ کر مکتب میں آیا اور بستر بچھایا کہ آج یہیں سو رہونگا اور گھر پھر کر نہ جاؤں گا جونہیں بچھونے پر پاؤں رکھا وہ سوئیاں تلوؤں میں چبھ گئیں چیخ مار کر بیٹھ گیا چوتڑ چھد گئے سوئیاں پار ہوئیں بیتاب ہو کر جو لیٹ گیا تو کمر اور پیٹھ میں سوئیاں گڑ گئیں بیقراری سے کروٹیں لینے لگا تمام بدن صورت غربال بن گیا دن جمعہ کا شاگرد بھی نہ تھے کہ سوئیوں کو اس کے بدن سے نکال لیتے استاد کو اس پیچ و محن سے چھڑاتے وہ سوئیاں جیسے بدن میں پیوست ہوئیں تھیں ویسے ہی پیوست رہیں سارا بدن سوج گیا

اور ہر بُن مو سے خون کا فوارہ چھوٹنے لگا دوسرے دن ہفتہ کو جو لڑکے آئے تو دیکھا کہ مُلّا صاحب مچھلی کی طرح تڑپ
رہے ہیں کراہتے ہیں اور بچھونے پر بیتاب اور پژمردہ پڑے ہیں لڑکے سوئیاں نکالنے لگے اور ملا درد سے جو چیخیں
مارتے تھے اُنکو سنبھالنے لگے اسمیں عمرو بھی کہ اس دن سبکے پیچھے گیا تھا پہونچا مُلّا کو دیکھ کر رو رو کے کہنے لگا کہ
جس نے یہ حرکت کی ہے اگر مجھکو معلوم ہووے تو ایسا ہی حال اُسکا بھی کروں اپنے استاد جی کا بدلہ اُس سے بخوبی لوں
اور جھٹ پٹ ایک میانہ لا کر مُلّا صاحب کو سوار کیا اور جرّاح کے گھر لیچلا جب اس بساطی کی دوکان کے قریب میانہ
پہونچا وہ عمرو کو پہچان کر دوڑا اور کہنے لگا کہ او لڑکے تو بڑا فتنہ انگیز اور تماشا ہے تونے مجھکو تو جھوٹ موٹ فقرہ دیکر
کہ تیری جورو جاں بلب ہے گھر کو روانہ کیا اور میرے شاگرد سے میرا نام لیکر کئی ہزار سوئی کا پُڑا اُڑا لے کر چلتا ہوا اب تو
کہاں جاتا ہے ابھی تیرا کچومر نکالتا ہوں سوئیاں اپنی تجھ سے لونگا تجھے اس چالاکی کا مزہ دکھاؤنگا مُلّا کے کان کھڑے ہوئے
جو یہ تقریر سنی اس بساطی سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگا کہ یہ کب سوئیاں تیری دوکان سے لیگیا تھا عمرو نے دیکھا کہ راز
افشا ہوا جھٹ پٹ آنکھ بچا کر وہاں سے چلتا ہوا اور مکتب میں آ کر امیر اور مقبل سے کہا کہ لو خدا حافظ ہے اپنا
تو اس شہر میں رہنا نہیں ہو سکتا امیر کو بے عمرو کے کب چین آتا تھا یہ کلام عمرو کا سُن کے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہے سچ
بتا کیا معاملہ گذرا عمرو نے کہا کہ میرے تو حواس اسوقت جمع نہیں ہیں کہ ماجرا کہوں سارا قصہ راہ کا آپ کو
کہہ سناؤں جب قدرے اطمینان ہوگا سب مفصل عرض کروں گا تمام سرگذشت سماعت مبارک میں پہونچاؤنگا تب
تو امیر نے کہا چل کہاں چلتا ہے بے تیرے ہمارا دل کب سنبھلتا ہے ہم بھی تیرے ہمراہ ہیں گو کہ آپ کی حرکتوں سے
خوب آگاہ ہیں امیر و مقبل اور جن جن لڑکوں کو امیر کے ساتھ محبت ہو گئی تھی سب کے سب عمرو کے ساتھ ہوئے
اور خفیہ لرزاں اور ترساں آگے پیچھے دیکھتے ہوئے اُس کے جلو میں چلے عمرو سب کو ساتھ لیکر کوہ ابو قبیس کے
درے میں جا کر چھپا اور ہمراہیوں سمیت اس مقام میں ایک شبانہ روز رہا جب ایک رات فاقے سے گذری تو دوسرے
دن امیر نے عمرو سے کہا کہ اب تو بھوک کے مارے اپنا قافیہ تنگ ہے فاقے کے سبب طبیعت کا اور رنگ ہے کر
کھانے کی فکر کیا چاہیے کسی طرح پیٹ بھرنا چاہیے عمرو نے کہا آپ بالکید گر اپنے ہمراہیوں سے اختلا
لاتا ہے دیکھیے تو کیسی کیسی نعمتیں حضور کو اس مقام میں کھلواتا ہے یہ کہکر شہر کیطرف روانہ ہوا ایک قد
ہاتھ رودہ آنت لیکر زبیدہ بڑھیا کے گھر کے پچھواڑے پہونچا اُسکی مرغیاں گھورے پر چرتی تھیں
کیں اس طرح سے کہ رودے کے ایک سرے پر گرہ دیکر گھورے پر پھینکا جب مرغی نگل گئی
پھونکنا شروع کیا آنت جب پھول گئی مرغی کے گلے میں گرہ پڑی پھندا لگا فوراً پکڑ کے
رومال میں باندھ لیا جب پندرہ سولہ مرغیاں رومال میں باندھ چکا اور کچھ لیتے دینے
سے اس بڑھیا کے چھپر پر پھینکے اور آپ منتظر وقت کھڑے رہے وہ ضعیفہ غل مچاتی ہوئی گ

حیران و ششدر نکلی عمرو نے دوسری طرف سے اُسکے گھر میں گھس کے کوٹھری دیکھنا شروع کی وہاں ایک ہانڈی میں
مرغیوں کے انڈے جو جمع تھے لیکر اپنی راہ لی آگے بڑھ کے ایک کبابی سے اُن مرغیوں کے کباب بھنوائے اور انڈوں
کے حلوے خاگینے بنوائے اور پانچ روپئے کی شیر مالیں اور نہاری اُس سے لیں اور خوان میں رکھیں اور اس پر کباب
اور انڈے رکھ کے اپنی چادر کو کسا اور اپنے سر پر رکھا اور کبابی سے کہا کہ اپنا آدمی ساتھ کر دے میرے ہمراہ چلے کچھ دیر نہ ہوگی
اسی وقت تمھارے آدمی کے ہاتھ دام بھجوا دونگا اور خواجہ عبد المطلب کے ہاں انکے یہاں آج احباب کی دعوت ہے تیری
روٹیوں کی قیمت دلوا دونگا اُس نے جو خواجہ کا نام سنا فی الفور اپنا آدمی عمرو کے ساتھ کیا اور ذرا بھی تکرار نہ کی سودا
دینے میں کچھ انکار نہ کی عمرو نے تھوڑی دور جا کر اُس آدمی سے کہا کہ تم آگے بڑھو خواجہ کے دیوان خانے میں چل کے بیٹھو
مجھے پنیر وغیرہ لینا ہے لیکر آتا ہوں تمھیں ابھی قیمت دلواتا ہوں وہ تو اس طرف کو گیا اور آپ کوہ ابو قبیس کی طرف روانہ ہوا
جب امیر کے پاس پہونچا خوان دیکھ کر سبھوں کا دل خوش ہوا خوان جو کھولا انواع انواع کھانا اُس بھوک میں پایا امیر
شیر مال و خاگینہ و کباب دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے عمرو کی چالاکیوں سے تو واقف ہی تھے فرمایا کہ پہلے یہ ارشاد ہو کہ کھانا
کس نظر سے آیا ہے کون سی چالاکی اور عیاری کو کام فرمایا ہے عمرو نے کہا کہ اول طعام بعدہ کلام پہلے خاصہ تناول
فرمائیے بعد اس کے ایسے کلمات زبان مبارک پر لائیے امیر نے ہمراہیوں سمیت اُس کو تناول فرمایا اب اُس آدمی کا
حال سنیے جسکو کبابی نے روٹیوں کی قیمت کے واسطے عمرو کے ساتھ کیا تھا خواجہ عبد المطلب کے پاس گیا اور کہا کہ
اُستاد نے بعد آداب و تسلیمات عرض کیا ہے کہ حضور نے عمرو کی معرفت پانچ روپئے کی شیر مالیں جو منگوائی ہیں اُس کی
قیمت کے واسطے غلام کو بھیجا ہے ملا صاحب تو پہلے ہی سے بیٹھے ہوئے عمرو کا دکھڑا رو رہے تھے یہ سنکر اور انکے ہوش پران
ہوئے اسمیں ایک بڑھیا روتی پیٹتی ہوئی فریادی آئی کہ عمرو مجھ دکھیا کی مُرغیاں اور انڈے اس فریب عیاری سے لیگیا ہے
دیکھیے مجھ بیوہ محتاج کو کیسا ستا اور فریب دے گیا ہے خواجہ عبد المطلب نے کبابی کے آدمی سے پوچھا کہ آخر عمرو کدھر گیا
نے کہا کہ کوہ ابو قبیس کے سمت جاتا تھا اور چاروں طرف دیکھتا ہوا بھوچکا سا تھا خواجہ عبد المطلب نے اُس کو
نکا دیے اور بڑھیا کو بھی دام مرغیوں اور انڈوں کے دلوا دیے اور ملا سے کہا کہ آپ کوہ ابو قبیس تک تکلیف
کروں سے عمرو کو پکڑوا کر لے آئیے ملا کی جو شامت آئے شاگردوں کو ہمراہ لیکر کوہ کا راستہ لیا اور عمرو کی گرفتاری
ں کے قریب پہونچا عمرو نے دور سے دیکھ کر ایک قہقہہ مارا اور امیر سے کہا کہ ملاجی ہمکو پکڑنے آتے ہیں
تے ہیں دیکھیے تو میں کیسی گت بناتا ہوں کس ہیبت سے گھر بھجواتا ہوں یہ سنکر ملا صاحب تو ٹھٹھکے اپنی جگہ
سفیان وغیرہ کو عمرو کے پکڑنے کا حکم دیا اور آپ کچھ دور دیک تماشا شروع کیا جب
تو عمرو نے پکار کر کہا کہ تم لوگوں کی شامت آئی ہے بیٹھے بٹھلائے کھوپڑی کھجلائی ہے ملا
نے کا ملک ہے بھلا چاہتے ہو تو پھر جاؤ خیر و عافیت سے اپنے ماں باپ کو منھ دکھاؤ ابو جہل

مانتا تھا جرأت کرکے آگے بڑھا عمرو نے سنگریزے اُٹھا کر اس زور سے ابوجہل کے منھ پر مارے کہ تمام منھ اُسکا زخمی ہوگیا اور کنکریوں کے سوراخوں سے سارا بدن گویا چھلنی ہوگیا ملا کے سنگریزے تھے گویا چھرے تھے ابوجہل کی پیشانی اور رخساروں میں گھُس گئے تب تو ابوجہل روتا آنکھیں ملتا پیچھے کو ہٹا اور لڑکوں نے ابوجہل کا حال دیکھا ایک آگے نہ بڑھا مُلّا یہ سمجھ کر کہ میرا خوف ہوگا عمرو کے پکڑنے کو آپ چلا جو ہیں نزدیک پہونچا ایک پتھر اُٹھا کر ایسا مارا کہ سر ملا کا پھٹ گیا پیش روی سے قدم ہٹ گیا اور خون کا فوارہ سر سے چھوٹنے لگا تب تو ملا جی بھی بر حساب ہوکر پچھلے پاؤں ہٹے اور گھر کا راستہ لیا اور خون میں بھیگے ہوے چلے اور اپنا سر اور ابوجہل کا منھ خواجہ عبدالمطلب کو جا کے دکھا کر تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ میں عمرو کے پڑھانے سے باز آیا آپ نے خوب سلوک میرے ساتھ فرمایا خواجہ یہ تمام قصہ سنکر آپ سوار ہوکر کوہ ابوقبیس کی طرف گئے اُس نشان پر جہاں ملا نے بتایا تھا چلے عمرو نے دور سے دیکھ کر کہا امیر خواجہ آتے ہیں اُن سے میرا کچھ بس نہیں چلنے کا مجھ کو پاویں گے تو معلوم نہیں کیا سزا دینگے میں اپنی راہ لیتا ہوں حق غلامی کا ادا کیے دیتا ہوں اب آپ جانیں اور آپ کا کام جانے جب خواجہ درۂ کوہ تک پہونچے عمرو کو تو نہ پایا لیکن امیر کو دلاسا دیکر اونٹ پر اپنے ساتھ بٹھایا اور با نیل مرام دولتخانے کا راستہ لیا اور مقبل کو لڑکوں سمیت اپنے غلام کے ساتھ کیا جب گھر میں آئے تو امیر کو تسلی اور تشفی دیکر فرمایا کہ بابا خبردار اب عمرو کا نام تم زبان پر نہ لانا اور اُسکو اب کبھی اپنے گھر نہ بلوانا شریف زادے ایسی صحبت بد سے پرہیز کرتے ہیں ایسے مفتری متفنی کے ساتھ کی نشست و برخاست سے گریز کرتے ہیں وہ تمھیں بدراہ اور بدنام کریگا تمھارے آبا و اجداد کا نام ڈبو دیگا امیر کو بے عمرو کے کہاں چین و آرام تھا بے اختیار رونے لگے اور خواجہ نے ہر چند سمجھایا بجھایا کچھ جواب نہ دیا چپکے ہو رہے اور سات دن تک کھانا نہ کھایا دانہ پانی کچھ منھ سے نہ لگایا تب تو خواجہ عبدالمطلب گھبرائے کہ حمزہ کی جان مفت جاویگی ناچار پھر عمرو کی تلاش کو آدمی بھیجوائے لیکن امیر سے کہا کہ اب عمرو کے کہنے پر عمل نہ کرنا اُس نالائق کی باتوں کو خیال میں نہ لانا جی گھبراوے تو اپنے باغ میں جا کر سیر کرنا دل بہلانا پرائے باغ میں بھول کر بھی نہ قدم رکھنا ہمارے کہنے کا خیال ہر دم رکھنا ایک روز عمرو نے امیر کو ترغیب دی کہ آج چل کے باغ کی سیر کیجیے گلشن کی راہ لیجیے بموجب اُسکے ورغلانے کے امیر مقبل و عمرو کو اپنے ساتھ لیکر اپنے باغ میں تشریف لے گئے اور ہشاش بشاش بوستاں کی سیر کرنے لگے عمرو اُس باغ سے نکل کر ایک غیر شخص کے باغ میں گیا اور وہاں سے خوب چکھ چکھا کر آیا اور کہا حضور یہاں سے قریب ایک ایسا باغ جنت نشان ہے کہ آپ کے باغ کی بہار اسکے آگے خزاں ہے امیر نے پوچھا کہ کتنے فاصلہ پر اور کدھر ہے بولا کہ یہی آپ کے باغ سے قریب تر ہے امیر و مقبل عمرو کے ساتھ اس طرف چلے اور خراماں خراماں اس باغ میں پہونچے دیکھا تو وہی تختہ تختہ ہر قسم کے پھولوں کے کھلے ہوے ہیں اور چند درختوں میں خوشے خرمے کے لگے ہوے ہیں نہریں خوبصورت اُس روش میں جاری ہیں کیاریاں اور پٹریاں ہر ہر تختے کی نفیس پیاری پیاری ہیں اُس باغ کے میوے دیکھ کر لطف وا

کے منہ میں پانی بھر آئے ایک خرما جو اُسمیں کا کھائے تو لذت او میووں کی بھول جائے اور تا وقت باغ میں ایک چبوترہ
سنگ مرمر کا ایسا صاف مصفا بنا ہے کہ آنکھ بھی نہیں ٹھہرتی ہے پاے نگاہ پھسلتا ہے امیر اس چبوترے پر بیٹھ کر
سیر کرنے لگے اور عمرو ادھر ادھر پھر کے میوے توڑ توڑ کر اپنا پیٹ بھرنے لگا تھوڑی دیر میں ایک چند خوشے خرمے
کے توڑ کر کھاتا ہوا امیر کے سامنے آیا امیر نے فرمایا کہ ہم بھی ان خرمونکا ذائقہ چکھیں زبان کو لذت بخشیں بولا کہ بھو صاحب
کس کس محنت سے درخت پر چڑھ کے یہ خرمے لایا ہوں جان پر کھیل کے آیا ہوں سو آپ نہ کھاؤں انکو کھلا دوں اگر کھانے
کا شوق ہے تو دست خود دہان خود آپ بھی اس درخت کے نیچے تشریف لے آئیے اپنے ہاتھ سے توڑ کر کھائیے امیر نے
جو درخت کے پاس جا کر چڑھنے کا قصد کیا تو عمرو بولا کہ حضرت ایسے کام کا آدمی غلام ہے نہ کہ آپ ایسے موٹے آدمیوں
کا درخت پر چڑھنا کام ہے اگر تمھارا سا بدن میرا ہوتا تو درخت کو جڑ سے اُکھاڑ ہوتا امیر کو عمرو کے کہنے پر کچھ غیرت
سی معلوم ہوئی طیش سا آیا تنہ درخت پر ایک دھکا جو مارا درخت زمین پر گر پڑا جڑ سے اُکھڑ گیا عمرو بولا کہ اس درخت
کا گرانا تکلف نہیں رکھتا ہے ایسے پتلے درخت کا گرا دینا حقیقت کیا ہے میں بھی چاہتا تو اس ضعیف جثے پر گرا دیتا
ابھی آپ کو اپنی طاقت دکھا دیتا یہ درخت کرم خوردہ تھا اسکا اکھاڑنا حقیقت کیا یہ سنکر امیر کا غضب بڑھا ایک اور درخت
کو جڑ سے اُکھاڑ پھینک دیا عمرو بولا کہ یہ بھی درخت گھنا تھا مگر ہاں وہ جو سامنے درخت پیش نظر ہے البتہ مضبوط اور
تناور ہے اسکو اُکھاڑنا البتہ کام ہے گرانا اُسکا بیشک زور آزمائی کا مقام ہے اُکھیڑتے بھی معلوم ہو دے امیر کو
طیش آیا اُس درخت کو بھی اُکھاڑ ڈالا تب تو کہنے لگا کہ او عرب تجھ کو کیا ہوا ہے کیوں پرایا باغ اُجاڑے ڈالتا ہے
اپنے زور کے سامنے کسی کو نہیں سمجھتا کچھ بھی خوف خدا کا ہے اور یہ کہکر مالک باغ کو خبر دی اور باغبان کو اطلاع
کر دی کہ اسوقت ایسے زور سے آندھی آئی تھی کہ تیرے باغ کے تین درخت جڑ سے اُکھڑ گئے پہلے تو کچھ شاخیں ٹوٹیں

امیر حمزہ کا مع عمرو باغ میں جانا اور عمرو کا درخت پر چڑھکر خرما توڑنا اور حمزہ کا تین درخت خرما اُکھاڑنا

بعد اُسکے ایک ہی جھونکے میں ایکبارگی زمین پر گر پڑے اُس نے کہا کہ یہاں تو اتنی بھی ہوا نہیں چلی کہ پتّہ بھی ہلتا ایک پھل ہی ما
پھل درخت کے نیچے ہمیں ملتا باغ میں ایسی ہوا کہاں سے آئی کہ درختوں کو گرا گئی عمرو بولا کہ باغ میں جاکر دیکھ جھوٹ سچ
معلوم ہو جائیگا راست و دروغ اُسی وقت فہم میں آئیگا باغبان جو باغ میں گیا دیکھا تو واقعی تین درخت جو تمام
باغ کی جان تھے گر پڑے ہیں زمین سے لگے ہوئے ہیں زار زار رونے لگا کہ اوقات اُس بیچارے کی انھیں درختوں
پر تھی اُس کے میوے پر اُسکے اہل و عیال کی گذر تھی امیر کو اُسکے حال پر رحم آیا اُسکو تسلی اور دلاسا فرمایا تین اونٹ
درختوں کے بدلے عنایت کیے فوراً اپنے آدمی کو بھیجکر منگوا دیے باغبان باغ باغ ہو گیا دل سے ہزاروں دعائیں
دینے لگا اشجار امید نے سر سے ہرے ہوئے عمرو نے اُس باغبان سے کہا تو لڑکوں کو پھسلا کے اونٹ لے لیتا ہے
بھلا جب تک مجھ کو شریک نہ کرے گا میں کب تجھے یہ اونٹ بیچنے دوں گا شتر بے مہار دیکھ تو کیسا تیرا ناک میں دم
کروں گا اُس نے ڈر کے مارے ایک اونٹ عمرو کو دیا اور دو اونٹ آپ لے کر اپنا راستہ لیا

داستان نظر کردہ کرنا امیر و مقبل و عمرو کو اولیاء اللہ کا

شہسواران انامل نشان بہشین مشکین خامۂ خوش خرام کو میدان بیان میں یوں جولان فرماتے ہیں کہ ایک روز امیر مع
مقبل و عمرو اپنی دولتسرا کے برآمدے پر بیٹھے ہوئے تھے مع رفیق و احباب اُس مقام پر جلوہ فرما رہے تھے کہ لوگوں کو
اُس طرف سے بکثرت جاتے ہوئے دیکھا یہ دیکھ کر عمرو سے کہا خبر تو لاؤ یہ لوگ کہاں جاتے ہیں مجھے جلد آ کر نشان تبلاؤ جہاں
جاتے ہیں عمرو نے آکر خبر دی کہ کچھ سوداگر گھوڑے لائے ہیں باہر سے کئی کارواں آئے ہیں اُن گھوڑوں کے دیکھنے کو خلقت
جاتی ہے اچھی طرح سے بے ممانعت دیکھ بھال آتی ہے اگر حضور کے دل میں شوق ہو تو تکلیف فرمایئے سیر چل کر دیکھ آیئے
امیر نے گھوڑوں کا نام سنکر اُسی طرف کا قصد فرمایا فرط شوق سے پیادہ پا دوست و احباب سے قدم بڑھایا وہاں جاکر
دیکھا تو واقعی بہت عمدہ عمدہ گھوڑے ہیں ہر قسم کے ترکی تازی عربی نجدی ہندی کیب وغیرہ موقع موقع پر بندھے
ہیں اور اُس کارواں میں ایک گھوڑا زنجیروں سے جکڑا ہوا منہ میں چھینکا دیا ہوا آنکھوں پر اندھیریاں پڑی ہوئیں پاؤں میں اگاڑی
پچھاڑی کی جگہ زنجیریں بڑی بڑی پڑی ہیں ایک شامیانہ کے نیچے بندھا ہے شیر بنا ہوا کھڑا ہے عمرو نے اُسکے مالک سے جاکر
رابطہ پیدا کیا اور پوچھا کہ اس گھوڑے کو زنجیروں سے کیوں باندھا ہے اُس نے کون سا قصور کیا ہے وہ بولا یہ گھوڑا اکیلا ہے
پنج عیب شرعی رکھتا ہے چڑھنا تو کیسا کوئی اس کے پاس بھی نہیں جا سکتا ہے چھینکوں میں رکھ کر اسکو دانہ پانی دیا جاتا
ہے بڑی مشکلوں سے دانہ کھاتا اور پانی پیتا ہے عمرو بولا کہ یہ تو کہنے ہی کی بات ہے یہ کیا محال ہے کہ کوئی اسپر سوار نہیں ہو سکتا
ہے ہوّا بنا رکھا ہے بھلا اگر کوئی اس پر چڑھے تو کیا ہار و گے اور اُسکو کیا دو گے اُس نے کہا کہ ایسا تو میں یہاں کسی کو
نہیں دیکھتا ہوں ان لوگوں کو خوب آزما چکا ہوں اگر کوئی سوار ہو لے اور اُس کو دس پانچ قدم پھیرے تو یہی گھوڑا

بیدام و درم نذر کروں گا ہزاروں کی مالیت دیدوں گا عمرو نے یہ سنکر خوب قول و قرار مضبوط کر کے ہاتھ مار لیا اور چند سوداگروں کو کہ وہاں اُترے ہوئے تھے اس شرط پر گواہ کیا اور امیر سے آکر شرط کی نقل کی اور اُس گھوڑے پر چڑھنے کی ترغیب دی امیر اُس گھوڑے کے پاس گئے اور اُس پر زین بندھوا کر زنجیریں اور بیڑیاں اُسکی کھلوادیں میدان میں منگایا جب قصد چڑھنے کا کیا ایال پر ہاتھ رکھا گھوڑا کھلتے ہی اپنے جوہر ذاتی دکھانے لگا چراغ پا ہو کر تالیاں بجانے لگا امیر اُس کے نزدیک جا کے ایک جست کر کے اُس کی پیٹھ پر جا بیٹھے اُس نے موزے پر منہ ڈالا ٹاپیں مارنے لگا کاندھی دی پشتک جھاڑی امیر نے ایک گھونسا ایسے زور سے اُس کے سر پر جڑا کہ گھوڑا ابتاب ہو گیا عرق میں غرق ہو گیا اور بکری کی طرح کان ڈال دیے حواس باختہ ہو گئے پہلے تو امیر نے اُسے قدم پر لگایا پھر چار تنگ دریوئی اور سرپٹ وڑایا پٹری جو کڑی کی تو گھوڑے کو ہوا لگی از بسکہ منہ زور تھا ہر چند باگ کو کھینچا لیکن نہ تھما پچاس کوس تک بگٹٹ چلا گیا آخر امیر نے اپنا لنگر دیکر اُسکی کمر توڑ ڈالی تمام شرارت اور بدی کی لذت دکھادی گھوڑا تو گر گیا امیر پیدل گھر کو پھرا کبھی پیادہ پائی کی عادت نہ تھی پیدل چلنے کی کثرت نہ تھی پاؤں میں چھالے پڑ گئے گھر پہنچنے کے لالے پڑ گئے قدم اُٹھاتے ہیں تو اُٹھ نہیں سکتے تھک کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد دیکھتے کیا ہیں کہ ایک سوار نقاب پوش آتا ہے ایک گھوڑا ابلق رنگ زین مرصع سے مزین کوتل ہمراہ لاتا ہے جب پیر نقاب پوش امیر کے پاس آیا طریقہ سلام علیک بجا لایا اور کہا کہ یا حمزہ یہ خنگ اسحٰق نبی علیہ السلام کی سواری کا ہے اور اُس کا نام سیاہ قیطاس ہے اسمیں وصف باد بہاری کا ہے خدا کے حکم سے تیری سواری کے واسطے لایا ہوں اور بموجب حکم خدا تجکو اپنا نظر کردہ کرنے آیا ہوں کوئی پہلوان تجھ پر زبردست نہ ہوگا تیرا اوج اقبال کے مقابلہ میں انشاء اللہ پست نہ ہوگا

سیاہ قیطاس دینا پیر مرد کا امیر کو

سب تیرے زیردست رہیں گے اور سب کے سب تیری اطاعت کریں گے یہ پتھر جو سامنے پڑا ہے انبار سا لگا ہے اُسکو

ہٹا کر زمین کو کھودو اس میں سے ایک صندوق نبیوں کے سلاح کا برآمد ہوگا اُسمیں ہتھیار ہر ہر قسم کا تحفہ سے تحفہ بیشمار
وبیجہ ہوگا اُسکو اپنے بدن پر لگانا وقت پر اُس کے جوہر آزمانا امیر نے فی الفور اُس پتھر کو ہٹایا اور زور اپنے ہاتھ پاؤں
میں اسقدر پایا کہ گمان میں بھی نہ تھا اُس کا چہارم حصہ دھیان میں بھی نہ تھا زمین کے کھودنے میں بڑا زور آزمایا
اسمیں پیراہن حضرت اسمٰعیلؑ خود حضرت ہودؑ زرہ حضرت داؤدؑ دستانہ حضرت یوسفؑ موزہ حضرت صالحؑ کمربند و
خنجر رستم صمصام و قمقام برخیا سپر گرشاسب گرز سام بن نریمان نیمچہ سہراب نیزہ حضرت نوحؑ نبی علیہ السلام کا نکالکر
دیکھا بھالا اور ان ہتھیاروں اور لباس کو زیب تن فرمایا اور بسم اللہ کہہ کے سیاہ قیطاس کو زیر ران لایا اور وہ
نقاب پوش نظر سے اوجھل ہوگیا لکھتے ہیں کہ وہ نقاب پوش حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے جو اُسوقت معین و معاون
امیر عالیمقام تھے واللہ اعلم بالصواب امیر تو مکہ کی طرف منصف فرما ہوے دولتسرا کی طرف تشریف لیچلے اب
عمرو کا حال سنیے کہ دس کوس تک تو امیر کے پیچھے پیچھے گرتا پڑتا چلا آیا اور رفاقت نہ چھوڑی ساتھ دوڑنے سے قدم
نہ ہٹایا جب تلوے پاؤں کے خار مغیلاں سے خانۂ زنبور ہو گئے چل نہ سکا ایک درخت کے نیچے بیہوش ہوکر گر پڑا
خدا کی قدرت سے حضرت خضر علیہ السلام عمرو کے سر پر پہونچے اور اُس کی تشفی اور دلجوئی کرنے لگے اور زمین سے
اُس کو اُٹھایا اور اُس کو اپنا نظر کردہ کر کے فرمایا کہ اے عمرو اُٹھ ہم نے حکم خدا سے تجھ کو اپنا نظر کردہ کیا تجھ سے
آگے کوئی جا نہ سکے گا یہ کہہ کر نظروں سے غائب ہوگئے خدا جانے کہاں سے کہاں پہونچے عمرو نے اُٹھکر امتحاناً
ایک دوڑ ماری اُن کے فرمانے کی آزمائش کی دیکھا تو فی الحقیقت ہوا سے بھی آگے قدم پڑتا ہے سمند خیال
بھی مجھ سے آگے بڑھ جائے کیا مجال ہے سجدۂ شکر کر کے امیر کی تلاش کو چلا اُس سمت کی طرف جدھر امیر کو
چھوڑا تھا بڑھا چند قدم نہ گیا تھا کہ سامنے سے امیر نمودار ہوے دونوں طرف سے ذوق و شوق اور مصائب
راہ کے اظہار ہوے عمرو سلاح اور گھوڑے کو دیکھ کر متحیر ہوا امیر سے کہنے لگا کہ او عرب وہ گھوڑا سوداگر کا کیا کیا
اور سچ بتا کہ کس کا خون کر کے یہ گھوڑا اور اسباب چھین لیا امیر نے فرمایا کہ پرائی جان کا مارنا تیرا کام ہے یہ کیا نامعقول
کلام ہے میں خدا کے حکم سے نظر کردہ حضرت جبرئیل ہوا ہوں کفیل سلاح انبیا علیہم السلام کا ہوں اور یہ گھوڑا
سیاہ قیطاس نام حضرت اسحٰق کی سواری کا ہے اور بقیہ سلاح نبیوں کا خداوند کریم نے مجھ کو عنایت کیا ہے
عمرو بولا کہ یہ تو میں جب جانوں آپ کا ارشاد سچ مانوں کہ آپ کا گھوڑا مجھ سے آگے نکلجاوے اور میرا قدم تھوڑا
سا بھی پیچھے رہ جاوے امیر نے اپنے دل میں کہا کہ یہ کیا بکتا ہے اس مسخرے کو سودا ہوا ہے آدمی کہیں ایسے گھوڑے
کے برابر دوڑ سکتا ہے انسان اس سے آگے نکلجائے کیا یارا رکھتا ہے فرمایا کہ لیجیے آئیے اپنی دوڑ میرے گھوڑے
کے روبرو دکھائیے عمرو نے کہا کہ پہلے کچھ شرط بد لیجیے میری دلجمعی کر دیجیے امیر نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے ہم سے شرط
بدے عمرو نے کہا کہ اگر میں اس گھوڑے سے آگے نکل جاؤں تو دس اُشتر آپ سے لوں اور اگر گھوڑا مجھ سے

آ گئے نکل جاوے تو میرا باپ ایک سال تک ہیزم دو دخت تیرے باپ کے اونٹوں کا گلہ چرا وے امیر نے قبول کیا اور
گھوڑے کی باگ لی عمرو بھی ساتھ ہوا دس کوس تک گئے عمرو اور گھوڑے کے قدم برابر پڑتے تھے دونوں
گوش بگوش چلے جاتے تھے دونوں تیز رفتاری میں صبا کے ہوش اڑاتے تھے امیر عمرو کی دوڑ کو دیکھ کر نہایت
متحیر ہوئے اسکی چالاکی سے ششدر رہ گئے عمرو نے عرض کی کہ یا امیر میں بھی نظر کردہ حضرت خضر علیہ السلام ہوا
ہوں اور فیض یافتہ ایک بڑے نبی کا ہوں اب ذرا احوال خواجہ عبد المطلب کا سنیے کہ جب گھوڑا اسود اگر کا امیر
کو لیکر بھاگا اور عمرو امیر کے پیچھے سرگرداں روانہ ہوا یہ خبر من وعن خواجہ عبد المطلب کو پہونچی خواجہ بدحواس
ہو گئے اور مع روسا مکہ شہر کے باہر نکلے دیکھا کہ سامنے سے امیر سلاح خسروی لگائے خود زرہ بکتر پہنے سجے سجائے
سیاہ قیطاس پر سوار علامت اقبال وحشمت جبین سعادت آگین سے نمودار اور عمرو انکا فتراک بند پکڑے ہوئے
ہے چلے آتے ہیں بشرے سے آثار مسرت و بشاشت پائے جاتے ہیں یہ دیکھ کر خواجہ کا حزن و ملال مفارقت دفع
ہوا سرخی چہرے پر دوڑ گئی سجدہ شکر ادا کیا امیر خواجہ کو دیکھ کر گھوڑے سے اتر پڑے اور تسلیم بجا لا کر قدمبوس ہوئے
خواجہ نے امیر کو چھاتی سے لگایا آنسو آنکھوں میں بھر آئے اور خوش خوش امیر کو لیکر گھر میں آئے اور بہت کچھ امیر پر
تصدق کیا فقرا اور مساکین کا کاسۂ امید بھر دیا پھر کیفیت اسپ ورسلاح کی پوچھی امیر نے تفصیل وار سب عرض کی خواجہ
نہایت محظوظ ہوئے اور منعم حقیقی کا شکر کرنے لگے مقبل وفادار کا حال سننا چاہیے اس نمک حلال خیر خواہ کی ہواخواہی
ملاحظہ کیا چاہیے جب اسکو معلوم ہوا کہ امیر و عمرو نظر کردہ جبرئیل و خضر علیہم السلام ہوئے خدا کے فضل سے یہ
دونوں برگزیدۂ انام ہوئے دل میں سوچا کہ تو ان دو نظر یافتوں میں کب بسر کر سکتا ہے ان دونوں کے ارادے اور ہمتیں بلند
ہیں تو کیونکر ان میں گذر کر سکتا ہے بہتر یہ ہے کہ چل کر نوشیرواں کی خدمت اختیار کریں چندے اسکا دربار کریں خدا چاہے
تو کسی عہدہ معزز پر مامور ہو کر سر اعتبار ہو جائیں نصیب جاگیں بخت بیدار ہو جائیں وہاں سب کی عزت برابر ہے
ملازمت سلطان میں ایک سے دوسرے کا ہمسر ہے یہ خیالی پلاؤ پکا کر شہر سے باہر نکلا اور مدائن کی طرف روانہ ہوا چار
پانچ کوس تک گیا ہوگا کہ ماندہ ہو کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا دل سے کہنے لگا کہ ایسے جینے سے تو مرنا بہتر اس
ذلت و خواری سے تو جان سے گذرنا بہتر نہ زاد راہ ہے نہ سواری ہے کیسی مصیبت اور ذلت و خواری ہے یہ سوچکر
درخت پر چڑھ کے ایک سرا اپنے کمربند کا درخت میں باندھا اور دوسرا سرا پھانسی بنا کر اپنے گلے میں ڈالا اور لٹک کر
ہاتھ پاؤں مارنے لگا قریب تھا کہ مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے دم کے دم میں دار فنا سے گذر جائے
کہ شیر خدا صاحب ہل اتیٰ شاہ خیبر شکن ثانی پنجتن نے پہونچ کر آواز دی مقبل زمین پر گر پڑا حضرت نے اسکو اٹھا لیا
پانچ تیر ایک کمان عنایت کر کے فرمایا کہ ہم نے تجھ کو تیر اندازی کا فن عطا کیا اس فن میں بے نظیر ہے بدل کر دیا بڑے
بڑے استاد زمانہ تیری شاگردی پر افتخار کریں گے اس فن میں شاطران روزگار تیرا مقابلہ نہ کر سکیں گے مقبل نے

عرض کی کہ اگر کوئی مجھسے پوچھے کہ تو کس کا نظر کردہ ہے تو کیا بتلاؤں گا ہر شخص کو کیا جواب دوں گا فرمایا کہ کہیو اسد اللہ
الغالب کا نظر کردہ ہوں اسی خاندان کا نمک پرورده ہوں مقبل وہ پانچوں تیر اور کمان لیکر شاد شاد مکّے کی طرف
روانہ ہوا وہاں امیر اور عمرو نے مقبل کو جو نہ دیکھا تو گھبرا کے عمرو مقبل کی تلاش کو نکلا شہر کے باہر قدم بڑھایا تھا
کہ سامنے سے مقبل نظر پڑا خوش خوش دوڑکر مقبل سے لپٹ گیا امیر کے پاس لیچلا مقبل نے امیر کی خدمت
میں حاضر ہوکر وہ تیر و کمان دکھائی اور کیفیت اپنی نظر کردگی کی سنائی امیر بہت خوش ہوے دریا خود با لطف سے گلے لگایا

خراج لینا امیر کا اور مسلمان کرنا شاہ یمن جمشید تقدیر کا

ساتواں برس امیر کو شروع تھا کہ ایک دن بطریق سیر بازار کی طرف مع مقبل و عمرو تشریف لے گئے اُدھر بازار میں کچھ لوگ
سہیل یمنی سپہ سالار شاہ یمن کے بموجب حکم شاہ یمن خزانہ تحصیلنے کے واسطے آئے تھے دوکانداروں سے خزانہ
تحصیل کرتے تھے جسکے پاس کچھ دینے کو نہ تھا وہ عذر کرتا تھا لیکن بے رحم نہ مانتے تھے مار دھاڑ کرتے ذلیل و خوار
کرتے تھے امیر نے عمرو سے فرمایا کہ دیکھو تو یہ غل و شور کیسا ہے عمرو خبر لایا کہ سہیل یمنی کے آدمی خزانہ تحصیل کرتے ہیں
جو بازاری عذر کرتا ہے اُسیر مار پیٹ کرکے بار پالہنگ دھرتے ہیں امیر کو اُنکے حال پر رحم آیا عمرو سے فرمایا کہ جاؤ
ہماری طرف سے منع کرو اُن لوگوں کو اس ظلم و تعدی سے باز رکھو عمرو بموجب حکم کے اُس مقام پر گیا وہاں کون سنتا
تھا امیر خود متوجہ ہوے عمرو کو حکم دیا کہ دوکانداروں سے کہدو کوئی کسیکو کچھ نہ دے اور جو کچھ سپاہیوں نے تحصیل کیا
ہو وہ بھی اُن سے چھین لے حکم ملتے ہی مقبل و عمرو محصلوں کے مزاحم ہوے اُن لوگوں کو جبر اور ظلم سے روکنے لگے
ان لوگوں نے لڑکا سمجھ کر شادگی کی امیر نے دو چار آدمیوں پر تنبیہ قرار واقعی کی کسی کا ہاتھ توڑا کسی کا پاؤں کسی کا سر
پھوڑا ان لوگوں نے بھاگ کر سہیل یمنی کے خیمے میں پناہ لی اور یہ کیفیت جاکر بیان کی کہ ایک لڑکا شش سالہ حمزہ
نامے نے پہلے تو خزانہ کی تحصیل سے ہمکو روکا ہر گاہ ہم نے نہ مانا دو لڑکوں سمیت کہ اُسکے ساتھ ہیں ہماری طرف متوجہ ہوا
اور یہ حال ہمارا کیا اور جو کچھ خزانہ تحصیل کیا تھا وہ بھی ہم سے چھین لیا یہ کہہ رہے تھے کہ امیر سیاہ قیطاس پر سوار سامنے
سے نظر آئے اور مقبل و عمرو دست راست و دست چپ خنکار شبدیز پکڑے ہوے برابر آئے سہیل یمنی خیمے سے باہر نکل آیا
اور امیر سے متوجہ ہوکر کہنے لگا کہ اے لڑکے تیر گھوڑا اور ہتھیار مجھ کو پسند آئے ہیں شاید گھر بیٹھے مجھکو تقدیر نے دلوائے ہیں
لا جلد پیشکش کر کہ میں تیرا قصور معاف کروں تیری خطا سے درگذر وں نہیں تو اپنے کیے کی سزا پائیگا اپنی زیادتی کرنیکا مزہ
اٹھائیگا یہ سنکر امیر بہت کھلکھلا کر ہنسے اور فرمانے لگے کہ اگر تجھکو اپنی جان پیاری ہے تو اول تو مشرف باسلام ہو بعد اُس کے
ہم سے برسر کلام ہو اور میری اطاعت قبول کر نہیں تو پچھتائیگا انجام میں شرمائیگا سہیل یمنی نے کہا کہ اس لڑکے کو کیا ہو گیا
ہے کہ اپنی بساط سے باہر گفتگو کرتا ہے ہاں اسکو گھوڑے پر سے اتار لو سب اسباب چھین لو سپاہیوں نے بموجب اُسکے

حکم کے چاروں طرف سے امیر کو گھیر لیا اور امیر پر دست اندازی کرنے کا ارادہ کیا امیر نے بعضوں کو تیروں سے بعضوں کو گرز سے بعض کو شمشیر جان گزا سے جہنم واصل کیا بعضوں کو گھوڑے کی ٹاپوں سے روند کر قعر دوزخ میں داخل کیا اور مقبل نے تیر لگانا شروع کیے جو دو تین آدمی آگے پیچھے ہوتے چھد کر گر پڑتے جب سہیل نے دیکھا کہ کئی ہزار آدمی کام آئے تب طیش میں آکر آپ امیر حمزہ سے بر سر انتقام آیا امیر نے اسکا کمربند پکڑ کے سر سے بلند کیا گھوڑے پر سے اٹھا لیا چاہتے تھے کہ زمین پر اسکو ٹپکیں اس سرکش کو بھی خاک میں ملائیں کہ اس نے امان مانگی جان بخشی چاہی امیر نے باآہستگی تمام زمین پر چھوڑ دیا سہیل یمنی اسوقت ہزار پہلوان سے مسلمان ہوا امیر نے اس کو چھاتی سے لگایا اور اپنے برابر اسکو بٹھلایا اور بکمال شفقت و مہربانی اسکے حال پر فرمائی کمال عزت و آبرو اسکی بڑھائی سہیل یمنی اور مقبل وفادار اور عمرو اور پہلوانوں نے کہ جو سہیل یمنی کے ساتھ مشرف باسلام ہوئے تھے اور اس خداشناس کی صولت و جلالت کے باعث رام ہوئے تھے امیر کی سرداری اپنے اوپر منظور کر کے امیر کو نذریں گذرانیں اور سردار کی انقیاد و اطاعت میں گردنیں جھکا دیں امیر نے تبسم فرما کر ہر ایک کو اسکے لائق مخلع کیا اور موافق لیاقت اور حیثیت کے ہر ایک کو انعام دیا اور شہر میں آکر پہلے تو کعبے کی زیارت کی دو رکعت شکرانے کی پڑھی پھر خواجہ عبد المطلب کے حضور میں آکر قدمبوس ہوئے اور اپنے امیر ہونے اور سہیل یمنی کے مسلمان ہونے کا حال عرض کیا اور تمام قتل کفار اور قلع و قمع کا قصہ خواجہ کی سماعت میں پہونچا دیا خواجہ نے کہا کہ ہر چند میرے خوش ہونے کی جا ہے ہزار ہزار شکر خدا ہے کہ اُسنے مجھ کو یہ روز سعید دکھایا اپنے کمال فضل سے تمھیں اس قوم نامدار کا سردار بنایا لیکن نوشیرواں شہر حسد کرینگے آتش حسرت میں جلیں گے اور بادشاہ یمن کہ اسوقت چالیس ہزار سوار جرار اور لاکھوں پیادے اور ملازم اُسکے فرمانبردار ہیں اور کئی بادشاہ اولوالعزم اُسکے محکوم اور خراج گذار ہیں مبادا کہیں فوج کشی کرے اور متوجہ ہووے تو اہل مکہ گھبرا جائینگے اور تمھیں کو الزام لگائینگے امیر نے عرض کی کہ حضور کی دعا اور حاکم حقیقی کا فضل چاہیے وہ ادھر آنے نہ پائیگا فدوی جا کر در صورت اسلام قبول نہ کرنے کے روز بد اُس کو دکھلائیگا آخر دو چار روز کے بعد امیر خواجہ عبد المطلب سے رخصت ہو کر یمن کیطرف مع مقبل و عمرو و سہیل یمنی بجمعیت ہزار سوار روانہ ہوئے سامان سفر کر کے باتزک و احتشام تمام نصرت و اقبال ہمرکاب اس ملک کو چلے عزیز و قریب و آشنا دیار غریب و سردار پیادہ و سوار رخصت کرنے کو شہر کے باہر تک ہمراہ آئے دم وداع کسی نے دعا پڑھ کے دم کی کسی نے تعویذ بازو پر باندھا خواجہ نے بھی گلے لگا کر خدا کے حفظ و امان میں سپرد کیا او کچھ کلمات نصیحت آمیز کان میں فرمائے بقصد منزل مقصود کی راہ لی دوسری منزل کے اثنائے راہ میں امیر فوج سے الگ ہو کر عمرو سے باتیں کرتے گھوڑے بڑھائے چلے جاتے تھے گلہائے شگفتہ اشجار خودرو کی بہار دیکھتے میدان کی ہوائے سرد کھاتے چلے جاتے تھے کہ دیکھا ایک صاحب جمال سولہ سترہ برس کا سن و سال فقیرانہ لباس پہنے ہوئے سر شوریدہ زانو سے حسرت پر ملول بیٹھا ہے آثار حزن و ملال چہرے سے ہویدا ہے امیر کو اسپر رحم آیا اُسکے جانب گھوڑا بڑھایا کہ ایسا جوان اور فقیر ہو جائے شباب بیتا خاک میں ملائے امیر سلام علیک کر کے

اُسکے حال کے مستفسر ہوئے اُس نے کچھ جواب نہ دیا تب زیادہ مصر ہوئے امیر کے آگے کچھ حیلہ نہ چلا دلمیں سوچا کہ یہ عزیز بے
افشائے راز نہ مانیگا خواہ مخواہ درد دل کہنا پڑیگا امیر کے اصرار کے روبرو کچھ بس نہ چلا آہ سرد بھر کر کہنے لگا اے عزیز میں وہ درد
رکھتا ہوں کہ دنیا میں جسکی دوا نہیں ہے عالم میں کوئی علاج اُسکا نہیں ہے امیر بولے کہ سوائے مرض الموت کے کوئی درد
ایسا نہیں کہ جس کا علاج ہوا نہیں اُس نے شفقت امیر کی دیکھ کر بیان کیا اشک آتشیں رخسارہ زعفرانی پر گرنے لگا یوں سرگذشت
اپنی کہنے لگا ملک مغرب آبا و اجداد کا مقام ہے آوارۂ دشت بلا ہوں **سلطان بخت** میرا نام ہے بادشاہ مغرب کا بیٹا ہوں
شاہ یمن کی بیٹی کے عشق نے مجھ کو اس درجہ پہونچایا ننگ و ناموس کا خیال نہیں عزیز و قریب بچھڑ گئے گھر اپنا چھوٹا اُسکی
اُسکے شرائط ادا کرنے کی اپنے میں طاقت نہیں دیکھی ناچار دنیا سے افسردہ خاطر ہوکر فقیری اختیار کی امیر نے کہا تو دیکھ کر
ایسا دشوار نہیں کچھ مقام اضطرار نہیں وہ کون ایسی مشکل ہے جو حل نہیں ہوتی کون سی ایسی مصیبت ہے جو راحت و کشائش سے
مبدل نہیں ہوتی انسان کو مضطر و بد حواس نہ ہونا چاہیے ادنی سے امر میں سراسیمہ اسقدر نہ ہونا چاہیے خدا کے فضل
سے امیدوار رہیے صبر و شکیبائی اختیار کیجیے آپ یہاں سے اُٹھیے بندے پر کرم کیجیے اس خرابہ کو چھوڑ کر میری معیت میں
آبادی کی راہ لیجیے اس مہم کو انشاء اللہ تعالےٰ آپ کیواسطے سر کرونگا گوہر مراد سے آپ کا دامن بھر دونگا امیر نے اُسدن
اُسی جا پر مقام کیا اور **سلطان بخت** مغربی کو داخل دائرۂ اسلام کیا خادمان بارگاہ کو حکم ہوا شاہزادے کا لباس فقیرانہ
اُتروا دیں حمام و غسل کے بعد پوشاک نفیس و عمدہ پہنائیں اور خیمہ و خرگاہ و اصطبل جو جو کہ چاہیے تھا اُسکے واسطے علیحدہ
مقرر کیا اور ہمیشہ پاس و لحاظ اُسکا مد نظر رکھا شاہزادہ امیر کے ظل حمایت میں بسر کرنے لگا روز و شب بڑے آرام
و آسائش سے گذر کرنے لگا کئی منزل کے بعد اثنائے راہ میں ایک جوان کو دیکھا کہ شیر کی کھال کی ٹوپی اور قبا پہنے
ہوئے بیٹھا ہے اور ایک شیر نر اُسکے سامنے بندھا ہے قریب جا کر اُس سے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے اور نام و نشان
تیرا کیا ہے اور اس شیر کو کیوں باندھ رکھا ہے وہ بولا کہ میں راہزن قزاق ہوں اس کام میں بےنظیر اور نہایت مشاق ہوں
نام میرا **طوق بن حران** ہے بالفعل یہی میدان میرا مسکن و مکان ہے جو کوئی ادھر سے نکلتا ہے جو مسافر راہ میں چلتا ہے
اس شیر کو اُسپر چھوڑ دیتا ہوں جب شیر اُسکو مار ڈالتا ہے اسکا سب اسباب میں لے لیتا ہوں اور گوشت اُسکا شیر کو کھلاتا ہوں
اور اسباب وغیرہ بیچکر خوب چکھ جاتا ہوں امیر نے فرمایا کہ اے جوان بیگناہوں کی خونریزی سے توبہ کر نہیں تو عذاب خسر الدنیا و
الآخرۃ میں گرفتار ہوگا تو وبال اُخروی اور ذلت دنیوی سر پر لیتا ہے ایک دن اُسکے پاداش میں ذلیل و خوار ہوگا وہ بولا کہ اے
شخص مجھ کو تیرے حسن و جمال پر رحم آتا ہے یہ بیفائدہ گفتگو کیوں کر رہا ہے اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے خیر اسی میں ہے کہ گھوڑا اور اسلحہ
و لباس اپنا مجھے دے اور ٹھنڈے ٹھنڈے اپنی راہ لے تجھ کو میں امان دونگا اور تیری جان بخشونگا امیر نے کہا زیادہ گوئی
نہ کر کیا بیہودہ سرائی ہے کیوں شامت آئی ہے شیر کو اپنے چھوڑ کر قدرت خدا کا تماشا دیکھ ادنی اشارہ زور خداداد ہمارا دیکھ اُس نے
یہ سنتے ہی شیر کے پٹے سے ڈوری کھینچکر امیر کی طرف اشارہ کیا شیر نے جو امیر پر جست کی امیر نے نیزہ سے شیر کو اُٹھا کر اُسی آن

پھینکا یارہ امیر کو رو ... دیکھ کر متحیر ہوا اور تلوار کھینچکر حملہ آور ہوا امیر نے نیزے کی ڈانڈ سے اُس کو گرا دیا اور گھوڑے سے اُتر کر
اُسکی گردن پکڑ کے اُٹھا لیا چاہتے تھے کہ اُسے زمین پر دے ماریں صفحۂ ہستی سے نام اُسکا مٹا دیں کہ اُس نے امان مانگی
اور جان بخشی چاہی امیر نے آہستہ اُسکو چھوڑ دیا اور کمر اُسکا توڑ دیا اُس نے راہزنی سے توبہ کی اور استغفار پڑھی
امیر نے اُس کو مسلمان کر اپنے لشکر کا نشان بردار کیا اور اپنی عنایات اور نوازش سے اُس کو برسر اعتبار و افتخار
کیا رفتہ رفتہ بعد طے مسافت جب قلعۂ یمن پانچ کوس رہا امیر نے ایک سبزہ زار خوش فضا دیکھکر حکم دیا کہ یہاں
مقام ہو چندے آسائش کرکے لشکر کا انتظام ہو بموجب حکم کے خیمے اونٹوں سے اُترنے لگے جابجا موقع موقع پر زمین پر کھچے
ہوئے اب منظر شاہ یمنی کا حال سنیے وہ لوگ جو سہیل یمنی کے لشکر سے بھاگ کر یمن گئے تھے جان اپنی بچا کر اور بکمال
... پہونچے تھے اُنھوں نے ساری حقیقت امیر کی لڑائی اور سہیل یمنی کے مسلمان ہونے کی بیان کی اور ساری اور بہا
... بیت اس شیر بیشۂ شجاعت کی تفصیل وار کہی منظر شاہ نے نعمان نامے اپنے بیٹے کو دس ہزار سوار سے قلعے میں چھوڑا
اور آپ تیس ہزار سوار سے مکے کی طرف روانہ ہوا مگر اور راہ سے گیا اور امیر کا لشکر اور راہ سے پہونچا امیر نے پہلے ایک نامہ
لکھکر نعمان کو بھیجا اور ایک سفیر روانہ کیا کہ میں ہمارے تاجدار کیواسطے آیا ہوں اُسکے ساتھ عقد چاہتا ہوں اُسکی شرطوں
سے مجھ کو اطلاع کر وہ شرطیں میں ادا کروں گا ہمارے تاجدار کو اپنے ہمراہ لیجاؤں گا نعمان نے اپنی بہن سے کہا اُسنے
خوش ہو کر کہہ کر میدان کے آراستہ کرنیکا حکم دیا اور کہا کہ صبح کو چوگان بازی میں زیر کرکے سر اُسکا قلعے کے کنگرے پر چڑھا دونگی
طاقت اور سپاہ گری اور شجاعت کا حال بتا دونگی مردانگی ساری بھلا دونگی سرکشی کا مزہ چکھا دونگی نعمان نے
جواب میں لکھا کہ بہت بہتر ہے ہم کو آپکی رعایت مدنظر ہے کل چوگان بازی ہوگی ہر ہر شخص کی تیر آزمائی ہوگی اگر آپ
گوئے میدان سے لیجاوینگے ہمارے تاجدار کو پاوینگے اور نہیں تو آپ کا سر قلعے کے کنگرے پر چڑھے گا طرفین میں
کشت و خون ہوگا وبال اُس کا آپ پر پڑے گا امیر چوگان بازی کا نام سنکر بہت خوش ہوئے اور شجاعان کوہ شکن
اور پہلوانان صف شکن کا دل بڑھانے لگے اور طبل جنگ بجنے کا حکم دیا تمام رات دونوں لشکروں میں طبل و نقارہ بجا
کیا امیر شب بیدار رہے اور جناب باری میں مصروف مناجات و استغفار رہے جب شاہ خاور تخت فلک پر
جلوہ افروز ہوا اور شعاع نورانی سے میدان زمین پر نیزہ بازی کرنے لگا نعمان اپنے لشکر کو لیکر میدان میں نکلا پہلوانان
صف شکن و یلان تہمتن کا پرا جمائے ہوئے عرصۂ دغا میں آ پہونچا سلطان ذی وقار صاحبقران روزگار امیر با وقار
یعنی حمزۂ نامدار خود بر سر زرہ در بر شمشیر در کمر بھی مسلح ہو کر سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے نیزہ ہاتھ میں لیا جلو میں اصحاب
و رفیق جاں نثار ہوئے طوق بن حران نے علم کا سایہ صاحبقراں پر کیا ہمارے اوج سعادت اپنے دام میں لیا دست
راست سلطان بخت مغربی اور دست چپ کو سہیل یمنی سلاح جواہر نگار بدن پر سجے ہوئے بادۂ غرور شباب سے
جام کاسۂ سر بھرے ہوئے اور عمرو عیار پیک نامدار خنجر گزار جگر فگار بکمال چستی و چالاکی گھوڑے کے آگے پھلانگیں بھرتا

خوش فعلیاں کرتا چلا اور لشکریوں کو ہمت دلاتا بڑھا ہے دیتا چلا آن وہاں سے بڑی شوکت و شان سے خنداں خنداں
گھوڑے کے آگے بڑھا اور مقبل وفادار کو اُس دن امیر نے ہراول کیا وہی رسالہ ہزار سوار کا جو سہیل یمنی کیا تھا مسلمان ہوا
تھا مقبل کے ہمراہ کر دیا عمرو نے اس تدبیر سے صفیں قائم کیں کہ غنیم بھی اس لشکر ظفر پیکر کو دیکھ کر حیران ہو پانچ چھ ہزار
سپاہی کا امیر کے لشکر پر گمان ہوا دونوں طرف سے جب صف آرائی ہو چکی مبارز طلبی کی جب نوبت پہونچی ہمارے
تاجدار کے اشتیاق میں منظر شاہ کے مقابل کھڑے تھے شیر غراں کی طرح پکارتے ہوئے بڑھ رہے تھے کہ ایک جوان
نقاب زمردین چہرے پر ڈالے سر سے پاؤں تک مع مرکب دریائے جواہر میں غرق سپر تلوار خنجر و کمان ترکش نیزہ خطی
دوش پر سنبھالے چوگان ہاتھ میں لیے ہوا کو خیرہ کیے او جھیو نپر لایا خراماں خراماں میدان میں آیا امیر کی طرف دیکھ کر
آواز دی کہ خواہندہ ہمارے تاجدار کون ہے میرے سامنے آوے یہی گوے یہی میدان ہے اپنا کسب ہنر دکھلاوے
امیر نعرہ سنتے ہی خنگ اسحق نبی علیہ السلام کو برق کی طرح چمکا کر میدان میں آئے کاوا ایسا پر لگائے کبھی اُڑاتے کبھی
جماتے اُس اسپ خوشخرام کو معرکے میں لائے اور فرمایا کہ او جوان ہوشیار ہو ع ہمیں میدان ہیں چوگان ہمیں گوے +
اُسکے عیار نے گوے کو میدان میں لا کر ڈال دیا اور اُس معشوقہ نے گھوڑے کو ران سے گدگدا کر گوے کو چوگان سے آشنا
کیا چاہتی تھی کہ گوے کو لیجاوے اپنی چالاکی اور اُستادی دکھاوے کہ امیر نے عمرو کے ہاتھ سے چوگان لیکر گھوڑے کو آگے
بڑھا کر اُس براق کردار کو آسن سے دبایا چوگان کو سنبھالکر گوے پر بار اقوت خداداد کا جلوہ دکھایا اُس معشوقہ نے دیکھا کہ
ہاتھ سے بازی جاتی ہے تمام شعبدہ بازی اور مشاقی خاک میں ملی جاتی ہے جھٹ پٹ نقاب اُلٹ کر چہرہ پر نور دکھایا جمال
جہاں آرا سے سطح میدان کو منور کر دیا للمترجمہ اُلٹ جو دیا رخ سے اُس نے نقاب + زمین پر دکھائی دیا آفتاب ہوئی اُس سے
جب چشم حمزہ دو چار + ہوئے غرقہ حیرت آئینہ وار + امیر تو دیکھ کر ششدر رہ گئے صانع مطلق کی قدرت کا مشاہدہ
کر کے متحیر ہو گئے ہمارے تاجدار نے فرصت پا کر پھر گھوڑے کو پچکارا اور چوگان کو گوے پر لگایا اُس نے اپنی دانست میں
گوے کے لیجانے میں کوتاہی نہ کی تھی کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی لیکن امیر نے دل کو سنبھالا لاحول ولا قوۃ پڑھ کر استقلال و
شہامت کو کام فرمایا مرکب کو جولان کر کے کہا ہم تیرا فریب اور چالاکی سمجھے اور تیری مکاری اور سفاکی سمجھے معلوم ہوا
یوں ہی تو گوؤں کو میدان سے لیجاتی ہے اور مردان عالم سے شرط جیت کر انکے سروں کو قلعے کے کنگروں پر لٹکاتی ہے
مگر کسی صاحب ہنر سے سابقہ نہ پڑا ہوگا کسی مرد دلیر سے معاملہ نہ پڑا ہوگا گوے کو میدان سے یوں لیجاتے ہیں جو ہر شجاعت
اور مردانگی یوں دکھاتے ہیں دیکھ خبردار ہو ہوشیار ہو میں گوے کو میدان سے لیجا اور خدا کے فضل سے میدان میرے
ہاتھ رہا یہ فرما کر گوے کو میدان سے لیگئے ہمارے تاجدار کو شکست فاش دیگئے ہر چند ہمارے تاجدار نے مگر چوگان
گوے تک پہونچائی اپنی چالاکی اور ہنروری دکھائی لیکن امیر سے کب سبقت لیجا سکتی تھی اُس شیر بیشۂ شجاعت کے
روبرو کب فروغ پا سکتی تھی امیر گوے کو لیگئے اور اُسکی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ اے ہمارے تاجدار کہو اب کیا

کشتی ہے کچھ اور بھی حوصلہ باقی ہے اُس نے کہا ایک مرتبہ اور امتحان کیا چاہیے عرصۂ کارزار کو پھر گرم کر کے اپنے اپنے جوہر دکھایا چاہیے
امیر نے بموجب اُسکے کہنے کے گوے کو میدان میں پھینک دیا اور پھر چوگان سنبھال کر اس چستی و چالاکی کو کام فرمایا کہ پھر میدان مُو بارا
جیت لیا ہماے تاجدار نے دیکھا کہ بازی ہاتھ سے گئی ہزاروں آدمی میں عزت و آبرو خاک میں ملی چاہا کہ گھوڑے تار
کو ایڑ کر کے اپنے بھائی نعمان تک پہونچے میدان چھوڑ کر اپنے لشکر میں جا ملے امیر نے گھوڑے کو خیز کر کے حملے جلد
کا کمربند پکڑ کے مرکب سے جدا کیا اور عمرو کی طرف گیند کی طرح پھینک دیا عمرو نے کمند کے لچھے سے ہاتھ اُسکے باندھ کر
اپنے لشکر کی طرف رخ کیا ہماے اوج حسن و جمال کو اپنے دام میں لیا نعمان نے یہ معرکہ دیکھ کر فوج سے کہا کہ یارو
اس جوان نے تو غضب کیا آناً فاناً میں میدان مار لیا ہاں کسی طرح یہ جانے نہ پاوے ایسا کرو کہ ہم لوگوں کی آبرو اور
عزت رہ جاوے کہ ہماے تاجدار کو لیے جاتا ہے ہمارا ننگ و ناموس نیست و نابود کیے جاتا ہے یہ سنتے ہی دس ہزار
سوار جو مسلح کھڑے تھے سبھوں نے باگ لی اور سبھوں نے ایکدل ہو کر صرف ہمت کی امیر کو گھیر لیا اور چاروں طرف
سے اپنا اپنا وار کرنا شروع کیا رگ ہاشمی امیر کی بھی جوش میں آئی جہاد کی طرف دل نے توجہ فرمائی تلوار کھینچ کر جس طرف

امیر حمزہ کا عین جنگ میں نعمان کو گرفتار کرنا اور اُسکے لشکر کا بھاگنا

رخ کیا میدان کا میدان صاف کر دیا سپاہ باطنوں کی فوج کائی کیطرح سب پھٹ گئی رزمگاہ کشتوں سے پٹ گئی جس سردار
کے سر پر تلوار لگائی زین تک اُتر آئی جسکے حمائل کا ہاتھ مارا سر و گردن مع نصف سینہ تن سے جدا ہوا قعر دوزخ کو سدھارا

جس کی کمر میں ہاتھ پڑا صاف دو ٹکڑے ہوا اس دم نعمان بن منظر شاہ یمنی نے آکر چاہا کہ ایک تلوار امیر کے سر پر لگائے یا تو دے نابکار کی طاقت دکھائے امیر نے اُس کے وار کو سپر پر روک کر اُس کے کمر بند میں ہاتھ ڈال کے صاف زین سے اُٹھا لیا اور کنجشک کی طرح اُس شاہباز شجاعت نے اُسکو دبوچ کر عمرو کے حوالہ کیا باقی لوگ جتنے تھے اکثر بد حواس ہو کر بھاگ گئے اور بہت سے لقمہ نہنگ شمشیر ہو کر جہنم واصل ہوے امیر فوج کو لوٹ معاف کر کے مظفر و منصور اپنے خیمے میں داخل ہوے طبل فتح و نصرت بجنے لگا غلغلہ شادی و فرحت بلند ہوا جب شب کو بزم عشرت آراستہ ہوئی امیر نے نعمان کو طلب فرمایا کہا کہ اب کیا کہتا ہے دلمیں اب کیا ارادہ ہے اُسنے التماس کیا کہ اگر کوئی میرے ابنائے جنس میں سے ہوتا تو اُسکی کیا مجال تھی کہ میری فوج جرار پہلوان و تشنہ گزار سے مقابلہ کرتا اور جان نہ کھوتا مگر خدا جانے کہ آپ ملک ہیں یا انسان ہیں بہر تقدیر برگزیدہ ایزد منان ہیں کہوں کیا مسلمان ہوتا ہوں امیر نے اسلام تلقین کر کے اُسے چھاتی سے لگایا اور اپنے برابر اُسکے واسطے دنگل بچھوایا دور ساغر چلا داخل زمرۂ اہل ایمان ہوا اور عمرو شادیانہ گانے لگا جب مجلس برخاست ہوئی امیر نے نعمان اور ملکہ ہماے تاجدار کو کہ اُس نے بھی اسلام قبول کیا تھا خلعت لائق سے سرفراز کر کے رخصت کیا اور آپ خوابگاہ میں تشریف فرما ہوے صبح کو نعمان نے اپنی فوج کو طلب کر کے دعوت اسلام کی سب نے گردن طاعت کی ایک سرے سے جھکا دی سب مسلمان ہو گئے جتنے سردار فوج کے تھے سب نے شرافت اسلامی پائی اور انکو لا کر امیر کی ملازمت کروائی امیر نے ہر ایک کو خلعت عطا کیا جب یہ خبر منظر شاہ یمنی کو پہنچی کہ چوگان بازی میں حمزہ گوے سبقت ہماے تاجدار سے لیگیا بقد زینت افتخار بخشا اور نعمان کو بر سر جنگ گرفتار کر کے مع فوج مسلمان کیا سنتے ہی دلمیں حرارت غضب آتش زن ہوئی صلح کا عزم فسخ کر کے اُلٹا پھرا اور قلعے میں پہونچتے ہی طبل جنگ بجوایا امیر نے یہ خبر سنکر اپنی فوج میں بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا صف آرائی کا سامان لشکر ظفر پیکر میں ہونے لگا آفتاب کی کرن پھوٹتے ہی دونوں لشکر رزمگاہ میں آکر آمادۂ کارزار ہوے یلان خیر ہمت اور شجاعان تہور اندیش جانبازی پر تیار ہوے منظر شاہ نے اپنا مرکب میدان میں نکال کر آواز دی حمیت جاہلیت میں آکے اسطرح صدا بلند کی کہ امیر حمزہ سردار لشکر کون ہے اور کہاں ہے دیکھوں تو اُس کی شکل و شمائل کیسی ہے کس تاب و توان کا انسان ہے میرے سامنے آئے اپنی دلیری اور شجاعت دکھلائے کبھی کسی مرد سے سابقہ نہ پڑا ہوگا کسی جنگ آزما سے معاملہ نہ ہوا ہوگا اپنے خون کا پیاسا ہے اند کے سیر مرگ پر آمادہ ہے یہ سنتے ہی امیر اُسکے مقابل ہوے اور فرمایا کہ کیا لاف و گزاف بک رہا ہے کیوں سودا سر پر سوار ہوا ہے انشاء اللہ تعالےٰ ایک وار میں تو تیرا کام تمام ہوتا ہے دم کے دم میں تہ تیغ اسلام ہوتا ہے اول تو ہی اپنا حربہ دکھا دل کا حوصلہ دل ہی میں نہ لیجا اُسنے نیزہ اُٹھایا امیر نے گھوڑا دبایا اُسکے متصل گئے اور ہتھ بلی کر کے نیزہ اُسکا چھین لیا ٹانڈ توڑ کر پیچھے پھینکدیا اُسنے تلوار کھینچی اُسکی ضرب خالی دے کمر میں ہاتھ ڈال کے گھوڑے سے اُکھیڑ کے تلوار چھین لی چاہتے تھے کہ زمین پر پٹکیں کہ اُس نے امان چاہی اپنی جان بچائی امیر نے اُسکو سبک زمین پر چھوڑ دیا وہ قدمبوس ہوا اور کلمہ پڑھ کر

صدق دل سے مسلمان ہوا اُس کو اپنے خیمے میں لاکے اور بکمال شفقت و مہربانی پیش آئے اُسکو اور اُسکے رفیقوں کو جو
فوج کے افسر تھے خلع مخلعہائے گراں بہا عنایت فرمایا اور زیادہ مراتب عطا فرمایا منظر شاہ نے ایک مہینے تک امیر کی دعوت
کی اور بکمال اخلاص و عقیدت سے فرمانبرداری اور اطاعت کی ادا کی روز سے سامان شادی نکاح موافق اپنے
مراتب شاہانہ کے کرنے لگا اور حسب الحکم امیر کے سلطان بخت مغربی کے ساتھ ہمائے تاجدار کا عقد کرنے پر
مستعد ہوا سلطان بخت نے عرض کی کہ ہمائے تاجدار اب میری زوجہ ہو چکی حضور کے اقبال سے یہ نعمت غیر مترقبہ مجھے
نصیب ہوئی انشاءاللہ تعالےٰ عقد اُس روز کرونگا جس دن حضور کی شادی ہوگی خداوند نعمت کی خانہ آبادی ہوگی جبتک
ہمائے تاجدار گھر میں اپنے باپ کے یہاں چندے سیر کرے امیر نے رسم نشان ادا کرکے ایک جشن شاہانہ ترتیب دیا اور
بعد جشن کے منظر شاہ سے کہا کہ اب میں رخصت ہوں گا وطن کی طرف جاؤں گا کہ جناب والد ماجد متفکر اور پریشان ہونگے
میرے انتظار میں راہ نگراں اور حیران ہوں گے منظر شاہ نے عرض کیا کہ میں بھی ہمراہ رکاب چلتا ہوں خانہ کعبہ حرم محترم
اور زیارت حضرت خواجہ صاحب کا مشتاق بے انتہا ہوں یہ کہکر ملک کا انتظام اپنے نائب پر چھوڑا اور تیس ہزار
پہلوانوں کو مع نعمان ساتھ لیکر امیر کی رکاب میں چلا

ہشام بن علقمہ خیبری کا عروج اور ملک مدائن پر خروج

جب ہشام دو از دہ سالہ ہوا ہوش سنبھالا باکمال اولوالعزمی قدم گھر سے باہر نکالا سر بازار شور و غل سنکر پوچھا کہ یہ شور و غل
کیسا ہے شہر میں یہ کیسی داد و بیداد ہے لوگوں نے کہا کہ محصلان نوشیروان خراج تحصیل کرتے ہیں جو شخص سردست
ادا کرنے میں عذر کرتا ہے اُسکی تذلیل کرتے ہیں ہشام کو بُرا معلوم ہوا چند آدمیوں کو پکڑوا کر ناک کان کاٹ کر شہر بدر کیا اور قدغن
کیا کہ کوئی ایک کوڑی کسی کو نہ دیوے جو خراج کہ معین ہے ہماری سرکار میں داخل کرے اور فوج کی نگاہداشت جاری
کی اور تو جہ ہشام جانب ملک داری کی تھوڑے سے دنوں میں ایک لشکر جرار فراہم کرلیا مدائن کیطرف کوچ کیا جب
اخبار نویسوں نے یہ خبر لکھی بادشاہ عادل کے گوش مبارک تک پہونچی کہ ہشام بن علقمہ خیبری نے خروج کیا ہے بکمال
شان و احتشام فوج کثیر ہمراہ لیکر مدائن کا راستہ لیا ہے بادشاہ نے بزرجمہر سے مشورہ چاہا ارکان دولت کو مجمع فرمایا
بزرجمہر نے صلاح دی کہ اگر حضور خود بذات اقدس مقابلہ کرینگے تو میرے نزدیک یہ امر خلاف ہے فدوی کی رائے میں
یہ حرکت کمال نازیبا ہے کیونکہ اگر اُس پر فتح ہوئی تو کچھ نام نہ ہوگا اور اگر مبادا صورت دگرگوں ہوئی تو نیک انجام نہ ہوگا
بلکہ مقام گفتگو ہوگا کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو ایک دنی شخص نے شکست دی پھر ہر ایک کو مقابلہ کی ہمت ہوگی ہر
شخص کو تمرد اور سرکشی کی جرأت ہوگی اس سے میرے نزدیک یہ بہتر ہے کہ اُسکے آنے سے پہلے حضور لشکر کا رکھنے کو تشریف
لیجاویں اور مدائن میں کسی سپہ سالار کو مقرر فرماویں کہ جس وقت وہ گردن زدنی آوے اُسکو گوشمالی قرار واقعی دیجاوے تاکہ پھر

ادنی اور اعلیٰ کے حوصلے پست ہو جاویں سوائے اطاعت و تابعداری کے سر نہ اٹھاویں بادشاہ کو یہ رائے بزرجمہر کی پسند آئی اور
اسکی نیک اندیشی پر تحسین فرمائی آپ تو صیدگاہ کیطرف تشریف فرما ہوا شکار کا کھیلنا دستور رکھا ادھر عنتر فیل گوش کو کہ
پہلوان نامی تھا پچاس ہزار سوار سے مدائن کی حفاظت اور ہشام کی گوشمالی کیواسطے [illegible]
ہشام بن علقمہ نے چالیس ہزار سوار خونخوار سے آکر قلعے کو گھیر لیا [illegible] عنتر فیل گوش
نے بھی حق قلعہ داری کا ادا کر کے ہشیاری سے کسی کو خندق تک آنے نہ دیا فوج عدو کے کسی لشکری کو قدم آگے
بڑھانے نہ دیا ایک دن عنتر فیل گوش کے دل میں یہ خیال گذرا کہ ہشام چند روز سے شہر کو محاصرہ کیے ہوئے
پڑا ہے اور میں قلعہ بند ہوں ہشام ایسا کہاں کا بہادر یکتا ہے کہ جس سے میں ڈروں شہر سے باہر نکل کر مقابلہ کروں اور دم
کے دم میں نہ ماروں شکست فاش نہ دوں دنیا میں نیکنام و بہادر کہلاؤنگا اور بادشاہ سے جاگیر و منصب پاؤنگا
پانچ ہزار سوار لیکر شہر سے باہر نکلا ہشام اسکو دیکھ کر قہقہہ مار کے ہنسا اور بولا کہ قضا اسکے سر پر کھیلتی ہے موت اسکو
آگے کو ٹھیلتی ہے کہ یہ میرے سامنے آیا ہے اپنا منہ مجھے دکھایا ہے گردن کو اسکے برابر لاکر کہنے لگا کیا ارادہ ہے
کیوں اپنی فوج کی خونریزی اور اپنی جاندہی پر آمادہ ہے عنتر بولا کہ او نمکحرام شقی خانہ زاد ہو کے بے ادبی پر کمر باندھی
ہے دنیائے دو روزہ کی ہوس میں کور نمکی اختیار کی ہے تو نہیں جانتا ہے کہ شاہنشاہ ہفت کشور کا ایک ادنیٰ
غلام تجھ کو سزا دیسکتا ہے یہ تمام تیرا کر و فر تزک و احتشام بات کی بات میں خاک میں ملا دیسکتا ہے ہشام نے کہا کہ او
نادان کچھ سودا ہوا ہے اتنا نہیں جانتا ہے کہ امور مملکت اور کشورستانی میں کون کس کا آقا اور کون کسکا تابعدار اور رعیت کہلاتا
ہے میں بزور شمشیر تیرے شاہنشاہ سے نعلبندی لونگا تمام ملک اور خزانہ بہت جلد اپنے قبضہ قدرت میں کرونگا
ہشام کا یہ کہنا تھا کہ عنتر نے تول کے ایک نیزہ ہشام کے سینے پر کھینچ کر مارا اور نیزہ نے صندوق سینہ ہشام سے
سر باہر نکالا لیکن ہشام نے باوجود زخم کاری کھانے کے عنتر کو ضرب تیغ سے دو ٹکڑے کیا اور فوج پر اسکی جا گرا
فوج بے سردار تھی شہر کیطرف بھاگی ہشام مع لشکر اسکا تعاقب کرتا ہوا شہر مدائن میں داخل ہوا اور تمام شہر کو
تاراج کیا ستر ہزار آدمی مبارز اور شہر کے ناکوں پر اپنے دستے مقرر کر دیے اور جلوس سلطنت مع تخت و تاج لیکر
اپنے فرودگاہ پر آیا شب کو بعیش و عشرت کاٹا صبح کو مع رؤسا خیبر کی طرف روانہ ہوا کئی منزل کے بعد ایک
دوراہہ ملا ایک راہ کعبہ کو جاتی تھی اور دوسری راہ خیبر جانیکی تھی ہمراہیوں نے کہا ارکان دولت نے مشورہ [illegible]
یہ لڑائی دنیا کے واسطے لڑے فتحمند و ظفریاب ہوئے ایک مہم ثواب کی بھی سر کیجیے اجر عظیم مول لیجیے یعنی چلکر خانہ خدا کو جو
اہل ایمان کے معبد کو نعوذ باللہ مٹائیے ہشام کی تقدیر نے سر پر شامت بلائی یہ رائے کوتاہ اندیشوں کی پسند آئی کعبۃ اللہ
کی طرف راہی ہوا مکہ معظمہ کا قصد کیا یہ خبر مکہ میں منتشر ہوئی یہ افواہ خاص و عام میں پہونچی کہ ہشام بن علقمہ خیبر مدائن
کو تاراج کر کے کعبہ کے خراب کرنیکے واسطے آتا ہے لشکر کثیر بڑے جاہ و جلال اور عظمت و شوکت کے ساتھ بقصد انہدام اسطرف

لاتا ہے جس نے سنا وہ بید کے مانند لرز گیا خوف کے مارے کانپنے لگا اُسی روز حمزہ نامدار بھی مع فوج و لشکر جرار مظفر و منصور مکے میں پہونچے کعبے کی زیارت کر کے اپنے باپ کے قدمبوس ہوئے خواجہ عبد المطلب نے انکا سر اپنے قدموں پر سے اُٹھایا اور نہایت شفقت سے گلے لگایا ہمراہیوں سے بھی حسب مراتب پیش آئے شربت کے گھڑے منگوائے سجدات شکر جناب باری میں ادا کیے اور زار زار رونے لگے امیر نے عرض کی حضرت آج روز خوشی کا ہے ایسے وقت میں موقع رنج و ملال کیا ہے صحیح و سلامت معرکہ جنگ سے پھرا ہوں ایسی فتح کلاں حاصل کر کے حاضر ہوا ہوں کہ لوگوں کو گمان بھی نہ تھا فقط فضل الٰہی شامل حال ہوا اور حضور بجائے شادی غم کرتے ہیں عیش و نشاط درکنار اُسکے عوض رنج و الم کرتے ہیں خواجہ نے کہا کہ اے فرزند ارجمند میرے یہ سبب رونے کا ہے کہ تھوڑے روزوں میں غضب کا سامنا ہونے والا ہے ہشام بن علقمہ خیبری مدائن کو تاراج کیے ہوئے کعبے کو ڈھانے کو آتا ہے فوج جرار لشکر قہار بکمال کر و فر و آراستگی ہمراہ لاتا ہے رؤسا اس شہر کے دست و پا چہ ہیں کہ وہ بڑا اکبر ہے زور آور صاف فوج خونخوار ربانی جبر ہے اسلیے میں چاہتا ہوں کہ تم کو کسی بہانے سے حبش کیطرف بھیجدوں امیر نے کہا کہ قبلہ حاجات قبل از مرگ واویلا کیا ضرور ہے آفریدگار اُس سے قوی توانا تر ہے اُسکے فضل اور آپکی دعا کی برکت سے اگر ہماری فتح ہو جائے کیا عقل سے دور ہے میں اُسے یہانتک کب آنے دیتا ہوں استقبال کر کے اسکی جان لیتا ہوں یہ کہکر اُسی دم باپ سے رخصت ہوئے اور کعبۃ اللہ میں گئے بہ نیت فتح دو رکعت نماز ادا کی اور خدائے معین عز و جل سے اعانت چاہی لشکر ظفر پیکر آراستہ کر کے ہشام کی راہ روکنے کو راہی ہوئے اور ظالم بدکیش کے قلع قمع کیواسطے تشریف لیچلے دو دو اسپہ منزل طے کیے جاتے تھے ایک منزل پر ٹھیک خبر پائی ہرکاروں نے خبر پہونچائی کہ یہاں سے دو منزل کے فاصلے پر اُس مردود کا لشکر پڑا ہے کوسوں تک فوج کی بھیڑ اور رزمگاہ سے میدان بھرا ہے یہ سنتے ہی اُس مقام پر اُترے فوج کا انتظار کرنے لگے چار گھڑی رات گذری ہوگی کہ کئی ہزار سوار اپنے لشکر سے انتخاب کیے اور اُسیوقت بعزم تاخت اُس طرف کو کوچ کر دیا بہت جلد ہشام کے لشکر پر فوج امیر بلائے آسمانی کیطرح سے جا گری ہشام لشکر میں ہلچل پڑی امیر نے نعرہ اللہ اکبر کہکر فرمایا کہ اے خوابیدہ بخت بیدار ہو جاؤ دشمن طالع ہوشیار ہو جاؤ کہ قہر ربانی نے تمہیں گھیر لیا ہے نعرے کا فروں کا جی اور سرکشوں کا دل جان سے چھڑا دیا کہ عزرائیل تمھاری روح قبض کرنے کو آ پہونچا صبح ہوتے ہوتے دس ہزار آدمی ہشام کے لشکر کے قتل کیے ہشام اپنے خیمہ میں پڑا سوتا تھا کہ آواز اقتل اقتل بکش بکش کی اُسکے کان میں گئی نعرہ اللہ اکبر کی صدا اُسے پہونچی فی الفور جاگ اُٹھا اپنے لوگوں سے پوچھنے لگا کہ یہ کیا ماجرا ہے یہ شور و غل کیسا ہے لوگوں نے کہا کہ حمزہ نام کوئی عرب ہے اُسنے شبخون مار کر قتل عالمگیر کیا ہے حضور کی فوج کو تمام کر دیا ہے اگر یہی خونریزی دو چار ساعت رہی تو لشکر میں آدمی کا نام و نشان نہ رہیگا صبح تک حضور کی طرف کا باقی کوئی انسان و حیوان نہ رہیگا ہشام جھٹ پٹ اپنے گینڈے پر سوار ہو کے لشکر میں آیا وہاں سب کو بدحواس و سراسیمہ بعضوں کو مقتول اور مجروح پایا کہ اس عرصے میں شاہ خاور تخت فلک پر جلوہ افگن ہوا یعنی شب گذری اور روز روشن ہوا اُسوقت تیس ہزار سوار ہشام

کے ساتھ دس ہزار سوار امیر کے ہم رکاب تھا اور بازاری آدمی اور عملہ فعلہ از حد بے حساب تھا ہشام گینڈے کو میدان میں
نکال کے حمزہ کو دیکھ کر بولا کہ اے عرب زادے یہ گھوڑا اور سلاح کس سے تو مانگ لایا ہے اتنی بساط پر مجھ سے مقابلہ کو آیا ہے
تجھے اپنی جان کا خوف نہ آیا بیفائدہ میرے لشکر کو ستایا تیری جوانی پر مجھے رحم آتا ہے ورنہ تیرے قتل کو حکم نہیں دیا جاتا یہ
سلاح اور گھوڑا اگر مجھ کو بطور نذر کے دے دست بستہ یہ چیزیں پیش کر کے عذر تقصیر چاہے تو البتہ تیری خطا معاف کروں
تو نے جو میری فوج پر شبخون مارا اسکے انتقام سے درگذروں تو نے کمال بے ادبی کی اور نہایت تمردی پر کمر باندھی اور
اگر حکم عدولی کریگا تو تجھ کو بے تیغ اجل مارونگا گور و کفن بھی نہ ملے گا بے نام و نشان کر دونگا امیر یاوہ گوئی اسکی
سنکر غصہ ضبط نہ کر سکے غضب میں آکر فرمانے لگے کہ او گبر ملعون گردن زدنی تو نہیں جانتا کہ میں کون ہوں اور کس
خاندان کا ہوں خواجہ عبد المطلب کا بیٹا ہوں اور ہاشم کا پوتا ہوں ہماری تلوار کا شہرہ کیا تیرے کان تک
نہیں پہونچا ہماری شجاعت کا غلغلہ کیا تو نے نہیں سنا ارے جہنمی ذرا ہوش میں آ یہ باتیں فضول زبان پر خبردار مت لا کیوں
شامت آئی ہے کس لیے زندگی سے طبیعت گھبرائی ہے ہشام اس کلام کو سنکر طیش میں آیا اور نیزہ جو اسکے ہاتھ میں تھا امیر کے
سینے پر کینے پر لگایا امیر نے اسکا نیزہ اپنے نیزے کی نوک پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی جب سو سو طعن نیزے کے چل چکے
اور جانبین کو ضرر نہ پہونچا تب ہشام نے کھسیانا ہو کر نیزے کو ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار کو میان سے کھینچ لیا چاہتا تھا

صف آرائی لشکر امیر و ہشام کی اور ایک ضرب میں مارا جانا ہشام کا مع گینڈے کے امیر کے ہاتھ سے

کر امیر کے برابر آکر تلوار مارے امیر نے منتھ بلی کر کے تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور اپنے ہمراہیوں کو پھینکدی ور فرمایا کہ
تو اپنے حربے کر چکا اب میری ضرب کو سنبھال اپنے ہتھیار اور مرکب کو دیکھ بھال دیکھ یہ نہ کہنا کہ خبر دار کیے نہ مارا امیرا
وار ہونے نہ پایا باوجودیکہ اُس نے سپر کو سر پر رکھا تھا لیکن امیر نے الا اللہ کہکر جو تلوار اُس ناپاک خود سر کے سر پر لگائی
سپر کو دو پارہ کر کے خود فولادی کے دو حصے کرتی استخوان مغز کے پرخچے اُڑاتی گردن صراحی کو قلم کرتی سینے میں مجوب
نہ ہو کے کمر سے نکلی نمدزین پر اُتر آئی گیندڑ کی پیٹھ کاٹتی پیٹ سے نکل گئی دوست و دشمن کے حواس اُڑ گئے کہ ایسی تلوار
دیکھی نہ سنی امیر ہشام کو جہنم کی طرف بھیجکر جس طرح سے شیر درندہ بکریوں کے گلے میں گھستا ہے اُسکے لشکر پر گرے ایک دم
میں کشتوں کے پشتے لگائے بعض روسیاہ بھاگ کھڑے ہوے اور اکثر مسلمان ہو گئے امیر نے اپنے لشکر کو سوائے تخت و
تاج نوشیرواں کے اور لوٹ مطلق معاف کی اور قیدیوں کو قید سے رہائی بخشی ہر ایک کے لائق خلعت و سواری و زاد راہ
عطا کیا اور اپنے اپنے گھر جانے کا حکم دیا بعد ازاں ایک عریضہ نوشیرواں کو لکھا کہ میں نے بفضلہ تعالے آپکے اقبال سے
اُس گبر کو قعر دوزخ میں پہونچا دیا اور ستر ہزار آدمی جو رعایا و ملازمین سے حضور کے اُسکی قید میں تھے انکو رہا کیا اور سر اُس
خود سر کا مقبل وفادار کے ہمراہ حضور پُر نور میں بھیجتا ہوں اور تاج و تخت خسروی کو اگر حکم ہو تو آپ لیکر حاضر ہوں یا جس کو
ارشاد ہو تو اُسکے سپرد کر دوں مقبل وفادار کو سر ہشام اور عریضہ دیکر بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا اور آپ مظفر و منصور
مکے کیطرف کوچ کیا کہتے ہیں کہ امیر نے سوائے اس ایک مرتبہ کے کبھی شبخون نہیں مارا اور کبھی اُس کو تاخت و تاراج کا ارادہ نہیں فرمایا

داستان حاضری مقبل وفادار بحضور نوشیرواں فلک اقتدار

بلبل خامہ نئی داستان سناتا ہے صحن قرطاس کو تختہ گلزار بناتا ہے کہ جب چالیس دن کے بعد نوشیرواں صیدگاہ سے
مدائن میں آیا شہر کو ویران اور تخت و تاج بے نشان پایا بزرجمہر سے آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ گردش فلکی نے یہ روز بد دکھایا
یہاں تک تو تعبیر خواب کی ظہور میں آئی جو تم نے بتائی مگر باقی دیکھیے یہ پریشانی ہماری کب جاتی ہے اور وہ تعبیر کب وقوع میں
آتی ہے بزرجمہر نے کہا انشاء اللہ تعالی آج سے کل تک وہ بھی ظاہر ہوگی بشاشت و عشرت حضور کو لاحق ہوگی سامنے
کے کہ جو قتل و اسیری سے بچے تھے بختک سے کہا کہ یہ جو کچھ کیا بزرجمہر نے کیا اگر بادشاہ کو مدائن سے صیدگاہ کیطرف نہ لیجاتا تو
ہشام الیسا روز بد ہمکو نہ دکھاتا مفت میں عزیز و اقربا ہمارے بے اجل مارے گئے اور بہت زندہ دستگیر ہو کے گور کے کنارے
ہے حقیقت میں بزرجمہر نے مذہب کے تعصب سے ہمکو برباد کیا ہمارے عزیزوں کے مارے جانے سے دلکو شاد کیا بادشاہ کی خدمت
میں تم عرض کر کے جاری داد دلاؤ ہماری طرف سے زار نالی کر کے اتنا ثواب کماؤ یہ شور و غوغا ہو رہا تھا کہ صابر نمد پوش عیار
گرد و غبار سے آلودہ بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا اور مژدہ فرحت فزا اور خبر مسرت نما لایا کہ ہشام بن علقمہ خیبری کو جو
مدائن کو خراب و برباد کر کے ستر ہزار زن و مرد کو دستگیر کیے خیبر کیطرف جاتا تھا اور اپنے تکبر کے روبرو کسی فرد بشر اور سلاطین

اور ملوک کو شمار میں نہ لاتا تھا حمزہ نے حضور کے اقبال سے قتل کیا ہے اور سر اس بمغز کا اپنے ایک شفیق کے ہاتھ کہ نام اسکا مقبل وفادار ہے حضور میں بھیجا ہے اور اسکے لشکر کو پریشان اور تاراج کر کے حضور کی رعایا کو اسکی قید سے چھڑا لیا ہے اور قیدیوں کو رہا کر کے خلعت آزادی بخشا ہے یہ مژدہ سنکر بادشاہ اچھل پڑا دوڑ کر بزرجمہر کو چھاتی سے لگا لیا اور فرمایا کہ جلد سب سردار مقبل وفادار کے استقبال کو جاویں اور توقیر تمام اسکو لے آویں فوراً حکم کی تعمیل ہوئی امرائے نامدار و سرداران ذوی الاقتدار اپنا اپنا سامان درست کر کے مقبل کی پیشوائی کو شہر پناہ کے باہر آئے اور توقیر و آبرو سے تمام اسکو اپنے ہمراہ لائے جسوقت مقبل حاضر ہوا بادشاہ کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور عرضی امیر کی گزرانی بادشاہ نے اسقدر امیر کی توقیر کی کہ عریضہ امیر کا مقبل سے اپنے ہاتھ میں لیلیا پہلے تو آپ مطالعہ کیا بعد ازاں خواجہ بزرجمہر کو دیا اور فرمایا کہ تم اسکو آواز بلند پڑھو اور اسکے مضمون کا اشتہار ہمارے تمام ممالک محروسہ میں کرادو جتنے ساسانی و کیانی و مجد کی تھے اس عریضہ کا مضمون سنکر بشاش ہوئے اور بادشاہ کو اس فتح کی مبارکباد دینے لگے بادشاہ نے اسوقت مقبل وفادار کو خلعت گرانمایہ سے مخلع کیا اور زر و جواہر بیش بہا سے منھ اسکا بھروا دیا اور حکم دیا کہ جب تک مقبل وفادار مدائن میں رہے ہر روز دربار میں بلا قید حکم حاضر ہوا کرے راوی لکھتا ہے کہ جسدن مقبل وفادار نے بادشاہ سے ملازمت کی اتفاقاً اسدن لوگوں نے ایک فاختہ بارگاہ جمشیدی کے گلشن میں شاخ سرو پر بیٹھی دیکھی اور بجائے طوق ایک رسیاہ اسکے گلے میں حلقہ زن نظر آیا خبرداروں نے یہ معاملہ بادشاہ عالیجاہ کے گوش حق نیوش تک پہونچایا بادشاہ نے فرمایا کہ معلوم ہوا کہ اپنی داد کیواسطے آئی ہے کوئی شاطر ایسا ہے کہ تیر اسکا خطا نہ کرے مار کے مارنے میں غا نہ کرے مگر فاختہ پر اگر صدمہ پہونچا تو مجھکو بڑا رنج ہوگا کسی نے حامی نہ بھری کسی کی جراءت نہ پڑی اور کوئی اپنی جگہ سے نہ ٹلا کسیطرح اپنے مقام سے نہ سرکا مقبل نے اپنے مقام سے اٹھکر بادشاہ کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور اجازت مانگ کر ادھر کا رخ کیا اور نیزے کی نوک پر ایک آئینہ نصب کر کے ایک شخص کے ہاتھ میں دیا کہ اسکے منھ کے روبرو رکھے مطلقاً خوف و خطر نہ کرے ہاتھ کو جنبش ہونے نہ دے سانپ کو جو اپنی شکل اسمیں نظر آئی کہ پھن کو اٹھا کر اسطرف تکنے لگا زبان نکالکر اپنے ہم صورت کیجانب لپکنے لگا مقبل وفادار نے فرصت پا کر سوفار تیر کو چلے سے آشنا کیا اور گوشہ کمان کو تا بنا گوش پہونچا کر اس شاہین قضا کو طائر روح مار پر چھوڑ دیا فاختہ کے پر تک کو آسیب نہ پہونچا اور تیر سر مار میں ترازو سا ہو گیا سانپ تو زمین پر گر پڑا مقبل نے اپنا تیر نکال لیا اور فاختہ پر بجاتی ہوئی اپنے آشیانے کی طرف اڑ گئی بے اختیار ناظرین کے منھ سے احسنت و آفرین کی صدا نکلی بادشاہ نے مقبل کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور اور خلعت مرصع سے مخلع کیا اور حمزہ کی عرضی کا جواب لکھا اور مع خلعت شاہانہ بختک کو دیا کہ لفافے پر مہر ہماری کر کے بہمن سکان اور بہمن خوران کے سپرد کر دو کہ جلد امیر کے پاس جاویں اور یہ جواب و خلعت بعنوان شائستہ ان کو پہونچا دیں کہتے ہیں کہ بادشاہ نے اپنے شقے میں لکھا تھا کہ اے پہلوان زمان گردن شکن سرکشان جہان تو نے میری پسر خواندگی کا نہایت پاس کیا اور میرے دشمن کو کہ بادۂ غرور سے دماغ اسکا بھرا تھا مقابلہ کر کے نیست و نابود کر دیا نفس الامر میں اگر

آج رستم و نریمان ہوتے تو حلقۂ اطاعت تیرا اپنی گردن و گوش میں لٹکاتے سہراب اسفندیار تیرے زور کے روبرو سر دعویٰ نہ اٹھاتے بہمن سگان اور بہمن خراں کو میں نے مع خلعت بھیجا ہے تخت و تاج اور دیگر اثاثہ شاہی جو تونے اُس گبر سے واپس لیا ہے بارگاہ حضور میں روانہ کر کے بہت جلد یہاں حاضر ہو اور میری چشم براہ انتظار کو اپنے نور جمال سے منور کر کے مسرت افزائے خاطر ہو بختک بد ذات نے اُس شقہ کو تو نہ بھیجا اور شقہ اس مضمون کا لکھا کہ اے عرب زادے اس سے پہلے میرا ارادہ تھا کہ تمام عربوں کو قتل کروں اور بنی ہاشم میں سے کسی کو باقی نہ رکھوں پر تجھ سے یہ کام حسب دلخواہ اسوقت بن آیا لہذا میں نے گناہ تیرا معاف کیا اور خلعت بہمن خراں و بہمن سگاں کے ہاتھ روانہ کیا اور وہ شقہ بادشاہانہ بھیجا لکھا ہے کہ ایک پہلوان عادی نام ہمیشہ اُسی قلعۂ تنگ رواحل میں رہا کرتا تھا اور اُسی مقام قلب میں شب و روز بسر کیا کرتا تھا ہشام بن علقمہ خیبری کی خبر سنکر مکان کو اپنے خالی کیا اور آپ اٹھارہ ہزار سوار سے دامن کوہ میں چھپ کر بیٹھا کہ ہرگاہ ہشام اُس طرف سے نکلے تو میں اسکو زیر و زبر کردوں کہ ایک عیار نے اسکو خبر دی کہ ہشام بن علقمہ خیبری کو حمزہ نے مارا ہے اور اسکا مال و متاع لیے ہوئے بعزم مکہ کہ اُسکا وطن ہے جاتا ہے وہ یہ سن کر بولا کہ خیر ہم بھی اُس سے اپنا حصہ لینگے اور جو دینے میں کچھ تامل کریگا تو لڑینگے ہرگاہ قلعہ تنگ رواحل کے متصل حمزہ وارد ہوئے اُس مقام دشوار گذار میں پہونچے عادی نے اپنی فوج میں سے ایک سردار کو واسطے سفارت کے تعینات کیا اور یہ پیغام دیکر حمزہ کے پاس بھیجا کہ ہشام بن علقمہ میرا شکار تھا بہت دنوں سے مجھے اُسکا انتظار تھا میں اُسیر تاک لگائے بیٹھا تھا اور اسکی راہ دیکھ رہا تھا اُسکو آپنے شکار کیا میرا ارمان دلمیں رہا اب آپکی خدمت میں یہ التماس ہے کہ جو کچھ اُسکے مال و منال میں سے آپکے ہاتھ آیا ہے جو اثاثہ آپنے اُسکے خزانے اور ملک سے پایا ہے نصف مجھکو دیجیے اور نصف آپ لیکر خیر سے اپنے گھر کی راہ لیجیے نہیں تو آپکا مال بھی اسکے ساتھ جائیگا بجز حسرت و افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا امیر یہ پیغام سنکر بہت ہنسے اور اُسکے اوپر بہت عنایت فرماکے کہنے لگے کہ ہماری طرف سے عادی کو بعد دعا کے کہنا کہ اگر صلح منظور خاطر ہے تو سامع عزم حاضر ہے اگر جنگ کا سامان درکار ہے تو یہی گو ہے یہی میدان ہے ہر طرح سے میں موجود ہوں جو مرغوب ہو اُسکی فکر کروں سفیر حمزہ کے اخلاق پر ہزار جان سے عاشق ہوگیا اور عادی سے جاکر جواب اُسکے سوال کا کہا اور عرض کیا کہ ہم نے اپنی اس عمر میں ایسا سردار یا اخلاق نہیں دیکھا کوئی رئیس صاحب ہمت و مروت ایسا ہماری نظر سے نہیں گذرا معلوم ہوا کہ یہ اولوالعزم ہے عجب نہیں ہے کہ ہفت اقلیم میں کوس لمن الملک بجاوے بعد چندے تمام اطراف و جوانب کی سلطنت اُسکے قبضۂ قدرت میں آوے یہ پیغام سنکر عادی آمادۂ جنگ ہوا عادی بن معدیکرب دوسرے دن اٹھارہ ہزار سوار کی جمعیت سے کوس حرب بجاتا ہوا میدان میں آیا امیر بھی اپنی فوج ظفر موج لیکر اُس سے دوچار ہوئے آمادۂ جنگ و پیکار ہوئے عادی اس سج دھج سے آیا کہ فوج والوں کا دل گھبرایا دیکھا تو کیسا شخص کا قد و قامت ہے اس پر اسیقدر بدن کا عرض ہے اُسی درجہ جسامت سے نہایت لحیم و شحیم ہے تن و توش عظیم اور سر پر خود آہنی اُسپر سات پگڑیاں

باندھ کر سات شعلے چھوڑتے ہیں اور اسمیں موئے سر بھی نمودار ہوتے ہیں وہ آئینۂ گردن کا کمر بند ود بیٹے انسان کا ہی کوئی قسم اور ہے امیر کمر بند فولادی باندھے زرہ بکتر چار آئینہ آستانی رنگے ہوئے خود مکوبی پہنے سپر پشت پر تلوار خنجر کٹار ترکش زیر کمان پانچ ٹانک کی کاندھے پر ڈالے عمود و نیزہ ہاتھ میں سنبھالے سب حمزہ کو دیکھ کر امیر سے کہنے لگا کہ بہت آپکو اپنے زور کا گھمنڈ تھا آج معلوم ہو جائیگا خدا خیر کرے دانتوں پسینہ آئیگا امیر نے ہنسکر فرمایا کہ زور دہندہ میرا اس سے زیادہ توانا تر ہے ع دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است ✚ تجھے اضطرار بیجا ہے ہمارا معین مددگار خدا جل و علا ہے دیکھ کہ کیا ہوتا ہے امیر نے اپنے خالق کو یاد کر کے اس کے قد و قامت سے مطلق اندیشہ نکیا اور مرکب کو اپنے اسکی طرف جھپکا کر کنوتی سے کنوتی کو ملا دیا برابر ہوتا تھا کہ ایک وجھر سپر کی ایسی اسکے مرکب کی پیشانی پر ماری کہ چند قدم گھوڑا اسکا پسپا ہو گیا اور وہ بدحواس ہو کر سر جھاڑنے لگا عادی نے جب قوت حمزہ کی دیکھی سمجھا کہ حریف زبردست ہے نشۂ شباب سے مست ہے بولا کہ اے جوان معلوم ہوا کہ تجھ میں بھی اسقدر طاقت ہے اور گو نہایت جرأت ہے نام اپنا بتا کہ تجھ سا پہلوان بے نام و نشان میرے ہاتھ سے مارا نہ جائے ایک جری صاحب حسن و جمال نقشۂ ہستی سے مٹایا نہ جلئے امیر نے کہا جاتا نہیں ہے کہ بہادروں کا نام قبضۂ شمشیر گوشۂ کمان پیکان تیر پر منقش رہتا ہے تو سن لے میرا نام ابو العلاء ہے تیری ضرب دست کے شوق میں آیا ہوں تیرا زور اور ہنر دیکھا چاہتا ہوں لا کیا ضرب رکھتا ہے دیکھوں تیرا وار کیسا ہے عادی گرز گرانبار تولکر امیر کے سر پر آیا اور جبر قوی امیر پر لایا اور بولا کہ اے ابو العلا اسکی ضرب سے تو جانبر نہ ہوگا اس ضرب سے تجھے مفر نہ ہوگا یہ کہکر امیر کے سر پر وہ گرز لگایا خاطر خواہ اپنا حوصلہ اور زور دکھلایا امیر نے اسکو رد کر کے کہا کہ ہاں اب دوسری ضرب بھی لگا کہ ارمان دل میں نہ رہے تیری ہوس قلبی نکلے اکی ضرب سے بچوں گا تو میں بھی ایک ضرب لگاؤں گا اگر جیتا رہا تو ذائقہ اسکا کبھی نہ بھولیگا ہمیشہ اُس ضرب کو یاد کریگا عادی یہ سنکر غضب میں آیا اور گرز کو فتراک بند سے لٹکایا تلوار میان سے لیکر اور رکاب سے رکاب ملا کر چاہتا تھا کہ امیر کے سر پر وار کرے ضلالت کفر کا اظہار کرے امیر نے قبضہ اسکا پکڑ کے دوسرا ہاتھ اسکے کمر بند پر ڈالدیا وہ بھی امیر سے زور کرنے لگا عمرو نے قریب آ کر کہا کہ اے پہلوانو تم تو آپسمیں گاؤ زوریاں کر رہے ہو مرکب بیچارے محض بے زبان ہیں انکی کمر کیوں توڑتے ہو اگر زور آزمائی منظور ہے تو زمین پر اُتر کے زور و طاقت کرو اظہار ہمت و قوت کرو باہم حمزہ اور عادی دونوں نے رائے عمرو کی پسند کی اور گھوڑوں پر کی لڑائی بند کی گھوڑوں سے اُترے مقابلے میں کھڑے ہوئے عادی نے کہا کہ حمزہ ہتھیاروں میں تو ہم تم دونوں برابر رہے ہیں نیزہ بازی اور گرز بازی اور شمشیر زنی میں ہمسر رہے ہیں آؤ جنگ مغربی میں آزمائش کریں دونوں اپنی اپنی طاقتیں آزمائیں جو غالب ہو مغلوب اُسکی اطاعت کرے ہمیشہ ضعیف قوی کی تابعداری اور ملازمت کرے امیر نے فرمایا کہ میں بہرصورت حاضر ہوں تیری آزمائش کا منتظر ہوں پالتھی مار کر چار زانو بیٹھ گئے عادی نے اسقدر زور کیا کہ ہر بن مو سے عرق بہہ نکلا مگر حمزہ کو جنبش نہوئی

حمزہ اور عادی کا باہم کشتی لڑنا اور امیر کا عادی کو اٹھا کر سر سے بلند کرنا

امیر نے زمین نہ چھوڑی بولا کہ حمزہ مجھ میں یہاں تک دم تھا کر چکا حد طاقت سے گزر چکا اب تم زور کرو اپنی طاقت دکھاؤ
اسکا پا لتھی مار کر بیٹھا تھا کہ حمزہ نے پہلے زور میں اسکا لنگر اٹھا لیا اور کئی بار چکر دیا اور پوچھا کہ اب کیا کہتا ہے کچھ اور
ارادہ ہے عادی نے کہا فرمانبردار ہوں دل و جان سے آپ کی طاقت خداداد کا قربان و نثار ہوں امیر نے باہستگی تمام
زمین پر رکھدیا عادی قدمبوس ہوکر اور کلمہ توحید پڑھ کر مسلمان ہوا اور امیر کو مع لشکر قلعہ تنگ رو حل میں لیجا کر جشن شاہانہ
ترتیب دیا اور اپنے بھائیوں کو شرف ملازمت سے مشرف کیا امیر نے ہر ایک کو گلے سے لگایا اور خلعت پہلوانی سے
سرفراز فرمایا جب امیر نے جشن سے فراغت پائی فرمایا کہ خدا حافظ ہے اب میں اپنے وطن کو جاتا ہوں انکو اپنا دیدار دکھاتا
ہوں جناب الدماجد کے قدمبوس ہونگا عادی نے کہا کہ حمزہ ایسا تو میں ٹر بیٹا بھی نہیں کہ آپ مجھ کو کھانا نہ دے سکیں گے
مجھ کو کسواسطے ہمراہ نہ لینگے ہزار من غلا اگر میرے واسطے مقرر کرینگے تو میں انہیں اوقات بسر کرونگا دو وقت نہیں ایک
ہی وقت کھاؤنگا عمرو بولا کہ ماشاء اللہ نفس الامر میں عادی کربے کی بھوک نہیں ہے بہت کم کھاتا ہے بھلا ایسی کم غذا
والے سے کون منہ موڑے گا اس بیچارے کم خوراک کا دل توڑیگا امیر نے ہنسکر عادی سے کہا یہ کیا بات ہے رزاق مطلق
کی ذات باصفات ہے مجھ کو تم کو دونوں کو وہی رزق دیتا ہے ہر مخلوقات کی وہی خبر لیتا ہے اگر تم چلو تو میرے سر آنکھوں پر
ہو بارے عادی اٹھارہ ہزار سوار لیکر امیر کی ہمرکابی میں آیا اور امیر نے شاداں و فرحاں مکے کی جانب کوچ فرمایا

امیر کا مکہ معظمہ میں آنا اور نامہ نوشیرواں کا شرف ورود پانا

راویان شیریں زبان بیان کرتے ہیں کہ جب امیر مکے میں پہونچے اول زیارت خانہ کعبہ سے مشرف ہو کے

دوگانہ فتح کا ادا کیا اور عادی سے راہزنی کی توبہ کروائی صلاحیت اور ادائے مراسم اسلام کا اقرار لیا بعد ازاں
اپنے باپ کی قدمبوسی کو چلے والد ماجد کی زیارت کیطرف متوجہ ہوئے خواجہ عبدالمطلب نے جو امیر کے آنے کی
خبر سنی باشندگان شہر نے معاودت امیر کی مبارکباد دی رؤسا شہر کو ہمراہ لیکر امیر کے استقبال کیواسطے روانہ
ہوئے اور مع اعزا و اقارب امیر کے لینے کو چلے اثنائے راہ میں باپ بیٹے کی ملاقات ہوئی امیر نے قدم چومے خواجہ
نے امیر کا سر اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا اور زر سرخ و سفید فقرا کو لٹایا فقرا و مساکین تصدق لینے لگے رؤسا شہر امیر کو
دعائیں دینے لگے کہ فتاح حقیقی ہمیشہ تم کو فتح نصیب رکھے مدام دشمن روسیاہ پر مظفر و منصور کرے خواجہ امیر کو جب گھر میں لائے
اور دیوانخانے میں بیٹھے اور رؤسا شہر بھی آئے امیر نے منظر شاہ یمنی و نعمان بن منظر شاہ و سہیل یمنی و
سلطان بخت مغربی عادی کرب طوق بن حزان کی ملازمت کروائی ہر ایک کی توصیف و تعریف فرمائی خواجہ
بہت محظوظ ہوئے اور ہر ایک کے حال پر مہربانی کی اور علی قدر مراتب ہر شخص کی توقیر اور قدردانی اور مہمانی کی ایک دن
تذکرۃً امیر کو معلوم ہوا کہ عادی عادیہ بانو کا بیٹا ہے امیر بہت خوش ہوئے کہ میرا بھائی دودھ شریک ہے اسی دن امیر نے عادی
کو اپنی فوج کا سپہ سالار اور لشکر کا ہراول اور داروغہ دیوانخانہ و فراش خانہ و نقارہ خانہ کا کیا اور خلعت اٹھارہ پارچہ
اور خطاب پایا عمرو نے حسب الحکم امیر عادی سے پوچھا کہ آپکے کھانیکے واسطے جنس وغیرہ کا ہر روز کیا خرچ ہے کیا باورچیخا
نکا داروغہ ہر روز پہونچادیا کرے یا کھانا پکواکے آپکی فرودگاہ میں بھجوادیا کرے عادی نے کہا کہ یہ تو گھر ہے مجھکو تو شرمانا نہ
چاہیے منظور یہ ہے کہ امیر کے دروازے پر حق اطاعت بجا لاؤں عمرو نے کہا کہ آپ ہر چیز کا نام و مقدار کہدیجیے یا داروغہ
آپکے باورچیخانہ میں پہونچادیا کرے گول گول کہنا کیا ضرور ہے شرم و حیا اپنے آقا و ولی نعمت سے کرنا اخلاص اور نیازمندی
سے دور ہے عادی نے کہا کہ اچھا بھائی داروغہ سے کہدو کہ صبح کو اکیس اونٹ کی نہاری کھاتا ہوں اور دوپہر کو
اکیس ہرن اور اکیس دنبے کے کباب انگوری کے اکیس شیشوں کیساتھ گزک کرتا ہوں اور اکیس اونٹ اور اسیقدر
ہرن اور دنبہ اور اسیقدر بھینس کے گوشت کا قلیہ شب کے کھانیکیواسطے تیار ہوتا ہے اور اکیس من آٹے کی روٹیوں کا
دونوں وقت میں کھانے کیواسطے انبار ہوتا ہے اگرچہ سیری جیسی چاہیے ویسی نہیں ہوتی ہے مگر ہاں البتہ فاقہ شکنی ہوتی
ہے امیر نے سنکر فرمایا کہ المضاعفت ہر صبح کو عادی کے باورچیخانہ میں داروغہ بھیجا کرے مطلقاً اسمیں دریغ اور کمی
نہ کیا کرے چنانچہ وہی راتب مقرر ہوا ہر روز کھانا جایا کیا کئی روز کے بعد امیر نے سنا کہ نوشیرواں کے ایلچی آتے ہیں
آپکے نام رقعہ اور خلعت لاتے ہیں خواجہ عبدالمطلب و امیر حمزہ مع سرداران شہر انکے استقبال کیواسطے باہر
آئے اور تعظیم و تکریم لائقہ پیش آکر اپنے مکان پر لائے مکانات عظیم الشان جو فرش شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ
تھے انکے قیام کیلیے مقرر فرمائے اور تھوڑی دیر کے بعد کئی خوان نقلیات کے اور شب کو انواع انواع کے کھانے
پکواکے انکی فرودگاہ میں بھجوائے امیر حمزہ خلعت دیکھکر اور رقعہ کو پڑھکر چین بجبیں ہوئے آشفتہ خاطر اور دل حزیں ہوئے

خواجہ نے امیر کی آزردگی کے سبب ریاست کہے کہا کہ بابا یہ بادشاہ ہیں کبھی سلام سے تیوری بھویں سکوڑ لیتے ہیں
اور کبھی گالی سے خوش ہو کر خلعت دیتے ہیں ناخوش ہونیکا مقام نہیں ہے رنج و ملال کا ہنگام نہیں ہے دوسرے دن
جو خوان سالار قدر نے قرص نان سپید کا گرم گرم تنور فلک سے نکالا اور بسط زمین پر سفرۂ نورانی ظل شمسی کا بچھایا خواجہ
عبد المطلب نے نوشیرواں کے ایلچیوں کی دعوت کی اور تمام اکابر و رؤسائے شہر کو بھی اُس دعوت میں شریک کیا
بعد فراغت اکل و شرب ایلچیوں نے خواجہ کے نام کا شقہ خواجہ کو دیا اُسکے پڑھنے سے امیر کو اپنی جانفشانی اور
خیر خواہی پر حسرت ہوئی حاضرین کو حیرت ہوئی کہ ان ایلچیوں کا عجب نام ہے غور کا مقام یعنی بہمن حزاں کے نام
میں زے پر جو نقطہ تھا اُسکے خلاف بجیمہ کا نقطہ سمجھکر خزاں پڑھا اور تشدید کاف سگاں پر کاتب کی غلطی سے نہ تھی
اُسکو با کاف فارسی سگاں پڑھا اور وہ دونوں اسی نام سے بکہیں مشہور ہوے اسی لقب سے ملقب نزدیک و دور تھے
عمرو شقے کا مضمون سنکر امیر سے بھی زیادہ ناخوش ہوا جب دسترخوان بچھا عین مجمع میں دو خوان کستوں سے کسکر اُن
دونوں کے روبرو لایا اور برا بھلا کہنے کو آمادہ ہوا اگر امیر نے منع کیا اور اس حرکت سے باز رکھا لیکن وہ بولا کہ یہ دعوت آج کی
میری طرف سے ہی اور بڑے تکلف و اہتمام سے اُسنے رکھوایا اور اسمیں غور راک قابل آپکے ہے یہ کہکر خوان پوش اُتار کے
کستوں کو کھولکر حسب قاب میں گھاس تھی وہ تو بہمن خزاں کے روبرو چنوائی اور جسمیں مردوں کی ہڈیاں تھیں وہ قاب
بہمن سگاں کے آگے لگائی جتنے حاضرین تھے بحیرت تمام عمرو سے کہنے لگے کہ یہ کیا حرکت ہے یہ بیہودہ دو بہودہ
کیسی شرارت ہے عمرو بولا کہ خر و سگ کیواسطے سوا اسکے غذائے نفیس کیا ہے یہی حیوانات کو ملا کرتا ہے چونکہ انکی ضیافت
مجھ پر بھی واجب تھی لہذا میں نے بھی پہلو تہی نہ کی دونوں اپنے دلمیں عمرو پر دانت پیس کے رہ گئے خلاف مصلحت جانکے
کچھ کہہ نہ سکے جب کھانے سے فراغت ہوئی سب کی سیر طبیعت ہوئی عمرو نے دو کشتیاں خلعت کی منگوائیں اُنکے
سامنے رکھوائیں ایک پر سے کشتی پوش اُٹھاکر پالان پُر زر نکالا اور پیٹھ پر بہمن خزاں کی ڈالا اور دوسرے میں سے
ایک جھول زربفت کی نکال کے بہمن سگاں کو اُڑھائی تب تو اُنسے نہ رہا گیا خنجر نکال کر دونوں عمرو پر دوڑے
اُسکے مارنے پر مستعد ہوئے طوق بن حزاں نے خنجر دونوں کے ہاتھوں سے چھین لیے اور گھونسے مار کے اُنکے ہاتھ پاؤں
نرم کیے اسی دم دونوں ایلچی پاؤں سر پر رکھ کے بھاگے کسی کے حواس بجا نہ رہے امیر نے ایک عرضی بادشاہ کیخدمت میں
لکھی اور اپنے ملازم کے ہاتھ روانہ کی مضمون اُسکا یہ تھا کہ جو خدمت و جاں نثاری اس حقیر سے ظہور میں آئی اسکے
صلے میں حضور نے خوب غلامی کی قدردانی فرمائی فدوی ایسے ہی شقے اور خلعت کا سزاوار تھا جو کہ حضور سے عنایت ہوا
چاہیے تھا کہ سرفراز نامہ عنایت ہوتا نہ کہ عتاب نامہ نازل ہوا اور عرضی و شقہ و خلعت کو مہتر عقیق کے ہمراہ روانہ کیا اور جو
کچھ عرض کرنا تھا اُسکی زبانی کہلا بھیجا ایلچیوں نے بادشاہ کیخدمت میں حاضر ہو کر تمام احوال اپنی خرابی کا بہزار زار و نالہ بیان کیا
اور جھوٹ سچ بہت سا کچھ بہتان اپنے سر لیا نوشیرواں سنکر نہایت برہم ہوا اور بزرجمہر سے مخاطب ہو کر کہا کہ عرب کیا سرکش

ہیں بڑے بے ادب ہیں الچیوں کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ارادہ بغاوت کا رکھتے ہیں بزرجمہر نے عرض کی کہ جناب عالی حمزہ سا شخص با اخلاق وذی مروت وصاحب ہمت وفتوت وادیب وآدم شناس دنیا میں پیدا نہ ہوا اس فہم وفراست اور عقل ودانائی کا آدمی دوسرا نہیں ہے اگر ایلچیوں کی تقریر سچ ہے اسمیں شائبہ نفسانیت نہیں ہے تو بہر حال معلوم ہو جائیگا جیسا کچھ وقوع میں آئیگا یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ مقبل امیر کی عرضی اور خلعت وشقہ جو بادشاہ کیطرف سے امیر کو پہونچا تھا لیکر حاضر ہوا بادشاہ عرضی کا مضمون اور اپنے شقے کی تحریر اور رد خلعت نالائق کہ بادشاہ اپنے حلال خور کو بھی نہ دیتا دیکھ کر بختک پر عتاب کرنے لگا کہ اے مردک یہ کیا خباثت ہے جو تونے کی ایسی بدذاتی اور شرارت پر کمر باندھی اسیدم ہزار تومان زر سرخ اُسپر جرمانہ کیا اور کئی روز تک دربار میں آنے نہ دیا اور امیر کو معذرت نامہ اپنے ہاتھ سے لکھا وہ شقہ وخلعت جو تم کو پہونچا تھا وہ بختک نے بدذاتی سے بدلکر بھیجا تھا لازمہ سعادتمندی کا یہ ہے کہ ہماری طرف سے غبار اپنے آئینۂ دل پر بیٹھنے نہ دو اور اپنے دل کی کدورت نکال ڈالو اور اسی واسطے یہ شقہ اور خلعت خواجہ بزرگ امید خلف رشید خواجہ بزرجمہر کے ہمراہ بھیجا جاتا ہے کہ بختک کو کسی عنوان بدذاتی کرنے کا موقع نہ ملے شرارت کا قابو اور دسترس نہ پہونچے اور باتفاق خواجہ بزرگ امید تم بھی حضور میں حاضر ہو اور تخت وتاج اپنے ہاتھوں سے حضور میں گزرانو شقہ اور خلعت شاہانہ اگلے خلعت سے گرانمایہ تر خواجہ بزرجمہر کو دیکر فرمایا کہ بزرگ امید کے ہاتھ امیر حمزہ کے پاس روانہ کرو اور دیکھو خبردار کسی طرح کی غفلت اور کسی اور کا دخل نہ ہونے دو خواجہ بزرجمہر نے گھر میں آکر بساعت سعید ایک علم اژدہا پیکر طلسم کا ایسا بنایا کہ جب ہوا منھ کی راہ سے اُسکے پیٹ میں جاتی تین مرتبہ آواز یا صاحبقران کی متواتر اُسکے پیٹ سے آتی اور ہر دوست ودشمن کے کان میں پہونچتی اور خوشبو سے تمام لشکر کا دماغ معطر ہوتا اس کی خوشبو کے سامنے خجل مشک وعنبر ہوتا اور جب حریف کے پیش نظر آتا امیر کے لشکر کا رعب اُسپر چھا جاتا اور اُس علم کے ساتھ ایک بارگاہ حضرت دانیال پیغمبر کی بھی حمزہ کیواسطے بھیجی اور چارسو چالیس پارہ یراق کسب عیاری میں رکھ کر عمرو کے لیے بزرگ امید کو تفویض کیے اور فرمایا کہ ہماری طرف سے عمرو کو پہونچا دینا اور لباس پہننے کی ترکیب بزرگ امید کو تعلیم کر کے کہا کہ اسی طرح عمرو کو اپنے ہاتھ سے پہنا دینا یہ سمجھا کر ایک دستہ سواروں کا ساتھ کر کے روانہ کیا اور نشیب وفراز سفر اور منازل اور مراحل کا سب سمجھا دیا جب چار کوس مکہ باقی رہا خواجہ بزرگ امید نے مقام کیا اقتضائی کا اُسدن عمرو بالادوی کو اس طرف گیا تھا بزرگ امید نے قیافے سے پہچانا کہ ہونہ ہو یہ عمرو ہے نزدیک بلاکر گلے سے لگایا اور کہا کہ ہم تم دونوں بھائی ہیں خواہان یکجائی ہیں بسم اللہ یہاں اتر وانکے قیام کرو جناب والد ماجد نے کچھ تحفہ عنایت کیا ہے تمھارے واسطے ایک دست لباس عیاری بھیجا ہے لباس عربی کو اُتار و کہ اُسے پہنائیں اسکی ترکیب تمھیں بتائیں عمرو نے لباس اپنا اُتار بزرگ امید نے اس لباس کو اپنے آدمیوں کے حوالے کیا اور ایک ساعت کامل عمرو کو ننگا رکھا اور کہا کہ پھر کبھی طمع خام سے ننگے مست ہوتا اب یہی لباس عریانی پہنے رہو اور رضائے حق پر راضی ہو کر ننگ لاڈے رہو تب تو عمرو بہت

گھبرایا زار زار روتے اور منتیں کرنے لگا کہ لباس میرا مجھکو عنایت کرو مجھے ننگا اور برہنہ اتنے آدمیوں میں مت رکھو ہمیشہ تمہارا ممنون اور دعاگو رہونگا میں آپکے خلعت اور تحفے سے باز آیا اپنے گھر کی راہ لونگا بزرگ امید نے ہنسکر کہا کہ اے بابا رہ روندگان عالم بہت لوگوں کو تو عریاں و پریشان کریگا اور بہتوں کے تو اپنے لتے اتاریگا اسلیے میں نے تجھ کو برہنہ کیا کہ آئندہ یہ وقت یاد رکھیگا عمرو بولا کہ میں حضرت کا شاگرد ہوا بزرگ امید نے بقچہ توشہ خانہ سے منگایا اول تنبان بے میانی کا عمرو کو پہنایا جو میں اسکو اوپر کھینچا ستر عورت عمرو کا نہ ہو سکا عمرو نے کہا کہ بابا جان بھی کمال سخی ہیں کہ بالشت بھر کی میانی تنبان میں نہ دی بزرگ امید نے آفت بند نکالا عمرو دیکھنے لگا تو ایک تھیلی بھی مخمل کی ہے اسپر سات رنگ کے ریشم سے گل و بوٹے بنا کے بھیجی ہے اور اسکی ڈوری میں ایک تکمہ لعل کا نصب کیا ہے کہ وہ بہت قیمتی اور بے بہا ہے بزرگ امید نے ستر عمرو کا اسمیں رکھ کے لنگوٹ کیطرح سے کھینچکر کہا کہ اسکو آفت بند کہتے ہیں آپکے بزرگوں نے بھی کبھی ایسے لباس اور کپڑے سنے یا دیکھے ہیں اور اسکے فوائد بتائے کہ اس سے ایک تو دوڑنے پھلانگ چھلانگ مارنے میں خصیوں کو زحمت نہ پہونچیگی اور دوسرے پانی میں پیرنے کیوقت تنبان کے بند کھولنے کی حاجت نہو دیگی عمرو بولا کہ رحمت ہے جناب والد کو کہ میرے واسطے خلعت بھیجا تو کہ میرے ستر کو بھی مخلع کیا بزرگ امید نے دو پیراہن عمرو کو پہنائے ایک تو حریر کا اور دوسرا کتان کا اور اسکے فوائد بتائے اور فرمایا کہ ایک جو نرم ہے بدن کے آرام کیواسطے اور دوسرا اعتدال ہوا کیلیے ہے اور سبز قطورہ زربفتی پہنائی نیم تاج مرصع کہ جسپر ایک طوطا زمرد کا مجوف پر از مشک و عنبر برائے تفریح دماغ اور جیغہ کلغی و طاقہ جواہر نگار تھا نصب کیا ہوا عمرو کے سر پر رکھا اور آہوے ختائی کے پوست کا آفتاب گیر آفتاب کی تمازت دفع کرنے کو پیشانی پر لگایا اور ایک فلاخن کو جسپر سات رنگ کا ریشم لپٹا ہوا تھا اور انواع انواع کار زربفتی اسپر بنا ہوا تھا اور لچھہ ہائے کمند کے کہ جسکے ہر حلقے میں نگینے زمرد و یاقوت کی تھیں چمک میں وفور نور آفتاب پر ترقی کرتی تھیں اور پانچ خنجر مرصع دستوں کے اور چوالیس زنگولہ عمرو کی کمر میں باندھے بارہ مقام اٹھائیس گوشے چھ آوازے چوبیس شعبے چھ پازادے اور عملی داڑھی کے باندھنے کے طریقے تعلیم کیے شیشہ قارورہ نفط کمر میں رکھا خوب مضبوط کسا اور قدرے سینبھل کی روئی دو دو اُبوں کی بنائی ہوئی شراب میں بھگو کر سکھائی ہوئی کہ جب اسکو پانی میں بھگو دیجیے تو پانی شراب ہو جائے بادہ گلرنگ کا لطف دکھائے اور حقہ موم روغن کا عطر دان پر از عطر فتنہ نہایت تکلف کا بنا ہوا تریاق کی ڈبیا کمال خوشنما گس رانی دم طاؤس کا مشکیزہ پانی بھرا تلوار جواہر دار عصا عقربار گردہ سپر قرص خورشید کی ہمسر ترکش کمان توس قزح جسکے آگے پشیمان قرولیاں خراسانی اور اصفہانی بےنظیر لاجواب لاثانی چادر عیاری لانبی چوڑی سر سے پاؤں تک مثل دام ماہی مشبک کہ جسکو اسمیں باندھے اسکا دم خفہ نہووے جی نہ گھبرائے سانس نہ رکے جفت پائے پاپوش روئی سے زیادہ نرم و سبک وزن ہلکا خاک انداز تمرلاکی اسپر نصب کیا ہوا دوہرا اہرے ریشم میں گندھے ہوئے انکے باندھنے کے لیے اگر ہزار کوس کی دوڑ مارے تو پاؤں نہ تھکیں چلنے سے باز نہ رہیں اسی طرح سے چار سو چوالیس تازہ یراق عیاری ساختہ بزرجمہر اپنا عمرو کو پہنائے

اور ہتھیار ہر قسم کے تحفہ تحفہ نفیس نفیس قیمتی اور جواہر وار اُسکے بدن پر سجے اور لگائے عمرو بزرگ امید سے رخصت ہوکر
اسی طرح امیر کی خدمت میں گیا اور تمام احوال بنا مفصل کہا اور عرض کی کہ نوشیرواں نے آپکی عرضی کے جواب میں
ایک معذرت نامہ مع خلعت فاخرہ خواجہ بزرجمہر کے بیٹے کے ہاتھ کہ انکا خواجہ بزرگ امید نام ہے اور وہ شہر سے
دو کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوئے ہیں بھیجا ہے خواجہ بزرجمہر نے بھی ایک علم اژدہا پیکر اور خیمہ دانیالی آپکے واسطے
بطریق ہدیہ ارسال کیا ہے اور ایک شتہ لباس مع چار سو چوالیس پارۂ براق عیاری کہ اسوقت میں پہنے اور لگائے
ہوں مجھکو عنایت فرمایا ہے اور اُنکے صاحبزادے نے یہ سب اسباب مجھے پہناکر خواص ہر چیز کا بتایا ہے امیر یہ مژدہ سنکر
بہت خوش ہوئے اور مع رفقا و سپاہ بزرگ تمام سوار ہوکر خواجہ بزرگ امید کے استقبال کیواسطے شہر سے باہر پہونچے
بزرگ امید بہ تعظیم بزرگانہ امیر سے پیش آیا اور نوشیرواں کا معذرت نامہ ملاحظہ سے گزرانا اور خلعت جو نوشیرواں نے
امیر کیلیے بھیجا تھا پیشکش کیا امیر شقۂ شاہی پڑھکر محظوظ ہوئے اور خلعت وغیرہ سے بعض بعض پارچے کو اسیوقت پہن لیا
اسکے بزرگ امید نے علم اژدہا پیکر و خیمۂ دانیال امیر کی خدمت میں گزران کر باادب تمام التماس کیا کہ والد نے آپ کو
دعا کہی ہے اور یہ تحفہ آپکے لیے بھیجا ہے اور واقعی یہ ہدیہ نادرۂ زمانہ اعجوبۂ دہر آپ ہی کیواسطے زیبا ہے یہ اُس سے کمال شاد
اور شکر گزار خواجہ کے ہوئے علم طوق بن حران اور خیمہ عادی کو تفویض کیا اور بزرگ امید مع لشکر ظفر پیکر شہر کیطرف
چلے وہاں پہونچکر خواجہ عبد المطلب در رؤساء شہر سے ملاقات کرائی اور کتنے دنوں تک بزرگ امید کے لیے محفل
جشن ترتیب فرمائی ایکدن بزرگ امید نے امیر سے کہاکہ بادشاہ آپ کا انتظار فرماتے ہونگے تذکرہ آپ کا دربار
میں باربار فرماتے ہونگے اولیٰ یہ ہے کہ اب آپ مدائن کیطرف نہضت فرمادیں اپنے جمال سراپا اجلال سے وہاں کی
مخلوق کو بھی محظوظ اور مسرور فرمائیں امیر اسیدم مع خواجہ کعبہ کی زیارت کرکے خواجہ عبد المطلب سے رخصت ہوکر
مع منظر شاہ یمنی و نعمان بن منظر شاہ بن سہیل یمنی و سلطان بخت مغربی و عادی مجرب و طوق بن حران
تیس ہزار سوار خونخوار دشمن کش کی جمعیت سے مدائن کیطرف تشریف لیچلے ہر روز منزل بمنزل اُترتے بحر و بر کی سیر
کرتے جاتے تھے مع رفقا اور ہملا زبان طے مسافت فرماتے تھے کہ ایک دوراہہ ملا امیر نے خواجہ بزرگ امید
سے پوچھا کہ چونکہ آپ اسطرف سے تشریف لے گئے تھے آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ راہیں کسطرف کو گئی ہیں اور کس کس ملک
کی سرحد میں ملی ہیں بزرگ امید نے کہاکہ دونوں راہیں مدائن کی ہیں ایک راہ بیخوف و خطر ہے مگر مسافت زیادہ مقرر
ہے چھ مہینے میں اس راہ سے گذرتے ہیں اور دوسری راہ سے بہت جلد مدائن کی مسافت طے کرتے ہیں لیکن پانچ برس
سے یہ راہ بند ہے کہ اس راہ میں بیشۂ قیض ملتا ہے اُس بیشہ میں ایک شیر ہے جو کسی طرف سے آرہا ہے آدمی کی بو پاکر نیستاں
سے نکلکر راہی بیچارے کو مار ڈالتا ہے ایک ہی تھپڑ میں کیسا ہی قوی ہیکل زبردست آدمی ہو فورًا دم نکلتا ہے اسواسطے
اس راہ سے کوئی نہیں چلتا ہے ہر شخص اپنی جان بچاتا ہے امیر نے فرمایا کہ وہ موذی خلق اللہ کو ایذا دیتا ہے مجھکو اُسے مارنا

واجب ہے، یہ کہکر تنہا آپ مع پیک خنجر گذار یعنی خواجہ عمر و عیار اس راہ خطرناک سے مدائن کی طرف تشریف لے چلے اور لشکر مع رفقا اُس راہ سے کہ بیخوف و خطر تھی خواجہ بزرگ امید کیساتھ نہضت فرمائے اور ارشاد کیا کہ دو اسپہ چلے جانا ہر چند منظر شاہ وغیرہ نے ہمراہ رکاب کی استدعا کی لیکن امیر نے نہ مانا دوسرے دن تیسرے پہر کو بیشہ فیض میں ایک نیستاں کے متصل پہونچے ہوا فرحت انگیز دیکھکر گھوڑے سے اُتر پڑے ایک چشمہ ہم چشمہ حیوان دیکھا پانی صاف و شفاف نہایت شیریں کنارے پر سبزے کی پٹریاں کمال دلنشین کچھ درخت سایہ دار ادھر اُدھر لگے ہوئے اسپر جانور خوش آواز خوبصورت رنگین بولتے ہوئے اُسکے کنارے پر زین پوش بچھا کر بیٹھ گئے اور عمرو مرکب کو چرانے لگا اور جنگل کی ہوا کھانیلگا کہ دفعتہً نیستاں میں کھڑ کھڑاہٹ پیدا ہوئی جانور کے آمد کی آہٹ پیدا ہوئی اور ایک شیر اسمیں سے نکلا عمرو نے تمام عمر میں کا بھی شیر نہ دیکھا تھا جونہیں اُسکو دیکھا خوف سے گھوڑے کو چھوڑکر ایک درخت عظیم الشان پر چڑھ گیا اور امیر کو پکارنے لگا کہ حمزہ ایک شیر بڑا ہی لمبا چوڑا نیستاں سے نکلا ہے اور آپکی طرف چلا آتا ہے خدا کیواسطے چشمے پر سے بھاگ کر میرے پاس چلے آئیے یا بھاگ کر جلد کسی درخت پر چڑھ جائیے امیر عمرو کی یہ بات سنکر بہت ہنسے اور فرمانے لگے او روباہ خصلت کیوں بدحواس ہوا جاتا ہے کچھ دیوانہ اور سودائی ہوا ہے میں خود اُسکے مارنیکو اس راہ سے آیا ہوں اسواسطے بقدر مسافت لشکر سے جدا ہوں اور تو مجھے اس سے ڈراکر بھگایا چاہتا ہے اس جنگل میں مجھے نامرد بنایا چاہتا ہے یہکر شیر کیطرف

امیر کا شیر کو اُٹھا کر زمین پر پٹکنا اور مرجانا شیر کا اور درخت سے اترنا عمرو کا

متوجہ ہوئے دیکھا واقعی شیر بڑا طویل القامت ہے بکمال مہیب صورت ہے شیر دم تک چالیس ہاتھ کا لانبا ہوگا اور کلّے سے زیادہ اونچا ہوگا
امیر نے شیر کو للکارا کہ او گیدڑ کدھر جاتا ہے تیرا حریف میں آن پہونچا ہوں شیر نے آواز سنتے ہی امیر پر جست کی امیر نے بدن
چرا کے اسکی آمد خالی دیکے ایک نعرہ اللہ اکبر کا اس زور سے کیا کہ تمام نیستاں گونج اٹھا اور شیر کے پچھلے پاؤں پکڑ کے
ایسا جھٹکا مارا کہ گریا کمر کی ٹوٹ گئی دو پہر میں شیر چیخ مار کر مر گیا عمرو نے امیر کے ہاتھوں کو بوسہ دیا صبح کو عمرو نے شیر کی
کھال کھینچکر صاف کی اور اندر سے خوب شفاف کی اور اسمیں بھس بھر کر جنگل سے لکڑیاں توڑ لایا نیا شعبدہ کرنیکو جی چاہا
اور ایک عرابا بنایا اسپر اس شیر کو اسطرح سے بٹھایا کہ جو کوئی دیکھے اسکو زندہ شیر کا یقین ہووے اور ایک مزدور کو پکڑ کر اسکے
سر پر رکھوالیا اور امیر کیساتھ ہوا امیر بلحاظ اسکے کہ لشکر بہت دنوں میں مدائن پہونچیگا جہاں کہیں مرغزار اور مقام خوش فضا
ہوا دار پاتے مقام کرتے اور شکار کھیلتے جاتے اس سبب سے امیر اور خواجہ بزرگ امید برابر مدائن میں پہونچے امیر تو اپنے
لشکر میں گئے اور عمرو نے ایک ٹیکرے کے نکڑ پر کہ قلعہ کی دیوار کے نیچے واقع تھا اسطرح سے اس بھس بھرے شیر کو بٹھایا کہ
مطلقاً زندہ شیر میں اور اسمیں فرق نہ باقی رہا چنانچہ دوسرے دن جب دروازہ شہر کا کھلا گھسیارے اس ٹیکرے کیطرف آئے
تھے گھاس چھیلنے کیواسطے جاتے تھے ناگہاں انمیں سے ایک کی نگاہ شیر پر جا پڑی چیخ مار کر بیہوش ہو گیا گھگھی بندھ گئی
ساتھی اسکے ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ اسنے کیا چیز ایسی مہیب دیکھی کہ چیخ مار کر بیہوش ہو گیا زمین پر غش کھا کر گر پڑا دیکھتے
دیکھتے شیر سے جو چار آنکھیں ہوئیں سب کے سب شیر شیر کہکر شہر کیطرف بھاگے کسی کے ہوش و حواس بجا نہ رہے گھسیاروں
کی زبانی جو یہ خبر مشہور ہوئی شہر میں ہلچل پڑ گئی کہ ایک شیر بڑا ہی قد و قامت کا ٹیکرے پر بیٹھا ہے کوئی دم کے دم میں ادھر
کیطرف متوجہ ہوا چاہتا ہے ہمارے ساتھ کا آدمی وہاں غش کھا کر گر پڑا تھا دیکھیے وہ گھر تک آتا ہے یا اس شیر کا لقمہ ہو جاتا ہے
ایکدم سے زمانہ تلے اوپر ہو گیا ہر شخص حیران و مضطر ہو گیا کوئی اپنا دروازہ بند کرنے لگا کوئی بندوق باندھ کر اپنے کوٹھے پر
جا بیٹھا باہر نکلنا بیٹھنا بند ہوا ناکوں پر خبرداری اور ہوشیاری کرنیکا حکم پہونچا شہر میں یہ چرچا ہوا کہ دیکھا چاہیے اگر خدا
نخواستہ شہر کیطرف شیر نے رخ کیا تو سیکڑوں کا خون کریگا یہ خبر بادشاہ نے جو سنی قلعے کے شاہ برج پر تشریف لیگئے اور
ارکین دولت اور سپہ سالار پہلوان شجاعت شعار ہمراہ تھے دیکھا تو واقعی ٹیکرے کے نکڑ پر ایک شیر بیٹھا ہوا ہے اور جو کوئی اسکو
دیکھتا ہے تھرا جاتا ہے اتفاقاً مقبل اپنے خیمے سے کہ شہر کے باہر ایستادہ ہوا تھا بادشاہ کی ملاقات کیواسطے جاتا تھا جب ٹیکرے
کے قریب پہونچا تو شیر دکھائی دیا ترکش سے تیر نکالکر کمان میں جوڑا اور اسکی طرف چلا قریب پہونچکر غور سے جو دیکھا تو شیر میں حس و حرکت
نہ پائی صورت دھوکے کی نظر آئی سوچا کہ ایسا شعبدہ سوائے عمرو کے دوسرے کو سوجھنا دشوار ہے یہ انھیں حضرات شریف کا کردار
معلوم ہوتا ہے کہ امیر شیر کی رہزنی سنکر بیشۂ فیض کیطرف سے تشریف لائے ہیں اور اس شیر موذی و رنج خوار سے جنگل کو صاف
کر آئے ہیں اور شیر کو مارا ہے عمرو نے اسکی کھال میں بھس بھر کر لوگوں کے ڈرانے کیلیے اس ٹیکرے پر قائم کیا ہے ایک شعبدہ
ٹھہرایا ہے بادشاہ سے اپنا عندیہ بیان کیا بادشاہ کو بھی باور ہوا جہاں پناہ نے خوش ہو کر صندوقچے اشرفیوں کے

مقبل کو عطا کیے اور خلعت اور جواہرات بیش بہا عنایت فرمایا کہ دیکھو تو امیر کہاں فروکش ہوئے ہیں کس جانب شہر کے اُترے ہیں جلد تم خود جاؤ اور ہرکارے روانہ کرو اور دریافت کرکے ہم کو بہت جلد خبر دو مقبل بادشاہ سے رخصت ہو کر قلعے سے باہر نکلا اور بیشۂ فیض کی طرف چلا اتفاقاً عمرو امیر کو لشکر میں پہونچا کر شہر کی طرف آتا تھا بادشاہ کی خدمت میں خبر آمد امیر کی سنانے جاتا تھا دور سے دیکھا کہ ایک جماعت قلعے سے باہر نکلی اور بیشۂ فیض کی طرف راہی ہوئی عمرو نے اُسکا تعاقب کیا متصل جاکر دیکھا کہ مقبل وفادار ہے ہمارا قدیم یار ہے مقبل عمرو کو دیکھ کر پوچھنے لگا کہ امیر کہاں تشریف رکھتے ہیں خیمے کس طرف استادہ ہوئے ہیں عمرو کو برا معلوم ہوا کہ نہ تو مجھ سے سلام علیک کی اور نہ خیر و عافیت پوچھی اور نہ گھوڑے سے اُتر کر بغلگیر ہوا بلکہ مصافحہ تک نہ کیا مقبل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ سن تو او روسیاہ تجھ کو امیر نے بادشاہ کے حضور میں حاضر رہنے کو بھیجا ہے کہ سیر کرنیکو ارشاد کیا ہے مقبل نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ امیر تشریف لائے ہیں تھوڑا عرصہ ہوا اس سرزمین میں آئے ہیں اُنکی ملازمت کیواسطے جاتا ہوں سیر کیسی بادشاہ کی خدمت سے آتا ہوں عمرو بولا کہ تو نے بہت برا کیا کہ اُنکی ملاقات کو چلا مقبل نے کہا کہ عمرو تو کیا دیوانہ ہوگیا ہے کہ مجھ سے برابری کرتا ہے عمرو تو بہانہ ہی ڈھونڈھتا تھا جھنجھلا کر بولا کہ او کالا زادے تجھ کو بھی یہ حوصلہ ہوا کہ مجھ سے ایسی گفتگو کرنے لگا نوشیرواں نے تین صندوق اشرفیوں کے کیا دیے کہ تو خواجہ بنگیا حواس بیجا نہ رہے یہ کہہ کے فوراً اپنے نیم تلے سے فلاخن کو کھولا اور ایک سنگ تراشیدہ و خراشیدہ آفتاب دیدہ مہتاب خوردہ اور دریا و دخانے کے پانی سے پرورش پایا ہوا کیسۂ عیاری سے نکالکر فلاخن میں رکھا اور چرخ دیکر نشانہ جو تاک کے مارا مقبل کی پیشانی پر پڑا خون کا فوارہ چھوٹنے لگا مقبل اُسی صورت سے امیر کے سامنے چلا آیا اور گریہ وزاری کرنے لگا امیر یہ سمجھ کر کہ شاید اہل مدائن نے اسکو خون میں نہلایا ہے کسی مفسد بد ذات نے اُس کو صدمہ شدید پہونچایا چیں بجبیں ہوئے کہ مقبل نے شکوہ عمرو کا کیا امیر نے عمرو کو بلا کر کہا کہ یہ کیا حرکت ہے آپسمیں ایسی عداوت ہے عمرو نے عرض کی کہ یہ وہی مثل ہے کہ تنہا پیش قاضی روی راضی آئی مجھ سے بھی سن لیجیے تب الزام دیجیے فرمایا کہو کیا تو کہتا ہے ہم سنیں آپکا جواب کیا ہے عمرو بولا کہ قبلہ حاجات انسان غیر سے امید رکھتا ہے پردیس میں صاحب سلامت کا بہت سہارا ہے کہ ساتھی ہے ایک مدت کے بعد مجھ سے اُن سے ملاقات ہوئی نہ تو مجھ سے سلام علیک کی کہ علامت اسلام اور آدمیت کی ہے اور نہ گھوڑے سے اُتر کے بغلگیر ہوئے کہ نشانی محبت کی ہے اور ظاہر ہے کہ میں اور یہ ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں میری داد دیں آپ کہ رو برو ہم دونوں برابر ہیں ایک دوسرے کو فوق نہیں ہو دونوں ہمسر ہیں میں تو اسکی ملاقات کے لیے کھڑا ہوا اور یہ بہ تجبر تمام گھوڑے کی باگ روک کر مجھ سے آپ کو پوچھنے لگا میں نے اختلاطاً کہا کہ او روسیاہ تجھ کو امیر نے بادشاہ کے حضور میں حاضر رہنے کو بھیجا ہے کہ سیر کرنے کو تو بہت برا کرتا ہے کہ سیر کرتا پھرتا ہے تو یہ اُسکے جواب میں مجھ سے کیا کہتا ہے تو میری برابری کرتا ہے جہاں عالی انصاف کریں میری داد دیں سوائے اسکے کہ حضور کی بدولت اسکو خدا نے یہ دن دکھلائے کہ خلعت مرصع نوشیرواں کا دیا ہوا پہنے ہے اور تین صندوق اشرفیوں کے پائے ہیں اور کس بات میں اسکو فوق ہے مگر کیا کرے اسکو اپنی تعلی اور نمکحراری

کا شوق ہے سچ کسی نے کہا ہے کہ خدا کم ظرف کو مقدور اور گنجے کو ناخن نہ دے اور کسی دون ہمت کو رتبۂ عالی نہ بخشے امیر نے عمرو کی تقریر سنکر مقبل سے فرمایا کہ سچ ہے اس مقدمے میں قصور تیرا ہے کہ تو نے عمرو سے آپکو کھینچا اسمیں کبر و نخوت کرنا بیجا ہے جاؤ آپسمیں ملجاؤ مقبل ملنے کو موجود ہوا لیکن عمرو نے انکار کیا اور کہا کہ یہ صاحب اہل و عیال ذی مرتبت صاحب جاہ و جلال ہیں میں بیچارہ عیار بے اعتبار مجھکو ان سے کیا مناسبت ہے میری انکے روبرو کیا حقیقت ہے مقبل نے کہ عمرو صفائی نہیں کرتا ایک صندوق اشرفیوں کا عمرو کو دیا اور کہا کہ اے بھائی اب تو میرا گناہ معاف کرو اپنا دل میری طرف سے صاف کرو عمرو تو لالچی بندہ تھا ہی اشرفیاں لیکر مقبل سے مل گیا دوسرے دن خواجہ بزرگ امید بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام سرگذشت اپنے جانے اور امیر کے آنے کی بیان کی بادشاہ بہت شگفتہ خاطر ہوئے اور حسب مشورہ بزرجمہر دوسرے دن مع ارکین دولت امیر کے استقبال کیواسطے چلنے کا ارادہ کیا بختک نے ساسانیوں کو ورغلا کے ممانعت پر آمادہ کیا کہ وقار اور جاہ و جلال سلطنت پر یہ کیا ستم ہے کہ بادشاہ ہفت کشور ایک عرب زادے کا استقبال کرے ادنیٰ ملازم اور دست گرفتہ کا اسقدر اکرام اور اجلال کرے خواجہ بزرجمہر نے جواب دیا کہ سوا اسکے کہ حمزہ بادشاہ کا پسر خواندہ ہے خود بھی اس نے تم پر کیسا کیسا احسان کیا ہے کہ تم لوگوں کو مع اہل و عیال غنیم کے پنجے سے چھڑا کے خلعت و سواری و زاد راہ دے کر آزاد کیا ہے معلوم ہوا کہ تم لوگ سخت بے شرم ہو احسان فراموش ہو اور بالکل عقل سے بے بہرہ اور بیہوش ہو بارے بزرجمہر کی فہمایش سے وہ غل و شور موقوف ہوا ہر شخص اپنے اپنے مقام پر دم بخود ہو رہا بادشاہ چار ہاتھی کے تخت پر سوار ہو کر بہ تزک و احتشام امیر امراؤں کو لیکر پیشوائی کو چلے ارکین دولت و اعیان سلطنت ہمرکاب ہوئے دو کوس سواری گئی ہوگی کہ سامنے سے گرد سیاہ پیدا ہوئی جب مقراض موج ہوا نے گریبان گرد کو چاک کیا اور چہرۂ میدان کو غبار سے نشانہ صبا نے پاک کیا تمیں نشان تمیں ہزار سوار کے نمودار ہوئے علاولوں کے پھریرے دوش صبا پر اڑتے ہوئے بر سر اظہار ہوئے سواروں کے حلقے میں امیر عالم اژدہا پیکر کے سائے کے نیچے سیاہ قیطاس پر سوار نظر پڑے دست راست کو شاہان نامدار اور دست چپ کو پہلوانان ذی وقار دکھلائی دیے اور جلو میں امیر کے بابائے رندگان عالم افسر سرہنگان شاہ عیاران خنجر گزار خواجہ عمرو عیار نیم تاج زری کا سر پر رکھے قطرہ زن یعنی پاتابہ چڑھائے کمر میں عیاری حلہ ہائے مکار سے آراستہ نیمچہ آب برق کا بجھایا ہوا آب میں خنجر جوہردار کمر میں کمان ترکش کاندھے سے لگائے حلقہ ہائے کمند اور جال حریف کی جنجال ہاتھوں میں لیے چھ آواز بارہ مقام چوبیس شعبے اٹھائیس گوشے دہن سے ادا کرتا گرداگرد شاگردوں کو لیے ہوئے چلا آتا تھا دونوں طرف لشکر آراستہ یمین و یسار پیش و پس پیادہ و سوار جنگ آزمودہ نشہ شجاعت سے آسودہ کہ جلوہ خدا کی قدرت کا تھا بادشاہ نے امیر کو دیکھا تو پندرہ سولہ برس کا سن و سال سبزہ خط نمودار خورشید فلک اسکے حسن کے آگے ذرہ بیمقدار ہے شجاعت و فتوت و ہمت و مروت و شوکت سے مرکب سیاہ قیطاس پر سوار ہے کہ چشم فلک نے اس سج دھج کا جوان نہ روئے زمین پر دوسرا نہ دیکھا ہوگا جامع کمالات صوری و معنوی حلیم سلیم ذی وقار صاحب اعتبار ایسا

عالم میں کم کسی نے سنا ہوگا نوشیرواں کی آنکھیں تو گویا مثل چشم زدہ امیر کے سراپا پر لگ گئیں اور جتنے پہلوان قوی ہیکل زبردست قوی بازو بادشاہ کے ہمراہ تھے سبھوں کی نگاہیں اس خورشید جاہ و جلال پر الگ پڑیں ہر ایک اپنے دعوے کو باطل سمجھا سب کا حوصلہ پست ہوا امیر بادشاہ کا تخت دیکھتے ہی مرکب سے کود پڑے اور شرف ملازمت کیواسطے آگے بڑھے اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور تخت کیخسروی کو جسے ہشام جہنمی لیگیا تھا اپنے سر پر رکھ کے مع تاج و جلوس شاہی بادشاہ کو نذر کیا امیر کے تخت سر پر اُٹھانے کا سبب یہ تھا کہ جب کیخسرو نے توران مسخر کر کے ایران پر قبضہ کیا رستم بن زال تخت کو اپنے سر پر اُٹھا کے تیس قدم بادشاہ کی تعظیم کو گیا تھا اسلیے امیر نے بھی یہ نوشیرواں کی توقیر کی کہ تخت کو سر پر اُٹھا کے چالیس قدم گئے اور اُس تخت گراں بار کو پھول کیطرح اُٹھا کر گل دستار سمجھے کہ رستم سے میں دس حصہ زیادہ زور آور ہوں پہلوان جہاں اور طاقت دران زمانہ کا افسر ہوں نوشیرواں اس حرکت سے امیر کی نہایت خوش ہوا اور اپنے خدام اور ملازمین کو اشارہ کیا کہ تخت کو جلد امیر کے سر پر سے اُتاریں اور بقدر مناسب اپنے سروں پر رکھیں اور آپ تخت پر سے اُتر کر امیر کیطرف چلا اور امیر کیجانب کمال شوق و مسرت سے دیکھنے لگا امیر بھی نہایت انکسار اور تمنا سے چلے جلد جلد آگے بڑھے اور غایت نیاز سے قدمبوس ہوے نوشیرواں نے دونوں بازو امیر کے پکڑ کر مانند جان گلے سے لگالیا

امیر کا تجمل و احتشام تخت کو سر پر رکھ کر پابوسی بادشاہ کو جانا اور بادشاہ کا امیر کو گلے لگانا

اور اُسی دم ہرمز و فرامرز اپنے دونوں بیٹوں کو امیر سے بغلگیر ہونے کو کہا و رسب سرداروں سے ملوایا اور ہر شخص کا نام و نشان و عہدہ بحفظ مراتب ارشاد فرمایا

داخل ہونا امیر کا شہر مدائن میں اور بیٹھنا رستم کے ڈنگل پر اور فوق لیجانا اس قوی ہیکل پر

راویان بزم افروز سخن و مقرران افسانۂ کہن اس طرح سے تقریر کرتے ہیں کہ دوسرے دن خواجہ بزرجمہر نے سر دربار بادشاہ سے عمرو کی ملازمت کروائی اور تعریف اُس کی بکمال خوش بیانی بادشاہ کے گوش مبارک تک پہونچائی اور تمام جوہر عمرو کے بادشاہ سے عرض کیے بادشاہ نے بکمال شفقت و مہربانی پاؤں عمرو کیطرف پھیلا دیے کہ بوسہ لیوے اور دست مبارک کو زانو پر رکھا عمرو نے بادشاہ کے قدم چومے اور ہاتھوں کو آنکھوں سے لگایا اور بچالاکی تمام بادشاہ کی انگلی سے انگوٹھی اس ہلکی سے اتار لی کہ بادشاہ تک کو خبر نہ ہوئی بعد ملازمت شاہ اور سرداروں سے ملنے لگا جب خواجہ گراز الدین تک نوبت ملنے کی آئی چپکے سے وہ انگوٹھی اُسکی جیب میں ڈالدی اُسیوقت بادشاہ گھوڑے پر سوار ہوکر عنان بعنان صاحبقران کے مدائن کیطرف چلے عمرو اپنے عیاروں کو لیکر بادشاہ کی جلو میں ہوا پیدا آگیں ہارتا ہوا خوش فعلیاں کرتا چلا عمرو کی اس حرکت سے مہتر آتش کہ نوشیرواں کے عیاروں کا سردار تھا جل بھنکر کباب ہوگیا پکار کے عمرو سے کہنے لگا کہ او لڑکے کے آمدی و کے پیر شدی یہ مقام تیرے چلنے کا نہیں ہے میرے روبرو تجھے پیشقدمی زیبا نہیں ہے اپنے قاعدے سے چل اپنے جامے سے باہر نہ نکل بادشاہ کے جلو میں تیرا کیا کام ہے حضرت سلطان عالم کی جلو میں چلنا کون مقام ہے عمرو بولا کہ اول تو میری نسبت تم بوڑھے ہو اور میں جوان ہوں اور توانا ہوں دم آگے تم اکیلے تھے اب میں ہم پلہ عیار آپہونچا ہوں مثل مشہور ہے کہ آب آمد تیمم برخاست میرے آگے تم کو پیشقدمی کرنا نہ چاہیے بوڑھے ہوے ہو جہاں پناہ کے تصدق میں کچھ مقرر کرا کے گوشۂ عزلت اختیار کیا چاہیے مہتر آتش عمرو کی یہ گفتگو سنکر آگ ہوگیا نرم گرم کہنے لگا بادشاہ اور امیر نے تقریر دونوں کی سنی اور دونوں کے حالات پر نظر کی بادشاہ نے آتش سے پوچھا کہ ماجرا کیا ہے یہ کیا آپسمیں جھگڑا ہے اُسنے بیان کیا کہ خانہ زاد قدیم سے اُردوے شاہی کے عیاروں کا مہتر ہے اور اس ملک کے عیاروں میں حضرت کے صدقے سے معزز اور مفتخر ہے اور یہ عیار بچہ نورسیدہ مجھ کو حضور کے جلو میں چلنے نہیں دیتا ہے نوشیرواں نے عمرو کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تو کیا کہتا ہے تجھ کو شاید اپنی عیاری کا بھی غرہ ہوا ہے عمرو نے عرض کی کہ قبلۂ عالم عیاری فقط باتوں سے علاقہ نہیں رکھتی متعلق بہ کسب و ہنر ہے اس پیشے میں بڑا فن دوندگی اور چستی کا کام پیشتر ہے اگر آتش کو منظور اسکا امتحان ہے تو یہی میدان ہے دیر نہ کرے میدان پکڑے بادشاہ نے فرمایا کہ عمرو یہ بات تو تو نے بہت اچھی کہی ہمارے پسند ہوئی یہاں سے شہر کے دروازہ دو فرسنگ ہے تم دونوں ایک ایک تیر لیکر دوڑو اور اسقدر مسافت طے کرو تم سے جو پہلے دربان کو تیر دیگا وہ دوسرے پر سبقت لیجاوے دونوں نے قبول کیا بادشاہ کے حکم سے دونوں کو ایک ایک تیر ملا دونوں لیس ہوکر دست بستہ

کتف بکتف شہر آسا گرم رفتار ہوئے کڑی کمان کے تیر کی طرح چلے تھوڑی دور سواری سے بڑھ کر عمرو عمداً پیچھے رہا اور آتش آدھ
کوس آگے بڑھ گیا دیکھنے والوں نے کہا کہ عمرو نے ناحق اپنا وقار اور اعتبار شرط بد کر کھویا آخر مہتر آتش عمرو سے آگے نکل گیا عمرو
نے اپنی پاپوش کے پاتابے راست کیے نزدیک تھا کہ آتش باب الشرق تک پہونچے عمرو نے یہ سمجھ کر کہ دیکھنے والے مجھ پہ ہنستے
ہونگے با یارے دوندگاں نے معلق زنان آتش کے متصل جست کر کے بھیرے کے سپاہی کو تیر دیکے آتش کے پیچھے سے
ایک ولتی لگائی اور زور سے ایک چپت جمائی اور گردن کو ایسا گانٹھا کہ آتش چاروں شانے چت گر پڑا تمام گرم روی
اپنی بھولا چھٹی کا دودھ یاد آگیا سر میں جو پتھر کی ٹھوکر لگی ایک کریچ کھوپری کی اڑ گئی سر یا در یا ے خون میں ڈوب گیا
بیہوش اور بدحواس ہوا عمرو نے نیم تاج عیاری اسکے سر سے لیکے تیر دربان کو دیکے کہا کہ مجھکو پہچان رکھ کہ میرا نام عمرو
عیار ہے میری عیاری کا شہرہ شہر شہر دیار دیار ہے جھوٹوں کو گھر تک پہونچا دیتا ہوں دروغگو کو اچھی طرح سمجھ لیتا ہوں
ایسا نہ ہو کہ پیچھے دیکر کہے کہ پہلے تیر آتش نے دیا ہے اور عمرو اسکے پیچھے پہونچا ہے بادشاہ کے حضور جھوٹے ہوگے تو اپنی سزا پاؤگے
خبردار خبردار لالچ کو کام نہ کرنا راست راست بادشاہ سے کہنا دروغ اور لغو کلام نکرنا دربان گھبرایا کہ یہ کیا ماجرا ہے الٰہی
یہ کیا بلا ہے عمرو پچھلے پاؤں وہاں سے روانہ ہو کر بادشاہ کی خدمت میں جا پہونچا اور رکاب کو بوسہ دیکر مہتر آتش کا نیم تاج
دکھلایا بادشاہ اسکی چالاکی پر بہت ہنسے آتش کے وقوف ٹھنڈے ہوے اور خجالت سے بادشاہ کے حضور میں حاضر نہ ہوا
سر پکڑ اپنے گھر گیا جب سواری بادشاہ کی شہر کے پھاٹک تک پہونچی فرمایا کہ لشکر صاحبقراں کا تل شادکام پر اترے وضع
ہو کہ قلعے کے باہر اُس میدان پر فضا کا تل شادکام نام تھا صاحبقراں کا خیمہ تل شادکام پر اسیوقت اور اُسی مقام
پر ایستادہ ہوا اور اُسی مقام پر امیر کا خیمہ ہوا دریا کے کنارے ایک مقام تھا اور موقع موقع پر مقام سوار و پیادہ ہوا اور
سواروں نے پرے اپنے اپنے موقع سے لگائے اور تلنگوں نے قطار در قطار اپنی پلٹنیں جمائیں مگر صاحبقراں بادشاہ
کے ہمراہ قلعے میں داخل ہوا قلعے کو آراستہ اور شہر کے کوچہ کوچہ کو پیراستہ دیکھا صاحبقراں کے دیکھنے کو تمام شہر اُمڈا تھا ہر کسے کہ
کے گھر میں عید تھی کہ صاحبقراں نے اُن لوگوں کو قید سے چھڑا کر بسلوک تمام آزاد کیا تھا جو دیکھتا تھا وہ امیر کے حق میں دست
بدعا تھا کہ خداوند کریم اس جوان کے بخت کو ہمیشہ جوان رکھے ترقی دولت و اقبال و افزونی جاہ و جلال بخشے حتی کہ صاحبقراں
بادشاہ ہفت کشور کے ساتھ بارگاہ جمشیدی میں داخل ہوے اور رفقا و مصاحب و پہلوان فیروز نشان طرفین کے دربار سلطانی
میں پہونچے بادشاہ نے حکم دیا کہ امراے اسلام تخت کے داہنے بیٹھیں اور اور لوگ اپنے اپنے مقام پر ٹھہریں سب کے پہلے عمرو ایک کرسی پر
تکیہ لگا کے بیٹھ گیا اور مونچھوں پر تاؤ دینے لگا صاحبقراں سے بادشاہ نے کہا کہ تم کو اختیار ہے جہاں جی چاہے وہاں
بیٹھو کہ تمہارا گھر بار ہے امیر نے اپنے دل میں کہا کہ ایسی جگہ بیٹھیے کہ کوئی دعوی ہمسری کا نہ کرے مثل مشہور ہے گربہ کشتن روز اول
بادشاہ کے تخت کے برابر ایک صندلی جواہر نگار رکھی ہوئی تھی اور وہ نشستگاہ رستم کی تھی آداب بجالائے اور امیر اسی پر
بیٹھے جس دم صاحبقراں نے اُسکا غاشیہ اُٹھا کر قدم رکھا سا سانیوں کے دل پر پیکان الم چبھا ولیکن کہا آج کا دن تکرار کا نہیں ہے

سو تیغ فساد وار جار کا نہیں ہے کل سمجھ لینگے اس نشست کا جواب سوال کرینگے بادشاہ نے کئی خوان زر سرخ کے منگا کر صاحبقران
کے سر پر سے نثار کیے صاحبقران نے بھی جو تحائف کہ اپنے ساتھ لائے تھے بادشاہ کی خدمت میں گزرانے جوانان پری پیکر
خوش لباس شیریں کلام بادشاہ کے اشارے سے جا بجا سے شربت لائے پیالے شربت قند و گلاب کے پلائے پہلے شربت
صاحبقران نے پیا بعد ازاں اور سرداروں کو دست بدست دیا لایا بعد ازاں خوان سالار جواہر نگار ہر طرح کے خوان نعمت
چنکر لایا بادشاہ نے مع صاحبقران اسکو نوش فرمایا جب خاصہ نوشجان فرما چکے ساغر کے دور چلنے لگے صدائے نوش نوش
و نا و نوش کی بلند ہوئی بزم عشرت کی رونق عیش و نشاط کی صحبت جمی ساقیان سیمیں ساق بصد طمطراق ایک ہاتھ میں
صراحی پر از مے گلنار اور دوسرے ہاتھ میں جام بلورین نقش و نگار لیکر حاضر ہوے بادشاہ نے عین سرور میں خواجہ عمرو
سے گانے کی فرمائش کی عمرو نے دوتارا دلودی کو ملا کر چھیڑا اور ترانہ گانے لگا ہر فرد بشر چھوٹا بڑا کان لگانے لگا وہ ترانہ
گایا کہ میاں شوری پھیکے ہو گئے ہر تان کو کان لگا کر کروبیاں فلک سننے لگے ہر طرف سے آواز احسنت و واہ واہ کی
آتی تھی میاں تانسین کی روح تازی ہوئی جاتی تھی اُسوقت نوشیروان نے چاہا کہ انگشتری ہاتھ سے نکالکر عمرو
کو دے نغمہ سرائی کا صلہ بخشنے خیال کیا تو انگشتری سے انگلی خالی ہے حیران ہو کر فرمایا کہ ہماری انگوٹھی کس نے لی ہے ابھی ہاتھ
سے غائب ہو گئی ہے کہیں گر تو نہیں پڑی ہے عمرو نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ جہاں پناہ سوائے حاضرین کے کوئی
غیر تو آیا ہی نہیں کہ وہ مرتکب اس گناہ کا ہوا اور اتنے آدمیوں میں سے سلطان عالم کی انگوٹھی لیگیا اگر حکم ہو تو غلام ایک
ایک کی تلاشی لے اور حضور کے اقبال سے انگشتری پیدا کرے اور پکار کر کہنے لگا کہ یارو جس نے انگوٹھی پائی ہو حضور سے
میں گزران دے انعام پائیگا ورنہ حلقۂ عتاب میں آئیگا ادھر اُدھر ڈھونڈھنے لگا ہر ایک کہتا تھا کہ بھلا ہوا کہ ہم دربار
باہر نہیں گئے بادشاہ نے عمرو سے فرمایا عمرو نے بموجب حکم شاہی سب کی تلاشی لی بر لاے نام سب کی جیب ٹٹولی اور
کہا کہ اہل اسلام میں کسی پر ہمکو گمان نہیں ہے ان لوگوں کا دین و ایمان نہیں ہے تم ہمارے آدمیونکی تلاشی لو انھیں لوگوں میں
تلاش کرو جب عمرو سب پہلوانوں و سپہ سالاروں کی تلاشی لیچکا بادشاہ نے بزرجمہر کو حکم دیا کہ اب تم خود اُٹھکر حکما اور امرا
کی تلاشی کرو اور خوب اچھی طرح سب کے کپڑے اور کمر دیکھو سب کا لباس دیکھا اور سب میں تلاش کیا جب نوبت بختک کی آئی
انگوٹھی اسکی جیب میں پائی وہ ششدر ہو گیا اور سب امیروں نے انگشت حیرت دانتوں کے نیچے دبائی اور بختک کو کمال غیرت
اور شرم آئی عمرو نے بادشاہ سے ہاتھ باندھ کر بآواز بلند کہا کہ عیاروں کو سنا تھا وزیروں کو چوری کرتے نہ سنا نہ دیکھا تھا
آج بختک کو دیکھا اور وزیروں کی خیانت کرنیکا یقین ہوا اگر دس میں لاکھ کی کوئی چیز ہوتی تو بھی مضائقہ نہ تھا اسقدر قلیل کیلئے
نیت خراب کرنا انھیں کا کام تھا ایسی خیانت پر انکی مدار المہامی کا انتظام تھا باوجودیکہ حضور کے تصدق سے اس سے بہتر
جواہر اسکے گھر میں ہوگا اسپر بھی یہ نیت ہے اور کسقدر ہوگا نفس الامر میں یہ القش کا نواسا ہے اُسی کے قدم بقدم ہو ابے اس
نمک حرام خونی نے ہفت گنج شداد کے بڑے حضور سے اخفا کیے تھے اُسنے شہنشاہ ہفت کشور کے ہاتھ کی انگوٹھی چرائی تو کیا ہوا

مگر اپنے نانا پر بھی سبقت لیگیا تو شیرواں نے بختک پر سیاست کی اور سر دربار سخت سست فرمایا بہت ذلت دی عمرو بولا کہ چور کے تو ہاتھ کاٹنا روا ہے ایسے شخص کی جو سزا ہووے وہ زیبا ہے بختک نے اپنے دلمیں کہا کہ غضب کیا اس عیار نے میرے ہاتھ کٹوانیکی فکر کی کہاں کی کسر مجھ سے نکالی بارے بزرجمہر کی شفاعت سے ہاتھ تو نہ کاٹے گئے معذور ہونے سے بچے لیکن دربار سے نکالا گیا کمال مذلت میں مبتلا ہوا حکم ہوا کہ بختک گردنیاں دیکر دربار سے نکالدیا جاوے اور پھر کبھی دربار میں آنے نہ پاوے حکم کی دیر تھی اُسی دم بختک نکالا گیا دربار سے زرد رو ہوا امیر نے تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ سے عرض کی کہ بختک محض بیگناہ ہے عمرو کی یہ خوش طبعی تھی یہ اس عیار کی شوخی اور چالاکی تھی بادشاہ عمرو کی تیزدستی پر متحیر ہوا اور بختک کو امیر کے کہنے سے دربار میں آنیکا حکم دیا اور وہ انگوٹھی عمرو کو بخشی اُسکی تیزی اور چالاکی سے طبیعت خوش ہوئی امیر سے فرمایا اچھا اپنے خیمے میں جاکر آرام کرو لیکن ہر روز مع رفقا دربار میں آنے کا التزام کرو امیر رخصت ہو کر تل شادکام میں پہنچے اور بادشاہ محل میں داخل ہوے

وارد ہونا گستہم کا شہر مدائن میں بہرام گرد خاقان چین کے ہمراہ باکمال عظمت و شوکت و جاہ

جب امیر تل شادکام میں تشریف لیگئے اور پوشاک درباری اُتاری ہتھیار کھولے استراحت کا ارادہ کیا کہ بختک کا رقعہ خواجہ عمرو کے نام اس مضمون کا پہونچا کہ پانچ سو تمن نقد اور پانچ سو کا تمسک بطریق نذرانہ بھیجا ہے یہ روپیہ آپ کی دعوت کا ہے بہت جلد زر مندرجہ بھیجکر تمسک پھیر لیا جائیگا اور کبھی کبھی اور کچھ بھی پیشکش کیا جائیگا امیدوار ہوں کہ آئندہ ایسا اختلاط نہ کیجیے گا اور دربار میں ایسی ذلت فاش نہ دیجیے گا کہ میری سُبکی ہووے ذلت اور بے آبروئی ہووے آپکی عنایت سے میں بھی ساسانیوں میں عزت رکھتا ہوں ان لوگوں میں معزز رہا کرتا ہوں عمرو تمن و تمسک لیکر بہت خوش ہوا اور دل میں کہا کہ الحمد للہ پہلے روپئے کی صورت تو دیکھی کسقدر جمع ہاتھ لگی شگون نیک ہوا خدا نے گھر بیٹھے بھجوایا اور جواب میں رقعے کے معذرت کی اور رسید زر نقد و تمسک کی لکھی دوسرے دن امیر پھر مع رفقا دربار شاہی میں حاضر ہوے اور بدستور اُسی صندلی پر بیٹھے امراے ساسانی دیکھکر انگاروں پر لوٹے اور اس فکر میں ہوے کہ کسی تدبیر سے امیر حمزہ کو بادشاہ کی نظروں میں سبک و بے اعتبار کیجیے یہ جو بڑھ بڑھ کے بیٹھتے ہیں اسکا ثمرہ انکو دکھا دیجیے ایکدن امیر دربار میں حسب دستور اُسی صندلی پر بیٹھے تھے ایک جوان مینار قامت زرہ بکتر خود چار آئینہ موزے رانگے پہنے ہتھیار اپنے بدن پر لگائے دامن کو گردانے آستینوں کو رومال کیے ہاتھوں پر دستانے فولادی چڑھائے دست بقبضہ دربار میں حاضر ہوا بادشاہ کو کورنش تعظیم نہایت توقیر اور تکریم سے کی جب بیٹھ چکا امیر کیطرف ترچھی چتون سے دیکھ کر بادشاہ سے التماس کیا کہ میرے باپ کو تو حضور نے کابل کی مہم پر بھیجا اور اُسکی نشستگاہ پر ایک عرب زادے کو بٹھلایا یہ کیا قدردانی اور عدالت ہے اور یہی قدیم جانثاروں کی آبرو و عزت ہے وہ قریب مظفر و منصور ہو کر حاضر ہوتا ہے اُسوقت دیکھا چاہیے کہ عرب اس صندلی پر کیونکر بیٹھ کر شگفتہ خاطر ہوتا ہے امیر سے یہ تقریر اُسکی سنکر نہ رہا گیا بادشاہ سے پوچھا کہ یہ کون ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے جو بغاوت

وسرکشی سے پیش آیا اور کیا کہتا ہے نوشیرواں نے فرمایا کہ نام اسکا فولاد بن گستہم ہے جو بہرام گرد خاقان چین نے اُٹھایا تھا میں نے اُسکے باپ کو اسکی تنبیہ کیواسطے بھیجا ہے سو وہ اسکو گرفتار کیے ہوے لیے آتا ہے قریب پہونچیگا اور بامراد پھریگا اور یہ صندلی جسپر تم بیٹھے ہو اسی کے بیٹھنے کی ہے یہ جگہ اسکو عنایت ہوئی تھی اس سے تمھارا بیٹھنا اسکو ناگوار ہے امیر تمھاری نشست اسکی گردن پر نہایت بار ہے کہتا ہے کہ صندلی میرے باپ کے بیٹھنے کی ہے انکے بیٹھنے کو کیوں دی ہے امیر نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اسکا باپ مجھ سے زور کرے اور مغلوب غالب کا تابع فرمان رہے فولاد کو یہ سنکر طیش آیا تیوری چڑھا کر بولا کہ اے عرب میرے باپ پیچھے زور کرنا پہلے مجھ سے تو پنجہ ملالے اور خوب خاطر خواہ زور اپنا آزمالے امیر نے فرمایا بسم اللہ فولاد امیر کے متصل بیٹھ کر امیر سے پنجہ کرنیلگا امیر اُسکا پنجہ لیگئے اور وہ کرسی سے نیچے گر پڑا کھسیانا ہو کر خنجر کھینچ کر امیر پہ دوڑا امیر نے اسکا خنجر چھین لیا ہرمز نے فولاد سے کہا کہ اے فولاد تیرا ارادہ کیا مجلس کے درہم برہم کرنیکا ہے اتنا خفیف بھی ہوچکا امیر اپنی سینہ زوری سے باز نہیں آتا ادھر آکے چپکا بیٹھ جا زیادہ غل و شور مت مچا مبادا آئندہ اور ذلت میں گرفتار ہو سردربار بے عزت و رخوار ہو وہ سر نیچے کرکے ہرمز کے پاس جا بیٹھا بادشاہ نے امیر سے معذرت کرکے دربار برخاست کیا خلاصہ یہ کہ ہر روز امیر مع رفقا دربار میں آتے تھے اور جب دربار برخاست ہوتا تھا تل شادکام پر تشریف لیجاکر استراحت فرماتے تھے دس بارہ روز کے بعد بادشاہ کو خبر ہوئی کہ گستہم گرد خاقان چین کو مع چار ہزار پہلوان ازبک گرفتار کرکے لایا ہے اور یہاں سے چار کوس کے فاصلے پر ٹھہرا ہے منتظر حکم کا ہے جسوقت ارشاد ہو حاضر ہوئے عزت قدمبوسی حاصل کرے چونکہ بختک کے دل میں امیر کیطرف سے بغض بھرا ہوا تھا ہر طرح فکر اور تدبیر میں تھا کہ امیر کو خفیف کرکے کسی صورت انکا وقار اور آبرو گھٹائے بادشاہ امیر کی پیشوائی کو گیا تھا اور ملکوں ملکوں اُسکا چرچا تھا بختک نے اسی لاگ ڈانٹ پہ چاہا کہ بادشاہ کو گستہم کی پیشوائی کو لیجائے اور یہ بات لوگوں کے دلو نمیں جمائے کہ بادشاہ اگر امیر کی پیشوائی کو گئے تو کچھ انکا فخر نہیں جو کوئی ملازم شاہی کوئی مہم سر کرکے آتا ہے اُسکی پیشوائی فرماتے ہیں اور خود بدولت و اقبال اُسکی عزت اور آبرو بڑھاتے ہیں غرضکہ عرض معروض کرکے بادشاہ کو گستہم کی پیشوائی کے لیے لیگیا اور آپ بھی ہمراہ رکاب چلا اثنا ے راہ میں بزرجمہر نے بادشاہ سے عرض کی کہ امیر حمزہ کا بھی ہمراہ رکاب ہونا ضروری ہے ایسے رئیس اور شجاع اور نامور کی رفاقت رونق لشکر حضور ہے بادشاہ نے اُسیوقت امیر سے کہلا بھیجا کہ ہم گستہم کی پیشوائی کیواسطے جاتے ہیں تم بھی آؤ اور اپنا لشکر اور رفیق رفقا ہمراہ لاؤ بادشاہ ایک کوس شہر کے باہر گئے ہونگے کہ دیکھا گستہم بن اشنک ترین کفش زرہ جوشن پہنے کرگدن پر سوار مونچھوں پر تاؤ دیتا علم گرگ پیکر کے سائے کے نیچے چلا آتا ہے اور چتون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خاقان کر و چین کو گرفتار کرکے لانے سے بجاے خود کسی کی شجاعت اور بہادری اور طاقت خیال میں نہیں لاتا ہے اُسکو دیکھ کر امیران ساسانی خوش دل ہوے کہ اب یہ آگیا ہے امیر کو پست کریگا تصورات دل کے حاصل ہوے گستہم نے گھوڑے پر سے اُتر کے بادشاہ کے پایہ تخت کو بوسہ دیا اور سرگذشت اپنی بہادری اور بہرام خاقان چین کی گرفتاری اور جنگ کا معرکہ بکمال

خوش تقریری بیان کیا بادشاہ نے اپنے پوتے و دو سو خداؤں کو سجدۂ شکر کیا اور قلعے کیطرف پھرا گستہم بختک کے اشارے
سے پیچھے رہگیا اور بادشاہ کے ہمراہ نہ ہوا پھرتے وقت راہ میں امیر سے بادشاہ نے امیر سے فرمایا کہ آپ بھی گستہم سے ملتے آئیے
اسکی باتیں سنکے تھوڑی دیر جی بہلائیے امیر نے کہا بہت خوب مجھے تعمیل ارشاد میں کیا انکار ہے بجا آوری حکم کی میری سعادت
و عین افتخار ہے بختک کا احوال سنیے کہ گستہم سے امیر کی شکایت کر کے کہا کہ اور تو اور اس عرب ادنے کو اپنی شجاعت کا ایسا
گھمنڈ ہے کہ بے ادبانہ آپکی صندلی پر تکیہ زن ہوا اور فولاد کا پنجہ سر محفل پھیر لیجا کر اسکو خجل و منفعل کیا شکر ہے کہ آپ آن پہنچے
جلد تشریف لائیے بغلگیر ہونیکے وقت ایسا دبائیے گا کہ ذرا ہڈیاں اسکی نرم ہو جائیں کہ آپ سمجھے بوجھے رہے آیندہ آپکے
روبرو تعلی اور غرور کی حرکتیں وقوع میں نہ آئیں گستہم نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا اسمیں امیر کی سواری پہونچی خیمہ گستہم میں داخل ہوئے
گستہم امیر کو دیکھکر پیادہ پا ہوا استقبال کیواسطے آگے بڑھا امیر بھی اپنے مرکب سے اُترے دونوں معانقے کو چلے بغلگیر ہونیکے وقت
پہلے گستہم نے امیر کو اپنے زور بھر دبایا اور کلمات ذوق و شوق زبان پر لایا پھر امیر نے بھی اپنا اشتیاق ظاہر کر کے اسکو ایسا دبایا
کہ گستہم کی مقعد سے کئی بار گوز صادر ہوا شرمندہ ہو کر امیر کے کان میں کہا کہ یا امیر تم جوانمرد ہو اس حرکت کو کسی کے آگے
زبان پر نہ لانا مجھے کہیں نادم اور خجل نہ فرمانا میرے آپکے لیے تیار رہا امیر نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا گستہم تو قلعے کیطرف
روانہ ہوا اور اسکا لشکر بھی اسکے ہمراہ چلا اور امیر سبزہ زار کی سیر کرنے لگے اور رفیق و رفقا جلوس میں لطیفہ سنجی کرتے تھے
کہ دفعۃً ایک طرف جو نگاہ گئی دیکھا کہ ایک تابوت زنجیروں میں کھنچا ہوا اور پیچھے اسکے چار ہزار سوار جرار ہمراہ چلا آتا ہے
نگہبانوں سے پوچھا کہ اس تابوت میں کیا ہے وہ بولے بہرام گرد خاقان چین بند ہے جسکی جوانمردی اور ہمت کا
شہرۂ عالم میں بلند ہے امیر نے فرمایا کہ پہلوانوں اور بادشاہوں کو قید کر کے کوئی اسطرح لاتا ہے جوانمردوں کو گرفتار کر کے
اس طرح کوئی ستاتا ہے صندوق کو زمین پر رکھوایا اور فوراً اپنے ملازمین سے کھلوایا اسمیں ایک جوان رعنا لوہے سے
جکڑا ہوا غش میں پڑا دیکھا امیر نے اسکو تابوت سے نکالکر قید سے رہا کیا اور گلاب و بید مشک اسکے منہ پر چھڑکا اور شربت سیب
و انار کہ بھنگی پر ہمراہ تھا اسکے منہ میں ٹپکایا جب اسکو ہوش آیا امیر نے پوچھا کہ اے بہادر تو کون ہے اس نے کہا آپکے
دولتخانہ پر پہونچکر اپنی سرگذشت کہونگا تمام قصہ اپنا عرض کرونگا ابھی مجھ میں حواس بجا اور طاقت نہیں بات منہ سے
نکالنے کی قدرت نہیں امیر نے ایک گھوڑا فوراً منگوا کے اسے سوار کیا اور جتنے قیدی اسکے ساتھ تھے سبکو چھوڑ دیا بکمال
عزت اپنے ہمراہ لیچلے اور آناً فاناً اردوئے معلی میں داخل ہوئے اور بہرام گرد خاقان چین کو اپنے پلنگ پر لٹاکے لخلخہ
سنگھانیکا حکم دیا اور حریرۂ لطیف تیار کروا کے پلوایا اور اسکے ہمراہیوں کیواسطے کھانا نفیس نفیس پکوا کر خوب اچھی طرح
سے کھلوایا جب خاقان گرد چین کے حواس بجا ہوئے اوسان ٹھہرے امیر نے کہا کہ اگرچہ آپکی کیفیت آپ ہی سے
خود پوچھنا بے موقع اور آدمیت اور لحاظ کے خلاف ہے گو چہرۂ مبارک سے ریاست و جلالت خاندان نمایاں صاف صاف
ہے لیکن دوسرا اس قابل نہیں کہ آپکی کیفیت اُس سے دریافت کروں اور اسقدر انتظار کا یارا نہیں کہ کسی کا منتظر ہوں

لہذا آپ ہی سے عرض ہے کہ آپ اپنے حسب و نسب سے مطلع فرمائیے اور اپنا نام و نشان مجھے جلد بتائیے بہرام نے کہا
کہ آپ نے میری جان بخشی کی مجھے حیات تازہ بخشی نہیں تو کوئی دم میں بیدم ہو جاتا روانہ ملک عدم ہو جاتا بہت روز
سے میں اس تابوت میں بے آب و دانہ بند تھا ہر وقت موت کا آرزومند تھا کہ خدا نے مجھے آپ تک پہونچایا یہ روز سعید
دکھایا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کچھ حیات مستعار باقی ہے اور تھوڑے دنوں کی اور زندگی ہے امیر نے فرمایا کہ اے بہرام اگر تہم
تجھ پر کیونکر غالب ہوا اور تو اُسکے قابو اور دام میں کسطرح پھنسا اُسنے بیان کیا کہ میدان جنگ میں میں نے اُسکو زیر کر کے اپنے
تابع کیا تھا اور اُسکے لشکر کو قتل و تاراج کر کے اُسکو گرفتار کر لیا تھا چار برس تک یہ میری خدمتگزاری و اطاعت
میں سرگرم رہا ایک دن میں شکار کھیلتا ہوا دور نکل گیا فوج میری مجھ سے دور تھی پیاسا جو ہوا تو اُس سے پانی مانگا
اُس نے قابو پا کے دارو بیہوشی ملا کر پانی مجھ کو پلایا جب میں بیہوش ہو گیا اپنے دوستوں و رفقا کو جو بظاہر میرے لشکر میں
شریک تھے بلایا اور مجھ کو پابند سلاسل کر کے تابوت میں بند کیا انواع انواع کا رنج و الم مجھ کو دیا امیر نے کلمات تشفی آمیز فرمائے
بہرام نے خوش ہو کر کہا کہ شکر ہے اُس شخص کا میں زیر بار احسان ہوا کہ جسکا ہفت اقلیم میں کوئی ثانی نہ نکلیگا جب یہ خبر گستہم کو
ہوئی کہ امیر بہرام گرد خاقان چین کو مع اسیران فوج اپنے اُردو میں لیگئے اور اُس کو مع فوج قید سے آزاد کیا اور اُسکا
دل مہمانداری اور خاطر داری سے خوب محظوظ اور شاد کیا غیظ سے آگ ہو گیا اور اُسی دم بادشاہ سے جا کر مفصل حال کہا بادشاہ
کو بھی یہ حرکت امیر کی بہت ناگوار ہوئی نہایت ہی ناخوشگوار گذری اُسی دم امیر کو طلب کر کے فرمایا کہ اے ابوالعلاء تم جانتے ہو بہرام
سا کوئی دشمن میرا ہفت اقلیم میں نہ ہوگا تمھیں میرا کچھ خیال نہوا تم نے کیا سمجھ کر اُسے قید سے مخلصی دی امیر نے کہا کہ
قبلۂ عالم شاہنشاہ ہفت کشور ہیں اگر پہلوان اور بہادروں کو اسی طرح فریب سے زیر کرینگے تو لوگ کلمات بے ادبی
زبان پر لائیں گے تاریخوں میں لکھا جاویگا ابدالآباد تک بادشاہوں کی محفل میں چرچا رہیگا نوشیرواں ایسا مرد تھا کہ
اُسکے وقت میں پہلوان دغا سے قید ہو کر گرفتار ہوتے تھے اور اُسکے ملازم اور ارکان دولت پہلوان وغیرہ ہمیشہ مکر و
فریب ہی کیواسطے تیار رہتے تھے اور بہرام ایسا کون سا زبردست ہے کہ سر میدان زیر نہیں ہو سکتا اور اُس پر حملہ آور مظفر و منصور
کوئی دلیر نہیں ہو سکتا فرمایا بہرام کہاں ہے اُسے بلواؤ دربار میں جلد حاضر کرو میں اُس سے اُسکی گرفتاری کا حال
پوچھوں اُسکی سرگذشت خود اپنے کانوں سے سن لوں امیر بہرام کو جلو خانے میں چھوڑ گئے تھے اُسی دم اُسکو بلایا بادشاہ
نے اُسکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ گستہم نے تجھ کو بہادری سے گرفتار کیا تھا یا نامردی سے مطیع اور محبوس کر لیا تھا بہرام
نے عرض کی کہ حضور اسی کو ملاحظہ کریں بچشم انصاف دیکھیں کہ چار مہینے میں نے فاقہ کشی کی ہے آب و دانہ کی صورت
نہیں دیکھی ہے اُس پر طرہ یہ ہے کہ تابوت میں قید آہن سے جکڑا ہوا بند تھا دنیا کی بے ہوا دیکھنے کا آرزومند تھا اگر مجھ کو
امیر تھوڑی دیر اور تابوت میں سے نہ نکالتے تو میں مر چکا تھا عالم بقا کو روانہ ہوا تھا اُسی سے ظاہر ہے کہ از بس کمزور
ہوں مگر اس حالت میں بھی اگر گستہم میرے سامنے آوے تو اُسکی تلوار چھین لوں اور اگر نہ چھین لوں تو سزا وار قتل ہوں

گستہم مع سپاہ ساسان حاضر تھا بادشاہ نے فرمایا کہ کیا کہتا ہے کس کا کلام سنتا ہے گستہم نے خجالت سے سر نیچے کر لیا اور مطلقاً کچھ جواب نہ دیا بادشاہ نے پھر بہرام سے پوچھا کہ امیر حمزہ سے زور کریگا بولا حاضر ہوں پہلوانی کا نام کر کے کیونکر منھ موڑوں امیر نے کہا کہ قبلۂ عالم یہ ابھی نہایت کمزور ہو رہا ہے طاقت اور کس بل اسمیں اصلا نہیں ہے چالیس روز ناز و نعم سے پرورش پائیگا تو بدستور توانا ہو جائیگا اسوقت اسکے زور دیکھنے کا البتہ لطف ہے ہماری طاقت اور زور آزمائی کا مزہ ہے بادشاہ کو یہ بات امیر کی بہت پسند آئی امیر اور بہرام دونوں کو خلعت عطا کر کے بہت مرحمت سلطانی فرمائی اور ارشاد ہوا کہ اچھا حمزہ بہرام تمہاری سپردگی میں رہے اسکی غور اور پرداخت تمہارے ہی اہتمام سے ہووے بعد چالیس دن کے اس سے اور تم سے زور ہوگا طاقت دیکھینگے دونوں کی کیفیت دیکھینگے امیر خوش ہو کر بہرام کو اپنے اردو میں مع خیر و خوبی لے آئے اور پرداخت اسکی کرنے لگے جب چالیس روز گذر گئے اکتالیسویں دن امیر مع بہرام بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ بہرام سے لڑوائیے خوب کھا پی کر تیار ہوا ہے کشتی ملاحظہ فرمائیے بادشاہ نے بہرام سے پوچھا کہ تیری کیا مرضی ہے دیکھیں کیا ٹھنی ہے بولا کہ میں حاضر ہوں حضور کے ارشاد سے کیونکر انکار کروں بادشاہ نے کہا کہ اچھی بات ہے ہم بھی تماشا دیکھینگے تم لوگوں کی کیفیت ملاحظہ کرینگے اکھاڑے کی تیاری کا حکم دیا فوراً اکھاڑا درست کیا گیا امیر و بہرام نے شیر کی کھال کی جانگھیا اور ٹوپ پہنکر لنگوٹ کسا اور خم ٹھوک کر [illegible]

کشتی حمزہ اور بہرام کی بادشاہ کے سامنے اور حمزہ کا بہرام کو اٹھا کر سر سے بلند کرنا
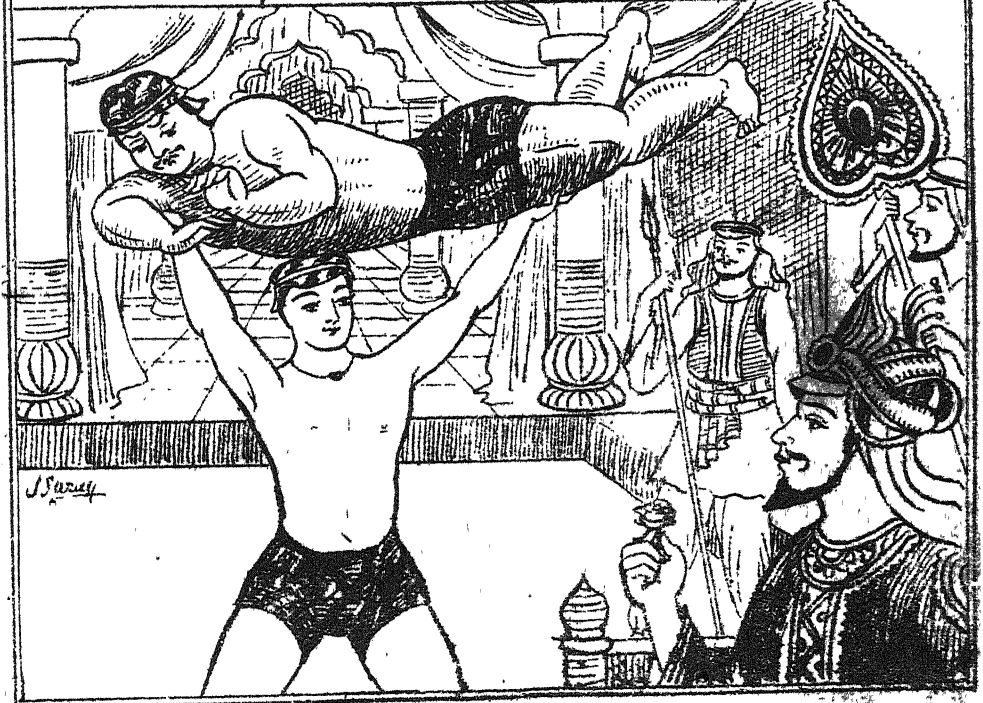
زور ہونے لگا دونوں نے گردنوں میں ہاتھ ڈالکر ایک ٹکر ایسی ماری کہ اگر تودۂ فولاد پر وہ ٹکر پڑتی تو سرمہ سا ہو جاتا کسی کی
پیشانی کو خبر نہ ہوئی پہر کامل آپسمیں داؤں پیچ چلے مگر کسی کا لنگر کسی سے نہ اکھڑا جیت ہونیکا کیا ذکر تھا آخر امیر نے نعرہ
اللہ اکبر کہکر بہرام کو اٹھالیا سر سے اونچا کیا بہرام بولا کہ یا امیر معلوم ہوا کہ آپ میں زور داد الٰہی ہے دنیا میں کوئی
آپسے زور آور نہیں ہے بالفعل آپ کا کوئی ہمسر نہیں ہے مطیع فرمانبردار ہوں مجھے زمین پر چت نہ کیجیے گا مجھ
ذلت ہزاروں پہلوانوں میں نہ دیجیے گا امیر نے سبکدستی سے اسکو زمین پر رکھدیا چاروں طرف سے صدا تحسین
و آفریں کی بلند ہوئی بادشاہ نے تعریف کی امیر نے سلام کیا اور فرمایا کہ بہرام اب بادشاہ کیخدمت میں رہنا قبول
کر اور اس بارگاہ میں حاصل افتخار کر اسنے کہا کہ میں سوائے آپکے کسی کے پاس نہیں رہنے کا بندۂ بے زر ہوں آپکی
اطاعت سے کب باہر ہوں بادشاہ نے فرمایا کہ تمھارے پاس رہا تو میرے پاس رہا اور خلعت منگا کر امیر اور بہرام
کو دیے امیر بہرام کو اپنے اردو میں لائے اور اسکی پاسداری اور خاطر کرنے لگے مطبخ اور طویلہ وغیرہ اسکا الگ
کر دیا اور چالیس گھوڑے اپنے خاصوں میں سے با زین و ساز طلائی و نقرئی اور سات قطار شتر باردار کوہانی اور چالیس
خر دار زر سرخ و سفید کے بخشے اور ربع خراج ملک یمن کا مع غنیمت ہشام بہرام کو عنایت کیا اور تمام سرگذشت
اتنی مدت تک ایک عرضی میں لکھ کر عمرو کے ہمراہ خواجہ عبدالمطلب کیخدمتمیں بھیجا اب حال ساسانیوں کا سنیے کہ مع
بختک گستہم کے پاس جاکر داد بیداد کرنے لگے چھوٹے بڑے خفیہ و علانیہ جا جا کر اسکے روبرو آہ و فریاد کرنے لگے
کہ ہم لوگ حمزہ کے آگے بہت بے آبرو اور بے عزت میں نہایت ذلیل و کم حقیقت ہیں اگر حمزہ کے دفع کرنیکی کچھ فکر
قرار واقعی نہ ہوگی تو آسائش حرام ہے کسی صورت زندگی نہ ہوگی روز بروز بادشاہ کی سرفرازی اسپر ہوتی ہے اور ہم لوگوں کی
قدر و منزلت و عزت ساعت بساعت کمتر ہوتی ہے گستہم نے کہا کہ زور میں تو حمزہ سے کوئی سربر نہ آئیگا کبھی اسپر قابو نہ پائیگا
لیکن میں دو چار روز میں بساط آشتی بچھا کر اسکو مار ڈالونگا اسکا نام اس ملک سے مٹا دونگا شب کو تو یہ مشورہ ہوا صبح کو
گستہم سوار ہو کر امیر حمزہ کیخدمتمیں گیا اور بکمال تملق و چاپلوسی سے پیش آیا اور بکمال انکسار اور عجز کرنے لگا امیر
نے بہت اسکی خاطر داری کی اور باہم سوار ہو کر بادشاہ کی بارگاہ میں آئے اور راہ میں بہت سے کلمات التیام اور
محبت کے طرفین سے زبان پر لائے جب امیر دربار سے اٹھ کر اپنے خیمے کیطرف چلے بارگاہ سلطانی سے باہر نکلے
گستہم ہمراہ رکاب جاکر امیر کو خیمہ گاہ تک پہونچا آیا گویا دام تزویر اور فریب کا بچھا آیا ہر روز گستہم دربار امیر کیخدمتمیں
حاضر ہوتا اور انواع انواع وضع کی خوشامد کرتا اور اخلاص و نیازمندی کا دم بھرتا شدہ شدہ امیر کے دلمیں
بھی گستہم کی طرف سے جگہ ہوئی طبیعت میں کسیطرح کی کدورت نہ رہی ایک روز گستہم نے امیر سے کہا کہ آپکی عنایت
و مہربانی جسقدر میرے حال پر ہے تمام مدائن میں مشہور ہے اس صورت میں میری نیازمندی اور خدمتگزاری کا بھی
ظہور ضرور ہے لہذا میں چاہتا ہوں کہ میرے باغ میں تشریف فرما ہو کے دو چار روز جشن فرمائیے ہمچشموں میں میری

آبرو اور عزت بڑھائیے امیر چونکہ صاف باطن اور پاک طینت تھے دعوت ردنہ کی اُسکی عرض قبول کی معمول تھا کہ بادشاہ ایک ہفتہ دربار کرتے تھے اور ایک ہفتہ نازنینان ماہرو سے خلوت گاہ میں صحبت رکھتے تھے عشرت اختیار کرتے تھے اس مرتبہ بادشاہ مصروف جشن زنانہ ہوئے متوجہ نغمہ و ترانہ ہوئے گستہم نے امیر سے کہا کہ اس ہفتہ میں فرصت ہے اگر آپ کمترین کے باغ میں تشریف لیچلیں یہ ہفتہ عیش و نشاط میں بسر کریں تو کمال عنایت ہے میری آبرو و عزت ہے امیر بہرام گرد خاقان چین اور مقبل وغیرہ چند رفیقوں کو ہمراہ لیکر گستہم کے باغ کیطرف بڑے تزک و احتشام سے چلے اور خوش خوش دروازۂ باغ پر رونق افروز ہوئے گستہم نے باغ کے دروازے سے بارہ دری تک کمخواب و زربفت و اطلس کا پا انداز کیا تھا اور بارہ دری میں فرش شاہانہ بچھا رکھا تھا امیر اُسکے حوصلے کو دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے اور اپنے رفقا سے اُسکی خوش سلیقگی کی تعریف کرتے تھے گستہم نے تر و خشک میوہ و تحائف بدائع کے پیشکش کیے اور ساقیان سیمین بدنکو حاضر کیا جام شراب چلنے لگا اور خود نوکروں کی طرح سے دامن کمر دا نکر خدمت کے بہلنے اوقات ٹالنے لگا اور ہر ہر دوست و آشنا جانباز قابو پرست کم جرأت کو دیکھنے بھالنے لگا اور قبل امیر کے تشریف لانیکے چار سو پہلوان کہ جنپر اسکو اعتماد تھا گوشۂ باغ میں خفیہ بٹھلا رکھے تھے اور اُن سے کہدیا تھا کہ جب میں متواتر تین دستکیں دوں اس بہانے سے تمکو بلاؤں تب تم فوراً پہونچکر امیر کو مع ہوا خواہ اور رفقا تیغ بیدریغ سے قتل کرنا اور خبردار خبردار بادشاہ اور بزرجمہر کی سیاست سے مطلقاً نہ ڈرنا القصہ جب گستہم نے دیکھا کہ آدھی رات کا عمل ہوا اور امیر مع رفقا ایسے نشے میں سرشار ہوئے کہ سیاہ و سفید میں امتیاز نہیں کر سکتے بارہ دری کی غلام گردش میں آ کر تین دستکیں تواتر و توالی دیں بہت زور سے تین تالیاں بجائیں لوگ اُسکے کمینگاہ سے نکلے اور گستہم کے ساتھ مع رفقا امیر اور امیر کے رفقا کے سر پر پہونچے گستہم نے امیر سے چار آنکھیں کر کے کہا کہ او عرب زادے بہت تو نے سر اُٹھایا تھا امرائے سلطنت کو نہایت بے حقیقت و ذلیل سمجھا تھا دیکھ اب تیری قضا آن پہونچی موت سر پر کھڑی ہوئی ہے یہ کہکر امیر کے سر پر پہونچا اور ایک ہاتھ تلوار کا لگایا بہرام باوجودیکہ نشے میں چور تھا مگر امیر پر جا پڑا اور آپکو سپر کیا وہ تلوار گستہم کی امیر پر تو نہ پڑی بہرام کی پشت پر لگی اس طرف سے اس طرف تک کھلگیا اس پہلو سے اُس پہلو تک زخم کاری لگا تمام آنتیں پیٹ سے باہر نکل پڑیں مقبل نے ہوشیاری کی تھی کہ شراب بہت کم پی تھی قدرے قلیل پیا تھا اور رنگ مجلس کا دیکھا بالاتفاق الفور کمانکو قبضے میں لیکر تیر پر تیر مارنے لگا حتی کہ سو جوان سے زیادہ اُسنے زمین پر گرا دیے باغ میں کشتوں کے پشتے لگا دیے گستہم نے اپنی دانست میں امیر کو مارا تھا دل میں سوچا کہ حمزہ کا کام تو تمام کر چکا اب یہاں ٹھہرنا مقبل کا ناحق ہدف نشانہ ہونا ہے مفت میں اپنی جان کھونا ہے اپنے اُن رفیقوں سمیت کہ جو مقبل کے ہاتھ سے بچے تھے جان لیکر بھاگا کسی طرف چلدیا جسوقت امیر کا نشہ اُترا امیر نے دیکھا کہ واہ واہ مجلس کا عجب رنگ ہے اور ہی دعوت کا ڈھنگ ہے تمام بارہ دری اور اُسکے آگے کی روش خون سے گلزار ہو رہی ہے باغ میں نئی طرح کی بہار ہو رہی ہے

بہرام شکم چاک پڑا سسکتا ہے اور سو جوان سے زیادہ تیروں سے مارا پڑا ہے مقبل سے کیفیت دریافت ہوئی عرض
کی کہ گستہم نے ایسا کیا اس نامرد نے اُس پردۂ دوستی میں آپکے دشمنوں کو مارنا چاہا اور اُسکے فریب دینے کی شہرت نزدیک و
دور ہوئی آپ کسی طرف بھاگ گیا ہرگاہ یہ خبر مدائن میں کوچہ بکوچہ مشہور ہوئی کہ گستہم نے حمزہ کی اپنے باغ میں دعوت کی
اور دغا سے مارا بادشاہ سنکر نہایت غمگین ہوا اور فی الفور ہرمز تاجدار اور بزرجمہر و بختک کو بھیجا کہ حمزہ کی خبر لو اور
انکی جلد دوا و علاج کرو اور علقمہ ساطور دست کو تین ہزار سوار سے گستہم کے گرفتار کرنے کیواسطے روانہ کیا اور بہت سا انعام
دینے کو کہا جب حکم گرفتاری کا گیا گستہم یہ خبر سنکر شہر سے بھاگا اور جان چھوڑ کر مفرور ہوا شاہزادہ ہرمز تاجدار و بزرجمہر
و بختک گستہم کے باغ میں پہونچے امیر کو سلامت دیکھ کر سجدہ شکر ادا کرنے لگے اور بہرام کو مجروح دیکھ کر بہت تاسف کیا
امیر نے خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ آپ حکیم ہیں بہرام کا جلد علاج کیجیے اس عزیز کی خبر لیجیے کہ اگر بہرام خدانخواستہ جانبر نہوا
تو یاد رکھنا قسم ہے مجھے مکہ معظمہ کی کہ ایک ساسانی کو جیتا نہ چھوڑونگا بزرجمہر بہرام کا زخم دیکھ کر سخت متردد ہوئے
دوا علاج کیا متحیر و مشوش ہوئے حواس جاتے رہے اتنے میں بابائے دزدگان استاد شعبدہ بازان جہان ریش تراشندۂ
کافران عیار زماں یعنی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آپہونچا خوش خوش خواجہ عبدالمطلب کی خیر و عافیت امیر کو سنائی
مگر بہرام کا حال دیکھ کر رو دیا اور امیر سے کہنے لگا کہ کیوں صاحبقران اسی طرح کا سلوک رفقا سے کرتے ہیں ایسا ہی
پاس دستگیری رؤسا کرتے ہیں جسپر احسان کیجیے اُسکو یوں برباد و پریشان کیجیے امیر نے فرمایا کہ اے عمرو وقت نصیحت کا نہیں
ہے در پردہ طعن تشنیع کی جا نہیں ہے بہرام کے اچھا کرنیکی فکر کیا چاہیے اس بیچارے کی خبر اچھی طرح لیا چاہیے عمرو نے
خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ آپ بفضلہ تعالی حکیم الحکما ہیں آپنے کیا علاج تجویز کیا میں خود سوچ رہا ہوں اُسی کی فکر کر رہا
ہوں خواجہ نے کہا کہ زخم کاری ہے سب اقسام جراحت سے اُسکو بتر کہتے ہیں بسبب اُسکے کہ آنتیں پیٹ میں جاویں و اپنے
مقام پر جگہ پاویں ٹانکے لگا نہیں سکتے اور آنتیں پیٹ میں جانا محال ہے گلے کی آنتیں جو کبھی جنجال ہیں سو وہ دل پر ہاتھ
لگنے سے فوراً مر جائیگا پھر کچھ بن نہ آئیگا اور یہ غیر ممکن ہے کہ وہ دل کو ہاتھ نہ لگایا جائے اور زخم کے سینے کی کوئی تدبیر
عمل میں آئے عمرو بولا کہ خواجہ واقع میں آپ حکیم حاذق ہیں اور میرے اُستاد صادق ہیں لیکن حق یہ ہے کہ حکمت بہت مشکل ہے
مجھکو اس فن میں فی زمانہ مداخلت حاصل ہے یہ کہکر ایک استرہ جیب سے نکالا بہرام کو دونوں پاؤں کے درمیان میں دبا کر ہاتھ
پیٹ کیطرف بڑھایا خواجہ بزرجمہر نے عمرو سے پوچھا کہ ارادہ کیا ہے کس طور پر ذہن لڑا ہے عمرو نے کہا کہ جتنی آنتیں پیٹ کی باہر
نکلی ہوئی ہیں انکو ہاتھ کی صفائی سے صاف کر دونگا کہ جسمیں زخم سیا جائے پھر مرہم لگا کر اچھا کر دونگا خواجہ حیران ہوئے
کہ یہ کیا کہتا ہے کہ اس بیچارے کی جان لینے کا قصد کیا ہے بہرام نے جو عمرو کی تقریر سنی سناٹے میں آیا زندگی سے مایوس ہو کر
نہایت گھبرایا ٹھنڈی سانس جو حسرت سے بھری تمام آنتیں پیٹ میں چلی گئیں اپنے اپنے مقام پر جا پہونچیں عمرو نے خواجہ سے
کہا کہ لیجیے اب تو آپکا مطلب حاصل ہوا دیکھیے کچھ بھی مشکل ہوا ٹانکے دیجیے زخم سی لیجیے بزرجمہر نے عمرو کی عقل پر آفریں کی اور

بہت شاباشی دی اور حاضرین ہنستے ہنستے بیچین ہو گئے بالاتفاق سب مدح و ثنا عمرو کی عقل پر کرنے لگے خواجہ نے
بہرام کے زخم کو سیا اور شربت پلوانیکا حکم دیا کہ خون فاسد دور ہو جائے جو کچھ باقی مواد فاسد ہو نکل جائے اور امیر سے کہا کہ
بہرام کے ہاتھ پاؤں بندھوائیے کہ جنبش نہ کر سکے نہیں تو ٹانکے ٹوٹ جائیں گے لب زخم کے آپس سے چھوٹ جائیں گے
اور اس حالت میں بچنا اُسکا خلاف قیاس ہے پھر تو اُسکی زندگی سے یاس ہے اور میں ہر روز دونوں وقت آنکر زخم کو دیکھونگا
دل وجان سے اُسکا علاج کرونگا یہ کہکر خواجہ اور شاہزادہ ہرمز تاجدار و بختک امیر سے رخصت ہوئے اور اپنے مکان
کو چلے امیر نے کہ بہرام کو بہت عزیز رکھتے تھے اپنے یاروں سمیت وہیں رہنا اختیار کیا اور اپنے رفقا کو بھی وہیں رہنے
کا حکم دیا بزرجمہر نے تمام احوال بادشاہ سے عرض کیا فرمایا کہ خواجہ باغ داد سے بہتر اس مدائن میں کوئی مکان
نہیں اور کوئی عمارت اُس سے زیادہ اس شہر میں عالیشان نہیں چاہتا ہوں کہ حمزہ کو وہاں چند روز رکھوں اور تا امکان
اُسکی خاطرداری کروں اور کچھ تحفہ دوں کہ ملال اُسکے دل سے دور ہو ایسا نہ ہو کہ حمزہ مجھپر بدگمانی کرے کہ میرے
اشارے سے گستہم نے یہ حرکت لچر و پوچ کی ہے مجھے اسقدر رنج و ایذا دی ہے کسیطرح میرے کانونکو بھی اس خبر کا اثر ہو مجھکو قسم ہے
آتشکدۂ نمرود کی اگر مجھ کو کچھ بھی گستہم کے ارادۂ فاسد سے خبر ہو تم جانتے ہو کہ میں نے اس خبر بد کے سنتے ہی جابجا لوگ
اُسکی گرفتاری کیواسطے بھیجے ہیں ہر طرف پروانے ہرکارے روانہ کیے ہیں یہ کہکر اسیدم امیر کیواسطے تصدق بھیجا اپنی
تشریف آوری کا قصد بھی کیا دوسرے وقت بزرجمہر جو بہرام کے دیکھنے کیواسطے گئے امیر سے کہا کہ بادشاہ نے ارشاد کیا
ہے اور فرمایا ہے کہ میں نے چھ سردار ہر چہار طرف گستہم کے پکڑلانے کو بھیجے ہیں اور ہر طرف خفیہ ہرکارے اور پروانے بھی روانہ کیے ہیں
جسدم مردود پکڑا آتا ہے اُسیدم اُسکا پیٹ چاک ہو کر بھس بھرا جاتا ہے اور ہزار شکر کرتا ہوں کہ تم کو اُس موذی کے
ہاتھ سے کچھ صدمہ نہیں پہونچا خدا نے بڑا اپنا فضل و کرم کیا اور یہ تحفہ عنایت کیا ہے کمال شفقت سے یہ ارمغان دیا ہے اور
فرمایا ہے کہ ہماری طرف سے بہرام کی بھی احوال پرسی کرنا اور امیدوار مراحم سلطانی کرنا اور مجھپر در باب علاج بہت تاکید کی ہے
کوئی تدبیر عمل میں آوے کہ بہرام کا زخم جلد تر اچھا ہو جاوے اور فرمایا ہے کہ میری خوشی یہ ہے کہ میں ایک ہفتہ حمزہ کو لیکر باغ داد
کی سیر کروں اور وہیں مع رفقا اور امرا کے رہوں مگر بختک اور ہرمز صحبت میں نہ ہوں کہ دونوں مایۂ فساد ہیں اور باہم دونوں
کے دلوں میں عناد ہے امیر نے قبول کیا اور ارشاد شاہی مان لیا دوسرے دن بادشاہ نے باغ داد میں جاکر امیر کو بلوایا
اور اپنی مسند سے قریب امیر کیواسطے مقام ٹھہرایا صاحبقران عادی و مقبل کو اپنے ساتھ لیگئے بادشاہ کیخدمت میں پہونچے
باغ کو دیکھا کہ چار فرسخ کا لانبا چوڑا ہے جوش بہار سے از بس پر فضا ہے اس باغ کی تعریف بلحاظ طوالت قصہ خوانی کے
حوالے کرتا ہوں کہ قبل اسکے باغ داد کی تعریف کر چکا ہوں امیر بادشاہ کے دست راست ہرمز تاجدار کے پہلو میں بیٹھے اور مقبل
وفادار و بزرجمہر و سرداران دیگر امیر کے دست چپ ٹھہرے سازندہ ہائے دلنواز و خوانندہ ہائے خوش آواز اور ارباب
نشاط فرحت افزا حاضر ہوئے محفل عیش و نشاط کی گرم ہوئی بادہ پیمائی کی صحبت جمی پہلے دن بادشاہ نے ایک بارہ دری میں

جشن کیا جب بربط زرین آفتاب پر غلاف چڑھا اور دف سیمیں ماہ بزم افروز ہوا اُسوقت ساقیان ماہ رخسار ساغر جواہر نگار
صراحیاں بادۂ گلنار لیکر محفل میں حاضر ہوئے جامہائے بادۂ ارغوانی کے دور چلنے لگے بادشاہ نے ایک جام مے ارغوانی
کا اپنے ہاتھ سے امیر کو عنایت کیا امیر کورنش بجالائے اور اُسکو پی گئے پھر تو دور ساغر تھا ساقیان مہر رخسار شراب ارغوانی
سے جام بھر بھر کے دیتے اور مے نوشان سرشار پینے لگے یہانتک کہ پھر گل آفتاب چمن فلک میں کھلا اور گل چاندنی برنگ
دیدۂ نرگس بے نور ہوا ساقیان سیمیں عذار شیشہ ہائے خمار شکن کو لیکر حاضر ہوئے اور سیہ مستان بادۂ خمار مے نوشی سے
قاصر ہوئے مغنیان خوش نوا ایسے گانے بجانے کہ دیوار و در تک وجد میں آئے اب دو کلمہ عیاری ہوشیاران روزگار
خواجہ عمرو عیار اور دو فقرے لطیف چالاکی اور ہوشیاری اُس فتین روزگار کے سُنیئے کہ جب امیر کو ایک شبانہ روز
عمرو نے نہ دیکھا گھبرا کر مکان سے باہر نکلا تلاش اور تجسس کرتا ہوا باغ کے دروازے پر پہونچا وہاں دیکھا کہ عادی
پر تکلف کرسی پر بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے اور لوگ ہر طرح کی گزک اُسکے روبرو لاتے ہیں وہ خوش ہو ہو کر کھاتا ہے اور
ایسا بندوبست ہے کہ پرندہ تک دروازے کی دیوار سے اُڑ کر باغ میں نہیں جا سکتا طائر خیال تک حوالی گلشن میں بار نہیں
پا سکتا عمرو نے لوگوں سے پوچھنا شروع کیا کہ یہ مضمون کیا ہے امیر تو باغ کے اندر ہیں عادی کیوں باہر بیٹھا ہے کسی نے
کہدیا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ عمرو و بختک باغ میں نہ آنے پائیں اسواسطے امیر نے عادی کو دروازے پر بٹھلایا ہے کہ
بختک و عمرو باغ میں نہ آئیں عمرو عادی سے سلام علیک کر کے کرسی پر بیٹھ گیا عادی نے پوچھا کہ خواجہ کسطرح
آئے ہو کس فکر میں تشریف لائے ہو بولا کہ دو دن سے تمکو نہ دیکھا تھا آنکھوں میں اندھیرا آئیگا گرتا پڑتا تمہارے دیکھنے کو
آیا بخت نے آسانی سے یہانتک پہونچایا گو کہ آپنے مجھے فراموش کیا میں نیازمندی سے باہر نہ ہوا عادی نے شراب و کباب
کی دعوت کی اور گزک بھی سامنے رکھدی عمرو نے ایک پیالہ پیا اور عادی سے کہا کہ آج میں نے ایک لعل خریدا ہے
اپنے نزدیک ارزاں لیا ہے دیکھو تو میں ٹھگا تو نہیں گیا عادی اپنے دلمیں خوش ہوا کہ عمرو مجھ کو جوہر شناس سمجھتا ہے تب
تو لعل پرکھوانے آیا ہے ایسا جوہر میرے دکھانیکو لایا ہے عادی بولا خواجہ تم سا جوہری کون ہوگا تم کو کون ٹھگ سکتا
ہے کسکا منہ ایسا ہے مگر بہر حال میں دیکھوں تمہارے ارشاد کی تعمیل کروں عمرو نے جیب میں ہاتھ ڈالکر ریت مٹھی میں نکالی اور
عادی کی آنکھوں میں جھونکی عادی تو یہ کہکر آنکھیں ملنے لگا کہ عمرو تیرا بُرا ہو تو نے مجھ کو اندھا کیا اور لوگ گھبرا کر عادی کیطرف
متوجہ ہوئے اور اُسکے منہ اور کپڑوں کی خاک جھاڑنے لگے عمرو جست کر کے باغ کے اندر داخل ہو صحن چمن میں پہونچ گیا
عادی نے جب آنکھیں دھو کر پونچھیں اور گرد و غبار سے صاف کیں اور کھٹک آنکھوں کی کم ہوئی طبیعت ٹھہری لوگوں سے
پوچھا کہ عمرو کہاں گیا کوئی نہ بتا سکا کہ کسطرف کو گیا کس جانب ہوا ہوا عادی سمجھا کہ میرے خوف سے بھاگ گیا باغ کو
عمرو دیکھ کر باغ باغ ہو گیا کہ عمر بھر ایسا باغ دیکھا سنا نہ تھا گلگشت کرتا ہوا اُس قصر کیطرف گیا جہاں بادشاہ اور امیر
بزم افروز تھے ارباب صحبت مسرت اندوز تھے متصل اس قصر کے لب نہر ایک درخت چنار کا اُسکے نیچے بیٹھ کے دوتارا ملا کر گانے لگا

عمرو کا گانا مردے کو جلاتا تھا خفتگان گور کو ہوش میں لاتا تھا امیر کے کان میں جو آواز گئی مقبل وفادار سے فرمانے لگے کہ
عمرو کی سی آواز آتی ہے اُسکے دو تارے کی بھنک کان میں جاتی ہے ہم نے عادی کو منع کیا تھا کہ عمرو کو باغ میں آنے دینا
اسکو اس طرف قدم نہ بڑھانے دینا پھر یہ کیونکر آیا جاؤ عادی کو تو بلا لاؤ بادشاہ نے امیر کو برہم دیکھ کر کہا کہ عادی کو بلانا
کچھ ضرور نہیں ہم نے عمرو کا قصور معاف کیا ہاں عمرو کو بلالو اُسکی طلب کو چوبدار بھیجو چوبدار عمرو کے بلانے کو گیا عمرو بولا
کہ جس صحبت میں بادشاہ اور امیر سے لوگ ہوں وہاں بھلا مجھ غریب عیار بے اعتبار کا کیا کام ہے ایسی محفل فیض منزل
سراپا عیش و عشرت میں مجھ بے حقیقت آدمی کا کہاں مقام ہے باغ داد کی تعریف سنی تھی اسواسطے میں بھی آیا ہوں اور ایک
طرف گوشہ میں بیٹھا ہوا گل کا کھلکھلانا بلبل کا زار و نالے کرنا دیکھ سن رہا ہوں وہیں اگر جاؤں شاید کسی کے آئینۂ دل پر میرے
جلنے سے غبار بیٹھے تو میں اُسکے ہاتھ سے ایذا اُٹھاؤں اس سے بمقتضائے السلامۃ فی الوحدۃ والآفات بین الاثنین تنہا
بیٹھنا خوب ہے گوشہ نشینی و علیحدگی اور وحدت مجھے مرغوب ہے شعر نیست در عالم بہشتے خوشتر از خلوت مرا ۔ دوزخے نبود
بتر از گرمی صحبت مرا ۔ چوبدار ناچار ہو کر پھر آئے اور تقریر اُسکی بادشاہ کے حضور میں عرض بیان میں لائے بادشاہ بے اختیار ہنسے
اور سب حاضرین محفل ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئے بادشاہ امیر کا ہاتھ پکڑے ہوئے قصر کے باہر آئے اور چمنوں کی سیر کرتے
ہوئے جسطرف عمرو بیٹھا گا رہا تھا اسطرف چلے عمرو نے دیکھا کہ بادشاہ و امیر مع ارباب محفل آتے ہیں اس طرف تشریف
لاتے ہیں ایک جست کر کے بادشاہ کے قدمبوس ہوا اور دعا دیکر کہنے لگا کہ مجھ کو حضور سے یہ امید نہ تھی کہ مجھے مخل صحبت
جانیں اور اس بزم نشاط و سرور میں مجھے میری حاضری کا حکم نہ دیں اور حمزہ کو تو کیا کہوں بڑے رفیق پرور اور صاحب مروت
ہیں کہ تنہا مزے اُڑاتے ہیں اور خود اسی کیفیت میں جاں نثاران قدیم کو بھول جاتے ہیں بادشاہ ہنس پڑے اور عمرو
کا ہاتھ پکڑ کے قصر فیروزہ نگار میں تشریف لیگئے جب تخت پر اجلاس کیا عمرو کو حکم ساقی گری کا دیا عمرو جام بھر بھر کر
پلانے لگا اور خوش فعلیاں اپنی دکھلانے لگا رات بھر تو ساقی گری کیا کیا جب سفیدۂ صبح نمودار ہونے لگا عمرو نے ہفت بند
کو جوڑ کر ایسا بجایا اور الحان داؤدی سے ایسا گایا کہ بادشاہ و امیر و یاران صحبت زار زار رونے لگے اور رومال پر رومال
بھگونے لگے بادشاہ نے جیب و دامن عمرو کا موتیوں سے بھر دیا اور بہت خلعت و انعام بخشا اور قصر فیروزہ نگار سے
قصر زریں میں کہ دیواریں اُسکی خشت طلائی سے بنی تھیں اور در زروں میں بیلیں جواہر کی تعبیہ کی تھیں امیر کو لیکے
جا بیٹھے اور اس مکان میں جلوہ فگن ہوئے اب دو کلمے بختک کے حال میں بیان کرتا ہوں سامعین کو ہنساؤں اُس نے
باغ داد میں عمرو کے پہنچنے کی جو خبر سنی بیتاب ہو گیا پیٹ پکڑے پھرنے لگا کہ یہ کیا غضب ہے عمرو باغ داد میں
پہنچے اور میں نہ جاسکوں اُس محفل جنت مشاکل میں دخل نہ پاسکوں خدا جانے عمرو میدان خالی پاکر میرے حق
میں کیا کانٹے بو دیگا اس باغ میں کیا گل کھلا دیگا یہ سوچکر کچھ تھان مخمل و کمخواب و اطلس پر زر کے کشتیوں میں لگا کر گھر
سے نکلا جب باغ داد کے دروازے پر پہنچا عادی سے ملاقات کر کے دوستی اظہار کرنے لگا عادی نے پوچھا کہ آپ

کدھر تشریف لائے کیونکر یہاں تک آئے بولا کہ آپ کے لیے کچھ تحفہ نذر لایا ہوں آپکی خدمت میں گزراننے آیا ہوں اگر اسے قبول کیجیے باغمیں مجھے جانے دیجیے تو کمال عنایت ہے سراسر مروت ہے عادی یہ بات سنکر نہایت برہم ہوا اور برافروختہ ہوکر کہنے لگا کہ بختک کیوں کمبختیاں آئی ہیں تیری شامتیں یہاں لائی ہیں مجھ کو تو نے مرتشی مقرر کیا ہے کہ رشوت دیکر باغ میں جایا چاہتا ہے اگر عزت اپنی رکھنا منظور ہو سامنے سے دور ہو نہیں تو بسر امیر ابھی تجھ کو بیحرمت کرونگا سیاہ سے گردنی دلواکر نکلوا دونگا بختک دلگیر و ناکام اپنے گھر پھر گیا دن تو رو دھو کاٹا جب شب ہجر کی ایک نمدا اوڑھ کر بغل میں دستبقچہ اپنے کپڑوں کا دبایا چوروں کیطرح سے چھپتا چھپاتا انکی نگاہ سے بچتا باغ داد کی دیوار کے نیچے پہونچا اور دستبقچہ تو باغ کے اندر پھینکدیا اور آپ بدرو کی راہ سے گھسا خواجہ عمرو کا حال سنیے کہ قصر زرنگار میں بادشاہ کے ساقی گری کر رہا تھا جامہائے بلوریں کے گلگلوں سے بھر رہا تھا کہ پسلی پھڑکی آتش شرارت سینے میں بھڑکی یعنی دلمیں خیال کیا کہ اسیطرح گستہم نے بھی امیر کی دعوت کی تھی بظاہر اسکی بکمال خاطرداری اور محبت کی تھی ایسا نہو کہ وہی سامان یہاں بھی ہو ویسی ہی دعوت کی ہو ذرا چلکر سن گن لے آنا چاہیے ادھر اُدھر دیکھا بھالا چاہیے بحیلہ رفع حاجت قصر زریں سے نکلا پھرتا چمنستان کی سیر کرتا داہنے بائیں دیکھتا ہوا دروازے کے متصل پہونچا عادی اُسوقت کسی سے کہہ رہا تھا کہ آج بختک مجھ کو رشوت دینے آیا تھا مجھ کو بھی اپنے باپ کا نوکر سمجھا کہ طمع دیکر باغمیں جانا چاہتا تھا یہ سخن جو گوش زد عمرو کے ہوا عمرو چونکا کہ ہرگاہ اس راہ سے بختک یہاں تک آیا تھا تو ضرور کسی نہ کسی طرح وہ باغ میں آئے گا جھاڑی جھاڑی گلبن گلبن بوٹا بوٹا دیکھنے لگا اور نئے نئے روش سے پٹری پٹری چمن چمن ڈھونڈھنا شروع کیا ناگاہ اُسکی نگاہ دستبقچہ پر پڑی اسکی بساط پر آنکھ لڑائی دور سے دیکھا کہ ایک گٹھری زیر دیوار باغ پڑی ہے اور پوشاک وغیرہ سے خوب بھاری بندھی ہے

بختک کا بدرو کی راہ سے برہنہ ہوکر اندر باغ داد کے جانا

اُسکو جو کھولا تو اُسمیں پوشاک بختک کی نظر آئی مراد دلی بر آئی باغ باغ ہو گیا پھولا نہ سماتا تھا گٹھری کو تو ایک
گوشے میں پتوں کے نیچے چھپا دیا اور خود تلاش کرنے لگا کہ اس باغ میں کسطرف آنیکا لگاؤ ہے یہاں تو چور کی جان جائے تب کہیں
بچاؤ ہے بدر رو پر جو نگاہ پڑی بغور نظر کی دیکھا کہ کوئی شخص سر نکالکر ادھر اُدھر دیکھ رہا ہے اور پھر سر کو اندر کھینچ لیتا ہے سمجھا کہ ہو نہ ہو
یہ بختک ہے وہ کور نمک ہے خواجہ علف پوش سے کہ مہتر باغبانوں کا تھا جاکر کہا کہ تو تو غفلت میں سکھ نیند لے رہا ہے اور
باغ میں ایک چور بدر رو کی راہ سے گھسا چاہتا ہے میں نے آہٹ پاکر خبر دی تجھے مرد معقول جان کے از راہ محبت غائبانہ
اطلاع کر دی اب تو جان اور تیرا کام جانے بادشاہ کا انتظام جانے اگر کچھ نوع دیگر ہوگا تو صبح کو تو ہے اور زندان ہے پھر دیکھیں باغ
کہاں ہے وہ گھبرا کے مع چند باغبان بیلچے لیکر اُٹھا اور بدر رو کے متصل دیوار باغ سے لگ رہا جوں ہیں بختک بدر رو سے
باہر نکلا باغبانوں نے لپٹ کر پکڑ لیا ہر چند اُس نے کہا کہ میں بختک ہوں کسی نے نہ مانا ایک درخت کے تھنے میں لٹکا کر
ہر ایک نے بجائے خود زد و کوب کرنی شروع کی خاطر خواہ قرار واقعی انکی خبر لی جب خوب ہڈیاں بختک کی نرم ہو چکیں اور پیٹھ اور
پسلیاں نرم گرم ہوگئیں عمرو خواجہ علف پوش سے پکار کر پوچھنے لگا کہ خواجہ علف پوش کیا ہے خیر تو ہے یہ غل شور کیا مچا
رکھا ہے اُس نے کہا کہ خیر ہے ایک چور پکڑا ہے اُسکو درخت سے باندھا ہے بختک نے جو عمرو کی آواز سنی اُسکی صدا اُسکے کان میں
پڑی عمرو کو پکار زبان عیاری میں کہنے لگا کہ خواجہ عمرو مجھ کو ان موذیوں کے ہاتھ سے نجات دلوا دو باغبانوں کی قید سے رہا
کرا دو میں عمر بھر تمہارا ممنون ہونگا کبھی مریں تم سے منھ نہ موڑونگا عمرو نے پاس آکر خواجہ علف پوش سے کہا اور بختک کی
سفارش کرنے لگا کہ فی الحقیقت یہ بختک وزیر بادشاہ کا ہے خدا نے کس آفت میں یہاں آکر پھنسایا ہے فوراً رہا کر دو ابھی اسکو چھوڑ دو
جتنے باغبان تھے سب غنچے کی طرح چٹکنے لگے ہزار طرح سے بکنے لگے کہ خواجہ صاحب آپ کیا کہتے ہیں یہ مضمون عجب رنگ کا
آپ کہتے ہیں بختک کی کیا کمبختی ہے کہ اسطرح سے ننگا ہو کر بدر رو کی راہ سے آویگا وہ مقربان بادشاہی سے ہے آپکو کیوں
چور بناویگا مقرر چور اچکا ہے یہ حرامزادہ بڑی جرأت کر کے آیا ہے اسکو اسکی دلیری کی سزا تو ملے باغمیں آنے کا مزہ تو چکھے اور
بالفرض اگر بختک ہی ہے مبتلائے آفت ہی ہے تو اُسوقت ہم نہیں چھوڑینگے صبح تک باغمیں سے باہر نہ جانے دینگے بادشاہ کے
روبرو جیسا ہوگا ویسا ہوگا بختک نے عمرو سے کہا میری پوشاک دیتے تو میں پہن لیتا عمرو نے کہا کہ میں تیرے کپڑوں سے آگاہ
نہیں اور اگر ان لوگوں نے لیے بھی ہوں تو اُنسے ایسی رسم و راہ نہیں کہ دلوا دوں اور تجھے پہنا دوں مجھے نہیں معلوم کہ کس نے اٹھالئے
ہیں اور کس باغبان نے اُڑا لئے ہیں یہ کہکر عمرو بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تمام شب ساقی گری کرتا رہا جب صبح صادق ہوئی بادشاہ
سے عرض کی شعر صابر بلگرامی ؎ فصل بہار ہے گلشن مہکتے ہیں ٭ پھولے ہیں پھول کیا کیا بلبل چہک رہے ہیں ٭ ہوا ٹھنڈی
ٹھنڈی چل رہی ہے زور و نسیم سحری ہے نور کا تڑکا ہے وقت گلگشت کا ہے مرغان خوشنوا چہک رہے ہیں گل خنداں ہیں غنچے
چٹک رہے ہیں اوس پڑنے سے خاک جمی ہے مٹی میں شبنم باری کے سبب سے نمی ہے بادشاہ کے بھی جی میں آگیا امیر کا ہاتھ پکڑے
مع حاضرین تفریح کیلئے چمنستان کیطرف چلا عمرو بادشاہ کو لگائے ہوئے اُسطرف لے آیا جہاں بختک سراپا برہنہ درخت میں

بندھا ہوا تھا بختک بادشاہ کو دیکھ کر غل مچانے لگا کہ پیر و مرشد باغبان نے میرا یہ حال بنایا اور اُدھر سے خواجہ علف پوش نے حاضر ہو کر عرض کی کہ رات کو ایک چور بد رو کی راہ سے باغ میں آیا تھا سو اُسکو غلام نے درخت سے باندھ رکھا تھا جب جا بجا چوٹ کی مار پڑی تو کہتا ہے کہ میں بختک وزیر بادشاہ کا ہوں اتفاق وقت اور بیوقوفی سے یہاں آکر پھنسا ہوں بادشاہ اور امیر نے جو غور کر کے دیکھا تو واقعی بختک ایک درخت سے بندھا ہوا نظر پڑا عمرو نے بڑھ کے کہا کہ آج باغ میں نیا گل پھولا بختک تو بہت فہمیدہ اور ہوشیار ہے صاحب جرأت اہل وقار ہے اُسکی کیا کمبختی ہے کہ یہاں آتا اور آپکو بلا میں پھنساتا شاید کوئی بھوت اُسکے لباس میں آیا ہے حضور کی دل لگی کو یہ شعبدہ دکھا رہا ہے غالب ہے کہ بعد ایک ساعت کے ہوا ہو جائیگا پھر اس مقام میں کسیکو نظر نہ آئے گا عمرو یہ کہہ رہا تھا اور بادشاہ سیر کناں آگے بڑھے تو امیر دلمیں سمجھے کہ خواہ مخواہ اسمیں شمول عمرو کا ہے ذات شریف کا یہاں بھی دخل مقرر ہوا ہے بختک کو دیکھ کر بادشاہ بے اختیار رنگ گل کھلکھلا کر ہنسے اور جتنے حاضرین تھے ہنسی کے مارے ایسے بیچین ہوئے کہ بے ادبانہ بادشاہ کے روبرو قہقہہ مارنے لگے امیر نے اسکو کھلوا دیا اس آفت ناگہانی سے رہا کیا دیکھا کہ تمام بدن بختک کا زخمی ہے جا بجا سے لہو بہ رہا ہے چاند اوبچی ہوگئی ہے بادشاہ نے برسر عتاب ہو کر فرمایا کہ ایسی بیت کذائی سے اسکو نکالدو ہمارے سامنے سے جلد دور کرد امیر نے تقصیر معاف کروائی اور پوشاک اُسکی عمرو سے تین سو تمن کو مول لیکر اُسے عطا فرمائی اور ہمراہ لیا اور تسلی اور دلاسا دیا بادشاہ باغ بہشت بہشت کیطرف کہ نام باغ داد میں مثل نگین واقع تھا مائل ہوئے اور اُس باغ میں امیر و بزرجمہر و ہرمز تاجدار کو مع مقبل و بختک و دیگر سرداران حاضرین لیکر داخل ہوئے واقع میں وہ باغ اسم بامسمی تھا نمونہ فردوس معلی تھا عمرو نے بختک کا نام بیاض سفاہت میں سرے پر لکھا تھا دفتر حمقا میں سر دفتر لکھا تھا بادشاہ کے روبرو ظرافت کرنے لگا اظہار شرارت کرنیلگا کہ قبلہ عالم بختک بیچارے کی ہڈیوں کو باغبانوں نے بلیچوں کے مارے از بس چور کر دیا ہے اور سر پر بال باقی نہیں خوب صاف ورم سا چمک رہا ہے سراسر لہو بہ رہا ہے اگر اسکو مرحمت مومیائی ہوتی تو عین سرفرازی ہوتی اور اب تو تقصیر ہوئی کہ حضور کی حکم عدولی کی یعنی بحکم باغ میں آیا سو اُسکا ثمرہ ملا اب اس سے ایسا قصور نہو گا کبھی حکم عدولی کا مرتکب یہ بیشعور نہو گا یہ کہکر بختک کیطرف متوجہ ہوا اور اُس سے کہنے لگا ہاتھ جوڑ کے توبہ کر کہ پھر مجھ سے ایسی حرکت بیجا نہو گی ایسی جرأت پھر اصلا نہ ہوگی القصہ عمرو بختک کو مسخرہ بناتا تھا اور حاضرین دربار کو ہنساتا تھا بادشاہ نے فرمایا کہ عادی کو تو بلاؤ جلد ہمارے حضور میں پہونچاؤ جب عادی حاضر ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ کیوں عادی ہم تمہیں دروازے کا نگہبان کریں اور معتمد سمجھ کر کوئی خدمت سونپیں اور تم ایسی غفلت کرو اور ہمارے قول کو خفیف سمجھو کہ بختک کا گذر باغ کے اندر تک ہو اور تمہیں مطلقاً خبر تک نہ ہو وہ بے اجازت ہماری یہاں داخل ہو اور تم غافل ہو عادی نے یہ التماس کیا کہ قبلہ عالم بختک کی طاقت ہے کہ بے اجازت حضور کے باغ میں قدم رکھے بے حضرت کے اشارے کنارہ باغ تک بھی پہونچ سکے میرے پاس آیا تھا کہ مجھ سے نذرانہ لو اور مجھے باغ میں جانے دو میں نے اسکو جھڑک دیا وہ اپنے گھر شرمندہ ہو کر چلا گیا بادشاہ نے فرمایا کہ دیکھو تو وہ کون بیٹھا ہے بختک ہے یا کوئی اور آدمی نیا ہے عادی بختک کو دیکھ کر برہم ہوا اور گردن پکڑ کے

بولا کہ باغ سے نکل کے دیکھیے گا کیسی آپکی خدمت کرتا ہوں کسطرح آپکے ساتھ اہلیت کرتا ہوں امیر نے عادی کو منع کیا اور زجر و توبیخ
سے باز رکھا کہ بختک سے مزاحم ہونا بادشاہ نے اسکی تقصیر معاف کی ہے اسکی حماقت سے درگذر فرمایا ہے اپنے مقام پر جاؤ جہاں
بیٹھے تھے وہیں بیٹھو عادی تو باغ کے دروازے پر گیا اور محفل میں ساغر کا دور ہوا جب طاؤس آفتاب کوہ مغرب میں آشیانہ گزیں
ہوا اور سرخاب ماہ نے لب دریاے اخضر فلک پر خرام ناز شروع کیا مشعلچیوں نے شمعہاے کافور جھاڑ ونیں روشن کیں ارباب نشاط
حاضر ہوے از سر نو عیش و عشرت کی صحبت جمی عمرو تمام شب مے ناب سے ہر ایک کو چھکاتا اور ظرافت کرتا رہا صبح ہوئی بادشاہ قصر
چہل ستون میں رونق افروز ہوے امیر صنعت کاریگروں کی اس مکان میں دیکھ کر وجد کرنے لگے القصہ بادشاہ ہر روز امیر کو ایک
نئے مکان میں لیجاتے تھے محفل عیش و سرور برپا کرتے تھے اور انواع انواع وضع سے امیر کو مسرور فرماتے تھے چونکہ پانچ شبانہ روز بادشاہ
کی پلک جھپکی تھی اُسدم بادشاہ کی آنکھ لگ گئی امیر بھی پوشاک بدلنے کیلیے قصر چہل ستون سے باہر تشریف لائے اور رفیق و
مصاحب بھی ہمراہ آے سیر کرتے کرتے ایکطرف کنج باغ میں جو پہونچے ایک نہر دیکھی کہ جسکی لطافت کے روبرو آئینہ ماہ دھندلا
نظر آتا تھا پانی اُسکا جھنجھری کی راہ سے محل میں جاتا تھا مقبل سے فرمایا کہ ہم غسل کرینگے پوشاک بدلینگے مقبل نے امیر کی
پوشاک بڑھائی اور فوراً نئی پوشاک بدلنے کیواسطے منگوائی امیر نہانے لگے حمام فرمانے لگے اتفاقاً ملکہ مہر نگار دختر
نوشیرواں عادل روزگار براے سیر بالاے قصر جھروکوں میں بیٹھی ہوئی تھی ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی امیر پر جب اُسکی نگاہ پڑی
تیر عشق امیر اُس کے جگر کے پار ہوگیا غش کھا گئی تیر عشق کھا کر دلمیں سوچی کہ مجھکو تو اس کمان ابرو نے گھائل کیا بیٹھے بٹھائے
زخم عشق و داغ محبت دیا اسکا سلامت جانا خوب نہیں ہے صاف نکل جانا اسکا طبیعت کو مرغوب نہیں ہے عنبر چہ گلے
سے نکال کر امیر کیطرف پھینکا امیر کے کاندھے پر گرا امیر نے جو ادھر دیکھا جلوۂ قدرت صانع مطلق نظر آیا ضبط نہ کر سکے
نظر پڑا اک بت پریوش نرالی سج دھج نئی ادا کا * جو عمر دیکھو تو دس برس کی پہ قہر آفت غضب خدا کا * امیر چاروں شانے چت
پانی پر گرے مقبل نے کود کر امیر کو سنبھالا اور گود میں لیکر نہر سے باہر نکالا امیر نے ایسی آہ سوزناک کھینچی کہ خرمن عیش میں آگ
لگ گئی شعلۂ عشق دلمیں بھڑکنے لگا اشک حسرت آنکھوں سے ٹپکنے لگا مقبل نے امیر کو سمجھایا کہ یہ مقام خود رفتگی کا نہیں
ہے پوشاک نئی بدلیے اور محفل میں چلیے بارے اُسوقت امیر نے مقبل کی نصیحت سنی کہ پوشاک بدلی قصر چہل ستون
میں تشریف لیگئے مگر طبیعت کا اور ہی تعلق تھا بدحواس تھے اور اسطرف ملکہ مہر نگار کا حال ابتر ہوا دائی اور خواصوں نے
اُسے گھیر لیا کوئی کٹورا چہل کنجی کا دھو کر پلاتی کوئی آیۃ الکرسی اُسپر دم کرتی کوئی ناد علی پڑھ کر پھونکتی اکل و شرب و خواب و خور موقوف
ہو گیا کوئی ہاتھ پاؤں سہلاتی ملکہ کو جب افاقہ ہوا اپنے دلمیں سوچی کہ کہیں راز افشا نہو جائے یہ عشق اس باغ میں کوئی گل نہ کھلاے
خواصوں سے کہا کہ تشویش کا مقام نہیں مجھے خود بخود اسوقت دوران ہوا سو اب اچھی ہوں بھلی چنگی ہوں غل شور مت
مچاؤ دلمیں نہ گھبراؤ ادھر کا حال سنیے کہ امیر دم بدم ساعت بساعت دیکھتے تھے کہ دن کہیں تمام ہووے تو جیا بی دلکی
تدبیر کیجاے کہیں شام ہووے تو دل ٹھہرے بارے جوں توں کر کے دن کو کاٹا اور پہر رات تک ضبط کیے بیٹھے رہے

آخر اضطرار دل رہنموں ہوا ضبط کا یارا نہ رہا بادشاہ سے التماس کیا کہ آج رات چھٹی ہے پلک سے پلک فدوی کی نہیں لگی ہے اگر حکم ہو تو کسی قدر استراحت کروں کسی گوشہ باغ میں جا کر سو رہوں بادشاہ نے فرمایا کہ بسم اللہ خدا کو سونپا امیر مع مقبل وفادار بارے مجلس سے آئے پھر چھپر وکے کے نیچے آئے کوئی لگاؤ اوپر جانیکا نپایا لیکن ایک درخت عظیم الشان محل کی دیوار سے ملا ہوا نظر آیا شاخیں اسکی بام قصر پر پھیلی ہوئی تھیں منڈیر سے لگی ہوئی تھیں مقبل کو اس درخت کے نیچے کھڑا کر کے آپ درخت پر چڑھ گئے بام قصر پر پہونچ گئے

پہلی ملاقات امیر کی سر حلقۂ خوبان روزگار سے یعنی ملکۂ مہر نگار سے

اشعار عشق ہے تازہ کار تازہ خیال ✢ ہر جگہ اسکی اک نئی ہے چال ✢ کہیں آنسو کی یہ سرایت ہے ✢ کہیں یہ خونچکاں حکایت ہے ✢ کہ نمک سکو داغ کا پایا ✢ کہ پتنگا چراغ کا پایا ✢ کہیں طالب ہوا کہیں مطلوب ✢ اسکی باتیں غرض ہیں دونوں خوب ✢ خامۂ دل افگار نبض شناسان عشاق مزاج دانایان بیماران فراق کلک شوریدہ سر مضامین شوق و ذوق زبان پر لاتا ہے ہجر و وصل کی داستان سناتا ہے کہ امیر نے سقف قصر پر سے دیکھا کہ ملکۂ مہر نگار ماہرویان پری پیکر کے حلقہ میں بیٹھی ہے اور صراحی مے گلگوں سے بھری ہوئی سامنے رکھی ہے جام بلوریں ہاتھ میں چھلک رہا ہے بادۂ ارغوانی پیالہ سے چھلک رہا ہے لیکن گوہر اشک کی لڑی نوک مژہ سے مسلسل تا بدامن ہے آتش عشق کا نوں سینہ میں شعلہ زن ہے آہ سرد لبوں پر ہے نالہ کشی کا شغل اکثر ہے دن کو تو امیر نے دور سے دیکھا تھا اب متصل سے جو نظارہ کیا دیکھا کہ چشمۂ خورشید درخشاں اسکے حسن کے آگے پانی بھرتا ہے اور ماہ تاباں اسکے چہرۂ پر نور کے پرتو سے ضیا اقتباس کرتا ہے امیر اسکے حسن دلآویز کو دیکھ کر آپ میں نہ رہے اور بھی شعلہ آتش شوق دلمیں بھڑکے ملکۂ مہر نگار کو ہمنشینان محرم راز سمجھا رہی تھیں اپنے اپنے طور پر کلمات تشفی آمیز سنا رہی تھیں کہ اس گریۂ و زاری سے نہیں معلوم کیا طوفان ہوگا یہی ماجرا اگر رہا تو دشمنوں کا خدا جانے حال کیا ہوگا ایسی بیخود نہو جاؤ ذرا آپ کو سنبھالو آخر جسکے واسطے تمہارا یہ حال ہوا ہے اُسنے بھی تم کو دیکھا ہے اسکو بھی چین کہاں ہوگا وہ تمہارے فراق میں سرگرداں ہوگا کوئی نہ کوئی تدبیر ملنے کی کریگا خواہ مخواہ کوئی صورت وصل کی نکالیگا الحاصل سبھوں کے سمجھانے بجھانے سے ملکہ کا رونا موقوف ہوا اور فتنہ بانو نے کہ ملکہ کی دایہ کی بیٹی تھی ساغر مے ملکہ کے ہاتھ میں دیا کہ اسکو پیو ملکہ نے کہا میں سب کے پیچھے پیونگی تھوڑی دیر کے بعد نوش کرونگی پہلے تم تو اپنے صیاد کا نام لیکر پیو قدر سے قلیل میرے واسطے رہنے دو سب سے پہلے فتنہ بانو نے جام لبالب بھرا اور اٹھا کے عمرو عیار کا نام لیکر پیا یہ سنکر امیر کا دل گھبرایا کہ عمرو یہاں کہاں آیا یہ سوچتے ہی تھے فکر کر رہے تھے کہ دوسری معشوقہ مقبل وفادار کا نام لیکر مے گلگوں کا پیالہ پی گئی اور اسیطرح ہر ایک نے دلمیں شراب لالہ رنگ پی پی گئی امیر نے اپنے دلمیں کہا کہ معقول اس راز سے ہم آگاہ نہ تھے ملکہ نے [illegible] منہ سے لگایا کہ کشندہ ہشام بن علقمہ خیبری کی یاد میں پیتی ہوں کہ جسنے تم سبکو قید سے چھڑایا ہے

بہت محظوظ ہوے اور بہت سے امور سر راز و نیاز میں ملحوظ ہوے پھر بھر کامل بزم بادہ خواری گرم رہی ملکہ ہر بار نام صاحبقران کا لیکر ساغر مے ناب پیتی تھی جب وہ پہر سے زیادہ رات گزری مجلس برخاست ہوئی ملکہ چھپر کھٹ پر جاکر لیٹی ہر چند کروٹیں لیتی مگر صاحبقراں کے خیال میں نیند نہ آتی زار زار رو تی جاتی آخر روتے روتے تھک گئی صاحبقران نے دیکھا کہ ملکہ بھی سو گئی اور ہر عورت اپنے اپنے مقام پر جاکر سو رہی سیڑھیوں کی راہ سے بام قصر سے نیچے اُترے اور دبے پاؤں ملکہ کے چھپر کھٹ کے پاس گئے دیکھا کہ ملکہ سو رہی ہے مگر چشم انتظار کھلی ہے سے آنکھیں کھلی ہوئی ہیں عجب خواب ناز ہے ؎ فتنہ تو سو گیا ہے در فتنہ باز ہے ۔ دیر تک اُسکے روے منور کو دیکھا کیے دلمیں سوچا کیے کہ تو بڑی محنت سے یہانتک پہونچا ہے کمال تکلیف اُٹھا کے یہ قرب نصیب ہوا ہے دلکی ہوس تو نکال کسی حیلہ سے صاحبقراں نے اپنے دونوں ہاتھ گل تکیوں پر رکھے چاہا کہ اُسکے لب شیریں کو چومیں ور رخسار تاباں کا بھی بوسہ لیں ہاتھ تکیوں سے پھسل گئے ملکہ کی چھاتی سے لگ گئے ملکہ چونک پڑی امیر کا تو خیال نہ رہا بے اختیار چیخ مار کے چور چور کہنے لگی ہر چہار طرف سے خواصیں جاگیں اُٹھ کر دوڑیں امیر نے کہا اے جان میں کشندۂ حشام بن علقمہ خیبری ہوں و مقتول ناز و ادا ے مہر نگار پری ہوں ملکہ امیر کو پہچانکر اپنے غل مچانے پر بہت شرمندہ ہوئی اور عذر معذرت کرنے لگی اور صاحبقران کو جھٹ پٹ چھپر کھٹ کے نیچے چھپا دیا خواصوں کو یہ کہکر بہلا دیا کہ میں خواب ہی دیکھتی اس سے چیخ مار اُٹھی اچھا تم لوگ جا کر سو رہو اپنے اپنے مقام پر جاؤ

امیر اور مہر نگار کا بارہ دری میں پلنگ جواہر نگار پر یک جا بیٹھنا
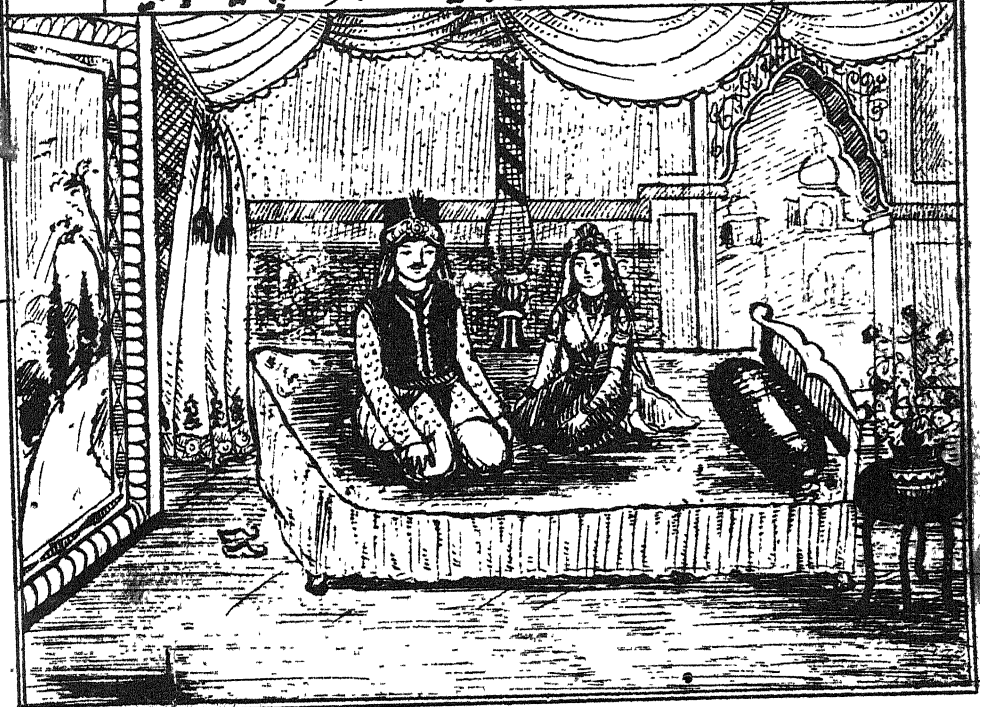
وہ تو نیند کی ماتیاں تھیں اپنے اپنے مقام پر جا کے سو رہیں صاحبقران اُنکے جاتے ہی نیچے سے نکلکر اوپر آئے ملکہ مہرنگار کے برابر آئے ملکہ نے دنکو تو دور سے نظارہ کیا تھا اب جو پاس سے دیکھا اور بھی غش کر گئی ہوش سے گزر گئی صاحبقران نے منہ سے منہ ملا کر اپنی بو جو سنگھائی تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آئی اتنے میں سپیدہ صبح کا نمودار ہوا صاحبقران نے مانند شبنم اپنی چشم نرگس میں اشک حسرت بھر کے کہا کہ اوجان خدا حافظ ہے اب کشندہ علقمہ خیبری ٹھہر نہیں سکتا ہے کہ خوف افشائے راز کا ہے بادشاہ سے سونیکا بہانہ کر کے آیا تھا اگر جیتا رہا تو پھر رات کو آکر بلا گرداں ہونگا مگر اس بسمل خنجر ناز کو بھول نہ جانا مبتلائے فراق کو دل سے نہ بھلانا ملکہ نے ایک آہ سرد کھینچی اور آبدیدہ ہو کر بولی کہ دیکھیے اتنا دن کیونکر بسر ہوتا ہے کسطرح مطمئن دل مضطر ہوتا ہے اچھا خدا کو سپرد کیا اللہ کی امان میں سونپا بس اب آپ تشریف لیجائیے + جو گذریگی ہم پر گزر جائیگی + طبیعت کو ہوگا قلق تھوڑی دیر + ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی + اسکے بعد امیر رخصت ہوئے بدستور بام قصر سے نیچے اُترے اور مقبل وفادار کو ساتھ لیکر مجلس میں پہونچے بادشاہ بھی خوابگاہ سے برآمد ہو کر بزم افروز ہوا ہر منصبدار اور وزیر وامیر دولت ملازمت سے بہرہ اندوز ہوا ہر گاہ گل خورشید کو نسیم سحری نے شگفتہ کیا اور پھول سورج مکھی کا پھولا بادشاہ امیر کا ہاتھ پکڑ کے چارچمن میں تشریف لائے اور ارباب محفل بھی اُسی مقام پر حاضر آئے امیر کو سیاب آتش دیدہ کیطرح قرار نہ تھا کسی صورت دل پر اختیار نہ تھا گھڑی گھڑی اُٹھ کر محفل سے باہر جاتے تھے اور ایوان ملکہ مہرنگار کیطرف دیکھ آتے تھے بزرجمہر نے امیر کی بیتابی دیکھکر تاڑا کہ ہو نہو امیر کا دل کسی پر آیا عمرو کیطرف اشارہ کیا اُس نے کہا میں آپ سے پہلے سوچا ہوں آپ کے پیشتر بھانپ گیا ہوں کہ حضرت کی طبیعت کسی پر آگئی ہے دلکی بیقراری دکھا رہی ہے بختک نے بھی امیر کا اضطراب دیکھ کر تجویز کیا کہ امیر کسی پر شیفتہ ہوا یہ بیقراری خالی ز علت نہیں ہے اتنا اضطراب بے تعلق طبیعت نہیں ہے بختک نے بادشاہ سے عرض کی کہ بعض لوگ ہر گھڑی محفل سے اُٹھ کر باہر جاتے ہیں مجلس کا لطف جاتا ہے صحبت کا رنگ مٹاتے ہیں حکم دیجیے کہ جو کوئی بلا ضرورت مجلس سے باہر کا قصد کریگا اُسکو سو تمن جرمانہ دینا پڑیگا بادشاہ نے اس بات کو پسند کر کے امیر سے کہا کہ اب جو کوئی اُٹھے گا وہ سو تمن جرمانہ دیگا امیر نے عرض کی کہ بہت مناسب ہے باوجود اس کہنے کے امیر دو مرتبہ مضطرب ہو کر محفل سے اُٹھے اور دو سو تمن جرمانہ کی بابت دیے بزرجمہر نے عمرو سے کہا کہ کچھ ابھی تدبیر کیا چاہیے کہ بختک محفل سے اُٹھ کر یہاں سے دفع ہو جائے اسوقت یہاں نہ رہنے پائے عمرو نے کہا کہ یہ کتنی بڑی بات ہے ابھی تو ہوا ہوتا ہے ایک فقرے میں تو لمبا ہوتا ہے یہ کہکر اُسوقت بادشاہ سے التماس کیا گوش شاہی تک پہونچا دیا کہ اسوقت عجب طرح کا سماں ہے اگر حکم حضور نفاذ پائے تو غلام اپنے ہاتھ سے دو چار جام بھر کے حضور کو پلائے بادشاہ نے فرمایا کہ اس سے کیا بہتر ہے ہمیں بھی منظور نظر ہے عمرو نے جام و صراحی کو ہاتھ میں لیکر گردش دی اور گرما گرمی شروع کی جب تین چار جام متواتر بادشاہ کو پلا چکا پھر تاجدار کو ایک ساغر پلا کے امیر کو دیا بعد ازاں خواجہ بزرجمہر کو ایک پیالہ پلایا اسیطرح سے گردش کرتا خواجہ گرگ ازالدین یعنی بختک کے منہ سے پیالہ لگایا اُسکا ماتھا ٹھنکا کہ اسوقت ضرور کچھ دال میں کالا ہے کچھ نہ کچھ گل پھولنے والا ہے عمرو کی

استدعائے ساقی گری کرنا خالی از علت نہیں ہے پر امر بھی سوائے شرارت کے نہیں ہے عمرو سے کہنے لگا کہ میں نے کل سے توبہ کی ہے میں نہیں پینے کا عمرو نے پکار کے کہا اور سب کو سنا دیا کہ عجیب بات ہے سب ارباب محفل حتیٰ کہ جہاں پناہ تک نے میری ساقی گری گوارا کی مگر بختک کو گوارا نہ ہوئی ناگوار گذری یہ نہیں جانتا کہ اگر ابلیس میرے ہاتھ سے ایک ساغر پی جاتا تو ہزاروں سجدے حضرت آدم کو کرتا ستر کبھی نہ اٹھاتا عمرو کے اس لطیفے سے بادشاہ اور جمیع اہل محفل ہنس پڑے اور بختک سے کہنے لگے کہ نفس الامر میں عمرو کا ساقی گری کرنا تکلف سے خالی نہیں ہے تعجب ہے کہ تم انکار کرتے ہو ناچار بختک نے عمرو سے پیالہ لیکر زہر مار کیا چونکہ اسمیں عمرو نے کچا جمال گوٹہ ملایا تھا ایک ساعت نہ گذری تھی کہ بختک کے پیٹ میں قراقر پیدا ہوا مروڑا ہونے لگا بادشاہ سے عرض کر کے اٹھا کہ خانہ زاد رفع ضرورت کیواسطے جاتا ہے ابھی پھرا ہوا آتا ہے جب فراغت کر کے آیا ایک لمحہ نہوا تھا کہ پھر پیٹ میں درد ہونے لگا مجبوراً اٹھکر چلا عمرو بولا کہ اب کہاں جاتے ہو ابھی تو باہر سے چلے آتے ہو اسنے کہا کہ بیت الخلا عمرو نے کہا کہ خیر ہے ابھی آپ ہو آئے ہیں پھر جایا چاہتے ہیں بختک نے بخوف جرمانہ دیگر رفع حاجت کر لی دم بھر نہ بیٹھا تھا کہ پھر خلش معلوم ہوئی لیکن جرمانے کے خوف سے ضبط کیے بیٹھا رہا جب بہت بیتاب ہوا تب تو تھام نہ سکا دست خطا ہو گیا اور پائجامے کے پائنچوں سے بہ نکلا عمرو تو اسی تاک میں تھا ساغر کو ہاتھ سے رکھکر بادشاہ کیخدمت میں التماس کیا کہ اسوقت حضور کو منظور ہے اگر خیابان کی سیر فرمائیے تو دونی فرحت حاصل ہو بڑا لطف اٹھائیے حضور کے صدقے میں اور لوگ بھی سیر کریں امن تمنا عشرت سے بھریں بادشاہ نے فرمایا عمرو اسوقت ہمارا بھی یہی جی چاہتا تھا بادشاہ امیر کا ہاتھ پکڑ کے چمنستان کیطرف متوجہ ہوئے حاضرین محفل بھی اٹھ کھڑے ہوئے بادشاہ کے جلو میں پہلے بختک بھی بضرورت اٹھا لوگوں نے دیکھا کہ بختک کی کرسی نجاست سے بھری ہوئی ہے اور اسکے پائنچوں کی راہ سے نجاست بہہ رہی ہے قالین کرمانی بھی جو اسپر بچھا تھا غلیظ ہو گیا عمرو نے بادشاہ کو اطلاع دی اس حال کی خبر کی بادشاہ کا دماغ تو پہلے ہی سے پراگندہ ہو چکا تھا یہ حال سنکر نہایت آشفتہ ہوا۔ عادی کو بلوا لیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ گوہی بدتمیز ہماری صحبت کے قابل نہیں ہے اسے باغ سے نکالدو ہمارے سامنے سے دور کرو عادی تو پیشتر سے اسپر زہر کھائے ہوئے تھا حکم ہوتے ہی بختک کو داڑھی پکڑ کے گھسیٹتا ہوا لے گیا خواجہ بزرجمہر نے دلمیں کہا کہ ہر چند بختک کو تو بحکمت عملی محفل سے نکالا مگر امیر کا اضطراب دمبدم بڑھتا جاتا ہے خدا جانے سبب اسکا کیا ہے ایسا نہو کہ بادشاہ کچھ دلمیں جانیں تو بدگمان ہوویں پھر اور ہی سامان ہوویں ہاتھ باندھ کر بادشاہ سے التماس کیا کہ حمزہ حضور کی قدردانی سے بہت احسانمند ہوا تا حیات مستعار ممنون رہے گا تمام عمر مدح و ثنا سلطان عالم کی قدردانی کی کرے گا اب قبلۂ عالم محل کے سریر سلطنت پر رونق افروز ہوں کہ خلق اللہ منتظر عدالت ہے رعایائے شاہی امیدوار زیارت ہے بادشاہ کو بزرجمہر کا کہنا بہت پسند آیا امیر کو خلعت شاہانہ دیکر رخصت فرمایا اور آپ بارگاہ میں تشریف لایا مصروف بعدالت و انصاف ہوا

بیتابی ملکہ مہرنگار کی امیر کے فراق میں اور جانا اسکا امیر کے آرزو کیطرف امیر کے اشتیاق میں

محرران دفتر عشق لکھتے ہیں کہ صاحبقران تلشاد کام ہر جا کے گھڑیاں اور ساعتیں گنا کیے اور روز ہجران کو بامید شب وصال بسر کیا کیے ہرگاہ سیمرغ خورشید نے آشیانۂ مغرب میں بسیرا لیا اور تدرو ماہ سطحۂ صحن فلک پر خوشخرام ہوا امیر نے دست بقچہ لباس شبروی کا طلب کیا جامۂ اطلس سیاہ گلے میں پہنا کمربند زربفت سیاہ کمر میں باندھا شملہ سیاہ شال کا سر پر لپیٹا خنجر و شمشیر کو داب میں لگا کر پاتابہ صوف کا پاؤں میں چڑھایا اسپر کفش صندلی پہنکر کمند کا حلقہ شانہ سے لگایا نقاب سیاہ ریشم کا اپنے منہ پر ڈالکے اس سج دھج سے مقبل کو ہمراہ لیکر خیمے سے نکلے اور ملکہ مہرنگار کے محل کیطرف عازم ہوئے اثنائے راہ میں عمرو چھپا ہوا کھڑا تھا جست کرکے بولا کہ خبردار او چور کہاں جاتے ہو کیوں آپکو مجھ سے چھپاتے ہو تم نہیں جانتے کہ میں طلایہ پھرتا ہوں گشت کر رہا ہوں کیا لطف ہو کہ رہزن کے لوگ انکو پکاروں اور آپکو صبح تک پہرے میں بٹھلاؤں امیر نے کہا کہ او دزد مکار سچ کہتا ہے کیوں بیہودہ حارج ہوتا ہے اسنے کہا اے امیر معلوم ہوا کہ میں نامحرم ہوں تب تو مجھ سے اپنا راز چھپایا مجھے ایسا نامحرم اور بدخواہ اپنا ٹھہرایا امیر نے فرمایا کہ اگر تو نامحرم ہوگا تو محرم کون ہوگا مگر اسلیے میں نے تجھ سے نہیں کہا کہ تو مجھ کو نصیحت کریگا اور میں اپنے اختیار میں نہیں ہوں لیکن قابو نہیں کیا کروں اے آتو بھی میرے ساتھ چل کوچہ جانان میں جاتا ہوں دل کی بیتابی وصل محبوب سے مٹاتا ہوں عمرو نے پوچھا کہ شہریار وہ کون ہے اور کیسی ہے آدم زاد ہے یا حور ہے کہ پری ہے کہ جسکے واسطے تم سا مستقل مزاج بیقرار ہے سراسیمہ و درپے اضطرار ہے امیر نے فرمایا کہ سننا بھلا کہ دیکھنا چلکر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے در حسن خداداد کی داد دے امیر عمرو سے باتیں کرتے باغ داود کیطرف چلے جاتے تھے اور فرط شوق سے بے تحاشا قدم بڑھاتے تھے ملکہ مہرنگار کا حال سنیے کہ امیر کے فراق میں کس مصیبت سے اسنے دن کاٹا وہ دن رنج و غم میں گزرا دن بھر چھپر کھٹ پر منہ لپیٹے پڑی رہی نہ اٹھی نہ بیٹھی نہ منہ دھویا نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا نہ تکیے پر سے سر اٹھایا نہ کنگھی کی نہ چوٹی کی نہ پوشاک بدلی مگر ہاں تمام دن اشکوں سے منہ دھویا کی خواصوں نے ملکہ کا حال دیکھ کر فتنہ بانو سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ نے کہیں دل اپنا لگایا کہ خواب و خور حرام ہے نہ دن کو چین ہے نہ رات کو آرام ہے دایہ سے یعنی اپنی ماں سے اس راز کو افشا کرو اُن سے جا کے یہ ماجرا کہو کہ وہ کچھ تدبیر کریں فتنہ بانو نے کہا میں تو نہیں کہنے کی مگر تم اماں جان سے کہو اُنسے جا کے یہ حال بیان کرو میرے کہنے سے تمہارا کہنا زیادہ ہے دیکھو تو انکا کیا مشورہ ہے کیا ارادہ ہے آخر چند خواصوں نے بالاتفاق دایہ سے اس ماجرے کی خبر کی دایہ بدحواس ملکہ پاس دوڑی گئی دیکھا تو واقعی ملکہ کا عجب حال ہے نہ کھانے پینے کا ہوش ہے نہ بناؤ سنوار کا خیال ہے منہ لپیٹے ہوئے چھپر کھٹ میں پڑی ہے چہرہ سے وحشت ٹپک رہی ہے دایہ نے چادر کو منہ سے اٹھا کر کہا کہ بنو خیر تو ہے نصیب دشمناں مزاج کیسا ہے چھپر کھٹ میں پڑے رہنے کی وجہ کیا ہے مجھ سے نہ چھپاؤ درد دل اپنا بخوف و خطر مجھ کو سناؤ چھٹپن سے میں تمہاری محرم راز ہوں صدقے جاؤں تمہارے اوپر سے نثار اور جانباز ہوں ملکہ نے کہا کہ ہر چند شرم مانع ہے مگر بے تم سے کہے بھی کام نہیں چلتا ہے کہ میرے سوز جگر سے تمہارا دل جلتا ہے اے دایہ کشندۂ ہشام بن علقمہ کا تیر عشق میرے جگر کے پار ہو گیا ہے بے مرہم وصال کسیطرح سے یہ زخم اچھا ہوتا نہیں معلوم ہوتا ہے دایہ بولی کہ ملکہ مقام غور ہے

کہ کیسے کیسے شاہزادگان کیانی و ساسانی کا پیغام آیا اور تم نے قبول نہ فرمایا اور یہ شخص مسلمان غیر کفو غیر مذہب میرے نزدیک مناسب تو نہیں ہے کہ تم اسکے پہلو میں بیٹھو اسکی ہمنشین ہو ملکہ نے کہا اے دایہ عشق کو مذہب و غیر مذہب سے کیا سروکار ہے یہ تم خوب سمجھ لو کہ بے وصال صاحبقران کے جان میری نہیں بچنے کی دل بے صبر بیقرار ہے یہ کہکر ایک عنبر چہ تین ہزار روپئے کی خرید کا گلے سے اُتار کر دایہ کو دیا اور اُس عجوزہ روزگار سے کہا کہ دایہ بہت کچھ صاحبقران سے میں تجھ کو دلوا دونگی اور اپنے پاس سے بھی بہت کچھ عنایت کرونگی دایہ طمع میں خواجہ عمرو سے کچھ کم نہ تھی عنبر چہ دیکھتے ہی منھ میں پانی بھر آیا سب کچھ مان لیا جو ملکہ نے فرمایا اور یہ بھی سوچی کہ ملکہ نصیحت پذیر نہیں ہوگی تو اپنا فائدہ کیوں چھوڑے ملکہ سے بولی کہ اگر یہی مرضی ہے دلمیں یہی ٹھنی ہے تو اُٹھو حمام کرو پوشاک بدلو زیور پہنو اپنے کو ہر صفت کرو پہر رات گزرے لباس شبروی کا پہنا کر میں تم کو صاحبقران کے پاس لیچلونگی تمھاری تمنائے دلی پوری کرونگی مگر صبر کو ہاتھ سے نہ دو کہ راز افشا ہو جائیگا اسکے ظاہر ہونے میں سوائے نقصان کے کچھ سود نظر نہ آئیگا ملکہ کو تسکین ہوئی طبیعت ٹھہری اسیوقت اُٹھکر حمام کیا اور لباس کنیزی پہنا جب گھڑیالی نے پہر رات کا گجر بجایا موگری کو گھڑیال پر لگایا دایہ نے ملکہ کو لباس شبروی بدلوایا اور آپ بھی مردانہ بھیس بنایا بام قصر پر جو برج تھا کمند کو اُس سے باندھکر ملکہ کو لے اُتری اور تل شادکام کی راہ لی تھوڑی دور امیر کا اُردو باقی رہا تھا قدر ما مسافت طے کرنا تھا کہ تین شخص سیاہ پوش کھائی دیے اور اسی جانب جس طرف سے ملکہ جاتی تھی آتے نظر پڑے ملکہ اور دایہ انکو دیکھ کر ایک درخت کی آڑ میں ہو گئیں دونوں کی دونوں آپکو چھپانے لگیں امیر کی بھی نگاہ ان دونوں سیاہ پوشوں پر پڑی اور انکی یہ حرکت دیکھی مقبل سے باواز بلند فرمایا کہ مقبل دیکھنا یہ دونوں سیاہ پوش عورتیں کون ہیں کہ جو اسوقت بے پردے گھر سے باہر نکلی ہیں در پردہ اپنے گھر والوں سے کسیطرف جاتی ہیں ملکہ نے آواز امیر کی پہچان کے یہ دوہرہ اور شعر باواز بلند پڑھا ؎ یاں جنکے لیے اپنی یوں جان نکلتے ہیں + اس راہ سے وہ کیسے انجان نکلتے ہیں + دوہرا جہ کارن شنگی سٹری او رہا دری ہا یوچھت ہے انجان کو یہ دیکھیا کو آئے + مقبل جو نزدیک آیا دیکھا ملکہ مہر نگار ہے وہی یمبر نازک اندام یا سرخ گلعذار ہے امیر کو وہیں سے پکارا بے اختیار نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر چلا اُٹھا کہ آپ تشریف لائیے یہاں آکر پہچانیے ملاحظہ فرمایئے کہ کون ہیں اور کہاں کا قصد فرمایا ہے کسکی جستجو میں گھر سے قدم نکالا ہے شعر کس کسکو آرزو نہیں تیری خبر ملے + ہم پا برہنہ پھرتے ہیں جو رشتہ سر کھلے + امیر جو آکر دیکھیں تو ملکہ ہے خوشی کے مارے اپنے جامہ میں نہ سمائے باچھیں کھل گئیں گھر بیٹھے خضر آئے خوشی سے ایسے پھولے کہ ہفت اقلیم کی سلطنت بھولے ملکہ کا ہاتھ پکڑ کے اپنے خیمے کیطرف پھرے زہرہ و مشتری لیے ہوئے اپنے مقام پر چلے عمرو نے آکر سلام کیا اور بکمال ادب سے یہ کلام کیا کہ حقیقت میں ملکہ آفاق یہ تو آپنے بڑا احسان کیا کہ ہم لوگونکو اسوقت شبروی سے باز رکھا حضرت کی کشش آپ کو کھینچ لائی انکے صدقے میں ہم کو بھی زیارت نصیب ہوئی تمنائے دلی بر آئی ؎ عشقبازوں میں کرامات نہو کیا معنی + جسکو جی چاہے ملاقات نہو کیا معنی + ملکہ نے مقبل سے پوچھا کہ یہ کون ہے اور کیا نام ہے کہاں مسکن و مقام ہے مقبل نے کہا کہ خواجہ عمرو عیار یہی ہے زمانے میں آپ ہی کی عیاری کی شہرت ہو رہی ہے

ملکہ اسکی ہیئت کذائی دیکھ کر حیران ہوئی اور بار بار امیر کی صورت گوشۂ چشم سے دیکھتی تھی امیر جب بارگاہ میں ملکہ مہر نگار کو لیکر داخل ہوئے ملکہ کو اپنے پہلو میں بٹھایا بادۂ ارغوانی جام بلوریں میں بھر بھر کر اپنے ہاتھ سے پلایا اور ملکہ ایک جام و صراحی ہاتھ میں لے امیر کو پلانے لگی عمرو میٹھا ہوا گا یا کیا امیر نے دایہ کو کئی ہزار تومان اور ایک کشتی جواہرات کی دیکر مالا مال کر دیا اور بہت سے

امیر اور مہر نگار اور عمرو اور فتنہ بانو کا باہم شراب پینا

انعام کا امیدوار کیا قبل از صبح کاذب امیر مقبل و عمرو کو اپنے ساتھ لیکر ملکہ مہر نگار کو اُسکے قصر میں پہونچا آئے اور دوسری ملاقات کا وعدہ واثق ٹھہرا آئے جسوقت ملکہ مع دایہ محل میں داخل ہوئی بعض بعض خواجہ سرا جاگتے تھے دونوں سیاہ پوشوں کو دیکھ کر چور چور کہکے غل مچانے لگے جب روز روشن ہوا اور دونا بھی نہ دکھائی دیا تو ناظر نے ملکہ مہر انگیز سے عرض کی صبح کو جا کر ورد ی بولی کون کسکے دلمیں بیٹھا ہے نیک مد بد و بد اندر نیک سب ہی قوم میں ہوتا ہے اولی یہ ہے کہ کوئی سردار شاہزادی کے محل کے گرد طلایہ پھر نیکو مقرر ہووے کہ وہ بکمال ہوشیاری اور بیدار مغزی سے ڈھونڈھ کرے ملکہ نے یہ بات پسند کی اور بادشاہ کو اطلاع دی بادشاہ نے عنتر تیغزن نامے پہلوان کو چار سو سوار پیادے کی جمعیت سے ملکہ مہر نگار کے محل کی پاسبانی کیواسطے مامور کیا اور گشت پھرنے اور چوکی پہرے مقرر کرنیکا حکم دیا امیر کی سنیے کہ آدھی رات تلک ملکہ مہر نگار کا انتظار کیا جب ملکہ نہ پہونچی اور عنتر تیغزن کا مقرر ہونا محل کی نگاہبانی کیواسطے سُنا درد دل نے بیتاب کر دیا لباس شبروی کا مانگا عمرو امیر کا حال دیکھ کر رو دیا اور ہاتھ باندھ کر پاؤں پر گر پڑا کہ حمزہ خدا کیواسطے آج کی رات خیمے سے باہر نہ نکلنا چاہیے دلکو سنبھالنا چاہیے کہ عنتر تیغزن کو بادشاہ نے پاسبانی کیواسطے مقرر کیا ہے اور اُسکو نگہبانی و ہوشیاری کا حکم دیا ہے مبادا عنتر تیغزن دیکھ پاوے اور تجھ کو کچھ ایذا پہونچاوے خدانخواستہ نصیب دشمناں عزت آبرو میں فرق آویگا جو کچھ آپنے نام و نشان پیدا کیا ہے سب برباد ہو جاویگا دشمنوں کی بن آئیگی طعن و تشنیع کرینگے بنی بات بگڑ جائیگی یا تو امیر روتے تھے یا بے اختیار ہنس پڑے اور فرمانے لگے کہ عمرو تجھ کو سودا ہوا ہے مجھ کو مرنے سے ڈراتا ہے تو نہیں جانتا کہ میں کشندۂ ہشام بن علقمہ

خیبری ہوں اس دن کو خدا کے فضل سے کب خیال میں لاتا ہوں ان بزدلوں کے مقابلے سے کب ہچکچاتا ہوں مگر ہاں تجھ کو اپنی
جان عزیز ہے تو میرے ساتھ نہ چل گھر سے باہر نہ نکل یہ کہکر مقبل کو اپنے ساتھ لیا اور ملکہ مہر نگار کے محل کیطرف کا ارادہ کیا
عمرو سے کب رہا جاتا تھا پیچھے پیچھے امیر کے ساتھ لگا ہوا چلا گیا جب باغ و ادکے قریب پہونچے تو دیکھا کہ عنتر کا طلایہ مشعلیں ور چوب
مہتاب روشن کیے بیدار باش ہوشیار باش کہتا ہوا چلا آتا ہے اور ہمراہ اُسکے ہرکاروں کا بھی پرے کا پرا ہے ایک جا پر کچھ گنجان
درخت تھے امیر ہمراہیوں سمیت اُن درختوں میں دب گئے جب طلایہ نکل گیا محل کے نیچے جا کر بدستور مقبل کو نگہبانی کیواسطے چھوڑا
اور آپ مع عمرو سقف قصر پر پہونچے دیکھا کہ ملکہ مہر نگار پوشاک شاہانہ پہنے سامان مجلس آراستہ کیے بیٹھی ہے اور انتظار امیر کا
کر رہی ہے جام و صراحی کی کشتیاں آگے رکھی ہوئی ہیں شمعہائے کافوری کثرت سے روشن ہو رہی ہیں ایک پہلو میں طرار خوبان
مقبل کی عاشق اور دوسرے پہلو میں فتنہ بانو دختر دایہ عمرو عیار کی دوست صادق بیٹھی ہیں اور سوائے اُن دونو کے
جو خواصیں کہ ملکہ کی محرم راز ہیں وہ سامنے ساز و سرود لیے ہوے بزم خلوت میں منتظر ارشاد کی ہیں اور ملکہ دیدہ انتظار
سقف قصر کیطرف لگائے ہوے بشاش بیٹھی ہے چشم انتظار سے دیکھ رہی ہے دایہ نے کہا بلا لوں آج صاحبقران کا آنا
بہت دشوار ہے کہ عنتر چار سو سوار و پیادہ سے طلایہ پھر رہا ہے ہر طرف صدائے بیدار باش ہوشیار باش کا غل مچا ہے ملکہ
بولی کہ اے دایہ اگر صاحبقران واقع میں میرے عاشق صادق ہیں تو طلایہ تو کیا اگر تمام فوج شاہ کی طلایہ پھرے تو بھی وہ
دم کے دم میں آتے ہیں اور میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ صاحبقران کوئی دم میں پہنچتے ہیں صاحبقران ملکہ کی باتیں سنکر
دلمیں خوش ہوے اور سقف سے نیچے اُترے ملکہ نے دایہ سے کہا کہ کیوں میں نہ کہتی تھی دیکھو وہ صاحبقران آئے اٹھکر صاحبقران
کا ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھلایا اور بہت شوق و ذوق کا تذکرہ طرفین سے زبان پر آیا شراب آتشیں ڈھلنے لگی ملکہ نے اپنے ہاتھ
سے جام مے گلگوں بھر بھر کے امیر کو دینا شروع کیا صاحبقران ملکہ کی گردن میں ہاتھ ڈالکر شراب پینے لگے اور لب سے لب اور سینے
سے سینہ جوش مستی میں ملے اور عمرو گانے لگا اور تانیں اُڑانے لگا اُسکی خوش فعلیوں سے ملکہ کا دل بہت خوش ہوا عمرو سے مخاطب
ہو کر کہا کہ ان معشوقوں سے کوئی پسند ہے کسی کا تو بھی آرزومند ہے عمرو بولا کیونکر عرض کروں وہ آپکی بڑی مصاحب ہیں
سب محل والیوں پر غالب ہیں مجھے کاہیکو قبول کرینگی میرے نام پر گالیاں دینگی ملکہ نے قسم دیکر کہا کہ انہیں سے جو منظور نظر ہو
اُسکے پہلو میں جا کر بیٹھ اور بے تکلف اسکے زانو سے زانو ملا کر بیٹھ عمرو کود کر طرار خوبان کی بغل میں جا بیٹھا اور اُسے نظر محبت سے
دیکھنے لگا وہ عمرو کو گالیاں دینے لگی تیوری بھوں چڑھا کر اُٹھ کھڑی ہوئی ملکہ نے کہا کہ عمرو وہ کیا کہتی ہے کیا کچھ برا بھلا کہتی
ہے عمرو بولا کہ حضور کیا کہینگی ناز کرتی ہیں غمزے آغاز کرتی ہیں دل ہی جانتا ہوگا کیسا ہی خوش ہوا ہوگا ملکہ ہنستے ہنستے لوٹ
لوٹ گئی اور ایسے ترے کہنے لگی کہ عمرو سچ کہہ اُسکی کون سی بات تجھ کو پسند آئی کہ اُسکے ساتھ محبت اور الفت جتائی عمرو
بولا کہ اُسکے پاس روپیہ بہت سا ہے اسیکا مجھے لالچ آیا ہے اس بات پر دوبارہ ہنسی پڑی تمام مجلس لوٹ گئی طرار خوبان جو دق
ہونے لگی ملکہ مہر نگار بولی کہ اے طرار خوبان تو بھی کتنی بیمروت نکچڑھی ہے الگ کھڑی اور روٹھی ہے اری عمرو دوسرا امیر ہے

عیاروں اور فیقوں کا پیر ہے اُنکی معشوقہ مجھ سے رتبے میں کم نہیں ہے اُس سے بہتر آدمی سالیقے کیواسطے تیرے سر کی قسم نہیں ہے
اس اختلاط کے بعد امیر نے ملکہ سے جناب وحدت کا اقرار لیا اور کلمہ تلقین کیا ملکہ نے اسلام قبول کیا امیر سے کہا کہ جبتک
میں جیتی ہونگی اطاعت کرونگی آپکے حکم سے باہر نہونگی امیر نے فرمایا کہ میں بھی جب تک تم سے عقد نکاح نکرونگا کسی عورت کو آنکھ
اٹھا کر نہ دیکھونگا بالکہ یکدیگر یہ قول و قرار ہو رہا تھا کہ صبح کا تارا چمکا امیر ملکہ سے رخصت ہوئے اور مع عمر بام قصر سے نیچے اُتر کر
اپنے خیمہ گاہ کیطرف چلے اثناء راہ میں عنتر کا طلایہ ملا اور اُن لوگوں نے چور چور کہکر امیر کا پیچھا کیا امیر نے تلوار کھینچکر دس بارہ
آدمی واصل جہنم کیے اور آپ بخیر و خوبی عافیت تمام اپنے اردو میں پہونچے جب آفتاب برآمد ہوا عنتر نے دیکھا کہ سولہ اپنے آدمی
کسی غیر شخص کی لاش نظر نہیں آتی سولے خیریت کے اور کوئی بات کہی نہیں جاتی بادشاہ سے تمام حال جاکر عرض کیا اور قصہ عجب کا
کہا اُسدن جو صاحبقران حسب دستور دربار میں گئے بادشاہ نے فرمایا تم نے کچھ اور سنا ہے اے ابوالعلا عجب ماجرا ہے میں نے
چوروں کا غل سنکر عنتر کو محل کی پاسبانی کیواسطے مقرر کیا تھا سو آج آخر شب کو دس بارہ آدمی اُسکے ہمراہیوں میں سے مارے گئے اور چور کا
پتہ نہ لگا ہر چند تکلیف تو ہوگی مگر آپ محل کی نگہبانی کرینگے تو چور گرفتار ہوگا یا مارا جاتا تمہارے لوگ خوب پاسبانی کرتے امیر نے کہا میں تابعدار
ہوں جو حکم ہوگا بجا لاؤنگا اور تعمیل ارشاد کرونگا لوگوں نے سنکر کہا کہ بادشاہ نے خوب انتظام کیا جو صاحبقران کو محل کی پاسبانی
کا انتظام دیا اگر کوئی پاسبانی ہے تو امیر کا نام سنکر کبھی اُسطرف کو قدم نہ دھریگا اور اگر عیار ہو یا تم کو تمہیں سے کوئی ہے وہ بھی جرأت
نکریگا مگر بختک نے اپنے دل میں کہا کہ وہی مثل ہوئی بلّا سے بچے کو ال بُ رکھا بیٹھا بادشاہ نے گوسفند کی نگہبانی کیلئے گرگ کو مقرر کیا ہے
نہ سمجھے تفتیش اتنی نادانی حضرت کی بجا فرمانی بعد برخاست ہونے دربار کے امیر خوش خوش اپنے خیمے میں آئے اور معتمدین خاص کو وار
اور سپاہی اپنے روبرو بلوائے ابن مقبل کیساتھ دو سو آدمی طلایہ پھرنے کیواسطے بھیجے اور آپ بدستور جب رات گذرے عمرو
عیار کو ساتھ لیکر ملکہ کے پاس پہونچے ساری رات شراب پی اور گانا عمرو کا سنتے رہے جب صبح قریب ہوئی امیر ملکہ سے رخصت ہوکر
تلشادکام پر تشریف لے گئے اب تو کسی کا خوف و خطرہ باقی نہ رہا تمام شب بے مزہ ہوتا اور نہ ہایک وقت دربار میں جاکر بادشاہ سے کہا
کہ فدوی حسب الحکم تمام رات طلایہ پھرا مگر کسی چور کو نہ دیکھا بادشاہ نے فرمایا کہ تمہارے خوف سے کوئی نہیں آیا اگر وہ آتا قصد کرونگا
تو مارا جاوےگا یہ کہکر بادشاہ نے امیر کو خلعت دیا اور کلمات تحسین کہکر بہت خوش کیا بختک نے بادشاہ سے عرض کی کہ آج قارن
دیوبند کو کہ سپاہیوں میں بزرگ اور مشہور ہے طلایہ پھرنیکا حکم دیجیے اور اُسکی کارگزاری اور جانفشانی ملاحظہ کیجیے بادشاہ نے
اُسکا کہنا قبول کیا اور قارن کو طلایہ پھرنیکا حکم دیا بختک نے بجائے خود قارن سے کہا اے پہلوان تو طہمورث دیوبند کی اولاد میں
سے ہے بہت ہوشیاری سے طلایہ پھرنا گشت کرنا جو سامنے آجائے گرفتار کرلینا ہتھیار کرے تو ہتھیار کرنا خبردار دیو بھی ہو تو ہرگز
نہ چھوڑنا اُس نے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ تیری مرضی کے موافق کام کرونگا اور بادشاہ کے روبرو بھی سرخرو ہونگا جب دربار برخاست
ہوا امیر تلشادکام پر تشریف لیگئے اور رفیق اور مصاحب بھی ساتھ رہے قارن دیوبند نے تین سو پہلوان اپنے دستے میں سے
انتخاب کیے اور سر شام طلایہ پھرنیکا ملکہ نے جو قارن کے طلایہ پھرنیکی خبر سنی کمال مضطر ہوئی دایہ سے کہا کہ آج قارن دیوبند

طلایہ پھرنے پر مامور ہوا امیر یقیناً آپکا قصد کرینگے کوئی ایسا ہو تا کہ وہاں جاتا اور میری طرف سے امیر کو منع کرآتا کہ آج تم آپکا ارادہ نکرنا دایہ بولی کہ امیر ایسے نادان نہیں ہیں آج وہ آپ نہ آوینگے اُنکو بھی تو اپنی عزت و آبرو کا پاس ہے امیر کا حال سنیئے کہ جب دو پہر رات گزری لباس شبروی کا طلب کیا عمرو نے اپنا سر پیٹا کہ حمزہ معلوم نہیں تمھیں کیا ہو گیا ہے ایک رات بھی صبر نہیں ہو سکتا امیر نے کہا کہ عمرو عشق اور صبر میں لاگ ہے یہاں تو بھڑک رہی عشق کی آگ ہے اور میرے جانیکا سدراہ کون ہو سکتا ہے کسکا کلیجہ اتنا ہے عمرو نے کہا قارن دیو بند ایسا پہلوان نہیں ہے کہ وقت پر طرح دیجائیگا اور آپسے بر سر مقابلہ نہ آئیگا امیر نے فرمایا کہ جب میں قارن سے ڈرا تو عشق عاشقی کر چکا یہ کہکر لباس شبروی اپنے بدن پر آراستہ کیا اور ملکہ کے قصر کا راستہ لیا خیمے سے باہر نکلے مقبل و عمرو بھی ساتھ ہوئے دیکھا کہ چند گروہ جدا جدا چوریتا میں وشن کیے ہوئے طلایہ پھر رہے ہیں جب امیر باغ میں پہونچے دیکھا کہ قارن ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اپنے ہمراہیوں سے ہوشیار و خبردار کی تاکید کر رہا ہے مقبل نے امیر سے کہا کہ حکم دیجیے کہ کمان کاندھے سے اُتاروں ایک ایسا تیر ماروں کہ قارن کرسی سے وصل ہو جائے جگہ سے نہ اُٹھنے پائے امیر نے کہا کہ مجھے کیسکے مارنے سے کیا کام ہے اُسے بیٹھا رہنے دو میری بلا سے اگر وہ سرگرم اہتمام ہے جو کوئی میرا سدراہ ہوگا اُس سے سمجھ لونگا آج سے اسطرح پیش آؤنگا یہ کہکر چھپتے چھپاتے اُسکی نگاہ سے اپنے کو بچاتے قصر کی دیوار کے نیچے پہونچے مقبل کو بدستور کھڑا کرکے آپ مع عمرو کمند لگا کر محل پر چڑھ گئے ملکہ کو دیکھ کر باغ باغ ہو گئے اور دوڑ کر گلے سے لپٹے تمام رات عیش و عشرت میں گزرانی قریب صبح رخصت ہونیکی ڈمیں اُٹھانی صاحبقران اپنے مقام کے عازم ہوئے ملکہ سے رخصت ہو کر چلے پہلے عمرو اُترا جب نوبت صاحبقران کے اترنیکی آئی قارن نے دوڑ کر امیر کے تلوار لگائی امیر تو بچے مگر وہ تلوار کمند پر پڑی کمند دو ٹکڑے ہو گئی ہر چند صاحبقران کو مقبل نے روکا مگر لنگر امیر کا مقبل سے کب سنبھل سکتا تھا صاحبقران کا سر دیوار سے ٹکرا کر پھوٹ گیا اور تھوڑا سا خون بھی نکلا اسوقت مقبل و عمرو نے کئی آدمی سنگ فلاخن و تیر سے مارے اور بہت سے تیر ہمراہیوں پر اُتارے قارن نے جو دیکھا کہ حمزہ ہے پہچانا نہ گیا مگر اُس کمند کو بادشاہ کی خدمت میں گزرانا اُس کمند پر نام حمزہ کا منقوش تھا بادشاہ دیکھ کر کمال ناخوش ہوا اسیوقت بزرجمہر کو بلا کر فرمایا کہ خواجہ حمزہ نے یہ کیا حرکت کی یہی مقتضائے شرافت و تلافی ہماری خاطر داری کی تھی بزرجمہر نے کہا کہ یہ کمند جعلی ہے کسی نے جعلسازی کی حمزہ ایسا نہیں ہے کہ جس سے ایسی حرکت نا ملائم وقوع میں آوے اور محل شاہی کیجانب کسیطور اُسکا خیال جاوے قارن بولا کہ حمزہ کا سر بھی دیوار سے لگ کر پھوٹ گیا ہے شاید کچھ خون بھی نکلا ہے بلا کر دیکھ لیجیے بادشاہ نے امیر کو طلب کیا چوبدار طلبی کیواسطے بھیجا امیر کا حال سنیئے کہ جب خیمے میں پہونچے اور اپنے راز دار و نمیں ٹھہرے دلمیں تصور کیا کہ یقیناً قارن زخم سر کا حال بادشاہ سے کہیگا کمال رسوائی ہوگی نہایت بُرائی ہوگی ستار العیوب مجیب الدعوات کی درگاہ میں مناجات کرتے تھے ۔ وردکر دعا مانگتے تھے کہ میرے راز کو نامحرموں سے چھپا میری عزت و آبرو کو دشمنوں سے بچا یہ قدر و منزلت تیری بخشی ہوئی ہے یہ قوت و طاقت تجھ ہی نے عطا کی ہے تو عالم الغیوب ہے میری نیت بد نہیں مرتکب حرام کا نہیں ہوا ہوں ایک کافر کو دائرۂ اسلام میں لایا ہوں میرے زخم سر کا نشان بھی نہ رہے کسی پر میرا راز نہ کھلے امیر یہ دعا مانگ رہے تھے کہ دفعۃً ایک غفلت سی آ گئی

جھپکی سی لگ گئی دیکھا کہ حضرت براہیم ہاتھ سر پہ پھیر کر فرماتے ہیں کہ حمزہ اُٹھ تیرے سر کا زخم اچھا ہو گیا کسی طرح کا نشان باقی نہ رہا آنکھ جو امیر کی کھل گئی سر کو ٹٹول کے دیکھیں تو زخم سر کا نشان بھی نہیں ہے تمام سر پہ علامت کسی عنوان بھی نہیں ہے حکم ہوئی کہ بادشاہ نے یاد کیا ہے جلد حاضر ہونیکا حکم دیا ہے امیر بادشاہ کی خدمت میں گئے اور رفقا بھی ہمراہ پہونچے بادشاہ نے بلطف و لطائف الحیل امیر کا سر جو دیکھا تو زخم کیا کوڑا بھی سر پہ نہ ملا بادشاہ نے بزرجمہر کے قول کو سچ جانا اور قارن پہ عتاب فرمایا کہ حمزہ پہ تہمت تو نے کیوں کی اور ایک شریف کی آبرو کی فکر کیوں کی اور اُسے دربار سے نکلوا دیا اور امیر کو خلعت سے سرفراز کیا چند روز کے بعد بہرام نے بھی غسل صحت کیا اور بادشاہ کے حضور میں پھر حاضر رہنے لگا ایک دن سر دربار بزرجمہر نے بادشاہ سے عرض کی کہ جب سے خسرو بلاد ہندوستان ملک لندھور بن سعدان شاہ تخت پہ بیٹھا ہندوستان کا خراج خزانہ عامرہ میں داخل نہیں ہوتا ہے اور سبب اُسکا یہ ہے کہ خسرو بلاد ہندوستان از بس زور آور ہے اور نہایت طاقت ار الحیم شحیم تناور ہے چنانچہ ایک ہزار سات سو من تبریزی کا اُسکا گرز گراں ہے اور ہزاروں پہلوانوں میں ایک پہلوان ہے بڑی شان و شوکت سے اسکی سواری ہے اور ہاتھی پر سوار ہوتا ہے تصویر اپنی مع گرز و فیل بنوا کر طاق کسریٰ کے دروازے پر کھڑی کی ہے کسی کیانی کا گھوڑا خوف سے اُس تصویر کے پاس نہیں جاتا ہے اور کسی قسم کا گھوڑا عربی ہو یا تازی یا ترکی ہو یا عراقی اُسکے آگے قدم نہیں بڑھاتا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ کچھ اسکی تدبیر کیا چاہیے چونکہ بزرجمہر مرد ہوشیار اور جہاندیدہ تھا گرم و سرد زمانہ چشیدہ عمر رسیدہ تھا امیر کی پیشانی سے تاڑ گیا تھا کہ اُنکا دل محل میں کسی پہ آیا ہے اور وہاں سوائے ملکہ مہر نگار کے کون ایسا ہے اور جو ایسے واقعات پیش آئے اور چور کے پتے نہ لگنے پائے تو اس سے بھی یقین ہوا کہ اس حرکت کا آدمی سوائے امیر کے اور کہاں پیدا ہو سکتا تھا کہ انھیں جوش شباب ہے نیک و بد کچھ سوجھتا نہیں پھر انجام کا خیال اصلا نہیں اگر کوئی حرکت وقوع میں آئی اور کسی حرامزادے نے خبر لگائی تو مفت کی بدنامی ہوگی اور چونکہ میں حامی اور مددگار ہونگا میری بھی رسوائی ہوگی لہذا فکر کر کے یہ صورت نکالی جانتا تھا کہ اس مہم کا کوئی قصد نہ کریگا سوائے امیر کے اور کوئی حامی نہ بھریگا برائے چندے اُس طرف جائیں کہ اس بلائے عشق سے نجات پائیں بزرجمہر نے عرض کی کہ اس سے بہتر تدبیر نہیں ہے جب اُمرا دربار میں حاضر آئیں حضور سر دربار فرمائیں کہ خسرو بلاد ہندوستان ملک لندھور بن سعدان شاہ کو نخوت کے زور نے میری اطاعت سے باز رکھا ہے اپنے دل میں سمجھتا ہے کہ پردۂ زمین پر میرے مقابلے میں کوئی زور آور نہیں ہے کوئی اس عالم میں میرا ہمسر نہیں ہے دیکھیے کہ کون اسکی مہم کی حامی بھرتا ہے کون اُس مردود کو زیر کرتا ہے —

عریضہ بھیجنا لندھور کی شکایت میں اشرار شاہ سعدان شاہ کا اور امیر کا قصد اسکی گوشمالی کیواسطے ہندوستان کا

سمند خامۂ شہسواران معرکۂ سخن شکست قلم رایضان میدان فسانہ کہن یوں گرم جولان ہے صفحۂ قرطاس پہ اسطرح رواں ہے کہ ہنوز لندھور شاہ کی سرکشی کا ذکر دربار میں تمام نہونے پایا تھا کہ آواز فریاد الغیاث کی آئی مستغیث نے صدائے الامان الامان

گوش حق نیوش نوشیروان عادل تک پہونچائی جب انکو بادشاہ کے پیچک کی بارگاہ سے باہر آیا اور بادشاہ سراندیپ کے قاصد
کے ہاتھ سے عرضی لیکر حضور شاہنشاہ کے لایا اور سر لفافہ کو سربستہ کھولکر عرضداشت کو کھولا اور سر دربار باواز بلند پڑھنے لگا بعد صفت
لات و منات اپنے معبود کے وصفت بنی مذہب فریدون و قباد و آتشکدہ نمرود کے لکھا تھا کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم کی رائے
انور پر روشن ہووے جناب فیض مآب پر یہ ہووے کہ میرے بیٹے سعدان شاہ میرا بھائی تخت نشین تھا ایک دن صبح کے
پیچھے لشکر سے جدا ہو کر تنہا و بسر گردان ہانپتا تشنگی کا غلبہ ہوا پانی کی تلاش میں ایک چشمے پر پہونچا دیکھا کہ ایک عورت طویل القامت
تین مشکیں پانی سے بھری ہوئی کاندھے پر اٹھایا چاہتی ہے کسی طرف لیجایا چاہتی ہے سعدان شاہ نے اس سے کہا کہ میں تین دن سے
پیاسا ہوں تھوڑا سا پانی مجھکو پلا میرے کلیجے کی گرمی مٹا اُسنے اُن مشکوں کا پانی پھینکدیا اور تازہ پانی بھرنا شروع کیا سعدان شاہ اس
حرکت سے اسکی نہایت برہم ہوا اور برآشفتہ ہو کر دلمیں کہا کہ پانی پی لوں تو جیسا اُسنے میرے مانگنے پر پانی مشکوں سے بہایا ہے ویسا ہی
اسکا میں خون بہاؤں بارے اُس عورت نے ایک تو تین میں پانی بھر کر سعدان شاہ کے آگے رکھا جب وہ پانی پینے لگا اُس عورت نے ایک
دو چار گھونٹ پینے کے بعد ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھنے لگی کہ تو کون ہے اور کیا نام ہے تو کس ملک کا ہے اور تیرا کہاں مقام ہے سعدان
شاہ نے کہا کہ اے بدبخت پانی تو مجھے پیاس بھر کے پی لینے دے پھر تو پوچھنا لیکن اُس نے نہ مانا اور اپنی حرکت سے باز نہ آئی اور اسکے کہنے کو خیال
میں نہ لائی بادشاہ سعدان شاہ نے دو چار گھونٹ پانی پیا جب پیاس نہ بجھی تلوار کھینچکر اُسکے مارنے کا قصد کیا وہ عورت بولی کہ اے شخص میں نے
تیرا کیا گناہ کیا ہے کہ مجھکو قتل کرتا ہے سعدان شاہ نے کہا کہ پہلے تجھ سے میں کہہ چکا تھا کہ تین دن کا پیاسا ہوں پانی کا ترسا ہوں تو نے
تین مشکیں پانی کی بھری ہوئی اٹھائیں اور مجھے خالی کر کے دکھائیں اور دوبارہ پانی بھرنے لگی اور عمداً دیر کر کے اتنی دیر تک مجھے پیاسا رکھا
جب پانی دیا اور میں پینے لگا تو سانس بھر کے پینے نہ دیا دو چار گھونٹ کے بعد مجھے ٹوکنا شروع کیا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے کہ ایسا
پیاسا مرکر تاپا ہی اُس عورت نے ہنسکر کہا کہ نیکی برباد گناہ لازم پہلے تو اپنا نام و نشان بتا پیچھے میں اسکا جواب دونگی تیری تسلی و اطمینان بخوبی کر دونگی
سعدان شاہ نے کہا کہ اس مملکت کا میں بادشاہ ہوں سعدان شاہ میرا نام ہے شکار کھیلنے نکلا تھا گم کردہ راہ ہوں اُسنے کہا کہ ہزار حیف
تو بارہ ہزار جزیرہ کا بادشاہ ہو کر عقل سے معذور ہے فہم و فراست سے دور ہے سعدان شاہ نے کہا کہ اسپر کوئی دلیل بھی ہے یا فقط یوں ہی
احمق بناتی ہے اُسنے کہا کہ سُن جسوقت تو نے مجھ سے کہا کہ میں تین دن کا پیاسا ہوں اور سے پانی کا متلاشی آیا ہوں میں نے اُسیوقت
سنتے ہی مشکوں کا پانی پھینکا اور دوبارہ پانی بھر کر دیا ابھی تو سانس بھر کر پینے نہ دیا اسلیے کہ تو کئی دن کا پیاسا تھا حرص کے مارے پانی
بہت سا پی جاتا میں سوچی کہ اگر دفعتاً اسنے پانی پیا اور اسکے کلیجے میں پانی لگا تو مفت مر جائیگا اگر کوئی دیکھ لیگا تو اسکے خونبہا میں مجھے
گرفتار کریگا مشکل جان چھڑانی ہو جائیگی آبرو پانی ہو جائیگی سعدان شاہ یہ بات سنکر اسکی عقل پر دیوانہ ہو گیا اور اسکے سلیقے اور ہوشیاری
پر غش ہوا اور پوچھا کہ تو کہاں رہتی ہے تیرا کوئی وارث بھی ہے یا اکیلی ہے اُس نے کہا کہ سوائے خدا کی ذات کے میرا کوئی والی وارث
نہیں ہے اپنے ہاتھ پاؤں کی محنت سے کھاتی ہوں بظاہر کوئی میری خبرگیری کا باعث نہیں ہے سعدان شاہ نے شہر میں لاکر اُس سے
نکاح کیا چند روز کے عرصہ میں وہ عورت حاملہ ہوئی اور سعدان شاہ کا انتقال ہوا تخت پر میں بیٹھا ایام معین کے وہ عورت بیٹا جنی قد

الغرض لڑکے کا پانچ برس کا سن ہوا کتنے دنوں کے بعد وہ عورت بھی مرگئی جب میں نے نام اُسکا لندھور رکھا اور اُسکی پرورش میں مشغول ہوا اور
اونٹنیاں اُسکے دودھ پلانے کے واسطے مقرر کیں اور دودھ دائیاں اور کھلائیاں اُسکے کھلانے کو نوکر رکھیں جس دن لندھور پیدا
ہوا تھا اُسی دن میرے یہاں بھی لڑکا تولد ہوا اُسکا نام میں نے جیپور رکھا اور دونوں کو پرورش کرنے لگا جب دونوں پانچ پانچ برس کے
ہوئے ایک دن کھلائی نے لندھور کو تادیب کے ایک طمانچہ لندھور کو مارا کہ گلا اُسکا سوج گیا لندھور نے اُس کھلائی کو اُٹھا کر زمین پر ایسے مارا
کہ وہ سرد ہو کر ٹھکانے لگی اور جو لوگ محافظ تھے خوف کھا کر اُس سے بھاگے اور میرے پاس آن پہونچے اور مجھ سے آکر کیفیت بیان کی
اور تمام سرگذشت مجھ سے کہی میں نے حکم دیا کہ لندھور کو مست ہاتھی کے آگے ڈالدو وہ ابھی گھر سے باہر نکلا الغرض بموجب حکم کے
ہاتھی آیا اور لندھور کو اُسکے آگے ڈالا ہاتھی جو اُسکو سونڈ سے اُٹھانے لگا اُسنے سونڈ ہاتھی کی پکڑ ایک جھٹکا ایسا مارا کہ سونڈ اسکی جڑ
سے اُکھڑ گئی وہ چیخ مار کر بھاگا اور فیلخانے میں جا کر ایک ستون اُکھیڑ کر جتنے ہاتھی تھے سب کو مار ڈالا اور تمام شہر میں ہلچل پڑی میں نے
حکم دیا کہ لندھور کو پکڑ لاؤ قیدخانہ میں لیجاؤ کسی اور نے جرأت کی مگر ایک وزیر نے کہا کہ یہ میرا کام ہے میں لندھور کو پکڑے لاتا ہوں حضور
کی خدمت میں پہونچاتا ہوں اُسنے ایک طباق حلوے کا آگے لندھور کے لیجا کر رکھدیا جب وہ حلوا کھاچکا اسکو راہ پر لگایا اور میرے
پاس لایا لندھور نے مجھ کو دیکھ کر وزیر سے پوچھا کہ یہ کون ہے اور نام کیا ہے وزیر نے کہا کہ آپکے چچا صاحب یہاں کے بادشاہ ہیں ملک
انھیں کا ہے بولا کہ اس سے پہلے کون بادشاہ تھا کون فرمانروا تھا وزیر نے التماس کیا کہ آپکا باپ تھا لندھور نے کہا کہ یہ کون تخت
تاج کا تو میں مالک ہوں یہ شخص حکمرانی کرے اور میں معطل بیٹھا رہوں وزیر نے عرض کی کہ فی الحقیقت آپکا باپ بادشاہ ہے یہ ملک آپ ہی
کا ہے آپ جہان پناہ ہیں کہنے لگا کہ اسے تخت پر سے اُتار دے میں تخت پر بیٹھونگا آج ہی سے بادشاہت اور سلطنت و فرمانفرمائی
کرونگا وزیر نے مجھ سے کہا کہ مصلحت اسی میں ہے کہ آپ تخت پر سے علیحدہ ہو بیٹھیے اور اسے بیٹھنے دیجیے میں تخت پر سے اُتر پڑا اور لندھور
تخت پر بیٹھا بعد ایک ساعت کے لندھور نے وزیر سے کھانا مانگا وزیر دارو بیہوشی ملا کر کھانا اُسکے سامنے لایا بولا کہ شہپال اور جیپور
کو بھی بلاؤ کہ وہ بھی میرے ساتھ کھاویں کھانے میں میرا ساتھ دلادیں شاید کہ اسمیں کچھ ملادیا ہو میری جان لینے کا قصد کیا ہو بضرورت
میں نے جیپور کو بلوایا اور اُسکے ساتھ کھانا کھلوایا اور تینوں بیہوش ہو گئے اور تھوڑی دیر بیخود پڑے رہے ایک ساعت کے بعد وزیر نے
مجھے اور جیپور کو ایک عرق سنگھایا اور دونوں کو بدستور پھر ہوش میں لایا میں نے حکم دیا کہ لندھور کو سر سے پاؤں تک لوہے میں جکڑ دو
اور اورنگ و گورنگ کو جو دونوں شاہزادے لکھنوتی کے ہیں اُنکے سپرد کرو وزیر نے فی الفور حکم بجا لایا اور اُن دونوں شاہزادوں کو بلوایا اور
حکم شاہی سے مطلع کیا انھوں نے فی الفور اپنے ہمراہ لیجا کر لکھنوتی کے کنوئیں میں ڈال کے منھ بند کر دیا پچیس برس تک اُسی چاہ تاریک
میں قید رہا اور عمر بسر کیا چونکہ لندھور کی ماں اولاد میں شیث پیغمبر کے تھی ایک روز اورنگ گورنگ کی بہن نے خواب میں دیکھا کہ
آسمان سے ایک تخت زمین پر اُترا اور اُسپر حضرت شیث پیغمبر بیٹھے ہیں اور تمام حال اور پتہ و نشان لندھور کا بتا کر فرماتے ہیں کہ
میں نے لندھور کو تیرا جفت کیا اُس سے تیرے ایک بیٹا پیدا ہوگا اور وہ بہت صاحب اقبال لڑکا ہوگا وہ جو خواب سے چونکی ایک
طباق کھانے کا لیکر چاہ محبس پر پہونچی نگہبانوں نے پوچھا کہ تو کون ہے اور کیا لائی ہے اور اسوقت کہاں سے آئی ہے اُس نے کہا کہ

لندھور کے لیے کھانا لائی ہوں اور ایک بزرگ کی بشارت دینے آئی ہوں وہ چپ رہے اور کچھ نہ بولے اُس نے کنوئیں میں اُتر کر
لندھور کو کھانا کھلایا اور آہن کے بند سوہن سے کاٹ کر اپنا خواب لندھور کو سنایا اور اپنی راہ لی گھر کو چلی گئی لندھور نے جو دست کے
بعد آرام پایا زنجیر ونکو اپنے سرہانے رکھ کر بےخبر سو رہا نگاہبانوں نے کہا کہ لندھور کی زبان تو تالو سے کسی دم نہ لگتی تھی آج کیا ہے جو
آواز شور وفغاں کی نہیں آتی یہ کیا اجرا ہے ایک نے جا کر دیکھا کہ لندھور چین سے پاؤں پھیلائے ہوئے بےخبر سوتا ہے اور جن زنجیروں میں
کہ جکڑا ہوا تھا وہ ٹوٹی ہوئی اُسکے سرہانے پڑی ہیں اور وہ آرام کر رہا ہے اُسیوقت کہا تو تہیں کھلبلی پڑی فوراً اورنگ و گورنگ
کو خبر دی دونوں شاہزادے دوڑے آئے اور بہت سے پہلوان اپنے ہمراہ لائے دیکھا تو فی الحقیقت لندھور بے قید سو رہا ہے پاؤں
پھیلائے پڑا ہے چاہا کہ دوسری بار اسکو مقید بزنجیر کریں پھر اسکو لوہے میں جکڑ دیں لندھور نے جاگ کر دونوں شاہزادوں کو اُٹھا کر دیا
اور تمام احوال گذشتہ زبان پر لایا کہ تمھاری بہن آئی تھی مجھے کھانا کھلا گئی اور مجھ سے عہد و پیمان نکاح کا کر گئی ہے اور زنجیروں کے
بند سوہان سے کاٹ کر مجھے رہا کر گئی ہے اسواسطے میں نے تمھاری جان بخشی کی نہیں تو تم دونوں کی جان جاتی اور اُسکے خواب کو بیان کیا
راست راست سنا دیا دونوں شاہزادے اس کیفیت کو دریافت کر کے اپنے دلمیں خوش ہوئے اور لندھور کو اُس چاہ تاریک سے نکالکر
تخت پر بٹھایا اور سامان تخت نشینی و سلطنت کا ظہور میں آیا لندھور نے اپنے واسطے الکھ اسات سومن کا گرز تیار کروایا اور اُس
گرز کو ہاتھ میں لیکر ایک کنجل ہاتھی پر سوار ہوا اور راہ سراندیپ کی پوچھنے لگا اورنگ و گورنگ نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ جہاں پناہ چند روز
توقف کیجیے سپاہ جمع کر کے سراندیپ کیطرف راہ لیجیے اسکو یہ بات پسند آئی فسخ عزیمت فرمائی فوج کی نگاہداشت شروع کی سپاہ رکھنے کیطرف
توجہ ہوئی جب لشکر جرار تیار ہو چکا بڑی دھوم دھام اور تزک و احتشام سے سراندیپ کیجانب کوچ کیا اور چند روز کے عرصے میں دریا
کے کنارے پہونچا وہاں سے جہاز پر سوار ہو کر سراندیپ کے قلعے کے نیچے داخل ہوا خبرداروں نے یہ خبر مجھ کو پہونچائی جزائر میں یہ خبر نے شہرت
پائی میں نے دو لاکھ کی جمعیت سے جیپور کو اُسکے مقابلے کیواسطے بھیجا اور کئی سو پہلوان کارآزمودہ جنگجو کو اُسکے ہمراہ کیا اور دونوں طرف کا
لشکر صف آرا ہوا جب جیپور اور لندھور کا مقابلہ ہوا جیپور نے دیکھا کہ لندھور جب گرز لگاتا ہے دس دس بیس بیس پہلوان پس کر
مر جاتے ہیں ہر ہر عضو بدن سرمہ ہو جاتا ہے جیپور بھاگ کر قلعہ بند ہوا اور قلعے پر سے گولی کا مینہ لندھور کے لشکر پر برسانے لگا
لندھور نے قلعے کے دروازے پر پہونچکر ایک گرز اس زور سے دروازے پر مارا کہ قلعہ کا دروازہ پاش پاش ہو گیا قلعہ اندر دن کو جو
پھاٹکوں پر تھے سب کو مار کے اتارا اور دروازے کے ٹوٹتے ہی قلعے کے اندر جا کر بازار موت کا گرم کیا اور تمام قلعے میں خون کا دریا بہا دیا
جب کچھ میری بن نہ آئی میں نے اسکے سامنے آکر اُس سے پناہ مانگی لندھور نے کہا کہ کس شرط پر امان مانگتا ہے کس ارادے پر مجھ سے التجا
لاتا ہے میں نے کہا کہ یہ سلطنت زیر حکومت نوشیروان عادل شاہنشاہ ہفت اقلیم ہے جسکو وہ حکم کر دیگا وہ بموجب حکم اُس شاہ عادل کے
تخت پر بیٹھے گا آپ چند روز توقف کیجیے جواب میری عرضی کا آلینے دیجیے اُسنے جواب دیا کہ جبتک تیرے فریاد نامہ کا جواب آوے وہ مجھے
تجھے لکھوا بھیجے تو ایک جزیرے میں جا کر بیٹھ میں تجھ کو اور نوشیرواں کو سمجھتا کیا ہوں کیا کچھ کمزور اور کم ہمت تجھ سا ہوں کہ تیری
یا اسکی اطاعت کروں یا میں کسیکا خوف کروں ناچار میں جان لیکر شہر سے باہر نکلا اور لندھور تخت پر بیٹھا چونکہ اطلاع شرط تھی

حضور میں نے کئی آئینہ حضور ملک ہندوستان رستم جہان نشان لنگ تو اپنے ملک کے تاکہ میرا لندھور بیچ کا قلع و قمع قرار واقعی ہو گا
تو میرے بال بچے تو پیسے ہی جا چکے ہیں حضور سے کیا ایک کتاب بھیج دی کا نہ ہو گا بادشاہ نے یہ مضمون کو سنکر بزرجمہر سے خلوت
میں مشورہ کیا اور وزیروں ندیموں سے بھی مشورہ کیا کہ اس بلا سے ناگہانی کے دفع کرنے کی کیا تدبیر ہے اگر اس سے کوئی سر ہوا
تو کمال تحقیر ہے بزرجمہر نے عرض کی پہلے گستہم کو سراندیپ کی طرف جانے کا حکم دیجیے بعد ازاں سردار کو ارشاد کیجیے کہ جو کوئی
لندھور کو پکڑ لاویگا مہرنگار کو اسی کے نامزد کر دونگا ملک و مال بہت سا پاویگا ساسانیوں میں سے تو کوئی ایسا جری
نظر نہیں آتا کہ لندھور سے سر بر ہو مگر حمزہ نام و نشان پہ مرتا ہے یقین ہے کہ وہ قبول کرے اس منصوبہ دو شق سے
خالی نہیں اگر حمزہ مارا گیا تو آپ بدنامی سے بچے اور اگر لندھور کو حمزہ نے زیر کیا تو ہندوستان کا نام ملک کے ہاتھ آیا
بادشاہ اپنے دلمیں بہت خوش ہوا اور بزرجمہر کی رائے صائب پر آفریں کی اور اسکا مشورہ بہت پسند کیا اسی وقت گستہم
کو کہ بہرام کو زخمی کر کے دارالسلطنت میں بادشاہ کے خوف سے جا رہا تھا شتر سواروں کے ہاتھ حکمنامہ بھیجا کہ چالیس ہزار سوار جو تیرے
ساتھ ہیں ان سمیت سراندیپ میں جا اور لندھور کا سر کاٹ کے حضور میں حاضر کر کہ قصور سابق تیرا معاف کیا جاوے اور زیادہ
سرفراز ہو اور انعام و اکرام پائے دوسرے دن جب حکما و امرا دربار میں حاضر ہوئے اور امیر بھی آگیا کرسی زرنگار رستم پر بیٹھے بادشاہ نے فرمایا اے
گردان نامدار اے پہلوانان روزگار خسرو ہندوستان نے میری عداوت پر کمر باندھی ہے اور مجھ سے سرکشی شروع کی ہے تم میں سے
جو کوئی اسکا سر کاٹ لاویگا میں اسکو اپنی فرزندی میں قبول کرونگا اور عزیز رکھونگا ملکہ مہرنگار کا مہر خسرو ہند کا سر ہے اسکا
تزویج اسی پر منحصر ہے جتنے امرا و پہلوان ساسانی موجود تھے کسی نے دم نہ مارا اور کوئی حرف قبول زبان پر نہ لایا اپنے دلمیں کہنے لگے
کہ اول تو دریائے شور سے جیتے بچکر جانا امر محال ہے دوسرے ایسے زبردست سے مقابلہ کرنیکی کسکو مجال ہے جان بوجھ کر اپنے تئیں موہوم اپنے کو
تہلکہ میں ڈالنا عقل سے بعید ہے یہ خلاف صواب ہے صاحبقران نے دنگل سے اٹھکر بادشاہ کو دعا دی اور عرض کی کہ اس تابعدار کو اگر
حکم ہو تو خسرو ہندوستان کو جیتا حاضر کرے فقط وہاں پہونچنے کی دیر ہے دردولت تک مقید پا بجولاں کر کے پہونچائے اور اگر مارا گیا
تو حضور پر سے تصدق ہوا بادشاہ نے تخت پر سے اٹھکر امیر کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اے ابوالعلا مجھے اس سے زیادہ تم سے امید ہے
اور تقویت ہے اگر یہ ہمت تیرا عہد ہوتی تو اس رتبے کو کیونکر ترقی کرتے اور کیوں جوانمردی و تسلی کا دم بھرتے اور سید م خلعت شاہانہ سے
سرفراز کیا اور بیس ہزار آدمی سوار ہوں ساتھ جانیکا حکم دیا امیر رخصت ہو کر اپنے دولت سرا میں تشریف لائے اور کوچ کا
سامان کرنے لگے اور دلکو تسلی و تسکین دینے لگے اور لشکر کو حکم دیا کہ تم لوگ آج ہی کوچ کر جاؤ بصرے میں جا کر ہمارا انتظار کرو اور
عمرو کو بلا کر فرمایا اے عمرو اگر چلتے چلتے ایک نظر ملکہ کو دیکھ لیتے تو حسرت نہ رہتی عمرو نے کہا کہ ایک رقعہ خواجہ بزرجمہر کو لکھیے البتہ
یہ امر انکی تدبیر سے ممکن ہے وہ تیرے طلب و دوست ہیں اور ہر کام میں معین و معاون ہیں امیر نے اپنے ہاتھ سے خواجہ بزرجمہر کو رقعہ لکھ
عمرو نے خواجہ کے مقام پر جا کے وہ رقعہ خواجہ کو دیا خواجہ نے اس خط کو پڑھ کر عمرو کو اپنے ہمراہ لیا بادشاہ سے جا کر بیان کیا کہ یہاں
سے ہندوستان تک حمزہ اپکا دولتخواہ مشہور ہوگا اور اس معرکہ کا شہرہ نزدیک و دور پہونچا لشکر کی آمادی ہے کہ حضرت بھی آ پائیگا اور

حمزہ حسب الحکم جان فدا کرنیکو چلا نوشیرواں نے ہنسکر کہا کیا مضائقہ ہے حمزہ کو بلواؤ آبدار سے کہکر شربت نفیس عروسی کا گھلوایا خواجہ نے
فی الفور بموجب حکم بادشاہ کے امیر کو بلوایا اور منوں قند و گلاب کا شربت گھلوایا امیر فی الفور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آمادہ رخصت ہوکر
آپہونچے بادشاہ نے امیر کو بکمال شفقت اپنے پاس بٹھایا اور شربت طلب کیا خواجہ بزرجمہر نے عرض کی کہ دامادی کا شربت محل میں
پلوانا مناسب ہے اور گلوریاں بھی وہیں کھلوانا مناسب ہے مردانے میں اس تقریب کا ہونا زیبا نہیں ہے جناب بیگم صاحبہ کی غیبت میں نمود اسکا اچھا
نہیں ہے نوشیرواں نے منظور کیا اور خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ تم حمزہ کو محل میں لیجاؤ اور شربت وغیرہ پلواؤ مہر نگار کی ماں اپنے ہاتھ سے
حمزہ کو شربت پلائینگی اور سمجھا دینا اور جتنی رسمیں نسبت کی ہیں عمل میں آئینگی کہ بعد شربت پلانیکے حمزہ کی خاطرداری کریں اور کہیں کہ
مہر نگار تمھاری امانت ہے ہماری عزت و آبرو ہے چاہیے کہ جلد تر بادشاہ کے دشمن کو مار کر آؤ یا اس سرکش کو زندہ
گرفتار کر لاؤ مہر نگار سے شادی کرو ہمارے دل کو آرام و چین دو خواجہ بزرجمہر امیر سے پہلے محل میں گئے اور بادشاہ نے جو کچھ فرمایا تھا
ملکہ مہر انگیز سے کہا بختک یہ خبر سنکر اپنے دل میں سوچا کہ ہرگاہ حمزہ محل میں گیا تو ضرور مہر نگار کو دیکھیگا اس سے تو بھی چل کہ اُسکی آرزو دل ہی
میں رہے ملکہ کا دیدار نصیب نہ ہووے جھٹ پٹ خچر پر سوار ہو کے چلا اور در دولت پر پہونچا امیر نے بختک کو دیکھکر عمرو سے کہا کہ اس بلا
کو سد راہ ہوا چاہیے اس آفت ناگہانی کو مٹایا چاہیے دو سو تمن تجھ کو دونگا اور بہت راضی کرونگا عمرو نے زبان عیاری میں امیر سے کہا کہ
آپ تشریف لیچلیے محل میں مزا اُڑائیے میں اس مردود کو وہاں تک نہ جانے دونگا کھڑے کھڑے ابھی سمجھ لونگا جوہیں امیر آگے بڑھے عمرو نے
بختک کے خچر کی باگ پکڑی سواری روک دی اور کہا کہ خواجہ بختک ہم ہندوستان کو جاتے ہیں دیکھیے دیر کی مٹی ہے یا صحیح سلامت
پھر آتے ہیں ایک تمسک پانچ سو تمن کا لیجیے اور روپیہ دلوا دیجیے کہ زادراہ کے کام آوے اور آپ پر سے بھی بار قرض اُترجاوے بختک بولا کہ تو بھی عجب خر دس
بے ہنگام ہے تقاضے کا یہ کون موقع و مقام ہے اسوقت میں حمزہ کیساتھ کام کو جاتا ہوں تیرے آقا کا ہمراہی ہوا ہوں اور تو سد راہ
ہوا ہے مجھے۔ وہ کہتا ہے کہ میرے روپئے دیدو قرض ادا کرو تو جاؤ میرے نام پر عدالت شاہی میں نالش کر اگر مجھ پر روپئے ثابت ہونگے تو میں
دونگا تو مجھے راہ میں روکتا ہے ہتک عزت کی نالش کرکے اُدھر کچھ پھیر لونگا عمرو نے کہا صاحب یہ تو اُس سے کہیے جو آپ منکر ہوں جب میں نہ
لے سکوں تو عدالت شاہی میں نالش کروں خبردار آگے قدم نہ بڑھائیے گا پہلے میرے روپئے منگوا دیجیے پھر جہاں جی چاہے جائیے بختک نے
ناخوش ہو کر اپنے غلاموں سے کہا کہ عمرو کو ہٹا دو خچر کے سامنے سے دور کرو عمرو یہ سخن سنکر آپ میں نہ رہا ایک جست کر کے خچر پر بختک کے پیچھے
جا بیٹھا اور خنجر نکال کے بختک کے پہلو پر رکھ دیا کہ مردک کیوں شامت آئی ہے جب ہی کہ بے موت مار ڈالوں آنتیں ڈھیر کر دوں بختک
لرز گیا اور منتیں کرنے لگا عمرو اُس سے الگ تو ہوا مگر ایک دستہ خنجر کا اُسکے سر پر مارا کہ بختک کا سر پھوٹ گیا خون بہنے لگا بختک اُسی صورت
سے لہو میں ڈوبا بادشاہ کے حضور میں گیا اور رگڑی بہت ماری کہ اب غلام کا یہ رتبہ ہوا کہ ادنی عیار اسطرح سے سر بازار بے عزت کرے
اور لہو میں نہلا دے نوشیرواں کو بُرا معلوم ہوا عمرو کو طلب کر کے پوچھا کہ بختک نے تیرا کیا بگاڑا تھا کہ تو نے اُسکے ساتھ ایسا سلوک
کیا عمرو نے عرض کی کہ پیر مرشد عادل ہیں انصاف فرمائیں جسکا قصور ہووے اُسکو سزا دیں یا معاف فرمادیں میرا پانچ سو روپے
کا تمسک مہری غلام کے پاس ہے میرے روپے کے ادا کرنے میں اسکو تردد اور وسواس ہے غلام نے اس سے کہا کہ اب میں ہندوستان

کو جاتا ہوں درصورت جیتا رہنے کے بھی خدا جانے کب آنا ہو اپنا تمسک لیجیے اور روپیہ دیجیے یہ خفا ہوا اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اسکو
مار کر نکال دو ہمارے روبرو سے دور کر دو وہ مارنیکو دوڑے اور سیکڑوں کلمے بے نقط کہنے لگے حضور مقام انصاف ہے کہ فدوی
کنجڑا قصائی نہیں کہ سر بازار مار کھاوے اور پیادہ دونکو دیکھ اُٹھا دوے اُس وقت اس غلام نے کھسیانا ہو کر ایک دستہ خنجر کا اُسکے
سر پر مارا کہ تھوڑا سا سر اونچا ہو آیا حضور انصاف فرمادیں کہ قصور کسکا ہے اور کس کی طرف سے فساد شروع ہوا ہے یہ کہکر تمسک بھی جیب سے
نکالکر بادشاہ کے روبرو رکھدیا اور امیدوار انصاف کا ہوا بادشاہ نے بختک سے فرمایا کہ اس مقدمہ میں تو قصور تیرا ہے سراسر جبر تیرا ثابت
ہوتا ہے اور داد فریاد کرتا ہے جا جلد اس تمسک کے روپے عمرو کے حوالے کر نہیں تو گنہگار عدالت ہوگا درصورت عدم ادائی کے گرفتار
مذلت ہوگا بختک نے اُسی دم خزانچی سے تمام وکمال روپیہ لیا اور عمرو کے حوالے کیا اور آپ روتا کانپتا اپنے گھر گیا ادھر عمرو شبستان حرم
کیطرف راہی ہوا عمرو تو اس کھیڑے میں تھا امیر مع مقبل محل میں داخل ہوئے خلوت نشین میں پہونچے ملکہ مہر انگیز نے امیر کو شہ نشین
میں مسند پر بٹھلایا اور تمام سامان عیش و عشرت کا مہیا فرمایا اور آپ ایک صحنچی میں مہر نگار کو لیکر بیٹھی بزم شادی بوجہ احسن جمی اور حکم
شربت پلانیکا دیا اور محفل میں غل و شور شربت نوشی کا مچا عمرو جو ڈیوڑھی پر پہونچا چاہا کہ اندر جائے دربان تو پہچانتا نہ تھا اُسنے لکڑی
اٹھاکر روکا کہ تو کون ہے کہ محل میں چلا جاتا ہے بے پوچھے ہماری ڈیوڑھی میں گھسا جاتا ہے عمرو دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھکر لوٹ گیا اور
غل مچاکر کہنے لگا کہ او دربان تیرا برا ہو تو نے میری آنکھیں پھوڑ ڈالیں میری آنکھیں بالکل باقی نہ رکھیں یہ کرشمہ دیکھکر تلنگہ دردولت کا
جو پہرے پر تھا بدحواس ہو گیا اور الٹی خوشامد کرنے لگا ملکہ مہر انگیز نے شور و غل سنکر کہا کہ دیکھو شور کیسا ہے کون دروازے پر چلا رہا ہے امیر
عمرو کی آواز سنتے ہی بے تحاشا دوڑے امیر کے دوڑنے کے ساتھ ہی خواجہ بزرجمہر بھی چلے دیکھیں تو عمرو آنکھیں پکڑے ہوئے
لوٹ رہا ہے زمین پر بدحواس پڑا ہے امیر نے کہا کہ عمرو آنکھیں تو کھول منہ سے کچھ بول اگر خدا نخواستہ کچھ چشم میں زخم پہونچا ہو تو خواجہ
تیرا علاج کریں تجھے دوا دیں عمرو آنکھوں کو کھولتا نہ تھا اور ہائے ہائے گئی آنکھ کے سوائے دوسرا کچھ بولتا نہ تھا آخر امیر نے زبردستی
اُسکے ہاتھوں کو آنکھوں پر سے جدا کیا دیکھا تو آنکھیں صاف تارا سی چمکتی ہیں کچھ گزند پہونچا ہی نہ تھا امیر نے کہا کہ عمرو یہ کیا شرارت تھی یہ
کیا بیہودہ حرکت تھی کہ ہمکو اور خواجہ کو بیٹھے بٹھلائے دوڑایا اور جناب ملکہ معظمہ کو بھی گھبرایا کہنے لگا کہ آپکے سر کی قسم ہے اس
دربان نے لکڑی میرے مارنیکو اٹھائی تھی اگر لکڑی مارتا تو میری آنکھوں ہی میں لگتی تو آنکھ پھوٹ ہی جاتی امیر و خواجہ ہنس پڑے اور
عمرو کو لیکر محل میں گئے ملکہ مہر انگیز نے جو کیفیت سنی وہ بھی بے اختیار ہنسنے لگیں جب امیر مسند پر بیٹھے اور امیر کو موافق آداب شاہانہ
شربت پلوایا گیا مبارک سلامت کی دھوم مچی ملکہ مہر نگار کی محرم راز اور ہمجولیوں میں خوشی اور دل لگی ہونے لگی موافق حیثیت
اور لیاقت کے بموجب حکم ملکہ کے ارباب نشاط وغیرہ کو انعام دلوایا گیا ملکہ مہر انگیز نے کہا کہ صاحبقران مہر نگار تمہاری امانت ہے
اور تمہاری ناموس عزت ہے جسوقت تم مظفر و منصور ہندوستان سے پھرو گے اُسوقت تمہارے ساتھ شادی کردوں گی دامن تمنا
گل مراد سے بھر دونگی عمرو نے بزرجمہر کیطرف دیکھکر کہا کہ واہ واہ صاحب کیا انصاف مروت ہے کیا رسم عیادت ہے کہ ہم تو بادشاہ کے
حکم سے ہندوستان میں غریب الوطنی کیواسطے جائیں اور آپ مہر نگار کو ایک نظر نہ دکھلائیں اگر خدا نے ہمکو زندہ پھر ادھر لایا مقصود یہاں تک

پہونچایا تو ہم نہیں جانتے کہ آپ کسکے ساتھ حمزہ کی شادی کرینگی کس کو اُسکے سر منڈھیں گی ہمیں کیا معلوم کہ بادشاہ کی بیٹی گوری ہے یا کالی
ہے دُبلی ہے یا موٹی ہے ہم اسوقت تک تو کہیں گے حمزہ کو اور خرابی میں پڑے رہیں بادشاہ کے نمک کی قسم ہے کہ جبتک مہر نگار کو دیکھ
نہ لینگے اس مکان سے ہرگز قدم باہر نہ رکھیں گے ملکہ مہر انگیز نے عمرو کی اس تقریر پر ہنسکر کہا کہ کہیں دولہا دیکھنے کا دستور نہیں عجم میں
منگنی بیاہ کیواسطے آتی ہیں وہی دیکھ جاتی ہیں عمرو نے عرض کی کہ حضور بجا فرماتی ہیں مگر میری یہاں کون خالہ ممانی بیٹھی ہیں کہ محل میں آئے
اور ملکہ صاحبہ کو دیکھ جائے آپ ہی ہم لوگوں کی سرپرست و مربی ہیں جو مناسب ہوگا پرورش فرمائینگی ہماری عرض قبول کرینگی ملکہ نے
کہا خیر تو اب تمھاری عزت ناموس ہمیں بھلی جب چاہو دیکھو تو کہا اچھا خواجہ تم امیر کو پردے کے اندر لیجاؤ مہر نگار کو دکھلا
لاؤ بزرجمہر انکو پردے کے اندر لیگئے امیر ملکہ مہر انگیز کو دیکھ کر آداب بجالائے اور نذر گزرانی ملکہ دعائیں دینے لگی مہر نگار سر نیچے
کیے ہوے اپنی ماں کے پہلو میں بیٹھی کمال شرم و حیا سے سر اوپر نہ اٹھاتی تھی امیر اسکو دیکھ کر باغ باغ ہوگئے مارے خوشی کے
پھولے نہ سماتے تھے اور ملکہ مہر انگیز نے جو امیر کو پاس سے دیکھا بے اختیار خوش ہوکر جی جان سے دامادی میں قبول کیا بزرجمہر نے
ملکہ مہر نگار سے کہا کہ امیر کو سفر دور و دراز درپیش ہے کچھ نشانی اپنی دیجیے کہ ہر دم اسکو اپنے پاس رکھیں آپکی یاد میں مصروف
رہیں مہر نگار نے ایک انگوٹھی زمرد کی ہاتھ سے اُتار کر امیر کو دی امیر نے وہ انگوٹھی تو اپنے ہاتھ میں پہن لی اور اپنے ہاتھ کی
انگوٹھی مہر نگار کو دیکر فرمایا کہ ہماری بھی نشانی آپکے پاس رہے کہ پہنیں آپ بھولیں کبھی کبھی یاد کرتی رہیں عمرو نے ہاتھ باندھ کر
ملکہ مہر انگیز سے عرض کی کہ اگر قصور معاف ہو تو میں بھی کچھ عرض کردوں اپنی تمنا گوش مبارک تک پہونچاؤں فرمایا کہ کیا کہتا ہے
تیری آرزو کیا ہے بولا ہر گاہ امیر کی شادی ملکہ مہر نگار سے انشاء اللہ ہوگی تو غلام کی بھی شادی ملکہ صاحبہ کی دایہ کی بیٹی سے خواہ مخواہ ہوگی
پس مجھ کو بھی نشانی دلوا دیجیے شربت عروسی دایہ صاحبہ سے پلوا دیجیے ملکہ مہر انگیز نے کہا چہ خوش دایہ کچھ سنتی ہے عمرو
کیا کہتا ہے اور یہی ارادہ اسکا ہے دایہ نے عرض کی کہ خدا ملکہ کو پروان چڑھنا نصیب فرمائے انکی بدولت یہ کلام سننے میں
آئے ملکہ کو چھوڑ کر یہ کہاں جائیگی ملکہ کی جو خوشی ہوگی وہ بجا لائیگی مہر نگار نے دایہ سے اشارہ کیا اُسنے قبول کرلیا ملکہ
مہر انگیز نے فتنہ بانو سے کہا کہ کچھ تو بھی اپنی نشانی عمرو کو دے اُسنے کئی سو تمن کی قیمت کا عطردان دیا ملکہ مہر انگیز نے کہا کہ
فتنہ بانو تو بھی کچھ عمرو سے لے بولا دیتا ہوں یہ کہکر جیب میں سے ایک خرما اور دو اخروٹ نکالکر فتنہ بانو کے ہاتھ میں تھما دیئے اور
کہا کہ اسکو بہت اچھی طرح سے اپنے پاس رکھنا حاضرین اس حرکت پر عمرو کی ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئے بارے امیر رخصت ہوے اور
بادشاہ کیطرف چلے خواجہ بزرجمہر نے عمرو سے کہا کہ جا تو لشکر اسلام میں مرے نامدار کو خبر کردے کہ امیر آتے ہیں بہت جلد تشریف
لاتے ہیں تاکہ کوئی متردد نہووے تشویش میں نہ پڑے امیر کو بادشاہ سے رخصت کرانے کیواسطے بلواتا ہوں مرضی کے
موافق خلعت وغیرہ دلواتا ہوں عمرو تو اُسطرف گیا خواجہ امیر اور مقبل کو اپنے مکان میں بٹھا کر بادشاہ کے پاس پہونچا اور
التماس کیا کہ ملکہ مہر انگیز نے بھی بخوشی امیر کو اپنی دامادی میں قبول و منظور کرلیا امیر کو پاس بلوایا اور خلعت دامادی عطا فرمایا
بعد اسکے خواجہ بزرجمہر صاحبقران کو مکان میں لائے اور امیر کو بعض بعض امر میں نصیحت کرکے شربت پلایا امیر فوراً بیہوش

ہو گئے آپ سے جاتے رہے امیر کا پہلو استرے سے چیر کر شاہ مہرہ اس میں رکھا اور ٹانکے دیکے مرہم داؤدی لگا دیا مقبل نے پوچھا کہ حضرت
یہ کون دوا ہے فرمایا کہ ہندوستان میں ایک شخص امیر کو زہر دیگا نصیب دشمنان انکی ہلاکت کی فکر کریگا اُسکا علاج سوائے
اسکے عالم میں خلق نہیں ہوا ہے اور کوئی نہیں اسکی دوا ہے خبردار خبردار جبتک تو عمرو کے ہاتھ سے مار نہ کھانا تب تک اُسکو
نہ بتانا یہ کہکر ایک عرق کے کئی قطرے امیر کے منہ میں ٹپکائے فوراً ہوش میں آئے چونکہ اس عرصے میں زخم بھر گیا تھا امیر
پر بھی اس راز کا حال نہ کھلا اتنے میں عمرو بھی امیر کے اردو سے ہوکر آپہونچا خواجہ نے امیر کو رخصت کیا امیر اپنے اردو
میں پہونچے اور بموافق معمول امیرانہ کے سوار ہوکر سمندر کیطرف چلے بہت سے ارکان و امرائے دولت شاہی جو امیر سے موافق
تھے بقدر مراتب مشایعت کیواسطے ہمراہ ہوئے شہر پناہ تک پہونچا کر رخصت خواہ ہوئے امیر نے سب کو خدا کی حفظ
و امان میں سونپا اور فوراً وہاں سے کوچ کیا چند روز کے عرصے میں بصرہ پہونچے مع لشکر ظفر موج ساحل پر داخل ہوئے
دیکھا کہ تین جہاز وہاں بادشاہ کے حکم سے تیار کھڑے ہیں امیر کی تشریف آوری کا انتظار کر رہے ہیں امیر اپنے تیس ہزار سوار سے
ان جہازوں پر سوار ہوئے اور ہندوستان کی مہم کیطرف تیار ہوئے عمرو جہاز سے اتر کر امیر سے کہنے لگا کہ بندہ جن اور
جادو اور پانی سے بہت ڈرتا ہے ہندوستان کیطرف نہیں جانیکا مکے میں جاکر آپکی فتح کیواسطے خالق حقیقی سے دعا مانگے گا
مجیب الدعوات سے التجا کریگا امیر نے دیکھا کہ یہ کسی طرح سے میرے ساتھ نہ جائیگا اور ٹن گھائیاں بتائیگا فرمایا کہ اچھا عمرو میں بھی
تیرے رنج کا روادار نہیں ہوں مگر ذرا توقف کر کہ عریضہ والد کو لکھدوں عمرو نے جانا کہ سچ مچ خط لکھدینگے مجھے یہیں سے رخصت
کرینگے کشتی پر سوار ہوکر جہاز میں امیر کے پاس گیا امیر نے ایک خط لکھکر عمرو کے ہاتھ میں سونپا اور فرمایا کہ آؤ بھائی گلے تو
مل لیویں پھر خدا جانے کب ملاقات ہوگی دیکھیے درد مفارقت سے کب نجات ہوگی عمرو کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور کچھ قطرے
اشک کے ٹپکے امیر نے عمرو کو بغل میں لیکر کہا کہ یار تم نے ہمارا بڑی بڑی مصیبت میں ساتھ نہیں چھوڑا اسوقت میں تمہارا
جدا ہونا دل کو کب گوارا ہوتا ہے مصرع انچہ باداباد ما کشتی در آب انداختیم + ناخدا سے کہا کہ ہاں جہاز کا لنگر اٹھا حکم کی دیر تھی
لنگر جہاز کا اُسیدم اُٹھ گیا جب کنارے سے دور نکل گیا امیر نے عمرو کو چھوڑ دیا عمرو دست پاچہ ہوکر جہاز پر دوڑنے اور
بڑبڑانے لگا کہ میں نے تو اس عرب کے ساتھ حق رفاقت ادا کیا اور یہ میرا دشمن جانی ہوا تھوڑی دور بڑھ کے ایک ٹاپو تخمیناً تیس
گز چوڑا چکلا نظر آیا عمرو اس ٹاپو کو دیکھ کر دل میں کہنے لگا کہ اسپر کود کر گھر تک پہونچ جاؤنگا مگر عمرو جسکو ٹاپو سمجھا تھا وہ مچھلی
تھی دھوپ کھانیکو پانی کے اوپر تیر آئی تھی عمرو جو اُسپر کودا مچھلی نے عمرو کے پاؤں کی دھمک سے غوطہ مارا عمرو ڈوبنے لگا
کمال بدحواس ہوا یہ ماجرا دیکھ کر صاحبقران نے ملاحوں پر تاکید کی خبردار عمرو ڈوبنے نہ پاوے خبردار اب دوسرا غوطہ نہ کھانے
جو اسے نکال لائیگا انعام پائیگا ملاحوں نے زنجیریں رسی پھینک کر عمرو کو جہاز پر اُٹھا لیا امیر کے حضور لا کر بٹھا دیا سچ ہے
قدر عافیت کسے داند کہ بہ مصیبتے گرفتار آید اب جو عمرو دریا سے نکالا گیا بھیگی مرغی کیطرح جہاز کے ایک گوشے میں خاموش بیٹھا رہا
کئی دن کے عرصے میں ایک جزیرے کے کنارے پہونچے جہازوں کا لنگر پڑا سب سے پہلے عمرو جست کر کے خشکی میں جا پہونچا

پھرنے لگا قضا کار ایک درخت کے نیچے ایک شخص تسمہ کمر میں باندھے بیٹھا ہوا تھا عمرو کو دیکھ کر باچھیں اسکی کھل گئیں دلکی مرادیں
ملیں عمرو سے کہنے لگا کہ آؤ بھائی میری تیری ملاقات کا ہونا بھی مغتنمات سے ہے اس مقام میں تیرا پہونچنا تعجبات سے ہی
میں نے تو جانا تھا کہ میں خود اور مال بھی تلف ہوا لیکن خدا نے حقدار کو بھیجا بڑا میرے حال پر رحم کیا عمرو نے مال کا جو نام
سنا دم گھوٹ رہا نہیں تو کہا چاہتا تھا کہ میں تیرا بھائی چچا کا ہیکو ہوں کیوں اجنبی آدمی سے میل مسافرت میں پیدا کروں عمرو
نے اسکا حال پوچھا اس نے کہا کہ تو نے مجھے نہ پہچانا ہوگا کہ میں تجھ کو چھوٹا سا چھوڑ کر سراندیپ کو نکل گیا تھا ہر گاہ میں
بہت سا مال و منال وہاں پیدا کیا دل میں ارادہ کیا چاہا گھر کو چلیے اس جگہ سے ٹلیے ناگاہ باد مخالف چلی طوفان آیا سمندر
میں تلاطم مچا جہاز اس جا آنکر ڈوب گیا میں نے جہاز کو ڈوبتا دیکھکر ایک صندوقچہ جواہر کا لیکر جست کی خشکی میں آرہا مگر پاؤں میں
ایسی چوٹ آئی کہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گیا اس جزیرہ میں ایک جراح رہتا ہے یکتا اپنے وقت کا ہے لوگ ترس کھا کر مجھے لیکے
اور کچھ [illegible] دیکھے اس [illegible] مکان کے قریب ایک مکان کرایہ کو لے دیا اور تیل کیچوؤں کا اپنے گھر سے ملنے کو عنایت کیا
بارے تسنا ثواب ہوا ہے کہ آج دل کے اضطراب سے اٹھ بیٹھ کر یہاں تک آیا لیکن بڑے عرصے سے مکان [illegible] کا قصد ہے جا نہیں سکتا
درد کے مارے سسکتا ہوں چلنا کیسا کھڑے ہونے سے بھی جی چراتا ہوں اگر تو مجھ کو اپنی پیٹھ پر لاد کے لیچلے تو مجھ پر وہ احسان
کرے کہ میں مکان پر بھی بید رد پہونچ جاؤں اور تجھ کو تیری امانت بھی سونپ دوں یعنی وہ صندوقچہ جواہرات کا تیرے حوالے
کروں حق بحقدار پہونچے اور میں بھی ایک کنارے تیرے ساتھ جہاز پر بیٹھ جاؤں عمرو نے جو جواہرات کے صندوقچے کا نام سنا
منہ میں پانی بھر آیا سمجھا کہ تقدیر یاور ہے بیگانوں کی آنکھوں نہیں یگانہ معلوم ہوتا ہوں مفت کی دولت ہاتھ آئی تقدیر کا اچھا ہوں
آؤ تا [illegible] دیکھا جھٹ پٹ اس دوالپا کو اپنی پیٹھ پر سوار کر لیا اسنے پیٹھ پر چڑھتے ہی اپنے پاؤں تسمہ کی طرح سے عمرو کی کمر میں خوب
لپیٹا اور گھٹنوں سے ایڑیں لگا کر کہنے لگا کہ ہاں میرے رہوار قدم اپنا بڑھا دوڑ تو اپنی دکھا عمرو ہمہ تن جکڑ گیا ہر چند چاہا کہ
ہاتھ سے اسکے پاؤں کو اپنی کمر سے جدا کرے اس بلا اور قید سے چھوٹے اسنے ہاتھوں کو بھی جکڑ ڈالا اور اپنے ہاتھ سے عمرو کے سر پر
چپتیں اور دھولیں لگانے لگا اور منہ پر تھپڑ اور پیٹھ پر گھونسے لگانے لگا کہ دوڑتا نہیں ہے منظور قدم چلنا نہیں ہے مفت
مال لیکے بے مشقت وارث بننے کا عمرو ساری چالاکی و عیاری بھول گیا کمال بدحواس و مضطر ہوا عمرو نے ناچار امیر
کیطرف دوڑ ماری جہاز کی راہ لی کہ امیر مجھے اس بلا سے چھڑا دینگے اس قید سے نجات دلا دینگے وہاں جا کر جو دیکھا تو واہ واہ عجب
لطف ہے امیر بھی تمام رفیقوں سمیت اسی مصیبت میں گرفتار ہیں جو لوگ شہسواری کا دعوی کرتے تھے ان پر اور لوگ سوار ہیں امیر
نے [illegible] کر زبان عیاری میں کہا کہ ہم سمجھے تھے کہ تم اس بلا میں مبتلا نہ ہوگے ہم لوگوں کو آکر نجات دوگے سو تم بھی گرفتار ہوئے
و اپنی بلا میں پھنسنے سے ناچار ہو کر امیر کے پاس سے مایوس چلا مگر فکر میں رہائی کی رہا وہ تسمہ پا کبھی تو کہتا تھا کہ قدم چل کبھی
فرمائش کرتا تھا کہ کود پھاند اچھل اسنے ہم قوموں کو جو دیکھا کہ سب صاحب مرکب ہیں سوار سب کے سب ہیں کہنے لگا کہ تم بھی اپنا اپنا
گھوڑا دوڑاؤ اپنے اپنے مرکبوں کی سرپٹ و ریوٹی دکھلاؤ ہم بھی اپنا گھوڑا دوڑاویں دیکھیں کس کا گھوڑا آگے نکلتا ہے اور کون پیچھے ہار کے

تسمہ پائیوں کا حمزہ اور عمرو اور مقبل اور تمام لشکر پر سوار ہونا اور سب کو دوڑانا

بعد اسکے یہ لطف دیکھ کر انھیں مار کر کباب لگا ئینگے بھون بھونکر کھا جائینگے یہ سنکر سب کے ہوش اڑ گئے ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگے پھر اپنے
اپنے مرکبوں کو ایڑیں دینی شروع کیں پھر اپنے اپنے گھوڑوں کی باگیں دیدیں عیاری کا سب سے زیادہ تاکید یہ ہوا تھا کہ مثل سپ سے تیز قدم پر
ٹھوکریں کھاتا تھا عمرو یہ کہکر کہ ع برسر اولاد آدم ہر چہ آید بگذرد ایسا دوڑا کہ کوئی اسکی گرد تک کو نہ پہونچا جب دو کوس نکل گیا
وہ مردک بہت خوش ہوا بولا کہ میرا رہوار سب مرکبوں سے بہتر ہے نہایت ہی صبا رفتار ہوا کہ یکا یک عمرو نے ایک مقام پر دیکھا کہ کوسوں
تک انگور کے درخت لگے ہوئے ہیں خوشے ہزاروں لٹک رہے ہیں اور دانوں سے عرق ٹپک رہا ہے سرکا دریا بہتا ہے اسکے متصل درخت پر
کدو کی بیل پھیلی ہے اسمیں سیکڑوں صراحی دار کدو لٹک رہے ہیں وہ رنگ اسکی ڈھنگ چلی گئی تھی اپنے دلمیں بہت خوش ہوا کدو کی بیل کے نیچے
جا کر اپنے راکب سے بولا کہ بڑا سا کدو توڑ دے اور یہ پانی جو ان بیلوں سے ٹپکتا ہے اسکو اسمیں بھر دے اور مجھکو پلاتا چل کہ اسے پیکر اور
بھی قدم نکالوں خوب اپنی چستی چالاکی اڑتا جمنا ایڑن کا تجھکو دکھاؤں اس عقل کے دشمن نے عمرو کے کہنے پر عمل کیا کدو توڑ کر آب انگور
اسمیں بھرا اور چند قطرے عمرو کے منھ میں چوائے اور دو چار خوشے بھی توڑ کر کھلائے عمرو بھلا انگیں بار کر گانے لگا اور اسکو
لیکر خوب زور سے دوڑا وہ مردک ہشاش بشاش ہو کر بولا عمرو سے کہنے لگا کہ اے مرکب جبتک جیونگا کبھی تجھکو اپنے بدن سے جدا نہ کرونگا کہ
تو ہنساتا اور جی بہلاتا اور قدم بھی خوب جاتا ہے عمرو نے کہا کہ دیکھو یہ پانی تم نہ پی لینا میرے واسطے رہنے دینا وہ اپنے دلمیں سمجھا کہ یہ
پانی معلوم ہوا کہ بہت عمدہ چیز ہے تب تو یہ مجھے پینے کو منع کرتا ہے اور اس عرق کے نام سے اسکے منھ میں پانی بھر آتا ہے دو گھونٹ
جو اس نے پیے اور اسکو مزہ معلوم ہوا کدو کو منھ سے لگا کر غٹ غٹ پی گیا عمرو کے دوڑنے سے جنگل کی ہوا جو اسکو لگی
حرامزدگی اور شہسواری ہوا ہو گئی بیہوش ہو کر عمرو کی پیٹھ پر سے گر پڑا دماغ میں فتور پیدا ہوا عمرو نے خنجر نکالا کر اسکے پیٹ
کیا اور امیر کے پاس جا کر کہنے لگا کہ اے عرب یہ تو نے ایک کافر کی بیٹی کیواسطے اتنے مسلمانوں کا خون اپنی گردن پر لیا
دی بہت تنگ کیا دیکھا چاہیے کہ حشر میں تیرا کیا حال ہوتا ہے اور اس سفر کا بالفعل کیا مآل ہوتا ہے امیر نے کہا کہ خدا

میں گنہگار ہوں اور ناآزمودہ کار ہوں مگر تم اسدم اتنا ثواب کماؤ کہ مسلمانونکی جان بچاؤ عمرو نے کہا کہ مجھ کو کیا غرض ہے کہ بیفائدہ اتنے دوال پاؤنکو قتل کروں اتنے اپاہج بیچارونکا خون اپنی گردن پر لوں امیر نے فرمایا کہ عذاب انکا میری گردن پر ہے اور فی کس دو اشرفی دونگا اور آپ کا ممنون ہونگا عمرو نے قبول کیا اور ہر ایک تسمہ پا کو سنگ فلاخن سے سنگسار کر کے ڈھیر کر دیا جب سبھول نے دوال پاؤں کے ہاتھ سے نجات پائی بدن میں جان آئی امیر نے فوراً جہاز پر سوار ہو کر لنگر اٹھوایا جہاز کو آگے بڑھایا کہ یہ جزیرہ ہندوستان کا ہے خدا جانے اور کس آفت کا سامنا ہووے کس بلا میں لشکر مبتلا ہووے دو مہینے کے بعد ایک جزیرہ ورطہ ناخداؤں نے امیر سے کہا کہ جہازوں پر پانی کا حکم ہو تو بھر لیویں اور کچھ کھانیکا سامان غلہ وغیرہ جمع کر لیویں امیر نے فرمایا کہ بہتر ہے لوگوں کے کپڑے بھی میلے ہو گئے ہیں جبتک پانی بھرا جائیگا کھڑے گھاٹ کپڑے دھلوا لینگے پھر آگے قصد کیا جائیگا ناخداؤں نے جہازونکو لنگر کیا اور ہر ایک شخص خشکی میں اترا عمرو بھی ہوا سرد دیکھ کر سیر کرنیکو گیا ایک تالاب بہت خوش قطع نظر پڑا اسمیں صاف موتی سا پانی جو لہراتے دیکھا بے اختیار جی لہرایا کہ غسل کیجیے کپڑے بھی دھلوا لیجیے کپڑوں کو اتار کر کنارے پر رکھا اور تالاب میں غوطہ لگا کر باہر سر نکالا تو کپڑوں کو گھاٹ پر نپایا سمجھا کہ امیر نے اختلاطاً کپڑے اٹھوا منگوائے ہونگے کسی کے ہاتھ چڑ دا کہیں کھوائے ہونگے حمزہ حمزہ کہکر پکارنے لگا خوب زور سے چیخیں مارنے لگا امیر نے جو عمرو کی آواز سنی جانا کہ شاید کسی آفت میں مبتلا ہوا بے اختیار دوڑے اور عمرو سے کہنے لگے کہ کیا ہوا بھائی عمرو خیر تو ہے پھر کسی بلا میں پھنسا عمرو بولا کہ اب یہ اختلاط آپکا مجھے نہیں بھاتا ہے ننگا مجھے دریا میں کھڑا کر رکھا ہے کپڑے میرے لوا دیجیے ابھی خدمتگاروں سے منگوا دیجیے امیر نے قسم کھائی کہ میں تیرے کپڑوں سے آگاہ نہیں ہوں کسیطرح واقف واللہ نہیں ہوں تب تو عمرو گھبرا گیا اپنے دلمیں کہنے لگا کہ ہرگاہ جو میرے کپڑے امیر نے نہیں اٹھوا منگوائے اور ان خدمتگاروں نے نہیں اٹھائے تو پھر وہ ایسا کون ہے کہ جس نے مجھ سے ظرافت کی اسوقت میں مجھ سے حرفت کی ناگاہ نگاہ جو عمرو کی اوپر گئی اور درختوں پر نظر پڑی تو دیکھا درختوں پر بندر بیٹھے ہوئے ہیں کپڑے نوچ کھسوٹ رہے ہیں کسی کے ہاتھ میں نیم تاج ہے کوئی پیرہن کھولکر دیکھتا ہے کوئی زیر جامہ لیے ہوئے ہے کوئی کمربند اپنے ہاتھ میں لپیٹ رہا ہے عمرو نے اور لباس اپنا منگوا کر پہنکر اور پہلے نیم تاج کو اپنے اچھالا معمول بندر کا ہے جو حرکت دیکھتا ہے وہی حرکت خود بھی کرتا ہے اسنے بھی عمرو کے نیم تاج کو اچھالا مگر روک نسکا زمین پر گر پڑا عمرو نے اٹھا لیا اسیطرح سے عمرو نے سب اسباب اپنا بندروں کے ہاتھ سے وصول کیا اور روغن نفط درختوں میں ملکر آگ لگا دی جتنے بندر تھے سب جلکر مر گئے انکی بنیاد مٹا دی امیر نے فی الفور سوار ہو کر جہازوں کے لنگر اٹھوا دیے اور جہاز آگے کو بڑھے کئی دن کے بعد ایک پارہ ابر فلک پر نمودار ہوا ساعت کی ساعت میں تمام آسمان پر چھا گیا ہوا تند چلنے لگی طوفان کی شکل پیدا ہوئی روز روشن شب یلدا سے تاریک تر ہو گیا ہاتھ کے روئیں نظر نہ آئے باد تند نے شدت یکبارگی کہ آب سمندر بحر اخضر فلک تک پہونچا ہر موج نے طوفان نوح پر ترقی کی جہازوں کے منھ پر طمانچے موجوں کے لگتے دیکھ کر لنگر کیا مرکب جہاز شکستہ خاطر ہو گئے حباب سا زندگی سے ناامید ہو کر اشک حسرت بہانے لگے ساحل مقصود تو ہاتھ نہ آیا موت کے ہاتھ آنسو بہانے لگے امیر نے فرمایا کہ اضطراب و تلاطم اسقدر نہ کرنا چاہیے حافظ حقیقی کی رحمت پر نظر کرنا چاہیے ؎ دلیں ہر گریہ آخر خندہ ایست

سر دا آخر ہیں مبارک بندہ الست عمرو تو گویا غرق بحر فنا ہو گیا رو کر کہنے لگا کہ اے خدا اے سفینہ وحدت یہ بیڑا اسلام کا تو نکالے تیرے ہاتھ
ہے تو پار اُتاریگا تو اُتریگا کبھی کہتا تھا یا حضرت الیاس اگر اس بیڑے کو بیچ منجدھار میں پھنسا ہے کنارے لگاؤ گے اور اس آفت سے
بچاؤ گے ہر چند کہ اس قطرہ بے آب میں طاقت نہیں ہے مگر سوا دمڑی کی شکر کی پڑیا تمہارے نام کی دریا میں چھوڑونگا اور تم بھی ثواب
پاؤ گے اور سوا اسکے تمہارے بھائی حضرت خضر تم سے خوش ہونگے کہ میں نظر کردہ اُنکا ہوں وہ اس گرداب بلا میں پھنسا
ہوں کبھی امیر سے کہتا تھا کہ حمزہ یہ سب تیری کرنی کرتوت ہے اگر یہاں مرے بھی تو مٹی خراب گور نہ کفن ہے نہ جنازہ ہے نہ تابوت
ہے جو کچھ کیا تو نے کیا میں اسی واسطے دریا میں قدم نہ رکھتا تھا اور عمداً اس مصیبت کے مزے نہ چکھتا تھا باوجودیکہ یہ تیرے دریا کے
دلیر موجزن تھا لیکن میرے قلب صاف پر یہ روشن تھا کہ میں پانی سے مانند سیل کوسوں بھاگتا ہوں ساحل کی طرح کنارے ہمیشہ الگ رہا کیا
ہوں اتنی عمر ہوئی کبھی حوض میں بھی پاؤں نہیں اُتارا نہاتے وقت سر سے پانی نہیں ڈالا تو نے اپنی زبردستی سے دریا میں لا کر میرے
سفینہ دل کو ڈبویا بیچ دریا میں مجھے دونوں جہان سے کھویا سامعین یا تو بد حواس غریق بحر الم تھے یا اس سخن عمرو سے برنگ گل کھلکھلا
ہنس پڑے بارے خدا خدا کر کے تین دن کے بعد مانند سرشک چشم حسرت غریقان بحر الفت طوفان ہوا ہوا تاریکی نے لباس نور پہنا
سپیدہ فلک نے ظہور کیا موجوں کے تھپیڑے موقوف ہوئے دریا کے بند ڈھیلے بسمل ہونے لگے موج دریا کا حال موج سراب کا سا ہو گیا جوش و
خروش مطلق دریا میں نہ رہا سب لوگ خوش ہونے لگے اور باہم دیگر کہنے لگے کہ ہم تو زندگی سے ہاتھ دھو چکے تھے جان گئی تھی بسمل ہو چکے
تھے مگر آفریدگار نے نئے سر سے جان بخشی کی کوئی بولا کہ ڈوبنے میں کیا کچھ باقی رہا تھا لیکن ناخدائے حقیقی نے بیڑا پار لگایا عمرو نے کہا
یار میری دعا نے تم ڈوبتوں کو اچھالا ہے اس گرداب بلا سے باہر نکالا ہے کیا کیا منتیں میں نے نہیں مانی ہیں کیسی کیسی مرادیں دل میں نہیں ٹھانی
ہیں ہاں کچھ دیتے جاؤ کہ میں نیاز کر دوں بزرگوں کے فاتحے دلواؤں ہر شخص نے کچھ کچھ دیا عمرو کو دیے اور بعضوں نے دینے کے
وعدے کیے عمرو نے کہا کہ چچا الیاس جب سراندیپ پہونچونگا تب شکر مول لیکر انکی پڑیا چڑھاؤنگا اس دریائے شور میں
شکر کہاں سے لاؤں کہ انکی پڑیا چڑھاؤں لوگ اسکی ظرافت پر ہنسنے لگے اور بہت محظوظ ہوئے ابھی انکی کلفت گئی تھی کہ
انہیں خبر پہونچی کہ بہرام گرد خاقان چین کے جہازوں کا پتہ نہیں لگتا چاروں جہاز غائب ہیں کسی طرح آگے کو سراغ اور نشان
نہ ملا پتہ نہیں پاتے دوربینیں بھی لگائیں مگر نظر نہیں آتے امیر سنتے ہی بحر الم میں ڈوب گئے رو رو کر فرمانے لگے کہ بیڑا نہنگ بحر حوادث
میں ڈوب گیا جس سے لشکر کی بہبودی تھی اسیکا ٹھکانا نہیں لگتا لوگ بولے کہ خدا نہ کرے حضرت جہاز کسی طرف تباہ ہو گئے
ہیں کسی بندر میں جا لگے ہونگے ملاح قدرت کسی جزیرے کے کنارے لگا دیگا وہ جامع المتفرقین ہے پھر اپنے فضل سے ایک دوسرے کو
ملا دیگا عمرو بولا کہ حمزہ کچھ منت مانو دیکھو میں نے منت مانی تھی بچ رہا اور میرے سبب سے تو بھی بچ گیا امیر نے کہا ظرافت کا مقام نہیں
ہے وقت کو پہچان کہ میری طرف سے تو ہی منت مان جس وقت بہرام کی صورت دیکھونگا جو تو کہیگا سو میں دونگا عمرو بولا کہ بہت خوب
مگر اگر پار اُتر کر جو میں نے دی یعنی جب بہرام ملے تب فرمائیں کہ تھوڑے سے خرچ میں منت ادا کر تو اُسوقت کیا کروں گا آپ سے
کیا جھگڑاؤں گا اپنی گرہ سے مجھ کو کرنا پڑے گا امیر نے ہنس کر کہا کہ ایسا وقوع میں آئیگا جو تم کہو گے وہی دیا جائے گا

دوبارہ طوفانی ہونا امیر کے جہازونکا اور پڑجانا گرداب سکندری میں ان نامرادونکا اور پھر نکلنا اس طوفان سے اور پہونچنا ملک سراندیپ میں اور خراج لینا لندھور بن سعدان خسرو ہندستان سے

غواصان بحر تاریخ دانی و غوطہ زنان دریائے قصص باستانی دُرہائے مضامین کو یوں ہاتھ میں لاتے ہیں کہ طوفان موقوف ہونیکے بعد چندروز برابر باد مراد چلی کسیطرح جہاز کے رہنے والونکو پریشانی نہ ہوئی ناخدا پال اُڑاتے چلے جاتے تھے جہاز کو بڑھائے چلے جاتے تھے ایکدن جہازوں کے دیدبانوں نے غل مچا کر کہا کہ یارو بڑا ہی طوفان آتا ہے وہ طوفان اُسکے آگے ایک قطرہ دریا کے مقابلے میں تھا دیکھیں خدا کیسے بچاتا ہے اور یہ قباحت زیادہ تر ہے کہ گرداب سکندری یہاں سے بہت نزدیک پڑے ہے اگر خدانخواستہ اسمیں جہاز پڑ گئے تو چکر کھا کھا کر ڈوب جائینگے عین دریا میں سب غوطے کھائینگے عمرو کے تو وضو ٹوٹ گئے چھکے چھوٹ گئے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور گھبرا گھبرا کر جان اپنی کھونے لگا کبھی کہتا تھا کہ الیاس مجھے بچا میں نے تو پہلے ہی سے کہا ہے کہ سراندیپ پہونچکر آپکی نیاز چڑھاؤنگا کبھی چلایا کہ حضرت خواجہ خضر میری سعی اپنے بھائی سے فرمانا کہ اس گرداب بلا اور طوفان بے انتہا میں میری امداد کریں خدا سے دعا مانگیں جو نیت کی ہے وہ خشکی میں داخل ہو کر ادا کرونگا امیر نے شور و غل سنکر پوچھا کہ اب یہ نالہ و فریاد کیوں ہے حضرت الیاس اور حضرت خضر کی جناب میں داد و بیداد کیوں ہے سکانیوں نے کہا کہ حضرت طوفان بے پایاں اُٹھا ہے اس طوفان سے خدا ہی بچائے تو بچائے نہیں تو جانبر ہونا محال معلوم ہوتا ہے یہ گفتگو ہی تھی کہ طوفان نے آگھیرا اور دریا میں تلاطم مچا اور جہاز بات کی بات میں گرداب سکندری میں جا پڑے چکر میں آکر چرخ کھانے لگے تب تو ہر ایک کی عقل چرخ میں آئی نہایت طبیعت گھبرائی امیر نے اُس عالم طوفان میں غور کر کے جو دیکھا تو اُس بھنور کے بیچ میں ایک ستون پتھر کا استادہ ہے اور اُسکا طول و عرض حد سے زیادہ ہے اُسکے سر پر ایک تختی سنگ سفید کی مثل پر جمی ہوئی ہے اور اسمیں سنگ موسیٰ کے حرف ترشے ہوئے تعبیہ کیے ہیں عبارت عربی ہے عبارت کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ یہ مضمون لکھا تھا کہ ایک زمانے میں صاحبقران کے جہاز اسطرف آئینگے اور وہ اس گرداب میں پھنسیں گے صاحبقران کو لازم ہے کہ آپ اس ستون پر چڑھ کے طبل سکندری کو کہ اس میل پر دھرا ہے بجاوے یا نائب کو اس ستون پر چڑھا وے کہ اُسکے ہاتھ سے یہ کام سرانجام پاوے البتہ جہاز اس گرداب سے نکل جاوینگے اس آفت سے نجات پائینگے امیر نے عمرو سے کہا کہ لو بھائی ہم تو اس میل پر جاتے ہیں اور بسم اللہ کہکر نقارہ بجاتے ہیں اگر ایک ہماری جان جانے سے ہزار جانیں بچیں تو کیا قباحت ہے ہمیں خدا کے بندوں کی جان بچانا منظور ہر صورت سے عمرو نے کہا کہ آپکے نائب کے لیے بھی تو لکھا ہے اُسکو بھی نقارہ نوازی کا اذن دیا ہے پس میں نائب آپکا ہوں اس میل پر جا کر طبل سکندری بجاتا ہوں اور اپنے دلمیں سوچا کہ اس میل پر چڑھ کر عین منجدھرہ دریا کے جھلکے سے تو بچیگا جب کوئی جہاز ادھر آنکلے گا اُسپر چڑھ کے کسیطرف راہ لینا جورو لڑکے نہیں کھاتا ہے ہر روز یہی تھا کسیطرح زندگی نباہ لینا پھر سب سرداروں کی طرف دیکھ کر بولا کہ یارو تم لوگونکا بل برا ہوتا ہوں اسوقت تم کو کھٹتے جاؤ شاید پھر بہو

تو اپنی محنت کا اجورہ پاؤں ہر ایک نے ایک کی جگہ سو اور سو کی جگہ لاکھ دینار کا تمسک لکھکر عمرو کے حوالے کیا عمرو نے تمسک لیکے یہ شعر پڑھا۔ دریں دریائے بے پایاں دریں طوفان شور افزا * دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا * اور دم کو سادھ کر ایک جست کی مگر قریب میل کے پہونچکر دم جو ٹوٹا عمرو دھم سے زمین پر گر پڑا اور نیچے کو چلا دیکھا تو ایک نہنگ منھ کھولے بیٹھا ہے منتظر خوراک کا ہے عمرو کے حواس اُڑ گئے کہ یہ بلا کہاں سے آئی اگر اس آفت سے بچے تو یہاں جان گنوائی حواس درست کر کے پاؤں اُسکے دانتوں پر ٹیک کر جست جو کی میل کے اوپر جا کھڑا ہوا چوٹی پر ستون کے جا پہونچا سب حرکتوں پر یہ طرہ کیا عمرو کی اس چالاکی پر سبھوں نے آفرین کی اور اُسکی جرات و بہادری کی داد دی عمرو نے دیکھا واقعی ایک کوس کھا ہے اور اسکے طبل پر نام سکندر ذوالقرنین کا لکھا ہوا ہے عمرو نے بسم اللہ کر کے چوب اُسپر لگائی بڑی مہیب و از آنی اسکی آواز سے جو نہنگ کہ دریا میں تلاطم پڑ گیا عجب طرح کا شور ہوا جتنے جانور آبی تھے سب دریا کے اوپر تیر آئے اور پرند جو اُس میل میں رہتے تھے سب گھبرا کے اُڑ نکلے اُن سب پروں کی ہوا سے جہاز چل نکلا مگر عمرو اسی میل پر رہا گو کہ دلمیں پہلے اپنے اس امر کی تمنا تھی لیکن تنہائی سے گھبرا گیا چند روز کے عرصے میں سراندیپ کے جزیرے میں جہازوں کے لنگر پڑے اور صاحبقران مع فوج خشکی میں اُترے اُدھر عمرو کا

جہازوں کا قریب سد سکندری کے گرداب میں آنا اور عمرو کا منارے پر نقارہ بجانا
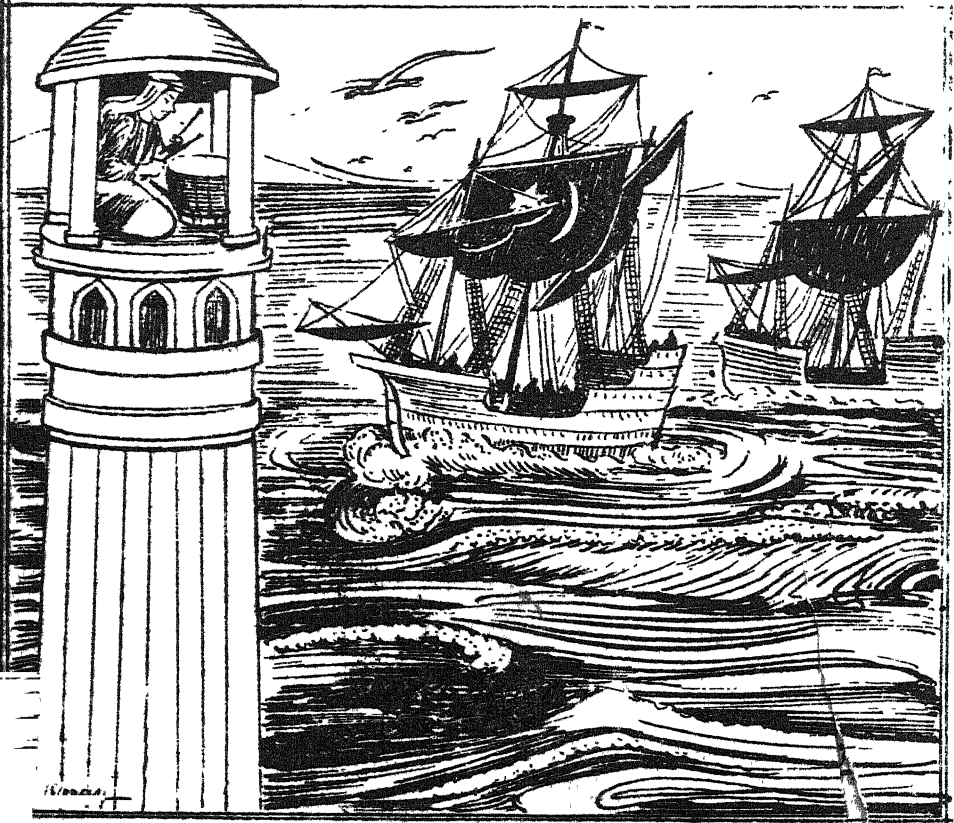
یہ حال ہو کہ تنہائی اور دھوپ کی تکلیف سے بجز اس کے ہوتا تھا اور خداوند حقیقی کی جناب میں دعا مانگتا اور روتا تھا کہ ناگاہ عمرو کے کان میں آواز سلام علیک کی آئی جب تو اور بھی طبیعت عمرو کی گھبرائی بھوکا ہو چکا ہو گیا ادھر ادھر دیکھ کے اور متحیر ہو کے کہنے لگا کہ یہاں سوائے میرے انسان کہاں کہ سلام علیک مجھ سے کرے اور میری خبر لے مگر حضرت عزرائیل روح قبض کرنیکو تشریف لائے ہونگے جان لینے کو آئے ہونگے حیف صد حیف کیا بُرے مقام پر موت آئی نہ تجہیز و تکفین بھی نصیب نہ ہوئی مٹی بھی نہ پائی اتنے میں حضرت خضر نے آپکو ظاہر کیا عمرو نے دیکھا کہ ایک سبز پوش نورانی صورت کھڑا ہے اور چہرہ شریف پر برقع پڑا ہے سلام ادب کرکے پوچھا کہ حضرت کا اسم مبارک کیا ہے اور اس مقام پر کسطرح تشریف آوری کا اتفاق ہوا ہے حضرت خضر نے کہا کہ میں خضر ہوں اور تجھے نجات دینے آیا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ ابھی جلد رہا کرتا ہوں عمرو قدمبوس ہوا او سجدہ شکر ادا کیا پر عیار بندہ شکم تھا کچھ آؤ تاؤ نہ دیکھا کہا کہ یا حضرت میں بھوکا شدت سے ہوں امیدوار آپکی شفقت سے ہوں حضرت خضر نے ایک نان کلیچہ عنایت کرکے فرمایا کہ اسکو کھا میں پانی بھی پینے کو دونگا اور تجھے اس قید آفت و محن سے رہا کرونگا عمرو کا کلیجا وہ کلیچہ دیکھکر جل گیا کہ اس کلیچہ سے مجھے سیری کاہیکو ہوگی بھوک کی جھنجھلاہٹ میں بڑبڑانے لگا کہ یا حضرت اگرچہ آپ پیغمبر خدا ہیں آپکے رتبے کو میں نہیں پہونچتا ہوں لیکن میں بھی ولی اللہ کا ہوں آپ ہم سے ایسے بُرے وقت میں اختلاط کرتے ہیں یہاں ہم اپنی جان کو مرتے ہیں جب آدمی سیر ہوتا ہے تو اختلاط بھی سوجھتا ہے نہیں تو بات کرنی بھی نہیں گوارا ہوتی ہے حضرت خضر نے کہا کہ اختلاط کیا تو نے بھوک کی شکایت کی میں نے تجھے کلیچہ دیا اور پانی پلانے کا بھی وعدہ کیا عمرو بولا کہ حضرت یہ وہی مثل ہے کہ اونٹ کے منہ میں زیرہ بھلا اس کلیچہ میں میرا کیا ہوتا ہے ایک انتڑی بھی تو سیر نہ ہوگی آپنے فقط تبرک عنایت فرمایا ہے حضرت خضر نے کہا کہ بھلے آدمی پہلے تو نیت درست کرکے کھا دیکھ تو اس کلیچے کو تمام کھا بھی سکتا ہے یا ابھی سے بے صبر ہو کر بیفائدہ بکتا ہے عمرو نے وہ کلیچہ کھایا تو باوجود سیر ہونیکے کلیچہ جیسا تھا ویسا ہی سالم رہا حضرت خضر نے سوا بالشت کا ایک مشکیزہ نکالا اور اُسے پانی پلایا اور کہا تو پہلے سے ایسا بیتاب ہوا جاتا تھا اب کیوں کلیچہ باقی رہا عمرو نے دیکھا کہ پیاس تو بجھ گئی مگر مشکیزہ بھرے کا بھرا ہے شکریہ ادا کرکے کہنے لگا اور چال چلا کہ حضرت بھوک پیاس آدمی کے ساتھ ہے آپ تو چلے جاوینگے اور یہاں کیوں تشریف لائینگے میں پھر بھوکا پیاسا ہونگا تو کس سے کہونگا اگر یہ کلیچہ اور مشکیزہ مجھکو عنایت ہوتا تو جیتے زندگی تک روٹیوں کی فکر نہ ہوتی شکر گزار بے نہایت ہوتا حضرت خضر نے عمرو کے التماس کو قبول کیا اور وہ مشکیزہ اور کلیچہ عمرو کو دیا اور فرمایا کہ اے عمرو یہ کلیچہ اور مشکیزہ بڑی بڑی گاڑھ میں تجھ کو مزہ دکھلا دیگا اور بہت جگہ تیرے کام آویگا اور یہ کوس سکندری مع اسباب حمزہ کو دینا اور خبردار اسمیں سے کچھ نہ لینا عمرو بولا کہ حضرت میں اس بوجھ کو کیونکر لیجاؤنگا اور اسکا بار کیونکر اُٹھاؤنگا حضرت خضر نے ایک گلیم دیکر کہا اسمیں لپیٹ لے مطلق بوجھ معلوم نہ ہوگا عمرو نے اپنے دلمیں کہا کہ گلیم بھی اچھی چیز ہے وقت پر کام آویگی اور جاڑے میں آرام دیگی تمام اسباب مع نقارخانہ سکندری گلیم میں لپیٹ کر اپنے سر پر رکھا اور پاؤں اپنے حضرت خضر کی پشت پا پر رکھ کے اسم اعظم جو حضرت نے تعلیم کیا تھا آنکھ بند کرکے پڑھنا شروع کیا آناً فاناً میں کہیں سے کہیں پہونچا حضرت خضر نے فرمایا کہ عمرو آنکھیں کھول تو سہی خدا کی قدرت دیکھ لے کہ دم کے دم میں کہاں سے کہاں تک پہونچا ہے پہلے کس مصیبت میں مبتلا تھا اب کہاں کھڑا ہے عمرو نے آنکھیں کھولیں آپکو جنگل میں پایا سجدہ شکر خداوند حقیقی کی درگاہ میں بجا لایا کوہستان کیطرف روانہ ہوا امیر کی تلاش میں چلا

صاحبقران کا حال سنیے کہ جب بندر سرندیپ میں تھے اور باعث عافیت مع لشکر خشکی میں پہونچے حضرت خضر نے فرمایا دریا
کی تندی و طوفان ہونے میں اتنی بھی بکمال کشادہ پیشانی افراط سے ادا کی اور فرمایا کہ اس راہ و جھینے تک اس جگہ پر مقام کیجیئے
اُنکے کام میں گا اور ہم عزاداری عمرو کی کرینگے اور اُسکے نام پر بہت کچھ للہ دینگے ظاہر ہے کہ ایسا کسکو عزیز اپنی جان کے برابر رکھتا
اور سب تھا میں اُسنے دوست زیادہ تر رکھتا تھا اور اُسنے بھی میری رفاقت میں کبھی کمی نہ کی حتی کہ اُسنے میرے واسطے جان
بھی دی جتنے سردار تھے مع لشکر عمرو کی عزا میں سیاہ پوش ہوئے اور مصروف گریہ و بکا و جوش و خروش ہوئے چندروز کے
بعد عمرو نے اس جنگل میں ایک مسجد دیکھی بہت نفیس اور پاکیزہ و متبرک بنی ہوئی تھی جب قریب پہونچا تو پانچ آدمی نمازی
نظر آئے نماز پڑھتے پائے عمرو بھی شریک ہوا اور فریضہ با جماعت ادا کیا جب نماز پڑھ چکے اور درود وظائف سے بھی
فارغ ہوئے تو چار شخص تو اپنے مرکبوں پر سوار ہوکر ایک سمت کو چلے اور ایک شخص پیدل چلا عمرو نے بکمال دلسوزی اُس سے
حال پوچھا اُسنے کہا کہ اے عزیز ہم پانچوں آدمی شہید ہیں خدا کی راہ میں جانیں دی ہیں اُسکے عوض میں خدا نے نعمتیں
عطا کی ہیں کہ مواخذہ اُخروی سے کچھ کام نہیں اُسکے فضل سے ہماری بخشش میں کچھ کلام نہیں چاروں شخص مع اسپ
شہید ہوئے تھے اور میں بے گھوڑے شہید ہوا تھا اُس سے وہ سوار ہیں اور میں پیدل بگیا لیکن اگر تو مہربانی کرے تو
میں بھی صاحب اسپ ہو جاؤں تیرے حق میں دعا کرتا ہوں عمرو نے کہا مجھ سے جو آپکی خدمت ہو سکے اس کو باعث سعادت
جانتا ہوں ایسے لوگونکی اطاعت اور فرمانبرداری سبب مغفرت جانتا ہوں وہ بولا کہ یہاں سے ایک قصبہ تھوڑی دور ہے
اُس قصبے کے فلانے محلے میں میرا گھر ہے اور میرے گھر کے صحن میں ایک درخت بیری کا ہے اُسکے تھالے میں دو ہزار اشرفیوں
کا لوٹا سر بمہر گڑا ہے تو نکالکر ایک سہم تو میرے وارثوں کو دے اور ایک سہم تو لے اور ایک سہم میں گھوڑا اور اسکا اسباب
خرید کرکے خدا کی راہ میں میرے نام پر کسی کو دیدے کہ مجھکو اس پیادہ روی سے نجات ملے عمرو اُس سے رخصت ہوا اُس کے
مکان پر جا کے اُسکی وصیت عمل میں لایا اور آگے کو چلا کئی روز راہ طے کی ہوگی کہ ایک درخت سایہ دار کے نیچے ستانے
کیواسطے بیٹھ گیا ایک لمحہ کے بعد ایک بزرگوار کو اپنے داہنی طرف کھڑا دیکھا قدمبوس ہوکر پوچھا کہ آپ کون ہیں فرمایا میرا نام
الیاس ہے تیری امانت تجھکو دینے آیا ہوں تیرے واسطے یہ سامان لایا ہوں یہ جال اور کملی ہے جال میں تو جسقدر بوجھ
باندھیگا سب ہلکا دکھائی دیگا اور کملی جب اوڑھ لیگا تو تو سب کو دیکھیگا اور تجھکو کوئی نہ دیکھیگا یہ کہکر غائب ہوگئے
اور کسی جانب چل نکلے عمرو چندروز میں صاحبقران کے لشکر کے نزدیک پہونچا اول دلمیں خوش ہوا کہ الحمدللہ
لشکر تو ملا پھر دیکھا کہ ہر نفس سیاہ پوش ہے اور کسی کے رنج میں ماتم پوش ہے عمرو نے اپنے دلمیں کہا کہ خدا حمزہ کی
خیریت سنوادے اور خیر و عافیت سے اُسکی شکل دکھادے ایک شخص سے اجنبی بنکر پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور لشکر تمام
ماتمی کیوں ہو رہا ہے وہ بولا یہ لشکر صاحبقران کا ہے تھوڑی مدت ہوئی ہے یہیں اے عمرو عیار ایک امیر کا بھائی تھا امیر اُسکو
بہت پیار کرتے تھے سو وہ دریائے شور میں ایک میل پر چڑھ کے مرگیا اُسکے ماتم میں صاحبقران سیاہ پوش ہوئے ہیں

اُسکے سبب سے سارا لشکر سیاہ پوش ہے اور رودہ نفر مبتلائے جوش و خروش ہے چنانچہ آج چہلم اُسکا ہے فقرا و مساکین کو بعد فاتحہ خوانی کے کھانا تقسیم ہوتا ہے عمرو نے دلمیں کہا کہ امیر کی بھی محبت کا امتحان ہو گیا دن تو انھیں فقیروں میں جن کو عمرو کے فاتحے کا کھانا بٹتا تھا کاٹا رات کو کملی اوڑھ کر معدیکرب کے خیمے میں گھسا دیکھا تو معدیکرب بیخبر سوتا ہے اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا وہ جاگ کر پوچھنے لگا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے مجھ سے کیا سبب عداوت کا ہے عمرو بولا کہ میں ملک الموت ہوں آج عمرو کی روح کو بہشت میں بھیجتے تھے اُسنے وہاں جانا گوارا نہ کیا اور رضوان بہشت سے کہا کہ معدیکرب میرا بڑا دوست ہے میں بغیر اُسکے بہشت میں نہ جاؤنگا یہ اُسکی ہمراہی جنت کیطرف قدم نہ بڑھاؤنگا ہر چند اسکو سمجھایا کہ ابھی اُسکے آنے میں بڑا عرصہ ہے ابھی بہت دور اسکا وعدہ ہے مگر جب اُس نے نہ مانا مجھکو حکم ہوا کہ جاؤ معدیکرب کی بھی روح کو قبض کر کے لے آؤ سو میں تیری روح کے قبض کرنیکو آیا ہوں دے تیری جان لیتا ہوں معدیکرب نے کہا ہر گز میں دوست اُسکا نہیں ہوں محب اور مخلص اُسکا نہیں ہوں بلکہ اُسکا دشمن جانی رہا کرتا تھا اور اسکی موت کی دعا مانگا کرتا تھا بلکہ موافقت اُس سے کبھی نہ تھی میری اُسکی بنتی نہ تھی عمرو بولا کہ اگر تم مجھ کو کچھ دو تو میں چھوڑ کر جاؤں جو کچھ تم کہا ہے حقیقت اُسے عرض کروں عادی نے کہا کہ وہ سامنے ایک صندوق اشرفیوں کا رکھا ہے آپ لیجیے اور میری جان چھوڑ دیجیے عمرو وہاں سے صندوق لیکر سلطان بخت کے خیمے میں گھسا اور وہی گفتگو اس سے بھی پیش کی اُس نے بھی ایک صندوق اشرفیوں کا دیا گویا اپنی دانست میں اپنی جان بچائی ملک الموت کے پنجے سے رہائی پائی خلاصہ یہ کہ اس شب کو اسی طرح تمام سرداروں سے عمرو نے اشرفیاں تحصیلیں اور اُسی جھولی میں جمع کیں عمرو کے آنے کے بعد ہر ایک کو خوف سے تپ لرزہ آیا اور کسی نے خوف کے مارے رات بھر چین نہ پایا جب صبح ہوئی پہلے تو عادی نے رات کا حال امیر سے کہا امیر نے جانا کہ یہ بد خواب ہوئے اسکی باتیں سُنکر بہت ہنسے اور نہایت محظوظ ہوئے سلطان بخت نے بھی آنکر اپنی سرگذشت بیان کی اور اُمرا نے بھی حاضر ہو کر ایسا ہی کچھ امیر سے کہا سبھوں نے رات کا واقعہ بیان کیا امیر نے فرمایا کہ جلد یہاں سے خیمہ اُٹھاؤ آگے لشکر کو بڑھاؤ معلوم ہوا کہ یہاں شیطان کا فتور ہے نہیں تو کیا سبب کے خوابوں کا ایک ہی طرح ہونا ضرور ہے ایسا نہ ہو کہ لوگوں کو سودا ہو جائے اور تسلط شیاطین کا ہو جائے دوسرے روز عمرو نے امیر سے بھی یہی حرکت کی وہاں بھی ایسی ہی حرکت کی امیر نے کہا عجب بات ہے کہ آواز آتی ہے مگر صاحب آواز نظر نہیں آتا کیا خرابی ہے امیر نے ہاتھ سے ٹٹولا تو جسم ہاتھ میں معلوم ہوا امیر نے جن سمجھ کر ایک ہاتھ سے اُسکو پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے چاہا کہ گھونسا ماریں گرد برد کریں عمرو نے کہا خبردار اے عرب گھونسا نہ مارنا میرے چوٹ لگے گی تیری مار مجھے تکلیف دیگی اور جھٹ گلیم اپنے اوپر سے پھینک دی امیر نے آواز پہچانی گلے سے لپٹا لیا اور کمال خوش ہو کر چھاتی سے لگا لیا عمرو نے تمام سرگذشت بیان کی اور ساری اپنی کہانی کہی نقارخانہ وغیرہ اسباب سکندری امیر کو دیا اور تکیہ مشکیزہ اور گلیم دجال امیر کو دکھلا کر اپنے پاس رکھا اور کہا کہ یہ حضرت خضر و الیاس نے مجھ کو دیا ہے اسمیں اور کوئی نہیں

شریک میلا ہے امیر نے صبح ہوتے ہی وہاں سے کوچ کیا اور کوہ سراندیپ کے نیچے خیمہ زن ہوئے اور بعد طے مسافت منزل مقصود تک پہونچے چار طرف یہ خبر مشہور ہوئی کہ حمزہ نامے داماد نوشیرواں عادل کا خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان سے لڑنے آیا ہے فوج اگرچہ قلیل ہے مگر ہر ہر شخص رستم و نریمان و افراسیاب کی حقیقت نہیں جانتا اور خود امیر بھی آدمی بڑے دم دعوے کا ہے کوہ سراندیپ پر امیر میلے کے موسم پہ پہونچے تھے اطراف و جوانب کے لوگ وہاں جمع ہوتے جاتے تھے میلہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ انھیں دنوں میں حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی ہے اور اللہ تعالے نے اُنھیں اس غم و اندوہ سے نجات بخشی ہے اور اُس پہاڑ کے ایک پتھر پر حضرت آدم کے قدم کا نشان ہے زیارت گاہ ہنود و مسلمان ہے دور دور چار مہینے کی راہ سے آدمی حسب دستور قدیم آکر پہاڑ کے نیچے اُترتے تھے اور روز معین کو زیارت اُسکی کرتے تھے عمرو نے امیر سے کہا کہ اگر حکم ہو تو پہاڑ کی سیر کر آؤں اور وہاں جاکر خبر لاؤں امیر نے اجازت دی عمرو نے اپنی راہ لی عمرو جو زیر کوہ آیا تو راستہ نہ پایا کہ کوہ کے اوپر جاوے اور وہاں کی سیر کر آوے ناگاہ ایک جھونپڑی نظر پڑی اُدھر کا قصد کیا وہاں جاکر ایک مرد بزرگ کو عبادت میں مصروف دیکھا اُس بزرگ نے جو عمرو کا نام لیکر سلام علیک کی عمرو نے دوال پا سمجھ کر خنجر پر ہاتھ ڈالا تیوری بدل لی اُس بزرگ نے ہنسکر کہا کہ اے عمرو میں دوال پا نہیں ہوں حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں ہوں دشمن تیرا نہیں سالم میرا نام ہے شب کو مجھے بشارت ہوئی تھی اس سے میں نے تجھے پہچانا نہیں تو میں تجھ کو اور تیرے نام کو کیا جانتا یہ کہکر ایک گز دیا اور فرمایا کہ سامنے جاکر اس گز کے برابر زمین کھود جو تیرے مقسوم کا ہے وہ تجھ کو ملیگا خداوند حقیقی تیری قسمت کا تجھے دیگا مگر طمع کو راہ نہ دینا اور جو کچھ مل جائے وہ لے لینا عمرو نے اُس گز سے ناپ کے زمین کو جو کھودا ایک لعل خوش رنگ کا نکلا اسکو تو عمرو نے اپنے کیسے میں رکھا اور زمین پھر کھودنے لگا جب کھودتے کھودتے تھک گیا اور کچھ نہ ملا شرمندہ ہوکر سالم کے پاس آیا اور وہ لعل کا دانہ دکھایا سالم نے کہا کہ اب کوہ پر جاؤ آدم علیہ السلام کے قدم کی زیارت کر آؤ عمرو نے کہا کہ پہاڑ پر جانیکی راہ تو کسی طرف نظر نہیں آتی ہے اُسکی بلندی پر چڑھتے ہوئے میری عقل چکراتی ہے جاؤں تو کیونکر جاؤں وہاں راہ کس طرح پاؤں سالم نے کہا وہ جو باریک سی پگڈنڈی ہے اُس پر سیدھا چلا جا دل میں اپنے کچھ نہ گھبرا عمرو اُسی راہ سے کوہ کے اوپر گیا مگر چلتے چلتے مر گیا دیکھا کہ ایک حاطہ نہایت عمدہ تیار ہے اور اُس احاطہ کے اندر سبزہ زار ہے اور اُس سبزے کے گرد چشمہ ہائے مصفا جاری ہیں اور جابجا درخت بھی بڑے بڑے بھاری ہیں جب اور آگے گیا تو ایک سنگ سفید پر حضرت آدم علیہ السلام کے قدم کا نشان دیکھا آنکھوں کو ملکر اُس قدم کو بوسہ دیا اور وہاں کی خاک کو آنکھوں میں لگایا اُس قدم کے گرد قد آدم جواہر کے ڈھیر دیکھ کر منھ میں پانی بھر آیا دل میں لالچ مکر رآیا سوچا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے قدم کی زیارت تو کر چکا اب اس جواہرات کو لیکر یہاں سے جلدی اپنے لشکر کی راہ لے یہاں کون دیکھنے آتا ہے کون قید کر کے لیجاتا ہے کملی بچھا کر تمام جواہرات کو سمیٹا لیکن جب دروازے کے پاس پہونچا تو

دروازہ آنکھوں سے اوجھل ہوگیا کچھ نشان بھی اُس کا نظر نہ پڑا عمرو نے پھر اُلٹے پاؤں آکر جہاں جواہر پڑا تھا وہیں ڈالدیا دروازہ
پر جو نگاہ کی دروازہ بدستور دکھائی دیا پھاٹک کا چوکھٹ بازو وغیرہ سب نظر آنیلگا عمرو نے پھر تجویز کیا کہ پہلے اس دروازے
پر نشان رکھ آنا چاہیے تب جواہر کو یہاں سے لیجانا چاہیے عمرو نے نیم تاج اپنا دروازے کی چوکھٹ کی زنجیر پر رکھ کے جواہر کے
ڈھیروں کے پاس کھڑے ہوکر دروازے کو تاکا دروازہ اور تاج دکھائی دیا عمرو نے دوبارہ اُس جواہر کو کملی میں رکھ کر
وہاں سے راہی جب پاس دروازے کے پہونچا تو دروازہ مع تاج غائب تھا کردنی خویش آمدنی پیش سامنے ہوئی دیر میں
سمجھنے لگا معلوم ہوا کہ داد آدم بھی نہایت منتظم تھے اپنا مال کسی کو نہ پہنچے گا انھیں کے پیش نظر رکھا رہیگا بدستور جواہر کو
رکھدیا تو تاج دروازہ پھر نظر پڑا عمرو نے دیکھا کہ نماز کا وقت آیا آب چشمہ سے وضو تازہ کرکے نماز ادا کی اور زار زار
رونے لگا اس مقام متبرک کو محل اجابت دعا جانکر جناب باری میں دعا مانگی ناگاہ اُس گریہ و زاری میں عمرو کی آنکھ جھپک
گئی دیکھا کئی بزرگ نورانی چہرہ میرے سر پر کھڑے ہیں اور میری طرف شفقت سے دیکھتے ہیں انہیں سے ایک بزرگ طویل القامت

عمرو کا پہاڑ پر قدم گاہ آدم کی زیارت کو جانا اور آدم و داؤد وغیرہ سے تبرکات پانا

ایک جامہ دیگر فرمایا کہ اُسے تو پہن اسکو دیو جامہ کہتے ہیں اسکے پہننے سے جمیع بلیات و آفات سے محفوظ رہیگا اور کسی طرح کا ضرر شیاطین اور خباثت جنات کا نہ پہونچیگا اور اسمیں جو زنبیل ہے اگر تمام دنیا کی اشیا اُسمیں ڈالدیگا تو غائب ہوجائے گی اور سوائے اشیا رنگا رنگ ہر قسم کے جو اشیا منظور خاطر ہوگی وہ اُسمیں سے نکل آئیگی اور اُس پر ہاتھ رکھکر جب کہیگا کہ دادا آدم میری صورت ایسی بن جائے اُسی صورت کا بنجاویگا یہ اسکا معجزہ ہے اور جسکی زبان چاہیگا بولیگا اور سمجھے گا اور نام میرا آدم ہے عمرو تسلیم بجالایا اور سر قدمبوس ہونے کو جھکایا دوسرے بزرگ نے جام دیگر فرمایا کہ اس جام پر جو اسم اعظم لکھا ہوا ہے اسکو یاد رکھنا تیرے بڑے کام آویگا اور اسمیں تیرا فائدہ خاطر خواہ ہے اور نام میرا اسحاق نبی اللہ ہے تیسرے پیغمبر نے نام اپنا داؤد بتایا اور ایک دوتارا دیکر فرمایا کہ جب تو اسکو بجا کر گاویگا تیرے مقابلے میں کوئی ایک بھی نہ آویگا اگر سامع علم موسیقی بھی نہ جانتا ہوگا تو بھی تیری آواز سے اُسکے کلیجے میں چوٹ لگے گی تیرا عاشق اور شیدا ہوگا چوتھے بزرگ نے نام اپنا صالح پیغمبر بتاکر عمرو کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ دوڑ میں کوئی تجھ سے سر بر نہ ہوگا اور کوئی ہوا بھی تیرے برابر نہ ہوگا ہوا سے بھی آگے جاویگا اور کبھی نہ تھکے گا حضرت صالح یہ فرما رہے تھے کہ ایک تخت آسمان پر سے زمین پر اُترا اسپر ایک بزرگ بیٹھے ہوے تھے انکی صورت دیکھ کر عمرو کی آنکھوں میں چکا چوندھی آگئی طبیعت رعب سے خوف کھا گئی چاروں پیغمبروں نے تعظیم کی نہایت تکریم کی عمرو نے اُن سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں انھوں نے کہا یہ پیغمبر آخر الزماں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں دست بستہ ہوکر کورنش کی اور ابتدا سے عرض کرنے لگا کہ یا حضرت سب پیغمبروں نے ایک ایک نعمت عنایت کی ہے آپ سے استدعا یہ ہے کہ جب تک میں تین مرتبہ موت نہ مانگوں تب تک ملک الموت میری روح قبض نہ کریں اور میں نہ مروں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا چاہیگا تو ایسا ہی ہوویگا اسمیں عمرو کی آنکھ کھل گئی دیکھے تو جو جو عالم رویا میں پیغمبروں سے پایا تھا وہ سب پہلو میں رکھا ہوا ہے تمام اثاثہ سامنے دھرا ہوا ہے عمرو اُن تبرکات کو لیکر سالم کے پاس گیا اور تمام قصہ حرف بحرف تفصیل وار کہا سالم نے کہا کہ عمرو اب جاکر حمزہ کو بھیجدے تاکہ اُسکے بھی مقدر میں جو کچھ ہو ملے عمرو وہاں سے روانہ ہوا اثنائے راہ میں احتیاطاً زنبیل پر ہاتھ رکھکر کہنے لگا کہ یا دادا آدم میں طویل القامت ہوجاؤں اور رنگ میرا روغن قیر سے بھی زیادہ کالا ہوجاوے اور جب تک خود درخواست نہ کروں گھٹنے نہ پاؤں میرا قد و قامت اور جثہ اور بشرہ اس عالم کے آدمیوں سے نرالا ہوجاوے عمرو نے دیکھا کہ فوراً قد بڑھ گیا آئینہ میں جو دیکھا تو اپنی صورت سے آپ ڈرا دل میں کہنے لگا کہ ایسا نہ ہو کہ ایسی ہی صورت ہجاوے یہی قد و قامت اور رنگت رہجاوے زنبیل پر ہاتھ رکھکر معجزہ طلب کیا کہ میری صورت اصلی ہوجائے شکل پہلی سی ہوجائے فی الفور اصلی شکل بن گئی عمرو کی جان میں جان پڑی تب تو عمرو خوش ہوا بغلیں بجانے لگا کہ میں جیسی صورت چاہونگا ویسی ہی بنجائیگی موقع موقع پر اور ہی لطف دکھائیگی پھر صورت تبدیل کرکے لشکر اسلام میں پہونچا اور دوتارا بجاکر گانے لگا جس نے سنا اپنا شغل چھوڑکر عمرو کے ساتھ ہوا لوگوں نے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی کہ ایک ہندی آدمی اس ہیئت کا

ارغنوں میں آیا ہے وہ تار ایسا بجا رہا ہے کہ سننے والوں کا ہوش نہیں بجا رہا ہے صاحبقران نے طلب فرمایا اپنے حضور میں بلوایا دیکھا تو واقعی عجب صورت کا آدمی ہے کہ عالم خواب میں ایسی شکل نہیں دیکھی ہے گانا بجانا جو سنا تو کان کھڑے ہوئے امیر مع امرا ایسے محو ہوئے کہ کسی کو اپنی خبر نہ رہی سب کو ٹکٹکی سی لگ گئی جب عمرو گا بجا چکا تو امیر نے پوچھا کہ اے شخص تو کہاں کا رہنے والا ہے اور تیرا کیا نام ہے عمرو بولا مجھ کو محمود سیاہ تن کہتے ہیں اور رہنے والا اسی سراندیپ کا ہوں خسرو ہندوستان مجھے خوب جانتا ہے اور بہت کچھ انعام اُس سے پاتا ہوں لیکن میرے حوصلے کے موافق نہیں دیتا کہ بے پروا ہو جاؤں اور کسی رئیس کے روبرو دست سوال نہ پھیلاؤں صاحبقران نے فرمایا کہ اسکو ہمارے خزانے میں لیجاؤ جسقدر روپیہ اشرفی جواہر کہ اس سے اُٹھ سکے اُسکو دلواؤ سلطان بخت عمرو کو امیر کے خزانے میں لیگیا اور انعام کے اُٹھانیکو کہا عمرو نے جتنے صندوق خزانے میں تھے ایک ایک کرکے سب نکالے سلطان بخت بولا یہ تو صدہا اونٹوں کا بوجھ ہے تجھ سے جسقدر اُٹھ سکے اتنا اُٹھا اور امیر کا جتنا حکم ہے اسقدر مال و متاع جھولی میں باندھ کر اپنے گھر لیجا اتنی ہوس کیوں کرتا ہے بے فائدہ خزانوں کے صندوق ابتر کرتا ہے عمرو بولا کہ ہاں حضرت وہی کرتا ہوں نہیں تو کیا میرے پاس اونٹ چھکڑے ہیں کہ اُنپر لیجاؤنگا یا اور لادنے والوں کو کہیں سے جاکر بلا لاؤنگا سلطان بخت یہ سمجھ کر کہ شاید اسکو خلل دماغ ہے چپ ہو رہا اسکی اس حرکت سے خبر ہوا اور بھی متعلقین اور بالا زمین خزانہ دیکھا کیے سب کے سب چپ کھڑے رہے عمرو نے اُن سب صندوقوں کو جال بچھا کر اوپر تلے رکھا اور رسی باندھ کر کاندھے پر رکھ کے کوہستان کی راہ لینے کا ارادہ کیا دیکھنے والوں کے ہوش اُڑ گئے حواس باقی نہ رہے سلطان بخت نے اسے روک کر کہا ذرا ٹھہر و ہم اپنے حاکم کو بھی خبر کریں اُسکے کان تک بھی یہ کیفیت پہونچا دیں عمرو صندوقوں کو کاندھے پر سے اُتار کر بیٹھ گیا سلطان بخت نے جاکر امیر سے تمام قصہ کہا کہ یا صاحبقران وہ تو نہیں معلوم کہ جن ہے یا غول بیابانی ہے کوئی ساحر ہے یا آفت ارضی ہے یا بلائے آسمانی ہے اُس نے تمام صندوق خزانے کے ایک جال میں باندھ کر کندھے پر رکھے اور ایسا ٹیک چال نکلا کہ اُسکے پاؤں تک نہ ڈگمگائے اور کاندھے نہ ہلے فدوی نے اُسکو روکا ہے کہ ہم اسکی اطلاع اپنے خاوند کو دے لیویں تب تجھے رخصت کریں صاحبقران نے سنتے ہی تجویز کیا کہ یہ خواہ مخواہ عمرو ہے کوئی اور شعبدہ سیکھ کر آیا ہے اور اُسکی چالاکی مقرر ہے خود تشریف لیجا کر فرمایا کہ کیوں بھائی خوب یہ کرشمہ دکھاتے ہو ہمارے اوپر ہاتھ صاف کر رہے ہو عمرو ہنس پڑا امیر نے اُسکو گلے لگا لیا عمرو نے ساری سرگذشت بیان کرکے کہا کہ آپکو بھی سالم نے بلایا ہے اور کچھ تبرک آپکے واسطے بھی رکھا ہے امیر نے شب کو آرام کیا صبح کو مع جمیع امرا و عمرو دامن کوہ کیطرف گئے اور سبزہ زار اور نہروں اور چشموں کی سیر کرنے لگے ایک میدان دیکھا کہ زمین اُسکی صندل سفید و گلاب سے خمیر کرکے ہموار کی ہے نہایت دلچسپ اور پر فضا مسطح کہیں سے نیچی نہ اونچی ہے اور اُسکے ایک گوشے میں تال منگلی و مگدر و لیزم و بلم و گرز وغیرہ آلات ورزش کے رکھے ہیں اور چند آدمی اُسکے نگہبان کھڑے ہیں امیر نے اُن سے پوچھا کہ یہ کسکی ورزش گاہ ہے وہ بولے کہ خسرو ہندوستان

ملک لندھور بن سعدان کی ہے جو یہاں کا بادشاہ ہے امیر نے عمرو سے کہا کہ میں بھی بنا زور آزماؤں اُن لوگوں کو
اپنی طاقت دکھاؤں عمرو نے کہا بسم اللہ آپ کو مبارک یہ ورزش گاہ ہوا امیر نے اُس تعلیمگاہ میں جا کر جتنے نال و مگدر
و لیزم و بلم تھے سب کو اُٹھا لیے لیکن گرز نہ اُٹھا امیر کو از بس کوفت ہوئی کمال ملال ہوا کہ الٰہی تو ہی عزت اور شرم
رکھنے والا ہے جب اُٹھا سکا گرز نہ اُٹھا تو مقابلہ البتہ اندکے دشوار ہوگا آگے بڑھے مغموم سالم کی طرف گئے سالم نے بغلگیر
ہو کر وہی گرز دے کے کہا کہ آپ اس سے ناپ کر فلانے مقام کی زمین کھودیں جو کچھ آپ کا حصہ ہوگا وہ ملے گا وہ آپ
میرے پاس لائیں امیر نے سالم کے کہنے پر عمل کیا تو ایک دانہ یاقوت کا پایا سالم کو لیجا کر دکھایا سالم نے کہا یہ
مال آپ کا ہے اسکو اپنی جیب میں رکھیے اور کوہ پر زیارت کیواسطے جائیے آپ کا حافظ و ناصر خدا ہے جب تک اُدھر
سے اعانت نہ ہوگی خسرو ہندوستان سے بر نہ آئیے گا کسیطرح اُس پر فتح نہ پائیے گا امیر نے پہاڑ پر جا کے حضرت آدم
علیہ السلام کے قدم شریف کی زیارت کی اور اُسی جگہ عبادت میں مشغول ہوے اور مصروف مناجات و الحاح و زاری
رہے ناگاہ سجدہ آخر میں غفلت سی آگئی جھپکی سی لگ گئی دیکھا کہ ایک تخت فلک پر سے سطح زمین پر اُترا اور اُسی مقام
پر آکے نور فگن ہوا اُس پر کئی بزرگ نورانی چہرہ بیٹھے ہیں اور سب کے چہرۂ مبارک سے لمعات نور ظاہر ہوتے ہیں
ان میں سے ایک بزرگ طویل القامت نے نام امیر کا لیکر سلام علیک کی اور دعاے برکت دی اور فرمایا کہ حمزہ
یہ بازوبند لے اور اپنے بازو پہ باندھ کبھی تیرا پنجہ حریف سے خم نہ ہوگا تیرے ساعد قوی کو کسیطرح الم نہ ہوگا اور اگر حریف
کا قد ہزار گز بلند ہوگا تو بھی اس بازوبند کی برکت سے تیری تلوار اُسکے سر پر پڑے گی تجھے کبھی گزند نہ ہوگا لیکن کوس جنگ
پہلے چوب نہ لگانا پیشدستی کبھی حریف پر نہ کر جانا جبتک تین حربے حریف نہ کرلیوے تب تک ہتھیار نہ چلانا نیک طینت کو
روز بد نہ دکھلانا جو امان مانگے اس کو امان دینا بھاگے ہوے کا پیچھا نہ کرنا کسی شکستہ خاطر کے شیشۂ دل کو نہ توڑنا سائل
سے منہ نہ موڑنا تو کاف کفر کا صفحۂ گیتی سے نہ چھیلے گا اور الف اسلام کا نیزہ بلند کریگا اور تکبر کبھی نہ کرنا کسی سے دون کی نہ لینا
خاکساروں اور کمزوروں کو کبھی تکلیف نہ دینا اور دیکھنا نعرہ بے ضرورت نہ کرنا تیرے نعرہ کی آواز سولہ فرسنگ تک جاویگی
سننے والوں کے دلوں میں ہول ڈالدیگی یہ نصیحتیں کرکے حضرت آدم علیہ السلام نے امیر کو چھاتی سے لگایا اور سب پیغمبران نے
امیر کے حال پر لطف فرمایا خوشی کے مارے حضرت امیر کی آنکھیں کھل گئیں امیر نے اُٹھ کر نیند سے جاگ کے دعائیں
خواب کی پڑھیں وضو تازہ دوبارہ کیا دوگانہ شکر کا ادا کیا اور فاتحہ پڑھ کے سالم کے پاس آئے اور مژدہ بشارت زبان
پر لائے سالم نے امیر کو مبارکباد دی اور یہ وصیت کی کہ اس مسافر ملک عدم کو فقط آپ ہی کا انتظار تھا آپ کی
امانت کی نگہبانی اور راہ بتانے کا بار تھا لو خدا حافظ میں اپنی راہ لیتا ہوں مگر اتنا کہے دیتا ہوں اتنی تکلیف للہ گوارا
کرلیجیے گا تجہیز و تکفین میری اپنے ہاتھ سے کیجیے گا یہ کہکر دنیا سے ہاتھ کھینچ لیے اور حصیر پر پاؤں پھیلا دیے کلمۂ توحید
پڑھا اور داخل جنت ہوا امیر نے اس ہستی بے وجود پر اشک حسرت بہا کے اُن کو گور و کفن دیا اور وہاں سے اُٹھ کر

لندھور کے ورزش خانہ میں آئے وہ جو ایک ہزار سات سو من کا گرز تھا اُسکو بسم اللہ کہہ کے تنکے کے مانند بے جد و جہد اُٹھا کر دوسرے گوشے میں رکھ دیا اور بشاش اپنے لشکر میں پہونچے اور وہاں آ کر کئی ہزار دینار مساکینوں کو خدا کی راہ میں دیے نگہبانوں نے یہ معرکہ لندھور کے کان تک پہونچایا لندھور نگہبانوں سے یہ کیفیت سنکر ورزش خانے میں آیا گرز کو دوسرے مقام پر دیکھ کے کمال متعجب ہوا کہ ابھی کوئی میرے مقابلے کا اس سرزمین پر آ پہونچا اور نگہبانوں پر تاکید کی کہ جس شخص نے میرے گرز کو ایک گوشے سے اُٹھا کر دوسرے گوشے میں رکھا ہے اور اپنا زور آزمایا ہے اگر وہ پھر آوے تو مجھ تک اُس کو لے آنا اور مجھ کو خبر پہونچانا عمرو کا حال سنیے کہ امیر سے سیر کے بہانے سے رخصت ہو کر لندھور کے اُردو کی طرف پہونچا ایک خراسانی کی صورت بن دو تارا ہاتھ میں لے خسرو ہندوستان کے آستانہ پر جا کر کھڑا ہوا چوبداروں نے پوچھا تو کون ہے اور تیرا پیشہ کیا ہے اور کس طرف سے اور کس ملک سے آیا ہے بولا کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم کے داماد کے ساتھ یہاں تک پہونچا ہوں خسرو ہندوستان کی قدر دانی کا حال سنکر در دولت پر آیا ہوں ذرا میری خبر کر دو مجھے وہاں تک پہونچا دو عرض بیگیوں نے اپنے داروغہ کو اطلاع دی داروغہ نے لندھور کی خدمت میں عرض کی حکم ہوا کہ حاضر کر و حضور میں لاؤ عمرو بموجب حکم کے دربار میں پہونچا لندھور عمرو کو دیکھ کر متحیر ہوا کیونکہ اس شکل کا آدمی کبھی اُس نے نہ دیکھا تھا اس قیافے اور صورت کا انسان اُسکی نظر سے گذرا نہ تھا عمرو سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے اور تیرا مولد اور مقام کیا ہے عمرو لندھور کو دعا دیکر بولا کہ مجھ کو بابائے زود برد کہتے ہیں اور میرے بزرگ لوگ خراسان میں رہتے ہیں لندھور نے کہا کہ عجیب نام ہے اور طرفہ کلام ہے معلوم ہوتا ہے تو ہر کسی کو مار آتا ہے اور اُس کا مال دست برد کر کے لیجاتا ہے عمرو بولا کہ غلام تار کو مضراب سے مارتا ہے اور سامع قدر دان کے دلکو دست برد کرتا ہے گداز دلی پر اُبھارتا ہے لندھور اس لطیفے پر بہت خوش ہوا اور گانے کا حکم دیا عمرو تمام ارباب نشاط سے بالا دست بیٹھا اور دو تارے کو ملانے لگا جتنے گویّے بجویّے دربار میں حاضر تھے عمرو کے آگے بڑھ کے بیٹھنے پر کنمنانے لگے ناک بھوں چڑھانے لگے کہ اسمیں ایسا کیا کمال ہے کہ نا کیوں کیطرح ہم پر بالا دست ہو کر بیٹھتا ہے دو دن کی لے رہا ہے لندھور نے کہا اول تو یہ مسلمان ہے اور ایک شاہزادہ عالی وقار کے ہمراہ آیا ہے اور اُس کا فقیری سامان ہے اور اُسکی دلجوئی مجھے گو منظور ہے کہ ملکوں ملکوں جائیگا ہر جگہ یہاں کا تذکرہ آئیگا میں اُسکی خاطر شکنی کروں گا تو ملک بخیر کا رہنے والا ہے اُس کی زبان سے مطعون ہونگا اور اگر خاطر کروں تو بخیر یاد کرے گا اُسکو بھی یاد رہے گا دوسرے یہ ہے کہ نزدیک سے اسکا گانا سننا مجھے منظور ہے تمھارے آزردہ ہونیکا مقام نہیں ہے ان باتوں سے تمھیں کچھ کام نہیں ہے اُن کو سمجھا کر عمرو سے اشارہ کیا عمرو گانے لگا جتنے سامعین تھے گویّے تک محو ہو گئے اور کہنے لگے کہ اسکے گلے میں کہیں ہڈی ہے گلا کاہے کو بانسلی ہے لوگ تو عمرو کے گانے پر محو تھے سب کے سب غش ہوئے مگر عمرو زمرد کے طاؤسوں پر کہ تخت کے

چاروں کو شغول پر تعبیہ کیے ہوے تھے وانت تیز پیے بیٹھا تھا اگر ہم نگاہ ہوں تک اتفاقاً ادھر ہر محظوظ ہو کہا
کہ اے بابا سے زود بردار مانگ کیا مانگتا ہے تیری خواہش کس چیز کی جانب ہے عمرو بولا کہ حضور کی عمر دراز ہو
حضور کی عنایت سے نوشیرواں کے داماد نے بہت کچھ دیا ہے متاع دنیا سے مجھے بے نیاز کیا ہے مجھ کو خدا کی دی ہے بعد
لندھور نے کہا کہ تو اسوقت مجھ سے کچھ مانگ میرا دل تیرے دینے کو چاہتا ہے تجھ سے کیا دل ہے خوش ہو کے عمرو
بولا کہ حضور کے صدقے سے مجھ کو کچھ احتیاج نہیں ہے غلام روپے پیسے کا محتاج نہیں ہے مگر جی چاہتا ہے کہ

شاہ لندھور کا تخت طاؤسی پر جلوہ افروز ہونا اور عمرو کا دو تارا بجا کر گانا

اسوقت اگر حکم ہو تو ساقی گری کروں ایک دور بادہ گلرنگ پلاؤں لندھور نے ساقی اول کی طرف اشارہ کیا

اُس نے صراحی و جام عمرو کے حوالے کیا عمرو نے ارغوانی جام مرصع میں بھر بھر پلانے لگا جب وہ تین دور پلا چکا دیکھا کہ لندھور کی آنکھوں میں گلابی ڈورے نشے کے پڑ گئے حواس مختل ہوئے ایک مرتبہ ہاتھ کو بڑھایا اُن چاروں طاؤسوں میں سے ایک کو اُکھاڑ کر بغل میں رکھا لندھور نے انکھیوں سے دیکھ کر کہا کہ اے زود برد یہ کیا کرتا ہے طاؤس کو کیوں چھو لیں دھرتا ہے آنکھ مار کے کہنے لگا چپ ہو ایسا نہ ہو کوئی سن لے یا اور کوئی دیکھے لندھور اس بات پر بے اختیار ہنسا کہ عجب مرد مضحک ہے کہ میرا ہی تو مال چُرا لیا ہے اور مجھ ہی کو اُڑن گھائیاں بتاتا ہے کہ چپ ہو ایسا نہ ہو کوئی سُن لے یا کوئی دیکھ لے خسرو نے فرمایا کہ سن تو زود برد چیز تو میری ہے دوسرے کے کہنے سننے سے کیا ہو گا مجھے چوری کس کی ہے مگر چونکہ تیری اس چوری نے بھی کہ عین سینہ زوری ہے اسوقت مزا دیا ہے اسکے صلے میں باقی طاؤس بھی میں نے تجھ کو بخشے اب تو خوش ہو عمرو نے آداب بجا لا کر اُن طاؤسوں کو جیب میں رکھا اور کلی کتھری کرنے کی فکر میں ہوا اور لندھور کی آنکھ بچا کر چار مثقال دارو بیہوشی زنبیل سے نکال کر شراب کے شیشے میں ملا دی اور دو دو جام لندھور اور سب ارباب محفل کو پلا دیے ایک لمحہ نہ گزرا تھا کہ سب کی آنکھوں میں سرسوں پھولی سبھوں کو اپنی خودی بھولی نشے کی ترنگ میں سبھوں نے اپنے آپ کو دریا میں شناور سمجھ کر بآواز بلند کہا کہ یارو دریا طغیانی پر ہے غوطہ مار مار کر کنارے لگو جھٹ پٹ تیر کر کنارے پہنچو سب کے پہلے لندھور کودا اور منہ کے بھل گرا اور اُسکے ساتھ سب اہل محفل بھی اپنی اپنی جگہ سے اُچھلے اور تڑاق تڑاق بیہوش ہو ہو کے زمین پر گرے عمرو نے دست درازی شروع کی جہانتک اُس محفل میں اثاثہ تھا فرش تک اُٹھا کے نذر زنبیل کیا اور اپنی راہ لی اور رات کی بات میں اپنی فرودگاہ پر آ پہونچا اور غنیمت کا مال گویا ایک بار گنج ہو گیا قضا کار اُسوقت امیر نے حکم دیا تھا کہ دیکھو تو عمرو کہاں ہے کس فکر میں سرگرداں ہے بڑی دیر سے غائب ہوا ہے دیکھو لشکر میں ہے یا کہیں باہر گیا ہے جلد جاؤ جس حالت میں ملے اُسی طرح لے آؤ لوگ جو عمرو کے خیمہ میں آئے دیکھیں تو کثرت سے اسباب ہر قسم کا پھیلا پڑا ہے اُسمیں قسم اول و دوم چن رہا ہے انھوں نے عمرو سے کہا کہ چلیے صاحبقران نے یاد کیا ہے اسطرح حاضر کرنیکا حکم دیا ہے بولا اچھا بھائی اسباب سنبھال لوں تو چلتا ہوں تمھارے ساتھ ہی خیمہ سے نکلتا ہوں وہ بولے کہ خیر ہے مع اسباب چلنا ہو گا ورنہ باعث ملال صاحبقران کا ہو گا کہ حکم یوں ہی ہے عمرو اسباب سمیت امیر کی خدمت میں حاضر ہوا امیر سمجھے کہ اسکا کہیں ہاتھ لگ گیا ہنسکر پوچھا کہ یہ اسباب کیسا ہے بولا خسرو ہند نے مجھ کو انعام دیا ہے صاحبقران کو یقین نہ آیا اُسوقت تو اسباب کو حوالات میں رکھا صبح کو عادی سے فرمایا کہ تم خسرو ہندوستان کو ہماری طرف سے دعا کہنا اور یہ اسباب مع دیگر تحائف جو میں تم کو سونپتا ہوں خسرو ہند کو دیکر یہ پیام میرا کہنا کہ معلوم ہوا رات کو عمرو آپ کی محفل میں حاضر ہوا تھا آپکی محفل میں کسی صورت سے پہونچا تھا اُسکا تو بیان یہ ہے کہ خسرو ہندوستان نے یہ اسباب مجھ کو انعام دیا ہے یہ سب اثاثہ مجھ کو اپنی خوشی سے بخشا ہے لیکن چونکہ مجھ کو اُسکے قول و فعل کا اعتبار نہیں ہے اُس سے بڑھ کر کوئی زمانے میں عیار نہیں ہے اسواسطے اس اسباب کو میں نے بھیجا ہے اور اس تحفے کو کہ از بس قلیل ہے

اگر قبول کیجیے تو میری خوشی کا موجب ہے اسکا منظور کرنا عین مناسب ہے اور اگر عمرو نے کچھ بے ادبی کی ہو تو میں مطلع ہوں کہ
میں اُسکو سزا دوں عادیکرب اس اسباب کو اراہوں پر لدوا کر خسرو ہندوستان کی خدمت میں حاضر ہوا اور زود برد
پیکر زنو فرتمام پہونچا وہاں لندھور کی محفل کی یہ کیفیت ہوئی کہ جب نائل ظہور خسرو روز ہوا اور تخت فلک پر جلوہ افروز
ہوا لندھور مع ارباب محفل ہوش میں آیا بارگاہ کو اُجڑا دیکھ کر استفسار فرمایا کہ زود برد کہاں ہے اور کہیں اسکا نشان
ہے لوگوں نے کہا کہ ہم کو نہیں معلوم کہ وہ کدھر گیا اور کس طرف چلتا پھرتا ہوا کہ خسرو نے اپنے گلے میں ایک تعویذ دھاگا کھولا
کھولکر جو پڑھا معلوم ہوا کہ وہ زود برد عمرو تھا انھیں فرات شریف کا شب کو یہاں گذر تھا اُسیوقت حمام کر کے
پوشاک پہنی دربار کی تیاری ہونے لگی مکاندار دن نے بارگاہ میں فرش بچھایا سرنو سے کمروں کو سجایا اتنے میں ہرکارون
اور چوبداروں نے خبر کی کہ عادیکرب نامے نوشیرواں کے داماد کا ایلچی آتا ہے بہت کچھ تحفہ و تحائف جہان پناہ
کیواسطے لاتا ہے لندھور نے کئی سردار عادی کے استقبال کیواسطے بھیجے وہ سب جاکر ہمراہ اپنے عادی کو دربار
شاہی میں لاکر پہونچے عادی نے بارگاہ میں حاضر ہو کر شرائط آداب ادا کر کے صاحبقران نے جو کچھ کہا تھا اُس کا
اعادہ کیا اور وہ اسباب جو عمرو دست برد کر کے لیگیا تھا مع تحائف مراسلہ امیر بادشاہ کے حضور میں رکھدیا خسرو
عادی کی تمیز پر بہت خوش و محظوظ ہوا اور اُسکو اپنے سرداروں سے بالادست بٹھایا اور صاحبقران کا تحفہ
بھیجا ہوا تو لے لیا مگر اسباب کے باب میں حکم دیا کہ ہم نے عمرو کو معاف کیا اور بخوشی تمام اُسکو یہ مال بخشا ہماری طرف
سے بعد نیاز کے امیر کی خدمت میں عرض کرنا کہ حاشا اگر عمرو کی طرف سے ذرا بھی گرد و غبار میرے دامن پر بیٹھا ہو یا کسی
طرح کا خیال میری خاطر میں اُسکی جانب سے گذرا ہو میں نے معاف کیا اور آپ بھی درگزر فرمائیں اور اُسکا خیال کسی عنوان
دل میں نہ لائیں بلکہ میں عمرو کی اصلی صورت دیکھنے کا مشتاق ہوں اگر آپ اُسکو بصورت اصلی میرے پاس بھجوا دینگے
تو کمال ممنون کرینگے یہ کہکر عادی کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور رخصت کیا اور وقت رخصت اشتیاق اپنا عمرو کی
نسبت زبان پر لایا عادی نے جو کچھ دیکھا سنا تھا امیر سے آکر بیان کیا امیر بہت خوش ہوے اور عمرو سے فرمایا کہ اے
بابا سے زود برد تم کو خسرو ہند نے بصورت اصلی بلایا ہے اور اسباب تمہارے لیے واپس بھیجا ہے عمرو ہشاش بشاش
ہوا اُس اسباب کو اپنے خیمے میں رکھکر لندھور کیطرف چلا اثناے راہ میں عمرو نے دیکھا کہ ایک جماعت سوداگروں کی
جاتی ہے اور اُن کے پاس نہایت عمدہ تحفے مال سوداگری کا ہے اُنمیں سے ایک کے ہاتھ میں تاج جواہر نگار لاکھوں روپے
کی قیمت کا ہے کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہو نہ سنا ہو عمرو بھی لباس تاجرانہ پہنکر اُنکے ساتھ ہوا اُسی جماعت کے ہمراہ چلا جب
وہ جماعت بارگاہ کے آستانہ پر پہونچی در دولت پر حاضر ہوئی خبرداروں نے خبر کی اسباب کی طلبی ہوئی لندھور نے جو تاج
کو منگوا کر دیکھا بہت خوش ہوا اپنی سرکار کے دارغہ دیوان خانہ کو بلوایا اور یہ فرمایا کہ جو اسکی قیمت ہو وہ سوداگروں کو
با اضافہ انعام دلوا دو اور خوش خوش انکو رخصت کر دیں ابھی اس تاج کو سر پر رکھونگا اسیوقت اسے پہنونگا عمرو نے

تو ہمارا پہلے تاج کی قیمت ٹھہرا لو تب شہزادہ تاج کو اپنے سر پر رکھے یا توشکچی کو سونپے لندھور نے یہ گفتگو سنکر تاج
مصقلچی کے حوالے کیا اور اُدھر وزیر کو حکم دیا کہ اسکی قیمت تاجروں کو دیکر حضور میں لے آؤ میں کسی کی چیز جبر سے نہیں لیتا
یہ بات تو بیکار ہے خود عادی نہیں ہوا ہوں مصقلچی تاج کو سوداگروں کے پاس لیگیا اور قیمت پوچھنے لگا عمرو نے اُسکے
ہاتھ سے لیکر کہا کہ روشنی میں دیکھ کر اسکی قیمت میں کہونگا بادشاہوں کا دربار ہے یہاں دیکھ بھال کر لین دین کی
گفتگو کرونگا مصقلچی بولا بہت بہتر ہے تمہاری رائے صواب پر ہے عمرو خلوت خانے سے باہر نکل کے آسمان کیطرف
دیکھکر لوگوں سے کہنے لگا ابر غلیظ اُٹھا ہے پچھم آندھی کی آمد آمد ہے غبار سا بھی چھا رہا ہے یہ کہکر ایک سمت چلا اور
فوراً چلتا ہوا تاجر اور ملازمین شاہی فلک کو چاروں طرف دیکھ کر کہنے لگا کہ اے عزیز کہیں نشان تک بھی ابر کا ہے
اتنا جھوٹ کیوں بولتا ہے پھر کر جو دیکھیں تو وہ تاج لیے بھاگا جاتا ہے اور بہت دور نکل گیا فی الفور یہ خبر خسرو کو پہونچی
اور لشکر میں مشہور ہوئی خسرو آپ اپنے ہاتھی کی مستک پر بیٹھ کے اُسکے پیچھے روانہ ہوا اور عمرو کو جا کر روکا عمرو
پہاڑی کیطرف بھاگا اُدھر راہ نہ تھی عمرو دست پاچہ ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا دیکھے تو ایک جھونپڑا ہے اُسمیں ایک
شخص چکی پیس رہا ہے جھٹ پٹ اُسکے گھر میں جا کر اُس سے کہنے لگا تو کچھ اپنی موت و زندگی کی بھی خبر رکھتا ہے کہ
خسرو ہند نے ایک خواب دیکھا ہے حکیموں نے یہی اُسکی تعبیر کہی ہے کہ اگر کسی چکی والے کے سر کا پوست نقارے میں
منڈھ کر خسرو اپنے ہاتھ سے بجا دے تو بہتر ہے خواب کے ضرر سے نجات پا دے سو لوگ تیرے پکڑنے کو دوڑے
آتے ہیں جلاد کو ساتھ لاتے ہیں وہ بیچارہ سنکر جیتے جی گویا مر گیا کہ مفت میں جان گئی بد حواس ہو کر عمرو سے پوچھنے لگا
کہ میں کیونکر ظالموں کے ہاتھ سے بچوں اور تھوڑی زندگی کے دن بسر کروں عمرو نے کہا کہ اپنی دھوتی مجھے دے کہ میں
پہنکر چکی پیسنے لگوں تیری جان بخشی کی فکر کروں تو اس حوض میں غوطہ مار کر چھپا بیٹھا رہ جو کوئی آئیگا میں اسکو جواب
دے دونگا تیرے گھر سے حیلہ حوالہ کرکے ٹال دونگا اُسکو گویا جان ملی دوبارہ زندگی ہوئی فی الفور دھوتی عمرو
کے حوالے کی پوشاک اپنی فوراً دیدی اور آپ ننگا حوض میں کود کر بیٹھ رہا عمرو نے اُس دھوتی کو باندھ کر چکی پیسنا شروع
کیا لندھور ہاتھی پر سے اُتر کر اُس آسیابان کے گھر میں گھسا اور عمرو سے پوچھا کہ ایسی صورت کا آدمی بھی تیرے
گھر میں آیا ہے سچ بتا کہ وہ کہاں چھپا ہے عمرو نے کہا کہ حوض میں غوطہ مار کر بیٹھا ہے اُسمیں دبک رہا ہے لندھور تو
کپڑے اُتار کر حوض میں کودا اور عمرو لندھور کی پوشاک لیکر اُس گھر سے باہر نکل کے خزانچی کو پوچھتا ہوا چلا خزانچی
سے جو ملاقات ہوئی اُس سے کہا خسرو ہند نے یہ نشانی دی ہے کہ جلد خزانچی کو دکھا کر دو سو تمن لے آؤ اور بہت
جلدی کی ہے اور بات کی بات میں میرے پاس پہونچاؤ خزانچی نے دو سو تمن اُسکے حوالے کیے عمرو نے روپے اور
پھر اپنے لشکر کی راہ لی اور اپنی جھولی بھری اور لندھور حوض میں سے اُس آسیا گرد ان کو نکالنے لگا اور اوپر اچھالنے
لگا اُس نے حوض کے پتھروں سے اپنے سر کو ٹکرا کے زخمی کر لیا اور کہنے لگا کہ اب پوست میرے سر کا خراب ہوگیا

کسی کام کا نہیں رہا کسی اور آسیا گردان کو تلاش کر کے اُس کے سر کے پوست سے نقارہ منڈھ کر خسرو کو دے اور خاطر خواہ اپنے انعام و خلعت سے خسرو اُسکو بجا وے اور تعبیر خواب کی لیکر اپنی آفت مٹا دے لندھور حیران ہوا کہ یہ کیا بکتا ہے آیا اسکو مالیخولیا ہوا ہے کہ ایسی بے تکی باتیں کر رہا ہے کوئی دیوانہ اور مجنون سا ہے جب بیابان عوض سے نکلا لندھور نے دیکھا کہ وہ شخص نہیں ہے اسمیں اور اُسمیں فرق کہیں سے کہیں ہے باہر نکل کے لوگوں سے پوچھا کہ ادھر کوئی آدمی گیا ہے اس گھر سے کوئی اور آدمی نکلا ہے لوگوں نے کہا کہ اور تو کوئی نہیں گیا مگر جس شخص کو حضور نے پوشاک نشانی دیکر وہ سو تھن دلوائے تھے اور اپنے ملبوس خاص عطا فرمائے تھے وہ خزانچی سے تھن لیکر اس طرف گیا ہے نہیں معلوم کہاں رہتا ہے خسرو سمجھا کہ یہ عمرو تھا اسکی ظرافت اور چالاکی اور منصوبے پر عاشق ہو گیا پوشاک بدل کر تنہا بخط مستقیم صاحبقران کے اُردو کیطرف روانہ ہوا امیر کو عیاروں نے خبر دی کہ خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان اکیلا ہاتھی کی مستک پر سوار حضور کے خیمہ کیطرف آتا ہے اور کوئی رفیق یا مصاحب یا سپاہی بھی ساتھ نہیں لاتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ آنے دو اور خبردار سب چپکے رہو جب لندھور ہاتھی پر سے اترا اور امیر کے خیمے کیطرف چلا صاحبقران تا در خیمہ پیشوائی کر کے لے آئے اور اپنی کرسی مرصع نگار پر بٹھایا اور موافق اسکی حیثیت کے بہت اعزاز و اکرام فرمایا اور جشن کی تیاری کی محفل نشاط آناً فاناً میں فراہم ہو گئی لندھور امیر کا اخلاق دیکھ کر ایک جان چھوڑ ہزار جان سے مفتون ہو گیا اور نہایت درجہ شکریہ اخلاق ادا کیا اور پوچھا کہ عمرو کہاں ہے اسکو اسوقت بلوا لیجئے مگر بصورت اصلی طلب فرمائیے کہ میں اُسکی صورت کا مشتاق کمال ہوں متمنی حال ہوں میرے پاس جب جاتا ہے ہیئت بدلکر جاتا ہے اور اپنا فقرہ کر آتا ہے حکم ہوتے ہی عمرو بصورت اصلی حاضر ہوا لندھور کو آداب بجالایا اور اپنی کرسی پر بیٹھا ساقیان سیمین وش زریں لباس با جام و صراحی دربار میں آئے اور آفتاب مے کو تمام جام میں لبریز کر کے گردش میں لائے پہلا جام صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے لندھور کو پلایا بعد اُس کے آپ نوش فرمایا جب نشے جمے آنکھوں میں سُرور آئے لندھور نے عمرو سے گانے کی فرمائش کی ساز منگوانے کی اجازت دی عمرو نے دوتارا منگا کر بجایا اور ایسا وقت کا راگ گایا کہ تمام مجلس بیخود ہو گئی اور لندھور کے منہ سے صدائے آفرین اور احسنت نکلی لندھور نے مالائے مروارید اپنے گلے سے اُتار کر عمرو کو دیا اور فرمایا کہ وہ تاج بھی ہم نے تجھ کو معاف کیا بعد اُسکے صاحبقران اور لندھور سے کانوں کان کچھ باتیں ہوتی رہیں آپسمیں گفتگوئیں محبت و خلوص کی رہیں جب شاہ خاور خیمہ مغرب میں داخل ہوا خسرو ہندوستان نے ہنگام رخصت صاحبقران سے کہا کہ ہماری عرض پذیرا ہوئی یا نہیں میری استدعا پایۂ قبول میں پہونچی یا نہیں فرمایا کہ آپ شرائط دوستی بجا لاتے ہیں اور مجھ کو اپنے اخلاق سے ممنون فرماتے ہیں اور مجھ کو شاہنشاہ ہفت کشور نے آپ سے لڑنیکو بھیجا ہے عجب مقام مجبوری کا ہے لندھور نے کہا کہ اس ارادے کو درگزر فرمائیے لطف صلح میں ہے کہ جنگ میں ہے اس قصے سے باز آئیے نفس الامر میں نوشیرواں نے آپکو مجھ سے لڑنیکو نہیں بھیجا ہے یہ اُس نے آپ سے جنگ زرگری کی ہے

معلوم ہوا کہ وہ آپ کا عدو ہے جب قابو آپ پر نہ چلا تو اُس نے یہ تدبیر کی جو یہ معاملہ آپ سے کیا امید وار ہوں کہ مجھکو اپنے
ہمراہ لیچلیے اور اس قصور سے درگذر کیجیے میں اسکو مار کر آپ کو تخت پر بٹھلا دُونگا چین سے حکومت کیجیے اور بانو معشوقہ
کو بغل میں لیکر بیٹھیے اور اُس سے داد عیش کی دیجیے امیر نے کہا کہ میں نے تمھارے قتل پر بیڑا اُٹھایا ہے میں کس طرح اس سے
بدعہدی کروں یہ کیونکر ہو سکتا ہے لندھور نے تلوار اپنی کھینچکر امیر کے آگے رکھدی اور سر جھکا کر کہا کہ اگر یہی مرضی ہے
تو بسم اللہ اس بے سر و پا کے سر کو کاٹ لیجیے اور بے رنج و مشقت لیجا کر نوشیرواں کے آگے رکھدیجیے صاحبقران نے
سر لندھور کا گلے سے لگا لیا اور اسکی جوانمردی اور مردانگی کی تعریف کی اور بہت کچھ اُس کا دل خوش کیا اور کہا یہ کام چھلاوے
کا ہے یا بزدلوں کا ہے طبل جنگ بجوائیے اور صبح کو میدان کارزار میں تشریف لائیے سر میدان جو کچھ ہوگا وہ ہو رہیگا
اور دیکھا جاویگا لندھور بولا کہ خیر خدا حافظ ہے اگر یہی مرضی ہے تو آج آپ طبل جنگ بجوائیے لشکر کو مطلع فرمائیے امیر
نے کہا کہ پہلے آپ اپنے لشکر میں طبل جنگ بجنے کا حکم دیجیے پیشقدمی آپ ہی کیجیے پھر میں بھی حکم دونگا جنگ کی تیاری کرونگا
خسرو نے مجبور ہو کر اپنے لشکر میں آکر طبل جنگ بجوایا صاحبقران نے بھی اُسکے طبل جنگ کی آواز سنکر کوس سکندری پر
چوب زنی کا حکم فرمایا نقارے پر چوب پڑی زمین رزمگاہ کی دہل گئی جب شاہ خاور کی آمد آمد کا ڈنکا بجا اور پرچم شعاع
مہر کا چمکا اسطرف سے صاحبقران بعد ادائے نماز فجر مع لشکر غازیان ملائک صورت سراپا ہدایت صاف باطن نیک
طینت اور اس طرف سے لندھور بن سعدان آوارہ بادۂ ضلالت صف آرائے میدان کارزار ہوئے اور طرفین کے لشکر
آمادۂ جنگ و پیکار ہوئے تبرداروں نے بیل بوٹے جھاڑی سے میدان کو صاف کیا بیلداروں نے اونچی نیچی زمین کو
ہموار اور شفاف کیا سقوں نے ہزارہ فوارہ مشکوں کے دہانے میں لگا کر میدان کی گرد کو بٹھلایا سیرابی اور نزہت میں
غیرت بہشت بنایا میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنڈول وغیرہ چودہ صفیں ہر طرف آراستہ ہوئیں
عرصۂ جنگ میں دونوں جانب کی کمال خوبصورتی کے ساتھ فوجیں جمیں ہنوز کوئی کسی طرف سے مبارز طلب نہ ہوا تھا کہ
سامنے سے ایک غبار تیرہ تیرہ و خیرہ و خیرہ اُٹھا جب مقراض باد نے گریبان گرد کو چاک کیا اور چہرہ زمین کو کدورت
خاک سے پاک کیا چالیس علم نمودار ہوئے جانب مقابل کے لوگ ہوشیار ہوئے معلوم ہوا کہ چالیس ہزار سوار کی اس لشکر
میں جمعیت ہے اسقدر اس لشکر کی کیفیت ہے ہرگاہ تیسری طرف وہ لشکر قائم ہوا صاحبقران نے دیکھا کہ صف دل میں
گستہم بن اشکش زریں کفش علم خوک پیکر کے نیچے کھڑا ہوا لشکر کا انتظام کر رہا ہے سرگرم صف آرائی پھرتا ہے امیر
نے عمرو کو دکھایا عمرو دل میں ایک فقرہ سوچکر اپنے لشکر سے علحدہ ہو کر گستہم کے لشکر کو چلا اور وہاں پہونچکر کمال
ادب و نیاز گستہم کو سلام کیا اور فقرہ کیا گستہم بولا کہو خواجہ عمرو اچھے تو رہے بہت دنوں کے بعد نظر پڑے عمرو بولا کہ
اچھے کیا خاک ہیں جیتے ہیں نہ مرتے ہیں زندگی کے دن بھرتے ہیں اس عرب کی نوکری کر کے اپنی مٹی خراب کی مفت
بلا اپنے سر پر لی گستہم بولا کہ خیر تو ہے عمرو نے کہا کہ خیر کیا ہے آجکل حمزہ نوشیرواں کی دامادی کی امید میں ایسا نخوت کے

گھوڑے پر سوار ہے کسی کو خاطر میں نہیں لاتا ہے اپنی پندار غلط میں سمجھا ہے کہ دنیا میں کوئی میرے برابر نہ پہلوان ہے نہ زور آور
دانا ہے یا تو مجھے خوشامد کر کے دنگل پر بٹھاتا تھا یا اب کرسی پر میرے بیٹھنے کا روادار نہیں ہے اب مطلق وہاں میرا مرتبہ و
وقار نہیں ہے اور میں نے جیسی جیسی جانفشانی کی ہے اگر کوئی کریگا تو معلوم ہوگا اسوقت میری خیر خواہی کا مزا ملیگا اب
میرا بھی یہی ارادہ ہے کہ اسکی نوکری چھوڑ دوں اور کسی طرف راہ لوں (ملک خدا تنگ نیست پائے مرا لنگ نیست) سارا
نہیں آدھی تو کہیں ملیگی اس آفت سے میری جان تو بچیگی گستہم بولا کہ یہ کیا بات ہے تم جہاں رہو گے تمہارے واسطے سب
کچھ ہے معزز اور ممتاز وہاں رہو گے اگر مجھ کو سرفراز کرو تو میں اپنی جان کے برابر تم کو رکھوں تمہاری خدمت بخوبی کروں
عمرو بولا اسیواسطے تو میں تمہارے پاس آیا ہوں اُسکے لشکر سے اداس آیا ہوں لیکن آپ ایک کام کیجیے کہ حمزہ کو لندھور سے
لڑنے نہ دیجیے مناسب یہ ہے کہ آپ پہلے سب کے اپنا مرکب کُدا کر لندھور سے مبارز طلب ہوں امیر منھ دیکھ کر بیجائے اور
خجل اُسکے لشکری سب کے سب ہوں لندھور میں خاک زور نہیں ہے میں نے اُسکے گرز کو دیکھ لیا ہے ایک چوب پر لوہے کا
خول خود کے لیے پہنا رکھا ہے میں جانتا ہوں کہ لندھور کے برابر دنیا میں کوئی بزدل نہ ہوگا اور کوئی زیادہ عالم میں اُس سے
بڑھ کر فن نامردی میں کامل نہ ہوگا پس حمزہ اگر اسکو ماریگا تو نوشیرواں کا داماد بنے گا اُسوقت دیکھیے کہ کیا اُدھم جوتیگا
اور کیا خرابیاں کریگا گستہم نے کہا خوب ہوا تم میرے پاس آئے اور یہاں تشریف لائے میں لندھور کو مار کر حمزہ کو بھی
مارتا ہوں دونوں کو تلوار کی گھاٹ پر اُتارتا ہوں اب تم سے پردہ کیا ہے حقیقت حال مدعا میرا یہ ہے کہ میں نے بہرام
کو مار کے مدائن میں سکونت اختیار کی تھی اور وہاں بہت عیش و آرام سے بسر ہوتی تھی کہ نوشیرواں کا شقہ اس مضمون کا
پہونچا کہ بجلد سراندیپ میں جا کر اول لندھور کا سر کاٹ کہ ہماری خوشی خاطر ہو بعد ازاں حمزہ کو قتل کر کے حضور میں
حاضر ہو کہ میں مہر نگار کی شادی تیرے ساتھ کر دوں اور اپنی فرزندی میں تجھے سرفراز کروں القصہ عمرو گستہم کو
اُبھار کر میدان میں لے آیا اور آپ بھی کسی لباس میں ساتھ ساتھ گستہم کے گھوڑے کے آیا گستہم نے اپنے گینڈے
کو بڑھا کر آواز دی کہ لندھور بن سعدان کہاں ہے یہی گو ہے یہی میدان ہے میری تیغ کے جوہر دیکھیے میری
ضربوں کے وار اپنے اوپر دیکھیے لندھور نے اپنے فیل میمونہ کو ہول کر گستہم سے کہا کہ او گبر کیا بیہودہ بکتا ہے اپنا
جوہر دکھا کیا ارادہ رکھتا ہے گستہم نے تلوار میان سے کھینچکر لندھور کے سر پر ایک وار کیا لندھور نے اسکو گرز
پر روکا تلوار نے تو دانت نکالدیے لندھور نے گرز کا ایک وار اُسپر لگایا گرز تو پورا اُسپر نہ پڑنے پایا کہ کوئی دن کی
زندگی تھی جینے اور ذلت و خواری اُٹھانی تھی مگر گرز کے دستے کی جھپیٹ گستہم کے پہلو کی پسلیوں پر لگی چند
پسلیاں گستہم کی ٹوٹ گئیں تمام شجاعت و مردانگی خاک میں ملی اور وہ اوندھا منھ ہو کر گینڈے پر سے زمین پر گرا
اور بیہوش و بدحواس ہوگیا ساتھ کے سواروں نے چالاکی کر کے گستہم کو اُٹھا لیا اور جلدی سے طبل بازگشت
بجادیا لندھور نے امیر کی طرف دیکھ کر بہ تبسم کہا کہ اب کل آپ سے بھی سمجھ لیں گے آپ کی بھی تلوار کا لطف اور مزا

دیکھیں گے امیر نے کہا کہ اس وقت کون مانع ہے ہمیں چوگان جہیں گئے کار امروز بفرداگما ر بسم اللہ آمادہ جنگ و پیکار ہو
لندھور بولا کہ آج یہی بہتر ہے کہ طبل بازگشت بجے کل ہی پر یہ معرکہ اٹھا رہے دونوں طرف طبل پر چوب پڑی بازگشت
کی تیاری ہوئی لشکر امیر مع امیر اپنے خیمہ میں داخل ہوا اور لندھور اپنی بارگاہ میں گیا مگر گستہم شب کو بھاگ کر
پہاڑ کے دامن میں چھپ کر بیٹھا اور دل میں یہ ارادہ فاسد کیا کہ شاید اگر حمزہ لندھور کو مار کر پھریگا تو یقیناً اس
طرف آوے گا اسوقت کمینگاہ سے نکل کر حمزہ کو غفلت میں مار لوں گا اور اس کے لشکر کو شکست فاش دوں گا

جنگ کرنا لندھور کا صاحبقران سے اور آخر کو مطیع ہونا اس سلطان گیتی ستاں سے

اب جنگ ہندوستان کی داستان ہے دوخیمہ مشبۂ جرأت و شجاعت کے حملوں کا بیان ہے کہ گستہم نے لندھور
کے گرز سے پسلیاں توڑوا کر فرار پر قرار کو ترجیح دی اور میدان سے بھاگ کر گوشۂ دامان کوہ کی طرف راہ لی مگر صاحبقران
کے لشکر میں تمام رات بہادروں نے مثل شب اول شب جاگی مجیب الدعوات کی جناب میں اپنی حفظ آبرو اور عزت
کیواسطے دعا کی یہ شور وغل دونوں لشکروں میں برپا رہا اسی طرح کی باتوں کا آپسمیں چرچا رہا جب ملک وزنے غنیم شب
کو شکست دیکر میدان ظہور سے بھگایا اور علم نور اقلیم فلک پر بلند کیا صاحبقران خود زرہ جوشن بکتر چلتہ چار آئینہ
موزے راگے لکوڑی پہن پہنا کے شمشیر جوہر بار و خنجر آبدار ڈاب و کمر میں لگا کر مرکب سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے نقیب نے ر
چوبدار بسم اللہ کہکر ظفر و نصرت کی دعا دینے لگے ترکش فتراک میں کاندھے پر رکھ کے گرز گرانبار دوسرے کاندھے پر رکھا
جلوۂ قدرت پروردگار آشکار ہوا نیزہ یادگار آہ عاشقاں وکاکل معشوقاں ہاتھ میں لیا طوق بن حران نے علم اژدہا
پیکر کا سایہ سر پر کیا ایک طرف مقبل وفادار اور دوسری طرف سلطان بخت جرار جلو میں پیک مدار خنجر گذار سر زندہ
جاد وگراں ریش تراشندہ کافراں خواجہ عمرو عیار بارہ سو عیار کے حلقے میں قنطورۂ زربفتی پاتادہ سقرلاتی پہنے گوپھن
عیاری حلقہ درحلقہ گچھے ہاے کمند چال حریف کی جان کا جنجال لیے چوب بیلے کے دستانے ہاتھوں میں چڑھائے
حیلہ ہاے ناقہ نیچہ برق فشاں و خنجر براں کمر میں لگائے چھ آوازے بارہ مقام چوبیس شعبے اٹھائیس گوشہ ذیل
میں داکرتا اچھلا کلیں بھلانگیں مارتا چلا اور تیس ہزار سوار دریاے آہن میں غرق پرے کا پرا جائے ہمراہ رکاب امیر نامدار ہوا
اس طرف سے خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان و یحیی بن کے سات لاکھ سوار خونخوار کھماچی بندی۔ بنگالی۔
کرناٹکی۔ مرہٹہ۔ دکھنی۔ گجراتی۔ رانگڑ۔ بھیل۔ سیار۔ گھوڑا۔ کائیں۔ بھوجپوری۔ بوندیلا۔ راجپوت۔ مندراجی۔
آشامی۔ بناکی۔ بھوٹیا آہن فولاد میں غرق۔ میواڑے کے بیس ملک وودھ کے چھتری۔ ٹھاکر دیھپت۔ پنوار۔
برہمن۔ شوکل۔ تواری۔ پانڈے۔ دوبے۔ چوبے اور بھرسے۔ گنوار ہتھیار چھری۔ کٹار۔ سروہی۔ تلوار۔ پٹا
باناتا۔ شیر بچہ۔ قرابین۔ پستول۔ برچھی۔ سانگ لگائے برق بارق رکاب میں لیکر فیل ہیمونہ پر سوار ہوا جب دونوں

میدان کارزار میں سیل در سیل خیل در خیل تنگ در تنگ چنگ بہ چنگ جوق در جوق غٹ کے غٹ پرے کے پرے
جمے اور پرے کرکے صف بہ صف کھڑے ہوئے ملک الموت نے دونوں لشکروں کے درمیان میں اپنا خیمہ استادہ کیا اور
مریخ ہر بہادر کی پیشانی پر جلوہ نما ہوا صاحبقران نے اپنے مرکب کی باگ لی اور بڑی کڑک کی اور شیر غران کی طرح لندھور
کے روبرو آکر فرمایا یہ کلام زبان فیض ترجمان پر آیا کہ اے ملک لندھور مجھ کو تم سے اور تم کو مجھ سے کام ہے اور بندگان خدا
کی خونریزی سے کیا حاصل ہے لحاظ کر یہ کیا مقام ہے جس حربے میں تم کو دعویٰ ہو وہ حربہ کر اپنے دل کی آرزو مٹالو۔
لندھور نے کہا کہ اے صاحبقران اگر میں نے پہلے حربہ کیا تو تمہارے دل کی ہوس تمہارے دل ہی میں رہجائیگی
مراد خاطر بر نہ آئیگی پہلے حربہ تم کرو اپنے جوہر دکھاؤ صاحبقران نے فرمایا کہ میرے اُستاد نے یہ نہیں بتایا جب تک تین
حربے تم نکروگے تب تک میں حربہ نہ کرونگا اپنا ہاتھ تم پر نہ لگاؤنگا چونکہ لندھور [illegible] صاحبقران پیاسا تھا
اسواسطے گرز پر ہاتھ نہ ڈالا نیزہ صاحبقران پر لگایا صاحبقران نے اُسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزے کی
سنان پر روکا ایکدیگر نیزہ بازی ہونے لگی جب سو سو طعن نیزے کے چل گئے اور طرفین میں کسی کو ضرر نہ پہنچا اور گھوڑا بھی
عرق عرق ہوگیا صاحبقران نے اُسکے نیزے کو گانٹھ کر ایک ڈنڈا ایسی ماری کہ نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گرا
اور ہوائی کی طرح ہوا پر اُڑا ہرچند نیزہ کی انی لندھور کے سینہ کے پار ہوگئی فرط حیا سے چہرہ پر زردی آشکار ہوگئی
لیکن آپ کو سنبھال کر بمقتضائے قدردانی بولا کہ یا صاحبقران خیاط قضا نے نیزہ بازی کا جامہ تمہارے ہی لئے
درست و چست سیا ہے خداوند قدیر نے اس فن کا کمال تمھیں کو عطا کیا ہے اگر مرد میدان شجاعت ہونگا تو آج سے
پھر کبھی نیزہ ہاتھ میں نہ لونگا یہ کہکر گرز اُٹھا کر بولا کہ یا صاحبقران ابھی دروازہ آشتی کا کھلا ہو دیکھو جنگ سے
صلح بہتر ہے ناحق تمام عمر تمہارا داغ میرے دلمیں رہیگا مجھے رنج اپنا نہ ہوگا امیر نے کہا کہ یہ وقت لڑنے مرنیکا ہے نہ کہ
وعظ و پند و نصیحت کرنے کا ہے میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اپنے اقرار سے ناچار ہوں نوشیرواں کا اتنا نمک خوار
ہوں لا دیکھوں تو تیرے گرز کی کیسی ضرب ہے ابھی تو آغاز ہی جنگ حرب کا ہے لندھور نے مجبور دو زانو بیٹھ کر گرز کو
تولکر دو ہتڑ صاحبقران کے سر پر مارا صاحبقران نے حافظ حقیقی کو یاد کرکے گرز اُسکا سپر گرشاسپ پر کاٹا اُسپر
کچھ بھی اثر نہ کیا ہرچند امیر کے ہر بن مو سے عرق نکل آیا مگر حضرت آدم کے بازوبند کی برکت سے امیر کا بازو خم نہ ہونے
پایا لندھور نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ گرز جسپر پڑا ہے اُسکے استخوان سرمہ ہوگئے ہیں ہر عضو بدن کو چکنا چور کیا ہے
لیکن صاحبقران کے کچھ بھاؤں بھی نہ ہوا تیوری پر میل بھی نہ آیا دوسری مرتبہ بقوت تمام پھر اُس گرز کو لگایا اگرچہ
صاحبقران اُس گرز کے روکنے میں بھی سد سکندری کی طرح قایم رہے لیکن چھٹی کا دودھ یاد آیا لندھور نے
تیسری دفعہ جھنجھلا کر اُس گرز کو اس زور سے صاحبقران کے سر پر مارا کہ اگر کوہ بے ستون پر پڑتا تو پانی ہوجاتا
صاحبقران نے اسکو بھی روکا پر مرکب سیاہ قیطاس چاروں پاؤں سے تا بزانو زمین میں گڑ گیا اور امیر گرد و بگولے

میں پڑ گئے اس صدمے کے سبب جو غبار زمین سے اٹھا اسمیں اٹ گئے لندھور کے منہ سے بے اختیار نکل گیا چہرے کا رنگ بدل گیا کہ وہ مارا اور پست کیا بڑے زبردست کو زیردست کیا مگر حیف صاحبقران کی جوانی پر اسلیے میں بار بار منع کرتا تھا پر وہ بدے نے نہ ماننے دیا یہ کہکر امیر کے پاس ہاتھی پر سے اتر کے گیا رانیں دربازول کر کہا کہ اے شاہ عالی مقدار اگر زندہ ہے تو آواز دے کہ میری جان میں جان آئے اور اگر مر گیا ہے تو فردائے قیامت پر میرے تیرے ملاقات رہی مجھے تیرا کمال صدمہ ہوا ہے صاحبقران ہوش میں آئے تازیانہ داؤدی سیاہ قیطاس کے اوپر چمکایا مرکب چاروں تپلیاں چھاڑ کر اس جگہ سے الگ جا کھڑا ہوا صاف نکل آیا امیر نے کہا کہ اے خسرو ہندوستان کس کو مارا اور کس کو پست کیا اور کون زبردست ہے کسکو زیردست کیا میں تو ابھی موجود ہوں ایک ضرب اور لگالے اپنے دل کی ہوس مٹالے ابھی تو شروع کارزار ہے جسکی بنا اشرم رکھے اسقدر کیوں اضطرار ہے کسی مرد سے سابقہ نہ پڑا ہوگا سخت لڑائی کا اتفاق نہوا ہوگا لندھور متعجب ہوکر ہاتھی پر سے اتر کے گھوڑے پر سوار ہوا اور تیغ پر دوانی نیلگوں برنگ سیماب دشمن کش بے حجاب [illegible] سے کھینچ کر ضرب کو امیر کے سر پر لگایا امیر نے سپر مرصع قبہ بیشم ہفت رنگ سے گوندھی ہوئی تو پیش کیا اور اسکی ضرب سراپا آفت کو اسپر کاٹ لیا اور کہا کہ اے ملک لندھور پانچ حربے تیرے میں نے روکے اور کیسے وار تیرے میں نے رد کیے اب دیر اہے میرے چلنے کا وقت آیا ہے خبردار ہو یہ نہ کہنا کہ غفلت میں مجھ کو مارا ہیں ہوشیار اور آگاہ نہ ہونے پایا یہ کہکر رکاب سے لاگ کر صمصام کھینچکر جستی و چالاکی تمام اور کمال ہوشیاری خسرو کے سر پر ماری خسرو نے سپر پر روک کر چاہا کہ رد کرے ہاتھ کو امیر کے کاٹ لے مگر تلوار سپر کو مانند پنیر کاٹ کے گھوڑے کی گردن پر جا اتری گھوڑا سرنگوں ہوا خسرو ہند نے زمین کو خالی کیا اور غیظ و غضب میں آیا جھنجھلا گیا اور تیغہ کھینچکر امیر پر دوڑا امیر نے اپنے دل میں کہا کہ ایسا نہ ہو سیاہ قیطاس مجروح ہو دے اور اپنی جان اسکے ہاتھ سے کھووے تو دل میرا آدھا ہو جائے اور پھر ایسا مرکب کہاں میرے ہاتھ آئے سچ الاکی تمام مرکب سے جدا ہوئے اور دستی کر کے تلوار لندھور کے قبضے سے الگ تھلگ نکال لی [illegible] اپنے لشکر کیجانب ڈالدی لندھور نے امیر کی گردن میں ہاتھ کو طوق کیا اور امیر نے اسکی کمر میں اپنا ہاتھ ڈالدیا اور دونوں طرف سے زور ہونے لگا دیکھنے والوں کا زہرہ آب ہو گیا جب پہلوان روز آسائش کیواسطے اپنے مقام مغرب میں روانہ ہوا اور خلیفہ شب شاگردان انجم کو زور دلانے لگا دونوں طرف مشعلیں روشن ہوئیں اور راتوں کو متواتر چلا کیں تین شبانہ روز امیر و لندھور نے مشت بمشت سینہ بسینہ کلہ بکلہ باہمدیگر زور کیا مگر کسی کا کسی سے لنگر نہ اکھڑا چوتھے دن امیر نے نعرۂ اللہ اکبر کیا اور لندھور کو اکھاڑ کر چھاتی تک اٹھا لیا مگر سر تک بلند نہ کر سکے اس لنگر کو جو بہت بھاری تھا تھکے رہے اسکو چھوڑ کر چاہتے تھے کہ پہلوے غیرت میں خنجر ماریں جان عزیز کو خاک فنا میں ملا دیں لندھور نے ہاتھ امیر کا پکڑ لیا ہاتھ باندھ کے کہا کہ یا صاحبقران سوائے آپکے کس نے یہ قدرت پائی ہے کہ میرا لنگر زمین سے اکھاڑے

تجھ کبھی مجھ کو تیغ سے اُٹھائے میں نے بدل و جان آپ کی اطاعت منظور کی اور آج سے میں نے آپکی رفاقت منظور کی
امیر نے لندھور کو چھاتی سے لگا لیا اور اُسی وقت سجدہ شکر کا ادا کیا اور کہا کہ خسرو تم میرے قوت بازو ہو
میں تمھیں بھائی کی طرح جانونگا اور جان سے زیادہ عزیز رکھونگا لیکن میری یہ آرزو ہے کہ تم میرے ساتھ نوشیرواں
کے پاس چلو مجھے اُس سے صادق الوعدہ کر دو لندھور نے کہا کہ میں تابع فرمان ہوں جہاں حکم ہو وہاں چلوں بسم اللہ
فرمائیے میں حاضر ہوں پیش خیمہ روانہ فرمائیے اب تو میں قول ہار چکا ہوں اس امر میں بھی لاجواب ہوں لندھور
نے اُسی دم اپنے لشکر کے سرداروں کو بلوا کر امیر کی ملازمت کروائی اور ہر ہر شخص کے عہدے اور منصب وغیرہ کی
کیفیت امیر کی سماعت میں پہونچائی اور آپ امیر کے ساتھ ہو امیر کے خیمہ میں گیا صاحبقران نے بہت کچھ زر و جواہر
لندھور پر سے صدقہ دیا اور جشن ترتیب کیا مہر نگار کے تصور میں ساغر چشم کو سرشک خونین سے لبریز کیا لندھور
نے دیکھ کر معلوم کیا کہ امیر کو مہر نگار کا خیال ہوا اپنے رومال سے اشک جگرگوں کو پونچھ کر کہا کہ یہ آبدیدہ ہونا کسواسطے
ہے اب زمانہ فراق کا آخر ہوا اور وقت وصال قریب پہونچا صاحبقران نے دلکو سنبھالکر عمرو سے گانے کی فرمایش کی
عمرو نے مؤدب ہو زانو بیٹھ کر مضراب کی ٹوپی سر انگشت پر پہنائی اور چھیڑ چھاڑ کی ٹھہرائی اور دو تارا بجا کر پہلے تو سمان
راگ کا دکھایا بعد ازاں لحن داؤدی میں گانا شروع کیا تو امیر و لندھور اور جتنے اہل دربار و محفل میں تھے سبھوں
کو تصویر حیرت بنا دیا امیر اور لندھور کا دل عمرو کے گانے سے بہت مسرور ہوا دونوں نے انعام زر و جواہر دیکر عمرو
کو مالا مال کر دیا بعد ازاں لندھور نے اپنے خزانے کی کنجیاں امیر کے روبرو رکھدیں اور تمام ہند کی تحفہ تحفہ چیزیں پیشکش
کرکے خود بعد نذر اشرفی باسلام ہوا ایت پرستی کو ترک کیا داروغہ باورچیخانہ بکاولوں فراشوں کو بلوا کر ایک کمرے
میں دیم دسترخوان بچھوا کر انواع انواع کا کھانا لگایا امیر نے لندھور کو لیکر کھانا تناول فرمایا لندھور نے بعد
فراغت طعام کے عرض کی کہ میں بھی امیدوار سرفرازی کا ہوں بہت دنوں سے یہ آرزو رکھتا ہوں غریبخانہ کو
اپنے قدم ارم توام سے رشک فردوس کیجیے اور نان و نمک نوش فرمائیے میرے کام جان کو ذائقہ عنایت سے لذت دیجیے
امیر نے فرمایا کہ مجھے بسر و چشم منظور ہے ہندوستان کا کھانا تو بہت ضرور ہے بعد اسکے لندھور رخصت خواہ
ہوا امیر نے لندھور کو خلعت شاہانہ سے مخلع کیا لندھور رخصت ہو کر اپنی دولتسرا میں داخل ہوا اور جشن شاہانہ
ترتیب دیکے صاحبقران کو مع امرائے نامدار و پہلوانان باوقار اپنی بارگاہ میں لیگیا بزم نشاط گرم ہوئی طبلے پر
تھاپ پڑنے لگی اب لندھور اور امیر کو تو جشن میں مشغول رہنے دوں تھوڑا احوال گستہم کا بیان کروں واضح ہو کہ
گستہم جو لندھور سے پسلیاں تڑوا کر بھاگا تھا منزلوں پیچھے پھر کر نہ دیکھا ایک پہاڑ کے دامن میں چھپ کر بیٹھا اور شب و روز
صاحبقران کے مارنیکی فکر میں بسر کرنے لگا عیاروں نے اُسکو خبر دی کہ لندھور کو امیر نے زیر کیا اور لشکر اسلام فتحیاب
ہوا اور آج کئی دن سے لندھور کے ساتھ جشن میں مشغول ہو رہے ہیں دن عید رات شب برات ہے عیش کر رہے ہیں

سوا اسے مقبل وفادار کے امیر کے لشکر میں کوئی سردار نہیں ہے اور رفقا و امرا امیر کے ہمراہ ہیں فوج کا کوئی خبردار نہیں ہے گستہم نے دیکھا کہ میدان خالی ہے بڑا اوار اچھا ہے ان لوگوں پر دانا لگانا چاہیے کہیں مہرنگار کی دو خواصیں اپنے ہمراہ لایا تھا اور صاحبقران نے بھی انکو مہرنگار کے پاس بھیجا تھا گستہم نے دو شیشوں میں شراب انگوری تحفہ بھر کے اسمیں زہر ہلاہل چار مثقال مخلوط کیا کہ اگر ایک قطرہ بھی اسکا دریائے شور میں گرتا تو جانوران دریائی بھی جانبر نہ ہوتے اور دواٹ شیشوں کے منھ میں لگا کر مہر مہرنگار کی جعلی کی اور خواصوں کی صورت مسافرانہ بنا دی اور اشتیاق نامہ مہرنگار کی طرف سے لکھ کے اُن خواصوں کو حوالہ کیا اور مضمون انکو بخوبی سمجھا دیا کہ اول تو مقبل کے پاس جا کر اظہار کرنا کہ ملکہ مہرنگار نے ہم کو بھیجا ہے بکمال دقت و پوشیدگی ہم کو یہاں روانہ کیا ہے وہ تم کو امیر کے پاس لیجا دیگا اُنکے نزدیک پہونچا دیگا امیر سے بہت سی باتیں اشتیاق کی ملکہ مہرنگار کیطرف سے کر کے یہ دو شیشے شراب کے مع اشتیاق نامہ دینا اور دل اسکا اپنے ہاتھ میں لینا اگر تیر فکر میرا نشانہ پر لگا تو میں تم کو اپنے محل میں داخل کرونگا اپنی بیبیوں میں شامل کرونگا وہ دونوں مردار میں مردانہ بھیس لیکر روانہ ہوئیں جب لشکر کے متصل پہونچیں طلایہ گردوں نے روکا خاص دارو نے ٹوکا بولیں کہ ہم ملکہ مہرنگار کے نامہ بر ہیں ایران سے آتے ہیں تمھارے امیر کے پاس جاتے ہیں وہ لوگ انکو اپنے ہمراہ لیچلے مقبل وفادار کے پاس لیگئے مقبل فی الفور اُس مجلس جشن میں گیا اور امیر کے کان میں جا کر کہا کہ دو خواصیں ملکہ مہرنگار کی بھیجی ہوئی آئی ہیں دو شیشے شراب انگوری کے مع نامۂ اشتیاق لائی ہیں حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہتی ہیں امیر کو تو سرور تھا ہی اور بھی مسرور ہوئے بے اختیار اپنے مقام سے اُٹھے اور خسرو سے کہا کہ آپ سرگرم مجلس رہیے مجھے ایک امر ضروری ہے اُس سے فارغ ہو کر بہت جلدی آتا ہوں اور عمرو سے فرمایا کہ تم میرے بدلے خسرو کی خدمت میں حاضر رہو اور دل حضور کا دل بہلاؤ امیر نے اپنے خیمہ میں آنکر خلوت کی اور اُنکی حاضری کی اجازت دی اُن دونوں خواصوں کو بلا کر احوال سنا خط کے لفافے پر جو مہر مہرنگار کی تھی اُسکو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا اور بار بار زانو پر رکھا اور پھر اُٹھایا خلاصہ یہ کہ خط پڑھ کے ایسے خوشی سے پھولے کہ برنگ گل پیراہن میں نہ سمائے نیک بد زمانہ کا بھولے ایک شیشے کی مہر جدا کر کے روشنی میں بلایا اور مہرنگار کا نام لیکر غٹ غٹ نوشجان فرمایا شراب کا حلق سے نیچے اُترنا تھا کہ امیر بیہوش ہو گئے منھ سے کف جاری ہوا ہاتھ پاؤں مارنے لگے خواصوں نے جانا کہ امیر کا کام تمام ہوا کوئی دم کے مہمان ہیں اب ہمارے کام کا بخوبی انجام ہوا کسی بہانے سے میخ خیمے کی نکالکر دونوں قطامہ چلتی ہوئیں خوش خوش گستہم کیطرف چلدیں اتفاقاً خسرو نے عمرو سے کہا کہ مجلس بغیر امیر کے بے رنگ ہے جس محفل کا مہمان موجود نہ ہو لطف نہیں یہ کون ڈھنگ ہے خواجہ اگر امیر کو اس دم لے آؤ تو چار سو تمن تواضع کرتا ہوں ابھی تحصیل تمھاری بھرتا ہوں عمرو نے روپے کا نام سنا اب کب ٹھہرتا ہے فوراً وہاں سے روانہ ہوا بارگاہ کے دروازوں پر مقبل کو پایا اس سے پوچھا کہ امیر کیا کرتے ہیں مقبل نے کہا دو خواصیں مہرنگار کی آئی ہیں اُن سے خلوت میں باتیں کر رہے ہیں تو جھوں کا

نام سنتے ہی عمرو کا دل دھڑ کا پریشان ہو گیا بولا کہ خدا خیر کرے خیمے میں جا کر شمعوں کو گل پایا جھٹ پٹ فتیلہ عیاری روشن کر کے شمعوں کو جلایا دیکھا کہ امیر کے جسم میں سراپا آبلے پڑ گئے ہیں رنگ نیلا ہو گیا ہے کف منہ سے جاری ہے غفلت میں ہاتھ پاؤں دھن رہے ہیں شیشہ چکنا چور پڑا ہے اور دوسرا سلم دھرا ہے جہاں تک اُس شراب کی نمی زمین پر دوڑی ہے زمین شق ہو گئی ہے ادھر اُدھر دیکھا تو کسی کو نہ پایا مگر ایک طرف کی میخ خیمے کی اکھڑی دیکھی فوراً اس طرف سے نکل کے اُنکے قدموں کے نشان پر چلا کہاں عمرو کی دوڑ اور کہاں اُن خانہ خرابوں کی چال ڈھال کہاں عمرو عیار کہاں وہ دونوں بدخصال جاتے جاتے اُنکے سر پر پہونچا دوڑ پر جا کر لیا دونوں آپسمیں کہتی جاتی تھیں کہ کیا اچھی ساعت گھر سے چلے تھے ذرا بھی دیر نہ لگی کہ امیر کا کام تمام کر کے پھرے چلو نا بوا گستہم سے وعدہ وفا کروا دیں اور اُس سے انعام و اکرام پاویں پیچھے سے عمرو بولا کہ میں تمھارا ملک الموت آ پہونچا اچھے گھر بیعانہ دیا یہ کہکر کمر سے خنجر نکالکر دونوں کو باہر سے سبکدوش کیا اور اُسی جگہ سے اُلٹے پاؤں پھر آ مقبل کو بارگاہ میں لیجا کر امیر کی کیفیت دکھائی اور کہا کہ یہ تیری غفلت ہے آپکی بدولت یہ آفت ہے اب بتا کہ کیا کریں کیا فکر کریں کیا دوا کریں مقبل سر پیٹنے لگا عمرو نے کہا کہ چپ رہو ایسا نہ ہو کہ لشکر ہند اس سانحہ سے خبردار ہو کر بھر جاوے اور ہمارا لشکر مفت میں ان کو میں گھر جاوے تو امیر کی نگہبانی کر اور یہاں سے قدم باہر نہ دھر خبردار جبتک میں نہ آؤں کسی کو خیمے میں نہ آنے دینا اور اس مقام سے ہلنے کا نام نہ لینا لندھور سے جا کر چپکے سے کہا کہ امیر اسوقت آ نہیں سکتے اور آپ کو بھی وہاں بلوا نہیں سکتے کیونکہ دو سردار نوشیرواں کے پاس سے آئے ہیں اور یہ حکم لائے ہیں کہ اگر تم کو مجھ سے ایفاے عہد منظور ہے تو فوراً لندھور کو قید کر لینا کسی طرح اسکو چھوڑ نہ دینا سو امیر نے آپسے کہا ہے کہ اگر مصلحۃً تم اسیر ہونا منظور کرو تو میرا کام نکلتا ہے تمھارا کسی طرح سے بال بیکا نہ ہو گا میرا سلسلہ خیر اندیشی سے آگے کو چلتا ہے خسرو نے کہا کہ قید ہونا درکنار امیر اگر میرا سر مانگیں تو حاضر ہے مجھے اسمیں کیا تامل ہے عین میری خوشی خاطر ہے عمرو نے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ آپ کا لشکر بگڑے اور کچھ فساد کرے خسرو نے کہا کسکی قدرت ہے کس کی اتنی مجال ہے کس میں اتنی طاقت ہے اپنے لشکر کے سرداروں کو سمجھا دیا اور اپنے ہاتھ رومال سے بندھوا کر لشکر اسلام میں داخل ہوا عمرو نے ایک گوشہ میں بٹھلا کر اُسکی خاطر داری کرنے لگا اور ایک جام مے عیاری کا پلا کر لندھور کو بیہوش کر دیا بعد ازاں طوق و زنجیر کر کے اور صندوق مشبک میں کہ ہوا لگتی رہے بند کیا اور لشکر کا بندوبست کر کے وہاں سے راہی ہوا اثناے راہ میں دو سوار دیکھے ہر چند روپوش ہوا لیکن کسی طرح چھپ نہ سکا تب تو مردانہ وار سامنے آیا اور اپنا منہ دکھایا وہ اپنے گھوڑوں پر سے اُتر کے عمرو سے بغلگیر ہوے مزاج کا حال پوچھنے لگے عمرو نے پوچھا کہ آپ کون ہیں وہ بولے کہ ہم شہپال ہندی کے بیٹے ہیں تلاش میں تمھاری دور سے آئے ہیں صبور و صابر ہمارا نام ہے باپ ہمارا ظاہر میں مسلمان ہے مگر باطن میں وہی بت پرستی اُسکا طریق و ایمان ہے رات سے امیر کے مسموم ہونیکی خبر سنکے گستہم کی مدد کو گیا ہے اور اُس ناحق کوش کا شریک ہوا ہے سو ہم اسواسطے آئے ہیں کہ امیر کو لیجا کر اپنے قلعہ میں رکھیں

اور خوب دل لگا کر علاج کریں عمرو نے خوش ہو کے کہا کہ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں جلد امیر کو ہمراہ لیجیے اور خدا کو درمیان دیجیے کہ کچھ دغا نہ ہو اور کوئی فساد برپا نہ ہو اُنھوں نے خدا کو درمیان دیا اور کہا کہ اگر ایسا ہم کو منظور نہ ہوتا تو کیوں ادھر کا قصد کیا جاتا عمرو اُن کو لیکر بارگاہ میں آیا اور ایک خیمے میں علیحدہ بٹھلایا جب آدھی رات کا ڈنکا بجا امیر کو محافے میں سوار کرکے صابر و صبور کے قلعہ میں داخل کیا اور قلعہ میں بنا بند و بست کرکے صابر و صبور سے کہا کہ اب امیر کے اچھے ہونے کی تدبیر کیا ہے وہ بولے یہاں سے دس منزل ناہرون نامے ایک جزیرہ ہے اُسمیں حکیم اقلیمون رہتا ہے نفس الامر میں اُنکی صحت کی فکر کریگا وہ اپنے وقت کا مسیحا ہے ہم ایک رقعہ لکھدیتے ہیں اُنکو بلا لاؤ تو امیر کو فوراً شفا ہوتی ہے خاطر خواہ اُنکی دارو قرار واقعی دوا ہوتی ہے عمرو نے پہلے تو اپنے دلمیں خیال کیا کہ جب تک حکیم آئیگا نہیں معلوم حمزہ کا کیا حال ہو جائیگا پھر سوچا کہ اگر حکیم نہ آئیگا تو علاج کیونکر ہوگا یہ کسطرح شفا پائیگا ہر چہ بادا باد جانا چاہیے اور ہمراہ اُسکو لانا چاہیے صابر و صبور نے داراب نامے عیار کو راہ دکھلانے کے لیے ساتھ کیا عمرو نے قلعہ سے باہر نکل کر ہوا سے کہا کہ اے ہوا اسدم بڑی ضرورت ہے مجھ کو آگے جانے دینا اور میرے آگے اسکو قدم نہ بڑھانے دینا داراب پوری منزل بھی نہ گیا تھا کہ تھک گیا عمرو سے کہنے لگا کہ اگر کہیں سے سواری ملتی تو آگے کو اپنا چلنا ہوتا اس مقام سے دو چار کوس ٹلنا ہوتا کیونکہ پاؤں اپنے اپنے قابو میں نہیں ہیں اور آپ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہیں دم بھر میں کہیں سے کہیں ہیں عمرو بولا کہ اچھا ستا لو کسی درخت کے نیچے ہوا کھا لو آگے چند قدم پر ایک باغ میں پہونچے ایک درخت کے نیچے دونوں بیٹھ گئے عمرو نے طعام عیاری دیکر کہا کہ کچھ کھا لو کہ چلنے کی طاقت ہو اور احوال راہ کا پوچھنا شروع کیا وہ کہنے لگا کہ سیدھی ناک کی سیدھ پر چلے جاؤ داہنے بائیں دیکھو اور جانب قدم نہ بڑھاؤ اُس جزیرے کے متصل ایک پگڈنڈی داہنے ہاتھ کیطرف ملیگی تم اُسی لکیر پر دریا کے کنارے تک چلے جانا دریا میں اور بھی راہیں سطرف کی ملیں گی مگر دل نہ بھٹکانا تخمیناً چار کوس چوڑا اس دریا کا پاٹ ہے گذار کی کشتی پر پار اُتر کے چند قدم جاؤگے تو اس جزیرے کے مکان دکھائی دینگے وہاں جاکے تم خود ہی ہوشیار رہو پتہ لگا لوگے عمرو نے دیکھا کہ داراب کی آنکھوں میں سرسوں پھولی عمرو کے آگے چوکڑی بھولی داراب سے کہا کہ او بھائی جلدی چلو دور چلنا ہے اپنی کمر کسو اُسکا اُٹھنا تھا کہ اُسی جگہ پر مٹی کا تھوا بنکر گر پڑا عمرو نے درخت کے تنے سے اُسکو باندھ دیا اور آپ چلتا ہوا شام ہوتی تھی کہ دریا کے کنارے پر پہونچا کشتی کے آنے میں دیر دیکھی دریا پر معجزۂ الیاس سے چلا بات کی بات میں پار پہونچکر مغرب کیوقت جزیرے میں داخل ہوا ہندو کی صورت بنکر بازار میں گیا ایک شخص سے پوچھا کہ حکیم اقلیمون کا کہاں مکان ہے اور کیسے دولتسرا کا کیا پتا اور نشان ہے وہ بولا کہ اس بستی کے مالک وہی ہیں وہ پھاٹک جو نظر آتا ہے اُنھیں کے مکان کا ہے عمرو نے دربان سے جاکر کہا کہ صابر و صبور کے پاس سے آیا ہوں حکیم صاحب کے نام ایک خط لایا ہوں ذرا تکلیف کرکے اُنکو خبر دے دربان نے حکیم صاحب کو اطلاع دی کہ ایک قاصد صابر و صبور

کا خط لایا ہے حضور میں باریاب ہوا چاہتا ہے حکیم صاحب نے فرمایا کہ آنے دے خبردار اُسے کوئی نہ روکے دربان نے عمرو کو
مطلع کرکے حکیم کے پاس بھیجا عمرو نے قریب پہونچکر رسم ملاقات کی ادا اور وہ خط دیا حکیم نے عمرو سے خط لیکر پڑھا چین بجبیں
ہوکر کہا کہ معقول مجھ کو لکھا ہے اگر جلد تر آکے حمزہ کو اچھا کر دوگے تو کیسہ جواہر سے بھر دینگے بہت خوش کرینگے
سبحان اللہ مجھ کو طامع مقرر کیا ہے جو یہ فقرہ لکھا ہے اگر یہ کلمہ نہ لکھتے تو میں جاتا مگر اب نہ جاؤنگا ہرگز ادھر قصد نکرونگا
عمرو بولا حضرت اُن سے قصور ہوا جو آپ سے مستغنی المزاج بے پروا کو ایسا کلمہ لکھا معاف فرمائیے اور سواری منگائیے
حکیم بدمزاج ہوکر بولا کہ تو اعتدال ادب سے کیوں باہر قدم رکھتا ہے تجھ کو معقولات میں دخل کیا ہے اپنا مقولہ ہے کہ ہرگاہ
انکار کیا تو انکار کیا اسمیں تجھے اصرار سے کیا فائدہ ہوگا عمرو نے کہا کہ تقریر مطول کو جانے دیجیے مختصر یہ کہ آپ کے
نہ جانے سے ایک بندۂ خدا ضائع ہوتا ہے وہاں جاکر نتیجہ نیک دیکھیے گا ثواب لیجیے گا حکیم بولا کہ فائدہ کبری بھی ہو تو میں
نہیں جانیکا عمرو نے کہا کہ صغری کبری تو میں نہیں جانتا یہ مسئلہ کس قانون میں لکھا ہے کہ حکیم مریض کا حال سنکر اپنی جگہ
سے نہ ٹلے یہ کیا خاصہ ہے کہ ایک بندۂ خدا کے علاج میں کہ جس کے باعث ہزارہا آدمی کا فائدہ ہو توجہ نہ کرے
حکیم اقلیمون بولا کہ تو قاضی ہے یا مفتی یا تیری قضا آئی ہے تو قاصد سودائی تو نہیں ہے کیوں کھوپڑی کھائی ہے
جا اپنی راہ لے میں جو تجھ سے کہتا ہوں وہ جا کہدے عمرو نے کہا کہ حضور چلنا مقدم ہے کوئی مشکل اب تو تشریف
لیچلنے کی نکالنا چاہیے یہ کیا مقدمہ اہم ہے حکیم اقلیمون نے کہا کہ کیا تجھ کو مالیخولیا ہے کہ نوع سافل ہوکر جنس عالی
سے بحث پر تیار ہے دلیل مطابق حیثیت کے نہیں کرتا ہے عمرو نے کہا کہ حضرت کسی قسم کا سودائی ہو اُسکے پیچھے لڑکوں
کا تالی بجانا مقدم ہے اتنے فصل سے چلا آتا ہوں میرے پیچھے تو کسی نے چٹکی بھی نہیں بجائی آپ مجھے سودائی بناتے
ہیں بڑا ستم ہے تب تو حکیم اقلیمون نے غلاموں کو حکم دیا کہ اس بیمار بے ادب کی مشکیں باندھو اور شلاق کرو
اسکا علاج یہی ہے دوا لئی آدمی سودائی کی ہے عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ حضرت میں بکتا ہوں کہ قضیہ منعکس ہوا
چاہتا ہے حکیم کی کلیہ مشکل بدلا چاہتا ہے جب عمرو نے جانا کہ حکیم نہ جائیگا اور مفت میں تو سزا پائیگا بزاری و نالی
پیش آیا اور کہنے لگا کہ یہ تقریر جو میں نے حضور میں عرض کی گویا صابر و صبور کی زبانی تھی بہتر ہے کہ آپ نہ جائیں
مفت تکلیف بے فائدہ نہ اُٹھائیں مگر صابر و صبور بھی عجب نسخہ ہیں کہ مجھ کو کالے کوسوں دوڑایا اور اتنی مسافت
دور و دراز پر بھجوایا چونکہ شب تا رہے اسوقت یہاں سے جا نہیں سکتا اور نیا شہر ہے کوئی راہی بھی رات کو
آ نہیں سکتا اگر حکم ہو تو غلام شب بھر یہاں پڑا رہے صبح کو اپنی راہ لے اقلیمون نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ اسکو
باورچیخانہ میں لیجاکر کچھ کھلوا کے رات کو سو رہنے دو کل صبح سویرے یہاں سے روانہ کرد عمرو نے تشخیص کی کہ
حکیم اقلیمون بیمار نادانی ہے دانا ہوکر نفع و ضرر نہیں سمجھتا ہے یہی حماقت کی نشانی ہے اسکا کچھ علاج کیا
چاہیے کوئی ہوش کی دوا دیا چاہیے باورچیخانہ میں جاکر باورچی سے باتیں چکنا چکنا کے کرنے لگا باورچی عمرو کی

چرب زبانی سے شیر و شکر کیطرح گھل ملگیا عمرو نے کئی نقل کیسہ عیاری سے نکال کر دیئے کہ ذرا اسکی بھی چاشنی چکھیے بہت آپ نے رکابداری کی ہے بہت سی مٹھائیاں بنائی ہیں اکثر استادوں سے صحبت ہی ہے باورچی نے اس کی میٹھی میٹھی باتوں پر جل کھا کر نقل نوشجان کیئے اور مزے کے مارے بہت نقل کھا لیے اور بولا کہ واقع میں اسکی شیرینی لب بند کرتی ہے اس ذائقہ کی مٹھائی کبھی نہیں کھائی ہے عمرو بولا کہ ابھی کیا کوئی دم میں دم بند کر گئی اور یہی مزے اور لطیفے دکھائے گی الغرض اسکو مزے میں لاکر گوشے میں لیگیا اور بولا کہ کچھ نمکین کا بھی مزہ چکھیے گا باورچی نے کہا کہ جب شیرینی میں یہ حلاوت ہے تو نمکین میں نہ معلوم کیا ملاحت ہے عمرو نے عیاری کی جھولی سے ایک کلیچہ نکالکر دیا اس مرد کھیکے نے اسکو بھی زہر مار کیا پھر تو لگا جھومنے عمرو نے ایک گالی اسکو دی وہ آگ بگولا ہو گیا ایک چپلا لیکر مارنے کو اٹھا قدم جو لڑکھڑایا عمرو کے قدموں پر آرہا عمرو نے باورچیخانہ کے ایک چولھے کو کھود کے اسکو گاڑا تو پاوپر سے لکڑیاں جلا کے رکھدیں اور دیگ میں پانی چڑھادیا اور آپ اسکی صورت بنکر حکیم کے لیے حکمت عملی سے ناشتہ پکانا شروع کیا نان و کلیچہ و گاؤ دیدہ میں اپنی خشخاش خرچ کی اور سونف اوپر سے چپکادی اور قلیہ قورمہ روغن جوش روغن داغ وپلاؤ چلاؤ میں گھی زنبیل سے نکالکر ڈالا اور آش میں نمک بنا صرف کرکے جو زنبیل میں تیار تھیں انکو بھی ایک طشتری میں لگا یا کبابوں میں شیرہ عیاری ملا کر چاشنی دار کیا غرضکہ ہر قسم کا کھانا تیار کیا صبح ہوتے ہی حکیم صاحب کے دسترخوان پر سب چیزیں چن دیں اور چوتری جھل کر کھلانے لگا حکیم صاحب نے جو چیز کھائی تعریف کرتے کرتے منہ بند ہو گیا عمرو نے کہا کہ حضرت یہ آپ ہی کا نسخہ تیار ہوا قانون سے آنچ دیگی بن پڑا ہمیشہ اسکا کھانا نوش فرمایا کیجیے تو قوت دماغ میں آوے تشخیص و چیند ہو جاوے کوئی مرض سخت چھپا نرہے لمس کرتے ہی نبض محسوس ہوا کرے حکیم صاحب کھانا کھا کر بہت محظوظ ہوئے اور خاصہ نوش فرما کر اراڈکار نے لگے اور فرمایا کہ تیری عقل بہت رسا ہے ہم اور بھی نسخہ تعلیم کرینگے بہت سی ترکیبیں قسم قسم کی کھانوں کی بتادینگے عمرو نے چند قدم پیچھے ہٹکر کہا کہ نفس الامر میں حکیم صاحب آپ بھی زور نسخہ ہیں پڑھ لکھکر سب چوپٹ کیا کتنے بیہودہ ہیں قلیمون جھنجھلا کر اٹھا کہ او خام عقل یہ کیا بیہودہ دماغ بکتا ہے یہ کلمات خارج از ادب زبان پر لاتا ہے عمرو نے پیچھے کو پھلانگ ماری حکیم صاحب پھلانگ مارتے ہی بیہوش ہو دھم سے منہ کے بل زمین پر گر پڑے عمرو نے حکیم صاحب کو چادر عیاری میں لپیٹ کر مسہری میں لٹایا اور آش لیجاکر سارے شاگرد پیشہ کو کھلادیا جب ان بیخبروں نے ہوش اپنا گم کیا عمرو نے کتب خانہ اور دوائی خانہ مع اثاث البیت حکیم صاحب کو زنبیل میں رکھا اور ایک پروانہ راہداری کا لکھ کر حکیم صاحب کے قلمدان سے مہر نکالکر اسپر ثبت کرکے خوش خوش اپنے مقام کی راہ لی مضمون اسکا یہ تھا کہ گھاٹ مانجھی کو لازم ہے کہ جلد بلا حجت بہت محافظت سے اس شخص کو دریا پار اتار دے اور ایک پیسہ بھی اترائی کا نہ لے اگر ذرا بھی دیر لگائیگا تو دریائے تھر میں ڈبویا جائیگا چند ساعت میں عمرو پشتارہ کاندھے پر رکھے ہوئے دریا کے کنارے پر پہونچا

اور گھاٹ مانجھی کو پروانہ راہداری کا دیا گھاٹ مانجھی فوراً مستعد ہوا دریا سے جلد ہی عبور کیا عمرو کو پار اتار دیا عمرو ایک
پہر کے عرصہ میں وہاں پہونچا جہاں داراب کو درخت سے باندھا تھا داراب کو کھولا کوئی دوا دی کہ اس نے رفع بیہوشی
کی داراب جو ہوش میں آیا نیند سے چونکا تو بولا کہ بہت سوئے نہیں تو آدھی راہ جزیرہ کی پہونچ گئی ہوتی خواب
خانہ خراب نے منزل بھی کھوٹی کی چلئے جزیرہ کی راہ لیجیے عمرو نے ابتدا سے انتہا تک کیفیت حکیم کے لانے کی بیان کی اور
تمام کہانی اپنی کہہ سنائی داراب کے ہوش اڑ گئے یا استاد کہکر قدم پر گرا اور عمرو کا شاگرد ہوا عمرو نے داراب سے کہا
کہ تو آہستہ آہستہ چلا آ میں تو لمبی لیتا ہوں صابر و صبور کو اس حال سے اطلاع دیتا ہوں یہ کہکر پچھلے پاؤں سے
جو بارا داراب کی نظروں سے غائب ہو گیا تھوڑے عرصے میں قلعے کے نزدیک پہونچا دیکھے تو واہ واہ عجب لطف
ہے گستہم فوجیں لیے ہوئے قلعے کے نیچے کھڑا ہے اور ایک سمت لشکر خسرو ہند کا تلا ہوا ہے قلعے کے زینوں پر سے
گولے برستے ہیں گولا انداز توپوں کی مہتابی دے رہے ہیں عمرو گھس پیٹھ کے قلعے کے برج کے نیچے پہونچا فوراً کمند پھینک کے
آسمانیوں کی طرح سے فصیل پر چڑھ گیا لیکن نیچے سے ایک شخص نے لیس ہو کے نشانہ باندھ کر ایک تیر شپارے پر
لگایا وہ تیر شپارہ کو مثل تودہ خاک توڑ کر طلائی ہاون دستہ پر بیٹھا عمرو جست کر کے قلعے کے اندر گیا اور شپارہ صابر و
صبور کے آگے رکھا جس حکمت سے حکیم صاحب کو لایا تھا وہ کیفیت بیان کی صابر و صبور عمرو کی دانائی پر عش عش
کرنے لگے اور اس کی چالاکی اور دانائی کی داد دی عمرو نے تمام اسباب موقع سے حکیم صاحب کے گرد چنکر رفع بیہوشی کی
دوا دی کہ حکیم کی بیہوشی دور ہوئی اور اسی پیادے کی صورت بن کر کہا کہ آپ کو صابر و صبور نے بلایا ہے اور مجھے
کمال اضطراب میں آپ کے پاس بھیجا ہے حکیم اقلیمون ترشرو ہو کر بولا کہ ہاں کوئی ہے اس دیوانے کو باندھ کر میرے
پاس لاؤ کہ میں فصد کھولدوں بیفائدہ دماغ پریشان کر رکھا ہے اسکا علاج کر دوں عمرو نے کہا کہ حضرت میں مجنون نہیں
ہوں کہ نشتر و رگ کو تکلیف دیجیے گا میں دیوانہ بکار خود ہوشیار ہوں کیوں دوا کیجیے گا حکیم صاحب بولے کہ مجنون کے سر پر
کیا سینگ ہوتے ہیں کہ تیرے نہیں ہیں تیرے کیا سرخاب کا پر لگا ہے لاکھ بار کہا کہ میں نہیں جاؤنگا تو اپنی ہی رٹے جاتا ہے
جب کوئی نہ بولا حکیم صاحب ادھر ادھر دیکھ کر مخبط ہو گئے بھوچکا ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ سب ہی اسباب میرے مطب کا
میرے پاس موجود ہے مگر میرا مکان نہیں ہے اس سرزمین اور آدمیوں کا کچھ نشان نہیں ہے اتنے میں صابر و صبور نے
آکر ملاقات کی اور حکیم صاحب کی خاطر داری اور مدارات کی حکیم اقلیمون نے پوچھا کہ میں اسباب سمیت یہاں کیونکر
آیا عمرو بولا کہ یہ مرض نہیں جو کہ بے کہے تشخیص کر لیجیے گا کسی سودائی کی زبردستی فصد کھولیے گا یہ پیادہ لایا ہے
اتنی مسافت طے کر کے یہاں پہونچایا ہے اقلیمون کو جب معلوم ہوا کہ یہ عمرو ہے اٹھ کر گلے سے لگا لیا کہ خواجہ اگر میں
جانتا کہ تم ہو تو میں بے تکرار چلا آتا اور کبھی حرف انکار زبان پر نہ لاتا عمرو بولا کہ اب بھی میں آپ کا زیر بار احسان ہوا کہ
آپ نے مجھے دے ڈالا لیکن جلد ایسی تدبیر کیجیے کہ صاحبقران کے جسم سے زہر نکل جاوے اور مریض غریب الوطن ہی

مرض مہلک سے شفا پاوے حکیم اقلیمون نے امیر کو دیکھ کر کہا کہ اس زمانہ میں اسکا علاج نوشیرواں کے سوائے
روئے زمین پر نہیں ہے تمام عالم میں سوائے اس خاندان کے بالیقین نہیں ہے عمرو نے کہا کہ حضرت وہ ایسی چیز کیا ہے
کہ اسمیں خواص عنقا کا ہے اقلیمون نے کہا کہ شاہ مہرہ نام اسکا ہے کیانیوں کی پشتہا پشت سے چلا آتا ہے بغیر اسکے
امیر کو شفا نہیں ہوگی زہر رگ رگ میں سمایا ہے اس زہر ہلاہل کا اثر ہر جزو بدن میں در آیا ہے عمرو نے کہا کہ حضرت
یہ وہی مثل ہے کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود اسقدر آمد و رفت کے عرصہ تک حمزہ کاہیکو جیتا بچیگا اسوقت
تک کسطرح دم سلامت رہیگا اقلیمون نے کہا انتہی نفس الامر میں امیر کو صحت ہونا دشوار ہے بہت بڑا آزار ہے عمرو روتا
پیٹتا سر پر خاک اڑاتا قلعے کے دروازہ پر آیا وہاں مقبل کھڑا ہوا تھا کہنے لگا کہ خواجہ کہو حکیم نے کیا علاج تجویز کیا عمرو
نے کہا کیا کروں اس محنت سے تو حکیم کو لایا اور اس کمبخت کو بیمار تک پہونچایا اب وہ کہتا ہے کہ اسکا علاج بجز شاہ مہرہ کے
دنیا میں نہیں ہے اور شاہ مہرہ سوائے نوشیرواں کے پاس کے جہان کے بازار خانوں میں نہ نکلے گا اور زمین میں اسکا
پتہ ملیگا مقبل سنکر چپ ہو رہا عمرو دو چار قدم آگے بڑھا مقبل نے پیچھے سے پکارا کہ اے خواجہ اگر مدائن جاؤ تو
نوشیرواں کے در دولت پر ایک بڑھیا رہتی ہے اس سے میرا سلام کہدینا عمرو نے گھبرانا ہو کے پلٹ کر ایک عصا
مقبل کے سر پر اسزور سے مارا کہ مقبل خون میں تر بتر ہو گیا چکر کھا کر زمین پر آیا اسوقت مقبل آواز نرم بولا کہ خواجہ
خفا کیوں ہوتے ہو شاہ مہرہ یہیں موجود ہے تب تو اور بھی عمرو ناخوش ہو کر مقبل کو سخت سست کہنے لگا کہ میرا راستہ
کھوٹا کرتا ہے تجھے اس دیر لگانے میں کیا مقصود ہے مقبل نے کہا عمرو بسر حمزہ شاہ مہرہ یہیں ملجائیگا مجھ سے لیجیے کوئی دم
میں ہاتھ آئیگا بزرجمہر نے میرے روبرو امیر کے پہلو میں رکھکر ٹانکے لگا دیے ہیں اور اسکے خواص بھی امیر کو بتا دیے ہیں عمرو نے
مقبل کو چھاتی سے لگایا اور حمزہ کے پاس پہونچا اقلیمون نے کہا کہ خواجہ ابھی یہیں ہو میں جانتا تھا کہ مدائن
پہنچے ہوگے شاہ مہرہ کہیں سے بہم پہونچا کر لاتے ہوگے عمرو بولا کہ حضرت میں گیا بھی اور پہونچا بھی اور پھر آ بھی گیا اقلیمون
نے کہا تم سے کچھ دور بھی نہیں ہے لاؤ لائے ہو تو دو عمرو نے کہا کہ امیر کے پہلو میں ہے [illegible] شاہ مہرہ [illegible] اقلیمون
نے امیر کے جسم کو دیکھا تو واقعی نیلا کانچ کے مانند ہو گیا ہے مگر جس جگہ شاہ مہرہ تھا اسقدر جگہ کا رنگ اصلی ہے زہر کا اثر مطلق
نہیں ہوا ہے اقلیمون نے کہا کہ اگرچہ امیر کا رنگ نیلگوں ہے لیکن شاہ مہرہ امیر کے پہلو میں نہ ہوتا تو کب کے امیر مر گئے
ہوتے یہ زہر کب کا جان کھوتا کئی سو من دودھ منگا کر کڑھاؤ میں رکھا اور استرے سے امیر کے پہلو کو چیر کر شاہ مہرہ نکالا
اور ریشم میں باندھ کر امیر کے حلق میں ڈالکر پیٹ تک اتارا اور کئی لمحے کے بعد نکالکر دودھ کے کڑھاؤ میں اسکو غوطہ دیا
دودھ کا رنگ نیلکاری ہو گیا اسکے بعد دودھ کا رنگ بدلنا شروع ہوا اسطرح چندبار مہرے کو پانچ پانچ چھ چھ منٹ امیر کے
پیٹ میں رکھکر دودھ میں ڈالا جب دودھ نے رنگت بدلا اور رنگ نے تغیر نہ پایا اور بدنکی رنگت بدل چلی اور امیر کو
چھینک آئی اقلیمون نے چند چادریں کتاں کی امیر کو اڑھوائیں اور تدبیر ہوش میں لانیکی شروع کی اور لوگوں سے کہا

کہ خبردار کوئی شخص امیر کے روبرو زہر کا ذکر نہ کرے اس کیفیت کا نام بھی ہونٹوں پہ نہ آئے دو ساعت کے بعد اس قدر عرق امیر
کے بدن سے نکلا کہ تمام بچھونا پسینے میں تر بتر ہو گیا۔ دوسرے دن جب امیر کو گونہ ہوش آیا کھانا طلب فرمایا اقلیموں
نے شوربا تیتر کا پکوایا اور امیر کو پلایا جب کچھ حواس درست ہوئے اور امیر تکیہ سے لگ کر بیٹھے پوچھا کہ مقبل لندھور کہاں
ہے اور حسن کے کیا سامان ہیں عمرو نے جھٹ پٹ لندھور کو ہوش میں لا کر امیر کے پاس پہنچایا اور لندھور نے امیر سے
میں من وعن حال بیان کر کے تمام عرض کیا کہ سنایا کہ آپ کے پھر جانے کے گمان سے مجھ سے یہ قصور ہوا ہے امیر سے اسکا تدارک کیجئے
اب تو جو کچھ ہونا تھا سو ہو چکا ہر گاہ لندھور و امرائے عالی وقار امیر کے پاس حاضر ہوئے ہر ایک نے زر و جواہر امیر پر سے نثار
کیا اور فقراء و مساکین کو صدقات و خیرات سے مالا مال کر دیا امیر نے حکیم **اقلیموں** کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہیں او
کہاں سے آئے ہیں کسی کے سفیر ہیں یا سوداگر ہیں کچھ اسباب تجارت لائے ہیں **عادی** کے منہ سے بیساختہ نکل گیا
کہ وہ جو خواصیں شیشہ ہائے شراب انگوری لیکر **ملکہ مہرنگار** کیطرف سے آئی تھیں حضور کے نصیب عدا جان لینے کو وہ زہر
ہلاہل ملا کر لائی تھیں وہ مرسلہ **گستہم** کی تھیں حضور نے جو ایک شیشہ شراب کا پیا اسمیں زہر ہلاہل مخلوط تھا اُسنے تمام بدنمیں
سرایت کی حضور کے دشمنوں کو **صابر و صبور شہپال** کے بیٹے اپنے قلعہ میں اُٹھا لائے اور آپکی تیمارداری میں مصروف تھے
اور ہم لوگوں سے بکمال عنایت و مہربانی پیش آئے اور **عمرو** کو بھیجکر جزیرۂ ناروں سے حکیم صاحب کو بلوایا کہ حضور کا علاج کریں
خداوند قدیر نے آپکو اس مرض مہلک سے بچایا اور گستہم قلعہ کو گھیرے پڑا ہے دربرابر لڑ رہا ہے یہ کلمہ سنتے ہی لندھور کے
تلووں سے آگ لگی سر سے چل نکلی بولا کہ ابھی اس خیرہ سر کو جہنم بھیجتا ہوں ابھی تو میں اسکا ملک الموت موجود بیٹھا ہوں اس مردود
کو ایک ہی ضرب میں دفع کر دونگا امیر نے منع کیا کہا آپ صبر کیجئے میں سمجھ لونگا اسمیں خبر پہونچی کہ **شہپال** بھی گستہم کا معین
و مددگار ہے قلعہ پر چڑھنے کا قصد کیا تھا **صابر** نے اسکے غضب کبریت قارورۂ آتش بار کر کے غار سقر میں اسکو بھیجا گستہم نے
یہ ماجرا دیکھ کر قلعہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہے تھوڑی دیر میں خندق کو ڈھا کر کے برجوں میں آیا چاہتا ہے امیر نے **عمرو** سے فرمایا کہ تم
جاؤ اور گستہم کو میری طرف سے کہدو کہ میں **نوشیرواں** کے لحاظ سے طرح دیتا ہوں ابھی تک چپ چاپ بیٹھا ہوں مگر تیرے کچھ
خیال میں نہیں آتا ہے اپنی شرارت سے باز نہ آ کر فساد برپا کر رہا ہے جا یہاں سے اپنا منہ کالا کر نہیں تو اپنا کیا پائیگا قرار واقعی بعد
ساعتے سزا پائیگا **عمرو** نے **امیر** کا پیغام **گستہم** سے جا کر کہا اُس ناپاک دنی صورت نے ہنسکر جواب دیا کہ او ساربان زادے
تو مجھ سے عیاری کرتا ہے **حمزہ** کو مرے ہوئے مدت ہوئی حمزہ کا نشان بھی باقی نہیں رہا ہے مُردوں کو جلایا ہے جسکی طرف سے
پیغام لایا ہے **عمرو** نے جھنجھلا کر کہا کہ او گردن زدنی و در شریر تو **صاحبقران** کی شان میں ایسی فال بد منہ سے نکالتا ہے
موت کے دن تیرے قریب آ گئے ہیں جو ایسا بیہودہ بک رہا ہے کیا کروں امیر کا حکم نہیں ہے نہیں تو سنگ فلاخن سے تیرے دانت
توڑ کر حلق میں ڈالدیے ہوتے بڑھ بڑھ کے جو باتیں کرتا ہے اور دعویٰ کر رہا ہے سب حوصلے تیرے نکالدیے ہوتے **گستہم**
بولا کہ اچھا **حمزہ** زندہ ہے تو جا کر دریافت کر کہ میرے کس راز سے واقف و آگاہ ہے **عمرو** اگر تو جواب صحیح لایا تو خیر ورنہ تو

یہ فقرہ مجھ سے کہ آپ کا خیرخواہ ہے تعجب ہو امیر کے پاس آیا اور جو گستہم نے کہا تھا لفظ بلفظ کہہ سنایا اور کہا کہ اے صاحبقران
تعجب ہے تم گستہم سے نابکار سے کہ جس نے تمہارے مار ڈالنے میں مطلق کوتاہی نہ کی تھی راز و نیاز رکھتے ہو اور اس بد ذات
کے فساد ذات و شرارتوں پر کہ اسکی نہ بات کلتی ہیں خمیر ہے بھولے ہو پہلی آفت تو بہرام کے سر پر سے ٹلی اور اب جو زہر دلوایا
خدا ہی بچانے والا تھا یہ تو اگر بہ سبب کہ آپ شاہ مہرہ پہلو میں رکھدیا تھا نہیں تو زندگی کی کون صورت تھی امیر نے اس کے
جواب میں یہ حال کہکر عمرو سے کہا بس یہی راز ہے تو جا کر اسکو جتا دیکھ کیا کہتا ہے اب دیکھ اسے منظور کیا ہے عمرو نے
گستہم سے آکر کہا کہ امیر نے فرمایا ہے کہ اوگو میں بغلگیر ہوتے ہیں تین دفعہ تو نے یاد مارا تھا جب ضرب کھائیگا تو
بے آگ دیگا گستہم نے اس راز کے سنتے ہی جانا کہ حمزہ زندہ و سلامت ہے، دیکھیے اب کیا آفت آوے یہاں سے
چپکے جانا قرین مصلحت ہے اُسیدم سندھ کی طرف مفرور ہوا اور وہاں جا کر اس مفتری نے عجیب طرح کا فتنہ برپا کیا آدمی
مرے ہوؤں کے سر منگوا کر نوشیرواں کے پاس بھیجے اور اپنے ایلچی اُن سروں کے ساتھ روانہ کیے اور رقعہ میں لکھا کہ
لندھور نے سردیان حمزہ کو مارا اور میں نے آپ کے اقبال سے لندھور کو قتل کیا چنانچہ اُن دونوں کے سر حضور
میں بھیجے ہیں بڑے بڑے معرکے درمیان میں ہوئے ہیں اور ایک خط بختک کو مفصل لکھا اور اُسمیں یہ پیچ کیا
کہ میں نے برعکس بادشاہ کی عرضی میں اسواسطے لکھا ہے کہ نوشیرواں مہرنگار کی شادی کسی سے کر دیوے اور وہ
معشوقہ دلنواز امیر کے ہاتھ نہ لگے والاصل یہ ہے حمزہ نے لندھور کو زیر کیا لندھور بدل و جان اُسکا مطیع و
فرمانبردار ہوا امیر کی اطاعت قبول کی اور گردن نیاز امیر کے روبرو جھکا دی مجھ سے سوائے حمزہ کے زہر دلوانیکے
کچھ نہ بن پڑی اور کوئی تدبیر مجھ سے نہ ہو سکی سو حمزہ بڑا سخت جان بلانوش ہے کہ زہر سے بھی اُسکا کچھ نہ بگڑا مطلق بال بیکا نہ ہوا
مجبور میں وہاں سے بھاگ کر سندھ میں آیا اپنی جان وہاں سے بچا لایا لہذا مکرر لکھتا ہوں کہ بادشاہ کو ورغلا کے مہرنگار کی
شادی کسی سے کروا دینا اور اس مشورہ میں اور لوگوں کو بھی اپنا شریک کر لینا کہ حمزہ سنکر کوفت اُٹھا اُٹھا کے مر جائے حریف کے
مارنے سے کام ہے کسی طرح سے جان گنوائے جسوقت وہ سر اور عرضی گستہم کی نوشیرواں کے ملاحظہ میں گزری آبدیدہ ہو کر
بزرجمہر سے کہا کہ حیف حمزہ کی جوانی میں جانتا ہوں کہ اگر ہزار سال چرخ چرخ کھائیگا تو بھی ایسا جوان پیدا کرکے نہ
دکھلائیگا بزرجمہر نے کہا میں کچھ کہہ نہیں سکتا زائچہ سے تو حمزہ کی سلامتی معلوم ہوتی ہے مگر ہاں تکلیف بدنی البتہ ثابت
اور مفہوم ہوتی ہے آیندہ العلم عند اللہ

روانہ ہونا امیر کا بعد فتح و نصرت مع لندھور مدائن کیطرف باشان و شوکت

ہمند خامہ کی عطف عنانی سے طے مسافت بیان سفر میں ممیز قلم کی یوں گرم جولانی ہے کہ امیر کو ...
دلنواز کی یاد میں طبیعت گھبرائی لندھور سے فرمایا کہ اب جی چاہتا ہے کہ مدائن کو چلیں خسرو نے کہا کہ جیسی حضور کی مرضی

بہت مدت سفر میں گذری اگر بادشاہ کی ملازمت کا قصد ہو بسم اللہ قصد فرمائیے مگر ہندوستان میں سکہ اپنا جاری
فرما کر کسی کو نیابتہً اپنی طرف سے چھوڑ جائیے امیر نے کہا کہ اے ملک لندھور تمہارا ملک تم کو مبارک رہے میں فقط تمہاری
محبت کا بھوکا ہوں اور باختہ تمہاری لیاقت و اہلیت و مہمان نوازی کا ہوں خسرو نے جمشید اپنے برادر عم زاد کو اپنا
نائب کیا اور آپ مع سپاہ صاحبقران کے ہمراہ رکاب ہوا عادی نے کہ پیش خیمہ لیکر ایک دن پہلے روانہ ہوا تھا لب دریا
ایک سبزہ زار دیکھا بارگاہ دانیالی کو برپا کیا امیر مع خسرو و لشکر اپنے شوکت شاہی سے چلے اور بارگاہ میں داخل ہوئے
صبح کو پھر وہاں سے کوچ کیا اور اسیطرح روز لشکر کا کوچ اور مقام ہونے لگا ہر چند امیر میں اس ہجر کے صدمے سے بجز
پوست استخوان کچھ باقی نہ رہا تھا مگر مہرنگار کے اشتیاق میں منزلیں طے کرتے چلے جاتے تھے یہ دیوانہ ذوق شوق کا تھا
اب بختک کی کارسازی سنیے کہ گستہم کا خط پڑھ کے تدبیر میں مصروف ہوا کہ اسکے دلمیں خیال گذرا کہ خواجہ زادہ
زوبین اولاد بن مرزبان کو کہ نسل میں کیکاؤس کے ہے مہرنگار کی درخواست کیلیے ابھارا چاہیے اور کسیطرح
جلد اُسے بلوایا چاہیے جھٹ پٹ ایک خط اس مضمون کا اولاد بن مرزبان کو لکھا کہ ملکہ مہرنگار دختر شاہنشاہ ہفت
اقلیم اب حد بلوغ کو پہونچی حمزہ نامی عرب نے اُسکی خواستگاری کی تھی بادشاہ نے غیر کفو جانکر قبول نہ کیا اور اسکو ہندوستان
میں ملک لندھور کی مہم پر بھیجدیا اور وہ سنتے ہیں کہ لندھور کے ہاتھ سے مارا گیا الٰہی ملک علیم ہو اب میری صلاح
خیرخواہانہ یہ ہے کہ آپ بہت جلد اسطرف کا ارادہ فرمائیے۔ جسطرح ممکن ہو بعجلت تمام تر اپنے آپکو مدائن میں پہونچایئے میں
تقریب کر کے آپکی شادی مہرنگار سے کرادوں نوشیرواں کا فرزند آپ کو بنادوں اولاد بن مرزبان خط کے دیکھتے ہی خوشی
سے باغ باغ ہو گیا تیس ہزار سوار ہمراہ لیکر زابل سے روانہ ہوا چند روز کے عرصے میں مدائن پہونچا بختک نے خبر پا کے
اسکا اہتمام کرنا شروع کیا خلوت میں بادشاہ سے عرض کی کہ اولاد بن مرزبان کیکاؤسی حضور کی ملازمت کیلیے زابل
سے آیا ہے پیشوائی اُسکی ضرور ہے کہ وہ بھی ایک بزرگزادہ خاندان عالی کا ہے چند سرداروں کو حکم ہو کہ پیشوائی کر کے
طلشاد کام پر اسکو اُتاریں وہ اسکی مہمانداری اور رسد رسانی میں مصروف ہیں چنانچہ بموجب حکم شاہی اسکو اُتارا
اور بخوبی انتظام رسد رسانی وغیرہ وقوع میں آیا دوسرے دن بختک نے اسکی ملازمت کروائی اور خلعت دلوایا کئی
دن کے بعد قابو وقت پا کر خلوت میں بادشاہ سے عرض کی کہ حمزہ تو مارا گیا نامراد اس عالم سے روانہ ہوا ملکہ مہرنگار
کی شادی کی فکر ضرور ہے کہ بلوغ کو پہونچ چکی چشم بد دور ہوشیار اور قابل مراد ہوئی اور گستہم کے ساتھ جو حضور نے
تجویز کیا تھا وہ بوڑھا ہے اور عمر سے اُتر گیا ہے اور ظاہر ہے کہ جوان اور کمسن عورت کا بیٹھنا بوڑھے اور سن رسیدہ
مرد کے پہلو میں غضب کا سامنا ہے مگر کسی ایسے شخص سے کہ عزت اور حسن جوانی رکھتا ہو لیاقت ذاتی اور شرافت خاندانی
رکھتا ہو شادی کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے اس کار خیر میں جسقدر عجلت ہو سکے مقتضائے وقت ہے کہ زمانہ بُرا ہے
نوشیرواں نے کہا کہ تمہیں کسی کو تجویز کرو اس واسطے فرض کی کوئی صورت نکالو بختک نے عرض کی کہ میرے نزدیک تو

اولادبن مرزبان سے کرکیا ڈسی ہے اور صورت و سیرت بھی اسکی اچھی معلوم ہوتی ہے اور بہتر کوئی نظر نہیں آتا ہے
آیندہ حضرت کی رائے اور مشورہ جناب ملکہ معظمہ کا ہے بادشاہ نے یہ بات بہت پسند کی اور ملکہ مہرانگیز کو اطلاع دی
چونکہ اُس روز تک امیر کا مرنا مشکوے شاہی میں کسی کو معلوم نہ تھا ملکہ مہرانگیز کو یہ خبر سنکر نہایت رنج و ملال ہوا سب پر
قدغن کیا کوئی امیر کے مرنیکی خبر مہرنگار کے کانوں تک پہونچانے اور اُسکے روبرو مطلق اسکا تذکرہ نہ آنے پاوے
لیکن کسی نے ملکہ کو خبر پہونچادی اُسکو یہ سنانی سنادی ملکہ نے اپنا حال ایسا پریشان کیا کہ دیکھنے والے حیران ہوگئے
اسکی کیفیت وحشت اور ملال دیکھ کر سب پریشان ہوگئے ملکہ مہرانگیز نے اگرچہ بہت سا سمجھایا مگر اُسنے کچھ نہ سُنا

مہرنگار کا خبر رحلت امیر حمزہ کی سننا اور مغموم ہوکر بال سر کے نوچنا

ملکہ مہرانگیز مجبور ہوئی بادشاہ کو خبر دی نوشیرواں نے بزرجمہر سے کہا کہ تم جاؤ مہرنگار کو سمجھا کر اولادبن مرزبان
کے ساتھ شادی کرنے پر راضی کرو بزرجمہر محل میں گئے اور ملکہ مہرنگار کو علیحدہ کرکے کہنے لگے کہ ملکہ امیر کی سب
طرح سے خیریت ہے اور خدا کے فضل سے صحیح و سلامت ہے یہ لوگوں نے واہی تباہی اُسکے دشمنوں کی نسبت اجو خبر اُڑائی ہے
محض غلط ہے فقط اس خیال سے کہ امیر کا گذر اس سلطنت میں نہ ہونے پائے یہ داستان بنائی ہے ہاں امیر کو گستہم نے
زہر دلوایا تھا اُس سے تکلیف بہت ہوئی آپ دیکھ لیجیے گا کہ آج کے چالیسویں دن امیر سے اور آپ سے بخوبی ملاقات ہوگی
میرے نزدیک مناسب ہے کہ مصلحتاً اولادبن مرزبان کو قبول کیجیے کہ بادشاہ کی اسمیں خوشی ہے لیکن یہ اقرار کر لیجیے
کہ اولاد چالیس روز آپ کے سامنے نہ آئے اور سرا دقات عصمت میں بار نپاوے مہرنگار نے بزرجمہر کے کہنے
سے منظور کیا بزرجمہر نے بادشاہ کو مبارکباد دیکے مہرنگار کا پیغام دیا نوشیرواں نے دوسرے دن سردربار
اولادبن مرزبان کو خلعت دامادی پہنا کر فرمایا کہ چالیس دن کے بعد عقد کیا جاویگا بختک نے اولادبن مرزبان
سے کہا کہ یہ مہلت بڑی ہے اور اُسکے آنیکی بھی خبر اس طرف سنی گئی ہے کیونکہ حمزہ زندہ ہے اگر اس عرصہ میں آپہونچا

تو سارا منصوبہ بیکار ہو جائیگا آپ ایک کام کریں کہ کل اُٹھتے ہی بادشاہ سے عرض کیجیے کہ غلام چاہتا ہے کہ یہ شادی
جا کر کرے وہاں پہونچتے پہونچتے چالیس دن بھی گذر جائینگے اور میرے حضور اقدس بھی وہاں سب
شریک ہو جائینگے اور اس شادی سے مسرت حاصل فرمائینگے اور یہی آپکے سخن کی اعانت کریگا اور بادشاہ کو راضی
کر دیگا اولاد اس منصوبے سے بہت خوش ہوا خط مسرت سے رنگ چہرے کا سُرخ ہو گیا اور عند الملاقات نوشیرواں
سے التماس کیا بختک نے بھی اُسکے سخن کی تائید کی اور اپنی طرف سے بھی اشتعالک دی بادشاہ نے منظور کیا اور جہیز وغیرہ کی
تیاری کا حکم دیا بختک سے فرمایا کہ مہر نگار کی رخصت کا انتظام تمہاری رائے پر ہے اب کار خیر سے فراغت ہی کرنا بہتر ہے
بختک نے ایک کی جگہ سو خرچ کرکے کئی دن میں تمام سامان جہیز و سفر کا مہیا کر دیا بادشاہ نے مہر نگار کو بڑی دھوم دھام
سے رخصت کیا اور ایک منزل تک مع ملکہ مہر انگیز آپ بھی وارکان دولت ہمراہ چلے اولاد ملکہ کو
لیے کوچ بکوچ منزل بمنزل خوش خوش چلا جاتا تھا مگر خیمہ اُسکا ملکہ کے حکم سے تین فرسخ کے فاصلے پر استادہ کیا جاتا تھا بارہ
ہزار غلام حبشی و ترکی ملکہ کے خیمے کے گرد رہتے تھے پرندے کا مقدور نہ تھا کہ اُڑکر ملکہ کے اُردو میں جا سکے ہر گاہ انتالیس
دن گذر گئے وہ سمجھا کہ وصل کے ایام سر پر پہونچے اولاد نے ایک دن پر فضا پر کہ ہوا وہاں کی غنچۂ دلکو کھلاتی تھی و سبزی وہاں کی
آنکھوں میں کھبی جاتی تھی خیمہ استادہ کرنیکا حکم دیا اور فرمایا کہ کل ہمارا یہاں مقام ہے ملکہ کا وعدہ تمام ہوگا اسی مقام پر دل کھول کر
جشن کرینگے عیش و عشرت کی داد دینگے مہر نگار نے اپنے دل میں ٹھان رکھی تھی کہ جسوقت اولاد خیمے میں قدم رکھے اُسیدم اپنا جوہر دکھاوے اپنے تئیں ہلاک کرے

گرفتار ہونا اولاد بن مرزبان کا اور جانا اسکا قید ہو کر امیر کے حکم سے بہزار حسرت و یاس نوشیرواں عادل کے پاس

اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار + نہ ہو اس سے یوں امیدوار + جامع المتفرقین کی قدرت کا تماشا دیکھنا ہے جنگل میں نیا گل
کھلا بلبل خامہ یوں چہکتا ہے کہ خدا کی قدرت سے صاحبقراں بھی اُسی دن وہاں پہونچے اور اس کوہ کے دامن میں خیمہ زن ہوئے
اور فرمایا کہ یہاں کی ہوا سے کچھ دلکو دم بدم تقویت حاصل ہوتی ہے اور یہاں کی بود و باش پر طبیعت مائل ہوتی ہے ایک ہفتہ یہی
جا پر مقام رہے اور اسی جگہ چندے قیام رہے سبھوں نے التماس کیا کہ بہت بہتر ہے جو حکم حضور کا حکیم اقلیمون نے عمرو
سے کہا کہ یہ چراگاہ ہے اسدم سامان شکار لیجاؤ اور ایک ہرن تم شکار کر لاؤ اسکے کباب کی بو امیر کو سنگھا دیں خدا کے
فضل سے دمبدم امیر کو قوت ہوگی بعد اُسکے ہم تم مل کے کھا دیں عمرو حکم ہوتے ہی گوپھن لیکر وہاں سے ہرن لینے چلا
میں ایک گلہ ہرن کا دیکھ کر چوکڑیاں بھرنے لگا ہرنوں نے کنوتیاں بدلکر چراگاہ سے رم کی ایک جانب کی راہ لی عمرو بھی
ایک ہرن کے ساتھ پھلانگتا ہوا آگوش بگوش چلا پہاڑ کے متصل قابو پاکر حلقہ کمند کا اس چالاکی سے ہرن کی سینگوں پر ڈالا
کہ وہ دام اجل میں پھنسکر اپنی چوکڑی بھول گیا عمرو نے اُسکے چاروں پاؤں باندھ کر ایک پتھر کے نیچے راہ سے الگ مستحکم
دبا دیا اور آپ بالائے کوہ سیر دیکھنے کیواسطے جا بیٹھا دیکھے تو ایک خیمہ لب چشمہ تنا ہے اور گرد اُسکا اردوے شاہانہ

بیٹھا رہتا ہے اور دو شخص لب نہر سونے چاندی کا چلمچی آفتابہ ہاتھوں میں لیے ہوئے کھڑے ہیں کسی کے حکم کا انتظار کرتے ہیں
عمرو ایک ہاتھ کو جھلاتا پاؤں سے لنگڑاتا اُنکے پاس جاکر کھڑا ہوا اور بکمال لجاجت و نرمی اُنسے پوچھا کیوں حضرت
یہ اُردو کسکا ہے اور آپ کون ہیں اور آپ کو کیا کام سپرد کیا ہے وہ بولا کہ اُردو ملکہ مہر نگار دختر شاہنشاہ ہفت
اقلیم کا ہے اور ہم اُسکے غلام ہیں اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کام ہمارا ہے پہلے حمزہ نامے ایک عرب کے ساتھ
ملکہ نامزد ہوئی تھی سو وہ ہندوستان میں لندھور کے ہاتھ سے مارا گیا نامراد اس جہان فانی سے وہ بیچارہ گیا
ہر چند ملکہ نے بہت اپنا حال تباہ کیا اور بادشاہ بھی بہت مغموم ہوا لیکن قضا سے چارا کیا ہے بختک قرمساق
نے بادشاہ کو سمجھا بجھاکر ملکہ کو اولاد بن مرزبان کیکاؤسی کے حوالے کروا دیا ہے اور وہ شادی کرنے کیواسطے
اپنے ہمراہ زابل کیطرف ملکہ کو لیچلا ہے ملکہ صاحبہ نے بزرجمہر سے سنا تھا کہ آج کے چالیسویں دن اثنائے راہ میں
صاحبقراں کو تم پاؤگی اس محرومی درد فراق کے دیدار سے فرحت اُٹھاؤگی اسواسطے چالیس دن کا عہدنامہ اُسنے
لیا تھا کہ تا مدت معہودہ خیمہ گاہ کے گرد نہ پھٹکنے پاوے سو آج چالیسواں دن ہے اگر شام تک بھی صاحبقراں پہنچے
تو ملکہ کی زندگی ہوتی ہے نہیں تو جسوقت ولاد خیمے کے دروازے پر پہونچیگا ملکہ زہر ہلاہل کی پڑیا پھانک جائیگی کہ
ہاتھ میں لیے ہوئے بیٹھی ہے حیف ملکہ کی جوانی کہ اُسنے ابھی کچھ نہیں دیکھا ہے مفت خون ناحق ہوتا ہے عمرو نے کہا کہ
بابا خدا کو یاد کرو عجب کیا ہے اگر صاحبقراں آج ہی آ پہونچے بہرحال خدا ملکہ کے دلکی مراد حاصل کرے فقیر کا اسوقت
تم سے سوال اتنا ہے کہ میرا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں شل ہو کر رہگیا ہے حکیم نے بتایا تھا کہ سونے روپے کی چلمچی آفتابے سے ہاتھ
پاؤں دھوویگا تو تیرا ہاتھ پاؤں اچھا ہو جاویگا مجھ کو تو کہاں میسر تھا کہ یہ علاج کرتا مگر معلوم ہوا کہ کوئی دن زندگی باقی
ہے کہ تم سے اہل لوگوں کے ہاتھوں میں چلمچی آفتابہ اسوقت نظر پڑا اپنی زندگی کا کچھ سہارا ہوا بات کی بات کیواسطے اگر عنایت فرماتے
تو آپکے روبرو اس ندی سے پانی بھر کر ہاتھ پاؤں دھولوں نہیں تو پھر کہاں ایسا موقع ملیگا کون مجھے ایسی قیمتی چیز
دیگا اُن دونوں شخصوں نے ترس کھاکر مشورہ کیا کہ ایک فقیر کا کام نکلتا ہے اور ہمارا اسمیں نقصان کیا ہے کہیں لیکر
اس لشکر سے بھاگ نہیں سکتا ابھی ہمکو پھیر دیگا یہ سمجھ کر چلمچی آفتابہ عمرو کے حوالہ کیا عمرو نے سلام کرکے لیا اور نہر
سے پانی بھرکے ہاتھ پاؤں کو غسل دیا اور اپنے قابو میں رکھا اُن لوگوں نے کہا کہ لاؤ بھائی تمھارا کام
تو نکلگیا اب چلمچی آفتابہ ہمارے حوالہ کرو ہماری مالیت ہیں دیدو عمرو ایک پھلانگ مارکے اُن سے جدا ہو کر
بولا کہ میں ایسا بیوقوف نہیں ہوں کہ میں لیکر اُلٹ پلٹ کر دوں اور اپنی دوا تم کو دیدوں فرض کیا کہ اسوقت میں اچھا
ہوا اگر پھر اس مرض نے اعادہ کیا تو میں تم کو کہاں پاؤنگا اور یہ چلمچی آفتابہ کس سے مانگتا پھرونگا یہ کہکر اولاد کے اُردو
کیطرف چلتا ہوا اُن دونوں نے بھی اُسکا پیچھا کیا عمرو انکو بھلا کہاں ملتا تھا ہوا ہو گیا کہیں کا کہیں پہونچا اور اولاد
کے اُردو میں جا گھسا چادر عیاری بچھاکر تختی پانسے ہاتھ میں لے رمال کی صورت بنکر بیٹھا اُن دونوں شخصوں نے

اُسکے گرد کثرت دیکھکر اپنے دلمیں کہا کہ اس سے قرعہ پھنکوائیے رمل دکھوائیے اور چوکڑ کا ٹھکانا لگائیے پاس جاکر کھڑے ہوئے اور اُسکی کیفیت دیکھنے لگے دیکھا جو کوئی اُس سے سوال کرتا ہے وہ اُسکے دل کا راز بیان کرتا ہے یہ بڑا کمال کرتا ہے یہ بھی جاکر بیٹھ گئے اپنا احوال اُس سے پوچھنے لگے اُس نے کہا کہ تمھارے کوئی ظرف جاتے رہے ہیں اور وہ دو عدد چاندی اور سونے کے ہیں یہ سخن سُنکر کمال معتقد ہوئے اور آپسمیں مشورہ کرنے لگے بعد مشورے کے ایک تو عمرو کے پاس بیٹھا رہا دوسرے نے ملکہ کے در دولت پر جاکر عرض کر بھیجا کہ غلام کچھ عرض کیا چاہتا ہے بہت ضروری التماس کرتا ہے ملکہ تو شام کا انتظار کر رہی تھی کہ آفتاب غروب ہوئے تو زہر کھاؤں قید حیات سے رہائی پاؤں غلام کی استدعا سنکر فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی کہ شاید کوئی مژدہ سُنائے اُس یوسف گم گشتہ کے قافلے کی خبر لاوے پردے سے لگ کر پوچھا کہ کیا کہتا ہے کوئی خبر اچھی لایا ہے اُس نے پہلے تو کیفیت چلمچی آفتابہ کے گم ہونیکی کہی بعد اسکے رمال کی حقیقت بیان کی ملکہ ازبسکہ عاقلہ تھی دلمیں سوچی کہ یہ جرأت سوائے عمرو کے کسی نے نہائی کہ میرے اُردو کے متصل اس چالاکی سے میرا مال دست برد کر کے لیلے اور رہزار دل آئے دیونکی آنکھوں میں خاک ڈالکر صاف چلدے اور تعجب نہیں کہ وہاں جاکر رمال بھی بنا ہو یہ بھی شعبدہ کیا ہو فی الفور پیادل پر پیادل بھیجکر عمرو کو بلایا اور گوشہ کر کے چلمن کے متصل بٹھاکر فرمایا کہ اے رمال میرے دل کا تو حال کہہ کیفیت جگر پر ملال کہہ عمرو نے کہا کہ حضرت میں بغیر منھ دیکھے کسی کا حال نہیں کہتا ہوں در پردہ کسی کا حال احوال کہنا نہیں سیکھا ہوں ملکہ نے تجویز کیا کہ آخر تو آج مرنا ہے اگر یہ مرد دیکھے گا تو کیا ہوگا کس پر ہمارا راز افشا ہوگا چلمن اُٹھادی اور اپنی صورت دکھادی عمرو نے پانسے مہرنگار کے ہاتھ میں دیکر کہا کہ آپ پانسوں کو اپنے ہاتھ میں لیں اور ان شکلوں پر پھینکیں میں شکلوں کو دیکھ کر آپکے دل کا راز بیان کرونگا اور زائچہ کھینچکر حکم لگادونگا ملکہ نے جو پانسونکے خط و خال کو دیکھا تو رمال کے پانسے نہ پائے اور ہی کچھ واہی تباہی پانسے نظر آئے کیونکہ ملکہ بھی تو رمل میں بزرجمہر کی شاگرد تھی مگر دم کو دے رہی کہ دیکھیں کیا کہتا ہے اسکا حکم کیسا ہے پانسونکو جو پھینکا عمرو نے ابتداء عاشقی سے لیکر اُس روز تک کا حال کہدیا کہ آج آپکو حمزہ کی خبر ملیگی خوشی کی خبر سنائی دیگی مہرنگار نے عقلیہ دریافت کیا کہ یہ عمرو ہے وہی عیار اور شعبدہ باز مقرر ہے ہاتھ بڑھاکر اُسکی علی داڑھی کو جو کھینچا داڑھی الگ ہوگئی عمرو کی وہ صورت دکھائی دی ملکہ بے اختیار عمرو کے گلے سے لپٹ گئی زار زار رو کر پوچھنے لگی کہ سچ کہہ امیر کہاں ہیں کس کارواں میں وہ یوسف کنعان ہیں عمرو نے کہا کہ امیر آج صبح سے اسی پہاڑ کے نیچے خیمہ زن ہیں خدا کے فضل سے صحیح و سلامت ہیں مگر آپکے فراق میں مبتلائے رنج و محن ہیں ملکہ تو گویا پھولوں نہ سمائی چاہتی تھی کہ امیر کا حال پوچھے اور اپنی بپتی کہے کہ آدمی پر آدمی ڈیوڑھی پر گیا کہ رمال کو شادی کی ساعت دیکھنے کے واسطے اولاد نے طلب کیا ہے سب سامان وغیرہ شادی کا جمع ہے فقط اسی رمال کا انتظار کر رہا ہے عمرو نے کہا کہ اب حضور بے فکر چھپے چلمن سے بسر کریں دیکھیے تو اس شادی کے لیے کیسا اولاد کو مغموم کرتا ہوں اُن ذات شریف کیساتھ کیا کر گذرتا ہوں

آنا عمرو کا بہ شکل رمال ملکہ کے پاس اور ظاہر ہونا اُسکا داڑھی کے اکھیڑنے سے

یہ کہکر رخصت ہوا ملکہ نے خلعت رخصت مع بدرہ زر عمرو کو دیا عمرو وہاں سے چلا اور اولاد کے پاس پہونچا دیکھا کہ ایک گبر بچہ جواہر میں غرق ایک کرسی مرصع پر بیٹھا ہوا ہے اور سامان رسوم شادی کا گرد اُسکے رکھا ہے اولاد نے پہلے تو پوچھا کہ ملکہ نے تجھے کیوں بلایا تھا بولا کہ ایک مرشے کی زندگی پوچھتی تھیں اور بہت افسوس اُسکا کر رہی تھیں میں نے کہدیا کہ وہ مرگیا اور آپکو اولاد بن مرزبان سے بہت پھل ملیگا پہلے تو راضی نہ تھیں مگر میرے کہنے سننے سے راضی ہوئیں یہ سخن سنتے ہی اولاد کی باچھیں کھل گئیں اور بھی بہت خوشیاں ہونے لگیں خلعت گرانمایہ دیکر پوچھا کہ شادی کب کروں اس ماہرخ کے وصال سے کب مسرور ہوں عمرو نے کہا کہ جتنی جلد ہوسکے کوشش کیجیے اولاد اس بات سے اور بھی محظوظ ہوا ایک بدرہ زر سرخ کا اور عنایت کیا عمرو اس بدرہ کو لیکر دست بدعا ہوا اور کہنے لگا کہ غلام کے چار لڑکے ہیں ایک تو گرز بازی سے شوق رکھتا ہے اس کرتب میں لاثانی ہے اور دوسرے نے پٹے بازی میں کسرت بہم پہونچائی ہے اور تیسرے کو ڈھول خوب بجا آتا ہے اور چوتھا سرنا میں کامل ہوا ہے اگر آپ انکا تماشا دیکھیں تو خالی از کیفیت نہیں ہے بہت محظوظ ہوں اولاد بولا کہ کل صبح کو اپنی کل اولاد کو ہمارے پاس بھیجدینا البتہ یہ تماشا دیکھنے

کے قابل ہے کہ تیری اولاد بھی کامل اپنے فن میں ہوگی ورنہ تو خود بھی کامل ہے عمرو اُس سے رخصت ہوا اور بہاڑ کے نیچے
[illegible] ہو رہی تھی [illegible] حکیم اقلیمون کے پاس آیا [illegible] [illegible] دیا [illegible] تو [illegible] اُس سے
طبیعت امیر کی بشاشت پر آئی اور عمرو بخاطر مستقیم رخصت ہوا لندھور کے پاس گیا راہ میں مقبل سے جو ملاقات ہوئی
اُس سے کہا کہ عادی کو لیکر خسرو ہند کے خیمے میں جلد آ خسرو نے پوچھا کہ خواجہ کدھر آئے ہو کیونکر تشریف لانے کا
ہوا کہا آپ ہی کے پاس آیا ہوں کچھ غرض اپنی لایا ہوں آپ جانتے ہیں کہ صاحبقراں ملکہ مہرنگار پر جان دیتے ہیں
اور اُسی کیواسطے یہ سب تکلیفیں اپنے سر پر لیتے ہیں حیف ہے کہ آپکے ہوتے مہرنگار کو گبر بچہ لیجائے اور امیر اُس کے
فراق میں زہر کھائے یہ کہکر سب حال بیان کیا اور کہا کہ بہاڑ کے تلے اُسکا اُردو پڑا ہے اور وہاں سامان شادی کا جمع ہے
شام تک وارنیارا ہے لندھور اس جملہ کو سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا گرز لیکر اُٹھ کھڑا ہوا کہ میں ابھی اسکی ہڈی پسلی سرمہ کرتا ہوں
اُسی وقت اُسکے سر پر قیامت کرتا ہوں اب تو اُسکے خون کا پیاسا ہوں عمرو نے کہا کہ ایسا ارادہ نہ کیجیے مبادا امیر کو ناگوار
ہو اسکو جیتا پکڑ لیجیے خسرو نے کہا کہ پھر جو تمھاری صلاح ہو میں ہر صورت سے حاضر ہوں جو تمھارا قصد ہو دیا کر گذروں ایسے
مقبل بھی عادی کو لیکر پہونچا عمرو نے اُن سے مشورہ کیا اور بیان اپنا ارادہ کیا اُنھوں نے بھی لندھور کے قول کا
اعادہ کیا جب شاہ فلک شعاع خورشید کا پٹہ لیکر نکلا تو پر کھڑا ہوا عمرو نے تڑا ڈھول تو عادی کے گلے میں ڈالا سر نا مقبل
کو دیکر لندھور سے کہا کہ آپ گرز سنبھالیں اور اپنی صورت ایک خوبصورت لڑکے کی بنا کر پٹہ ہلاتا ہوا اولاد کی ڈیوڑھی
پر گیا اولاد نے سنا کہ رمال کے بیٹے آئے ہیں بارگاہ میں بلا بھیجا اور تماشا کرنیکا حکم دیا عمرو نے گیارہ پٹے پر کچھ
عیاری سے نکالکر ایسی پٹہ بازی کی کہ اولاد اور اہل محفل دیکھکر دنگ ہو گئے تعریف کرنے لگے کہ ہم نے اپنی عمر میں آج
تک ایسا پٹے باز نہیں دیکھا تھا اور ایسا اُستاد اس فن کا نظر سے نہیں گذرا تھا اولاد نے بہت کچھ انعام دیا مقبل
سرنا اور عادی نے ڈھول بجا کر محفل کو گرم کیا انکو بھی اطلسی قبائیں انعام ملیں اور بہی انعام و اکرام دیا لندھور جو گرز باز
کرنے لگا اسکی ہوا سے لوگ دو تحل اور کرسی سے خاک پر گرنے لگے ہر طرف سے ایک شور بس بس کا بلند ہوا عمرو نے لندھور
کو اشارہ کیا کہ یہی وقت ہے بسم اللہ گرز آزمایئے اور ان مردودوں کو طاقت دکھایئے لندھور نے ہلاتے ہلاتے اُس گرز
کو بارگاہ کی چوبوں پر مارا اولاد تو مع درباریوں خیمے میں دب گیا اور فوج سے لڑائی ہونے لگی جنگ شروع ہوئی لندھور
نے گرز اُٹھا کر نعرہ مارا کہ ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بداند منم لندھور بن سعدان خسر ہندوستان نعرہ سنتے ہی
بارہ ہزار سوار لندھور کے جو کمینگاہ میں بیٹھے تھے تلواریں کھینچکر فوج غنیم کے سر پر پہونچے دس ہزار سوار اولاد
کے لشکر کے مارے گئے اور پانچ ہزار زخمی ہوے اور دس ہزار قید میں پھنسے اور باقی پانچ ہزار جان لیکر بھاگے
اُنکا حال سنیے کہ عین جنگ میں خیال کیا کہ آج اولاد کا ارادہ شادی کرنیکا تھا کھانا نہ رکھا ہوگا بہت پکا ہوگا اور بہت نفیس
نفیس کھانا ہوگا بادرچیخانے میں چلکر کھایا چاہیے لانبے لانبے ہاتھ کدا نے پر مارا چاہیے یہ سوچکا بادرچیخانہ کیطرف چلا

چند قدم اُٹھائے تھے کہ تہ خیمے سے ایک شخص کو نکلتے دیکھا ڈھول اُسپر رکھ کے جسمیں کا ڈھول کا چمڑا اپھٹ گیا اور وہ شخص اُسکے اندر سما گیا فوراً ڈھول کے منھ کو مضبوط بند کر کے باورچیخانہ میں گھسا کھانے کی تو افراط تھی جو جو کھانا جی میں آیا بے دغدغہ اور بے شرکت غیرے نکال نکال کر کھانا شروع کیا دست خود دہان خود کا مصداق ہوا عمرو ہر چند اولاد کو خیمے میں ڈھونڈھا مگر اسکا سراغ نہ ملا لاشوں میں تلاش کرتا ہوا باورچیخانے کی طرف جا نکلا دیکھا کہ عادی بڑے بڑے نوالے مار رہا ہے انواع انواع کا کھانا نکال نکال کر اپنے سامنے رکھا ہے عمرو نے تیوری چڑھا کر کہا کہ او شکم بزرگ حمزہ کے لشکر میں تو پہلوان نامی کہلاتا ہے اور لڑائی کے وقت جان بچا کے گوشے میں بیٹھا ہوا پیٹ پال رہا ہے یہ وقت پیٹ بھرنے کا تھا کچھ اپنی عزت آبرو کا بھی خیال نہ کیا عادی نے کہا کہ میں نے بھی ایک آدمی پکڑا ہے میرا کھانا حلال کا ہو چکا ہے عمرو نے کہا کہ ہم بھی اُسکی صورت دیکھیں اُس آدمی کی زیارت کریں عادی بولا کہ وہ ڈھول کے اندر بند ہے تو آپ اُٹھ کر دیکھ لے مجھ کو کھانا کھانے دے عمرو نے ایک جھلک اُسکی دیکھ کر کہا کہ یہ آدمی تو لاکھ آدمی کے برابر ہے ہزاروں قیدیوں سے ایک یہ قیدی بہتر ہے نفس لامر میں عادی تو نے بڑا کام اور نام کیا کہ اس گبر بچے کو گرفتار اور رام دام کیا یہ کہہ کر خوش خوش عادی سے ڈھول اُٹھوا کر لندھور کے پاس لیگیا اور بہزار بشاشت و مسرت اُس سے کہنے لگا کہ اے خسرو ایک شکار فربہ لایا ہوں اور مستحق انعام کا ہوں لندھور نے کہا کہ شکار مجھے دکھا جو ہیں عادی نے ڈھول کا منھ کھولا اولاد ڈھول میں سے نکل کے خنجر کھینچکر لندھور پر دوڑا لندھور نے خنجر اُسکے ہاتھ سے چھین کر اُسکو زمین پر دے پٹکا عمرو نے کمند کے حلقوں سے سراپا اُسکو جکڑا اور یہ مژدہ جا کر ملکہ سے کہا ملکہ نے سجدہ شکر ادا کیا اور بہت کچھ عمرو کو انعام دیا عمرو وہاں سے امیر کے پاس پہونچا ابتدا سے انتہا تک جو وقوع میں آیا تھا امیر کو سنایا امیر نے عمرو کو گلے سے لگایا اور لندھور سے کہا کہ حقیقت میں ہماری تمھاری حرمت اور عزت ایک ہے تم نہ محافظت کرو تو کون کرے اور ایسے موقع اور محل میں سوا دوستوں اور مخلصوں کے کون ساتھ دے پھر سلطان بخت مغربی کے ساتھ ملکہ مہر نگار کے بھیجنے کا ارادہ ہوا اور اولاد کو بھی پابزنجیر کر کے ارسال کرنیکا قصد کیا کہ نوشیرواں جیسا مناسب جانیگا ویسا کریگا اور ایک عرضی بادشاہ ہفت اقلیم کو اس مضمون کی لکھی کہ فدوی حسب الحکم حضور کے سراندیپ میں گیا اور راہ میں جو جو سختیاں اُٹھائیں اُسکا ذکر نہیں ہو سکتا اور ملک لندھور کو زیر کیا اور خدا نے عزت و آبرو سے رکھا چنانچہ اُسکو اپنے ہمراہ لیے آتا ہوں ظل سبحانی کے حضور میں بہت جلد پہونچتا ہوں ویں اس عرصے میں دشمنوں نے میرے مرنیکی خبر حضور کو پہونچائی اور یہ خبر بد دور دور اُڑائی حضور نے سچ سمجھ کر بد اندیشان ع ہم لے شوعے سے مہر نگار کو اولاد کے حوالے کیا اور کچھ اُسکی تحقیق اور تجسس میں توجہ اور التفات کو حضور نے دخل نہ دیا سنے راہ میں مجھ سے اور اولاد سے ملاقات ہوئی اُسکو گرفتار کر کے حضور میں بھیجا ہے تلافی مافات ہوئی جو سزا آپکے نزدیک مناسب ہو وہ اولاد کو دیجیے اور جو لوگ اس شوے میں شریک و محرک تھے اگر مزاج میں آئے تو سمجھ لیجیے

اور ملکہ کو بھی رخصت کیا ہے اپنی امانت کو حضور کی خدمت میں بھیجا ہے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب حاضر ہو کر شادی کرونگا اور
دراندازوں و مفسدوں سے سمجھ لونگا اس عرضی کو لکھکر سلطان بخت مغربی کو دیا اور یہ بھی لکھا کہ گستہم نے مجھکو زہر دیا تھا اُس سے
جان کی تو خیر ہوئی مگر تکلیف البتہ بہت گذری نقط اور ہمراہیان ملکہ کو فرداً فرداً خلعت عطا کیا مہر نگار نے عمرو کو بلا کر کہا کہ
میں نے تیاری جشن کی کی تھی امیر نے مجھ کو اپنے پاس تک نہ بلایا اور مدائن کو رخصت کیا ایسا کونسا قصور مجھ سے صادر
ہوا ہے کہ میرا منہ دیکھنے کے قابل نہیں رہا عمرو نے امیر سے آکر کہا کہ مہر نگار بہت ملول بیٹھی ہے اور اس طرح سے کہتی ہے امیر نے
کہا کہ تم دیکھتے ہو کہ میری صورت نے برکھا نکی بدولت کیسی ہو گئی ہے کوئی حیثیت بدنکی باقی نہیں ہی اس ہیئت سے تو
میرا جی نہیں چاہتا کہ ملکہ کو اپنی شکل دکھاؤں اُنکے پاس جاؤں یا اُنکو اپنے پاس بلاؤں انشاء اللہ العزیز مدائن پہونچتے
پہونچتے رنگ و روغن اصلی ہو جائیگا وہاں پھر خداوند حقیقی جامع المتفرقین بخوبی ملائیگا ملکہ کو بآئین شائستہ سمجھا دو
کہ بُرا نہ مانیں دلمیں رنج نہ کریں میں پیچھے اُنکے مدائن پہونچتا ہوں میں خود عازم اسطرف کا ہوں اور تم بحفاظت تمام
ملکہ کو پہونچا کر اثنائے راہ میں ہمارے پاس آؤ جسقدر جلد ممکن ہو تم بھی آکر ملو حکیم اقلیمون نے کہا کہ خواجہ تم مدائن جاتے ہو
نوشدارو لیتے آنا مگر امیر کے نام سے کسی سے نہ مانگنا کہ کوئی نہ دیگا عمرو امیر سے رخصت ہو کر مہر نگار کے پاس پہونچا اور بوجہ احسن
اسکو سمجھا کر چپکا کیا اور محافے میں سوار کروا کے مدائن کی راہ لی چند روز کے عرصے میں ملکہ کی سواری مدائن میں پہونچی
نوشیرواں پیشوائی کر کے لیگیا اور سلطان بخت مغربی کو خلعت عطا فرمایا اور امیر کی سلامتی سنکر بہت خوش ہوا اب
عمرو کا حال سنیے کہ دہقانی کی صورت بنکر ایک قصائی کی دکان پر گیا دو پیسے سلیپٹ کہ جسمیں حرف کا نشان تک نہ تھا اُسکے آگے
پھینک کر بولا کہ یہ دو پیسے لے اسکی نوشدارو دے اُس نے کبھی نام تک نہ سنا تھا وہ بولا صاحب نوشدارو نام کس جانور کا
ہے اُسکی صورت کیسی ہے کیسا قد ہے میں نے آج تک نوشدارو کو نہیں دیکھا ہے عمرو ایک بنیے کی دکان پر آیا اور اُسکے آگے
بھی پیسے پھینک کر نوشدارو مانگنے لگا وہ بولا صاحب آٹا دال چانول نون لکڑی تیل منڈوا کودوں باجرا چنے مٹر جو موجود
تو موجود ہے اگر لیجیے تو لیجیے دکان آپکی ہے بے تکلف جو چاہیے حاضر ہے کرم کیجیے نوشدارو تو میرے پاس نہیں ہے کہ میں تم کو
دوں میں نے تو کبھی اس چیز کا نام بھی نہیں سنا ہے کیونکر اسکا اقرار کروں کسی پنساری سے پوچھیے شاید اسکی دکان میں نکلے عمرو
پنساری کے پاس گیا وہ بولا کہ ارے میں کسی چیز کا نام نوشدارو نہیں ہے ہم نے اس نام کا کوئی کرانا نہیں ہے دیکھو کنجڑے کے پاس
ہووے تو ہووے عمرو کنجڑے کے پاس آیا اُسنے کہا کہ صاحب گاجر مولی ساگ پات خربزہ تربوز چاہو تو مجھ سے لو نوشدارو نام
تو کسی ترکاری کا نہیں آگے کسی اور کی دکان دیکھو آخر شدہ شدہ عطار کی دکان پر گیا اور اُس سے نوشدارو کو پوچھا اُسنے
کہا کہ نوشدارو ہم نے کہاں پائی کبھی دیکھنے میں بھی نہیں آئی مگر تو ایک کام کر زنجیر عدالت جا کے ہلا البتہ بادشاہ کے دوائی خانہ
میں ملیگی وہاں اگر تیری تقدیر نے یاوری کی تو ہاتھ آئیگی عمرو نے جا کر زنجیر عدالت ہلائی بادشاہ نے طلب کر کے کیفیت اُس کی
استفسار فرمائی عمرو نے دو پیسے جیب سے نکالے اور نوشیرواں کے تخت پر رکھدیے کہ صاحب اسکی نوشدارو چاہتا ہوں

موڑ بوا اکا سانپ کا ڈس ہے گویں کا بیہ بی کہس ہے کہ مدائن سے تین مثکال نوشدار و لاے تھے تو میں تو ڈبوا کا کھکیھوں
نیک ہو جیہے کسائی بکال کنجڑے پساری سے پوچھت پھروں کوؤ ناہیں بتلاوت ہا آج ایک منئی سے ہاٹ مینہہ بھیٹ
بھئی وہ ہمکا کہس کہ بادچھا کے پاس ملیہے سو میں تمھارے پاس جر بیہا ہوں کھداوند کے چرنن تک پہوچ گوا ہوں یہ کو نالیو
اور تین مثکال نوشدار و ہمکا دیو کمل تول جو کچھ میں کم ہوییہے تو یہ کاج نہ نکسیہے پوری تین مثکال لیہوں نہیں تو دام نہ دیہوں بادشاہ
مع ارکان دولت اسکی باتیں سنکر بہت ہنسے اور اسکی ہیئت دیکھکر خوش ہوے اور کہا کہ پیسے اٹھائے حضور سے نوشدارو
تجھ کو عنایت ہوگی عمرو بولا کہ صاحب میں گریب منئی ہوں مل بے کیمت کہیو سے کچھ ناہیں لیت ہوں بادچھا سے مُہت مُہت
نوشدار و کب لیہوں ناہک کو مسان جینا اپنے موڑ پر دھردں بادشاہ نے بزرجمہر سے فرمایا کہ اسکو خزانے میں لیجاکر تین مثقال
نوشدار و دیدو اور کسی طرح اسکے دینے میں کمی نہ کرو بزرجمہر عمرو کو لیکر خزانے میں آئے صندوق کھولکر ایک جڑاؤ حقہ نکالا
اور اسکے اوپر سے غلاف اتارے اسمیں سے تین مثقال نوشدار و عمرو کو دی اور تین مثقال لیکر اپنی جیب میں رکھی بدیں لحاظ
کہ از روے رمل گستہم کا امیر کو زہر دینا معلوم ہوا تھا یقین کامل تھا کہ عمرو نوشدار و مانگنے کو آویگا عمرو نے راہ میں بزرجمہر
سے کہا کہ واہ حجرت بادچھا کے نوکر ہوے کر صاحب چوری بھی کرت ہیں عجبت ارمنئی ہو کے کئی دمڑی کی چیج پر نیت بہکاوت
ہیں نوسدارو جو چیرا ے کے ٹینٹے میں رکھیو ہے وہ ہمکا دیدو اسمیں کھیر آئے نہیں بے عجبت ہو جیو بہت بیحرمت ہو یہو بزرجمہر
نے رسوائی کے خوف سے ڈرکر عمرو کے حوالے کردی اور دلمیں سوچے کہ گنوار آدمی ہے اگر افشاے راز کرے تو کچھ بات نہ بنیگی
اب بختک کا حال سنیے کہ اسکو تو امیر کا زہر کھانا معلوم تھا کمال مضطرب و بدحواس ہوکر سوچا بزرجمہر نے ضرور حمزہ کیواسطے
نوشدار و چھپائی ہوگی دوائی خانے سے خواہ مخواہ اڑائی ہوگی اپنی اصالت کی لی بادشاہ سے عرض کی کہ بزرجمہر کو دیکھیے وہ
نوشدار و کا چرانا دیکھیے شان و شوکت اور اسپر یہ طرہ خیانت کا دیکھیے بادشاہ بھی اسکے کہنے میں آگیا کہا ضرورت تھی تو
حضور سے مانگ کیوں نہ لی دہقان کو میں نے عنایت کی انکو کیا نہ ملتی شدید حکم دیا بزرجمہر کا جھاڑا لیا کچھ نہ نکلا اسیوقت
بختک پر جرمانہ ہوا اور بزرجمہر سے عذر کیا بزرجمہر کو معلوم ہوا کہ دہقان جو نوشدار و لیگیا ہے وہ عمرو تھا اپنے دلمیں
بہت خوش ہوے کہ عمرو کی بدولت چوری کی ذلت سے بچے عمرو نے شہر سے نکلکر اصلی صورت اپنی بنائی اور لشکر اسلام
کیطرف راہ لی یہاں امیر ایک آن بسبب ناطاقتی کے کہ ضعف قوت پر از بس غالب تھا بہت روئے اور اپنے آپکو بد دعا
دینے لگے کہ کاش ایسی زندگی سے موت آئے تو بہتر ہے حیات کا لطف مطلق نہیں کہ ناطاقتی ہر روز قوت پر ہے
شب کو عالم رویا میں حضرت ابراہیم نے امیر کو تسکین دی اور بہت تشفی اور تسلی کی امیر نے صبح کو اٹھکر دوگانہ شکر
ادا کیا اور پلنگ پر تکیہ لگا کے بیٹھے کہ عمرو پہونچا عمرو نے امیر کو نہ پہچانا اور بیگانہ دار پوچھنے لگا آپ کون ہیں اور
کہاں سے آئے ہیں اور آپ کو کچھ حمزہ کا بھی حال معلوم ہے کہ وہ کہاں تشریف رکھتے ہیں امیر نے کہا میں بھائی
اولاد کا ہوں اولاد کو قید سے چھڑانے آیا ہوں اسکو تو نہ پایا مگر حمزہ کو قید ہستی سے چھڑایا جوں ہی یہ سخن عمرو کے کان تک

پہونچا عمرو خنجر نکال کے دوڑا امیر نے خنجر عمرو سے چھین کر گلے سے لگا لیا اور کہا میں حمزہ ہوں آپنے اسقدر ناحق غصہ کیا عمرو نے نوشدارو حکیم اقلیمون کے آگے رکھدی اور کیفیت اسکے لانیکی مطلق نکہی وہ امیر کو کئی ماشہ روز کھلانے لگے کہ اُس سے کچھ امیر کو طاقت آچلی اور حواس درست ہو چلے اب ذرا احوال بہرام گرد خاقان چین کا سنیے کہ چار جہاز سمیت جو طوفان میں امیر سے چھوٹا چھ مہینے تک دریائے شور میں طوفانی رہا جب طوفان سے نجات ملی سندھ کے کنارے لنگر جہازوں کا دیکر غلہ وغیرہ خریدنے کی نیت ہوئی چنانچہ خرید غلہ کیواسطے خشکی میں اُترا تھوڑی دور گیا دیکھا کہ ایک درخت عظیم الشان کے نیچے ایک تخت پر کمان اور ہزار اشرفی کا توڑا دھرا ہے بہرام نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کمان اور توڑا چوکی پر کیوں رکھا ہے اُسکے رکھنے میں فائدہ اور غرض کیا ہے وہ لوگ بولے کہ سرکش ہندی جو یہاں کا حاکم ہے اُسکا بھائی کوہ بخت ہندی ازبسکہ زور آور ہے اُس نے امتحان کیواسطے کمان اپنی اشرفیوں کے توڑے کیساتھ یوں رکھوادی ہے اور یہی صورت امتحان اور زور آزمائی کی رکھی ہے کہ جو کوئی اس کمان میں چلہ چڑھا اشرفیوں کا توڑا لیوے بہرام نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ مال خداداد ہے اسکو نہ چھوڑنا چاہیے اپنے قبضے میں کرنا چاہیے چوکی کے پاس جا کر کمان پر چلہ چڑھایا اور اسکے گوشے کو تا بناگوش کھینچکر کمان کو تو چوکی پر رکھا اور توڑا اُٹھا کے اپنے آدمیونکو دیا اور ارادہ چلنے کا کیا محافظوں نے یہ خبر کوہ بخت ہندی کو دی کہ ایک سوداگر نے آکے کمان پر چلہ چڑھایا اور توڑا اشرفیوں کا اپنے آدمیونکو سونپا قضائے کار ایک عیار بھی تماشا دیکھتا تھا کڑی کمان کے تیر کی صورت سرکش ہندی کے پاس پہونچا اور یہ حال بیان کیا سرکش ہندی نے حکم دیا کہ ابھی فوراً جاؤ اس سوداگر کو مع کمان میرے پاس لے آؤ حکم ہوتے ہی لوگ چلاتے ہوئے دوڑے کہ سوداگر کو مع کمان حاکم نے اس شہر کے یاد کیا ہے اور مشتاق اسکا نہایت ہوا ہے بہرام مردانہ وار سرکش ہندی کے پاس پہونچا سرکش ہندی باخلاق کریمانہ پیش آیا اور اُسکے آدمی بھی کمان لیکر پہونچے اور ارکان دولت بھی حاضر ہوئے سرکش ہندی نے بہرام سے پوچھا کہ اس کمان کو تمھیں نے کھینچا ہے بہرام بولا کہ اسی ضعیف العباد نے کھینچا ہے ہزار ہزار شکر اُس خدا کا ہے سرکش نے کہا کہ ایک مرتبہ میرے روبرو بھی کھینچیے زور دکھائیے اور حاضرین بھی مشتاق ہیں پھر طاقت آزمائیے بہرام نے قبضہ کمان کو اپنے قبضے میں لیکر اس زور سے تکان دی کہ کمان ٹوٹ گئی سرکش نے از راہ قدر دانی بیٹھنے کا حکم دیا بہرام کرسی فولادی زرکوفتہ پر کہ سرکش کے پہلو میں بچھی ہوئی تھی غاشیہ اُٹھا کر بیٹھا بہرام کا بیٹھنا تھا کہ کوہ بخت ہندی مثل شیر غراں پہونچا کمان کو ٹوٹا اور بہرام کو اپنی کرسی پر بیٹھا دیکھ کر آپ میں نہ رہا خنجر کھینچکر یہ کہتا ہوا دوڑا کہ ایک تو تو نے میری کمان توڑی دوسرے میری کرسی پر بیٹھا ہے تیری یہ عزت و آبرو ہوئی بہرام نے کوہ بخت کا ہاتھ مروڑ کے خنجر چھین لیا اور کمر میں ہاتھ ڈال کے چاروں شانے چت زمین پر گرادیا اور کہا کہ اب کیا ارادہ ہے اتنی ہی طاقت تھی یا کچھ اور زور زیادہ ہے سرکش نے بہرام سے عذر کیا اور کوہ بخت

کا قصور معاف کروا کے کہا کہ تم کو اپنے دین و ملت کی قسم ہے سچ کہو کہ تم کون ہو اور کیا نام ہے اور کون ملک آپکا مولد اور مقام ہے بہرام نے بے کم و کیف اپنی کیفیت بیان کی اور تمام سرگذشت اپنی کہی سرکش نے امیر کا نام سنتے ہی ایک آہ سرد بھری اور کہا کہ مجھ کو حمزہ کی قدمبوسی کی کمال تمنا تھی لیکن خدا گستہم کا خانہ خراب کرے کہ اُسنے ایسے جوان بےنظیر و پہلوان بےعدیل کو مارا اور شریف و بزرگ زادے کی جوانی کو خاک میں ملایا بہرام یہ سخن سنتے ہی ایک چیخ مار کر بیہوش ہو گیا جب لخلخہ سنگھانے سے اُسکو ہوش آیا اُسنے پوچھا کہ مفصل بیان کیجیے اس کا کون راوی ہے کس نے آپکو خبر دی ہے سرکش نے کہا کہ گستہم یہاں آیا تھا اُسنے ہر چند میری ملاقات کی تمنا کی لیکن میں نے اپنی بارگاہ میں اُسکو باریاب نہ ہونے دیا اُس نے یہاں سے حمزہ اور لندھور کے سر کو نوشیرواں کے پاس ایک رفیق کے ہاتھ روانہ کیا اور خود وہ نہیں معلوم کدھر گیا کہ پھر اُسکا پتا نہ لگا مگر مجھ کو اُسکے کلام کا اعتبار نہیں کہ وہ بھی بڑا فضول گو اور جھوٹا معلوم ہوا کہ وہ شیخی اور ردون کی بہت لیتا ہے اسلیے میں نے سراندیپ کیطرف عیار بھیجے ہیں کہ تحقیق خبر معلوم کریں اور اس حال سے مجھے مفصل اطلاع دیں بہرام نے کہا کہ آپنے جو نام گستہم کا لیا مجھ کو یقین ہوا میں اسکی بدذاتی سے خوب واقف ہوں بلاشبہہ اُس گردن زدنی نے امیر کو دغا سے مارا ہوگا وہ مردود اُسکی فکر میں تھا مقررقابو پاکر کچھ نہ کچھ فریب کیا ہوگا اب میں یہاں ایک لمحہ نہیں ٹھہر سکتا مدائن کو جاؤنگا اور اسی چار ہزار سوار سے اگر نوشیرواں کی فوج کو درہم و برہم نہ کیا اور نوشیرواں کا گلا خنجر کے نیچے نہ دیا تو دنیا میں مردوں و شجاع لوگوں کو منہ نہ دکھا کر زہر کھا کر یا خنجر مار کر مر جاؤنگا جب سرکش نے دیکھا کہ بہرام نہیں ٹھہرتا فی الفور چھ مہینے کے لائق خوردنی جہاز پر بار کروا دی اور بہرام کو رخصت کیا بہرام روتا پیٹتا جہاز پر سوار ہوا اور جہازوں کے لنگر اُٹھوائے چھ مہینے کے عرصے میں جہاز بصرے میں پہونچے بہرام مع چار ہزار از بک خشکی کی راہ سے مدائن کو روانہ ہوا اور فوج کو حکم دیا کہ جو گاؤں قصبہ شہر مضافات مدائن سے ملے اُسکو لوٹ لو کوئی جگہ آباد باقی نہ رہے سب کو خاک سیاہ اور ویران کر دو یہ خبر نوشیرواں کو پہونچی کہ بہرام نے امیر کے مرنیکی خبر سنکر بغاوت پر کمر باندھی اور تمام گاؤں قصبے شہر جو اثناے راہ میں ملتے جاتے ہیں اُنکو بے چراغ کرتا جاتا ہے بقصد بےادبی مدائن کیطرف چلا آتا ہے نوشیرواں نے فولاد بن گستہم کو دس ہزار سوار سے بھیجا کہ تو جا کر بہرام کی تشفی کر دے کہ امیر زندہ ہیں راوی اس خبر کا محض کاذب و مفتری ہے دشمنوں نے خبر جھوٹی اور دروغ اُڑائی ہے تجھ کو لازم ہے کہ معتقدانہ حضور میں حاضر ہو اور کسی طرح امیر کی خبر بد سے نہ پریشان خاطر ہو فولاد بن گستہم اثناے راہ میں بہرام سے دوچار ہوا اور ہر چند اُسکے ذہن نشین کیا کہ صاحبقراں زندہ ہیں پر وہ کب سنتا تھا فولاد بن گستہم سے برافروختہ ہو کر بولا کہ اے مفتری زادے تیرا کلام قابل وثوق ہے کہ میں مانوں تیرے باپ نے تو اتنا کچھ فساد برپا کر رکھا ہے تیرے قول و فعل پر کیونکر اعتماد کروں اگر کچھ جرأت رکھتا ہے تو میدان میں آ اپنی جوانمردی دکھا تو بھی کیا یاد کریگا کہ کسی سے سابقہ پڑا تھا فولاد بن گستہم نے مجبور ہو کر صف آرائی کی اور عند المقابلہ ایک طعن نیزے کی بہرام کی چھاتی پر لگائی بہرام نے ہاتھ بڑھا کر

نیزہ اُسکا چھین لیا اور وہی نیزہ اُسکے سینے میں لگا کر گھوڑے کو جوران سے دبایا فولاد بن گستہم اپنے گھوڑے کی زین سے جدا ہو کر نٹ کیطرح سے نیزے میں اُترتا چلا آیا بہرام نے دیکھا کہ فولاد کا کام تمام ہوا نیزے کو ہاتھ سے پھینک دیا فوج نے اُسکی زرغہ کیا بہرام نے اُنھیں چار ہزار اوزبکوں سے فولاد کی فوج کو قعر دوزخ میں پہونچا دیا کل پانچ سو آدمی دس ہزار ساسانیوں میں سے بچ رہے وہ اپنی جان لیکر بھاگے اور نوشیرواں سے جا کر مفصل احوال بیان کیا نوشیرواں کو کمال تردد ہوا اسی فکر میں تھا کہ کیا تدبیر کیجاوے کہ چوتھے دن بہرام چار ہزار اوزبک سمیت قلعہ کے نیچے پہونچا ہر چند لوگوں نے کہا کہ امیر خدا کے فضل سے زندہ ہیں بادشاہ کی خدمت میں جا اسدم تو گستاخی کرتا ہے امیر سنکر تجھ سے بہت بدظن

آنا بہرام کا بمقابلہ فولاد بن گستہم اور ہلاک کرنا فولاد کو ضرب نیزے سے
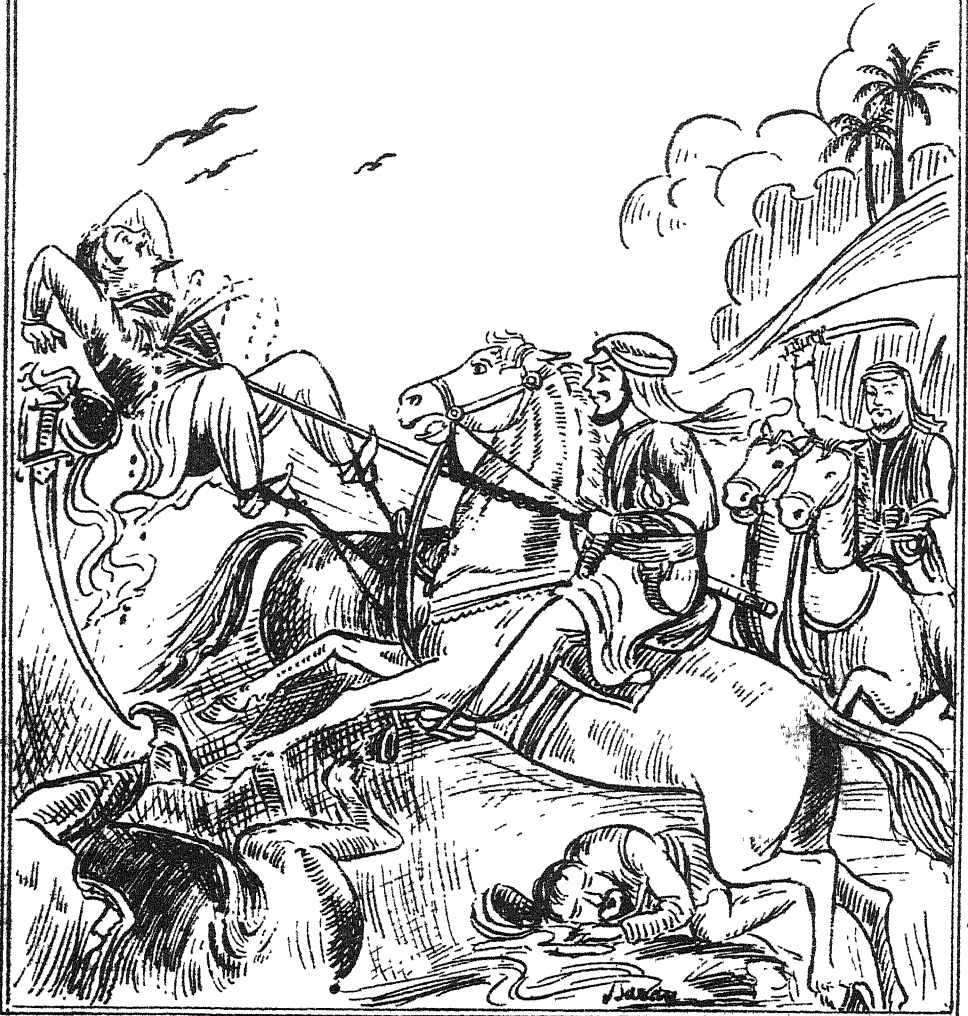
ہونگے مگر اُسکو تو یقین نہ تھا سمجھا کہ نوشیرواں دفع الوقتی کرتا ہے اس بہانے سے اپنی جان بچا رہا ہے ناچار قلعے کی
فصیلوں پر سے ضرب پڑنے لگی اور گولی اور گولوں کی جھڑی شروع ہوئی بہرام چالاکی کر کے قلعے کے نیچے خاکریز پر پہونچا
نوشیرواں کمال دست پاچہ ہوا کہ اب کوئی دم میں بہرام قلعے کا دروازہ توڑ کر شہر کے اندر آویگا مفت میں قتل عام
ہوگا اور تمام خلقت کو زیر و زبر کریگا ہنوز بہرام نے دربند قلعہ پر گرز نہ مارا تھا کہ نوشیرواں نے جو مضطربانہ تیر دعا سر کیا
ہدف اجابت پر پہونچا یعنی سامنے سے ایک تتق گرد کا اُٹھا کچھ سواروں کا پرا دکھائی دیا محصوران بیگناہ چلائے کہ وہ
صاحبقران آئے بہرام نے پھر کر دیکھا تو واقع میں جسطرح خورشید گریباں ابر سے نکلتا ہے علم اژدہا پیکر دامن گرد سے
نمودار ہوا بہرام نے بگٹٹ گھوڑے کو جولان کیا امیر کی رکاب کو جا کر بوسہ دیا امیر نے مرکب پر سے کود کے بہرام کو چھاتی سے لگا لیا
اور لندھور سے ملاقات کروا کے کہا کہ میرے ایک قوت بازو آپ ہیں دوسرا یہ ہے اور خرد شجاع اور دوست صادق آدمی
بڑے رتبے کا ہے ہنوز سوار نہ ہوئے تھے کہ ناقہ سوار نوشیرواں کا پہونچا زمین ادب کو بوسہ دیا نوشیرواں کیطرف سے کہا
کہ شہنشاہ ہفت اقلیم نے بعد دعا کے فرمایا ہے کہ اسی جا پر تم آج خیمہ ڈالو اس جگہ آج مقام کرو کل میں خود دم صبح آؤنگا
اور پیشوائی کر کے تمھیں اپنے ہمراہ شہر میں لاؤنگا صاحبقران نے بموجب ارشاد شاہی اُسی مقام پر خیمہ استادہ کرنیکا حکم
دیا اور اپنا آداب تسلیمات موافق آداب شاہانہ کہلا بھیجا جب بادشاہ اقلیم چہارم فلک تخت پر جلوہ افروز ہوا اور عالم کو
فیض نور سے معمور کیا صاحبقران مع خسرو ہند و بہرام گرد خاقان چین و دیگر امرائے نامدار سوار ہوئے اور
بادشاہ کی عتبہ بوسی کو چلے اُس طرف سے نوشیرواں تخت رواں پر بیٹھ کے صاحبقراں کے استقبال کے لیے مع
امرائے ساسانی و کیانی روانہ ہوا اور اثنائے راہ میں امیر نوشیرواں کا تخت دیکھ کر مرکب پر سے اُتر پڑے اور پایہ تخت
کو بوسہ دیا نوشیرواں نے اپنا تخت رکھوا کر امیر کو چھاتی سے لگا لیا اور سوار ہو کر کلمات دل خوش کن کرتا ہوا شہر کیطرف
متوجہ ہوا اور فرمایا کہ امیر کا لشکر بدستور تلشاد کام پر اُترے موافق معمول کے اسی مقام پر خیمہ امیر کا رہے جب بارگاہ
کیخسروی میں نوشیرواں اور صاحبقران داخل ہوئے بادشاہ تو تخت جلوس پر جلوہ افگن ہوا اور امیر دنگل رستم پر بیٹھے
نوشیرواں نے بہت سا زر و جواہر امیر پر سے نثار کر کے فقرا اور مساکین پر لٹایا اور برخاست کے وقت خلعت شاہانہ
سے سرفراز فرمایا امیر تو مخلع تلشاد کام پر تشریف لیگئے اور جاتے ہی صحبت عیش و نشاط کی گرم کی وہی سامان ہونے
لگے بختک بدبخت نے نوشیرواں سے عرض کی کہ جب حمزہ اکیلا تھا تو ہر ایک کے اوسان اُس سے خطا ہوتے تھے سب کا
دم نکلتا تھا اور اب تو لندھور اور بہرام اُسکے رفیق ہیں اُس سے کون آنکھ ملا سکتا ہے ان لوگوں کے مقابلے میں کون جا سکتا
مجھ کو خوف ہے کہ کہیں تخت نہ چھین لے اور آپ کو شکست فاش نہ دے بادشاہ بختک کے اس کلام سے سہم گیا اور خوفزدہ
ہو کر کہنے لگا کہ پھر اسکی تدبیر کیا ہے بختک نے کہا کہ ایک ایک کو باری باری سے دفع کیجیے بتدریج دفعہ دفعہ سب کی صفائی
کیجیے کل جس وقت حمزہ حضور میں حاضر ہووے اُس سے فرمائیے گا کہ میں نے لندھور کا سر تم سے مانگا تھا یہ نہیں کہا تھا

کہ اُسکو زندہ نے آؤ اور میری مرضی کے موافق کام نکرے نوشیرواں نے فرمایا کہ تجھی کو اختیار دیا جس طرح سے مناسب
جاننا تو ہی حمزہ سے گفتگو کرنا اُسوقت تو بختک خوشی خوشی اپنے گھر کو آیا اور بہزار اضطراب رات کاٹکر فجر ہوتے ہی
دربار میں پہونچا جب صبح کو امیر دربار میں آئے ہنوز کوئی کلام نہوا تھا کہ بختک نے باواز بلند امیر سے کہا کہ حضور فرماتے ہیں کہ
میں نے لندھور کا سر تم سے مانگا تھا یا یہ کہا تھا کہ لندھور کو میرے سر پہ لے آؤ اور ایک بلا میرے شہر میں لگا دو
امیر کو یہ کہنا اُسکا بد معلوم ہوا فرمایا کہ غرض اطاعت سے ہے یا ناحق سر کاٹنے سے وہ مع فوج اطاعت میں حاضر ہے اُسے
کسی طرح کی بغاوت نہیں مع لشکر خدمت میں حاضر ہے بختک نے کہا کہ اطاعت سے کچھ کام نہیں ہے اُسکا نیک انجام نہیں
ہے آج اُسنے قدموں پر سر رکھا اور کل پھر سرکشی کی تو اُسوقت کیا ہوگا امیر نے فرمایا کہ میرے جیتے جی اُسکا کیا
مقدور ہے کہ بادشاہ سے سرتابی کرے یا بغاوت ورنافرمانی کسیطرح کی کرے اور اگر یہی مرضی بادشاہ کی ہے
تو ابھی سر اُسکا حاضر ہے مجھے منظور حضرت کی خوشی خاطر ہے بختک بولا کہ بادشاہ کو تو اسکا سر ہی درکار ہے
بادشاہ اُسکی صورت دیکھنے کا کب روادار ہے اور یہ میں کیونکر کہوں کہ لندھور آپ کے کہنے سے سر دیگا اور کسطرح
سرتابی اور سرکشی نکریگا امیر نے کہا کہ یہ کیا بات ہے میں اگر حکم دونگا تو ابھی لندھور زیر تیغ بے دریغ سر جھکا دیگا بلکہ اپنے
ہاتھ سے خود اپنا سر کاٹ ڈالیگا بختک بولا کہ پھر دیر کیا ہے انتظار کسکا ہے لندھور کو بلائیے جو کچھ فرمایا ہے فرمائیے
صاحبقراں نے عمرو کو ارشاد کیا کہ لندھور کو بلا لاؤ عمرو لندھور کے پاس آیا اور کہا کہ چلیے بادشاہ نے آپکے
قتل کرنیکا حکم فرمایا ہے امیر نے حسب الحکم بادشاہ آپ کا سر کاٹنے کیواسطے بلایا ہے لندھور یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا
اور بولا کہ ؎ من مست جام عشقم از خود خبر ندارم + گر سر رود دریں رہ پروائے سر ندارم + صاحبقراں کی ضامنی
درکار ہے لے میرے ہاتھ رومال سے باندھ دے اور بادشاہ کی بارگاہ کی راہ لے عمرو خسرو کی گفتگو سنکر گلے
سے لپٹ گیا اور مردانہ وار کہنے لگا کہ اے خسرو کسکی طاقت ہے کہ تم کو نگاہ بد سے دیکھ سکے یا تمھاری جانب ادہر
نظر سے دیکھے میرے ساتھ آئیے تمھارے سر کے ساتھ تو اول حمزہ کا سر ہے بعد اُسکے یہ جتنے پہلوان ہیں انکا اور ہمارا
سر ہے آپ شوق سے سلاح بدن پر لگائیے اور فیل میمونہ پر سوار ہو کے میرے ساتھ آئیے خسرو سلاح لگا کر گرز کو کاندھے
پر رکھ کر فیل میمونہ پر سوار ہوا اور جا کر جلوخانہ شاہی میں اُترا عمرو نے بارگاہ میں جا کر امیر کو خبر دی کہ لندھور گردن زدنی
حاضر ہے اُسے بہر صورت منظور امیر کی خاطر ہے یہاں لندھور گرز کو ہوا پر پھینکنے لگا اور ہاتھوں پر روکنا شروع کیا
چار طرف سے غل ہوا کہ اگر ابھی گرز ہاتھ سے چھٹ پڑا تو دس بیس بیگناہ مر جائینگے سیکڑوں کے ہاتھ پاؤں کی ہڈیاں ٹوٹینگی
اور کام سے گذر جائینگے بادشاہ نے غل سنکر کہا خیر تو ہے یہ شور کیسا ہے یہ کیا ہنگامہ ہو رہا ہے لوگوں نے حال عرض
کیا بادشاہ خاموش ہو رہا امیر نے فرمایا کہ لندھور کو بلا لاؤ عمرو جا کر بلا لایا لندھور نے امیر سے ہاتھ باندھ کر
عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے حضور نے کیوں یاد کیا ہے امیر نے فرمایا کہ بادشاہ تمھارا سر چاہتے ہیں تمھاری طرف سے

بدظن ہوگئے ہیں لندھور نے کہا کہ میں آپ کا فرمانبردار ہوں جو آپکی مرضی ہو میں حاضر ہوں اور اطاعت گزار ہوں
امیر نے فرمایا کہ چلو تم حضرت سے رخصت ہو اور جلوخانے کے صحن میں سر جھکا کر بیٹھو جسکو حکم شاہی ملیگا تمھارا سر
کاٹنے کو آویگا لندھور آداب بجا لاکر جلوخانے کے صحن میں گیا اور گرز سے تکیہ لگا کر بیٹھا امیر نے عادی کو حکم دیا کہ
لندھور کا سر کاٹ لا عادی نے لندھور سے کہا لندھور نے سر جھکا دیا اور کہا کہ شکر ہے خدا کا میرا سر امیر
کے حکم سے کاٹا جاتا ہے اور میری طاعت میں کسیطرح سرِمو فرق نہیں آتا ہے عادی لندھور کی اطاعت پر غش کر گیا
اور یہ کہکر لندھور کے پہلو میں جا بیٹھا کہ جو کوئی پہلے ہمارا سر کاٹ لیگا وہ لندھور کیطرف چشم بد سے دیکھیگا امیر
نے اس ماجرے کو سنکر بہرام کو حکم دیا کہ تم جاکر لندھور کا سر اپنے ہاتھ سے کاٹ لاؤ وہ بھی لندھور کی باتوں پر فریفتہ
ہوگیا اور لندھور کے دوسرے پہلو میں جا بیٹھا کہ ہمارا سر بھی لندھور کے سر کے ساتھ ہے اگر امیر اپنے ہاتھ سے
ہم لوگوں کا سر کاٹیں تو ہماری گردن اور انکا ہاتھ ہے صاحبقران نے بہرام کی تقریر سنکر سلطان بخت مغربی
کو بھیجا وہ بھی لندھور کے پاس آنکر بیٹھ رہا اور کہنے لگا کہ امیر نے اچھی خونریزی پر کمر باندھی ہے اگر یہی مرضی ہے تو
ہمارا سر بھی انھیں سب کے ساتھ ہے سب یہ تقریر ان لوگوں کی بادشاہ کے گوش گذار ہوئی اور خبرداروں نے مفصل
تقریر سبھوں کی بادشاہ کے کان تک پہونچادی بختک بولا کہ جلاد سلطانی کو کیوں نہیں حکم ہوتا ہے کہ وہ جس جسکے
سر کو فرمائیے کاٹ لاوے دم کے دم میں سب قصہ قضیہ مٹادے امیر نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے جسکو چاہو اسکو
بھیجو بختک نے اسیوقت ایک جلاد کو اشارہ کیا وہ لندھور کے سر پر آکے پکارا کہ کسکا آفتاب حیات زردی پر آیا ہے
کسکا خورشید عمر لب بام ہو رہا ہے عمرو نے دیکھا کہ جلاد شیر کی کھال کی قبا پہنے دوشالہ لہو سے بھرا ہوا کمر میں کھونسے ایک
تیغ بردوانی کھینچے لندھور کی طرف چلا عمرو بھی اس جلاد کی پشت پر جا پہونچا کہ سواری کے اہتمام کی آواز دورباش و
کی صدا نقیبوں کی ندا ادب اور نقاوت سے بلند ہوئی اور شدہ شدہ دردولت پر پہونچی دیکھیں تو ملکہ مہر انگیز و ملکہ
مہر نگار کسی طرف سے چھپان میں سوار آتی ہیں اور اپنے محل کی جانب جاتی ہیں مہر انگیز نے چلون سے دیکھکر مہر نگار
سے پوچھا کہ یہ کیا ہے اور کچھ شور و غل کا ساطور ہے مہر نگار نے کہا یہی لندھور ہے ملکہ نے خواجہ سراؤں کو حکم
دیا کہ دریافت تو کرو یہ ہنگامہ کیا ہے دردولت پر اسقدر اژدحام کیوں ہوا ہے اور وہیں سے سواری آہستہ آہستہ
چلی خواجہ سراؤں نے دریافت کرکے حقیقت حال عرض کی ملکہ نے کہا معلوم ہوا کہ بادشاہ کے سر پر جنون چڑھا ہے
بیفائدہ ان بیگناہوں کے قتل پر آمادہ ہوا ہے جاؤ لندھور کو ہمارے دردولت پر لے آؤ خواجہ سرا لندھور کے
لانیکو گئے جلاد مزاحم ہوا ملکہ نے سنکر کہا کہ اس جلاد کے کان ناک کاٹ کے جلوخانے سے نکالدو شہر پناہ کے باہر
مثلہ کرکے ڈالدو جلاد تو یہ حکم سنکر سرد ہوگیا چپکا ہو رہا لندھور کو اس آفت سے چھڑا کے ملکہ کے دردولت پر
لیگئے ملکہ نے لندھور کو خلعت دیکر رخصت کیا لندھور تو مع بہرام و عادی و سلطان بخت شاداں و شادکام

کو روانہ ہوا اور خبر دار ان وقت یہ خبر بادشاہ کو پہونچائی کہ ملکہ مہر انگیز نے لندھور کو بلا کر خلعت دیا اور رخصت کیا اور جان بخشی اسکی فرمائی نوشیرواں نے کہا ملکہ نے یہ حرکت کچھ بے سمجھے بوجھے نہیں کی ہوگی کوئی بات اسمیں نکالی ہوگی خیر معلوم ہو جائیگا بھید اخیر میں کھلیگا یہ کہکر دیوان برخاست کیا اور محل میں داخل ہوا

مشہور ہونا خبر مرگ ملکہ مہر نگار کا سقر غار بانو مادر بختک کی زبانی اور یہ خبر سنکر امیر کی پریشانی اور مارنا عمرو کا سقر غار بانو کو اور پتوں میں چھپانا اس نابکار کو

زمانیکی دورنگی مشہور ہے شعبدہ بازکی نیرنگی ظاہر ظہور ہے کہیں عین شادی میں سامان غم مہیا ہوتا ہے کہیں کمال یاس میں چہرہ امید جلوہ نما ہوتا ہے چنانچہ مصداق اسکے یہ داستان ہے محققان قصص کا یہ بیان ہے کہ جب بادشاہ شبستان حرم میں داخل ہوے ملکہ مہر انگیز سے پوچھا کہ تم نے کیا سوچکر لندھور کی جان بخشی کی اور اسکو قتل سے بچایا ملکہ بولی کہ اول تو لندھور بیقصور ہے باوجود اسقدر زور و طاقت کے کچھہ سرکشی نہ کی امیر کی محبت سے مجبور ہے دوم لندھور بھی ایک اقلیم کا بادشاہ ہے بادشاہ بادشاہوں کو اسطرح نہیں مارا کرتے ہیں ایک دوسرے کی ذلت کو اسطرح نہیں گوارا کرتے ہیں سیوم ہرگاہ یہ خبر ملک بملک مشہور ہوگی تمہارا اعتبار جاتا رہیگا ایک خلقت مطعون کریگی کوئی تمہارے قول و فعل پر اعتماد نکریگا چوتھے یہ کہ لندھور جب اسطرح سے مارا جاویگا حمزہ خون لندھور کے عوض میں تمام ملک کے چراغ بجھا دیگا آپ دیکھتے نہیں کہ لندھور حمزہ کے حکم سے سر دینے کو موجود ہوا نہیں تو لندھور کا سر آپکے تمام شاہی پہلوانوں میں سے کون کاٹ سکتا تھا اسواسطے میں نے لندھور کو خلعت دیکر رخصت کیا بادشاہ نے ملکہ کی عقل پر آفریں و تحسین کی بہت خوش ہوا لیکن افسردہ خاطر ہو کر بولا کہ حیف ہے حمزہ کے دفع کرنیکی کوئی تدبیر نہیں نکلی سقر غار بانو بختک کی ماں اُسوقت حاضر تھی ہاتھ باندھکر بولی کہ اگر مجھ کو حکم ہووے تو میں بتدبیر شائستہ حمزہ کو مار ڈالوں ابھی اس آفت کو دفع کردوں نوشیرواں نے کہا کہ کیونکر اُس نے کہا کہ کل حضور سر دربار حمزہ سے فرما دیں کہ ایک ہفتہ کے بعد تمہارا عقد مہر نگار سے کیا جاویگا تم شادی کی تیاری کرو سرکار سے بھی ملازمین شاہی کو امداد کا حکم دیا جائیگا اور لونڈی مہر نگار کو ہوائیوں کے بہانے سے تہخانے میں چھپا کر بٹھلاتی ہے دو روز کے بعد مہر نگار کی بیماری مشہور کر کے اُسکے چوتھے دن خبر بد اُڑا دیگی کہ حمزہ جسوقت یہ خبر سنیگا آپ اپنے کو مار مریگا بادشاہ کو یہ منصوبہ سقر غار بانو کا پسند آیا دوسرے دن سر دربار حمزہ سے شادی کرنیکا حکم دیا امیر شاد شاد رخصت ہو کر اپنے مقام میں پہونچے اور شادی کی تیاری میں مصروف ہوے اور محل میں سقر غار بانو نے مہر نگار کو مبارکباد دیکر تہخانے میں یُوں بٹھلایا اور کہا کہ بنو اس تہخانہ سے ایک ہفتہ تک باہر نہ نکلنا کہ دنیا کا رسم اسیطرح ہے اور اُسکی مجولیاں جمع ہوئیں اختلاط اور مذاق کرنے لگیں اور منظور شادی وصل کی ہوئی اور جو کچھ سمجھانا تھا سمجھا دیا مہر نگار خوش خوش تہخانے میں جا کر بیٹھی دو دن کے بعد اُس مکارہ نے مشہور کیا کہ مہر نگار کے دشمن بیمار ہیں اور اُسکے چار دن کے بعد محل میں ماتم برپا ہوا کہ مہر نگار گلگشت فرمائے باغ جناں ہوئی بوستان عدم کی سیر کو سدھاری امیر اسکی بیماری ہی کو سنکر زار بیمار ونکلے ایہا [illegible]

مرینگی جو خبر سنی خنجر پیٹ میں مارنے لگے لندھور و بہرام نے پاؤں سر پر رکھدیا خنجر امیر کے ہاتھ سے لیلیا اور کلمات صبر کے کہنے لگے کہ آجتک کوئی مردے کیساتھ نہیں مرا ہے قضا سے کیا چارہ ہے امیر نے کہا کہ معشوق کا مرنا عاشق کا جینا مذہب عشق میں حرام ہے کچھ کر دیں اپنی جان دونگا مجھے زیست سے کیا کام ہے عمرو نے دیکھا کہ امیر کسیطرح سے مانتے نہیں ہیں کہنے لگا بھلا سنیے تو اگر کسی نے آپکے مارنے کیواسطے فریب کیا ہو یہ فقرہ کسی مکارہ کا ہو تو مہرنگار تو جیتی رہی اور آپ مر گئے اُسکا تو کچھ نقصان نہ ہوا اور آپ جان سے گزر گئے تھوڑا صبر کیجیے مجھ کو خبر لے آنے دیجیے امیر کو یہ بات عمرو کی پسند آئی اور لوگوں نے بھی یہ سنکر عمرو کی رائے پر تحسین و آفرین کی عمرو تیز روی کر کے ملکہ کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوا اور اپنی حاضری سے ملکہ مہرانگیز کو مطلع کیا سقر غار بانو نے ملکہ مہرانگیز سے کہا کہ اسوقت عمرو کا محل میں بلا لینا عین مناسب ہے وہ یہ دنا بیٹھنا دیکھکر حمزہ سے بیان کریگا حمزہ یہ حال و کیفیت اُسکی زبانی سُنکر فی الفور اپنے کو مار مریگا ملکہ نے عمرو کو محل میں بلا لیا جب عمرو محل میں پہونچا عمرو دیکھے تو ایک سرے سے سب کے بدن میں ماتمی لباس ہے ایک سرے سے چھوٹا بڑا اُداس ہے مگر تھوڑی دیر کے بعد سقر غار بانو نے آکر کچھ ملکہ کے کان میں کہا اور اُلٹے پاؤں پھر گئی عمرو سوچا کہ خالی از علت نہیں ہے یہ اسی مکارہ کا فریب ہے مقرر اسی بدذات نے کوئی بات نکالی شام تو ہو گئی ہی تھی تمام محل میں ماتم کے سبب سے اندھیرا پڑا تھا عمرو آہستہ آہستہ سقر غار بانو کے پیچھے پیچھے چلا ادھر اُدھر دیکھ کر جھٹ پٹ ایک بڑھیا کی صورت بنگیا جب وہ لکاتہ پائیں باغ میں داخل ہوئی آہٹ پاکر ٹھٹکی بولی کہ کون آتا ہے عمرو نے باواز خفیف کہا کہ میں ہوں کوئی دم میں ملکہ کے عوض فرشتہ آپ کو لیے جاتا ہے جونہیں سقر غار بانو نے آگے قدم رکھا عمرو نے حلقہ کمند کا اُسکے گلے میں ڈال کر پیچھے جو جھٹکا دیا اُلٹا چت ہو کر زمین پر گری عمرو نے ایسا اُسکے گلے کو دبایا کہ روح سقر غار بانو کی غار سقر کو پہونچی اُسکو سوکھے پتوں کے ڈھیر میں چھپا دیا اور آپ اُسکی صورت بنکر روش پر کھڑا ہو رہا مگر حیران تھا کہ کدھر جاؤں اور ملکہ کا کس سے پتہ لگاؤں اتنے میں ایک کمسن کنیز موم کی بتی لیے ہوئے چمن کیطرف سے آکر بولی کہ بوا سقر غار بانو ملکہ صاحبہ تمھیں یاد کرتی ہیں دیر سے تمکو بلا رہی ہیں عمرو نے اُسکے جواب میں کچھ نہ کہا اور اُس چھوکری کیساتھ تہخانے میں گیا دیکھے تو ملکہ مہرنگار سنگار کیے ہوئے باغ باغ مسند عروسی پر بیٹھی خواصوں سے اختلاط کر رہی ہے اور مسند کے سامنے جام و صراحی رکھی ہے فتنہ بانو جام بھر بھر کے دیتی جاتی ہے اور ملکہ صاحبقراں کا نام لے ایکر نوش فرماتی ہے مہرنگار نے کہا کہ سقر غار بانو کچھ آجکل تم مجھپر بہت مہربان ہو پہلے اتنی شفقت نہ کرتی تھیں اور میرے حال پر اتنی عنایت نہ کرتی تھیں عمرو بولا کہ اس خوف سے کہ مبادا آپکو گمان بدی کا میری طرف سے نہ ہووے کہ بختک کی ماں ہے اُس وے کیطرح سے دشمنوں سے دو رہا یہ بھی عداوت رکھتی ہوگی الگ تھلگ رہتی تھی مگر آپکی دعائے خیر میں جانسر و غائب ہمیشہ دل و جان سے مصروف ہو کے علیحدہ قدموں سے پڑی تھی اب آپنے مجھے اپنا خیر خواہ سمجھا دیکھیے کہ شادی کے سامان میں مصروف کیسی ہوں ایکدم میرا پاؤں نہیں رہتا ہے ادھر اُدھر پھر رہی ہوں مہرنگار نے کہا کہ جو کچھ تم نے کہا سچ کہا اب کہو برات کے آنے میں دیر کتنی ہے وہاں کیا تیاری ہو رہی ہے عمرو نے سب کو الگ

کر کے کہا کہ کیسی برات تمہاری تو محل میں ماتم پڑا ہوا ہے آپکے دشمن مر گئے ہمارے لشکر میں بھی ایک حشر بپا ہے امیر نے یہ
خبر بد سنکر اپنے کو مار ہی ڈالا ہوتا لیکن مجھ کو سوجھ گئی کہ میں نے امیر سے کہا کہ آپ اصبر کیجیے میں جا کر خبر لے آؤں کہ اصلی حقیقت
کیا ہے ویسا ہی آپ کو سناؤں ایسا نہ ہو کہ دشمنوں نے آپکے مارنے کیواسطے یہ فریب کیا ہو بد ذاتوں نے اپنی طبیعت سے یہ فقرہ
گڑھا ہو میں نے یہاں آکر اس قحبہ کو تو مار کر تیوں میں چھپا دیا اور اسکی صورت بنکر آپ تک پہونچا اب جلدی جا کر امیر کو
تمہاری سلامتی کا مژدہ دوں کہ انکی جان بچے ہوش حواس ٹھکانے ہوں دم میں دم آئے یہ خبر سنکر مہر نگار کا دل
خوش ہوا اور عمرو کو پانچ بدری اشرفیوں کی دیکر رخصت کیا مگر عمرو نے چلتے وقت ایک رقعہ امیر کے نام مہر نگار کے دست
و قلم سے لکھوا لیا کہ امیر کو اعتبار آوے اور جا کر وہ رقعہ امیر کے ہاتھ میں دیا امیر نے اسکے مطالعے سے زندگی دوبارہ
پائی اور دس ہزار اشرفی اسیوقت عمرو کو انعام دی عمرو نے امیر سے کہا کہ اب اگر میرا کہنا مانیے تو میں بہت خوبصورتی
سے اس راز کو افشا کروں ان حرامزادوں کو جنھوں نے فساد اٹھایا ہے خوب ہی ذلت دوں یقین تو ہے کہ تمام عمر
بادشاہ اس حرکت ناملائم سے خجل رہے اور پھر کبھی شریف کیساتھ ایسی بدعہدی نکرے امیر نے فرمایا کہ اس سے
بہتر کیا ہے جو کہیگا میں کرونگا اور تیرے کہنے پر قائم رہونگا عمرو نے کہا کہ آپ مع خسرو اور بہرام و عادی و
سلطان بخت وغیرہ جتنے سردار ہیں سیاہ پوش ہو کر بارگاہ کیخسروی میں جائیے اور بادشاہ سے تاکید کیجیے کہ
جنازہ جلد نکلوائیے تا لوگ طعن نہ کریں کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم کی بیٹی موئی ہوئی اتنی دیر تک پڑی رہی امیر نے
منصوبہ عمرو کا بہت پسند کیا اور مع بہرام و خسرو وغیرہ سیاہ پوش ہو کر بارگاہ کیخسروی میں گئے اور سب کے سب بصورت
حزیں و غمگین اپنے اپنے موقع پر بیٹھے اور دیکھا کہ بادشاہ تمام ساسانیوں اور کیانیوں سمیت سیاہ پوش ہے اور دربار
میں واویلا وامصیبتا کا خروش ہے اور ہر طرف گریہ و زاری کا جوش ہے ایک ساعت کے بعد امیر نے بادشاہ سے عرض کی
کہ اب جو ہونا تھا سو ہوا اب زیادہ جنازہ کا محل میں رکھنا موجب بدنامی کا ہے زیادہ وقفہ مناسب نہیں معلوم ہوتا
ہے حکم دیجیے کہ محل سے جنازہ نکالا جائے باہر کسی مقام پر رکھا جائے بادشاہ نے ملکہ مہر انگیز سے کہلا بھیجا جواب آیا
دن بھر تو اور مہر نگار مہمان رہے رات کو جنازہ نکالا جاویگا الغرض وہ دن رونے پیٹنے میں گزرا محل میں کہرام مچا رہا
جب شام ہوئی صدہا برہمن ناقوس و زنگولہ بجانے لگے اور اپنے بوتے و دسو خداؤں کا نام زبان پر لانے لگے محل میں سقر غار بالنو
کی تلاش ہوئی تو لاش اسکی تیوں میں نکلی مہر انگیز نے اسی لاش کو صندوق میں رکھ کر محل سے نکالا لاکھوں مشعلیں روشن
ہو گئیں اور ہزاروں آدمی جنازے کیساتھ ہوا عمرو نے دیکھا کہ برہمن ناقوس و زنگولے بجاتے اور اپنے ہمقوموں کو گلے سے لگاتے
اور اپنے بوتے و دسو خداؤں کا وصف سناتے اور قدم قدم پر آتشبازی چھوڑتے جاتے ہیں عمرو نے بھی اپنی صورت بدل
زنگولہ ہاتھ میں لے لات و منات کی توصیف کر کے ہر ایک گبر کے گلے سے ملنا شروع کیا شدہ شدہ بختک کے پاس
پہونچا ایک چھچھوندر جلا کے بختک کے گریبان میں ڈالدی اور زور سے اسکو بغل میں دبایا بختک نے ایسی حرکت سوائے

عمرو کے اور کون کریگا بے اختیار آہ جلا آہ جلا کہکے بولا عمرو حمزہ کیواسطے مجھے چھوڑ دے تمام سینہ و شکم میرا جلا جاتا
ہے تمام بدن میرا آبلہ ہوا جاتا ہے عمرو نے کہا آپکی ماں مرگئی ہے اگر سراپا یہ ننگ سر چراغان جلجائیگا تو سعادتمند کہلائیگا
یہ کہکر بختک سیہ بخت کو چھوڑ دیا اور آپ آگے بڑھا اور وہ چھچھوندر شکم و سینہ بختک کا جلا کر گریبان سے نکل گئی اور
تمام جلد بدنکی جل گئی بختک سر راہ ایک گڑھا پانی کا دیکھکر اُسمیں کود پڑا اپنے تن بدن کا کچھ ہوش نہ رہا جتنے لوگ جنازے
کیساتھ تھے یا تو روتے تھے یا ہنس پڑے اور چند برہمنوں نے وہ آگ بختک کے بدن سے بجھائی لیکن بختک کو تاب نہ آئی
اپنی مردہ ماں کو تو برہمنونکو سونپا اور آپ جیسے روتا پیٹتا اپنے گھر کو پھرا جب سر راہ میں بختک کی ماں کو دبا کے
پھرے بادشاہ کو دیوان خاص میں مغموم و گریاں بیٹھے دیکھکر حضار زار زار رونے لگے عمرو نے جو غور کرکے دیکھا تو بادشاہ
کے رومال میں پیاز کا گٹھا ہے جب آنکھ میں لگاتے ہیں تو اُسکی تیزی سے آنسو نکل آتے ہیں متصل جاکر چپکے سے کہا کہ تجھ سا
مکار یا بادشاہ بھی دیکھنے سننے میں نہیں آیا ہے کوئی ایسا خلاف وعدگی و رفریب شریفوں و جاں نثاروں سے
بھی کرتا ہے بادشاہ ہنس پڑا اور کہا کہ جس نے مکر و فریب کیا تھا وہ اپنی سزا کو پہونچا ہرچند بادشاہ نے یہ کلمہ تو کہا مگر اپنے
دلمیں بہت خجل ہوا اور ندامت کے مارے عرق عرق ہوگیا امیر نے کہا کہ بختک اپنی سزا کو پہونچا اور معلوم نہیں ہوتا
عمرو بولا کہ حضور یہ جنازہ اُسکی ماں کا تھا اپنی مادر مہربان کے ماتم میں مشغول ہوا ہے اسکا کیا اُسکے آگے آیا اس
وہ اپنے گھر میں جاکر سوگ میں بیٹھا ہے نوشیرواں نے امیر سے بہت سا عذر کیا اور کہا کہ میں مطلق اس فریب سے آگاہ نہ تھا آپ
مجھ پر یہ گمان نہ کیجیے یہ مکاری جس کی تھی وہ اپنی سزا کو پہونچی امیر نے کہا کہ میں بہرصورت تابع فرمان ہوں حضور کا
مطیع بدل و جان ہوں یہ فرمائیے کہ اب شادی کب ہوگی میری خانہ آبادی کب ہوگی بادشاہ نے کہا کہ چالیس دن کے بعد
ظہور میں آئیگا تمہارا مقصد پورا ہوجائیگا امیر تو رخصت ہوکر بدلشاد کام پر تشریف لیگئے مگر عمرو رکا جب بادشاہ نے
دربار برخاست کیا عمرو نے بزرجمہر کو معین کرکے امیر کیطرف سے عرض کی کہ امیر کو چالیس دن کا وقفہ شادی میں منظور نہیں
ہے کار خیر میں توقف کرنا ضرور نہیں ہے بادشاہ نے فرمایا کہ ابھی اسباب جہیز کا تیار نہیں ہے شادی کا سامان جمع ہوجانیکا
انتظار ہے عمرو بولا کہ حضور شاہنشاہ ہیں حکم کی دیر ہے اسباب کے تیار ہونے میں کیا تامل ہے بارے بگفتگو کے بعد بزرجمہر نے
بادشاہ سے بیس دنکا اقرار لیا خواجہ عمرو کو اس تقریر سے کمال سرور ہوا عمرو نے کہا پیر و مرشد اس مضمون کا ایک شقہ
صاحبقران کے نام لکھدیجیے کہ وہ اسکو دیکھکر مطمئن رہیں اور اپنے طور پر شادی کا سامان مہیا کریں بادشاہ نے ایک شقہ
بطور اقرارنامہ لکھدیا عمرو نے آنکر امیر کے ہاتھ میں جو وہ نوشتہ دیا امیر پڑھکر عمرو کی دانائی پر اچھل پڑے اور اُسکو گلے سے
لگالیا اور دس ہزار دینار عمرو کو دیئے اور حکم جشن کا دیا مبارک سلامت کا شور ہوا بادشاہ کی سنیے کہ محل میں جاکر مہرنگار
کو گلے سے لگالیا اور بیس دنکا اقرار جو امیر سے شادی کے باب میں کیا تھا بیان فرمایا بعد اُسکے عمرو کی حرکتیں جو اُسنے
سقر غار بانو کے جنازے کیساتھ جانے میں کی تھیں بیان کیں ملکہ مہر انگیز و مہرنگار عمرو کی حرکتیں سنکر ہنستے ہنستے

سوٹ لوٹ گئیں بختک کا حال سنیے کہ اُسنے جو سُنا کہ بادشاہ نے حمزہ کو اقرار نامہ لکھدیا کہ بیس روز کے بعد شادی کر دونگا اور اپنے قول و قرار پر مستقل ہونگا اور پانچ دن اسمیں گزر بھی گئے پندرہ دن شادی کے باقی ہیں دونوں طرف شادی کا سامان تیار ہو رہا ہے شہر میں اس کد خدائی کا گھر گھر چرچا ہے شعلۂ حسد میں بھنک گیا تن بدن آتش حسرت میں جلکر خاک سیاہ ہوا باوجودیکہ اُسکے جسم سوختہ کے ہنوز زخم آرے تھے مگر جلے پھپھولے پھوڑنے کیواسطے بادشاہ کی خدمت میں گرم رفتار ہوا پھر آگ لگانے کے واسطے بادشاہ کے حضور میں سلگتا ہوا پہونچا خلوت کر کے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ حضور نے حمزہ کو نوشتہ لکھدیا ہے کہ بیس روز کے بعد شادی کر دونگا اور شادی کی تیاری ہو رہی ہے تمام شہر میں اُسکی دھوم مچی ہے ہزار حیف کہ حضور کو اپنی بات کا کچھ پاس نہیں ہے سوائے اسکے کسی طرح حمزہ کیساتھ ملکہ کی شادی کرنا روا نہیں ہے تمام ملکوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ بادشاہ شہنشاہ ہفت اقلیم کو حمزہ کی دامادی منظور ہو گئی ہے اور جسنے سنا اُسنے کہا کہ فی الحقیقت شہنشاہ غیر کفو کو کہ نادیدہ خدا کی پرستش کرتا ہے کیونکر اپنی بیٹی دیویگا اور کس طرح غیر ملک و برخلاف مذہب و ملت کیساتھ شادی اپنی بیٹی کی کریگا اور جو حضور شادی کرنے پر مستعد ہوئے تمام خلقت کیا کہیگی ہر کس و ناکس کے آگے حضور کی بات کیا ٹھہریگی نوشیرواں نے کہا پھر میں کیا کروں سخت متردد ہوں کوئی بات بھی تو نہیں بن پڑتی کوئی تدبیر تو اچھی تم ہی بتاؤ بختک نے کہا کہ حضور مشوش نہ ہوں میں نے ایک معقول تدبیر ٹھہرائی ہے بہت دور کی بات سوچی ہے نوشیرواں نے پوچھا کہ وہ کیا تم نے دلمیں سوچا ہے بختک نے کہا کہ کل جسوقت اہالی و موالی دربار میں حاضر ہوں اور حمزہ بدستور آویگا اور اپنے رفیق و رفقا کو بھی ضرور ہمراہ لاویگا دو تین آدمی گوش و بینی بریدہ بھیجوں گا وہ زنجیر عدالت کی ہلائیں گے حضور بھی بدستور اُنکو بلا کر اُنکا حال پوچھیں وہ عرض کرینگے کہ ہم حضور کے ملازم قدیم ہیں ہفت ملک کا خزانہ سال بسال تحصیل کر کے حضور میں بھیجتے تھے اس سال کسی نے ایک پیسہ نہیں دیا بلکہ ہم کو ذلیل و خوار کیا کہتے ہیں کہ بادشاہ ہفت اقلیم خراج دینے کے لائق نہیں ہے کہ اُسنے آتش پرست ہو کر حمزہ نامی مسلمان کو اپنی بیٹی دی اور اپنے باپ داداؤں کے نام کی کچھ رعایت و عزت و آبرو نہ کی اب جب بادشاہ کا داماد آئیگا ہم سے خراج لیگا غلاموں نے جو اُنسے اصرار کیا اُنھوں نے غلاموں کی یہ صورت بنا کر اپنی حد سے نکالدیا جسوقت یہ گفتگو حمزہ سنے گا جوش غیرت میں آکر بلا شبہہ آپ سے رخصت چاہیگا نوشیرواں کو یہ مشورہ بختک کا بہت پسند ہوا اُسدن تو بختک سیہ بخت رخصت ہو کر اپنے گھر گیا دوسرے دن جب بادشاہ بارگاہ میں تخت پر جلوہ افروز ہوا اور حکما اور فضلا دین نمرود پہلوانان قوی ہیکل حاضر ہوئے اور امیر بھی آکر رستم کے دنگل پر بیٹھے زنجیر عدالت کسی نے ہلائی جب زنجیر کی آواز نوشیرواں کے کان میں آئی نوشیرواں نے فریادیوں کو طلب کیا مستغیثوں کو اپنے حضور میں بلایا دیکھا کہ چند کس گوش و بینی بریدہ دادخواہ ہیں پریشان و بدحواس بحالت تباہ ہیں سب اہل دربار اُنکو دیکھنے کے کہ کس نے ایسی صورت اُنکی بنائی کہ کان اور ناک جڑ سے اُڑائی فریادیوں نے جو کچھ کہ بختک نے

تعلیم کر دیا تھا بہت اچھی طرح سے بیان کیا غیظ کے مارے امیر کے رونگٹے کھڑے ہوگئے رگ ہاشمی جوش میں آئی بے اختیار بول اُٹھے
کہ برب کعبہ جبتک اُن سرکشوں سے خراج نہ لیلونگا ہرگز ہرگز شادی نہ کرونگا عادی کو حکم دیا کہ آج ہی ہفت ملک کیطرف
پیش خیمہ روانہ ہو اور برخاست اس شہر سے ہمارے لشکر کا آپ روانہ ہو نوشیروان نے کہا کہ اے ابوالعلا اگر یہی مرضی ہے
تو پہلے شادی سے فراغت کر لیجیے اُنکو جا کر گوشمالی دو امیر نے کہا کہ فدوی نے قسم کھائی ہے جبتک خراج اُس ملک کے سرکشوں سے
نہ لے لونگا قصد شادی نہ کرونگا اس بات میں حضور اصرار نہ فرمادیں مجھے ہنسی خوشی سے رخصت کریں بادشاہ نے فرمایا کہ اگر
یہی مرضی ہے تو لندھور یا بہرام کو ملکہ کی حفاظت کیواسطے چھوڑ جاؤ امیر اس بات سے بہت خوش ہوئے اور بہرام سے
فرمایا کہ تم حضور میں حاضر رہو بادشاہ نے امیر کو خلعت دیا اور سات خط ساتوں ملک کے بادشاہوں کے نام لکھکر امیر کو دیکر
رخصت کیا کہ ہر بادشاہ کو بھجوا دیجیے گا اور حتی المقدور اُن سے آشتی کیجیے گا اور قارن دیوبند کو بارہ ہزار ساسانی سے
امیر کے ساتھ کیا کہ جو کچھ امیر فرماویں وہ بجا لاوے کسی طرح امیر کی اطاعت سے دریغ نہ کرے امیر نے عرض کی کہ
قارن کے بدلے اور کسی سردار کو میرے ساتھ کیجیے اور انکو حضور میں رہنے دیجیے کیونکہ یہ ساسانیوں میں بزرگ زادہ
اور رشتہ دار شاہی ہے اور سوا اسکے کئی مرتبہ اس سے اور مجھ سے تکرار ہوچکی ہے مبادا اثنائے راہ میں بھی کچھ تکرار کرے
تو اچھا نہ ہوگا میں نے اگر درگذر کی تو میرے ہمراہیوں کے ہاتھ سے جانبر اصلا نہ ہوگا قارن نے ایک طاعت نامہ
اس اقرار سے لکھدیا کہ اگر میں کوئی خطا کروں تو امیر کو میرے مار ڈالنے کا اختیار ہے اُسوقت میرا عذر کرنا بیکار ہے
امیر نے فرمایا دو تقصور تک معاف کرونگا تیسرے تقصور پر سزا دونگا امیر تو دلشاد کام پر رخصت ہوکر پہونچے بادشاہ
نے سات خط ساتوں بادشاہوں کے نام لکھکر قارن کے حوالے کیے مضمون اُن خطوں میں یہ تھا کہ حمزہ کو ہم نے
بمصلحت وقت اُس طرف روانہ کیا خراج کیا دخل تک نہ پاوے سر کاٹ کر ہمارے پاس بھیجدینا اور سات مثقال
زہر ہلاہل قارن کو دیکر فرمایا کہ جب قابو پانا حمزہ کو کھلانا اور خلعت سے مخلع کر کے رخصت کیا قارن امیر کے
لشکر میں حاضر ہوا امیر نے نقارہ کوچ کا بجوایا مع لشکر ظفر پیکر منزل مقصود کی طرف عزم فرمایا عمرو نے امیر
سے کہا کہ آپ صف جنگ پر عاشق ہیں مہر نگار کا عشق کہنے سننے کے واسطے ہے بہر حال آپ کو اختیار ہے
جہاں جی چاہے وہاں جائیے ملک گیری میں اوقات بسر کیجیے نئے نئے ملکوں اور شہروں میں گذر کیجیے صف جنگ
میں لڑیے لشکروں اور پہلوانوں کو لڑوا لڑوا کر تماشا دیکھیے معرکہ آرائی فرمائیے بندہ ایک مدت سے آپکے ہمراہ
خراب پھرتا ہے اور کس کس آفتوں سے بچا ہے اب مکے جاتا ہے وہیں آپکے واسطے دعا کریگا اگر کوئی خط اپنے والد ماجد
کو دینا ہو دیجیے تو اُنکی خدمت میں پہونچا دونگا امیر نے ایک خط لکھکر حوالے کیا عمرو مکہ شریف کیطرف روانہ ہوا فقط

تمت

تمام ہوا دفتر اول امیر حمزہ گیتی ستان کے قصہ کا باقی حال دوسرے دفتر میں لکھا جائیگا انشاء اللہ المستعان۔

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
دفتر دوم
داستان امیر حمزہ
بار ہشتم
مطبع منشی نول کشور لکھنؤ میں طبع ہو کر مطبوع جہان ہوئی

دفتر دوم
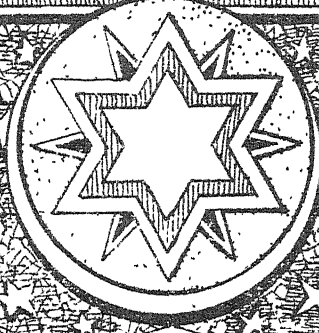
سلطان خامہ تسخیر ملک معانی کے واسطے نہضت فرما ہے مسافت منازل اوراق سادہ کے طے کرنے پر مستعد ہوا ہے امیر کے سفر کا احوال زبان پر لاتا ہے نئے نئے واقعات تازہ و نادر معرکہ گوش ذہن میں پہونچاتا ہے کہ جب امیر ہفت ملک کی طرف راہی ہوے سات منزلیں طے کر چکے تھے کہ قارن نے ایک دوراہہ پر اپنا گھوڑا کھڑا کیا امیر نے پوچھا کہ سبب رکنے کا کیا ہوا قارن نے کہا یہاں سے ہفت ملک کو دو راہیں گئی ہیں ایک راہ تو مسافت زیادہ رکھتی ہے دوسرے کہیں بڑی ہیں راہ دشوار گذار پڑی ہیں اگر کوچ بکوچ چلے جائیے گا تو اقل درجہ ہے کہ مہینہ بھر کے عرصے میں منزل مقصود کا پتہ پائیے گا اور دوسری راہ قریب ہے ہفتہ عشرہ سے زیادہ مسافت طے کرنی نہ ہوگی اور تکلیف کسی طرح کی نہوگی مگر اس راہ میں تین منزل تک پانی نہیں ملتا البتہ خوف تشنگی کا ہے امیر نے فرمایا کہ تین دن کے لائق پانی پکھالوں میں بھر لیا جائے زیادہ مشقت کرنا کیا ضرور ہے لشکر کو اسقدر تصدیعہ دیا جائے لشکریوں نے تین روز کے موافق پانی اونٹوں پر لادلیا اور اُسی راہ نزدیک سے روانگی کا قصد کیا جب تین روز گذر گئے اور پانی کا ایک قطرہ بھی مشکوں اور پکھالوں اور چھاگلوں میں باقی نہ رہا چوتھے دن لشکر تشنگی سے بیتاب ہوا اور خود امیر کی زبان میں تشنگی سے کانٹے پڑ گئے ہر چند گرد و نواح میں تلاش کیا مگر کوئی چشمہ ندی ڈبرہ غدیرہ نظر نہ پڑا قارن سے کہا تو نے کہا تھا کہ چوتھے دن پانی ملے گا وہ پانی کدھر ہے اس امر میں بھی کوئی مضمون مقرر ہے کہا حاشا اور کسی طرح کا خیال نہ فرمایئے مجھ کو بارہ برس کا عرصہ ہوا کہ میں اس طرف

آیا تھا معلوم ہوا کہ اس عرصے میں چشمے ندی و دریا ریگ سے پٹ گئے اور کوئی تالاب و حقیر غدیر باقی نہ رہے مگر آپکے پینے کے لائق پانی میری چھاگل میں موجود ہے حکم کیجیے تو میں حاضر کروں اگر نوش فرمانا مقصود ہے امیر نے فرمایا بہتر ہے تشنگی سے حال ابتر ہے قارن نے پانی میں زہر ہلاہل ملا کر امیر کی خدمت میں ایک جام حاضر کیا امیر نے جام ہاتھ میں لیکر دلمیں کہا کہ حیف ہے میں تو سیراب ہوں اور خسرو سا رفیق میرا پیاسا ہے اور وہ میرا منھ دیکھتا رہے خسرو کو جام دیکر فرمایا کہ میں عرب کا رہنے والا ہوں پیاس کی برداشت کر سکتا ہوں برخلاف تمھارے کہ تمھارے ملک میں آب نایاب نہیں ہے چپے چپے پر پانی ملتا ہے پیاس کے ضبط کی تاب تمھیں پانی پی لو اپنے لب و کام کو تر کرو خسرو نے اپنے دلمیں کہا کہ بعید از رفاقت ہے کہ میں تو اپنی پیاس بجھاؤں اور امیر پیاسے رہیں اور اُنکے روبرو غٹ غٹ پانی پی جاؤں پانی کو نہ پیا اور عادی کو عنایت کیا کہ اُسکے منھ سے خشکی کے مارے بات نہ نکل سکتی تھی زبان شدت تشنگی سے سوکھی تھی عادی نے دیکھا کہ اتنا سا پانی پیکر اور آتش تشنگی پر روغن نفط ڈالنا ہے اُس پانی کو نہ پیا مقبل کو دیکر کہا کہ تمھاری پیاس بجھنے کے لائق یہ پانی ہے تم پیو اور اپنی خشک زبان تر کرو مقبل نے تجویز کیا کہ وفاداری کے خلاف ہے کہ امیر تو لب خشک رہیں اور ہمارے لب تر ہوں ہم پانی نہیں غرضکہ اسی طرح جام کا دور رہا کسی نے پانی نہ پیا آخرش سبھوں نے ملکر اُس جام کو امیر کے ہاتھ میں دیکر عرض کی کہ حضور ہمیں آپ کی تشنہ کامی ہمکو تو گوارا نہیں ہے بے حضور کے سیراب ہوئے پانی پینا روا نہیں ہے ہر چند امیر نے کہا کہ تم میں سے کوئی پانی پیے مگر کسی نے نہ مانا پانی پینا کسی نے بہتر نہ جانا

باز رکھنا عمرو کا امیر کو آب سم آمیختہ کے پینے سے بموجب ارشاد حضرت خضرؑ کے اور نہ پینا امیر کا پانی کو بموجب غیبی کلام سے

غواصان بحار روایات گوہر سخن کو صدف فکر سے نکالکر صاف بناتے ہیں جوہر معانی کو روبرو بطریق تحفہ لاتے ہیں کہ عمرو مکے سے مراجعت کیے آتا تھا اثنائے راہ میں ایک مرد پیر کو دیکھا چاہا کہ اس سے باتیں کرتے چلیے رستہ بسہولت کٹے گا اور تھوڑی دیر دل بہلے گا ہر چند قدم بڑھایا لیکن اس مرد پیر تک نہ پہونچ سکا پھلانگیں چھلانگیں مارنے لگا پھر بھی پیچھے کا پیچھے رہا آخر ہانپ گیا تنک ہو کر پیشانی کا پسینا تلوؤں کی راہ سے بہنے لگا تب تو لاچار ہو کے قسمیں دینی شروع کیں کہ حضرت سلامت آپکو اپنے دین و مذہب کی قسم ہے اگر آگے کو قدم اُٹھائیے بغیر میرے ساتھ کے ایک قدم بھی آگے جائیے اُن بزرگ کا ٹھہرنا تھا کہ عمرو نے پاس جاکر دیکھا کہ حضرت خضر ہیں قدمبوس ہوا اور کیفیت اور وجہ نہ ٹھہرنے کی پوچھنے لگا حضرت خضر نے فرمایا کہ عمرو اسوقت امیر پیاسا ہے قارن نے پانی میں زہر ہلاہل ملا کر امیر کے پینے کو دیا ہے ہنوز وہ جام امیر کے ہاتھ میں ہے جلد پہونچکر پانی امیر کے ہاتھ سے لیلے اور زمین پر پھینک دے اور وہیں سے پکارتا جا کہ خبردار نہ پینا نہ پینا حافظ حقیقی تیری

آواز امیر کے کانوں تک پہونچا دیگا اُس بزرگ زادہ کی جان اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے گا عمرو بدحواس ہوکر وہاں
سے دوڑا اور ہر قدم پر کہتا چلا کہ خبردار خبردار نہ پینا نہ پینا میں بھی آپہونچا آپہونچا امیر چاہتے تھے کہ جام کو منھ سے لگا میں
پانی نوش فرمائیں کہ نہ پینا نہ پینا کی آواز کان میں آئی جام کو منھ کے پاس سے ہٹا لیا اور ادھر اُدھر دیکھنے لگے
کہ کس نے مجھے پانی پینے کو منع کیا جب مانع نظر نہ آیا امیر نے پھر پانی پینے کا قصد فرمایا مگر وہی آواز کان میں آئی
کسی نے پھر وہی صدا سنائی امیر یکا بکا ہوکر چاروں طرف دیکھنے لگے کہ کوئی منع کرتا ہے لیکن دکھائی نہیں دیتا ہے
کہ کسکی صدا ہے تیسری مرتبہ جام کو منھ سے لگایا اور صدا نہ پینا نہ پینا گوش زد ہوئی امیر نے جام کو منھ کے
پاس سے ہٹایا پر آئینہ دار حیرت زدہ ہوے کہ یہ ماجرا کیا ہے جب پانی پینے کا ارادہ کرتا ہوں کوئی کہتا ہے نہ پینا
نہ پینا یہ معاملہ خدا کی قدرت کا ہے امیر کا سکتے کا سا حال تھا نہ تو پانی پی سکتے تھے اور نہ پھینک سکتے تھے طرح طرح
کا خیال تھا کہ سامنے سے ایک غبار دکھائی دیا آناً فاناً اُس غبار سے عمرو نکلا دیکھا کہ گرد کے مانند اُڑا ہوا کہتا چلا آتا
ہے نہ پینا نہ پینا جب امیر کے پاس پہونچا اُس جام کو امیر کے ہاتھ سے لیکر زمین پر ٹپک دیا جہانتک اُسکی چھینٹیں اُڑ کر پڑی تھیں
زمین پھٹ پھٹ کر شق ہوگئی یہ کیفیت دیکھ کر دیکھنے والوں کے چہروں کی رنگت فق ہوگئی امیر کے منھ پر بھی ایک قطرہ پڑا تو پوست
و استخوان میں سرایت کرتا ہوا پشت تک پہونچا عمرو نے جھٹ پٹ شاہ مہرہ گھسکر اُس آبلہ پر لگا دیا اُس زہر کا اثر کم ہوکر
جاتا رہا قارن نے دیکھا کہ راز افشا ہوا سر پر پاؤں رکھ کر اپنے لشکر کیطرف کو بھاگا لشکر کو پہلے ہی سے تیار رہنے کا حکم
دیا تھا فی الفور بارہ ہزار سوار سے امیر کے سر پر آگرا اور ایک نیزہ لندھور کے سینۂ بے کینہ پر لگایا لندھور نے اُسکے
نیزے کو چھین کر ایک ڈانڈ جو ماری لوٹ پوٹ کے زمین پر گر پڑا سوار اُسکے جو باقی ماندہ تھے اُسے اُٹھا کر جنگل کیطرف
بھاگے ہاتھوں ہاتھ اُس بدذات کو لیکر ہوا ہو گئے عمرو لشکر کو اُس چشمہ پر کہ خواجہ خضر نے بتایا تھا لے گیا اور سب کو
سیراب کیا اور خود بھی بہت سا پیا امیر و خسرو نے عمرو کو گلے سے لگایا فرمایا کہ خوب جان بچائی بہت اچھی آواز سنائی
نہیں تو مر چکے تھے دنیا سے گزر چکے تھے مگر اب راہ پیدا کیا چاہیے کہ اس وادی بے آب سے نجات پا دیں منزل مقصود
تک کسیطرح خیر و عافیت سے پہونچ جاویں عمرو لشکر سے باہر نکلا ایک چھوٹے سے قصبے میں جو گیا تو لوگ وہاں کے عمرو
کو دیکھ کر بے تحاشا بھاگے جان چھوڑ کر فرار ہوے عمرو نے جست کر کے ایک شخص کو پکڑا اور بہ تسلی پوچھا کہ تم لوگوں کے
بھاگنے کا سبب کیا ہے اصل کیا ماجرا ہے اُس نے کہا کہ پرسوں ایک فوج آئی تھی اُسنے ہم لوگوں کو گرفتار کر کے روپے بھی
لیے اور لڑکیاں بھی زبردستی اور لوگوں کو بیگار پکڑ لیگئے اور تکلیفیں دیں اُسی دہشت سے تم کو دیکھ کر سب بھاگے ہیں جان بچانے
کو نکلے جاتے ہیں عمرو نے اُسکی دلدہی کر کے کہا کہ ہم لوگ ویسے نہیں ہیں ظلم و بیداد کسی پر کرتے نہیں ہیں ہمارا سردار
بہت رحیم و کریم ہے تم کو اُس سے بہت فیض پہونچے گا اور تم لوگوں کو بہت خوش و خرم کریگا باطمینان ہماری طرف
جاؤ اور سب کو فہمائش کر کے لے آؤ اُس شخص نے جا کر سب کی دلجمعی کی اور عمرو کے پاس لے آیا عمرو اُن لوگوں کو

امیر کے پاس لیگیا اور بہت کچھ دلوایا اور اُسی پہلے آدمی سے پوچھا کہ یہ جنگل کہاں تک گیا ہے اور آب شیریں کتنی دور جا کر ملے گا اور ہفت ملک کے پہلے شہر اور شہریار کا نام کیا ہے وہ بولا بارہ کوس تک یہ جنگل ہے اس جنگل سے نکلکر ایک ندی آب شیریں کی ملیگی اور وہاں سے ایک دن کی راہ پر انطابیہ نام ہے پہلا شہر ہے اور اُسکے حاکم کا نام ہام ہے اور انطابیہ سے ملا ہوا انطاقیہ ہے اور انطاقیہ ہم سرحد انطاکیہ ہے سام و مہد زریں کمر اُن شہروں کے حاکم کا نام ہے اور منجھلے چھوٹے بھائی ہام کے ہیں اور بہت شجاع اور لڑنے والے ہیں اور ہر ایک شخص دس ہزار سوار کی جمعیت رکھتا ہے آپ فرمایئے گا تو میں راہ دکھلانیکو چلونگا بلکہ بے آپکے رخصت کیے نہ پھرونگا امیر نے سب سے زیادہ اُسکو روپے دیے اور اُس طرف چلے اور اپنے ساتھ لیا جب جنگل طے ہوا ندی کے کنارے پہونچے اُسکے پانی کا رنگ سبز دیکھ کر اُس شخص سے پوچھنے لگے کہ پانی اُسکا ہمیشہ سے سبز بہتا ہے یا ان دنوں سبز ہو گیا ہے اُسنے کہا کہ اُسکے پانی کی آبداری کے آگے تو آب گوہر بھی پانی بھرتا تھا چشمہ خورشید بھی اُسکی صفا کے روبرو میلا تھا مگر معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے زہر گیاہ اسمیں ڈالدی ہے کہ پانی کی رنگت اور خاصیت بدل گئی ہے اب یہ پانی پینے کے قابل نہیں رہا سم قاتل ہو گیا عمرو نے امیر سے کہا کہ یہ کام اُسی بے آبرو کا ہے کہ جسکی چشموں کا پانی گر گیا ہے جا بجا چشمے کھودکر لشکر سیراب ہوا اور احتیاطاً پکھالوں اور مشکوں و چھاگلوں میں بھر لیا دوسرے دن خدا خدا کر کے منزل مقصود تک پہونچے قلعہ انطابیہ کے پاس پہونچکر خیمہ زن ہوئے قارن کا حال سنیے کہ وہ بس کی گانٹھ جا بجا ندیوں اور چشموں میں زہر گیاہ ڈالتا ہوا ہام کے پاس پہونچا اور نوشیرواں کا شقہ دیکر زبانی بھی کہا کہ حمزہ نام عرب خدا کے نادیدہ پرست آتا ہے اور اپنے رفقا اور جاں نثاروں کو بھی لاتا ہے اگر خراج مانگے تو نہ دینا اور جس طرح سے مناسب جاننا اُسکو اور لندھور کو کہ اُس کے ساتھ ہے بیجان کرنا یا قید کرنا تین سال خراج کی معافی صلہ اُن دونوں کے سر کا ہے اور اور بھی لطف سلطانی اگر تمھارے حال پر ہو تو عجب کیا ہے یہی سمجھوتی سام اور مہد زریں کمر کو بھی جا کر سمجھائی اور وہاں سے آگے کو چلتا ہوا اور فوج اپنی آگے بڑھائی ہام نے دیکھا کہ امیر کا لشکر بہت ہے میں تنہا دس ہزار سے اُس سے بر نہ آؤنگا کسی طرح امیر منصور و مظفر نہ ہونے پاؤنگا اپنے دونوں بھائیوں کو لکھا کہ فوراً دیکھتے اس خط کے آپ کو یہاں پہونچاؤ اور ہمراہ جلد اپنے اپنے لشکر کو لیکر آؤ کہ حمزہ کیساتھ لشکر کثرت سے ہے اگر میرا قلعہ اُسنے لیلیا تو تمھارے قلعوں کا لینا کچھ مشکل نہیں ہے پھر اور کوئی اس گرد و نواح میں اُسکے مقابلے کے قابل نہیں ہے سام و مہد زریں کمر اپنے بھائی کا خط دیکھ کر فی الفور لشکر سمیت قلعے میں داخل ہوئے اور باہمدیگر مشورہ کرنے لگے سام نے کہا کہ حمزہ کیساتھ لشکر کثرت سے ہے شبخون مارا چاہیے مہد زریں کمر بولا کہ شبخون مارنا نامردوں کا کام ہے تیس ہزار سوار سے جو ہم تینوں بھائیوں کے پاس ہیں صف آرائی کیا چاہیے بڑے بھائی نے کہ جسکا نام ہام تھا کہا کہ اپنے نزدیک تو یہ دونوں باتیں محض بیہودہ ہیں سوغات تحائف لیکر چلیں حمزہ سے ملاقات کریں اگر وہ بقدردانی پیش آوے تو اسکی اطاعت کیجیے اور خوشی خوشی خراج دیجیے اور در صورت برعکس

لڑنے کا اختیار باقی ہے قلعے میں اگر جو صلاح قرار پاوے اُسکو عمل میں لاویں ہمارے نزدیک یہ بات اچھی ہے اور تعجب نہیں ہے کہ حمزہ قدردانی کرے اور بہت اخلاق اور مروت سے ملے کیونکہ اُسکے ساتھ شہریار اور امراے نامدار ہیں اور خود نشہ جرأت میں سرشار ہے اور شجاعت و ہمت کے تذکرے اُنکے مشہور دیار و امصار ہیں بہادر ہمیشہ بہادروں کی قدردانی کرتے ہیں شجاعوں کی خاطر داری اور توقیر کرتے ہیں اور بہادری حمزہ کی ظاہر ہے کہ جب شاہنشاہ ہفت اقلیم سے کچھ نہ ہوسکا تب تو ہمکو لکھا کہ قابو پاکر حمزہ کو مار ڈالنا اُسکا تن سے تار دینا قابو پانے سے غرض یہ ہے کہ دغا سے مارنا دھوکے اور خطا سے مارنا ظاہر ہے کہ دغا سے مارنا کام نامردوں کا ہے یہ امر کسی عنوان ہمکو نہیں زیبا ہے سام و مہدزرین کمر کو بھی ہام کی صلاح پسند آئی لڑائی کی صلاح موقوف رہی صلح کی دل میں ٹھہرائی دوسرے دن تحائف و سوغات لیکر امیر کی بارگاہ میں پہونچے اور بکمال نیاز و عقیدت ملازمت سے مشرف ہوے

مسلمان و مطیع ہونا ہام و مہدزرین کمر و سام حکام انطابیہ و انطاقیہ کا منجملہ ہفت ملک کے امیر کے ہاتھ سے اور خراج دینا انکا اور اختیار کرنا تابعداری کا

خامہ تیز رفتار میدان تحریر میں جولان ہے امیر کے طے منازل و مراحل کے احوال میں گرم بیان ہے کہ امیر اُن تینوں بادشاہوں سے بکمال حسن سلوک پیش آئے اور تین دن تک اُنکے واسطے مجلس جشن کی ترتیب دے کر خاطر داری اور دلجوئی کرتے رہے جب دیکھا کہ یہ مرہون منت ہوے بکمال محبت و دلدہی سے سمجھا کر کہا کہ تعجب ہے تم دانا اور بہادر خدا پرستی نکریں آتش پرستی کریں اور ایک پتھر کہ اپنے ہاتھ سے بنایا ہو اور اُسمیں کسیطرح کی طاقت حس و حرکت کی نہ ہو اُسکو پوجیں وہ تینوں بھائی عقل سلیم تو رکھتے ہی تھے کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوے مراسم کفر ترک کرکے دین اسلام میں مشرف علی الاعلان ہوے امیر نے ہر ایک کو خلعت سے سرفراز کرکے فرمایا کہ اب تم تینوں میرے بھائی ہو اگر خزانہ تمھارا خالی ہو تو میں اپنے پاس سے تمھارے عوض شاہنشاہ کو خراج دوں اور میں تم سے کسیطرح بابت خراج کے کبھی ایک حبہ تک طلب نہ کروں اُنھوں نے عرض کی کہ آپکے اقبال سے خزانہ ہمارا اشرفی روپیے سے معمور رہے اگر حکم ہو تو پیشگی چند سال کا خراج حاضر کریں ہمکو ہر طرح سے خوشنودی حضور کی منظور رہے امیر نے فرمایا کہ پیشگی دینا کچھ ضرور نہیں ہے سال و اجبی دینا چاہیے اور داروغہ دیوان خانہ سے اور داروغہ خزانہ سے داخلہ لینا چاہیے ہام و سام و مہدزرین کمر نے اُن شقوں کو جو قارن دے گیا تھا امیر کو دکھلایا اور اپنے روبرو حرف بحرف پڑھوایا امیر اُن کو پڑھ کے پہلے تو کبیدہ خاطر ہوے پھر سمجھے کہ شاید جعلی ہوں اپنے آئینہ دل پر غبار کدورت جمنے نہ دیا اور کسی عنوان میں اُسکے انجام کا خیال نہ کیا پوچھا کہ اب جو ملک ملے گا اُسکا اور اُسکے حاکم کا کیا نام ہے اور یہاں سے کسقدر مسافت ہے اور درمیان میں کون کون خوش آیند اور دلچسپ مقام ہے ہام نے عرض کی یہاں سے پندرہ منزل پر علانیہ ملے گا

اُسکے حاکم کا نام انیس شاہ ہے بہت اولوالعزم اور عالیجاہ ہے امیر نے فرمایا کہ اچھا خدا حافظ ہے تم اپنے اپنے ملک میں
فرمانروائی کرو میں علانیہ کی طرف جاتا ہوں اُس ملک کو فتح کر کے انشاء اللہ تعالیٰ جلد آتا ہوں وہ بولے کہ
ہم لوگ آپ کے بندۂ بیدرم ہیں آپ کے آزاد کرنے سے بھی آزاد نہ ہونگے خراج حاضر ہے خزانچی کو حکم ہو کہ خزانہ عالی میں
داخل کر کے ہمکو داخلہ دیوے اور غلاموں کو رکاب میں چلنے کی اجازت ملے کہ ہر ہر شخص اکتساب سعادت ہمرکابی
کرے ہر چند امیر نے سمجھایا مگر تینوں سے ایک نے بھی نہ مانا اپنا اپنا نائب قلعوں میں چھوڑ کے ہمراہ ہوے اور
خراج امیر کے خزانے میں داخل کر کے ساتھ چلے ہرگاہ امیر سے قلعہ علانیہ دو کوس باقی رہا ایک میدان خوش فضا
نظر پڑا وہاں پہونچکر امیر اُتر پڑے اور خیمے استادہ کرنے لگے انیس شاہ کو خبر ہوئی پہلے تو وہ نامرد بعزم جنگ لشکر
لیکر امیر کے مقابل ہوا جب دیکھا کہ مارا پڑوں گا مرکب سے کود گیا امیر کی رکاب کو بوسہ دیا اور تہ دل سے مسلمان ہوا
اور کلمۂ توحید و شہادت پڑھا امیر اُسکو اپنے لشکر میں لے آئے اور انواع انواع کے لطف و کرم اُسکے حال پر فرمائے
وہ شتر کینہ کئی دن تک امیر کے پاس حاضر رہا چاپلوسی اور تملق کیا کیا ایک دن موقع پاکر عرض کی کہ غلام نے ایک حمام بنایا
ہے بہت نفیس و لطیف تیار ہوا ہے امیدوار ہوں کہ ایک دن اُسمیں غسل فرمائیے اور کسل راہ کدورت جسم مبارک سے
وہاں مٹائیے اگرچہ امیر نے پہلے پہلو تہی کی لیکن اُسکے اصرار سے کچھ نہ بن پڑی راضی ہوے اور تشریف لیگئے اس
سوختنی حمامی نژاد نے واقع میں حمام بڑے صناعوں سے بنوایا تھا کہ جو کوئی دیکھتا بے حاجت بھی سرگرم غسل ہوتا اور
تکلف یہ کیا تھا کہ لوہے کے ستونوں پر چھت کو قائم رکھا تھا اور چھت پر چرخیال نصب کر کے انمیں زنجیریں ڈالی تھیں
کہ جب چار آدمی چاروں زنجیریں چھوڑ دیں چھت نہانے والوں پر گر پڑے غسل تو ہو جائے مگر بکھن لاش دب رہے
چنانچہ اُسدن چار حبشی قوی ہیکل زنجیروں پر تعینات کر کے اُن سے کہا تھا کہ جب میں طاس دے ماروں اور
اُسکی آواز تمہارے کان میں پڑے تم زنجیروں کو چھوڑ دینا اور فوراً اپنی راہ لینا امیر تو لندھور و مقبل وغیرہ کو ساتھ
لیکر مصروف غسل ہوے لیکن عمرو اور عادی باوجود امیر کے کہنے کے بھی حمام میں نہ گھسے ناگاہ عمرو کے
دل میں آیا کہ ذرا اس حمام کی بھی سیر کیا چاہیے اور اس کی صنعتوں کو دیکھا چاہیے حمام کے پچھواڑے ایک بوڑھے
کی صورت بنکر جو گیا حبشیوں نے ترس کھا کر کہا بوڑھے جلد یہاں سے بھاگ ابھی ہم طاس کی آواز سنیں گے تو زنجیروں
کو چھوڑ دینگے ناحق آنٹے کیساتھ تو گھن بھی پسے گا ہماری گردن پر تیرا خون ناحق رہیگا عمرو یہ حال سنکر اُلٹے پاؤں پھرا
اور حمام کے دروازے پر آکے زبان عیاری میں تمام کیفیت امیر سے کہی امیر باہر نکل آئے اور حجرے کی کنڈی چڑھا کر
پوشاک پہنی انیس شاہ نے کہا کہ اسکے پہلو میں ایک خلوت سرا ہے وہاں کچھ میوہ تر و خشک حضور کیواسطے چنا ہے امیر
نے فرمایا کہ تم چلکے میرے واسطے جدا جدا طبق میں لگا دو میں ابھی اپنے رفیقوں سمیت آتا ہوں اور بہت اچھی طرح کھاتا ہوں اور
کھلاتا ہوں انیس شاہ کا اُس خلوت میں جانا تھا کہ عمرو نے بقوت تمام طاس کو دے مارا اور اُن حبشیوں نے طاس کی

آواز سنکر زنجیروں کو چھوڑا چھت حمام کی انیس شاہ کے اوپر گری خشکی و تری کی خبر نہ رہی انیس شاہ تو ٹھنڈا ٹھنڈا
جہنم کیطرف گرم رفتار ہوا اپنے کردار سے خود مارا پڑا امیر نے عمرو کی عقل پر آفریں کی اور اسکے بیٹے کو کہ ازبس خورسال
تھا مع لشکر مسلمان کرکے عہد زریں کمر کے سپرد کیا کہ اسکو تعلیم و پرورش کرنا اور اسکے حق پر درشتی سے درگذر نہ کرنا سرداران
لشکر سے معلوم ہوا کہ قارن ایک شقہ بادشاہ کا بمضمون قتل حضور و ملک لندھور لایا تھا انیس شاہ کو دیکر حلب
کیطرف روانہ ہوگیا یہ سنکر امیر کے دلکو انتشار ہوا اسی روز حلب کیطرف پیش خیمہ روانہ کیا اب فی الحال قارن بیفرنیہ کا
سنیے کہ حلب میں اُس نے جاکر حدیث شاہ سے باتیں چکنا چکنا کے کیں شقہ بادشاہ کا دیا اور کہا کہ یہ سخن بادشاہ
نے زبانی فرمایا کہ جو کوئی حمزہ اور لندھور کو ماریگا اُسکے بار منت سے میں کبھی سبکدوش نہ ہونگا اور اُسکا احسان
میری گردن پر رہیگا علیٰ ہذا القیاس بہت سی باتیں جھوٹ سچ کچھ بادشاہ کی طرف سے کچھ اپنی جانب سے کہیں اور
بہت سی بُرائیاں اور شکایتیں امیر کی بیان کیں اور یہ کہکر یونان کا عازم ہوا حدیث شاہ نے کہا کہ ابھی تم یونان
کیطرف نہ جاؤ قدرے یہاں توقف فرماؤ دیکھو میں تمہارے آگے سر میدان حمزہ کو مارتا ہوں اور اس سرکش کا
سر گردن سے اُتارتا ہوں قارن نے کہا کہ یہ کہنے کی بات ہے کہ آپ حمزہ کو سر میدان مارینگے اور اُسکو شکست فاش
دیںگے حمزہ ایسا اسامی نہیں ہے کہ تمہارے ہاتھ سے سر میدان مارا جائے اور اُسکا لشکر تمہاری فوج سے شکست کھائے
حدیث شاہ بولا کہ اگر یہ صلاح نہیں ہے تو ایک کنواں میں نے کھودا کر اُسمیں ہر ہر قسم کے سلاح گاڑے ہیں اور
بہت تیز اور نکیلے ہتھیار اُسمیں کھڑے کیے ہیں میں حمزہ سے چوگان بازی کرکے کنوئیں میں اُسکو مارونگا بہت جلد
اُسکی فکر کرونگا قارن نے کہا کہ یہ بات البتہ کام کی ہے یہ صورت مقرر انتظام کی ہے جب لشکر امیر کا حلب کے قریب پہونچا
حدیث شاہ بھی تحائف و سوغات و خزانہ سہ سالہ لیکر امیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور ظاہر میں کلمہ پڑھکر مشرف باسلام
ہوا اور مراسم اطاعت و عقیدت بجالایا امیر نے اُسکے واسطے جشن ترتیب دیا اور بہت سی اُسکی عزت و حرمت کی سب سے
بہتر خلعت عنایت کیا چار پانچ دن تک تملق و چاپلوسی امیر سے پیش آیا ایکدن امیر سے کہا کہ غلام نے حضور کا شہرہ
علم و ہنر سپاہگری میں بہت سنا تھا اور ایک مدت سے مشتاق اور آرزومند رہا کرتا تھا زہے طالع کہ حضور یہاں تشریف
لائے میرے بخت خوابیدہ جاگے اب یہ غلام چاہتا ہے علم چوگان بازی کا حضور سے سیکھے اور اس فن میں حضور کے
تصدق سے مہارت پیدا کرے امیر نے فرمایا کہ بچشم صبح کو حدیث شاہ نے اپنے قلعہ میں آکر آدمیوں پر تاکید بلیغ کی کہ چاہ کے منہ
پر اسطرح سے گھانس بھری جاوے کہ مطلق گمان کنوئیں خندق کا نہ ہووے اور کسیطرح سے نشان کنوئیں کا دکھلائی نہ دے
اور جسوقت حمزہ کنوئیں میں گرے تم سب لوگ لشکر اسلام پر حملہ آور ہونا اور ہنگامہ قتل گرم کرکے مظفر و منصور تمام لشکر پر
ہونا لوٹ کی بھی اجازت میں نے تم کو دی اور لوٹ لشکر اسلام کی مطلق میں نے تم کو معاف کی جب چوگان باز فلک
گوئے ماہ میدان کو لیگیا اور خورشید جہانتاب نیزہ شعاع لیکر میدان عالم میں آپہونچا اُدھر سے حدیث شاہ اور ادھر سے

امیر میدان میں گئے اور دونوں طرف کے عمائد اور ارکین تماشا دیکھنے کو پہونچے حدیث شاہ نے امیر کی رکاب کو بوسہ دیکر کہا کہ ہمیں چوگان ہمیں گوے امیر نے فرمایا کہ اپنا معمول کسی امر میں پیشدستی کا نہیں ہے اُستاد نے یہ سخن بتایا نہیں بلکہ اول تم چوگان گوے پر لگاؤ پھر میں بھی چوگان کو ہاتھ میں لونگا جو کچھ مجھے یاد ہے تمھیں دکھاؤنگا اُسنے آداب بجالاکر گھوڑے کو مہمیز کیا جب ایک تیر کے فاصلہ پر پہونچا امیر نے بھی چوگان لیکر اپنے مرکب کی باگ دی حدیث شاہ تو پیچھے رہگیا اور امیر آگے جدھر کنواں تھا بڑھ گئے اور اس خداع کے مکر پر نظر نہ کی سیاہ قیطاس چاہ کے متصل جاکے جھجکا امیر نے تازیانہ اُسکے لگایا ہر چند مرکب نے لمبی بھری مگر پچھلے پاؤں کنوئیں میں جا رہے امیر پشت زین سے کود کر الگ ہوے اور گھوڑے کی باگ تھام کر آگے جھجکار امرکب چاہ سے باہر نکلا امیر جست کرکے پشت پر گئے وہیں قارن بھی لگا ہوا کھڑا تھا قارن سے امیر کی چار آنکھیں جو ہوئیں قارن کوہستان کیطرف بھاگا امیر نے بھی اُسکے پیچھے گھوڑا اڑالا حدیث شاہ نے جانا کہ امیر کنوئیں میں غرق آب فنا ہوے اپنے بیس ہزار سوار سے لشکر اسلام پر جا گرا بہت سے مسلمان کافروں کے ہاتھ سے شہید ہوے آخر لندھور کے ہاتھ سے مارا گیا اور لشکر اُسکا بھاگا لندھور نے دیکھا کہ امیر کہیں نظر نہیں آتے گھبرا کر عمرو سے کہا کہ امیر کو ڈھونڈھنا چاہیے اُس یوسف گم گشتہ کا پتہ لگایا چاہیے عمرو سیاہ قیطاس کے سموں کے نشان پر چلا قارن نے ایک فالیز پر پہونچکر مزارع سے ایک سردہ لیکر زہر اُسمیں مخلوط کیا اور فالیزبان سے کہا کہ میرے پیچھے ایک سوار آتا ہے یہ سردہ اُسکو نذر دینا اور اگر وہ کچھ دے لینا اگر اُسنے کھایا تو میں تجھ کو سو اشرفی انعام دونگا اور اگر میرا مطلب ہو گیا تو بہت خوش کر دونگا اور خود درہ باہنش درہ کوہ کیطرف رواں ہوا اور منتظر خبر بد کی ساعت کا رہا پیچھے سے امیر جو پہونچے کسان نے وہ سردہ نذر گزرانا امیر نے سردے کو لیکر پوچھا کہ ابھی میرے آگے آگے ایک سوار اسطرف کو آیا ہے وہ کسطرف روانہ ہوا ہے اُسنے عرض کی کہ سامنے کوہ کے درے میں گیا ہے اور اس طرف راہ نکلنے کی نہیں ہے کہ شیر لا گو ملتا ہے انسان کی مجال نہیں کہ اُسکے روبرو آئے اور اپنی جان بچا لیجائے امیر کو پیاس کی شدت تھی چاہا کہ اس سردے کو نوش فرمائیں اپنی تشنگی بجھائیں کہ فالیزبان نے ہاتھ باندھکر کہا کہ اے جوان ہر چند سو اشرفی کا مجھ کو سود ہے لیکن تیر از یاں و ضرر گوارا نہیں کہ تجھ سا جوان حسین و خوش رو دیکھا نہیں اس سردے میں کسی پہلے جوان نے کچھ ملا کر مجھ کو دیا تھا خواہ مخواہ کچھ زہر ملایا ہوگا اور کہا تھا کہ پیچھے جو جوان آتا ہے اُسکو یہ سردا کھلا دینا اگر کام اُسکا تمام ہو گیا تو سو اشرفیاں میں تجھکو انعام دونگا امیر نے اس سردے کو ہاتھ سے پھینکدیا اور ہزار اشرفی کی قیمت کا جواہر اُسکو عنایت کرکے درۂ کوہ کیطرف مرکب کو جولان کیا ہنوز درہ کوہ کے اندر گئے نہ تھے کہ ایک شیر غرندہ امیر پر جست کرکے آیا امیر نے ایک ہاتھ تیغ بُرّاں کا لگایا ایک شیر کے دو ٹکڑے ہو گئے امیر درۂ کوہ کے اندر گھسے دیکھیں تو ایک چٹان کے نیچے قارن دبکا ہوا ہے دم چرائے پڑا ہے چاہتے تھے کہ خنجر سے ماریں اُس مکار کا سر گردن سے اُتاریں قارن نے کہا کہ اگر امیر میری جاں بخشی کرو تو میں تین چیزیں تم کو دیتا ہوں لیلو امیر نے فرمایا کیا دیتا ہے تو

تھوڑی دیر اسی بہلنے سے جان بچاے اُس نے ایک خنجر اپنی کمر سے نکالکر امیر کو دیا کہ یہ طہمورث دیوبند کی کمر کا ہے اور بڑی دقت اور محنت سے میرے پاس تک پہنچا ہے اور ایک بازوبند بازو سے کھولکر دیا کہ جسمین بارہ لعل شب چراغ تھے اور ہر لعل وزن میں تین تین مثقال کا تھا یہ دو چیزیں دیکر بولا کہ اس کوہ کے اندر ایک کھوہ میں خزانہ ہے چلو وہ بھی بتادوں تمھاری قسمت کا تھا وہ تمھارے پیش کردوں اتنے میں عمرو پہونچا امیر نے قارن کے ہاتھ باندھکر عمرو کو سونپا کہ دیکھو کہاں خزانہ بتاتا ہے یا کوئی فقرہ اسکا ہے اگر راست ہے تو تم اُسکو اپنے قبضہ میں کرو ورنہ دروغگو راتا یخانہ پہونچاؤ عمرو نے دو حلقے کمند کے اُسکی کمر میں لگا دیے اور ہاتھ خوب زور سے کسکر باندھے اور اُس درے سے باہر لیکر نکلا قارن زور کرنیلگا چاہتا تھا کہ بند دست و کمر سے ٹوٹ جاویں تو میں اُسکے ہاتھ سے نکلجاؤں بھاگ کر کسی طرف راہ لوں عمرو نے کہا کہ کیوں زور کرتا ہے خزانہ تو مجھ کو تبلادے میں امیر سے تیرے واسطے سعی اور سفارش کرونگا اور مقرر تجھے چھوڑ دونگا قارن بولا کہ خزانہ کا نام تو اپنی جان بچانے کیواسطے میں نے لیا تھا مگر تو مجھ کو چھوڑ دے تو دو لاکھ تمن میں تجھ کو حدائن جل کر دونگا عمرو نے کہا کہ اے موذی اب میں کب تجھ کو جیتا چھوڑتا ہوں کوئی دقیقہ تو نے خصومت و دشمنی کا امیر سے اور مجھ سے اُٹھا نہیں رکھا ہے ایسا قابو پاکر میں تجھ کو چھوڑ دوں میں کیا احمق ہوں یہ کہکر خنجر کمر سے نکالا اور اُسکو ہلاک کیا اور امیر کی خدمت میں حاضر ہو کر سب کیفیت عرض کی کہ یا امیر خزانہ کہاں نکا وہ جھوٹا تھا کہ طمع زر دیکر جان بچاؤں اسی فقرے سے جا بری اپنی کردوں جب میں نے تھانا اور گرٹرانے لگا میں نے اُسکو کتے کی موت مارا امیر بہت خوش ہوے اور کہا کہ عمرو تو نے کام اچھا کیا کہ وہ کا فساد اور جھگڑا مٹا دیا

یونان کیطرف روانہ ہونا امیر کا عقد نکاح میں لانا ناہید مریم معشوقہ دلپذیر کا

مشاطگیان انشا عروسان معانی کو زیور تحریر پہناتے ہیں جمال بیان کو نئے نئے رنگ سے آراستہ فرماتے ہیں کہ جب شاہد ظفر نے امیر کے آئینہ دل میں جلوہ دکھلایا امیر نے قلعہ حلب میں آکر ایک ہفتہ تک جشن فرمایا اور پانچوں ملکوں کا خراج اور عریضہ مشتمل بر حال قارن و دیگر سوانحات لکھکر مقبل کے ہمراہ نوشیرواں کیخدمت میں بھیجا اور آپ یونان کیطرف کا قصد کیا چند روز میں یونان کی سرحد میں جاکر خیمہ زن ہوے فریدوں شاہ بادشاہ یونان اخبار نویسوں کے لکھنے سے امیر کے حال سے آگاہ ہو چکا تھا سنتے ہی مع پیشکش معقول اپنے بھائیوں کو ساتھ لیکر یونان سے چلا اثناے راہ میں امیر سے ملازمت ہوئی نذر گزران کے بخلوص دل قدمبوسی حاصل کی و صفائی نیت سے کلمہ پڑھا اور بھائیوں سمیت مشرف باسلام ہوا امیر اسکی اہلیت و لیاقت سے کمال خوش ہوے اُسکو اور اُسکے بھائیونکو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور جشن ترتیب پاکئی دن تک اسی جنگل میں منگل رہا فریدوں شاہ نے ایک دن موقع پاکر عرض کی کہ یا امیر تین مہمیں مجھ کو درپیش ہیں اور ہر ایک کا انجام مجھ سے دشوار ہے بلکہ محال و خارج از اختیار ہے اگر حضور ان مشکلوں کو آسان کردیں تو

کمال بندہ نوازی کریں فرمایا کہ جو تمھیں کیا ہیں بیان کرو جو کچھ احوال اور مدعا کھو سند عرض کی کہ پہلی مہم تو یہ ہے کہ چند سال سے
اس نواح میں ایک اژدہا پیدا ہوا ہے کہ اسکے سبب سے منزلوں تک آبادی ویران ہو گئی ہے ملک کھا لیے کہ خرچ کا نقصان
ہوتا ہے دوسری مہم یہ ہے کہ قلعہ سے کئی فرسخ پر ایک پہاڑ ہے اوسپر ایک زنگی رہتا ہے وہ قلعہ اپنے رہنے کو بنایا ہے ہمیشہ تاراج
و تاخت کرتا ہے ہزاروں آدمی اسکے ہاتھوں سے مرتے ہیں تیسری مہم بعد انجام ان دو مہموں کے عرض کرونگا اسکی کوئی صورت بہبود
آپ ہی سے نکلیگی امیر نے فرمایا پہلے ہم اژدہے کو مار لینگے تب قلعہ میں سونیکا انصرام کرینگے صبح ہمارے ساتھ چلکر اژدہے کا
مسکن بتا دینا اور تم لوگ الگ کھڑے ہو کر تماشا دیکھ لینا خسرو نے امیر سے کہا کہ زنگی روسیاہ پر حضور کیا جاوینگے مجکو حکم ہو کہ
اسکو کھڑی سواری جا کر قتل کر دوں انشاء اللہ تعالی اوس سرکش کا سر حضور میں لے آؤں فرمایا کل انشاء اللہ تعالی ہم اژدہے
کے مار لیو جاوینگے تم اوس روسیاہ کے قلع اور قمع کے واسطے جانا اور اوس موذی کو قعر جہنم میں پہونچانا جب زنگی شب نے
خسرو خاور سے شکست پائی اور خسرو خاور نے فوج انجم پر کامیابی پائی صاحبقران تو فریدون شاہ کو ساتھ لیکر اژدہے کو
مارنے چلے اور بعضے بعضے جان نثار اور فدائی بھی ساتھ ہوئے اور خسرو ہند آصف نامی برادر فریدون شاہ
اپنے ہمراہ لشکر لیکر زنگی پر چلا جب تین فرسخ اژدہے کا مسکن باقی رہا فریدون شاہ گھوڑے سے اترا اور التماس کیا
کہ ملاحظہ ہو سواے حضور کے کسی قدر اور جنگل کا نام و نشان نہیں دکھائی دیتا ہے تمام پہاڑ اور جنگل خاک سیاہ ہو گیا ہے
جب وہ بلیہ غفلت سے جاگ کر دم کھینچتا ہے اور پھنکار مارتا ہے ہزاروں شعلہ آگ کا نکلتا ہے سو قت وہ مکتمر نیند سو رہا ہے
نہیں تو انسان تو کیا پرند و چرند کا اسجا ٹھہرنا ممکن نہیں پرندہ پر نہیں مار سکتا ہے امیر بھی پیادہ ہوئے و عمرو کو ساتھ لیکر اژدہے کی
طرف چلے فریدون شاہ بھی ہمراہ ہوا قریب جا کر دیکھا ایک کوہ سیاہ سا ہے جب اور نزدیک گئے معلوم ہوا کہ یہی اژدہا ہے
امیر نے فرمایا کہ سوتے کو مارنا جرات سے بعید ہے یہ تو ایک کڑا الیہ ہے ایک نعرہ کر کے اسکو جگایا امیر کو جو اسنے دیکھا ایک تاڑ کے
برابر اپنا دھڑ اٹھا کر پھنکارتا امیر کے اوپر چلا اسکے منہ کے شعلے سے جو درخت خشک تر سامنے تھے جلکر سوکھ گئے اور بعضے کوئلے
ہو گئے امیر نے ایک تیر دو شاخہ کمان میں لگا کر نشانہ جوڑا دونوں آنکھیں اسکی آشیانہ طائر پیکان ہوئیں زمین پر سر دھنے لگا امیر نے
اسکے پہلو میں جا کر ایک وار شمشیر اژدہا کش کا ایسا لگایا کہ ایک کے بیچ کے دو کر دیے نکلے پھر اپنی جگہ سے جنبش نہ کر سکا فریدون شاہ نے
دوڑکر دست و بازو امیر کا چوم لیا اور کئی بار گرد پھر کر نثار ہوا امیر سوار ہو کر قلعے میں داخل ہوئے تھے کہ لندھور زنگی
روسیاہ کا سر لیکر پہونچا اور خزینہ جو قلعے میں سے لایا تھا امیر کی خدمت میں گذرانا فریدون شاہ نے تو دہ دہ جواہر امیر
و لندھور کے اوپر سے نثار کیا اور جشن کی محفل ترتیب دی خوب ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا آخر شب عین سحر کے وقت
فریدون شاہ نے امیر سے عرض کی کہ دو مشکلیں تو حضور کے قدم کی برکت سے آسان ہوئیں دو بہت بڑی بلائیں میرے سر
سے ٹلیں اور تیسری عرض یہ ہے کہ غلام کی بیٹی کو اپنی کنیزی میں قبول فرمائیے محرمان سرادقات عصمت کی پیش خدمت بنائیے
کہ ہمچشموں میں میری عزت ہو اور دشمنوں کو عبرت و دہشت ہو صاحبقراں نے فرمایا کہ یہ مہم سخت مشکل ہے اسکا انجام

مجھ سے دشوار ہے یہ خیال باطل ہے میں نے ملکۂ مہرنگار سے وعدہ کیا ہے کہ جبتک تم سے شادی نہ کرونگا دوسری عورت کو گو خورشید منظر ہو آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھونگا فریدوں شاہ اپنا سامنہ لیکر رہگیا اور اپنے بھائی آصف سے خلوت میں کہا کہ اگر کاش میں اپنی بیٹی کی شادی کی استدعا امیر سے نکرتا تو بہتر ہوتا کیوں محفل میں ذلیل و خوار اسقدر ہوتا تمام زمانے میں سخن مشہور ہوگا کہ امیر نے فریدوں شاہ کو نالائق جانکر اُسکی بیٹی سے شادی نہ کی در عقد مناکحت قبول نہ کیا ایسے جینے سے تو مرنا بہتر ہوش اُن ذلت سے تو گذرنا بہتر ہے یہ کہکر چاہتا تھا کہ خنجر اپنے پیٹ میں مارے راہ فنا اختیار کرے کہ آصف نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا کہ انجام ایسے امور نکا تدبیر سے متعلق ہے یہ میرا ذمہ ہے کہ امیر کیساتھ ناہید مرہم کا عقد ہو جائیگا اور آپکے دشمنوں کو ذلت و خواری حاصل نہوگی کام نکل آئیگا ذرا عمرو کو بلواؤ فریدوں شاہ نے عمرو کو بلوا کر بہت تعظیم و تکریم سے اپنے پاس بٹھایا اور پانچ ہزار اشرفی پیشکش کی اور کہا کہ خواجہ یہ عزت تمھارے ہاتھ ہے خدا کیواسطے کسی طور سے میری بیٹی کا عقد صاحبقراں سے کرا دو اور اس مشکل کو حل کردو دس ہزار اشرفی اور بھی بعد عقد نذر کرونگا ورنہ چشموں میں منھ دکھانے کے قابل نہ رہونگا ناچار زہر کھا لونگا پیٹ مار مرونگا عمرو نے بہت اُسکی تسلی کر کے کہا کہ یہ کتنی بڑی بات ہے آج ہی عقد ہو جائیگا یہ ذمہ میرا ہے آپ نہ گھبرائیں عقد کی تیاری درپردہ فرمائیں یہ کہکر اشرفیاں لیکے اپنے مسکن پر پہونچا خلوت میں ناہید مرہم کے حسن و جمال کی تعریف کر کے امیر کو مشتاق کیا امیر نے کہا خواجہ شادی تو دختر فریدوں شاہ سے ابھی کردوں لیکن ملکہ کو کیا جواب دوں کہ اُس سے میں نے عہد کیا ہے کہ جب تک تم سے شادی نکرونگا پری بھی اگر دوبرو آویگی تو میں اُسکو چڑیل سمجھونگا عمرو نے کہا کہ اے صاحبقراں خیر ہے کہیں مرد بھی ایسے امور میں راست گوئی اختیار کرتے ہیں عورتوں سے اس سے زیادہ قول کر کے خلاف قرار کرتے ہیں اور پھر وہ شخص کہ صاحبقراں ہو مالک تاج و تخت و باجستان ہو فقط مہرنگار پہ ناطہ بندنہیں ہو سکتا آپ شوق سے ناہید مرہم کے ساتھ عقد کیجیے اور داد عیش کی دیجیے ملکہ مہرنگار جانے اور میں جانوں اگر آپکو وہ کچھ کہیں تو آپ میرا نام لے دیجیے گا میں سمجھا لونگا اسکا میں ذمہ کرتا ہوں بارے عمرو کے سمجھانے بجھانے سے امیر نے اس شرط پر قبول کیا کہ عقد تو میں کرتا ہوں مگر ہمبستر مہرنگار کی شادی بعد ہونگا فریدون شاہ نے اس بات کو برضا و رغبت منظور کیا اور عمرو کا شکر گزار ہوا خلاصہ یہ کہ اُسی دن ناہید مرہم کو تیل چڑھایا گیا اور عقد کا سامان ہونے لگا فریدوں شاہ نے سوا دس ہزار اشرفی کے ایک خلعت گرانمایہ بھی با جواہر بیش قیمت خواجہ عمرو کو دیا اور کہا کہ خواجہ میں تمھاری خدمتگزاری کو حاضر ہوں ہمیشہ تمھاری کچھ نہ کچھ تواضع کیا کرونگا عمرو لالچی بندہ ہی تھا فریدوں شاہ کو دلاسا دیا بعد ازاں اسقدر امیر سے اُسکی خوبصورتی کی تعریف کی کہ امیر نے مشتاق ہوکر دوسرے دن کہ حنابندی کی شب تھی بعد ادائے رسم حنابندی ناہید مرہم کے ساتھ عقد کیا اور دو ہفتے تک اُسکے ساتھ عیش و عشرت میں مشغول رہے اور برابر جشن رہا سولھویں دن انھیں بارہ لعلوں میں سے جو قارن سے ہاتھ آئے تھے ایک لعل ناہید مرہم کو دیکر محل سے برآمد ہوئے مشتاقان زیارت جو اتنے دنوں قدمبوسی سے مشرف نہوئے تھے سر در سجدہ ہوئے اور فریدون شاہ سے خراج لیکر مع مال شنگاوہ زنگی لندھور

کیساتھ نوشیرواں کیخدمت میں بھیجا اور عمرو کو بھی خسرو کے ہمراہ کیا اور اپنے پیش خیمہ کی روانگی کا حکم مصر کیطرف کو دیا

روانہ ہونا امیر کا مصر کی طرف تسخیر کو اور مکر کرکے قید کرنا والی مصر کا امیر کو

سوانح نگاران ممالک و امصار مخبران شہر و دیار لکھتے ہیں کہ ہرگاہ خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان منازل و مراحل طے کر کے مدائن کے قریب پہونچے نوشیرواں نے سنکر کئی سردار ساسانی خسرو کے استقبال کو بھیجے اور عند الملازمت بانواع عنایت و کرم پیش آیا اور صاحبقراں کو دیر تک پوچھا بعد ایک ساعت کے خسرو نے شرائط آداب بجالا کر زر خراج اور عرضی اور تحائف صاحبقران کے گذرانے اور جو جو حادثات اثناے راہ میں گزرے تھے مع دشمنی قارن وانیس شاہ و حدیث شاہ التماس کیے اور امیر کی جانب سے دست بستہ عرض کی کہ امیر کہتے ہیں کہ اگر شاہنشاہ ہفت اقلیم مجھے آگ میں ڈالدیں میں گلزار سمجھ کر کود پڑوں اور کسی طرح عذر نہ کروں مقتضاے شرافت یہی ہے کہ اگر اپنے محسن اور بادشاہ کے کام میں جان تک کام آئے تو وہ عین سعادت ہے اور اگر کسی عنوان آقاے نعمت کی جانب سے کبھی الم تو بھی بھی ہو بشرطیکہ عزت و آبرو میں فرق نہ آئے تو اسکا دلمیں خیال رکھنا بعید از شرافت ہے بادشاہ نے زر خراج خزانے میں بھیجا اور خسرو ہند و عمرو کو خلعت گرانبہا سے سرفراز فرما کے حکم دیا کہ ہر روز دربار میں حاضر ہوا کرو بدستور قدیم حضور میں رہا کرو خسرو ہند تو تلشاد کام پر جاکے مقیم ہوا مگر عمرو شبستان حرم کے دروازے پر گیا ملکہ مہرانگیز نے سنکر فوراً بلالیا اور صاحبقران کا حال استفسار کیا عمرو نے عریضہ امیر کا گزرانا اور جو کچھ اُسکے سامنے تک پیش آیا تھا ہو بہو بیان کرکے ملکہ مہر نگار کی خدمت میں گیا امیر کا اشتیاق نامہ دے کر جو حادثات کہ اس سفر میں گذرے تھے بیان کرکے کہا ملکہ صاحبقران کا دل آپہی میں لگا ہے عجب نہیں ہے کہ مع الخیر اس طرف کو روانہ ہوے ہوں خیریت سے شاداں و فرحاں اس جانب چلے ہوں القصہ ملکہ کو تسلی دیکر رخصت ہوا اور تلشاد کام پر آکے بہرام گرد بن خاقان چین و مقبل وفادار کی ملاقات کی وہ خوب ملا بہرام و مقبل بہت خوش ہوے اور عمرو و خسرو کیواسطے مجلس ترتیب دیکر مشغول نشاط رہے بعد فراغت اس صحبت کے عمرو نے خسرو و بہرام و مقبل سے کہا کہ تم لوگ ہر روز نوشیرواں کے دربار میں جایا کرنا مگر اپنے کیل کانٹے سے ہوشیار رہنا خواب غفلت سے بیدار رہنا کہ بختک کی بدولت اس بادشاہ کے سلوک و بدسلوکی کا اعتبار نہیں ہے اور اُسکو اپنی طبیعت پر اختیار نہیں ہے اور بجاے خود خواجہ بزرجمہر سے ملاقات ضروری رکھنا اور اسکی صلاح و مشورہ منظور رکھنا کہ وہ صاحبقراں کا خیرخواہ ہے اور اُسکو ہر طرح منظور خاطر داری امیر کی ہے اور میں تو مکہ کیطرف جاتا ہوں خواجہ کو امیر کی خبر سناتا ہوں یہ کہکر قطرہ زر بفتی و پاتاوہ سقرلاتی کو پہن لباس عیاری اپنے بدن پر آراستہ کیا اور مکہ کیطرف روانہ ہوا اب وکلمہ صاحبقراں کے حال میں عرض کروں صاحبقراں قریب مصر کے پہونچے رود نیل کے کنارے پر بارگاہ دانیالی اور خیمے استادہ کیے

یہ خبر شاہ مصر کو پہونچی کہ حمزہ کا لشکر رود نیل کے کنارے پر فروکش ہوا اور شہر والوں کیطرف سے خراج لینے آیا ہے اور لشکر جرار اور پہلوان اور سردار بے شمار ہمراہ لایا ہے کاریلان نامی اسکا ایک وزیر صاحب تدبیر تھا اُسکو خلوت میں بلا کر مشورہ طلب کیا کہ حمزہ اس رادے سے پہونچا ہے بھلا دولت نیا ہے وزیر از بسکہ عقیل و فہیم تھا اُس نے کہا کہ حمزہ کے زور و شجاعت کا حال تو زمانے میں مشہور ہے پس ایسے شخص سے منحرف ہونا اپنے تئیں کاہش میں ڈالنا ہے فدوی کی رائے ناقص میں ایسا گزرتا ہے کہ خود سبقت کر کے ملاقات کیجیے اور پیشکش شاہانہ اسکو دیجیے ظاہر ہے کہ زور و شجاعت میں وہ بے نظیر جہاں ہے ویسا ہی مروت و ہمت میں بھی بے عدیل و یکتا ہے اگر آپکا اخلاق و اخلاص اُس پر ظاہر ہو جائیگا البتہ آپکے ساتھ بتلطف و مدارات پیش آئیگا شاہ مصر وزیر کی اس رائے سے کمال برگشتہ جبیں ہوا جھنجھلا کر کہنے لگا کہ یہ رائے تیری ناصواب ہے میں نے جو کچھ اپنے دل میں تجویز کیا ہے ویسا ہی صواب اچھا ہے وزیر نے دیکھا کہ اگرچہ بے سامان ہے لیکن مصر کی حکومت کی بدولت اپنے آپکو فرعون باسامان جانتا ہے اگر موسی عمران بھی اسے نصیحت کریگا تو یہ نصیحت پذیر نہ ہوگا میری حقیقت کیا ہے مجھکو کیا چپ ہو رہے یہ خود بخود غریق لجۂ مرگ ہوگا یہ سوچکر چپکا ہو رہا القصہ صبح ہوتے ہی شاہ مصر نے سوائے خراج سالہ کے بہت کچھ تحفہ اپنے ہمراہ لیکر امیر سے ملازمت کی اور جو کچھ لیگیا تھا پیشکش کر کے گرمجوشی کثرت کی اور التماس کیا کہ حضور نے شہر ہوتے میدان میں کیوں قیام فرمایا اسقدر مسافت کو عبث تخیم ٹھہرایا شہر میں حضور تشریف لیچلیں فقیر خانیکو مقدم شریف سے منور فرمائیں امیر نے خلعت فاخرہ سے اسکو سرفراز کر کے فرمایا کہ فی الحقیقت دوستونکا گھر دوستوں ہی کا ہوتا ہے مجھے تمھارے یہاں چلنے میں عذر کیا ہے بسم اللہ یہ کہکر اٹھ کھڑے ہوئے اور تشریف لیچلے اور فوج کو تو اُسی جا پر چھوڑا اور چند سرداران نامی کو ہمراہ لیا جسوقت امیر نے شہر میں قدم رکھا جتنی ہوئی رعیت تک امیر کے دیکھنے کو گھر سے باہر نکل آئی اور امیر کی صورت دیکھکر وضع و شریف دعا دینے لگے خلاصہ یہ کہ امیر ایوان شاہی میں تخت مرصع پر جلوہ افروز ہوئے اور امرا نامدار جو ہمراہ گئے تھے اپنے اپنے قرینے سے ذہکی کرسیوں پر بیٹھے عزیز مصر نے ساقیان بادہ وش کو بادہ جام و صراحی حاضر کیا اور رقاصان زہرہ پیکر و نغمہ سرایان خورشید منظر کو رقص و سرود کا حکم دیا صدا ہوش بادہ نوش بادہ کی بلند ہوئی صدائے ساز و نوا گوش فلک تک پہونچی مگر عزیز مصر خدمتگار و نکی طرح سے دامن گردانے انتظام و اہتمام میں مصروف ہوا ہر چند امیر کہتے تھے کہ تم بیٹھو وہ لوگ انتظام کرینگے تو ہاتھ باندھکر عرض کرتا کہ بادشاہ شاہنشاہ ہفت اقلیم کی خدمت کرنا فخر ہے ایسے بزرگونکی خدمت کرنا کب نصیب ہوتا ہے امیر اس گفتگو سے نہایت مسرور ہوئے اور اس مکار کی چرب زبانی سے انجام کار سے غافل رہے آخر الامر جب شام قریب ہوئی اُس ملعون پر تلبیس نے شرابخانہ میں جاکر اپنے دست ناپاک سے دارو بیہوشی خموں میں ڈالی اور ساقیونکو حکم دیا کہ اب جو شراب صرف ہو انھیں خموں میں سے صرف کرو ساقیوں نے اُسکے حکم کی تعمیل کی اور وہی شراب جام و صراحی میں بھر بھر کے دی صاحبقران نے پہلا ہی پیالہ پی کر عزیز سے پوچھا کہ یہ شراب دوسری معلوم ہوتی ہے اس شراب کی رنگت اور کیفیت دوسری ہے اس کینہ خواہ نے

ہاتھ باندھ کر کہا کہ فی الحقیقت یہ شراب پہلی نہیں ہے مگر اس سے بہتر شراب ہوتی ہی نہیں ایک مدت سے اُسے گاڑ رکھا
تھا آج حضور کیواسطے نکلوائی ہے شراب دل سے زیادہ تند ہے مخصوص حضور کیواسطے آئی ہے امیر نے اپنی عمر بھر میں ایسے
بیہوشی کا ذائقہ نہ چکھا تھا اُسکے کلام کو سچ جانا جب چار پانچ دور چلے تب امیر یکبارگی چکر کھا کر تخت سے گرنے لگے
امیر کے رفیقوں کا یہ حال دیکھ کر اُٹھے اُٹھنا تھا کہ دونوں پاؤں نکل گئے بیہوش ہو کر زمین پر گرے عزیز مصر نے اپنے
وزیر سے کہا کہ دیکھا ہمارا مقصود کسطرح ایسے زبردست کو زیردست کیا ہاں جلاد کو جلد بلاؤ کہ حمزہ کا سر مع رفقا کاٹے اور
شتر سوار کے حوالہ کرو کہ جلد نوشیرواں کے حضور میں پہونچادے کاروان نے ہاتھ باندھکر کہا کہ فی الحقیقت حضور نے
بڑی آسانی سے حریف کو اپنے قابو میں کیا اور بہت جلدی سے اُسے زیر کر لیا لیکن میرے نزدیک چند سبب سے ابھی
حمزہ کا قتل کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے اسمیں سرعت کرنا نہیں اچھا ہے اول تو یہ کہ حمزہ کے ایسے ایسے رفیق ہیں کہ
حمزہ کو مقتول سنکر خاک تک تو مصر کی اُڑا ڈالیں گے چنانچہ منجملہ اُنکے ایک خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان
ہے کہ جسکے ساتھ لاکھ سوار و پیدل جان نثار ہیں دم کے دم میں گنوا دینگے ایک سے ایک زیادہ قوی ہیکل و پہلوان ہے دوسرے بہرام
خاقان گرد چین ہے کہ جسکے ساتھ کئی لاکھ سوار پیادہ چینی و ختنی ہے ہر ایک تلوار کا دھنی ہے تیسرا مقبل وفادار ہے کہ
جسکے ساتھ کئی ہزار تیرانداز سچا و نشانہ گزار ہے چوتھا عمرو عیار وہ بدبلا ہے کہ کروڑوں پر بھاری اکیلا اور تنہا ہے اسلئے
میرے نزدیک ایسا مناسب ہے کہ حمزہ کو رفیقوں سمیت پابزنجیر کر کے قید رکھیے اور اطلاع اسکی شاہنشاہ ہفت کشور کو کیجیے
اگر حمزہ کے قتل کیواسطے لکھے گا اُسوقت مضائقہ نہیں حمزہ کو مار ڈالیے گا اپنے دلکا حوصلہ نکال لیجے گا عزیز مصر بولا کہ
اے کاروان واقع میں اس امر میں تیری رائے صائب ہے مجھکو بہت پسند آئی اور میرے نزدیک بھی یہی صلاح قرار
پائی لیکن خوف ہے کہ جبتک قاصد ہزار فرسخ راہ طے کر کے آئے جائیگا مبادا اگر اس عرصہ میں عمرو آن پہونچا اور وہ حمزہ
کو چھڑا لیگیا تو کی کرائی محنت برباد ہو گی اور کونسی بدی ہے کہ اُسوقت حمزہ میرے ساتھ نہ کریگا سر نو قائم بنائے فساد
ہوگی کاروان نے کہا کہ میں دو روز میں خط کا جواب منگوا دیسکتا ہوں بشرطیکہ بادشاہ جواب لکھنے میں دیر نہ کرے
کسطرح ہرج راہ میں واقع نہ ہووے میرے گھر میں ایک جوڑا اُن کبوتر کا ہے آپ خط لکھدیجیے گا میں اُس کے
گلے میں باندھکر صبح کو چھوڑ دونگا شام کو مدائن میں پہونچیگا اگر بادشاہ نے فوراً جواب عنایت فرمایا دوسرے
روز لے آئیگا عزیز نے کاروان کی رائے پر بہت تحسین آفرین کی اور بہت شاباشی دی اور اُسیدم لوہاروں
کو بلاکر صاحبقران کو مع رفقا آہن میں جکڑ کر چاہ یوسف میں قید کیا اور سرہنگ مصری کو کہ عیاروں کا مہتر ہے
بلاکر کہا کہ تو اپنے عیاروں سمیت ان قیدیوں کی نگہبانی میں سرگرم رہنا اور کسی سے ساز اور میل کی بات کہنا ایسا نہ ہو کہ
عمرو آکر ان قیدیوں کو چھڑا لیجاوے اور مفت کی دقت و ندامت دیجاوے اور شہر میں منادی کر دی کہ جو کوئی حمزہ کا
نام زبان پر لاوے وہ بے پوچھے مار ڈالا جاوے ساکنان شہر نے مارے ڈر کے مسلمانوں کا نام لینا چھوڑ دیا ایسا قدغن

شدید ہوا دوسرے دن عزیز مصر نے ایک عرضی اطلاعی نوشیرواں کو لکھ کر کبوتر کے گلے میں باندھ دی اور اسکو مدائن کی طرف اُڑا دیا اُسنے ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوکے وہی سمت لی

مدائن میں نامہ پہونچانا کبوتر کا اور تدبیر قتل مقبل وغیرہ کی اور حاضر ہونا دفعتاً عمرو کا

جب کبوتر نے مصر سے چھوٹ کر سناٹا بھرا شام نہ ہونے پائی تھی کہ مدائن میں نوشیرواں عادل کے کبوتروں کے ٹھاٹھر پر جاکر دم لیا کبوترباز نے نیا کبوتر دیکھ کر ٹھاٹھر کے کبوتر کھولدیے اور جال اُٹھا کر دانہ پھینکا کونڈے کا پانی اُچھالا چونکہ تمام دن کا بھوکا پیاسا تھکا ماندا تھا سب کبوتروں کے پہلے جال میں جا رہا کبوترباز نے جال کھینچ لیا اور جال میں جاکر باطمینان اُس پر ہاتھ مارا دیکھے تو اُسکی گردن میں ایک خط ہے خط لیکر کبوتر کو تو دانہ پانی کھانے کے لیے جال میں چھوڑ دیا اور اُس خط کو بختک کے روبرو لیگیا اور کہا کہ اسوقت ایک کبوتر میں نے پکڑا ہے اُسکے گلے میں یہ خط بندھا ہوا تھا تھیلی میں ملا ہے سو میں حضور میں لے آیا ہوں اور اُس کبوتر کو ٹھاٹھر میں دانہ دے آیا ہوں بختک نے جو اُس خط کو کھولکر پڑھا باچھیں اُس روئی صورت کی کھل گئیں دل باغ باغ ہوگیا اُسیدم بادشاہ کی خدمت میں جاکر خوشی خوشی مبارکباد دیکے گذرانا نوشیرواں بھی اُس نامے کو پڑھکر خوشی کے مارے اپنے پیراہن میں نہ سمایا بختک نے عرض کی کہ اب حضور بہت جلد اُسکے جواب میں ایک شقہ بمضمون اجازت قتل حمزہ لکھ کر عنایت کریں اور کسی کی صلاح اور مشورت پر اس امر کو نہ رکھیں کہ فدوی کے پاس ایک کبوتر مصر کا ہے اُسکے گلے میں باندھکر صبح اُڑا دیوے کہ وہ شام تک منزل مقصود تک مکتوب الیہ کو پہونچا دیوے نوشیرواں نے فرمایا ایسے صعب امر میں بزرجمہر سے مشورہ لینا ضرور ہے کہ مجھکو والد کی وصیت پر عمل کرنا ہر حال میں منظور ہے وہ گردن زدنی بولا کہ بہتر ہے مگر بزرجمہر مسلمان ہے وہ مسلمانوں ہی کی طرفداری کریگا اور حمزہ سے زبردست کا بار بار قابو میں آنا دشوار ہے ویسا وقت پھر نہ ملے گا بادشاہ نے فرمایا کہ اس مشورے میں بزرجمہر کے بھی مذہب کا امتحان ہوجائیگا اُسکا عقیدہ بھی ظہور میں آئیگا یہ کہکر بزرجمہر کو طلب کیا اور وہ نامہ پڑھنے کو دیا بزرجمہر نے جو اس مکتوب کو پڑھا طائر ہوش سن سے اُڑ گیا کہ بڑا غضب ہوا بارے حواس جمع کر کے کہا کہ خدا آپ کو مبارک کرے کہ آپ بھی الگ رہے اور بڑا تردد بھی دفع ہوا لیکن سردست حمزہ کے قتل کرنیکو لکھنا مناسب نہیں اسلیے کہا کہ اگر ابھی یہ خبر لندھور و بہرام و مقبل کو پہونچتی ہے تو قبل از پہونچنے کبوتر کے انسان تو کیا چرند و پرند تک تو مدائن کا جانبر نہیں ہوتا اور آخر میں مصر کا حال خدا جانے کہ کیا ہوگا پہلے آپ انکی تدبیر کرلیجیے بعد ازاں حمزہ کے قتل کرنیکا حکم دیجیے بختک بولا کہ یہ بھی کچھ بڑی بات نہیں ہے ان لوگوں کی فکر کرلینا کچھ کرامات نہیں کل جسوقت یہ لوگ دربار میں حاضر ہوں حضور مجلس شراب کباب کی ترتیب دیں اور دارو بیہوشی شراب میں دیکر ان تینوں کو بیہوش کرلیں بعد ازاں عزیز مصر کو حمزہ کے مار ڈالنے کا حکمنامہ لکھ کر کبوتر کے گلے میں باندھ کے روانہ کیا جائے

اور کبوتر جو فدوی کے پاس ہے وہی اُڑا دیا جائے جب حمزہ کا سر آئے تب لندھور وغیرہ کو بھی شوق سے قتل کریں اور رزکا قصہ فساد اپنے ملک سے مٹا دیں نوشیرواں کو یہ رائے بہت پسند آئی اور اُسکی عقل کی نہایت تحسین فرمائی چونکہ بختک بزرجمہر کو خدا پرست جانتا تھا نہ تو آپ اُس شب کو اپنے گھر گیا اور نہ بزرجمہر کو بادشاہ سے کہکر اُسکے گھر جانے دیا جب صبح ہوئی دربار کا وقت آیا لندھور و بہرام و مقبل حسب دستور دربار میں حاضر ہوئے اور اپنے اپنے مقام پر موقع موقع سے بیٹھے بادشاہ نے بہت مہربانی اُنکے حال پر کی اور حسب مشورہ شبینہ مجلس نشاط ترتیب دی شراب بیہوشی آمیختہ چلنے لگی پرتگالی اور فرنگی ڈھلنے لگی ہر چند بزرجمہر نے ارباب محفل کی آنکھ بچاکر بہرام و مقبل و خسرو کو آنکھ دی لیکن کوئی نہ سمجھا کسی نے اس اشارے پر توجہ نہ کی مقبل دو جام پی کر کچھ سمجھا اور درد سر کا بہانہ کرکے محفل سے اُٹھ گیا اور بخط راست و صراط مستقیم بزرجمہر کے گھر پہونچا اور وہاں جاکر بیہوش ہوکر گر پڑا لندھور و بہرام چار پانچ جام پی کر بیہوش ہوگئے ڈنگال در چوکیوں پر سے گر پڑے بادشاہ نے پاؤں میں بیڑیاں گلے میں طوق کمر میں زنجیر بغلوں میں خار دار لٹو دیکر دونوں کو زندان میں بھیجا اور عزیز مصر کو جواب میں لکھا کہ واقعی تم نے بڑی خیر خواہی کی کہ حمزہ کو قید کیا لازم ہے کہ خط کے دیکھتے ہی سر اُسکا کاٹکر ہمارے پاس بھیجدو اور حتی المقدور جلد ہو سکے جلد اس مہم کو سر کرو یہ مضمون لکھکر بختک کو دیا کہ سرنامے پر مہر ہماری کرکے کبوتر کے گلے میں باندھ کر کل صبح اُڑا دو اور خبردار اس راز کو کسی پر افشا نہ کرو یہ حکم دے کر بادشاہ دربار برخاست کرکے شبستان حرم میں داخل ہوا اور بزرجمہر اپنے مکان پر رخصت ہوکر پہونچا دیکھا کہ مقبل بیہوش پڑا ہے بجنبش حرکت مردہ سا بنا ہوا ہے عرق دافع بیہوشی دیکر اُسے ہوش میں لایا اور تمام سرگذشت بیان کی اور سب ماجرا کہہ سنایا مقبل گریبان چاک کرنے ہائے ہائے وائے وائے کرنے لگا اور اپنی جان سے گذرنے لگا بزرجمہر نے کہا ہائے ہائے وائے وائے کرنیکا وقت نہیں ہے وقت تدبیر کا ہے ایسے وقت میں تدبیر کو ہاتھ سے دینا کمال بیجا ہے میرے پاس اتنی فرسخ کے دھاوے کی سانڈنی ہے اُس پر چڑھ دوڑو اور اثنائے راہ میں جہاں قابو ملے کبوتر کو مار ڈالو کہ کبوتر کے مار ڈالنے ہی میں خیریت ہے یہی تدبیر اور مصلحت ہے مقبل اُسی دم سانڈنی پر سوار ہوکے نکلا بزرجمہر نے از روے رمل دریافت کیا کہ یہ مہم بے عمرو کے انجام نہ پاویگی اور یہ مشکل بغیر اُسکے حل نہ ہو سکے گی اور بھی متردد ہوا کہ عمرو اسوقت کہاں اور اُسکا نشان کہاں کہ اتنے میں بزرگ امید خلف اکبر بزرجمہر باہر سے آیا اور خواجہ کو متردد دیکھ کر پوچھنے لگا کہ حضرت خیر تو ہے تردد کیسا ہے خواجہ نے کہا کہ بعلائم قرعہ پھینک کر بتلاؤ مجھکو تردد کیا ہے اور مجھے کیا امر اہم پیش ہوا ہے اُسنے قرعہ پھینک کر کہا کہ آپ کو کسی غائب کا انتظار ہے اور اسکی وجہ سے آپ کو اضطراب ہے اور وہ شام تک پہونچیگا اور مقرر آپ سے ملیگا بزرجمہر نے خود قرعہ کی شکلیں ملاکر دیکھا بشاش ہوکر غلام سے کہا دیکھ تو دروازے پر کون کھڑا ہے اور اُسکا قد و قامت اور بشرہ کیسا ہے اُسنے آکر کہا کہ ایک شخص طویل القامت ریش سفید کھڑا ہوا کہتا ہے کہ خواجہ کو میرا سلام کہو اور اُنکو ذرا یہانتک بھیجدو بزرجمہر یہ سنکر ننگے پاؤں دوڑے اور عمرو کو گھر میں لے آئے اور تمام سانحہ بیان کرکے رونے اور کہنے لگے

کہ خواجہ عمرو اگر تم نے اس کبوتر کو اثنائے راہ میں لے لیا تو خیر ہے ورنہ نیک انجام بے نہیں تو قلیل اتمام ہے عمرو بھی ڈرنے اور کہنے لگا
کہ خواجہ میں تو فرسخ ایک شبانہ میں کیونکر طے کرونگا کبوتر تو پچیس کے قریب الی پر تو نہیں سکتا کبوتر ساٹھ میں اُڑتا ہوا چلا جائیگا خواجہ نے پھر
کہا کہ اے عمرو تجھے میں نے طالع میں دیکھا ہے کہ تو تمام عمر میں تین دفعہ ایسا دوڑیگا کہ کوئی نہ دوڑا ہے نہ دوڑ سکے گا ایک تو ہزار
فرسخ راہ اس کبوتر کے ساتھ ایک دن میں طے کریگا دوسرے جب شہزادہ میر جوب عقابین پر امیر کو پہنچیں گے تو گیارہ ہزار
فرسخ بارہ دن میں جا کر امداد اسلام کو پہنچ کر دیگا تیسری بار حمزہ کے فرزند کے واسطے بیابان اسکندری میں سات ہزار
فرسنگ راہ سات دن میں طے کریگا اور کسی طرح نہ تھکے گا عمرو نے کہا خواجہ یہ خبر مجھ کو بڑے رنج کی سنائی اور میرے طالع
کی خوب شناخت فرمائی معلوم ہوتا ہے کہ تمام عمر میری دوڑنے ہی میں کٹے گی اتنی عمر دوڑ دھوپ اور قاصدی میں گذرے گی
خواجہ نے کہا خوش باش اس محنت کی مزد میں ایسے خزانے بیقیاس پاویگا کہ کسی نے خواب میں بھی نہ دیکھے ہوں گے بلکہ بڑے
بڑے بادشاہوں نے نہ سنے ہونگے ہاں اب جلد چلنے کی تیاری کر تساہل اور تکاہل کا ہنگام نہیں ہے توقف کرنے کا
مقام نہیں ہے مقبل کو بھی میں نے سانڈنی پر سوار کر کے بھیجا ہے اثنائے راہ میں تم کو ملے گا یقین ہے تو بہت جلد اُسکے پاس
پہونچے گا عمرو خواجہ سے رخصت ہو کر تلاش کام پر آیا امرائے ہند و چین سے کہا کہ بالفعل تمہارا یہاں رہنا اچھا
نہیں مبادا اپنے سردار سمجھ کر نوشیرواں کچھ تم سے پرخاش کرے تم جا کر بیشۂ قیض میں چھاؤنی کرو اور فضل خدا
کے منتظر رہو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے خدا کون صورت بہبود دکھاتا ہے

روانہ ہونا عمرو کا مصر کیطرف کبوتر کے پیچھے اور مارنا اُسکا شہر کے دروازے کے پاس اور چھڑانا امیر کا محبس سے بعد حسرت و یاس

جب صبح کا ڈنکا بجا عمرو عیار قبا عیاری اپنے بدن پر لگا کے کبوتر خانہ شاہی کے نیچے جا لگا جسوقت بختک نے نامہ کبوتر کے
گلے میں باندھ کر کبوتر کو ہاتھ سے نکال کے مصر کیطرف اُڑایا عمرو نے بختک سے آنکھ ملا کر کہا اور دھمکایا کہ یاد ہے اگر خدا
ناکردہ حمزہ یا اُسکے کسی رفیق کا ایک بال بھی بیکا گیا تو تو کیا مال ہے نوشیرواں تک کی مرغ روح کے بال و پر توڑے
ہونگے اور جو اس شورے میں شریک ہیں وہ تو کیا اُنکے بال بچے بھی نہ چھوڑے ہونگے اور اسوقت تو تیرے کبوتر کا
شکار کرنے کو جاتا ہوں اور دیکھ تو آنکر تجھے کیا روز بد دکھاتا ہوں قریب تھا کہ مرغ روح بختک کے قفس عنصری سے
پرواز کرے لیکن چونکہ بنیا سخت جان ہوتے ہیں کیونکر دم نکلا لوگوں نے پکڑ کر چھت سے نیچے اُتارا دیر تک غش میں پڑا
رہا بارے دوندگان عالم کا حال سنئے کہ یا حی یا قیوم کہتا ہوا معلق زنان کبوتر کے پرونکے سائے کے نیچے بے تحاشا اُڑا
چلا جاتا تھا جہاں کہیں ندی ٹیکرا بیشہ سد راہ ہوتا تھا تو جست کر کے پار ہو جاتا تھا کسی مانع کو خیال میں نہ لاتا تھا
اور ہر قدم پر کبوتر سے نگاہ لڑی تھی گویا اُس کبوتر کے پیچھے پھرتی تھی اب تھوڑا احال مقبل وفادار کا بیان کروں

شائقین کے ذہن نشین کر دوں کہ جب مقبل جو سانڈنی پر سوار ہو کے نکلا تھا شتر لوں تک گشت چلا گیا ایک نہر کا پانی مصفا
اُس کو بہت زیادہ تر آبدار دیکھ کر سانڈنی سے اُترا اور روٹی جو کمر میں بندھی ہوئی تھی اُسے کھول کر ناشتہ کرنے لگا اور اونٹنی کو جنگل میں
چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور آپ پڑ رہے دم سستانے کو ٹھہرا اتفاقاً اُس جنگل میں زہر گیاہ بہت سی اُگی ہوئی تھی سانڈنی
نے جو وہ گھاس کھائی فوراً مر گئی مقبل سمجھا اس ہو کر پیادہ پا چل کھڑا ہوا کئی کوس گیا کہ پاؤں سوج گئے آگے کا
قدم پیچھے پڑنے لگا ناچار ہو کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور روتے روتے بیہوش ہوا عمرو کبوتر کا پیچھا کیے ہوئے چلا
جاتا تھا اثنائے راہ میں سانڈنی مری دیکھ کر سمجھا کہ یہ وہی سانڈنی ہے کہ جس پر مقبل سوار ہو کے آیا تھا تھوڑی دور آگے
بڑھ کے دیکھا تو مقبل ایک درخت کے نیچے بیہوش پڑا ہے پاؤں سوج گئے ہیں طاقت نے جواب دیا ہے فی الفور اُسکے
منہ میں پانی ٹپکایا مقبل نے آنکھیں کھول دیں اور رونے لگا عمرو نے کہا رونیکا یہ وقت نہیں ہے جلد میری گردن پر
سوار ہو اور کسیطرح سے اس کبوتر کو شکار کرو مقبل سوفار تیر کو کمان کی زہ میں لگا کے لیس ہوا عمرو کی گردن پر سوار
ہوا اور عمرو برنگ شہاب ثاقب وہاں سے گرم رفتار ہوا عمرو کی زبانی ہے کبھی ایک تاب تیر میں کبوتر سے آگے جاتا تھا
اور کبھی کبوتر میرے قریب جاتا تھا ہنوز طائر قبلہ نما نے آشیانہ مغرب میں بسیرا نہ لیا تھا کہ کبوتر دیوار قلعہ مصر کے متصل پہونچا
چاہتا تھا کہ فصیل کے پار ہو جاوے کہ مقبل نے شہباز تیر کو آشیانہ کمان سے سر کیا فوراً کبوتر چنگل شہباز اجل میں گرفتار ہوا تڑپکر
چھوٹا بھی تو یا کسیطرح سے گرہ کرتا ہوا بسمل آب خندق میں گرا عمرو نے اُسکو پکڑ کے نامہ کھول کر پڑھا اور امیر کے دکھلانے
کیواسطے زنبیل میں احتیاط سے رکھا اور کبوتر کو ذبح کر کے مقبل کو کباب لگا کے کھانیکو دیا اور مع مقبل و نیل کے
کنارے پر لشکر اسلام میں داخل ہوا سلطان بخت مغربی عمرو کو دیکھ کر واویلا کرنے لگا عمرو نے اُسکے آنسو رومال
تشفی سے پونچھکر کہا کہ وقت تردد اور تشویش اور رنج والم کا کیا ہے اگر خدا چاہتا ہے تو جلد امیر کو چھڑا لاتا ہوں تم سبکو
انشاء اللہ تعالیٰ اس بلا سے چھڑا کر دیکھو اس مکار بادشاہ کو کیسا چکما بتاتا ہوں چونکہ منزل کا تھکا ماندہ تھا رات بھر بیحس کر
پڑا رہا جس وقت صبح کا سپیدہ آشکار ہوا آفتاب جہانتاب نمودار ہوا ایک عرب کی صورت بنکر مصر میں داخل ہوا عصر تک
پھرا مگر نام امیر کا کسی سے نہ سُنا قریب مغرب دیکھا کہ ایک بہشتی مشک کاندھے پر رکھے بازار میں کٹورا بجاتا پیاسوں کو پانی
پلاتا پھرتا ہے بظاہر آدمی فہمیدہ اور ہوشیار اور پرانا ہے عمرو نے اس سے پانی مانگا اُسنے کٹورا بھر کر عمرو کے ہاتھ میں
دیا عمرو نے کچھ پانی پیا باقی پھینک کر کٹورا اپنے ڈب میں کیا اور آگے لمبے لمبے ڈگ بڑھائے سقہ ایک سمت کو قدم بڑھائے
عمرو کے پیچھے دوڑا کہ کٹورا لیے جاتا ہے یہ کہا تھا اُٹھائی گیرا اُچکا آیا ہے چوک سے نکلکر عمرو کھڑا ہو گیا اُسنے کٹورا عمرو کے ہاتھ
سے چھینا اور چاہا کہ اپنی راہ لے چوک کیطرف چلے عمرو دونوں ہاتھ اُسکے پکڑ کر ایک گوشے میں لیگیا اور کہا کہ اے
بہشتی مجھ کو صبح سے یہ وقت اس شہر میں پھرتے ہوا مگر تجھ سا دریا دل میں نے نہیں پایا تجھ کو قسم ہے حضرت خضر کی سچ کہہ
عزیز مصر نے حمزہ کو کہاں قید کیا ہے وہ بیچارہ بنی ہاشم کس آفت میں مبتلا ہے اُس وزخمی نے عمرو کے ہاتھ پکڑ کر

چلانا شروع کیا کہ یارو دوڑو عمرو کو میں نے پکڑا چاروں طرف بازاری اپنی اپنی دوکان سے دوڑے عمرو کے پکڑنیکو چلے عمرو نے اپنے دلمیں تعجب کیا کہ اس مرد نے کیونکر مجھے پہچانا جھٹ پٹ اُسکے ہاتھ کو دانتوں سے کاٹا اپنے ہاتھوں کو چھڑایا اور جست کرکے ایک بالاخانہ پر اچک گیا وہاں سے کوٹھوں کوٹھوں چھلانگیں پھلانگیں مارکے دور پہونچا یہ خبر سرہنگ مصری کو ہوئی وہ اپنے شاگردوں سمیت ہر چہار طرف ڈھونڈھنے لگا جب پتا نہ لگا تو شاگردوں کو ہر طرف چھڈکا دیا کہ جس شخص کو اجنبی پاؤ پکڑلاؤ کہ وہ عمرو ہی عیار نامور ہے القصہ عمرو کودتا پھاندتا ایک بازار میں پہنچا چلتے چلتے ایک طرف دیکھا کہ ایک تکیہ ہے اُسپر ایک اندھا فقیر بیٹھا ہوا ہے عمرو نے ایک کھوٹا پیسہ زنبیل سے نکالکر اُسکو دیا وہ دعائیں دینے لگا جب عمرو نے متصل جاکر چپکے امیر کا حال پوچھا اُسنے عمرو کا دامن پکڑلیا اور چلا چلا کے سرہنگ مصری کی دُہائی دینے لگا عمرو آئینہ وار اپنے دل میں حیران ہوا کہ اس نابینا مادرزاد نے مجھ کو کیونکر پہچانا لوگ وہاں بھی ہر طرف سے جمع ہوگئے عمرو کے گرفتار کرنے کی فکر کرنے لگے عمرو اپنے دامن کو کاٹ کر وہاں سے چلتا ہوا بات کی بات میں یہ چل وہ چل ہوا ہوا اُس عرصے میں جب رات ہوگئی روند پھرنے لگی عمرو میرعسس کے خوف سے ایک تہخانے میں کسنتی کی صورت بنکر بیٹھ رہا خدا خدا کرکے رات کاٹی نہ کچھ کھایا نہ پیا صبح کو عمرو ایک تاجر کی شکل بنکر محلات شہر کی سیر کرنے لگا پھرتا ہوا کوتوالی چبوترے کے نیچے سے گزرا چبوترے پر سرہنگ مصری لباس عیاری پہنے ہوے ایک کرسی پر بیٹھا ہوا اپنے عیاروں کی چھلانگوں پھلانگوں کا تماشا دیکھ رہا تھا عمرو بھی سرراہ کھڑا ہوکر اُنکا تماشا دیکھنے لگا ناگاہ سرہنگ مصری کی نظر عمرو پر پڑی اور نگاہ آپسمیں لڑی پاس آکر پوچھا کہ آپ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں اور آپ کا نام کیا ہے اور اس شہر میں کس تقریب سے تشریف لائے ہیں عمرو نے کہا سوداگر پیشہ ہوں چین سے آتا ہوں آپ کے شہر کا نام سنکر آیا ہوں شہر کے دروازے پر اُترا ہوں نام میرا خواجہ طمطوس بن مایوس بن سربوس بن طماق بن طمطراق بازرگان ہے میں ع بدنام کنندۂ نکونامے چند ہوں سرہنگ نے کہا کہ میں نے آج کے سوا کبھی ایسا نام نہیں سُنا اپنے عیاروں میں سے دو عیاروں کو بلا کر کہا کہ تم خواجہ کے ساتھ جاکر دیکھ آؤ کہ کیا کیا اسباب خواجہ کے کاروان میں ہے اور کس کس قماش کا مال اُنکی دوکان میں ہے عمرو نے کہا کہ نفس الامر میں دور کے ڈھول سہانے ہوتے ہیں یہ مثل بہت صحیح اور سچی ہے میں اپنے شہر میں سنا کرتا تھا کہ مصر بہت جائے بیخطر ہے ہر طرح کے آدمی کا اُس مقام میں گزر ہے مگر معلوم ہوا کہ بڑا پر آشوب شہر ہے کہ حاکم کے آدمی سوداگروں کی تلاشی لیا کرتے ہیں اور تاجروں اور مسافروں کو خفیف کیا کرتے ہیں سرہنگ نے کہا کہ حقیقت میں اس شہر میں بہت امن و عافیت ہے کسی طرح اس شہر میں خوف و خطر نہیں ہر طور سے آسائش و راحت ہے مگر میں اسواسطے آدمی آپکے فرودگاہ پر بھیجتا ہوں کہ شب کو چوکیدار آپکی محافظت کیواسطے بھیجوں اور آپ کی آسائش اور آرام کے اسباب مہیا کراؤں

بچالا کی ہے دو نا [illegible] اللہ اکبر کا جو کہا چھٹے بند زنجیر اور طوق وغیرہ کے ٹکڑے مثل تار عنکبوت ہو کر ٹوٹ پڑے [illegible]
اور دھماکے سے [illegible] زنجیر لیکر عمرو پر دوڑے عمرو نے دیکھا کہ زنجیر لگی تو میرا کام تمام ہوا چٹ پٹ بول اٹھا کہ اے صاحب یہی حق
دوستی کا ہے کہ جو تم کرتے ہو دیکھو خبردار میں عمرو ہوں تیرا جان نثار قدیم اور نمکخوار اور بندہ جانثار امیر نے شرمندہ ہو کر گلے لگایا
اور سب رفیقوں کے بند قید دور کیے اور کمند کے سہارے کنوئیں سے باہر نکلے اور سب رفیقوں کو لیکر چلے تو عمرو نے ابتدا سے
اسوقت تک جو سانحہ گذرا تھا امیر سے بیان کیا اور سجدہ شکر معبود حقیقی کا ادا کیا آسمان پر جو نگاہ کی دیکھا کہ صبح کا تارا تمام
اقبال امیر چمک رہا ہے اور سپیدہ صبح نمودار ہوا چاہتا ہے امیر اسی طرح سے عزیز مصر کے مکان کیطرف متوجہ ہوئے اور سب رفقا
ہمراہ چلے یہ خبر مشہور ہوئی عزیز مصر روپوش ہوا ہر چند تلاش کیا اسکا پتہ نہ لگا امیر کے رفیق پائیں باغ میں گئے امرود [illegible]
توڑ درختوں سے توڑ توڑ کر کھانے لگے عادی کو جو جوع البقر تھا خدا جانے کے من میوہ کھا گیا تھوڑی دیر کے بعد عادی کو پائخانے
کا خطرہ ہوا بادشاہی بیت الخلا میں جا کر رفع حاجت کرنے لگا وہاں کسی سبب سے آفت کا مارا عزیز مصر چھپا ہوا بیٹھا تھا سر سے
پاؤں تک گو میں ڈوب گیا جانتا تھا کہ یہاں بھی بچنا نظر نہیں آتا عادی کے بیضے پکڑ کر لٹک گیا عادی کے جو بیضوں پر
درد ہوا بے آبدست کیے اچھل کر وہاں سے بھاگا عزیز مصر بھی اسکے ساتھ لٹکتا ہوا چلا آیا عادی نے واویلا کر کے
کہا کہ عجب آفت ہوا اس شہر کی ہے کہ آدمی آدمی کو لگتا ہے منظر شاہ یمنی وغیرہ دوڑے دیکھیں تو عزیز مصر
عادی کے بیضے پکڑے لٹک رہا ہے ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئے اور عزیز مصر کو پکڑ کر غسل کروایا اور امیر کے سامنے لیکر چلے

چھپنا عزیز مصر کا پائخانہ میں امیر کے خوف سے اور باغ میں میوہ کھانا سب کا اور بہت میوہ کھانے سے عادی کا پائخانہ جانا اور بیضے پکڑنا عزیز مصر کا عادی کے اور بھاگنا اسکا بخوف اور لٹکتے چلے آنا عزیز مصر کا

اُسے پہونچے امیر نے فرمایا کہ اے عمر بیچہ جیسا تو نے کیا ویسا پایا اب خدائے وحدہ لاشریک کے پہچاننے میں کیا آکھتا ہے کلمۂ توحید کے
پڑھنے میں دیر کیا ہے مجھے تیرے ملک سے کچھ کام نہیں تیرا ملک تجھ کو مبارک رہے مگر مسلمان ہونا ضرور ہے ورنہ خیر نہیں اسکا بھلا
انجام نہیں عمر بیچہ نفس الامر میں ثانی یزید تھا یہ وہ کہنے لگا آخر طبل کہ اُسکے پہلو میں کھڑا تھا اُسنے ایک تلوار اُسے دم
جو لگائی عمر بیچہ کے تن سے سر کئی قدم پر جا گرا اور وہ عمر مثل مرغ بسمل تڑپنے لگا امیر نے زہرہ مصری کو تخت پر بٹھلایا اور
سر پر تاج مصری رکھکر کل کا شانو شیع بار ... خلعت فاخرہ عطا فرمایا اور مقبل سے ارشاد کیا کہ زہرہ مصری سے
شادی کرلو اسکی مدت منتظر رہے ہاں مقبل نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ جب تک حضور کی شادی مہرنگار سے نہ ہوگی تب
تک غلام بھی شادی نہ کریگا خبرداروں نے خبر دی کہ شہر میں قتل عام ہوگیا ہے اتنیا اندر جلی جلی کرتے ہیں فریادیوں کا
در دولت پر اژدحام ہو رہا ہے امیر نے امان کا حکم دیا اور سب کا خون بخشا اور آپ مع متعلقین جشن میں مصروف ہوئے
مبارک سلامت کے شادیانے بجنے لگے مبارک سلامت کا شور آسمان تک پہونچا جب جشن سے فراغت پائی عمرو
نے خسرو ہند و بہرام کے قید ہونیکا حال گوش مبارک تک پہونچایا اور خط نوشیرواں کا جو کبوتر کے گلے سے
کھولکر اپنے پاس رکھا تھا دکھلایا امیر اس خط کے پڑھتے ہی بیتاب ہوگئے چیخ مار کے رو دیے اور امرائے نامدار کیطرف متوجہ ہوکر
ارشاد کیا کہ دیکھو یارو میں نے نوشیرواں کی خاطر سے کیا کیا آفتیں اور مصیبتیں نہیں اُٹھائیں اور جو اُسنے کہا میں اسکو
بجا لایا مگر اُسنے ہمیشہ میرے ساتھ بدی ہی کی اور مجھے بڑی بڑی بلاؤں میں پھنسایا اب میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ مدائن میں
جاکر شہر کو بے چراغ کرتا ہوں اگر ایک ایک ساسانی کی جورو بیٹی کو سائیسوں اور ساربانوں کو نہ دیا تو حمزہ نام نہیں کب
قول سے درگذر کرتا ہوں اور تم سب گواہ رہنا کہ اب خدا کے نزدیک گنہگار نہ ہوں اور خلق میں ہچشموں کے نزدیک شرمسار
نہ ہوں جتنے سامعین تھے ایک منہ ہوکر بولے کہ حضور سچ فرماتے ہیں حضور نے جو کام اُس احسان فراموش کے کہنے سے
کیے اور اُسکی بدی کی برداشت کی کاہیکو کوئی کرتا بیٹھے بٹھائے مفت ذرا سے اشارے میں اپنے آپ کو آفت و بلا میں پھنساتا
امیر وہاں سے سوار ہوکر اپنے لشکر میں داخل ہوئے اور کوچ کی تیاری کا حکم دیا سامان رخصت فوراً ہونے لگا زہرہ مصری نے
امیر سے جاکر عرض کی کہ لونڈی کو مہرنگار کے دیکھنے کی بہت آرزو ہے اور اس سلطنت سے اُنکی اطاعت بہتر جانتی ہوں
اُنکی خدمت سے میری آبرو ہے شعر آرزو دارم کہ خاک آں قدم + توتیائے چشم سازم دمبدم + اگر مجھ کو حکم ہو تو ہمراہ رکاب چلوں
اور جب تک ملکہ صاحبہ کی شادی حضور کے ساتھ نہووے ملکہ صاحبہ کی خدمت میں حاضر رہوں امیر نے اُس کی استدعا
قبول کرکے کاروان وزیر کو زہرہ مصری کی نیابت شہر میں چھوڑا اور زہرہ مصری کو ہمراہ لیکر مدائن کیطرف
کوچ کیا نوشیرواں کا حال سنیے کہ ایک دن دربار میں تخت پر بیٹھا ہوا اتفاقاً واحدۃً کہنے لگا کہ ہاں لندھور و
بہرام کو زندان سے لاکر میرے سامنے دار پر کھینچو چوکی پہرے والوں کو قید حراست سے رہا کرو بزرجمہر نے عرض کی کہ ابھی
انکا ہلاک کرنا مناسب نہیں ہے آپ پر دور از حال کسی کا خوف غالب نہیں ہے کہ یہ لوگ جلد قتل ہو جائیں بائیں خیال کر

مبادا اپنے معین اور مددگاروں کے پاس جا پہنچے انہیں مجھ کو اندر دست بدست معلوم ہوتا ہے کہ ابھی حمزہ زندہ ہے اور نجانے
نحوست میں ستارہ حضور کا ہے کچھ مناسب ہے ... واقع ہونے نحوست طالع کے کسی طرف سیر و شکار کیواسطے نہضت
فرما ہوجیے ارکین دولت و سراوقات عفت ... بخش کو دیکھا ہو جیے جب حمزہ کے قتل کی خبر آویگی
اُسوقت لندھور و بہرام کو پھانسی دیجیے گا اور دونوں کو نیست و نابود کیجیے گا نوشیرواں نے بختک سے پوچھا کہ تیری
کیا صلاح ہے اُس نے کہا کہ خواجہ سچ کہتے ہیں میں جسوقت کہ بوذر جمہر چھوڑتا تھا اُسوقت عمرو مجھے دھمکا گیا تھا مدائن سے کوچ کرنا
حضور کا عین مناسب ہے اس امر میں خواجہ کی رائے بہت صائب ہے بلکہ مصر ہی کیطرف قصد فرمائیے اور ہمتمان سفر کو اسی
جانب کا حکم بھجوائیے اگر اچانا حمزہ قتل نہ ہوا ہو تو اپنے روبرو قتل کروا کے مدائن میں تشریف لائیے اور لندھور و
بہرام کو بھی دار پر کھنچوائیے نوشیرواں نے اس صلاح کو قبول کیا اور ہاروت ماروت گراز ندان کو چالیس ہزار سوار سے
شہر اور قیدیوں کی محافظت کیواسطے چھوڑا اور آپ فوج بیحساب لیکر مصر کیطرف کوچ کر گئے، واضح ہو اب تھوڑا سا حال امیر کا
سنیے کہ غصے کے مارے دو منزلہ سہ منزلہ کوچ کرتے ہوئے چند روز کے عرصے میں مدائن پہونچے بدستور تلشاد کام پر ڈیرہ ڈالا
فوج جو بیشہ فیض میں چھاؤنی ڈالے پڑی تھی وہ سنکر امیر کی خدمت میں حاضر ہوئی لاکھوں کا بخت خوابیدہ جاگا دونوں
عیاروں نے آکر نوشیرواں کا حال بیان کیا کہ ہاروت ماروت گراز ندان کو چالیس ہزار سے شہر اور قیدیوں کی حفاظت
کیواسطے مقرر کرکے مصر کیطرف گیا ہے اور بختک بھی ہمراہ گیا ہے امیر نے کہا مجھے تو کام سے کام ہے دیکھو تو انشاء اللہ تعالیٰ
تھوڑے عرصہ میں شہر کا کام تمام ہے یہ کہکر عمرو سے فرمایا کہ تم ہاروت و ماروت سے جاکر کہو کہ لندھور و بہرام کو ہمارے
پاس بھیجدو بادشاہ کو ہم جواب دے لینگے تمپر کسیطرح کا الزام نہ آنے دینگے اُن حرامزادوں نے کہا کہ حمزہ کون ہے کہ جسکے کہنے سے ہم
بادشاہ کے قیدیوں کو چھوڑدیں اگر حمزہ میں طاقت ہو تو ہم سے لڑکے چھڑالیں عمرو نے آکر جب اُنکی تقریر کا اعادہ کیا امیر غیظ سے تھر تھر
کانپنے لگے اور کمال غضب سے چہرہ کا رنگ سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ ایدم طبل جنگ بجے اگر گھڑی سواری قلعہ کو نہ چھین لیا تو حمزہ
نام نہیں شجاعت اور جوانمردی سے کام نہیں حکم ہوتے ہی طبل سکندری پر چوب پڑی شہر میں تہلکہ پڑگیا رات تو امیر نے غم و غصے
میں بسر کی صبح ہوتے ہی امیر قلعہ پر چڑھ دوڑے چاروں طرف سے دھاوا کردیا قلعہ کا محاصرہ کرلیا ہاروت ماروت نے دیکھا کہ
حمزہ بے طرح آتا ہے غیظ و غضب میں بھرا ہے ایسا نہ ہو کہ قلعے کو توڑ کر شہر کو ویران کرے لشکر شاہی اور رعایا کو حیران و پریشان کرے
جھٹ پٹ لندھور و بہرام کو قیدخانے سے لاکر فصیل قلعہ پر بٹھایا اور پکار کر کہا کہ حمزہ اگر تمہارے ایک آدمی نے بھی آگے قدم
بڑھایا تو ہم نے دونوں کا سر کاٹ کر خندق میں پھینکدیا اور گوشت چیل کووں کو سب لٹادیا بعد ازاں جو کچھ ہوگا سو ہوگا ویسا
دیکھا جائیگا امیر مخوف ہوے کہ مبادا یہ حرامزادے جیسا کہتے ہیں ویسا ہی کریں تو لندھور و بہرام مفت میں مریں فوج کو حکم دیا
کہ آگے کو قدم نہ بڑھائے بے ہمارے حکم کے ہاتھ کسی پر نہ اُٹھائے اور عمرو سے کہا کہ خواجہ آجتک میرا قدم آگے ہی بڑھا ہے کبھی پیچھے نہیں
ہٹا ہے اگر لندھور و بہرام کے لحاظ سے پھر آجاتا ہوں تو کمال میرے واسطے بدنامی ہے اپنی آبرو خاک میں ملاؤں

کوئی تدبیر ایسی کرو کہ لندھور اور بہرام مارے نہ جاویں اور قلعے فتح ہوئیں اور یہ حرامزادے ذلت اُٹھائیں لاکھ دینار سُرخ اسکے صلے میں تجھکو دونگا اور اس قرار سے سواد و نگا خواجہ نے کہا کہ یہ کتنی بڑی بات ہے ان حرامزادوں نامردوں نے جو تدبیر سوچی ہے محض خرافات ہے خندق پھاند کر ہاروت ماروت سے کہا کہ امیر کہتے ہیں کہ تم لندھور و بہرام کو نہ مارو ہم پھرے جاتے ہیں تمہارے شہر پر دست تعدی نہیں بڑھاتے ہیں اور بہرام و خسرو سے زبان ہندی و چینی میں کہا کہ امیر فرماتے ہیں کہ تم دونوں عجب دل تامردے ہو ہاتھ دھرے بیٹھے ہو عادی چاہ یوسفی ہیں اپنے بند قید تار عنکبوت کیطرح توڑ ڈالے اور تم سے بایں قوت و زنجیریں نہیں ٹوٹ سکتی ہیں تار سی بیڑیاں نہیں ٹوٹ سکتی ہیں لندھور و بہرام کو غیرت جو معلوم ہوئی نعرہ اللہ اکبر کر کے جو زور کیا جتنے بند قید تھے رشتہ خام کیطرح سے ٹوٹ گئے ہاروت ماروت تلواریں کھینچ کھینچ کر دوڑے بہرام خسرو نے انکی تلواریں چھین لیں اور گھونسوں سے مار مار کے قعر جہنم میں بھیجدیا اور جتنے آدمی فصیل قلعے پر تھے سبکو قتل کیا اس عرصے میں عمرو بھی کمند لگا کر انکے پاس پہونچا اور بارہ تیرہ ہزار جوان ہندی بھی فصیل پر چڑھ گئے تلوار چلنے لگی خون کی ندی بہا دی عمرو نے دروازہ قلعہ کا جھٹ پٹ کھولدیا کل سپاہ اسلام شہر میں داخل ہوئی اور فوج شاہی کو شکست حاصل ہوئی امیر نے قتل عام کا حکم دیا اور لوٹ کو معاف کیا اور کہا جہانتک زن و مرد گرفتار ہو سکیں اسیر کرو اور تمام شہر کو خوب لوٹو اور آپ مع عمرو شبستان شاہی کے اندر تشریف لے گئے ملکہ مہر نگار کو تلاش کرنے لگے جب اُسکا نشان نہ ملا مہر انگیز سے ملکہ مہر نگار کو پوچھا مہر انگیز نے کہا کہ اُسکو بادشاہ اپنے ساتھ لے گیا ہے مجھے جھوٹ بولنے سے فائدہ کیا ہے امیر نے کہا کہ اس بات کو عقل قبول نہیں کرتی کہ بادشاہ حرم کو یہاں چھوڑ جائے اور مہر نگار کو جنگل جنگل شکار میں پھرائے مہر انگیز نے کہا کہ مکان موجود ہے ڈھونڈھ لو تمام مکانوں میں تلاش کرو امیر نے عمرو سے پوچھا کہ بھائی یہ کام تمہارا ہے اور بارہ ہزار دینار سُرخ دونگا اوج پر تمہارا ستارہ ہے مہر نگار کو پیدا کیا چاہیے اُس زہرہ خصال کو ڈھونڈا چاہیے عمرو نے چہل ستون اور ہشت بہشت وبائیں باغ وغیرہ جتنے مکان شاہی تھے سب میں تلاش کیا مگر مہر نگار کا نشان مثل عنقا نہ ملا سخت متردد ہوا ناگاہ صحن باغ میں ایک چاہ مرمر پر عمرو کی نگاہ پڑی عمرو نے اپنے دلمیں کہا کہ خدا غلط نہ کرے کہ مہر نگار اسی کنوئیں میں بند ہو گی کنوئیں کے پاس جو گیا دیکھا کہ اُسکے منھ پر کئی سو من تبریزی کی ایک سل رکھی ہے اور چاروں طرف سے ہوا جانے تک کی سانس نہیں رہی ہے وہ عمرو سے کب ہٹ سکتی تھی امیر کو پکارا کہ ذرا آپ ادھر آئیے یہاں آکے ملاحظہ فرمائیے امیر جو اُسکے پاس گئے عمرو نے کہا کہ یا امیر بلاشبہ مہر نگار اسی کنوئیں میں ہے یہیں اُنکو بند کیا ہے اُس گنج حسن کو اسمیں چھپا دیا ہے مگر یہ سل مجھ سے نہیں ہٹ سکتی ہے خدائے قدیر نے آپ ہی کو ایسی طاقت عطا کی ہے امیر سل کے پاس گئے سل کو سرکا کے کنوئیں میں اُترے پہلے تو تاریکی سے کچھ نہ معلوم ہوا مگر ایک لمحہ کے بعد دالان مفرش دکھائی دیے دالان کیطرف جو گئے دیکھا مہر نگار سر نہڑائے بیٹھی ہے اور رو رو کر دامن اشکوں سے بھگو رہی ہے امیر کے پاؤں کی آہٹ سے جو سر اُٹھایا تو امیر کی صورت نظر آئی دوڑ کر امیر کے گلے سے لپٹ گئی زار زار رو کر کہنے لگی ابیات ہم نے تو ایسا سمجھ کر آشنائی کی نہ تھی + آشنائی کی تھی ہم نے کچھ بُرائی کی نہ تھی + جانتے تھے وصل میں ہو گی بسر عمر عزیز + بیوفا ہمکو خبر روز جدائی کی نہ تھی + اے حمزہ خدا کیواسطے اب مجھے آپ سے جدا کرنا

انشاء اللہ تعالےٰ ابھی قعر دوزخ میں تجھے ڈالتا ہوں لا ایک ضرب اور بھی لگا لے کہ رہا سہا تیرا ارمان نکل جائے اُسنے
پھر بزور تمام گرز اُٹھا کر مارا امیر نے خالی دیکر مستعجلی کر کے گرز کو تو چھین لیا اور اُس کو بطرح باز صعوہ کو یا بحری کبوتر
کو پنجے میں اُٹھا لیتی ہے گھوڑے زین سے جنگل میں اُٹھا کر زمین پر دے ٹپکا اور آپ اپنے مرکب سے کود کر اُسکی چھاتی
پر چڑھ کے خنجر اُسکی گردن پر رکھکر فرمایا کہ کہہ اب کیا کہتا ہے اس لاف زنی کا ثمرہ دیکھا اب بھی کچھ حوصلہ ہے وہ گڑگڑانے
لگا اور کینہ دل میں رکھ کر مسلمان ہوا امیر اُسکی چھاتی پر سے اُتر پڑے اور الگ کھڑے ہو گئے وہ اُٹھ کر امیر کے قدموں پر

مقابلہ کرنا ثروبین کا صاحبقران سے اور ڈے مارنا امیر کا ثروبین کو اور خنجر رکھنا گلے پر صاحبقراں کا بظاہر مسلمان ہونا ثروبین کا

گرا امیر نے اُسکو گلے سے لگایا لشکر اسلام میں شادیانے بجنے لگے علمداروں نے پرچم فتح کے علموں پر کھول دیے
فوج ثروبین منکوب و مدبور گریاں و نالاں اپنے فرودگاہ کیطرف پھری اور بڑی شکست فاش حاصل ہوئی امیر
مظفر و منصور مع ثروبین اپنے لشکر میں داخل ہوئے مبارک سلامت کی دھوم مچی جشن کے سامان از سر نو ہونے لگے
بارگاہ دسترخوان بچھا اور کھانا چنا گیا صاحبقراں نے ثروبین کا منھ ہاتھ دھلوا کر اپنا ہم نمک کیا اور بعد
تناول طعام جام مے گلفام گردش میں آیا خوب جی بھر کے بادۂ ارغوانی پیا ثروبین نے صاحبقران سے کہا کہ
غلام رخصت ہوتا ہے فوج کو جا کر مسلمان کرتا ہوں اور کل صبح کو جتنے سردار فوج ہیں حضور میں لا کر اُنکی ملازمت
کرواتا ہوں امیر نے بہ بشاشت تمام فرمایا کہ آفرین صد آفرین یہی چاہیے کار خیر میں عجلت مناسب ہے اُن سب کو

دائرۂ اسلام میں داخل فرمائیے غرضکہ وہ رخصت ہوکر اپنے لشکر میں گیا اور فریب اور مکر کی فکر میں مصروف ہوا

شبخون مارنا ژوپین کا لشکر اسلام پر اور زخمی ہو کر بھاگنا امیر کا اُس مقام پر

صاف طینت جس سے صاف ہوئے بغض عداوت نہیں رکھتے امور گذشتہ کا خیال مطلق اور تلافی کی نیت نہیں رکھتے یہاں تو امیر کا اُس مردود پر اعتماد اور اعتبار ہوا وہ مردود لشکر میں پہونچکر اور وہی سامان اور انتظام کرنے لگا کہ لوگوں کو تشفی دیکر کہا کہ میں خوف جان سے مسلمان ہوا ہوں ایک مسلم زادہ کو دم دے آیا ہوں تم لوگ سب مستعد رہو میں حمزہ پر آج شبخون مارونگا اسکی فوج کو بات کی بات میں زیر و زبر کر ڈالونگا اپنی فتح ہے انکو شکست دونگا فوج اُسکی تیار رہی جب آدھی رات گذری ستر ہزار سے امیر کے لشکر پر شبخون مارنے چلا راہ میں شیث ملبنی نے کہ چار ہزار سوار سے طلایہ پھر رہا تھا گھوڑوں کے سموں کی آواز سنکر للکارا کہ کون بیجا یا چلا آتا ہے خبردار قدم آگے نہ بڑھانا بغیر شناخت کیے ہوئے ہرگز اس طرف نہ آنا قریب جاکر دیکھا تو ژوپین بعزم شبخون چلا آتا ہے اور کئی ہزار سوار اور پیادے ہمراہ لاتا ہے شیث اُسکے مقابل ہوا تلوار چلنے لگی چار گھڑی کامل تلوار چلی چونکہ بہت بہت ہوتے ہیں اور یہ تھوڑے تھوڑے ہیں شیث ملبنی ژوپین کے ہاتھ سے شہید ہوا ژوپین لشکر اسلام پر جاگرا لشکر امیر کا چین سے بے کھٹکے سو رہا تھا ایک مرتبہ جو ستر ہزار سوار اُنپر گرا کوئی سنبھل نہ سکا کمر باندھنے اور ہتھیار لگانے کی اُسوقت فرصت کہاں تھی جسکے جو چیز ہاتھ میں آئی وہ لیکے حریف کے مقابل ہوا شپاشپ تلوار چلنے لگی اور نعرہ واہ واہ اور صدائے چقاچاق بلند ہوئی حتیٰ کہ امیر بھی خواب راحت سے چونک پڑے اور پوچھنے لگے کہ یہ شور و غل کیسا ہے خبرداروں نے خبر دی کہ ژوپین نے شبخون مارا ہے امیر اس دہشت سے کہ مبادا کچھ آسیب سیاہ قیطاس کو پہونچے جسطرح سے سوتے تھے اُسیطرح سے بے سلاح بارگاہ سے نکلکر سیاہ قیطاس کے تھان پر آئے اور لگام دیکر بے زین سوار ہو بیٹھے عیاشان ملک نے شمشیر خون آلودہ جو اُسکے ہاتھ میں تھی امیر پر لگائی امیر نے خالی دیکر اُسکے ہاتھ سے چھین لی اُسی تلوار سے اُسکو جہنم واصل کیا دوسرے بھائی نے اُسکے کہا کہ حمزہ تو نے بڑا غضب کیا میرے بڑے بھائی کو مارا اگر میں تجھ کو جیتا اب چھوڑتا ہوں تو مجھے نہیں جانتا کہ میں آدمی آفت کا ہوں امیر نے فرمایا کہ غم نہ کھا تجھ کو بھی اُسکے پاس بھیجتا ہوں قعر دوزخ میں روانہ کرنیکی فکر کر رہا ہوں اُسنے امیر پر حربہ کیا امیر نے اُسکے حربے کو خالی دیا اور ایک ہاتھ اُسکی کمر پر ایسا لگایا کہ مانند خیار تر دو ٹکڑے ہوگیا ژوپین نے امیر کی پشت پر آکر ایک ہاتھ تیغے کا بنجاطر جمعی تمام امیر کے سر پر ایسا لگایا کہ چار اُنگل امیر کے سر میں در آیا امیر نے پیچھے پھر کر وہی تلوار جو ہاتھ میں تھی اُسکے سر پر لگائی ہر چند اُسکے سر جھکانے سے اُچٹتی ہوئی لگی لیکن تب بھی چار انگل اُس بمغز کے سر میں در آئی امیر نے دوسرا ہاتھ پہلو میں مارا پہلو چراتے چراتے تلوار نے پسلیوں کو کاٹا امیر نے دوسرے پہلو پر ہاتھ لگایا اُسکی بھی پسلیاں کٹ گئیں دس ہزار آدمی اُسکی فوج کا آکر اُسکو ہاتھوں ہاتھ اُٹھا کر سر پر پاؤں رکھ کر مدائن کیطرف بھاگا ساٹھ ہزار آدمی ستر ہزار میں سے

جہنم واصل ہوئے اور کئی ہزار آدمی لشکر اسلام میں سے بھی اس شبخون میں شہید ہو گئے جنت میں داخل ہوئے امیر کے زخم سر سے
بھی بہت خون بہا حتی کہ امیر کو غش آ گیا مرکب نے دیکھا کہ راکب میرا زخمی ہے میدان کارزار سے نکلکر صحرا کیطرف قدم زن ہوا
عادی وغیرہ سرداروں نے ہر چند امیر کو لاشوں میں ڈھونڈھا اور ادھر اُدھر تلاش کیا کہیں پتہ نہ چلا لشکر اسلام
میں ماتم پڑ گیا جتنے سردار تھے اپنی اپنی فوج سمیت سیاہ پوش و گریبان چاک ہوئے رفقا اور اُمرا جو جان نثار تھے
اور ہوا خواہ تھے کمال افسردہ و سر خاک ہوئے تیسرے دن عادی تمام فوج کو لیکر مکے میں پہونچا اور خواجہ عبدالمطلب
و عمرو سے یہ سانحہ بیان کیا یہ خبر سنکر تمام رئیسان مکہ سیاہ پوش ہوئے اور نالہ و واویلا اور وامصیبتا کرنے لگے نالہائے
مصیبت و درد بلند ہوئے آہ و فغاں کے شور سے ساکنان ملاء اعلیٰ کے حواس اُڑے خواجہ عبدالمطلب کو سکتہ
سا ہو گیا کلیجہ تھام کر رہ گئے کچھ کہا نہ سنا عمرو و مقبل نے اپنا گریبان چاک کیا مہر نگار نے رخسار ہائے گلگوں کو طمانچوں کے
مارے سوسن سا نیلا کر دیا سر کے بالوں کو اسقدر نوچا کہ کنگھی چوٹی کی احتیاج نہ رہی رنڈاپے کی صورت بنگئی اس شور و شر میں
عمرو کے ذہن نے رسائی کی کہ ہر ایک کو تسلی دی اور سب کو چپکا کیا اور کہا تم یقین جانو صاحبقران زندہ و سلامت ہیں خدا
کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں اگر صاحبقران کے دشمنوں کا کچھ بھی بال بیکا ہو جاتا تو سیاہ قیطاس ضرور اپنے لشکر میں آتا
اگر ہاں صاحبقران کو صدمہ ضرور پہونچا ہے کہ سیاہ قیطاس ابھی تک نہیں آیا ہے بہر حال تم سب خدا کو یاد کرو صاحبقران
کی خبر میں لاتا ہوں اور انشاء اللہ انکی خیر و عافیت سُناتا ہوں یہ کہکر قلعہ کی مورچہ بندی کی و جابجا فوج مقرر کر دی اور مقبل
سے کہا کہ خبردار خبردار تا آنے میرے قلعہ کی بہت خبرداری کرنا کوئی یگانہ بیگانہ قلعہ کے گرد پھٹکنے نہ پائے نہایت ہوشیاری کرنا اور
وہیں سے امیر کا سراغ لگانا شروع کیا اور آپ یراق عیاری اپنے بدن پر لگا کے النگ زمرد کیطرف جس میدان میں صف جنگ ہوئی تھی روانہ ہوا

آنا عبدالرحمن جنی وزیر شہنشاہ پردہ قاف کا امیر کے لینے کو

راویان اخبار و ناقلان آثار روایت کرتے ہیں کہ ہر گاہ دیوان رو سیاہ نے شہپال بن شاہرخ شہنشاہ پردہ
قاف سے سرکشی کرکے شہر سیمین و شہر زرین و شہر یقم و شہر قاقم و قصر بلور و بیابان مینا و قصر ابیض مرصع و قصر
گوہر و قصر زمرد و قصر یاقوت و چہل ستون و باغ سدا بہار و باغ فرحت آثار و باغ ہشت بہشت
و قصر مینا و باغ جنان و طلسمات ساختہ حضرت سلیمان و بلاد ختر سران و گاوسران و گاؤ پایان و
گلیم گوشاں و نیم تناں وغیرہ کو چھین لیا فقط گلستان ارم باقی رہگیا کہ شاہنشاہ مع عیال اُسمیں قلعہ بند ہو کر
بیٹھا ایک وزیر شہنشاہ کو یاد آیا عبدالرحمن جنی اپنے وزیر کو بلا کر کہا کہ وہ لڑکا آدم زاد حمزہ جسکا گہوارہ تم نے ملک
عرب دنیا سے اُٹھوا منگوایا تھا اور کہتے تھے کہ ایک روز ایسا ہو گا کہ تمام دیو کوہ قاف کے متمردی کرکے سب ملک آپکا چھین لینگے
اور آپ گلستان ارم میں قلعہ بند ہو کر بیٹھیں گے وہ لڑکا آکر سبکو ماریگا اور ملک کو اُنکے ہاتھ سے مستخلص کرکے بدستور

آپکے حوالے کر دیگا دریافت تو کرو کہ وہ آجکل کہاں ہے اور کس سرزمین میں اُسکا مقام اور مسکن ہے عبدالرحمن نے قرعہ
پھینک کر بیان کیا کہ بالفعل اُسے بہت بڑی لڑائی پیش آئی ہے اور اس معرکہ میں اُسنے ایک تلوار زہر آلود سر پر کھائی ہے
اگر اسوقت آپ چاہیں تو وہ آسکتا ہے شاہنشاہ نے کہا کہ اس سے بہتر کیا ہے اُسیدم مرہم سلیمانی منگا کر عبدالرحمن کو دیا اور
بہت سا میوہ قسم قسم کا پردۂ قاف کا ساتھ کیا اور فرمایا کہ ہاں جلد جاؤ اس مرہم کو اُسکے سر پر لگاؤ کہ زخم اندمال پاوے
اور میوہ کھلاؤ کہ اُسکو قوت آوے اور بعد صحت کے اُسکو اپنے ساتھ ہی لے آنا عبدالرحمن تخت پر سوار ہو کر کئی سو جن
اپنے ہمراہ لیکر پردۂ قاف سے روانہ ہوا آناً فاناً ہوا ہوا جب سبزہ زار دامن کوہ ابوالقبیس پر پہونچا چاروں طرف
دیکھنا بھالنا شروع کیا دیکھا کہ حمزہ کے سر پر زخم کاری لگا ہے اور اُسکے صدمہ سے سبزہ پر بیہوش پڑا ہے اُسوقت تخت پر
لٹا کے کوہ ابوالقبیس کے ایک غار میں اٹھوا لیگیا اور باہستگی و نرمی تمام زخم کو دھو ڈالا اور پٹی مرہم سلیمانی کی زخم میں لگا کر میوہ
قاف کی ڈالیاں گرد اُسکے چن دیں تا اُسکی بو سے دماغ میں قوت آوے اور روح کو طاقت آوے تیسری پٹی بدلی تھی کہ امیر نے
آنکھیں کھولدیں غش سے افاقہ ہوا عبدالرحمن نے سلام علیک کی امیر نے سلام علیک کا جواب دیکر پوچھا کہ آپ
کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں اور آپکا نام و نشان کیا ہے اور مجھکو اس تخت پر کیا آپ ہی اُٹھا لائے ہیں عبدالرحمن نے
کہا کہ میں شہیال بن شاہرخ شاہنشاہ پردۂ قاف کا وزیر ہوں نام میرا عبدالرحمن ہے اُس شہنشاہ کا فرمان پذیر ہوں
خردسالی میں آپکا گہوارہ آپکے گھر سے شاہنشاہ کے حسب الطلب میں نے اٹھوا منگوایا تھا شہنشاہ نے ایک ہفتہ رکھکر اکثر دیو و
غول و جن کا دودھ آپکو پلوایا تھا تا جوانی میں کسی سے آنکھ نہ جھپکے اور سرمہ سلیمانی آنکھوں میں دیکر ایک گہوارہ پر تکلف اپنے
یہاں سے منگوا کر اسپر لٹا کے آپکو آپکے گھر بھیجدیا تھا اور بہت سا جواہر بیش بہا آپکے ساتھ کیا تھا چونکہ بالفعل تذکرہ آپکو
مجھ سے پوچھا میں نے قرعہ کے رو سے معلوم کر کے کہا آپ تیغ زہر آلودہ سے مجروح اس میدان میں بیہوش پڑے ہیں اور اپنے رفیق و
لشکر سے علیحدہ ہو گئے ہیں بادشاہ نے مرہم سلیمانی اور ڈالیاں قاف کے میوونکی میرے ساتھ کرکے مجھے آپکے پاس بھیجا ہے کہ تیمارداری
کروں خاطر خواہ آپکی خدمتگزاری کروں میں جو یہاں آیا تو جیسا قرعہ سے معلوم ہوا تھا ویسا ہی میں نے آپکو دامن کوہ کے
سبزے میں بیہوش پایا تخت پر لٹا کے اس غار میں اُٹھا لایا الحمد للہ کہ آپکے سر کا زخم مندمل ہو چکا اور اب مجھے اطمینان حاصل ہوا
باقی رہی طاقت سو یہ میوہ کھائیے ساعۃً فساعۃً طاقت آویگی ضعف و نقاہت بات کی بات میں دور ہو جاویگی امیر نے پوچھا
کہ تم نے مجھکو کیونکر پہچانا کونسا نشان مجھمیں دیکھا عبدالرحمن نے کہا کہ قرائن عقلی سے اور خال سبز و کلالہ ابراہیمی سے امیر
عبدالرحمن کے اخلاق سے بہت محظوظ ہوئے اور اُسکی تعریف بحفظ مراتب جانبین کرنے لگے عبدالرحمن نے کئی سو جن جو ہمراہ
آئے تھے سب کی ملازمت کروائی اور امیر سے کہا کہ ایک استدعا غضانہ بھی ہے امید ہمت مردانہ سے ہے انشاء اللہ تعالیٰ آپکو صحت
کلی حاصل ہوگی تب عرض کرونگا صرف توجہ کا امیدوار ہونگا امیر نے فرمایا کہ بسر و چشم مجھکو بے آپکے کہے آپکی استدعا قبول ہے زیادہ
اسمیں گفتگو کرنا فضول ہے عمرو کا حال سنیئے کہ یہ جو امیر کی تلاش میں نکلا تمام الکنگ نمرود کوہ ابوالقبیس کو چھان مارا اگر امیر کا

پتہ نہ لگا ہر گاہ پھرتا پھراتا اس لنگ کو جہاں سیاہ قیطاس چر رہا تھا آیا دیکھا کہ سیاہ قیطاس چر رہا ہے افسردہ اور پریشان
ادھر ادھر نظر کر رہا ہے عمرو اسکے پکڑنے کو دوڑا پہلے تو سیاہ قیطاس نے عمرو کو نہ پہچانا دم اٹھا کر شیر غرندہ کیطرح عمرو پر آیا جب
عمرو نے باواز بلند چمکارا تو آواز پہچانکر کان ڈالدیے اور چپکا کھڑا ہو رہا عمرو نے اسکی پیشانی پر بوسہ دیکر پوچھا کہ تیرا آقا کہاں
ہے مجھے وہاں لیچل وہ جہاں ہے وہ ہنہنا کر غار کیطرف اشارہ کرنے لگا عمرو اسکے اشارے کو نہ سمجھا چاروں طرف
ڈھونڈھ ڈھانڈھ کر چلا آیا کہیں سراغ اور نشان نہ پایا عمرو نے اپنے دلمیں کہا کہ سیاہ قیطاس کو تم اپنے مکان پر لیچلو کہ
رونے والوں کے آنسو پونچھے جائیں امیر کو پھر تلاش کرو یہ سوچکر سیاہ قیطاس کو لیجا کے تمام لشکر و امرا و شاہان و پہلوانان اسلام
و خواجہ عبد المطلب و مہر نگار کو دکھلا کر کہا کہ سیاہ قیطاس تو لایا ہے آپ صاحبوں کی تشفی کیواسطے لے آیا ہوں
اب جاتا ہوں امیر کا بھی ٹھکانا لگاتا ہوں یہ کہکر عمرو روانہ ہوا اور ایکی دفعہ عمرو کوہ ابوالقبیس کے تلے ڈھونڈھتا
ہوا جا نکلا ایک غار میں سے کچھ آواز آدمی کی عمرو کے کان میں آئی آدمی کے آواز کی بھنک سنی اندر جا کر دیکھا تو امیر
تخت پر بیٹھے ہیں تحفہ تحفہ نئی نئی قسم کے میوے نوش فرما رہے ہیں عمرو دوڑکر امیر کے قدموں پر گر پڑا امیر نے اسکا سر اٹھا کر
چھاتی سے لگایا اور مہر نگار کی خیر و عافیت پوچھی عمرو نے تمام کیفیت عرض کی عمرو ہاتھ باندھ کر روبرو امیر کے کھڑا
ہوا چونکہ عمرو کی آنکھوں میں سرمہ سلیمانی نہ تھا اس سے کوئی جن عمرو کو نظر نہ آیا اور جنوں نے جو عمرو کو عجیب الخلقت دیکھا
خوش طبعی کرنے لگے آپسمیں دل لگی کرنے لگے ایک جن نے عمرو کے دونوں پاؤں پیچھے سے کھینچ لیے عمرو منھ کے بھل گر پڑا امیر ہنسنے
لگے عمرو بولا صاحبقران ہنستے کیا ہو تمام کوہ و صحرا میں ڈھونڈھتا پھرا ہوں اس سے تھک گیا ہوں طاقت پاؤں میں نہیں رہی
گر پڑا ہوں امیر نے عمرو کو آگے اپنے بلایا ایک جن عمرو کے آگے دوزانو بیٹھ گیا عمرو نے جو قدم آگے بڑھایا ٹھوکر کھا کر پھر گر پڑا
امیر ہنسنے لگے عمرو نے پھر وہی عذر کیا ایک جن نے تاج عمرو کا الگ تھلگ اتار لیا اور عمرو کو معلوم نہ ہوا صاحبقران نے
فرمایا کہ بھائی عمرو ننگے سر کیوں ہو تاج تم نے کیا کیا عمرو نے جو سر پر ہاتھ پھیرا تو واقعی تاج نہیں ہے غل مچانے اور خفا ہونے لگا جب
امیر نے دیکھا کہ عمرو تنگ ہوتا ہے اور تاج کے نہونے سے گھبرا رہا ہے تب کہا کہ بھائی شہپال بن شاہرخ شاہنشاہ پردہ
قاف نے اپنے وزیر عبد الرحمن جنی کو کسی کام کیواسطے میرے پاس بھیجا ہے مگر انھوں نے ہنوز کچھ مجھ سے بیان نہیں کیا
بعد صحت بیان کرینگے انکا پیغام مجھ سے کہینگے اور میرے سر کے زخم کو بھی انھوں نے اچھا کیا ہے بہت جلد زخم مندمل ہوا ہے
اور یہ میوہ بھی میرے کھانیکو کہ جسمیں جلد طاقت آجاوے وہی اپنے ساتھ لائے ہیں انکے ساتھ جو جن ہیں وہ تمہارے ساتھ خوش طبعی
کرتے ہیں یہ کہکر تاج جس جن نے اتار لیا تھا اس سے لیکر عمرو کے حوالے کیا اور عبد الرحمن سے عمرو کی تعریف کرکے عمرو کی
آنکھوں میں سرمہ سلیمانی دلوایا تب عمرو سبکو دیکھنے لگا امیر نے عمرو کی ملاقات عبد الرحمن سے کروا کے کہا کہ اب تم جاؤ
ہماری صحت و سلامتی کی خبر لشکر میں پہونچاؤ یہاں کا رہنا ہمارا کسی سے نہ کہنا عمرو تو لشکر کی طرف گیا صاحبقران نے
عبد الرحمن سے کہا کہ اب آپ اپنا مطلب فرمائیے جو آپکے آقا نعمت نے کہا ہے مجھے سنائیے عبد الرحمن نے کہا کہ یہ تو

پہلے ہی میں آپ سے کہہ چکا ہوں کہ جب آپ سات دن کے تھے میں نے از روے رمل شاہنشاہ سے کہا تھا اُسی زمانہ میں
عرض کیا تھا کہ ایک زمانہ میں جتنے دیو ہیں آپ سے سرتابی و سرکشی کر کے تمام ملک آپکا چھین لینگے اور مطلق آپ کی اطاعت
اور فرمانبرداری نہ کرینگے مگر ایک لڑکا آدم زاد سات دن ہوئے ہیں کہ شہر مکے میں پیدا ہوا ہے عالی خاندان والا وہ وہاں
رئیس مکے کا بیٹا ہے وہ آکر جتنے دیوان سرکش و زبردست ہیں انکو زیر کریگا او ہزاروں کو گرفتار اور اکثروں کو تہ تیغ
بیدریغ کر کے جہنم واصل کر دیگا اور ملک آپکا پھر اُسکی قوت بازو سے آپکے ہاتھ آئیگا اور تمام فتنہ و فساد اس سرزمین سے
دور ہو جائیگا چنانچہ شاہنشاہ نے میری ہی معرفت آپکا گہوارہ اُٹھوا منگوا کر سات دن تک اپنے پاس رکھا اور دیو جن
غول شیر و دیگر جانوران درندہ کا دودھ آپ کو پلوایا کہ جوانی میں آپکی آنکھ کسی سے نہ جھپکے اور سب پر آپکا رعب و اقبال
خدا کی عنایت سے غالب رہے اور آٹھویں دن آپکو اپنے یہاں سے گہوارے میں کہ مغرق بجواہر تھا اٹھا کر مکے میں بھیجدیا اور وہ
آپکے والد ماجد کو کہ آپکے گم ہو جانے میں کمال رنج و ملال تھا نہایت راحت و سرور ہوا سو بالفعل وہی وقت آیا کہ
عفریت نام ایک دیو نے ایسا زور پکڑا ہے کہ تمام ملک قاف کا اپنے عمل میں کر لیا ہے شہنشاہ گلستان ارم میں قلعہ بند
ہیں اور اُسکو بھی کہتا ہے کہ خالی کر دو نہایت پریشان نصیب دشمناں مرگ کے آرزومند ہیں شہنشاہ نے مجھ سے کہا
کہ جس لڑکے کا گہوارہ طفلی میں پردۂ دنیا سے تم نے اُٹھوا منگوایا تھا اور از روے قرعہ کے کمال آب و تاب سے بیان کیا تھا
کہ یہ لڑکا تمھارے سب دشمنوں کو قتل کریگا اور تمھارا ملک از دست رفتہ تمکو دلوا دیگا بس اب تو وہ لڑکا جوان ہوا ہوگا
ہوشیار و فہمیدہ صاحب علم و فراست فخر امثال و اقران ہوا ہوگا دیکھو تو وہ آجکل کہاں ہے کہاں اُسکا مسکن و
مکان ہے میں نے بموجب ارشاد کے قرعہ پھینکا تو از روے رمل کے اس سبزہ زار میں زخمی پایا شہنشاہ نے سنکر فرمایا کہ
جلد مرہم سلیمانی لیجا کر اُسکے زخم اچھے کر دو اور میوہ کھلاؤ کہ یوماً فیوماً اُسکو قوت حاصل ہو اور میری طرف سے بعد دعا کے کہنا کہ اس
عفریت کافر نے کہ میرے بزرگوں کے وقت میں ایک ادنی پیادہ تھا بدی کر کے سواران یک اسپہ و دو اسپہ و پیادگان راست رو و
پہلوانان فیل سوارہ کو اپنے تابع کر کے شطرنج کے فرزین کیطرح کجروی اختیار کی ہے اور مجھے سخت تنگ کیا ہے اور
مجھکو ایک گھر میں کہ گلستان ارم اُسکا نام ہے رخ کر کے قلعہ بند کر رکھا ہے کہ میں آگے پیچھے داہنے بائیں کسیطرف جا
نہیں سکتا ہوں اور مطلق بے بساط ہو رہا ہوں اگر تم سا شاطر میری مدد نکریگا تو نقشہ بدلجائیگا بازی میری مات ہو چکی
ہے کہ حریف کی دست بُرد نے نقشہ میرا بگاڑ دیا ہے بساط اُلٹ دینے کا ارادہ کیا ہے اور ظاہر ہے کہ میں حضرت سلیمان
کی امت میں ہوں اور تم حضرت ابراہیم کی امت میں ہو لازم ہے کہ ایک پیغمبر زادہ دوسرے پیغمبر کی امت کی مدد کرے
اور حتی الوسع حاجت روائی میں مصروف رہے امیر نے فرمایا کہ عبدالرحمن اگر مجھ سے وہ دیو مارا جاوے اور شاہنشاہ کا
ملک میرے قوت بازو سے مستخلص ہو کر شاہنشاہ کے قبضے میں آوے تو میں چلنے کو حاضر ہوں نہایت رضا و شگفتہ خاطر
ہوں عبدالرحمن نے کہا کہ میں نجومی رمل میں دیکھ چکا ہوں پہلے ہی سے یقین کامل ہے اور دل سے معتقد ہوا ہوں کہ

عفریت کش آپ ہی ہیں اور ملک بھی آپ ہی کی عنایت اور اعانت سے مسترد ہوگا انشاء اللہ تعالی آپ ہی کے ہاتھ سے
واصل جہنم وہ مرتد ہوگا عمرو کا حال سنیے کہ امیر کے پاس سے جو گیا خواجہ عبد المطلب اور رئیسان مکہ اور سرداران فوج
اور مہر نگار سے امیر کی سلامتی کا حال بیان کر کے کہا کہ اگر ایسے مژدہ پر بھی مجھ کو خوش نہ کرو گے تو کس دن خوش کرو گے سب
میرے دامن کو گوہر امید سے بھر دو گے سبھوں نے موافق اپنے حوصلے کے عمرو کو دیا اور ہر شخص نے بجاے خود سامان جشن کیا
صبح کو وقت پھر امیر کے پاس آیا اور تمام حال اپنے جانیکا اور جشن کا مجمع مبارک امیر میں پہونچایا امیر نے عمرو سے کہا کہ بھائی
عمرو چند دنوں کا سفر ہکو اور بھی درپیش ہوا ہے دیکھیے کیا مشیت خدا ہے عمرو نے کہا کہ کیسا امیر نے جو کچھ عبد الرحمن سے
سنا تھا اُسکا اعادہ کیا عمرو بولا کہ اے حمزہ خیر ہے بیسود کاہے کو سوں کا سفر کرنا اور اس محنت و مشقت سے مہر نگار
کو لاکر گوشہ میں بٹھلا رکھا اور عیش سے درگذر کرنا یہ کیا مضمون ہے عقل صائب کے نزدیک یہ امر بہت زبوں ہے امیر نے
کہا کہ اب انکا مجھپر احسان ہے کہ انھوں نے آنکر میرے سر کا زخم اچھا کیا ہے میری دوا دارو میں مشغول رہے ہیں میرا آرام
ہر وقت ملحوظ خاطر رکھا ہے باقی تو جانتا ہے کہ میں دیو جن غول جادوگر کے باپ سے بھی نہیں ڈرتا ہوں حافظ حقیقی میرا نگہبان
ہے میں ان باتوں پر کب لحاظ کرتا ہوں اسمیں عبد الرحمن نے کہا کہ اے صاحبقران آپ کو تین دن جانے اور تین دن
آنے اور ایک دن اول وہاں رہنے اور ایک دن عفریت کے مارنے میں اور ایک دن جشن فتح میں گزرے گا مجموع نو
دن کا زمانہ اس آمد و رفت میں لگیگا امیر نے فرمایا کہ قبول کیا دونا دون اٹھارہ دن لگیں گے تو بھی کچھ قباحت نہیں ایسے
وقت میں چشم پوشی اور انکار کرنا مقتضاے مروت و ہمت نہیں عمرو نے کہا کہ اچھا جیسی آپ کی مرضی میں اٹھارہ دن اور
مہر نگار کی محافظت کرونگا انیسویں دن مجھے کچھ کام نہیں ہے آپ جانیے اور آپ کا کام جانے میں اپنی راہ لونگا امیر نے
فرمایا کہ میں نے قبول کیا جاؤ میرا قلمدان لاؤ تا میں مہر نگار اور سرداران لشکر کو نصیحت نامہ لکھوں کہ میرے آنے تک
سب تمھاری تابعداری کریں اور آپکو خوش و محفوظ رکھیں لیکن خدا کیواسطے بہت طبیعت داری کو کام نہ فرمائیے کا سرداران
فوج پر بہت حکومت نہ جتائیے گا عمرو روتا ہوا اُس غار سے نکلا اور مکہ کی طرف روانہ ہوا جس وقت عمرو مکہ میں پہنچا
اور خواجہ عبد المطلب نے امیر کے پردۂ قاف پر جانے کا حال سنا کمال مضطر ہو کے عمرو سے کہا کہ کسی طرح سے
امیر کو سمجھا کر یہ عزم فسخ کرا دیا چاہیے کسی صورت سے یہانتک لایا چاہیے عمرو نے عرض کی میرے سمجھانے نے کچھ تاثیر کی
مگر حضور ایک خط لکھیں اگر آپکا فرمانا کچھ موثر ہو تو شاید مان جائیں خواجہ عبد المطلب نے امیر کا قلمدان منگا کر ایک
نصیحت نامہ امیر کو لکھا اور عمرو کے سپرد کیا عمرو وہاں سے لشکر میں آیا اور امیر کے سفر کی خبر سرداران لشکر کو دی وہ بھی
رونے پیٹنے لگے وہاں ایک حشر اٹھ مچ گئی جب عمرو نے مہر نگار سے عزم امیر کا اظہار کیا مہر نگار زمین پر گری اور ڈاڑھیں
مار مار کے رونے لگی پچھاڑیں کھا کھا کر اشکوں سے منھ دھونے لگی عمرو نے کہا کہ ملکہ اس رونے پیٹنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے ضبط کو کام
فرماؤ ہوش میں آؤ جسطرح سے خواجہ عبد المطلب نے امیر کو نصیحت نامہ لکھا ہے تم بھی اپنی طرف سے کوئی خط لکھو دیکھو کیا جواب

آتا ہے اصل مطلب کھلا جاتا ہے مہر نگار نے ایک فراق نامہ مشتمل بر نصیحت امیر کو لکھا اور اخیر میں یہ بھی درج کیا کہ بصورت عزم فسخ کبریٰ نکلے مجھ کو بھی اپنے ساتھ لیتے چلو اور اگر چھوڑ جاؤ گے تو یہ یاد رہے کہ مجھ کو جیتا نہ پاؤ گے میں اپنا خون کر ونگی آپ بے تصدق ہو جاؤنگی عمرو نے اس نامہ کو بھی خواجہ عبد المطلب کے نامہ کیسا تھ اپنے پاس رکھا اور چپکے سے قلمدان امیر کا بغل میں دبا کر امیر کے پاس گیا قلمدان آگے رکھکر خواجہ عبد المطلب و مہر نگار کے خطوط رکھدیئے اور کچھ حالات بانی بھی عرض کیے امیر نے پہلے تو ایک عرضی اپنے والد کی خدمت میں لکھی بعد ازاں ایک شقہ سرداران لشکر کو لکھا کہ مجھ کو بالضرورت چند روز کا سفر درپیش ہوا ہے ایسے وقت میں چشم پوشی اور اغماض ہرگز نہیں زیبا ہے جس جس کو میری اطاعت و رفاقت منظور ہو وہ میرے آنے تک خواجہ عمرو کو میری جگہ پر سمجھے نوع عمرو کی عدول حکمی نہ کرے اور مہر نگار کے خط کے جواب میں لکھا کہ میں اٹھارہ دن کے واسطے جاتا ہوں انشاء اللہ تعالے بعد اس مدت کے توقف نہ کرونگا فوراً آتا ہوں شاہنشاہ قاف نے اپنے وزیر کو میرے علاج کے واسطے بھیجا اور اس نے آکر مجھے تندرست کیا پس اخلاق و مروت و جوانمردی سے بعید ہے کہ میں آپکی مصیبت میں کام نہ آؤں اور اس سے اس برے وقت میں منہ پھیراؤں میری خاطر اگر تم کو منظور ہے تو اٹھارہ دن کی مفارقت اور بھی میری قبول کرو خدا پر شاکر و صابر رہو اور مرد عورتوں کو مہم میں اپنے ساتھ نہیں لیے پھرتے ہیں کہ میں تم کو لیتا جاؤں اور ہر ہر جنگ و مہم میں تمہارا خیمہ بھی ساتھ رکھوں ہاں اگر تفریحاً سیر و شکار کے واسطے جاتا تو مضائقہ نہ تھا تم کو بھی لیے جاتا اور جب تک میں آؤں عمرو کے کہنے پر عمل کرنا اُسکو اپنا خیر خواہ اور جاں نثار سمجھنا بیوفائی اُس سے کبھی نہ ہوگی اپنے مقدمات میں ہرگز نہ عیار و مکار سمجھنا اور خطوط عمرو کو دیے کہ مکتوب الیہم کو پہونچا دو اور ہمارے سلاح لا دو مگر کسی کو خبر نہ ہونے پائے دھوکے سے بھی یہ کلام کبھی زبان پر نہ آئے عمرو امیر کے پاس سے شہر میں آیا لیکن خط کسی کو نہ پہونچایا سلاح لیکر امیر کے پاس روانہ ہوا صاحبقراں نہایت عمرو سے خوش ہوے سلاح بدن پر لگا کے چلنے کی فکر کرنے لگے۔

مارا جانا گستہم کا امیر کے ہاتھ سے اور چھوٹنا اُس مردود کا لشکر کے ساتھ سے

تقدیر اپنا رنگ نیا دکھاتی ہے موت کہاں سے کہاں کھینچ لاتی ہے گستہم کی لڑائی کا بیان ہے جن و انس کے معرکے کی داستان ہے جب امیر مع ملکہ مہر نگار اور لشکر جرار اپنے وطن مالوف کو روانہ ہوے شقہ نوشیرواں کا گستہم کی طلبی میں روانہ ہوا وہ بزدلہ دو اسپہ منزلیں طے کرکے مدائن میں پہونچا نوشیرواں نے تمام کیفیت امیر کی مدائن تاراج کرنے اور مہر نگار کے لیجانیکی بیان کرکے کہا کہ آج کئی دن ہوے ہیں کہ ژوبین کاؤس چالیس ہزار سوار سے آیا تھا میں نے عیاشان ملک کو تیس ہزار سوار دیکر اُسکے ساتھ حمزہ کی تنبیہ اور مہر نگار کے لانے کیواسطے بھیجا ہے اگر تم بھی جاؤ بالاتفاق ژوبین و عیاشان ملک حمزہ کو قتل کرو اور مہر نگار کو لے آؤ گستہم تیس ہزار سوار سے اُسکی طرف روانہ ہوا اور اپنے لشکر کو دو منزلہ کرتا ہوا چلا لیکن ژوبین کاؤس لنگ نے مرو کی طرف گیا تھا اور گستہم مبشیہ فیض کیطرف سے

جب قریب پہونچا معلوم ہوا کہ حمزہ نے تردوپین کے ہاتھ سے زخم کاری کھایا ہے اور اب مفقود الخبر ہے معلوم نہیں
مرگیا یا جیتا ہے اگر زندہ بھی ہے تو اسکی خبر نہیں قلیل مسلمان ملکے میں جاکر ٹھہرے ہیں لیکن کمال بدحواس ہو رہے ہیں
گستہم یہ خبر سنکر دلمیں بہت خوش ہوا اور ملکے سے تین کوس کے فاصلے پر خیمے استادہ کرکے طبل جنگ بجوایا ہنوز امیر
قاف کیطرف تشریف فرما نہ ہوئے تھے کہ آواز فریاد کوس کی امیر کے کان میں پہونچی لیکن کوئی فوج نمودار نہ تھی
امیر نے عمرو سے کہا کہ بھائی دیکھو تو طبل کہاں بجا کس کا لشکر پہونچا عمرو یہ سنکر آگے بڑھا تو ایک لشکر بسیار کئی ہزار
سوار کا دیکھا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ گستہم تیس ہزار سوار سے لڑنے کو آیا ہے نوشیرواں نے امیر کے قتل اور ملکہ
کے لانے کیواسطے بھیجا ہے پہلے تو عمرو نے قلعے میں جاکر برج و فصیلوں پر لوگوں کو قائم کیا اور تیر انداز اور رعد انداز
و برق انداز و نفط اندازوں کو جابجا موقع سے بٹھلایا بعدازاں عمرو نے چاہا کہ امیر کو جاکر خبر دیوے اس کیفیت
سے مطلع کرے کہ ادھر گستہم تیس ہزار سوار سے قلعے پر آپہونچا اور لوگوں کو ہلے کا حکم دیا بموجب حکم کے فوراً کئی ہزار
سوار نے قلعے پر ہلا کیا اور قلعے کے اندر گھسنے کا ارادہ کیا عمرو نے وہ آتشبازی کی مار دی کہ جتنے آئے تھے جھلس کر
مرگئے باقیماندہ میں سے کسی نے دہشت کے مارے آگے کو قدم نہ بڑھایا خوف سے ولیکر پیش روی سے ڈر گئے
گستہم نے طبل بازگشت بجاکر فوج سے کہا کہ آج ستاؤ کل سمجھ لیں گے آناً فاناً میں شکست فاش دینگے جب حمزہ
نہیں ہے تو اس قلعے کا لینا کتنی بڑی بات ہے اس قلیل فوج کو تھوڑے سے مسلمانوں کو ہمارے مقابلے میں کب
استقلال و رتاب ہے صبح کو کھڑی سواری اس قلعہ کو فتح کرلینگے ان لوگوں کا کام تمام کرکے ملکہ کو ہمراہ لے لینگے عمرو نے فرصت
پائی جو کچھ گذرا تھا امیر سے مفصل شرح وار خبر دی امیر نے فرمایا کہ تم جاکر کوس جنگ بجوادو اور صبح کو میدان میں نکلکر فوج
کی صف جماؤ میں آکر سمجھ لونگا انشاء اللہ تعالےٰ شکست دونگا اور سیاہ قیطاس کو قبل از انتشار سپیدۂ صبح میرے
پاس روانہ کرنا اور تمام فوج کو تسلی و تشفی دینا عبدالرحمن نے کہا مرکب منگوانا کیا ضرور ہے جلد اگر تشریف بری منظور
ہے تخت پر سوار ہوکر ادھر کا رخ فرمایئے مرکب کو نہ منگوایئے امیر نے فرمایا کہ ابھی تو بات ہے ایسا ہی کرینگے تخت ہی پر سوار ہوکر
چلینگے عمرو کو سیاہ قیطاس کے لانیکو منع کردیا اور ارشاد کیا کہ اچھا بھائی عمرو صبح کو میدان رزم میں صف آرا ہوکر ہمارا
انتظار کرنا اس نامرد سے سمجھ لینگے انشاء اللہ تعالیٰ اسکو یہاں آنیکا لطف دکھادینگے عمرو نے قلعہ میں آکر چھوٹے سے بڑے
تک کو مژدہ دیا اور ہر ہر شخص سے کہنا شروع کیا کہ صبح کو تم سب صاحبقران کو دیکھو گے اپنے آقا اور امیر سے ملو گے
میں نے گستہم کا حال بیان کیا تھا سب احوال پوست کندہ کہا تھا فرمایا ہے کہ اسوقت تم جاکر طبل جنگ بجوادو صبح کو فوج
کو میدان رزم میں صف آرا کرو ہمارے منتظر رہنا ہم آکر اسے سزا دینگے اسکی سرکشی خاک میں ملادینگے یہ کہکر بابہ چینی اور
قلابہ چینی کو کوس سکندری پر ڈنکا دینے کا حکم دیا اور آپ بھی جنگ کے سامان مہیا کرنے لگا واقعی میں یہ مژدہ سنکر چھوٹے سے
بڑے تک کو وہ شب شب برات و شب عید ہوگئی شادی و مسرت قریب کلفت و مصیبت بعید ہوگئی رات بھر دونوں لشکروں میں

طبل جنگ بجا کیا رات بھر طرفین میں جنگ کا تذکرہ اور چرچا رہا صبح کو عمرو نے ایک شتر برقی پر سوار ہو کے جنگ گاہ میں جا کر صف بندی
کی نہایت حزم اور ہوشیاری کیساتھ امیر کی فوج غنیم کے مقابلے میں کھڑی ہوئی گستہم بھی عمرو کے مقابلہ میں اپنے لشکر کو لیکر کھڑا
ہوا بغور جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ صاحبقران تو نہیں ہیں عمرو لڑنیکو آیا ہے یہ نیا رنگ بنایا جا رہا ہے خوش خوش اپنے گینڈے
کو میدان میں نکالا فوج کو بڑھاوا دیتا ہوا پرے سے آگے بڑھا چاہتا تھا کہ مبارزطلبی کرے اور کلمات رجز بیہودہ بکے
کہ عمرو نے تخت صاحبقران کا دیکھ کر اپنے سرداران لشکر سے کہا کہ دیکھو وہ صاحبقران آتے ہیں اپنے جمال باکمال سے تم
سبکو مشرف فرماتے ہیں جب تخت قریب پہونچا سبھوں نے دیکھا کہ صاحبقران مسلح دو زانو تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں
کسیطرح کا تغیر اور اضمحلال بیماری گذشتہ کا نہیں خوش اور محظوظ سب طرح سے ہیں یہ دیکھ کر سب کے سب مارے خوشی کے اپنے
گھوڑوں پہ سے زمین پر قدمبوسی کو کود پڑے بعضے کا جلدی کے باعث پاؤں رکاب میں پھنسا بعضو نکا رکاب میں الجھا گر پڑے گستہم
یہ دیکھ کر بے اختیار قہقہہ مار کے ہنسا اور اپنے سرداروں سے کچھ کہنا شروع کیا عمرو بولا کہ او رونی صورت ہنستا کیا ہے کوئی
دم میں روتا ہوا جہنم کو راہی ہوتا ہے وہ دیکھ صاحبقران تیری جان کا ملک الموت آ پہونچا وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا آئیں صاحبقران
کا تخت آسمان پر سے زمین پر اترا گستہم اور اسکا لشکر دیکھ کر سخت متحیر ہوا کہ حمزہ بلائے آسمانی کیطرح کدھر سے نازل ہوا
اسکی تو ہم نے اور کچھ خبر سنی تھی یہ زندہ پھر کیونکر ہو گیا صاحبقران نے تخت پر سے اتر کر فوراً اسکو للکارا کہ اگر آیا ہے تو
سامنے آ او مردود بے نخوت اور غرور سے تو مخمور تھا یہ سنتے ہی نیزہ امیر کے سینے بے کینے پر چلایا امیر نے نیزہ اسکے ہاتھ
سے چھینکر اسی نیزے کی ڈانڈ اسکے گینڈے کے سر پر جو ماری بھیجا اسکا نکل آیا اور زمین پر گر پڑا جب گستہم پیادہ پا ہوا تو

مقابلہ کرنا گستہم کا صاحبقران سے اور مارا جانا اسکا ایک ضرب امیر سے

گستہم نے امیر پر تلوار کا وار کیا امیر نے اسکی تلوار کو اپنی تلوار پر کانٹھا اُسکی تلوار گرہ کے پاس سے ٹوٹ گئی فقط قبضہ ہاتھ میں رہگیا بر کار امیر نے ہاتھ اٹھایا گستہم نے اپنا سر چھپایا امیر نے ایک ہاتھ جو بیٹے کا ایسا صاف لگایا کہ ککڑی کیطرح دو ٹکڑے ہوگیا جہنم کو راہی ہوا یہ دیکھ کر لشکر جو اسکا چپقلش کرکے آیا عبدالرحمن نے اپنے جنوں سے کہا کہ دیکھتے کیا ہو انکو مار لو چار سو جن جو عبدالرحمن کے ساتھ تھے ایک ایک و دو دو آدمیوں کو اٹھا کر آسمان کیطرف لے اڑے اور اوپر سے ایک ایک آدمی کو دو دو آدمیوں پر مار کے بیس ہزار آدمی گستہم کی جابجا کیواسطے جہنم کو بھیجے اور قریب تین ہزار آدمی کے عمرو نے پہلے دن جب گستہم نے قلعہ پر ہلا کیا تھا آتشبازی سے جھلسا کر فی النار والسقر کیے تھے سات ہزار آدمی جو منجملہ تیس ہزار کے باقی رہے تھے انھوں نے اپنی جان کو غنیمت جانا گستہم کی لاش دوبارہ کو لیکر مدائن کیطرف رخ کیا جب امیر گستہم کی لڑائی فتح کر چکے عبدالرحمن امیر کو لیکر قاف کو روانہ ہوا اور امیر کا لشکر وہیں قائم رہا۔

امیر کا کوہ قاف کی طرف جانا اور وہاں سے اٹھارہ برس کے بعد پھرنا

گستہم کے مارے جانے کی کیفیت اور اُسکے لشکر کی تاراجی اور معاودت کی حقیقت معلوم ہونے کے بعد واضح ہو کہ امیر تو قاف کو روانہ ہوئے عمرو نے خیمہ و خرگاہ و نقد و جنس لشکر کفار کا اکٹھا کرکے نقد و جنس تو آپ لیا اور زر و مال سے جو کچھ باقی رہا اپنے لشکر کو انعام دیا اور خواجہ عبدالمطلب کے خط کا جواب خواجہ اور مہرنگار کے اشتیاق نامہ کا جواب مہرنگار کو اور سرداران لشکر کا خط سرداران لشکر کو دیکر امیر کے قاف روانہ ہونیکی خبر جمیع کوچک و بزرگ کو دی خواجہ عبدالمطلب نے مجبوراً سنگ صبر اپنی چھاتی پر دھرا اور امیر کے مع الخیر پھر نیکی دعا مانگنے لگے اور اُنکی فتح شکر سجدہ شکر جناب باری میں ادا کیا عمرو سے بعد اس معرکہ کے لشکر اسلام نے کہا کہ خواجہ ہم ہمیشہ سے تمکو دوسرا صاحبقران جانتے ہیں اسیطرح اب بھی تمکو مانتے ہیں ہم کو تمھاری اطاعت اور فرمانبرداری میں عذر و تامل نہیں اگر آگ میں ڈالدوگے تو جل مرینگے پانی میں ڈالدوگے تو گر پڑینگے عمرو نے سبکو چھاتی سے لگایا اور بقدر حیثیت سب کے ساتھ پیش آیا اور کہا کہ یہ کیا بات ہے تم لوگ صاحبقران کے دوست ہو یا با اطاعت کیسی ہیں سلوک برادرانہ کا تم سے امیدوار ہوں اور تم سب پر دل و جان سے نثار ہونیکو تیار ہوں مہرنگار کی محافظت کا خواہاں ہوں اسی فکر میں ہوں صلاح جویاں ہوں کہ نوشیرواں سا بادشاہ اُسکی جستجو میں ہے اپنے نور دیدہ کی آرزو میں ہے اور اب جو امیر کا پردۂ قاف کیطرف جانا سنے گا تو کیا کیا فکر مہرنگار کے چھیننے کی نہ کریگا سرداروں نے کہا کہ خواجہ جبتک ہمارے دم میں دم ہے اور تو کوئی کیا مال ہے اگر خود نوشیرواں مہرنگار کے لینے کو آویگا انشاء اللہ تعالیٰ ذلت و خواری اُٹھائیگا عمرو نے کہا کہ مجھکو اس سے زیادہ تم سے امید ہے کیوں نہو یہی مقتضائے شرافت ہے جوانمردی اور رفاقت کی یہی شان ہے یہی ہمت و مروت ہے اور اگر امیر تمکو ایسا نہ جانتے تو اپنے ناموس کو تمھارے بھروسے پر کیب چھوڑ جاتے اور کوئی صورت نکال لیتے کوئی اور فکر نہ فرماتے یہ کہکر تمام لشکر کو قلعہ کے اندر

لیجا کر قلعے کو مثل طاؤس مرقع بنایا اور خندق کو غرقاب کرکے دروازے کے آگے پل پختہ اٹھوایا اور فصیل نبد دروازے پر ایک شامیانہ کارچوبی کا شانی مخمل کا اپنی نشست کیواسطے استادہ کیا اور اُسکے نیچے کرسی مرصع بچھوا کر سامان جلوس حد سے زیادہ کیا بعد اسکے مہرنگار کے پاس گیا اور مژدہ فتح کا کہا مہرنگار نے فرمایا کہ خواجہ میں تم کو بجائے باپ کے جانتی ہوں اور ہر طرح سے تمھارا کہنا مانتی ہوں بعدہ عمرو نے چھ مہینے کا غلہ خرید کرکے قلعہ میں بھر کے کہنے لگا کہ اب چھ مہینے تک اگر تمام روے زمین کی فوج آوے اور قلعہ کو چاہے کہ خالی کرالے تو کیا مجال ہے خانہ خدا کے سایہ میں آکر پناہ لی ہے ہمارے شامل فضل ایزد متعال ہے یہ کہکر سرداروں اور پہلوانوں کو جابجا فصیلوں پر قائم کیا اور آپ بلباس شاہانہ ملبس ہوکر شامیانہ کے نیچے بیٹھ کے حسب وعدہ صاحبقران کے گننے لگا

کیفیت صاحبقران کی جو راہ میں قاف کے گزری

صاحبقران کے سفر کا بیان ہے نئے طرز کی داستان ہے جنات جو صاحبقران کا تخت لیکر اُڑے زمین سے بقدر بلند ہوے کہ کوہستان و قلعہ جات دیکھنے سے رہ گئے قریب ظہر کے ایک سبزہ زار پر تخت کو اُتارا امیر نے عبدالرحمن سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے اور اس جگہ کا کیا نام ہے اُسنے عرض کی کہ ابھی سرحد آدم زاد ہے اور انسان یہانکا بادشاہ ہے اور رستم بن زال کی ورزش گاہ ہے امیر نماز سے فراغت کرکے تفریحاً ورزش گاہ رستم کی دیکھنے کو گئے اور دو ایک مقرب لوگ بھی ہمراہ چلے وہاں ایک گنبد نظر آیا اندر جاکے دیکھا ایک صندوق آہنی مقفل چھت میں لٹکا ہوا ہے اور اُسکو ہر ایک شخص نہیں اُتار سکتا ہے امیر نے اُسے بآہستگی تمام اُتار اُسے جو کھولا تو اسمیں ایک کمربند و خنجر و حلقہ کمان دیکھا اور ایک لوح سنگ پر لکھا پایا کہ یہ اسباب رستم کا ہے اور کوئی اسکو نہیں لے سکتا ہے جو شخص کہ صاحبقران ہوگا وہ اُسکو لیگا اور ہمارا ارتبہ دار ہوگا صاحبقران اسکو لے کر خوشی خوشی عبدالرحمن کے پاس آئے اور وہ اسباب مع لوح دکھلایا عبدالرحمن نے کہا مبارک ہو یہ شگون غیبی ہے آپکو غیب سے ہاتھ آیا ہے اُسدن اُس جگہ شب باش ہوے صبح کو بدستور پھر سوار ہوکر آخر روز ایک مقام پر اُترے دیکھیں تو کوسوں تک ایک دیوار آہنی ہے خدا جانے کب کی بنائی ہوئی ہے دروازے کا کہیں پتا نہیں انسان کیا حیوان کا بھی وہاں گذر ہوا نہیں حکم دیا کہ دروازے کی جستجو کیجائے جلد کوئی جاکر خبر لائے آخر جنوں نے ڈھونڈھ کر دروازہ نکالا امیر اسطرف متوجہ ہوے دروازہ کھولکر اُسکے اندر جو چلے ایک سبزہ زار دیکھا اور ایک گنبد میں ایک فقیر سالک کو عبادت الٰہی میں مصروف پایا اُسنے امیر کو دیکھا سلام علیک کرکے کہا کہ صاحبقران میں دو برس سے تمھارا منتظر تھا امیر نے سلام علیک کا جواب دیکر پوچھا کہ آپ نے مجھے کیونکر پہچانا کہ میں صاحبقران ہوں میرا نام کسطرح جانا اُس بزرگ نے کہا کہ میں نے بزرگوں سے سنا تھا کہ یہ سرحد قاف ہے یہاں کوئی انسان نہیں آئے گا مگر ایک شخص حمزہ نام وہ البتہ یہاں تشریف لائیگا سو الحمدللہ کہ میں نے تم کو دیکھ لیا اب اتنا امیدوار ہوں کہ میرا وعدہ برابر آپہونچا مجھے غسل دیکر دفن کرتے جائیے میری مٹی

ٹھکانے لگائیے یہ کہکر کلمہ پڑھ کر جاں بحق تسلیم ہوا ملک عدم کا راستہ لیا یہ دیکھ کر امیر نے تاسف کیا اور اُسکی وصیت کی تعمیل
کی تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی تھوڑی دیر کے بعد کھانا نوش فرما کر تخت پر سوار ہوے ایک شبانہ روز عبدالرحمن لیے
چلا گیا دوسرے دن ظہر کے وقت ایک بیابان میں اُتارا امیر نے عبدالرحمن سے فرمایا کہ ابھی تو دن سوا ہے یہاں اُترنیکا
کیا سبب ہے عبدالرحمن نے کہا کہ جناب عالی اس مقام پر اسواسطے ابھی سے اُترا ہوں مصلحتاً ٹھہرا ہوں کہ یہاں سے تھوڑی دور
پر راہدار نامے ایک دیو رہتا ہے کہ وہ راہزنی اور کشت و خون کیا کرتا ہے جو کوئی اُسکی آنکھ بچا کر نکلجاتا ہے تو جانبر ہوتا ہے اور
جسکو دیکھ پاتا ہے وہ اُسکا شکار ہوتا ہے ملک عدم کو اُسکا سفر ہوتا ہے اسلیے میں ابھی سے یہاں اُترا کہ آدھی رات کو سوار
ہو کر بے کھٹکے نکلجائینگے اُس تشویش اور تردد سے امان پائیں گے امیر نے فرمایا کہ ہمکو اُسکے مکان پر لیچلنا چاہیے کہ ہم بھی اُس کو
دیکھ لیں اور اگر موقع ہو تو اُسکو مار کر خلق اللہ کو اُسکے ہاتھ سے نجات دیں عبدالرحمن نے کہا کہ یا صاحبقران وہ بڑا ہی موذی ہے
اندر کے ہیں تو قف فرمائیے مصلحت وقت یہی ہے امیر نے فرمایا کہ یہ بتلاؤ کہ زبردست و قوی زیادہ راہدار ہے یا عفریت نابکار
ہے عبدالرحمن نے کہا کہ عفریت کے آگے راہدار کی کیا حقیقت ہے اُسکے مقابلے میں اُسکی بہت ہی کم حیثیت اور لیاقت ہے
صاحبقران بولے کہ یہ طرفہ حالہ ہے عفریت کے مارنیکو تو مجھکو قاف لیے جاتے ہو اور راہدار سے کہ جو اُسکے آگے کچھ حقیقت
نہیں رکھتا ہے لڑنیکو منع فرماتے ہو عبدالرحمن نے معقول ہو کر عرض کی کہ ایک بلا اس میدان میں اور بھی نازل ہے کہ جسکے خوف
سے اس جگہ کوئی نہیں ٹھہرتا ہے سبکا دل لرزتا ہے امیر نے فرمایا کہ وہ کیا بلا ہے اور اُسکا کیا نام ہے عبدالرحمن نے کہا کہ ایک
شیر ہے اور نہایت خونخوار وہ شریر ہے امیر شیر کا نام سنکر بہت خوش ہوے اور اُسی دم نیستان کیطرف تشریف لیچلے شیر نے جو آدمی
کی بو پائی نیستاں سے باہر نکلا اور چاروں طرف دیکھنے لگا امیر دیکھیں تو واقعی سر سے دم تک ساٹھ ہاتھ لمبا ہے کمال
ہیبت ناک زبردست ہزار شیروں کا ایک شیر بنا ہے امیر نے اُسکو للکارا وہ ڈکارتا ہوا امیر کے اوپر آیا برابر آنا تھا امیر نے
بدن چرا کر ایک ہاتھ اُسکی کمر پر ایسا لگایا کہ صاف دو ٹکڑے ہو گیا زمین پر گر پڑا جن امیر کی قوت دیکھ کر دنگ ہو گئے فق
رنگ ہو گئے اور عبدالرحمن نے امیر کے قبضے کو چوم لیا اور وہیں سے سوار ہو کر راہدار دیو کے مکان کا قصد کیا امیر تمام
رات اس خیال سے نہ سوئے ایسا نہ ہو کہ راہدار کے مکان کی راہ کاٹکر چلے جائیں اور میری حفاظت کے قصد سے مجھے اُس کے
مقابل کا نہ جانکر راہ نہ بتائیں صبح ہوتے ہوتے راہدار کے مکان پر پہونچے لیکن جنوں کے بدن میں اُسکے خوف سے رعشہ پڑ گیا
ہاتھ پاؤں پھول گئے متصل اُسکے مکان کے تخت کو رکھ کر جتنے جن تھے ادھر اُدھر گوشوں میں چھپ رہے امیر تخت پر سے
اُتر کے راہدار کی تلاش میں چلے راہدار کا حال سنیے کہ وہ تین سو پہلوان کو دیکھ کر مسرور ہو کر کہنے لگے کہ غافل [illegible]
شاہنشاہ پردہ قاف کس خیال میں ہے کیا فکر کر رہا ہے کس حالت میں وجاہت و شجاعت دی ہے اور شاہنشاہ کا یہ حال تھا کہ وہ
کو ایک آدم زاد کے لانیکے واسطے پردہ دنیا پر بھیجا ہے سنا ہے کہ وہ کوتک ہاتھ اور امیر سر جھکائے چپ بیٹھے تھے شاہنشاہ نے امیر کو خفا
کا یکتا ہے تاکہ وہ اگر دیوان قاف کو قتل کرے اور شاہنشاہ قاف انکو بھی حمزہ کیواسطے آئے راقم پردہ دنیا کا حال کہکر سنائے

تاک میں تھا کہ وہ آدمی آپ سے آئے کہ میں اپنی ڈاڑھ گرم کروں آدمی کا گوشت لذیذ مزیدار چکھوں قضاکار اُسوقت اُدھر قلعہ کوہ پر بیٹھا ہوا سبزہ زار کی سیر کر رہا تھا کہ صاحبقران اُسکو دکھائی دیے دور سے نظر پڑے تجویز کیا کہ شاید وہ آدمی آیا اور یہ آدمی اُسی کے ہمراہیوں میں سے ہے اچھا رازقِ رزاق نے پہونچایا ایک دیو کو حکم دیا کہ اس آدمی کو اٹھا لا امیر سے دو بدو جیتا اللہ وہ دیو امیر کے پاس آیا اُسنے ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ امیر کو اُٹھا لیجائے راہدار کی خدمت میں پہونچا دے امیر نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر ایک جھٹکا جو دیا دیو دوزانو بیٹھ گیا ادھر ہوا ہوا امیر نے ایک گھونسا اس زور سے اُسکے سر پر مارا کہ مغز اُسکا اُس کی گردن میں گھس گیا پردۂ قاف سے عدم کو سدھارا راہدار نے یہ کیفیت دیکھ کر معلوم کیا کہ ہو نہو یہ وہی آدمی ہے جسے عبدالرحمٰن لینے گیا تھا یہ سوچکر تین سو دیو سمیت امیر کے مقابلہ میں آیا امیر نے اس زور سے نعرہ اللہ اکبر کا مارا کہ تمام بیابان دہل گیا سارے جنوں کا دم سا نکل گیا راہدار اپنے تین سو دیو لیکر الگ ہوا اور ایک طرف جا کر یا رادہ مقابلہ سنبھلا امیر نے دیکھا کہ ایک بلائے بد ہے تخمیناً تین سو گز کا قد ہے اور دو شاخیں پچاس پچاس گز کی مثل شاخہائے درخت نخل دیودار سر پر ہیں اور مانند اژدر کے دہن کشادہ ہے شعلے آگ کے نکل رہے ہیں قعر دوزخ سے زیادہ ہے طشت خون سی آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں پلکیں ساہی کے کانٹوں کی صورت کھڑی ہیں ناک کیا ہے گویا تابوت بزرگ آنکھوں کے نیچے ہونٹوں کے اوپر رکھا ہے کمر میں شیروں کی کھال کا لنگوٹ کسے ہوئے اُسپر دُم اپنی لپیٹے زنجیریں طلائی خلخالیں زرین مرصع ہاتھ پاؤں گلے میں ڈالے ہوئے امیر کے برابر آ کے کہنے لگا او سیاہ سر فرزندان سفید تو نے میرے دیو کو کیوں مارا میرا خیال اور ادب تجھے کچھ نہ رہا اب مجھ سے بچکر کیونکر جائیگا میرے ہاتھ سے کیونکر مخلصی پائیگا یہ کہکر ایک شاخ شمشاد کی جسمیں کئی آسیا سنگ بندھے تھے امیر کے سر پر ماری امیر نے اُسکو رد کیا اور قریب جا کر ایک ضرب خنجر رستم کی اس زور سے اُسکے پہلو میں لگائی کہ دوسرے پہلو سے وہ خنجر نکل گیا اُسنے تو بس ایک ہی ضرب میں انت نکال دیے ہوش و حواس سب باد کیے امیر نے خنجر کو میان میں کر کے تلوار میان سے لی اور تین سو دیو جو سامنے کھڑے ہوئے تھے اُنپر حملہ کیا جس پر ایک ہاتھ لگایا اُسنے سانس نہ لی فوراً جان دی عبدالرحمٰن نے جنوں سے کہا کہ راہدار تو مر چکا اب تم کو کیا ڈر ہے کس بات کا خوف و خطر ہے ہاں اسوقت صاحبقران کی مدد کیا چاہیے جتنے جن تھے سب دیووں پر ٹوٹ پڑے خوب جی توڑ توڑ کر لڑے اکثر دیو تو داخل جہنم ہوئے ملک عدم میں داخل ہوئے اور تھوڑے سے جو بچکر بھاگے امیر نے اُن کا پیچھا نہ کیا انکو مطلق العنان کیا اُسی دم عبدالرحمٰن کو لیکر راہدار کے مکان پر گئے جا بجا جواہرات کے انبار دیکھے اسباب بیش قیمت بیشمار دیکھے امیر نے عمرو کو اسوقت یاد کر کے کہا کہ جاے عمرو خالی [illegible]

[illegible] الرحمٰن سے فرمایا یہ جتنا مال ہے یہ سب ملک شہپال کا ہے مجھکو [illegible]

[illegible] ہے تم اسکو اٹھوا کر اپنے شہنشاہ کی خدمت میں پہونچوا دو کہ اسکا [illegible]

[illegible] شجاعت و سخاوت پر آفرین کی جان و دل سے تحسین کی اور [illegible]

[illegible] لو اپنے ہاتھ سے کھوتا ہے بارے راہدار کا سر چار جنوں پر اٹھوا کے

امیر اپنے تخت پر سوار ہو کر روانہ ہوئے سب رفیق اس شمع کے پروانہ ہوئے ہر گاہ قلعہ غنیم کے نزدیک پہونچے سلاسل
جنی رفیق شہپال چالیس ہزار سوار پریزاد جلو میں لیکر امیر کی پیشوائی کے واسطے آیا اور قلعہ میں لے جا کر آئین شاہانہ
امیر کی دعوت کا سامان بہم پہونچایا دوسرے دن امیر مع سلاسل جنی گلستان ارم کی طرف روانہ ہوئے
راوی لکھتا ہے کہ شہپال امیر کی آمد آمد سنکر گل کی طرح شگفتہ ہوا اور فرمایا کہ ہاں سامان جلوس کمال تزک سے تیار ہو ہم
حمزہ کے استقبال کیواسطے جائینگے اس بات سے ہر شخص خبردار ہو حکم کی دیر تھی تعمیل میں کیا تاخیر تھی شاہنشاہ قاف بڑے طمطراق
سے امیر کے استقبال کیواسطے روانہ ہوا امیر کا حال سنیے کہ داہنے بائیں تو عبدالرحمٰن ور سلاسل کے تخت تھے اور
بیچ میں صاحبقران کا تخت امیر باتیں کرتے چلے جاتے تھے کہ سامنے سے صدہا تخت رواں جن پر سیکڑوں پریزاد ساز بجاتے
اور گاتے نمودار ہوئے اس کے بعد سیکڑوں تختوں پر ہزاروں پریزاد کہ انسان جنکے حسن وجمال
کو دیکھ کر مثل سایہ زدگان کے بیہوش ہو جائے اُنکے نظارے کی ہرگز تاب نہ لائے ہاتھوں میں گلدستے لیے ہوئے نکلنے اور بخورات
روشن کیے تخت شہپال کے گرداگرد نظر آئے دیکھنے والوں نے بڑے حظ اُٹھائے تمام بیابان خوشبو سے رشک ارم تھا عجب
سامان بہم تھا عبدالرحمٰن و سلاسل جنی نے دور سے دیکھ کر صاحبقران سے کہا کہ شہنشاہ آپکے استقبال کیواسطے آتے
ہیں آپ کیا فرماتے ہیں جب تخت شہپال کا قریب پہونچا صاحبقران نے اپنا تخت زمین پر رکھوا دیا شہپال نے پریزادوں
سے کہا کہ ہمارا تخت بھی صاحبقران کے تخت سے ملا کر رکھدو کہ اتصال سے دلکو سرور ہو جب شہنشاہ کا تخت زمین
پر رکھا گیا صاحبقران نے تخت پر سے اُتر کر شہنشاہ کے تخت کو بوسہ دیا شاہنشاہ نے امیر کو چھاتی سے لگایا اور پیشانی
پر بوسہ دیکر فرمایا کہ میں نے تکلیف مالا یطاق دی یہ جرأت نامناسب کی مگر ظاہر ہے کہ بزرگ ہی لوگ بزرگونکے کام آتے ہیں
اور انکے طفیل سے نیازمندونکے سب کام انجام پاتے ہیں صاحبقران نے کہا کہ اگر میری جان بھی حضور کے کام آئے
تو مجھے دریغ نہیں بلکہ یہ خیر خواہ دلی بڑی نیکنامی پائے یہ کہکر راہداروں کا سر مع جواہرات و مال و اسباب جو ہاتھ آیا تھا شاہنشاہ
کی خدمت میں گذرانا شاہنشاہ امیر سے بہت خوش ہوا جملہ حاضرین امیر کی ضرب دست پر آئینہ وار حیران تھے اور انکی مارے
تحیر سے نگراں تھے سبھوں نے امیر کی قوت بازو پر تحسین و آفرین کی اور بہت شاباش دی شاہنشاہ نے اُس جگہ عبدالرحمٰن
کو خلعت سرفرازی عطا کیا ہمچشموں میں اُسکا مرتبہ بالا کیا پھر امیر کو اپنے ساتھ لیکر تخت پر بٹھا کر گلستان ارم میں پہونچے
امیر کو بارگاہ سلیمانی میں اُتار کر ایک صندل جواہر نگار پر بٹھلایا اور جواہرات بیش بہا منگوا کے امیر پر نثار کرایا جسقدر عمائد
پریزاد تھے امیر کے روبرو ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوئے اور امیر کے حسن و جمال کو دیکھ کر مسرور ہو کر کہنے لگے کہ خالق نے انسان
ضعیف البنیان کو بھی ایسی صورت و قوت عطا کی ہے اور ایسی وجاہت و شجاعت دی ہے اور شاہنشاہ کا یہ حال تھا کہ بحر موج
امیر کی صورت کے کسی طرف نہ کرتا تھا سکتے کے عالم میں مثل پریزادگان امیر کو تکتا تھا اور امیر سر جھکائے چپ بیٹھے تھے شاہنشاہ نے امیر کو کھانا
دیکھ کر قاف کے انگوری کی شراب منگائی کہ اسکے پینے سے حمزہ کا جاڑا ٹوٹے جبتک شراب انگوری حمزہ کیواسطے آئے راقم پردۂ دنیا کا حال کہکر سنائے

آگاہ ہونا نوشیرواں کا جانے سے امیر کے طرف قاف کے اور روانہ کرنا فوج کا ملکہ کیطرف

مورخان اخبار شیریں اسطرح سے بیان کرتے ہیں کہ زوبین اور عیاشان ملک کا حال سنکر تو نوشیرواں مغموم تھا ہی کہ گستہم کی لاش آئی اور ہمراہیوں نے تمام کیفیت کہہ سنائی کہ جسوقت گستہم نے صف بندی کی حمزہ کا تخت مثل بلائے ناگہانی آسمان سے اترا حمزہ نے گستہم کو مارا اور سواروں کو زمین سے کسی نے اٹھا اٹھا کر آسمان پر لیجا کے اسطرح سے نشانہ تاک تاک کے پھینکنا شروع کیا کہ نیچے کے سوار بھی دب دب کے مرگئے چنانچہ اسیطرح بیس ہزار آدمی مارا گیا اور کشندہ نظر نہ آیا بادشاہ نے اس ماجرے کو سنکر تعجبانہ بزرجمہر کی صورت دیکھی بزرجمہر نے تمام واردات پردۂ قاف کی بیان کر کے کہا کہ شہپال بن شاہرخ نے حمزہ کو اپنی اعانت کے واسطے بلوایا ہے اور وہ اسکی مدد کو گیا ہے ہر چند حمزہ اٹھارہ دن کا وعدہ کر کے گیا ہے لیکن اٹھارہ برس وہاں رہیگا اور دیوان قاف کو زیر و زبر کر کے دنیا میں آویگا اور اُسپر کوئی دیو قابو نہ پائیگا پس جسدن اُسکا عزم قاف کیطرف روانہ ہونیکا تھا اُسی دن گستہم نے لڑائی ڈالی حمزہ نے تو گستہم کو مارا اور جنیوں نے اُسکے سواروں کو قتل کیا نوشیرواں یہ کیفیت سنکر کمال خوش ہوا کہ اٹھارہ برس تک کون جیتا ہے کیا عجب ہے کہ حمزہ کسی دیو کے ہاتھ سے ضرور مارا جائیگا اس فرقے کے ہاتھ سے کیونکر نجات پائیگا اسوقت میں مسلمانوں کو بے اجل مار لیا چاہیے اور انکو اس کا بدلہ دیا چاہیے یہ سوچکر ویلم و قلیم کو کہ ساسانیوں میں ان سے زیادہ زور آور کوئی نہ تھا تیس ہزار سوار دیکر مکے کیطرف روانہ کیا اور کہا کہ بالفعل حمزہ قاف پر گیا ہے میدان خالی ہے ہر طرح سے فارغ البالی ہے تم جا کر مکے کو ویران کر کے ملکہ مہرنگار کو لے آؤ مجھکو اسکا دیدار دکھاؤ وہ دونوں بادشاہ سے رخصت ہو کر مکے کیجانب روانہ ہوئے اب شاہ عیاران عمرو عیار کشندہ کا فران و مہرنگار کا حال سنیے کہ جب چند روز اٹھارہ دن پر گذر گئے اور امیر نہ آئے تو بے اختیار ڈاڑھیں مار مار کے رونے لگا مہرنگار کے پاس جو گیا تو اسکو بھی بیتاب دیکھا مہرنگار عمرو سے کہنے لگی کہ کیوں بابا عمرو امیر تو اب تک نہ آئے معلوم نہیں کہ اُن پر کیا گذری وہ ملک پریوں کا ہے اور یہ آدم زاد تنہا ہے خدا ہی امیر کا حافظ ہے اور تو کیا کہوں مگر میں زہر کھا کر مر جاتی ہوں خواجہ نے کہا کہ اے ملکۂ آفاق خیر تو ہے کوئی ایسا کام کرتا ہے کسی کے فراق میں زہر کھا مرتا ہے کیا آیۂ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ تم کو یاد نہیں ہے خدا سے امید امداد نہیں ہے اب میں امیر کا حال دریافت کرنے کیلیے مدائن کو جاتا ہوں بزرجمہر سے دریافت کر آتا ہوں آپ اپنا حال ابتر نہ کیجیے اضطراب کو اپنے دلمیں راہ نہ دیجیے مہرنگار کو سمجھا کر مقبل کے پاس آیا اس سے کہا کہ میں تو مدائن کو امیر کا حال دریافت کرنے بزرجمہر سے جاتا ہوں اور تم کو ایک تدبیر بتاتا ہوں تم اپنے چالیس ہزار تیر انداز بخطا سے مہرنگار کی محافظت میں مستعد رہنا اور جابجا قلعہ کی فصیلوں پہ پہلوانان قوی ہیکل کو قائم رکھنا اور آپ باب عیاری بدن پر لگا کے بشیۂ فیض کیطرف سے مدائن کیطرف روانہ ہوا چند روز میں منزلیں قطع کر کے ایک بقال کی صورت بنکر بزرجمہر کے دروازے پر جا کے کھڑا ہوا اتفاقاً اُسیوقت

بزرجمہر بھی دربار سے پھرے تھے عمرو کو دیکھ کر پوچھا کہ تو کون ہے عمرو نے کہا کہ آپ کی جاگیر کا رہتا ہوں لوگوں نے
بہت ایذا مجھ کو دی ہے میرے ساتھ بڑی دغابازی کی ہے اسواسطے فریادی آیا ہوں اگر آپ میری داد نہ دینگے تو زنجیر
عدالت جا کر ہلاؤنگا پادشاہ کو اپنا حال سناؤنگا خواجہ بزرجمہر نے اُسکی عرضی کو خادم سے منگوا کر جو ملاحظہ کیا
معلوم ہوا کہ عمرو ہے خلوت میں بُلا کر گلے سے لگایا خیر و عافیت پوچھی عمرو نے کہا کیا عرض کروں کہ کس مصیبت میں
گرفتار ہوں اور کیسا مضطرب و بیقرار ہوں حمزہ اٹھارہ دن کا وعدہ کر کے گیا تھا اُسپر اتنے دن اور بھی گزر گئے معلوم نہیں
کہ کس بلا میں مبتلا ہوا اسکا کیا حال ہوا مہرنگار زہر کھانے پر مستعد ہے خواجہ نے کہا کہ سچ ہے حمزہ اٹھارہ دن کا وعدہ
کر کے گیا ہے لیکن اٹھارھویں برس قلعۂ تیغ مغرب پر آکے ملیگا اور تمام دیوان سرکش کو قتل کریگا اور اُسکو کسی طرح کا ضرر
نہ پہونچیگا اور اس عرصہ میں تجھ کو بہت مہمیں سر کرنی ہونگی ہر طرف سے شاہان و پہلوانان زرنگار تجھپر چڑھائی کرینگے تیرے ایذا
دینے پر کمر کسیں گے لیکن تو خاطر جمع رکھ کوئی تجھ سے بر آئیگا تو ہی سب پر فتح پاویگا اور اب جلد مکے میں پہونچکر اپنے قلعہ کی ہوشیاری کر
اور کسی سے نہ ڈر نوشیرواں نے ویلم و قیلم کو تیس ہزار سوار سے تیرے لڑنے اور مہرنگار کے لانے کے لیے بھیجا ہے عمرو نے کہا کہ خیر حمزہ
کی دوستی میں اگر میری جان بھی کام آویگی تو مجھ کو کچھ عذر نہیں ہے یہ بات میرے دلنشین ہے جہانتک کوشش ہو سکے گی وہانتک
کرونگا یہانتک کہ اسکی خیر خواہی میں مرونگا باقی ویلم و قیلم تو کیا چیز ہیں جمشید و کیخسرو بھی اگر گور سے اٹھ کر آویں اور مہرنگار کا نام
زبان پر لاویں تو پھر قبر میں بھیجے جاویں اور اسیر قابو نہ پاویں لیکن آپ ایک خط مہرنگار کو بطور نصیحت کے اپنی طرف سے لکھدیں کہ تسکین پائے اور
میرا کہا عمل میں لائے بزرجمہر نے قلمدان منگا کر ایک خط مہرنگار کو نصیحت آمیز لکھا اور اسمیں امیر کے آنیکی مدت اور مضمون تسکین مندرج کیا اور
عمرو عیار کو دیا عمرو اُس خط کو لیکر میثیہ فیض کیطرف سے مکے کیجانب روانہ ہوا اور مرتبہ شبانہ روز منزلیں طے کر کے قلعہ میں داخل ہوا اور بزرجمہر کا خط
مہرنگار کو دیا وہ اسکو پڑھ کے زار زار رو کر کہنے لگی کہ ہائے قسمت اٹھارہ برس اور حمزہ کے سوز فراق میں جلنا پڑا عمرو نے مہرنگار کو سمجھایا کہ
اے ملکۂ آفاق تم ابھی بہت جیوگی انشاء اللہ تعالےٰ اٹھارہ برس اٹھارہ دن کیطرح گزرتے ہیں اور وہ بخیر و عافیت تشریف لاتے ہیں عمرو مہرنگار کو
سمجھا کر فوج میں آیا اور پرا باندھکر ایک ایک سے فرمایا کہ بزرجمہر کی زبانی معلوم ہوا کہ حمزہ اٹھارہ برس قاف میں رہیگا پس جسکو جانا ہو
وہ ابھی سے اپنے گھر کی راہ لے اور جسکو رہنا ہے وہ باتفاق برادرانہ رہے جب حمزہ سلامت پھریگا البتہ اسکی رفاقت سے خوش
ہو کر بہت عزت اور حرمت کریگا جتنے لشکری تھے کیا سردار کیا یار سبھوں نے ایک زبان ہو کر کہا کہ اے خواجہ ہم نے حمزہ
کی اطاعت جان و دل سے قبول کی ہے اُسکی رفاقت نہ چھوڑینگے جبتک جی میں جی ہے اور حمزہ کی جگہ پر آپ ہیں ہم آپکے
پاس سے کہاں جاوینگے کیونکر آپکی فرمانبرداری سے قدم باہر نکالینگے عمرو نے خوش ہو کر ایک ایک کو چھاتی سے لگا کے کہا کہ تم
سب میری جان کے برابر ہو میں تمہارا احسان مند [illegible] بموجب جن کو قلعہ کی لنگو پر قائم کرنا تھا قائم کیا اور کمال حفاظت کا حکم دیا اور آپ لباس شاہانہ
پہنکر ایک شامیانہ زری کے نیچے فرش مکلف بچھا کر کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوا اور مقبل وفادار کو با تیر اندازان بخطا
کھڑا کر کے ویلم و قیلم کا انتظار کرنے لگا دو ساعت کا عرصہ ہوا تھا کہ قلعے کے سامنے سے ایک گرد تیرہ و تاریک نمودار ہوئی

جسکی کثرت سے سب زمین پر تیرہ و تار ہو گئی جب وہ غبار قریب پہونچا ہوا نے گرد کو اٹھایا سامان لڑائی کا نظر آیا اندر سے علم دکھائی دیئے اور آگے آگے دو پہلوان قوی ہیکل فولاد میں غرق نظر پڑے عمرو نے جانا کہ دیلم و قیلم یہی ہیں الغرض یہ دونوں تلے تو ہی فوج سے کہا کہ ہاں قلعہ کو گھیر کے مسلمانوں کو مارکے مہرنگار کو نکال لاؤ کہ اسکے عوض میں خلعت و انعام حاصل کرکے اپنے دامن خواہش کو گوہر مقصود سے بھریں ہم جلد مدائن کو معاودت کریں اور جاکر بادشاہ سے منصب عالی پائیں سواروں نے اسکے حکم سے گھوڑوں کو دوڑایا اور متصل قلعے کے پہونچا یا جب قلعے کی زد پر پہونچے عمرو نے ایسا آتشبازی کا مینھ برسایا جو آگے بڑھے تھے انکو اس آگ نے جلایا جو پیچھے تھے انھوں نے مارے خوف کے قدم آگے نہ بڑھایا دیلم و قیلم نے دیکھا کہ دن بھی آخر ہوا اور لشکر کا حال بھی ابتر ہوا نقارہ بازگشت بجوا کے قلعہ کی زد سے لشکر دور کیا اور فوج کو حفاظت کے لیے روند اور گشت کا حکم دیا عمرو کا معمول تھا جب سے صاحبقران قاف کی طرف گئے تھے دونوں وقت مہرنگار کے دسترخوان پر کھانا کھاتا تھا اور مہرنگار کو تسلی دیکر سمجھاتا تھا شام کے وقت دسترخوان پر جاکے موجود ہوا اور بعد تناول طعام کے دو پہر تک حاضر رہکر ملکہ کو تشفی دیا کیا بعد ازاں اٹھکر سرہنگ مصری کو بلاکے حکم دیا کہ تم منظر شاہ یمنی کی بیٹی اور ہماری تاجدار کو جاکرے آؤ اور اس کام کے انجام میں محنت و مشقت اٹھاؤ کہ وہ اور زہرہ مصری صاحبقران کے آنے تک ملکہ مہرنگار کا دل بہلاتی رہیں اور باتیں دل لگی کی کرتی رہیں یہ کہکر اپنی خوابگاہ میں جاکر چین سے سو رہا جب صبح ہوئی سب کو اپنے اپنے کام کی اجازت دی اور شامیانہ کے نیچے کرسی پر رونق افروز ہوا دیلم و قیلم نے بھی سپاہ لے کر قلعے کے سامنے آکر مقابلہ کیا اور فوج کو بلے کا حکم دیا عمرو نے پہلے دن کیطرح قاروروہائے آتشین و سنگ و خشت و تیر قلعے پر سے مارنا شروع کیے گویا ایک قیامت برپا کی سب فوج بیتاب ہوکر پسپا ہوئی دیلم و قیلم نے فوج کو للکارا سب بھاگنے والونکو پکارا کہ آگے قدم بڑھاکے پیچھے قدم ہٹانا بھاگنا نامردوں کا کام ہے بہادر دلاور دلادر دل کا لڑنے میں نام ہے فوج نے پھر گھوڑوں کی باگ اٹھائی جرات دکھائی لیکن آتشبازی کی تاب نہ لاسکے قدم آگے نہ بڑھاسکے دیلم و قیلم نے سپریں سر پر رکھ کے گھوڑوں کو جو آسن سے دبایا اپنے تئیں خندق پر پہونچایا فوج نے دیکھا کہ سردار ہمارے خاکریز پر کھڑے ہیں غیرت جو دامنگیر ہوئی ہرچہ بادا باد کہکر گھوڑے اٹھائے اپنے سرداروں کے پاس آئے عمرو نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ بات تو بری ہوئی کہ حریف خندق تک آپہونچا فی الفور ایک حقہ آتشین پر از روغن نفط جبل سے نکالکر آگ دیکے کفچہ فلاخن میں رکھ کر دو چار چکر گھما کر دیلم کی چھاتی پر مارا حقہ جو چھاتی پر لگ کر پھوٹا روغن نفط تمام بدن پر پھیل گیا اور شعلہ جوالہ کیطرح سے جلنے لگا دیلم ہاتھوں سے اسکو بجھانے لگا انگلیاں مثل فتیلہ جلنے لگیں داڑھی کی پھننگیں جو داڑھی پر پڑھیں روئی کے گالے کیطرح سے جل گئی منہ پر جو ہاتھ پھیرا بھویں مونچھیں بھی جل گئیں قیلم نے دیکھا کہ دیلم جلا جاتا ہے اور اس سے کچھ نہیں بن آتا ہے اسکا حال دیکھکر بہت گھبرایا اور اسکے پاس آیا جب اسکی آگ بجھانے لگا اسکا حال بھی دیلم کا سا ہوا تو یہ بھی بکمال اضطراب پیچ و تاب کھانے لگا دونوں بھائی لوٹن کبوتر کیطرح سے لوٹنے لگے

فوج نے دیکھا کہ سردار جلے جاتے ہیں اور کسیطرح آگ سے مخلصی نہیں پاتے ہیں خاک مٹی دونوں کے اوپر ڈالکے بہزار خرابی بصرہ
وہ آگ بجھائی تب ان دونوں نے تسکین پائی فرودگاہ کیطرف بھاگے اور اُنکے علاج میں مصروف ہوے لڑائی کے سب
سامان موقوف ہوے عمرو چین سے شامیانہ کے نیچے پھر کرسی جواہر نگار پر بیفکر ہوکر بیٹھا جب دو گھڑی دن باقی رہا عمرو کو
عیاری سوجھی اپنے فن کی طرار ی سوجھی کرسی سے اُٹھکر لباس عیاری اپنے بدن پر درست کیا عیاری کرنے پر کمر چست
کیا بہمن آتش نوشیرواں کے عیار کی صورت بنکر بیخوف ویلم وقیلم کے خیمے میں درانا گھسا چلا گیا اور ویلم قیلم سے
جاکر ملاقات کی اور اُن دونوں سے اختلاطاً باتیں کی ویلم قیلم بہمن آتش کو دیکھکر رونے لگے گوہر اشک برسانے لگے
بولے کہ دیکھو بھائی عمرو نے ہماری یہ صورت بنائی ہے اُسکے ہاتھ سے ہمپر کیسی بلا آئی ہے آتش نقلی بولا کہ سنو صاحب عیار
عیار سے سر بر ہو سکتا ہے نہ کہ سپاہی عیار سے سوائے اسکے آپ جانتے ہیں کہ عمرو کیسا عیار ہے آج روے زمین پر اپنا ثانی نہیں رکھتا
بے مثل اُسکے کوئی ہمہ دانی نہیں رکھتا ہے چنانچہ یہی سمجھ کر تو بادشاہ نے مجھکو تمہاری حفاظت کیواسطے بھیجا ہے تم نے جلدی کی مجھکو
نہیں آنے دیا جلدی کرکے تمام اپنا کام تباہ کیا بہرحال جو کچھ ہوا سو ہوا گذشتہ را صلوات اب میں آیا ہوں دیکھو تو عمرو کی کیسی صورت
بناتا ہوں تمہارے ساتھ جو اُسنے کیا ہے اُسکا مزہ اُسکو کیسا چکھاتا ہوں اسمیں درد کی شدت سے وہ دونوں سوختہ آہ و نالہ کرنے
لگے آتش نے کہا کہ اسوقت دو چار پیالے شراب انگوری کے پیجیے کہ طاقت بھی آوے اور درد بھی کم ہوجائے ویلم قیلم نے کہا کہ تم
سے بہتر بھلا کون ساقی ہوگا اگر یہی مرضی ہے تو دو چار دور پلاؤ ہمارا درد و غم بھلاؤ عمرو تو یہ خدا سے چاہتا تھا فوراً جام و
صراحی ہاتھ میں اُٹھاکر دو دور تو ویلم وقیلم کو مع ارباب محفل شراب خالص کے پلائے تیسرے دور میں اپنے شعبدے دکھائے
دو چار ہی پیالے پیکر سب کے سب لوٹ پوٹ گئے سارے ہوش و حواس کھو گئے عمرو نے خیمے کے دروازے پر آکر تمام شاگرد پیشہ کو
شراب دی اُنکی تدبیر بھی اچھی طرح سے کی جب اندر باہر سے سب اطمینان ہو چکا پہلے تو سب کے کپڑے اُتار برہنہ تن کر دیا اور جتنا
اسباب اُس خیمے میں تھا فرش تک اُٹھاکے زنبیل میں رکھ لیا اور سبکی ایک طرف کی ڈاڑھی مونچھ مونڈ کر دوسری طرف کی مونچھ
میں گھنگرو باندھا اور چونے کتھے کاجل کے ٹیکے ایک رخسارے پر دیے اور دوسرے رخسار کو مطلق کالا کیا اور برہنہ کرکے
خیمے کے ستونوں سے اُلٹا لٹکاکے ایک رقعہ لکھکر کہ میں عمرو تھا آج تو تمہاری جان بخشی کی ورنہ تمکو ہلاک کرتا تمہیں نجات دی خیر تو
اسی میں ہے کہ کل یہاں سے کوچ کرکے چلے جاؤ اپنا کارخانہ یہاں سے اُٹھاؤ نہیں تو ابکی دفعہ جان سے مار ڈالونگا تم سبکو
ملک ہستی سے نکالونگا ویلم کے گلے میں باندھ دیا اور اپنا رستہ لیا قلعے میں آکر پوشاک بدل کے کھانا کھاکے چین سے سو رہا اپنے کام
سے فارغ ہو رہا جب صبح ہوئی سرداران لشکر ویلم وقیلم کے مجرے کو آئے سب نئے شعبدے پائے اُسی حالت کو دیکھکر جسکو ایک سر
سے کھولا کوئی مارے غیرت کے منھ سے نہ بولا الغرض سب کا منھ ہاتھ دُھلایا اپنے اپنے پاس سے کپڑے منگواکر اُن سبکو لباس
پہنایا اور رقعہ جو ویلم کے گلے میں بندھا ہوا تھا اُسکو کھولکر پڑھا معلوم ہوا کہ آتش نہ تھا عمرو تھا ویلم وقیلم نے حجاب بے نقاب
چہرے پر ڈال کے اُسی دن مدائن کو کوچ کیا اپنے تئیں باین حال خراب نوشیرواں تک پہونچایا

بھیجنا نوشیرواں کا ہرمز خلف اکبر کو عمرو کی تنبیہ کیواسطے

راوی لکھتا ہے کہ جب بلم و قیلم منکوب و مخذول مدائن کیطرف راہی ہوئے عمرو نے چھ مہینے کی قوت کے لائق غلہ وغیرہ جو کچھ درکار تھا خرید کر کے قلعہ میں بھرا اور مطمئن ہوکر بیٹھ رہا۔ بلم و قیلم کا حال سنیئے چند روز کے عرصہ میں خستہ حال شکستہ بال مدائن میں پہونچے اور نوشیرواں کو اپنی صورت خراب دکھلاکے عمرو کی شکایت کرنے لگے نوشیرواں اُنکی ہیئت کذائی دیکھکر بے اختیار ہنسا اور کہنے لگا کہ فی الواقع عمرو بڑا ہی بدذات ہے اُسکی جو حرکت ہے نئی بات ہے دیکھا چاہیے کہ یہ کیونکر گرفتار ہوتا ہے یا مارا جاتا ہے لشکر اُسپر کیونکر قابو پاتا ہے یہ کہکر ہرمز کو بلایا اور فرمایا کہ تم جاکر عمرو کو مار کے منہ کالا کر کے آؤ اور بہت بدبہ سے جاؤ اکثر ایسی لڑائیاں بادشاہ اور شاہزادوں کے اقبال سے فتح ہوتی آئی ہیں اور سرداران جاں نثار نے اپنے بادشاہ کی بلندنامی کیواسطے بڑی بڑی مشقتیں اُٹھائی ہیں سوائے چالیس ہزار زرہ پوش کے کتنے پہلوانان قوی ہیکل گردن کش ہمراہ کیے اور انکو سب طرح کے اسباب سامان دیے بختیارک پسر بختک کو بھی ساتھ کیا اور اس سے بھی کوشش اور جانفشانی کا وعدہ لیا اب جبتک یہ کمکے کو پہونچیں تب تک کچھ حال بابا ے دو ندگان عالم کا بیان کروں ایک دن عمرو کے خیال میں آیا کہ بہت دن ہوئے بالاؤ ہی کا مزہ نہیں اُٹھایا آج چلا چاہیے لباس شاہانہ اُتار کے سامان عیاری زیب بدن فرمایا اور قدم کو مدائن کیطرف بڑھایا بیس بائیس فرسنگ گیا ہوگا کہ ایک گرد و غبار معلوم ہوا اپنے دلمیں کہا کہ دیکھا چاہیے کہ اس گرد میں کون پوشیدہ ہے اور اس غبار میں کیا آفت جدیدہ ہے ایک سقہ کیصورت بنکر ایک مشک کاندھے پر رکھ کے گرد کیطرف چلا جب متصل پہونچا دیکھا کہ ہرمز تاجدار مع فوج جرار چلا آتا ہے کہ جسکے لشکر کے ہجوم و سطوت سے طبقۂ زمین لرزہ پاتا ہے مگر پیاس کے مارے کسی کے منہ سے بات نہیں نکلتی ہے سب کی جان آتش تشنگی سے مثل موم گھلتی ہے اُن لوگوں نے جو سقہ کو دیکھا تو ایسے خوش ہوئے کہ گویا خضر ملے آنکھوں میں طراوت آگئی کمال مسرت لہر چھا گئی ایک ایک پر پانی کیواسطے گرنے لگا ایک سردار نے کہا کہ پہلے اسکو شہزادے کے پاس لیچلو کہ وہ سب سے زیادہ تشنہ لب ہیں پیاس کی شدت سے جاں بلب ہیں ہرمز کے پاس جو سقے کو لیگئے عمرو نے ہرمز کو دیکھکر پہچانا دیکھا کہ ہرمز کی زبان پیاس کی شدت سے منہ سے باہر نکل آئی ہے آنکھیں پتھرا گئی ہیں اپنے پرائے کسیکو پہچانتا نہیں چاروں شانے چت زمین پر غش میں پڑا ہوا ایڑیاں رگڑ رہا ہے چہرہ کا رنگ بے آبی سے بگڑ رہا ہے چند شخص چادروں کا سایہ اُسپر کیے ہوئے کھڑے ہیں اُسکی زندگی کی فکر میں پڑے ہیں عمرو نے چند قطرے پانی کے ٹھہر ٹھہر کر ہرمز کے منہ میں ٹپکائے تب اسکے ہوش و حواس اپنی جگہ پر آئے بارے آنکھیں کھولدیں سقے کو جو پانی کی مشک لیے ہوئے دیکھا بولنے کی طاقت نہ تھی اشارے سے پانی مانگنے لگا عمرو نے چند قطرے پانی کے ہرمز کے منہ میں ٹپکائے تھوڑی دیر کے بعد چلو میں پانی لیکر توقف پلایا گویا اسکو از سر نو جلایا ہرگاہ ہرمز کی جان میں جان آئی اُسنے کچھ تسکین پائی اُٹھ بیٹھا اور ایک جام پانی کا پیکے کہا کہ اے بہشتی تو نے حقیقت میں کام خضر کا کیا تو نے بڑا ثواب لیا یہ پانی کیا پلایا حقیقت میں میرے گلے میں

آب حیات ٹپکایا اچھا تھوڑا پانی ہمارے واسطے رکھ کر باقی پانی ہماری فوج کو پلا دے اُن مردوں کو بھی جلا دے عمرو
کے پاس خضر کا دیا ہوا مشکیزہ تھا اسمیں معجزہ تھا کہ اگر کرور آدمیونکو اُس سے پانی پلا دے تو ایک قطرہ اسمیں سے کم
نہ ہووے اُسکو ویسا ہی بھرا ہوا پاوے عمرو نے تمام لشکر کو مع دواب سیراب کیا سب کو اسی مشک سے پانی دیا اور مشکیزہ
پانی سے بھرے کا بھرا رہا اس بات پر شکر خدا کیا جب تمام لشکر سیراب ہو چکا ہرمز نے کئی سو دینار زر سرخ انعام دیکر فرمایا
کہ اے بھشتی میں ملکے کو جاتا ہوں بادشاہ کا حکم بجا لاتا ہوں اگر عمرو کو مارکے اُسپر فتح پاؤنگا ملکے کا حاکم تجھ کو بناؤنگا
تو اسیوقت راہ بتلا کہ جدھر پانی ملے اور لشکر آرام سے چلے عمرو ایک ایسے قلب جنگل میں ہرمز کو مع فوج لیگیا کہ جہاں
منزلوں تک آب نایاب تھا وہ جنگل شدت حرارت سے جگر تاب تھا تھوڑی دور جاکر ہرمز سے کہنے لگا کہ اے ہرمز تو
جو عمرو سے لڑنے کو جاتا ہے یہ کیا خیال خام اپنے دلمیں لاتا ہے اُس سے تو کیونکر سر بر ہوگا عمرو بد بلا ہے خدا جانے
تجھ کو کس بلا میں مبتلا کریگا تجھ سے کیسی دغا کریگا ہرمز بولا کہ اے بھشتی عمرو ایک عیار ہے دیکھنا اگر گھڑی سواری اُسکو
نہ مار لیا تو کچھ نہ کیا یہ سنکر بھشتی بہت ہنسا اور ایک پھلانگ مار کے ہرمز سے کہنے لگا کہ اے ہرمز تو تو کیا مال ہے اگر تیرا
باپ کہ شہنشاہ ہفت اقلیم ہے وہ بھی اپنی تمام فوج لیکر چڑھ آوے تو عمرو پر غلبہ نپاوے تو نہیں جانتا کہ میں ہی عمرو
ہوں باوجودیکہ میں اس وقت تیری فوج میں تنہا موجود ہوں مگر تو میرا کچھ نہیں کر سکتا
یہ کہکے پیترا بدلکر ہرمز کے سر سے تاج لیکر چلدیا اُسکو برہنہ سر کر دیا ہرچند سواروں نے اُسکے پیچھے گھوڑے ڈالے لیکن کوئی
اُسکی گرد تک کو نہ پہونچا سب حیران و پریشان ہو کر پھر آئے چند سوار دیلم و قیلم کے لشکر کے ٹوٹے پھوٹے جو آکر اثنائے راہ
میں ملے تھے اُنھوں نے بکمال تردد ہرمز کے لشکر کو برسر راہ لاکے سیدھی راہ کے نشان بتائے چوتھے دن شام کیوقت ملکے کے
قریب پہونچے خیمے استادہ کیے سامان لڑائی کے آمادہ کیے لشکر نے اپنی اپنی صف قرینے سے قائم کی شب کو جسوقت ہرمز
کے پاس سرداران لشکر حاضر ہوے بر سبیل مذکورہ تذکرہ مسلمانوں کا درمیان میں آیا ہر شخص نے اپنا اپنا ارادہ سنایا ذرلع
زرہ پوش نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ خداوند عمرو کیا چیز ہے اور مسلمانونکا لشکر کیا مال ہے آپکا بڑا اقبال ہے تمام فرقہ
مسلمانونکا ایکدم میں پامال ہوگا دیکھیے گا کہ اُنکا کیا حال ہوگا اگر غلام کو حکم ہو تو اسی تبر سے کہ میرے ہاتھ میں ہے دروازہ
قلعہ کا توڑکر اپنے زرہ پوشوں سے تمام مسلمانونکو مع عمرو قتل کرکے ملکہ مہرنگار کو نکال لاؤں اور آپ کو اپنی جرأت
اور دلیری دکھاؤں ہرمز بولا کہ میں جانتا ہوں تم ایسے ہی جوانمرد اور دلیر ہو حملہ میں مثل شیر ہو مگر میں چاہتا ہوں کہ سانپ
مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے اس مہم کو کہ یہ اب بظاہر سخت مشکل ہے بسہولیت و آسانی سرکروں اور اپنی کاروانی سے ایک عالم
کو بہرہ ور کروں کیونکہ ادنی عیار سے مقابلہ کرنا میرے واسطے کمال باعث سبکی و ذلت ہے ایک حقیر آدمی سے باایںہمہ شان و
شوکت مقابل ہونا بڑی خفت ہے بختیارک نے ہرمز کی اس رائے پر بہت تحسین و آفرین کی کہ شاہزادہ اور بادشاہوں کو
ایسی ہی دور اندیشی چاہیے کہ اُنکا مرتبہ اعلیٰ ہے ان سے اور کون بالا ہے اور بولا کہ اگر حکم ہو تو فدوی صبح کو اُسے

سمجھا کر حضور کے قدموں پر لا گرا دے اور اسکو نشیب فراز اور حسن و قبح اس معاملہ کا سمجھائے ہرمز نے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہے تو خود عقلمند دانشور ہے القصہ رات تو اس منصوبے میں کٹی جب صبح ہوئی بختیارک اپنے خچر پر سوار ہو کے قلعے کی خندق پر گیا دیکھا کہ عمرو لباس شاہانہ پہنے بکمال شان و شوکت کرسی مرصع پر شامیانہ کے نیچے فیل بند دروازے پر بیٹھا ہے اور سرداران و شاہان تنگ و احل و مین و ہفت شہر راست و چپ اسکے دست بستہ کھڑے ہوئے ہیں ہر ایک شخص منتظر حکم کا ہے اور مقبل مع بارہ ہزار تیر انداز بچیلا کے ترکش کمر میں اور کمان کاندھے پر لگائے پشت پر لیس کھڑا ہوا ہے بختیارک نے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ خواجہ چونکہ میں تم کو اپنا عمو جانتا ہوں اور تم کو بہت بڑا جانتا ہوں اسواسطے خیر خواہانہ سمجھانے آیا ہوں اور ایک پیام کہ جسمیں آپ کیواسطے ہر طرح کی بہبودی ہے لایا ہوں وہ یہ ہے کہ حمزہ قاف کیطرف گیا ہے اور اُسکا دیووں کے ہاتھ سے بچکر آنا محض خلاف قیاس ہے اسکے سلامت آنیکی کسیطرح آس نہیں بلکہ سراسر یاس ہے اور تم خوب جانتے ہو کہ تمام شاہان و شہزادگان ہفت اقلیم مہرنگار کے نام پر فریفتہ ہیں ہزار جان سے اُس پر دل باختہ اور شیفتہ ہیں کون ہے کہ چڑھائی نہ کریگا اور اس بات سے طرح دیگا پس بے واسطے اپنے کو مخمصے میں ڈالنا دانائی سے بہت دور ہے اور خلاف عقل و شعور ہے بہتر ہے کہ مہرنگار کو تم شاہزادہ ہرمز کے حوالے کر دو اور اس سے مکے کی حکومت لو عمرو بولا کہ اے مرد کیا زی بازی یا رِیش یا باہم بازی تو نہیں جانتا کہ اگر خود نوشیرواں کہ شہنشاہ ہفت اقلیم ہے وہ تمام فوج اپنی لیکر آوے تو مہرنگار کو مجھ سے نہ پاوے مجھ کو اپنی ابلہ فریبی سے ڈراتا ہے اور میرے سامنے باتیں بناتا ہے اٹھارہ برس کی حقیقت کیا ہے بات کہنے میں گذر جاتے ہیں یہ تیرے فقرے میرے خیال میں کب آتے ہیں اور دیوان قاف کیا مال ہیں اُن کی کیا مجال ہے کہ حمزہ کو کسی طرح کا ضرر پہونچائیں اور اُسپر غالب آئیں ہٹ میرے سامنے سے دور ہو نہیں ابھی تجھ کو تہ تیغ لاتا ہوں اور تیری باتوں کا تجھے مزہ چکھاتا ہوں بختیارک کی جو شامت آئی بے اختیار اُسکے منہ سے نکلگیا کہ او ساربان زادے دیکھ تو یہ بلبلانا تیرا کیسا تجھ کو زیر بار آفت بلا کرتا ہے اور کیسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہے اگر تیری ناک میں مہار کی رسی دی تو کچھ نہ کیا عمرو نے اسکی اس یاوہ گوئی پر ایک سنگ فلاخن میں رکھکر گھما کے اُسکی پیشانی پر اس زور سے مارا کہ دو انگل گڑھا بختیارک کی پیشانی میں پڑ گیا جھٹ پٹ خچر کو دوڑا کے بھاگا کہ دوسری ضرب پڑے کر اس سے پھر زمین ہی میں گر سے سر سے پاؤں تک لہو میں ڈوبا ہوا ہرمز کے پاس آیا اُسکو یہ اپنا حال خراب دکھایا جب مرہم پٹی کے بعد حواس درست ہوئے تب اپنی اور عمرو کی تقریر ہرمز سے بیان کی ہرمز سنکر بکمال طیش میں آیا اور عمرو کی نسبت کلمات سخت و درشت زبان پر لایا

عطف عنان شدیز قلم بذکر صاحبقران گیتی ستان امیر حمزہ عالیشان صاحب جود و کرم

راویان سخن پرور بیان کرتے ہیں کہ جسوقت پریزادوں نے شراب انگوری حاضر کی شہپال نے اپنے ہاتھ سے

ایک جام شراب انگوری کا صاحبقران کو پلایا اور غنچہ خاطر صاحبقران کا اس نسیم دلکش شراب خوشگوار سے مانند گل کے کھلایا صاحبقران نے وہ جام پیکر شہپال کے تخت کو بوسہ دیا اور اُسکی عنایت و الفت کا بہت شکر ادا کیا ساقیان مہوش کے ہاتھ سے مے انگوری خوب پی اور دل نے ایک کیفیت حاصل کی آنکھوں میں گلابی ڈورے پڑے سرور حاصل ہوا نشہ کامل ہوا آنکھ اُٹھا کر ادھر اُدھر جو دیکھا تو اُس بارگاہ میں چار سو سائبان مخمل و اطلس بگانہ رنگ کے ایسے نظر آئے کہ جسنے ہوش و حواس بھلائے یعنی وہ صنعت صرف کی تھی کہ عقل جسکے مشاہدے سے دنگ تھی اور ایک سائبان پر جو بیچ میں کھنچا ہوا تھا اُسپر تصویر حضرت سلیمان کی مع صورت ارباب محفل جواہرات سے تعبیہ کر کے منقش کی تھی جو کوئی دیکھتا تھا یقیناً جانتا تھا کہ حضرت سلیمان دربار میں بیٹھے ہوے ہیں اور دربار عام ہے اور چار ہزار چار سو چوالیس تخت و کرسی طلائی و نقرئی عاجی و آبنوسی و صندلی و دو نگل فولادی زر کوفتہ و مغرق بجواہر سرداران قاف کے بیٹھنے کے واسطے اُس بارگاہ میں بچھے ہوے تھے اور سب کے بیچ میں ایک تخت نہایت بڑا اور نفیس کہ جسپر حضرت سلیمان بیٹھے تھے اور اب اُسپر شہپال ٹھیا ہے بچھا ہوا تھا صاحبقران بارگاہ کی کیفیت دیکھ کر وجد میں آئے بڑے بڑے لطف اُٹھائے واضح ہو کہ آسمان پری نام شہپال کی ایک بیٹی تھی حسن و جمال میں یعنیہ پری تھی شہپال کے تخت کے پیچھے اپنے تخت پر بیٹھی ہوئی تھی ہر چند ایک وٹ مرصع تخت کے آگے لگا تھا اور اُن دونوں کے درمیان میں اُسکا پردہ تھا لیکن اُسنے جو ادٹ کی اوٹ سے صاحبقران کو دیکھا ایسے بےنظیر جوان کو دیکھا بے اختیار فریفتہ ہوگئی جان و دل سے شیفتہ ہوگئی ساعت بساعت بیقرار و بیتاب ہونے لگی القصہ جب ایک شبانہ روز اس صحبت میں گذرا عبد الرحمٰن نے شہپال سے کہا کہ صاحبقران بہت عدیم الفرصت تھے میں اس اقرار پر لایا ہوں کہ تین دن آتے اور تین دن جاتے اور ایک روز ضیافت کھاتے اور ایک دن عفریت کے مارتے اور ایک دن عوت خصت میں ہوگی یہ نو دن آپکو اتفاق قیام ہوگا ان سب کاموں کا بخوبی انجام ہوگا سوا اسکے اگر دسواں دن لگے تو میں گنہگار رہوں آپکے عتاب کا سزاوار رہوں شہپال نے صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہا یا صاحبقران کیا کہوں جیسا ان دیوں کے ہاتھ سے میں تنگ آیا اور اُنکی بدذاتی سے میں نے رنج اُٹھایا اگر آپنے از راہ مہربانی اُنکو دفع کیا تو زندگی تک بندہ احسان ہونگا اُسکا تابع فرمان رہونگا صاحبقران نے کہا یہ کیا بات ہے اللہ کی مدد میرے ساتھ ہے انشاء اللہ تعالیٰ اگر آپکے اقبال سے ایک ایک سرکش کا سر نہ کاٹا اور آپ کا ملک بدستور آپکے زیر نگیں نہ کیا تو پھر حمزہ میرا نام نہیں اور مجھ سے کسی کام کی امید سرانجام نہیں آپ طبل جنگ بجوائیں پھر قدرت خدا کی ملاحظہ فرمائیں شہپال نے امیر کے کلام سے خوش ہو کر عبد الرحمٰن سے کہا کہ وہ چاروں تلواریں حضرت سلیمان کی بکر کی لاکر صاحبقران کے آگے رکھدو کہ اُسمیں سے جسکو چاہیں پسند کریں اپنی طبیعت کو خرسند کریں عبد الرحمٰن نے اُسی دم تلواریں حاضر کیں شہپال نے امیر کے روبرو دھریں اور فرمایا کہ اسکا نام صمصام اور اُسکا نام قمقام اور اسکا نام عقرب اور اسکا نام ذوی الحجام ہے اسمیں سے جو تلوار آپ پسند کریں

اُسکو سیوین امیر نے عقرب سلیمانی کو اُٹھالیا اپنا زیب کمر کیا جتنے پہ بزادکھڑے تھے بے تحاشا خوشی کے مارے غل مچا مچا کر شاہنشاہ کو مبارکباد دینے لگے اور بکمال انبساط سے امیر کی بلائیں لینے لگے امیر نے عبد الرحمن سے پوچھا کہ یہ کیا مضمون ہے عبد الرحمن نے کہا کہ یا صاحبقران یہ چاروں تلواریں حضرت سلیمانؑ کی کمر کی ہیں اور حضرت سلیمان نے اکثر فرمایا ہے کہ میرے بعد دیوان سرکش کے سر عقرب سے تراشے جائینگے اور وہ مردود اسی تلوار سے اپنی بد فعلی کی سزا پاوینگے اس سبب سے یہ سب خوش ہوے کہ آپ نے باوجود ناواقفیت کے عقرب ہی کو لیا اور بالہام ربانی سے اُسکو پسند کیا امیر یہ بات سُنکر بہت خوش ہوے عبد الرحمن نے امیر سے کہا کہ ایک دلیل اور باقی رہ گئی ہے اُسکو بھی سن لیجیے اور اُسپر دل سے اعتقاد کیجیے فرمایا کہ وہ کیا ہے عبد الرحمن نے عرض کی ایک درخت چنار کا ہے اُسکو پریزاد عفریت کے جسم و قد کے برابر شمار کرتے ہیں اور یہ سخن تمام قاف میں مشہور ہے اور اُسکا بہت اعتبار کرتے ہیں کہ جو کوئی اس درخت کو عقرب سلیمانی سے ایک وار میں قلم کریگا وہ عفریت کو بھی مسافر ملک عدم کریگا امیر نے اُس درخت کے نیچے جا کر ایک ہاتھ عقرب کا اُسکے تنے میں بسم اللہ کر کے جو لگایا صابون کے تار کیطرح تلوار پار نکل گئی مگر درخت گر کے زمین پر نہ آیا امیر سمجھے کہ ذرا بھی درخت نہیں کٹا بکمال رنجیدہ ہوے حتی کہ آبدیدہ ہوے عبد الرحمن نے امیر کو مبارکباد دیکر کہا کہ درخت بالکل کٹ گیا اسکو جنبش دیکر دیکھ لیجیے اور بکمال محظوظ ہو کر کنار میں لیا امیر نے ایک ہاتھ اُسکے تنے پر رکھکے دھکا جو دیا وہ درخت اراراکے گر پڑا شہپال نے امیر کے دست و بازو کو بوسہ دیا اور بکمال محظوظ ہو کر کنار میں لیا اور کہا کہ اے حمزہ واقعی تو نظر یافتہ حضرت سلیمانؑ ہے تب تو جسم میں اسقدر تاب و توان ہے سوائے تیرے کسکا مقدور ہے کہ عفریت کو قتل کرے اور ایسے معرکہ جانگداز میں بہادری سے پاؤں دھرے امیر نے کہا انشاء اللہ تعالے شہنشاہ قاف کے اقبال سے عفریت پر کیا موقوف ہے جتنے سرکش ہیں سب کا سر کاٹتا ہوں اور اس میدان کو دیوان سرکش کی لاشوں سے پاٹتا ہوں مگر اب لشکر کو آپ حکم دیدیں کہ گلستان ارم سے نکلکر میدان میں خیمہ زن ہو اور طبل جنگ بجادیں اور اپنا دبدبہ صف شکنی انکو دکھادیں شہنشاہ کا حکم ہوتے ہی جتنی فوج تھی اپنے کیل کانٹے سے ہوشیار ہو گلستان ارم کے باہر نکلی اور شاہنشاہ بھی بارگاہ سلیمانی کو میدان میں نصب کر کے داخل ہوے اور اپنی فوج ہمراہی کے ساتھ اُس گروہ میں شامل ہوے یہ خبر عفریت کو بھی پہونچی کہ شہپال نے پردۂ دنیا سے ایک آدمی اپنی مدد کو بلایا ہے اور وہ بڑی شان و شوکت اور دعوے سے آیا ہے اُسکے بھروسے پر آپ سے لڑنے کے واسطے لشکر لیکر شہر سے باہر آیا ہے اور میدان میں اپنے لشکر کا پرا جمایا ہے عفریت قہقہہ مار کر بہت ہنسا کہ کہاں آدمی اور کہاں دیو چلو خوب ہوا اسی بہلنے شہپال شاہ شہر سے باہر نکلا یہ کہکر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اور تمام فوج کو آمادہ جنگ و جدال کیا شہپال شاہ نے بھی اپنے لشکر میں طبل جنگ بجوایا اور اپنا طنطنہ شجاعت اُنکو سنایا بارہ سو جوڑ سونے روپے کے نقاروں کے جھڑ جھڑ بجنے لگے گویا بادل گرجنے لگے عفریت کے لشکر میں طبل کے بدلے دیو چوترا اپنا بجاتے تھے اور پتھر سے پتھر لڑاتے تھے القصہ تمام رات

دونوں لشکروں میں شور وغل برپا ہوا جب سب تیار ہو چکے عفریت کی طرف سے دیو میدان میں نکلا کوئی دیو شیر کی کھال
کوئی اژدہے کی کھال کوئی ہاتھی کی کھال گلے میں ڈالے ہوئے تھا اور سر کی شاخوں پر فولادی خول چڑھے ہوئے تھے
زنجیریں توڑے فولادی گلے بازو کمر ان میں پیچیدہ تھے گلے میں کھوپڑیوں کے ہار ڈالے بھالا گرز چقماق چار آئینہ سنگ
شمشاد وارہ پشت نہنگ ہاتھوں میں لیے اس صورت سے مستعد جنگ ہوئے مگر شہپال کی صورت دیکھ کے شہپال
ایک تخت پر آپ سوار ہوا اور ایک تخت پر صاحبقران کو سوار کر کے لشکر کو ہمراہ لیکر عفریت کے لشکر کے مقابل میں
صف آرا ہوا تاکہ دیو اس سامان کو دیکھ کر اپنے جی میں ڈریں اور اپنی بیباکی سے خوف و ہراس کریں دیووں نے جو صاحبقران
کو دیکھا عجیب و غریب حرکتیں کرنے لگے کوئی ناف میدان میں آکر اپنے چوتڑ پیٹ کے ناچتا تھا کوئی کلقاریاں مار کے
اچھلتا تھا کوئی اپنی داڑھی پکڑ کے جھٹکیں کرتا تھا کوئی طرارہ بھر کے آسمان کی طرف جاتا تھا اپنے تئیں ہوا میں اڑاتا تھا
اور وہاں سے قلابازیاں کرتا ہوا زمین پر آتا تھا کوئی دانت نکالکر صاحبقران کو ڈراتا تھا کوئی اپنی دم ہاتھ میں لیکر
چک پھیریاں لیتا تھا کوئی ایک دوسرے پر سوار ہو کر چکر دیتا تھا امیر کو یہ حرکتیں انکی دیکھ کر بے اختیار ہنسی آئی اور انکے اس
مسخرے پن سے انکے دلمیں ان بیہودوں کی بیوقعتی اور خفت سمائی پہلے پہل اہرمن پدر عفریت کہ جسکا قد پانچ سو گز کا تھا
دار شمشاد ہاتھ میں لیکر صف سے نکلا اور سامنے آکر للکارا اور بڑے زور و شور سے نعرہ مارا کہ وہ لاازل قاف کو چک سلیمان
کہاں ہے جو بہت اپنی دلیری اور شجاعت پر نازاں ہے میرے مقابل آوے کہ چاشنی مرگ کی اسکو چکھاؤں اور اسکو اس جرأت
سے قاف میں آنیکا اور دیووں سے لڑنے کا مزہ دکھاؤں امیر شہپال سے اجازت لیکر میدان میں آئے اور کسی طرح کا ہراس
اور وسوسہ اپنے دلمیں نہ لائے اور ایک نعرہ اللہ اکبر کا اس زور سے کیا کہ تمام میدان کانپ گیا اہرمن لعین بولا کہ اے لاازل قاف
اتنے سے قد پر ایسا چلاتا ہے کہ ہمکو اس آواز سے ڈراتا ہے لا کیا ضرب کھاتا ہے صاحبقران نے کہا کہ اپنا دستور سبقت کرنیکا
نہیں ہے اپنے خاندان کی روش سے اپنا قدم باہر دھرنیکا نہیں ہے پہلے تو حربہ کر لے پھر میں حربہ کرونگا اور اپنی بہادری
تجھکو دکھاؤنگا وہ بولا کہ تجھ سے کوتاہ قامت ضعیف البنیان پر جو میں پہلے حربہ کرونگا مجھکو کیا دیو کہینگے سب مجھکو بے حقیقت
سمجھ کر حیرت میں ہونگے اور میرے حربے سے تو کب بچیگا کہ مجھ پر حربہ کریگا صاحبقران نے کہا کہ جہاں قد و قامت کی
تقسیم ہوئی تھی وہاں تو تھا اور جہاں قوت و زور بٹتا تھا وہاں میں تھا سوائے اسکے تو نہیں جانتا کہ میں ملک الموت ہوں
تیری روح قبض کرنیکو پردہ دنیا سے آیا ہوں تیرے لیے جام مرگ لایا ہوں اہرمن نے دار شمشاد صاحبقران پر
لگایا صاحبقران نے اسے خالی دیکر عقرب سلیمانی میان سے نکالکے فرمایا کہ او ناپاک یہ نہ کہنا کہ مجھکو غفلت میں مارا
خبردار ہو جا کہ میں حربہ کرتا ہوں اور تیرے خون ناپاک سے اپنی شمشیر آبدار کو بھرتا ہوں یہ جملہ تمام کرتے ہی ساتھ ہی ایک
ہاتھ اسکے سر پر ایسا لگایا کہ وہ جیفہ خوار دو ٹکڑے ہو کر آدھا ادھر آدھا ادھر زمین پر آیا شہپال نے شکر کیا اور
پریزادوں کو شادیانہ بجانے کا حکم دیا عفریت نے ایک آہ کر کے کہا کہ اے آدم زاد غضب کیا تو نے میرے باپ کے

مقابلہ کرنا اہرمن کا صاحبقراں سے اور مارا جانا اُسکا ایک ضرب شمشیر صاحبقراں سے

پہلوان کو مارا اُسکا سر اُسکے تن سے اُتارا لیکن تو بھی بچکر نہیں جانے پاتا ہے دیکھ کہ کیسا صدمہ اُٹھاتا ہے یہ کہہ کر اور ایک دیو کہ اہرمن سے بھی قوی ہیکل تھا صاحبقراں سے مقابلہ کرنیکو بھیجا صاحبقراں نے اُسکو بھی جہنم داخل کیا مُردوں میں داخل کیا القصہ تھوڑے سے عرصہ میں تو دیو زور آور کہ عفریت کے لشکر میں نامی تھے اہرمن کیطرح انکو بھی بیجان کیا عفریت کو حیران و پریشان کیا تب تو عفریت نے کانپ کے ایک آہ کی اور فوراً طبل بازگشت بجوا کر اپنے باپ کی لاش کو اٹھوا کر گریاں و نالاں بکمال یاس و ہراس اپنی فرودگاہ کی راہ لی شہپال شاہ امیر پر زر و جواہر نثار کرتا ہوا قلعہ گلستان ارم میں داخل ہوا اور اُسکو امیر کی شجاعت و دلاوری سے نہایت سرور حاصل ہوا

داستان خواجہ عمرو عیار کے بیان میں

اب دو کلمے داستان بابائے روندگان عالم شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری کے سنیے جب بختیارک عمرو کے ہاتھ سے زخمی ہو کر ہرمز کے پاس گیا ذراع زرہ پوش نے کہا کہ اگر حکم ہو تو طبل جنگ بجوایا جائے کہ عمرو عیار اپنے کیے کی سزا پائے اور پھر کبھی سر نہ اُٹھائے ہرمز نے کہا کہ مجھکو کسیطرح بندگان خدا کا کشت و خون منظور نہیں ہے اور جنگ و جدال سے میری طبیعت مسرور نہیں ہے شبانہ روز طلایہ پھرا کرے رسد کسی طرف سے قلعہ میں جانے نہ پائے کوئی قلعہ والا کچھ جنس نہ پائے اور بھوک پیاس کی تکلیف اُٹھائے اور جنگل کٹوا کر رنگدمہ اور سیڑھیاں تیار کراؤ کہ وقت پر کام آویں اور جب موقع ہو سیڑھیاں لگا کر چڑھ جاویں سبکو یہ رائے پسند آئی اور سیڑھیاں بنانیکی تدبیر لگائی چار مہینے کے عرصہ میں رنگدمہ اور سیڑھیاں تیار ہوئیں ہرمز نے حکم دیا کہ رنگدمہ کو قلعہ کے مقابل میں قائم کرو اور سیڑھیاں بھی اُسکے پاس رکھو اور ہمارے لشکر میں طبل جنگ بجواؤ کل ہم قلعے پر چڑھائی اور شمشیر آبدار سے قلعہ والوں کی صفائی کریں گے

یہ خبر عمرو کو بھی پہونچی کہ زنگدھ قلعہ کے مقابل قائم کیا گیا اور سیڑھیاں بھی تیار ہوئی ہیں اور سپاہیوں کو قلعے پر چڑھنے
کا حکم دیا گیا اور طبل جنگ بھی ہرمز کے لشکر میں بجا ہے سب طرح کا سامان جنگ تیار ہوا ہے عادیکرب سے
کہا کہ تم بھی کوس سکندری پر ڈنکا دلواؤ ہم ذرا سیر کو جاتے ہیں اور تھوڑی دیر میں پھر آتے ہیں یہ کہکر لباس شاہی اتار
اور پوشاک عیاری پہنکے اسباب بدن پر لگا کے ایک پیادے کی صورت بنکے زنگدھ کیطرف روانہ ہوا دیکھا کہ چار سو پیادے
مشعلیں جلائے ہتھیار لگائے زنگدھ کے گرد طلایہ پھر رہے ہیں عمرو نے انسے جاکر کہا کہ ہرمز نے مجھے دیکھنے کو بھیجا ہے کہ
محافظان زنگدھ میں سے کون ہوشیار ہے کون غافل ہے اور کس کام میں شاغل ہے جو جو غافل ہو انکی اسم نویسی لکھ لاؤ
اور مجھ کو بہ تفصیل دکھلاؤ کہ صبح کو انپر سیاست کیجائے وہ غافل اپنی غفلت کی سزا پائے اور جو ہوشیار ہو انکے واسطے
ابھی کچھ انوش عنایت کیا جائے اور انعام بھی دیا جائے ہوشیار و غافل خوشامد کرنے لگے عمرو کے پاؤں پر سر دھرنے لگے
اور بولے کہ آپ مہربانی کرکے عرض کر دیجیے گا کہ کوئی غافل نہیں ہے سب ہوشیار ہیں اپنے اپنے کام میں مستعد اور تیار
ہیں عمرو وہاں سے قلعہ میں آیا کئی من شیرینی دارو بیہوشی آمیختہ خوانوں میں لگا کر عیاروں کی صورت بدلکر انکے سر پر
خوان رکھوائے اور زنگدھ پر آئے اور کہا کہ ہرمز نے یہ شیرینی تم لوگوں کیواسطے بھیجی ہے لیکن صبح کو تقسیم ہوگی کہ میں تمہارے
سردار کو نہیں پہچانتا ایک نے آکر عمرو سے کہا کہ میں ان سب پیادوں کا سردار ہوں ہر شخص کے حال سے خبردار ہوں
شاطر میرا نام ہے اور یہی میرا کام ہے اور یہ انگوٹھی فیروزے کی شاہزادے کی نشانی دینا اب کہو کہ بھائی تمہارا کیا نام
ہے اور تمہارے تعلق کس خدمت کا انصرام ہے عمرو بولا کہ مہتر عقیق مجھ کو کہتے ہیں اور بہت سے لوگ میری اطاعت
میں رہتے ہیں فراش خانہ کے داروغہ کا داماد ہوں یہ کہکر وہ خاتم اس سے لے لی اور خوان شیرینی کے اسکو دیے
مہتر شاطر نے وہ مٹھائی سبکو تقسیم کرکے اپنا حصہ آپ لیکر کھایا جتنے پیادے تھے سبھوں نے ہونٹ چاٹ چاٹ کر وہ
مٹھائی کھائی اور پہلے تو خوب لذت پائی اور تھوڑی دیر کے بعد سب بیہوش ہوگئے خواب غفلت میں سو گئے عمرو
نے عیاروں کو خبر کیواسطے لگا ہی رکھا تھا خبر پاتے ہی جاکر سبکو خنجر سے کاٹا اور اس میدان کو انکی لاشوں سے پاٹا
اور زنگدھ نردبانوں پر روغن نفط چھڑک کر آگ لگا دی جب دھڑ دھڑ جلنے لگا آپ قلعہ میں آکر چین سے پاؤں
پھیلا کے سو رہا اور میدان کو انکی اس خلش سے پاک کرکے مطمئن ہو رہا جتنی سیڑھیاں تھیں زنگدھ سمیت رات بھر
میں جل گئیں جب تنور خورشید گرم ہوا ہرمز چار ہاتھی کے تخت پر سوار ہوا اور فوج کو ساتھ لیکے چلا کہ آج سیڑھیاں
لگا کر پہلوانان و سرداران لشکر کو قلعہ پر چڑھا کے مسلمانوں کو قتل کیجیے اور ان سے انتقام لیجیے تھوڑی دور فرودگاہ
سے گیا تھا کہ عیاروں نے آکر کہا کہ زنگدھ نردبانوں سمیت جلکر راکھ کا ڈھیر ہوا پڑا ہے اور چوکیدار سر کٹے پڑے
ہیں ایک شخص نہیں بچا ہے ہرمز نے جو یہ سنا ایک شعلہ آگ کا تلووں سے لگ کر دماغ کے پار ہوگیا کمال ہراس سے بے اختیار
ہوگیا بختیارک سے مخاطب ہوکر کہا کہ دیکھیے عمرو کی شرارت نے میری چار مہینے کی محنت برباد کی بختیارک بولا کہ حضور خوب

جانتے ہیں جیسا وہ شیر ہے ہمیں بڑا صاحب ہیبت سوار تو ہو ہی چکے ہو جا کر قلعے سے لڑائی ڈالو اور اپنے دل کا حوصلہ نکالو شاید فتح میسر نصیب ہو اور ہرمز نے قلعہ کے سامنے آکر دس ہزار سوار قلعے کے چاروں طرف محاصرہ کیواسطے متعین کیے اور انکو جو جو حکم مناسب تھے دیے عمرو نے دیکھا کہ آج نقشہ بگڑ دل ہی قلعہ نشینوں کے دلمیں کثرت فوج اعدا سے ہول ہے اُسنے بھی چاروں طرف قاروے باندھی تیر و تفنگ مارنے شروع کیے ایسا ایسا آتشبازی کا مینہ برسایا کہ تمام لشکر ہرمز کا گھبرایا اور اس آگ کی تاب لایا ہزاروں گھر جلکر خاکستر ہو گئے ہرمز کے لشکر میں قیامت برپا ہوئی اور سب پر نازل ایک بلا ہوئی یا قیامت قلعے کی ضرب سے پیچھے ہٹے سارے زور گھٹے ہرمز نے ذراع زرہ پوش سے کہا کہ تم ہو اُس دن کہتے تھے کہ اگر مجھکو حکم ہو تو میں قلعہ توڑ کر اپنے زرہ پوشوں سے مسلمانوں کو قتل کروا کے مہرنگار کو نکال لاؤں آج جاؤ اور اپنی بہادری دکھاؤ اور اسی دم قلعہ کو توڑ کے مہرنگار کو لے آؤ ذراع نے کہا کہ حضور نے کب فرمایا میں بجا نہیں لایا ذراع نے اپنے چار ہزار زرہ پوشوں سے گھوڑے اٹھائے سب وڑ کے متصل قلعے کے آئے ذراع تو سر پر سپر رکھکے خندق کے پار جست کرکے جا کھڑا ہوا لیکن سوار اُسکے خندق سے آگے نہ جا سکے ایک قدم گھوڑوں کو نہ بڑھا سکے عمرو نے سوارونکو تو قارورہ ہائے آتشیں مار کر خندق سے ہٹایا لیکن ذراع زرہ پوش تنہا خندق کے پار کھڑا رہا جرأت کو کام فرما کے قدم نہ ہٹایا بختیارک نے کہا کہ حقیقت میں ذراع بڑا بہادر ہے بے شبہ لاور ہے اُسنے جو کہا تھا سو کیا لیکن کیا کرے کہ اکیلا ہے فوج اُسکی عمرو کی آتشبازی سے بیتاب ہو کر پسپا ہوئی یہ حرکت اُنسے بہت بیجا ہوئی اسوقت حضور اپنے لشکر کو حکم دیں کہ ذراع کی مدد کریں ہرگز اسوقت مرنے سے نہ ڈریں ہرمز نے اپنی فوج کو حکم دیا دیکھو ذراع اکیلا قلعے کے دروازے پر کھڑا ہے کیسا اپنی بات پر اڑا ہے تم لوگ اُسکی مدد کرو تو ابھی قلعہ فتح ہو جائے جتنے سا سانی تھے سبھوں نے اپنے اپنے گھوڑے اٹھائے اور لب خندق آئے لیکن خندق کے پار جانیکی کسی کو جرأت نہ ہوئی عمرو نے فصیل کے اوپر سے ذراع سے کہا کہ اے بہادر قلعہ تو بیچکا ہم لوگونکو شکست دے چکا اب میں تجھ سے ملتجی ہوں کہ بہادروں کا دستور ہے غنیم سر بسیت خود ہو کو امان دیتے ہیں اور پناہ دیکر نیکنامی لیتے ہیں اگر تو جا کر ہرمز سے میرا قصور معاف کرا دے تو میں تیرا بہت ممنون ہوں اور قلعہ خالی کر کے مہرنگار کو تیرے حوالے کروں ذراع نے جواب دینے کیلیے سپر کو سر سے ہٹایا گھوڑے کو ذرا بڑھایا سپر کا سر سے ہٹانا تھا کہ عمرو نے ایک سنگ تراشیدہ خراشیدہ فلاخن میں رکھ کے گھما کر چلایا اور اُسکے دونوں ابروؤں کے بیچ میں ایسا مارا کہ مغز اُسکا خشخاش کے مانند پھوٹکی راہ سے نکل گیا اور تڑپ کر آب خندق میں جا پڑا ساسانی جو لب خندق کھڑے تھے پانی میں کود کر اُسکی لاش کو نکال کر لیگئے ہرمز کا رنگ اڑ گیا کہ بڑا بہادر سردار مارا گیا اُسکے مرنے پر کف افسوس ملا کیا آتش حسرت سے جلا کیا گھبرا کر بختیارک سے کہنے لگا کہ کیا کروں عمرو سے کیونکر انتقام لوں اُسنے کہا کہ اسوقت فوج بدحواس ہے سب لشکر کو ہراس ہے طبل بازگشت بجوا کر خیمہ میں چلیے کل سمجھ لیجیے گا کچھ اور تدبیر کیجیے گا ہرمز نے طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا ساری فوج نے رستہ لیا ہرمز ملول و محزون اپنے خیمہ میں داخل ہوا اور بذریعہ عرضی تمام کیفیت سے نوشیرواں کو مطلع کیا جب وہ عرضی نوشیرواں کے ملاحظہ میں آئی اُسنے بھی یہ حال دریافت کر کے بڑی کوفت اٹھائی بزرجمہر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا دیکھتے ہو عمرو کی بدذاتی میرے

کیسے کیسے پہلوانوں کو ہلاک کرتا ہے اور میری سطوت جباری سے ذرا نہیں ڈرتا ہے بزرجمہر نے عرض کی کہ فی الواقع وہ
ایسا ہی بدخصال ہے اسکو اسقدر جرأت کا کیا خیال ہے مگر آپ ذرا غور فرمائیں کہ اب انشاء اللہ تعالیٰ میں عمرو کو کسطرح سے گرفتار کرکے زندہ
پکڑوا منگواؤں بزرجمہر کی گفتگو تمام نہ ہوئی تھی کہ ساسانیوں نے نوشیرواں کے سامنے داد بیداد کرنی شروع کی کہ ساربان زادے
کو دیکھیے اور قلیم وقیلم و فذراع سے پہلوانوں کو قتل کرنا ذرا بنظر کیجیے اب جبتک ہم اُنکا بدلا اُس عیار بے اعتبار سے
نہ لینگے اس سرکشی کی سزا نہ دینگے ہمکو چین نہ پڑیگا نوشیرواں نے اُنکی دلدہی کی اور اخضر فیلگوش کو کہ ساسانیوں میں
سردار اور پہلوان نامی ہے ستر ہزار سوار جرار سے ہرمز کی مدد کو بھیجا اور ہرمز کو لکھا کہ تم گھبرا کر قصد معاودت نہ
کرو اور ہرگز نہ ڈرو میں نے اخضر فیلگوش کو تمھاری مدد کو روانہ کیا ہے سب نے اُسکو خوب سمجھا دیا ہے بعد ازاں نوشیرواں
دربار برخاست کرکے شبستان حرم میں گیا مہر انگیز نے نوشیرواں کو ملول و محزون دیکھ کر پوچھا کہ آپ اسوقت ملول و محزون کیوں
ہیں نوشیرواں نے کہا کہ تمھاری بیٹی کی بدولت ہر دم مغموم رہتا ہوں ہزاروں رنج والم سہتا ہوں جب سے ہرمز کو بھیجا ہے
وہ ساربان زادہ معہ تکتین اُسکو دیکھا ہے اور کیسے کیسے میرے پہلوان مارے ہیں اُنکے سرتن سے اُتارے ہیں میرا جی جانتا ہے میرے غم کو
کون پہچانتا ہے مہر انگیز نے کہا کہ جہانپناہ سلامت اُسکے ماننے کی یہ تدبیر ہے کہ خواجہ نہال کو کہ اُسنے مہرنگار کو پالا ہے تحف و ہدایا ساتھ دیکر
مہرنگار کے پاس بھیجیے اور ایک خط خفیہ اُسکو لکھیے کہ حیف ہے تیرا خون ایسا سفید ہوگیا کہ ماں باپ تیرے سوز فراق میں جلتے ہیں تیری مفارقت
میں شمع کیطرح پگھلتے ہیں اور تجھکو اتنا بھی خیال نہیں آتا ہے کہ ماں باپ کے دل کی آگ کو آب دیدار سے بجھائے اور اُنکو اپنا دیدار دکھائے بہرحال ہم پر
رحم کھاکے خواجہ نہال کے ساتھ اسطرف روانہ ہو کہ ہماری جان بچے اور عمرو کے واسطے بھی کچھ زر نقد ارسال کیجیے اور اسکو طمع دیجیے
کہ وہ طمع میں آکر خواجہ نہال کو قلعہ کے اندر بلائے اور قلعہ کے اندر جانے دے ہرگاہ خواجہ نہال قلعے کے اندر پہنچے چند روز میں
مل ملاکر عمرو کو زہر دے اور دروازہ قلعہ کا کھولکر فوج کو بلائے مسلمانوں کو قتل کرے اور مہرنگار کو لیکر چلا آئے ہمکو تو اُس رنج جانسوز سے چھٹکارا ہو
بادشاہ نے مہر انگیز کی رائے بہت پسند کی اور خواجہ نہال کو پست و بلند سمجھا کر مع تحف و ہدایا و زر نقد مکہ کیطرف رخصت کیا

روانہ ہونا خواجہ نہال کا مہرنگار کے لانے کیلیے مکے کیطرف اور مرنا عمرو کے ہاتھ سے

راویان شیریں سخن لکھتے ہیں کہ بادشاہ نے بعد رخصت خواجہ نہال کے ایک شقہ ہرمز کے نام اس مضمون کا لکھکر
پیک عیار کے ہاتھ روانہ کیا اور اُسکو پیام دیا کہ اے فرزند پرسوں میں نے اخضر فیلگوش کو ستر ہزار سے تیری مدد کو بھیجا ہے وہ
بکمال احتشام و شوکت سے اُسطرف کا عازم ہوا ہے اور آج خواجہ نہال کو ایسا ایسا سمجھا کر بہ تحف و ہدایا روانہ کیا ہے
اور اُسکو سب نشیب و فراز اس معاملہ کا سمجھا دیا ہے چاہیے کہ کسی تدبیر سے خواجہ نہال کو قلعہ کے اندر پہونچاؤ کہ ہمارے حکم کی
تعمیل کرے اور تم بھی اس مصیبت سے نجات پاؤ اور اگر کسی طرح خواجہ نہال قلعہ میں نہ پہونچ سکے تو اخضر فیلگوش کو لیکر گڑھ
قلعہ توڑ ڈالو اور اپنا مطلب نکالو خواجہ نہال کا حال سُنیے کہ اخضر فیلگوش کی روانگی سے ایک ہی دن پیچھے

خواجہ نہال روانہ ہوا تھا وہ اسپہ کوچ کر کے اخضر فیلگوش سے جا کر ملا اور اُس سے تدبیر و مشورہ کا حال ظاہر کیا
اور دونوں بالیکدیگر ملکے منازل و مراحل طے کرتے چلے تخمیناً تین مہینے کے عرصہ میں ہمزہ کے لشکر میں داخل ہوئے اور بعد
ملازمت شقہ ہائے بادشاہ ہمزہ کو دیے اور سب مراتب بخوبی بیان کیے ہرچند ہمزہ اُن شقوں کے مضمون سے بسبب اُس
شقے کے جو عیار کے ہاتھ سے پہونچا تھا واقف ہو چکا تھا لیکن بہرحال شقے کو پڑھ کے دونوں شخصوں کو خلعت دیا اور اُن کو
عنایت و نوازش سے بہت خوش کیا چونکہ دونوں راہ کے تھکے ماندے تھے جلد رخصت ہو کر اپنے اپنے خیمے میں گئے یہ
خبر ایک عیار نے عمرو کو پہونچائی اور سب کیفیت اُنکے آنیکی سنائی کہ نوشیرواں نے بڑی فوج ہمزہ کی مدد کو بھیجی ہے عمرو نے
اپنے دلمیں کہا کہ دریافت تو کیا چاہیے کہ اسکی مرتبہ کون سردار بنکر آیا ہے اور کس نے نوشیرواں کیطرف سے منصب سرداری پایا
ہے دھوبی کی صورت بنکر ہمزہ کے لشکر میں گیا جہاں دو چار آدمیوں کو باتیں کرتے دیکھا وہاں کھڑا ہو کر سُن گن لینے لگا ایک مقام پر
کئی آدمی کھڑے ہوئے آپسمیں باتیں کر رہے تھے کہ اب کی تو نوشیرواں نے اخضر فیلگوش کو ستر ہزار سوار جرار سے ہمزہ کی مدد کو
بھیجا ہے یقیناً قلعہ فتح ہو اور عمرو مارا جائے اور یہ لشکر اپنی مراد پائے ایک بولا کہ خواجہ نہال کو بھی تو بھیجا ہے دوسرے نے کہا
کہ اُسے لڑنے کو حکم نہیں دیا ہے بلکہ یہ ارشاد کیا ہے کہ کسی طرح سے قلعہ میں رسائی پیدا کر کے عمرو کو دغا سے مار کے مہر نگار کو لے آئے
اور اُسکے عوض میں بہت نقد و خلعت نیکنامی پائے سو منصوبہ تو اپنے خیال میں کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے کیونکہ عمرو ایسا
نہیں ہے کہ کسی کے دم میں آئے اور وہ کسیطرح کا فریب دغا کھائے ہاں اگر اخضر فیلگوش سے کچھ کام بن پڑے تو قریب قیاس ہے
اگرچہ ظاہر میں اس بات سے بھی یاس ہے باقی خیریت ہے عمرو نے وہاں سے ہٹکر دھوبی کی صورت بدل کے ایک سائیس کی صورت
بنائی اور دوسری تدبیر لگائی توبڑا دانے کا ہاتھ میں لیکر پکار پکار کر کہنے لگا کہ یارو کوئی خواجہ نہال کا خیمہ بتا دو شام کو دانہ
لینے کے لیے آیا تھا اب رات ہو جانے سے راستہ بھول گیا ہوں گھوڑا دانے کیواسطے ناچتا ہوگا جو کوئی مہربانی کر کے پہونچا دے بڑا اجر پائیگا
ایک شخص بول اُٹھا کہ چل بھائی میں تجھے خواجہ نہال کا خیمہ بتا دوں اُسکی بارگاہ تک پہونچا دوں چند قدم جا کر اُسنے کہا کہ
دیکھو وہ سامنے خواجہ نہال کا خیمہ نظر آتا ہے جسکی تلاش میں تو اسقدر گھبراتا ہے عمرو نے بصورت اصلی بنکر خواجہ نہال کے
خیمہ پر جا کے چوبداروں سے کہا کہ خواجہ نہال کو خبر دو کہ عمرو تمہاری ملاقات کو آیا ہے اور ایک مژدہ تمہارے واسطے لایا
ہے خواجہ نہال عمرو کا نام سنکر بہت سراسیمہ و پریشان ہوا اپنے دلمیں متامل و حیران ہوا کہ عمرو اسوقت میرے پاس
کیوں آیا ہے کون کام ضروری اسوقت اُسکو لایا ہے مگر استقبال کر کے عمرو کو لے آیا اور اپنے برابر مسند پر بٹھلایا بہت سی گرمجوشی کے ساتھ
کہا کہ آپنے بڑی مہربانی کی کہ تشریف لائے اور اس حقیر کے پاس آئے آپ اگر آج نہ آتے تو میں کل تمہاری ملاقات کے واسطے قلعے میں
جاتا اور آپکے جمال باکمال کے دیکھنے سے حظ اُٹھاتا کیونکہ باہم ملاقات کرنا دوستی کا نتیجہ ہے اور اگر غور کیجیے تو حقیقت میں
زندگی مستعار کا یہی مزہ ہے عمرو نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ خواجہ کیا کہوں سخت مصیبت میں گرفتار ہوں ایسا تردد ہے کہ زندگی سے
بیزار ہوں خواجہ نہال نے کہا خیر تو ہے ارشاد فرمائیے اور حال مفصل مجھے سنائیے عمرو بولا کہ سوائے شر کے خیر کہاں ہے میری طرف

متوجہ ہو کر سنئیے اور میرے رفع تردد کی تدبیر کیجیے حقیقت یہ ہے کہ حمزہ مہرنگار کو مجھے سونپ کر اٹھارہ روز کا وعدہ کر کے پردہ
قاف کی طرف گیا تھا سو اُسکو اتنا عرصہ ہوا معلوم نہیں کہ جیتا ہے یا کسی دیو کے ہاتھ سے مارا گیا اور اب میں مہرنگار
کو رکھ نہیں سکتا کہ وہ بھی گھبراتی ہے اور تنہائی کے سبب سے بہت رنج اُٹھاتی ہے اگر ہرمز کو سونپ دیتا ہوں تو ڈرتا ہوں کہ میں نے
بڑی بڑی بے ادبیاں کی ہیں بہت سی اذیتیں دی ہیں دیکھیے میرا قصور بادشاہ معاف کرتا ہے یا مجھ سے انتقام لیتا اور
مجھ کو میرے کردار کی سزا دیتا ہے اگرچہ نوشیرواں رحیم و کریم ہے عجب نہیں کہ معاف کر دے اور مجھ سے اپنا عوض نہ لے لیکن
بختک بختیارک جو میرے دشمن ہیں وہ بڑے پُرفن ہیں یہ ضرور بادشاہ کو ورغلا کے مجھکو قتل کرا دینگے اپنی خباثت سے
باز نہ آئینگے آج تجویز کیا تھا کہ جو ہونی ہو سو ہو ہرمز سے چلکر اپنا قصور معاف کرایا چاہیے اُسکی خدمت میں جایا چاہیے لشکر میں آنکر
آپکے آنے کی خبر سنی کمال دلکو خوشی حاصل ہوئی سو اب میں مہرنگار کو تو آپکو سونپ کے سبکدوشی پاؤنگا باقی جدھر میرا سینگ سمائیگا
اُدھر چلا جاؤنگا خواجہ نہال عمرو کی تقریر سنکر بہت نہال بکمال خوشحال ہوا اور عمرو کو چھاتی سے لگا کر کہنے لگا کہ خواجہ عمرو
کس کی طاقت ہے کہ میرے تمہارے مقدمہ میں بادشاہ سے کچھ بدی کر سکے اور بادشاہ کے مزاج کو تمہاری طرف سے برہم کرے
تمہاری تقصیر معاف کروانا اور ملک مکہ کی حکومت بادشاہ سے تمکو دلانا میرا ذمہ ہے یہ میرا اقرار واثق سمجھیے اور مجھ کو اس وعدہ
میں صادق سمجھیے عمرو نے کہا مجھ کو آپ سے اس سے زیادہ امید ہے یہ کہکر جھولی سے خرمے نکالکر دیے کہ مکہ کا تبرک ہے اور کہا کہ
انکو نوش جان فرمائیے اور حظ اُٹھائیے خواجہ نہال کی جو شامت آئی بے پس و پیش خرمونکو کھا گئے اور کچھ وسوسہ دلمیں نہ لائے
عمرو یہ کہکر رخصت ہوا کہ میں گھر جاتا ہوں مہرنگار کو لیے آتا ہوں عمرو نے باہر آکر مکہ کا تبرک سب شاگرد پیشہ کو کھلایا اُن احمقوں
کو بھی اُسی دام میں پھنسایا خواجہ نہال نے اپنے دلمیں کہا کہ تیرا اقبال ہے کہ گھر بیٹھے مطلب حاصل ہوا ایک ساعت نہ
گذری تھی کہ باہر تو شاگرد پیشہ اور خیمے میں خواجہ نہال بیہوش ہو گئے سب کے سب بیہوش ہو گئے عمرو نے خیمے میں آکر زنبیل سے
کنجیاں نکالیں اور صندوقوں کو کھولکر جسقدر نقد و جنس تھا زنبیل میں رکھا اور ایک صندوق بہت پُرتکلف تھا اُسکو جو کھولا
اُسمیں سے ایک خط مہرنگار کے نام بادشاہ کی طرف سے چند غلافوں میں لپٹا ہوا پایا اُسکو بھی لیکر زنبیل میں چھپایا اور بدستور صندوق
میں قفل لگا دیے ایسے ایسے شعبدے کیے پھر خواجہ نہال کو ایک گڑھا کھود کے زندہ گاڑ دیا اور آپ خواجہ نہال کی صورت
بنکر اسکے پلنگ پر سو رہا سب اپنے کاموں سے فارغ ہو رہا ہرمز کا حال سنیے کہ صبح کو بختیارک سے مصلحتاً کہنے لگا کہ میں چاہتا ہوں
کہ خضر فیلگوش کی اور خواجہ نہال کی دعوت کروں اُنکو اپنے یہاں بلاؤں اور اچھے اچھے کھانے کھلاؤں بختیارک نے
کہا کہ اس سے کیا بہتر ہے بہت مناسب ہے یہ بات تو آپ پر واجب ہے ہرمز نے جشن کی تیاری کی اور سب سامان دعوت کی کارگزار
کو اجازت دی خضر فیلگوش و خواجہ نہال کو بلوایا جتنے سردار تھے مع خضر فیلگوش حاضر ہوئے سب کو اپنے
اپنے مقام پر بٹھایا تھوڑی دیر کے بعد خواجہ نہال نقلی یعنی عمرو عیار نے بھی حاضر ہو کر مجرا کیا اور مؤدب دست بستہ
شاہزادے کے سامنے کھڑا ہوا ہرمز کو حرکت اُسکی بہت پسند آئی اُسیوقت خلعت سرفرازی سے مخلع کر کے اُسکے حال پر

بہت عنایت فرمائی کہ اے خواجہ نہال شرط ادب کی تم بجالائے ہمکو یہ مراتب تہ شناسی تمہارے بہت بھائے اب آؤ
برادرانہ مجلس میں بیٹھو اور جیتے ہی غم دنیا سے دل فراموش کرو خواجہ نہال نقلی بولا کہ غلام کا یہ رتبہ کب ہے آپکے سامنے بیٹھنا
ترک دیجئے فرمایا کہ اس گفتگو کو اسوقت بالائے طاق رکھو اور ہاتھ پکڑکر اپنے پاس کرسی پر بٹھلایا اور بہت سا التفات کیا
سازندے اور خوانندے جسقدر لشکر کے ہمراہ تھے سوا اُسکے اور جو لشکر کے گرد و نواح سے آئے تھے سبھوں نے ساز ملاکر گانا شروع
کیا حاضرین مجلس کے دلکو اپنی خوش آوازی و نغمہ سرائی سے لبھانا شروع کیا اور آوازہ نوش باد و ہوش باد کی بلند ہوئی کہ محفل
اسوقت نہایت مزہ دار ہے سبکی طبیعت اس کیفیت سے کمال خرسند ہوئی تمام دن تو اس طرح پر چرچا رہا جب شب ہوئی مشعلچیوں
نے موم کافوری بتیاں دو شاخوں سہ شاخوں پنجشاخوں میں چڑھاکر روشن کیں ہرمز نے ایک جام مے دو آتشہ کا اپنے ہاتھ سے
بھرکر اخضر فیلگوش کو دیا وہ آداب بجالایا اُسکو پیا اور ایک جام اُسنے بھی لبریز کرکے ہرمز کو دیا اُسوقت یہ مقرر ہوا کہ جو کوئی
کسی کو پلادے دوسرا بھی عوض بجالائے الغرض ہر ایک اسی طرح سے دوسرے کو پلانے لگا مزہ شرابخواری کا اُٹھانے لگا
جب پہر رات گئی خواجہ نہال علی نے اُٹھکر عرض کی کہ اسوقت غلام ساقی گری کرنیکا امیدوار ہے کہ یہ محفل اسوقت نہایت
مزہ دار ہے ہرمز نے خوش ہوکر کہا کہ بہت مبارک اس سے کیا بہتر ہے تمہیں اپنے تئیں ساقی بناؤ اور اپنے ہاتھ سے سب کو پلاؤ
خواجہ نہال علی نے جام و صراحی ہاتھ میں لیکر پہلے تو ہرمز کو ایک جام پلایا اور اپنی کارستانی سے اُسکا ہوش اُڑایا بعد ازاں
مجلس میں دورہ کیا دو دورہ تک تو وہی شراب جو پہلے سے چل رہی تھی پلائی تیسرے دورے میں داروئے بیہوشی شیشے میں ملائی
اور سب کو پلانے اور چھکانے لگا چونکہ پہلے سے نشے میں سرشار تھے وہی پیالو میں بیہوش ہوگئے سبکے حواس کھو گئے
خواجہ نہال علی نے دیکھا کہ مجلس کی مجلس انٹا چت ہوگئی جام و صراحی لیکر باہر نکلا جتنا شاگرد پیشہ تھا سب کو پلاکر بیہوش کیا اور
خیمے میں آکر فرش و فروش اسباب و کپڑے حتی کہ شاگرد پیشہ کا لوٹا بوریا تک مع ہرمز کے پشتارہ کے زنبیل میں رکھ لیا اور
اخضر فیلگوش کی داڑھی مونچھ مونڈکر سات رنگ کے ٹیکے تو اس رخسارے پر جسطرف کی مونچھ مونڈی تھی دیئے اور جدھر
کی مونچھ قائم رکھی تھی اُسمیں گھنگرو باندھا اور اُس طرف کے رخسارے کو مطلق کالا کیا اور ریچھ کی کھال کی قبا اُسکے گلے
میں پہنائی ایسی صورت بنائی اور بختیارک کی بھی داڑھی و مونچھیں مونڈکر منہ کالا کرکے صورت اُسکی عورت کی سی بناکر اُسے
میں سیندور تیل سے لت کرکے لگایا اس بیچارے کو بھی مسخرہ بنایا اور دونوں پاؤں اُسکے گلے میں ڈالکر تسمہ میں باندھ دیئے اور
ایک پلنگ کو اخضر فیلگوش کی گود میں اُسکو لٹا دیا سب کے ساتھ ایک نیا شعبدہ کیا اور جتنے سردار حاضرین محفل شراب کے
نشے سے بیہوش و غافل تھے سب کو ننگا کر داڑھی مونچھیں مونڈکر منہ سیاہی سے رنگ کر اُلٹا ستونوں سے باندھ دیا اور اسطرح
خواجہ نہال کی صورت بنا ہوا خیمے سے باہر نکلا اور اپنے قلعے میں جاکر کمال اطمینان سے استراحت کی اور جو کام کرنا منظور
تھا اس سے فراغت کی جب اجالا ہوا لوگوں نے دیکھا کہ بارگاہ میں سرداران لشکر ستونوں سے اُلٹے لٹکے ہوئے ہیں بلکہ
شاگرد پیشوں نے سب کو کھولا مارے شرم کے کوئی منہ سے نہ بولا پھر انکے مکانوں سے اُن کے کپڑے لاکر ہر ایک کا منہ

ہاتھ دھلا کے کپڑے پہنائے تب وہ کمبخت سب آدمی کی صورت میں آئے اتنے میں بختیارک بھی ہاتھ منہ دھوکے کپڑے
بدلکر آیا اور اخضر فیلگوش کو سمجھایا کہ بھلے آدمی سوائے عمرو کے اور بھی کسی کی ایسی طاقت ہے کہ میرا ایسا حال بنائے
اور ہم لوگوں کے اوپر ایسی خرابیاں لائے اخضر نے غصہ سے منھ پر ہاتھ پھیرا کہ عمرو ہے وہ زندہ ہوں دیکھو تو میں
اس سے کیسا پیش آتا ہوں اور اسکو ان حرکتوں کا کیسا مزہ چکھاتا ہوں گھنگرو چھن سے بولا معلوم ہوا کہ تمہارا ابھی
اور داڑھی نہیں ہے اور ایک مونچھ میں گھنگرو بندھا ہے اخضر نے اور بھی تاؤ پیچ کھایا بختیارک نے کہا کہ ہماری تو
تو یہ گت بنی ہے معلوم نہیں کہ ہرمز اور خواجہ نہال کا کیا حال ہوا شب کو جو خواجہ نہال ساقی گری کرتا تھا وہ خواجہ
نہال نہ تھا عمرو تھا یقیناً خواجہ نہال کو مار کے اُسکی صورت بنکر آیا تھا تحقیق کیا تو دقتی نے اپنے خیمہ میں خواجہ نہال ہے
اور نہ اُسکا کچھ اسباب و مال ہے اور ہرمز کو بھی لیگیا ہے یہ بڑا داغ ہمکو دیگیا ہے اخضر جھنجھلا کر طبل جنگ بجنے کا حکم دیکے بولا کہ اگر
قلعے کی اینٹ سے اینٹ نہ بجاؤں اور اس ساربان زادے کی بوٹیاں کاٹ کر چیل کوؤں کو نہ کھلاؤں اور اس صحرا میں
مسلمانوں کے خون سے ندی نہ بہاؤں تو میرا اخضر نام نہیں مجھکو ایکدم قرار اور آرام نہیں آخر دوسرے دن ستر ہزار اپنے
اور تیس ہزار سوار ہرمز کے لشکر کے ہمراہ لیکر قلعے کا محاصرہ کیا اور فوج سے دلاوری اور جانفشانی کا وعدہ لیا عمرو نے
اُسوقت ہرمز کو زنبیل سے نکالا دیکھا کہ بیہوش ہے چند قطرے سرکہ تند کے اُسکے منھ میں ٹپکائے اور چھینکے اندر پہونچائے
ہرمز نے آنکھیں کھولیں دیکھا کہ عمرو ایک کرسی جواہر نگار پر رونق افروز ہے اور چپ و راست سرداران و شاہان مین تنگ و دل
و ہفت شہر ہر ایک اُسکی خدمت سے بہرہ اندوز ہیں اور مقبل وفادار بارہ ہزار تیرانداز بخطا سے لیس اور پہلوانان تیغ
جا بجا مورچوں پر مستعد برق انداز و رعد انداز و قارورہ انداز و سنگ اندازوں کو فصیلوں پر ہوشیار اور اپنے کو پنجہ حریف میں
گرفتار دیکھکر زندگی سے مایوس ہوکر بے اختیار رونے لگا اور خوف و ہراس سے مضطرب و بیقرار ہونے لگا عمرو
نے ہرمز کو گریاں دیکھکر تسکین دی اور اسکی بہت سی تشفی کی کہ اے شہزادے تو خوف نہ کھا میں تیرے ساتھ کسیطرح کی بدی
نکرونگا تجھکو کسی طرح کی اذیت نہ دونگا مگر تین سوال کرتا ہوں اگر تینوں میں سے ایک کو بھی منظور کر تو مجھپر اور اپنے اوپر احسان
کر اور ہر صورت سے اطمینان کر ہرمز نے پوچھا وہ کیا سوال ہیں بیان کر میں سنوں پھر اُنکا جواب دوں عمرو نے کہا اول تو میرا یہ سوال
ہے کہ تو مسلمان ہوکر مسلمانوں پر فرمانروائی کر کفر کو ترک کرکے اپنے حق میں بھلائی کر ہرمز بولا کہ یہ مجھسے نہوگا کہ میں آبائی مذہب
کو چھوڑ دوں اور اپنے بزرگوں کے دین سے منھ موڑوں عمرو نے کہا کہ اگرچہ مسلمان ہونا تیرے حق میں بہتر تھا کہ دین و دنیا میں
تیرا بھلا ہوتا اور بعد مرگ چین سے قبر میں سوتا لیکن تیرے خیال میں نہیں آتا مجبوری ہے تیری قسمت میں بہتری نہیں دوسری
دوسرا سوال یہ ہے کہ نوشیرواں کو سمجھا کر تا آنے صاحبقران کے مجھسے نہ لڑے مزاحمت نہ کرے میری حکومت میں
پاؤں نہ دھرے جب صاحبقران قاف سے آجائے اُنسے جسطرح سے چاہے پیش آئے وہ مہر نگار کو میرے پاس امانتاً
چھوڑ گیا ہے میں اُسکے آنے تک امانتداری میں کوتاہی نہ کرونگا اور اُنکی غیبت میں کسیطرح کی بدخواہی نکرونگا اگر وہ میرے

در پے رہیگا تو خدا جانے کہ مجھ سے کس وقت کیا بے ادبی ہو جائے اُسکے دلمیں کدورت آئے سمجھے کہ اسوقت جو میرا جی چاہے وہ بدی تیرے ساتھ کر دل و کسی طرح سے نہ ڈر دل ہرمز نے کہا کہ دوسرا سوال تیرا البتہ ممکن ہو کہ نوشیرواں قبول کرے عمرو بولا کہ اے ہرمز میں جانتا ہوں کہ نوشیرواں سن بات کو قبول نہ کریگا اور اگر قبول بھی کریگا تو بختک اور بختیارک کب اپنی بدذاتی سے باز رہینگے اور اس مقدمہ میں رانداری کی باتیں کہینگے بہرحال اس سے بھی میں قطع نظر کرتا ہوں اور اس بات سے بھی درگزر کرتا ہوں تیسرا سوال میرا یہ ہو کہ اب تو مجھ سے لڑنیکا قصد کبھی نہ کرنا اور اگر کریگا تو میں ناچار ہوں آیندہ کو میری شکایت سے درگزر کرنا ہرمز نے کہا کہ میں تجھ سے وعدہ واثق کرتا ہوں کہ اب کبھی تجھ سے مقابلہ نہ کرونگا لڑائی کا نام بھی نہ لونگا یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اخضر فیلگوش سپاہ لیکر قلعے کے سامنے آپہونچا عمرو نے دیکھا کہ اخضر فوج کثیر لیکر قلعے پر آرہا ہو اور فوج کو بر سر جنگ لایا ہے ہرمز کو فصیل پر کھڑا کر کے کہا کہ اے اخضر تو یقین سمجھ جان لے اگر کسی نے آگے قدم بڑھایا تو میں نے ہرمز کا سر تن سے کاٹ کر خندق میں گرایا پیچھے جو کچھ ہوگا سو ہو رہیگا بختیارک نے اخضر سے کہا کہ تعجب نہیں اگر یہ ساربان زادہ جیسا کہتا ہو ویسا ہی کرے اور ہرمز اُسکے ہاتھ سے مرے تو اس سے طبل بازگشت بجوا کر پھر چلنا بہتر ہو ورنہ ہرمز کی جان جانیکا ڈر ہو اخضر فیلگوش طبل بازگشت بجوا کر اپنے خیمے کی طرف پھر گیا عمرو نے ایک خلعت لائق شہزادے کو پہنا کر گھوڑے پر سوار کیا اور اُسکا رہبند پکڑ کے ہرمز کو اُسکے لشکر تک پہونچا دیا اور آپ مہر نگار کے پاس آکر سارا قصہ ظاہر کیا اور اپنی کارگزاری اور اُنکی خرابی حال سے خوب ظاہر کیا مہر نگار نے خوش ہو کر کہا کہ اے بابا میں رات دن تیری فتح کی دعا مانگا کرتی ہوں کہ میں اُن لوگوں کی کثرت فوج اور قوت جنگ و جدال سے بہ نسبت تیرے بہت ڈرتی ہوں ہرمز کا حال سُنیے کہ لشکر میں جاکر بختیارک اور اخضر فیلگوش سے کہا کہ میں نے عمرو سے عہد کیا ہو اور اُس نے مجھ سے اس بات میں پیمان و قول لیا ہو کہ آج کے دن سے میں تجھسے لڑنیکا ارادہ نہ کرونگا اور میدان جدال میں ہرگز قدم نہ دھرونگا اور بادشاہ کو بھی سمجھا کر جنگ و جدال سے باز رکھونگا اور عداوت عمرو سے بکمال اصرار مانع ہونگا پس تو بھی اے بختیارک اپنا مکر و فریب اور جوڑ بازی چھوڑ دے اور کینہ و فساد اور مکاری اور عناد سے منھ موڑ دے بختیارک نے کہا کہ میں تابع فرمان ہوں اور آپکی رضامندی کا طالب بدل و جان ہوں مجھسے جیسا فرمایا جائیگا یہ تابعدار ویسا ہی بجا لائیگا مگر اخضر نے کہا کہ ہم تو قلعہ کے توڑنے اور مسلمانوں کو مارنے اور مہر نگار کو لیجانے کیواسطے آئے ہیں ہم نے تو یہی حکم بادشاہ سے پائے ہیں بغیر تعمیل حکم بادشاہ اور انجام ان امورات کے قطب آسا یہاں سے پاؤں نہ اُٹھائیں گے جبتک اپنا مقصود نہ پائینگے ہرمز کو یہ کلام اُسکا پسند نہ آیا اُسکے اس کہنے پر عمل نہ فرمایا اور بولا کہ میں نے خوب آزمایا ہے کہ جبکا بدن بادی ہوتا ہو بلغم کے زور سے اُس سے کوئی کام شجاعت و بہادری کا بن نہیں آتا ہو ایسا شخص جو کام کرتا ہے اُسمیں رک اُٹھاتا ہو اخضر یہ سخن ہرمز کا سنکر بہت چراغ پاؤں ہوا کہنے لگا کہ اے شاہزادے بہادروں کے نعرے کی آواز جس سے گوش رعد کر ہوا اور دلاوروں کی برق شمشیر کی چمک جس سے حریف کی آنکھوں میں چکا چوند آدے

آپ کو نظر نہیں آتی ہے اس سبب سے آپ کے دل میں یہ بات سمائی ہے اور شاہزادوں اور بادشاہوں کو ایسا نہیں چاہیے
کہ سپاہیوں سے کج بحثی کریں ہرمز اسکی گفتگو سے چیں بجبیں ہو کر اسی وقت کوس رحلت بجوا کے اپنے لشکر سمیت مدائن
کیطرف روانہ ہوا لیکن اخضر نے طبل جنگ بجوایا وہ اپنی بدذاتی سے باز نہ آیا عمرو طبل جنگ کی آواز سنکر چونکتا ہوا کہ
ابھی ہرمز مجھ سے وعدہ کر گیا ہے کہ میں جیتے جی تجھ سے نہ لڑونگا اور اس بکھیڑے میں کبھی نہ پڑونگا اب لشکر میں آکر
طبل جنگ بجوایا اپنے اقرار کو باکل دل سے بھلا دیا پھر دریافت تو کیا چاہیے کہ یہ کیا کیفیت ہے اور کیا ماجرا ہے عمرو
تو قلعے سے باہر نکل کر ہرمز کے اردو کیطرف گیا اسوقت ہرمز تو اپنی فوج سمیت مدائن کو کوچ کر گیا لیکن اخضر ہرمز
سے بحث کرکے یہیں رہ گیا ہے اور اسی نے طبل جنگ بجوایا ہے عمرو نے سمجھا کہ اخضر نے اپنی فوج سے اقرار لیا ہے کہ یا مرنا یا قلعہ فتح کرنا عمرو
نے یہ ماجرا لشکروالوں تو ادھر ادھر کا ماجرا ت کو سوچتا ہی ایک پیادے کی پوشاک پہنی اور اخضر فیلگوش کے لشکر میں گھسا تو دیکھا کہ
ہر ایک سردار جنگ کے سامان میں مشغول ہے عمرو ہر ایک کی آنکھ بچاتا چھپتا چھپاتا اخضر کے خیمے کے قریب پہونچا
دیکھے تو دروازے پر کئی مشعلیں روشن ہیں مگر چوکیدار سب سو رہے ہیں اور خواب غفلت میں بیہوش ہو رہے ہیں
ایک طرف سے قنات کی میخ اکھاڑ کے خیمے میں گیا اخضر خواب میں فیلگوش بلند پائی روشنی کو چادر عیاری گھما کر خاموش
کیا مکان میں اندھیرا کر دیا مگر ایک فتیلہ عیاری کیواسطے روشن رکھا پہلو میں بیٹھ کے نے ہفت بند جوڑ کر دو مثقال عبیر
بیہوشی اسمیں بھر کے بردہ بینی سے لگا کر جو پھونکا تمام عبیر بیہوشی اسکے دماغ میں پہونچا بے اختیار چھینک مار کے بیہوش
ہو گیا اور بیہوشی کی تاثیر سے مدہوش ہو گیا عمرو نے وہاں سے اٹھ کر خدمتگاروں کو بھی غافل کیا اور جتنا اسباب
خیمے میں تھا سب کی پوٹ باندھ کر زنبیل کے حوالے کیا اور اخضر فیلگوش کا پشتارہ باندھ کے کاندھے پر اٹھایا اور ایک
ستون خیمے کا لیکے باہر آیا لشکر کے اردو میں چوراہے پر اُس ستون کو گاڑا اور اخضر کا ایک کان کاٹ کے تمام بدن اسکا
ننگا کر کے جا بجا سات رنگ کے ٹیکے لگائے اپنی عیاری کے نئے نئے شعبدے دکھلائے اور الٹا کر کے لٹکا دیا اور
ایک بالشت بھر کی بیرق بطور دم کے لگا دی اُس اپنے دشمن کو یہ ذلت دی اور پھریرے کی جگہ ایک تاؤ کاغذ ہفت
رنگ میں کچھ لکھکر لگا کے سرے پر وصل کر کے اپنے قلعے کی راہ لی اور پھر کچھ اسکی عداوت اور فوج کشی کی پرواہ نہ کی
قلعے کے دروازے پر کچھ لوگ دیکھ کر متوحش ہوا اس معاملے کو دیکھ کر مشوش ہوا پھر خندق کے پار جست کر کے جو گیا
فصیل پر سے آواز آئی کہ کون عمرو نے کہا میں ہوں عمرو مگر یہ تو بتا کہ خندق کے ادھر مجمع کیسا ہے مہتر عقیق بولا کہ
سرہنگ مصری ستر ہزار زر ثمن زر سرخ اور سات قطار شتر بردعی وبغدادی کے اور چند قطار قاطر محمولہ تحائف لیکر
تین سو عیار کی جمعیت سے آیا ہے یہ سب سامان تمہارے واسطے لایا ہے عمرو یہ خبر سنکر بہت شاد ہوا اور اس تشویش سے
آزاد ہوا اور سرہنگ مصری کو بلا کر گلے سے لگا کے مال و اثقال سمیت قلعے میں داخل ہوا اور اسکی ملاقات اور
اسقدر مال و اسباب اور عیاروں کے لانے سے عمرو کو نہایت سرور حاصل ہوا جب صبح ہوئی سرہنگ مصری کو

منظور نظر یعنی بائیس تاج مرصع تسخیر روم کو ہمراہ لانا ہوا تنبیہ کیے ہوئے تحفے مع خنجر مرصع نگار و سپر و شمشیر عنایت کرکے کہا
کہ جو کچھ اپنے ہمراہ تم لائے ہو اُسکو زہرہ مصری کے پاس لیجاؤ ان سب اشیا کو اُسکے پاس پہونچاؤ سرہنگ مصری
نے عمرو کے حکم کی تعمیل کی اور اس رشادگی تقدیم بہت تعمیل کی زہرہ مصری اُس اسباب کو ملکہ مہرنگار کی خدمت میں
لائی ہر ایک چیز اُسکو علیحدہ علیحدہ دکھائی مہرنگار نے تحفہ کو بلا کر وہ اسباب اُسکے حوالہ کیا اور لباس و زیور جو پہنے تھے
تھی اُتار کر زہرہ مصری کو دیا عمرو نے حوال اخضر فیلگوش کا جو ملکہ سے بیان کیا ملکہ ہنسکر بولی کہ خواجہ خدا اُسنے
تم کو اسلام کا بادشاہ کیا ہے بڑا رتبہ دیا ہے چالیس اولیا کا سایہ تمہارے سر پر رہتا ہے تم ہمیشہ مظفر و منصور ہوگے کبھی
کسی سے مغلوب و مقہور نہوگے عمرو اس بات سے خوش ہوکر مہرنگار کو دعائیں دینے لگا اور کمال مسرت سے اُسکی بلائیں
لینے لگا اور مہرنگار سے کہا کہ میرا قصد ہے کہ منجملہ اس ستر ہزار من کے تیس ہزار من کا غلہ خرید کے قلعے میں بھر دوں اور
سب لوگوں کو کھانے پینے کی طرف سے مطمئن کر دوں اور چالیس ہزار من دیکے سرہنگ مصری کو بارہ ہزار غلامان حبش
و زنگ خریدنے کیواسطے بھیجوں اُن سے بڑے بڑے کام نکلیں گے وہ لوگ بہت امور عظیمہ کو انجام دینگے انکو نفط اندازی
و قارورہ اندازی و برق اندازی و خشت اندازی و سنگ اندازی سکھاؤنگا پھر دیکھنا کہ اس لشکر کے اوپر کیسی آفت
لاؤنگا ملکہ نے کہا کہ بابا راے تمہاری عین صواب پر ہے تم سے زیادہ کون دانشور ہے اب دو کلمہ داستان
اخضر فیلگوش کے سنیے کہ وہ تمام رات ستون بیرق کی دم لگائے بندھا پڑا رہا اور وہ ستون اسی طرح سے کھڑا
رہا اور لشکر میں طبل جنگ بجا کیا جب صبح ہوئی فوج تیار ہوکر ڈیوڑھی پر موجود ہوئی سامنے دیکھیں تو اُردو کے چوراہے
پر ستون میں ایک آدمی اُلٹا لٹکتا ہے نہ ہاتھ جھٹکتا ہے نہ پاؤں ہلاتا ہے پاس جاکر دیکھا تو سر سے پاؤں تک کالک
سے سیاہ ہے نہایت بحال تباہ ہے اور زرد و سفید نیلے لال سب رنگ کے ٹیکے دیے ہوئے ہیں عجب طرح کے کام
مسخرگی کے اُس بیوقوف کے ساتھ کیے ہوئے ہیں اور ایک کان بھی کٹا ہوا ہے ہر چند غور کرکے دیکھا کہ صورت آشنا ہے
یا نہیں مگر کوئی نہ پہچان سکا ہرگز اُس نیرنگ سازی کو نہ جان سکا بیرق کے کاغذ کی تحریر پر جو نظر کی اُسپر لکھا دیکھا کہ
او گبر تو بہر مزے بحث کرکے میرے مارنے اور قلعہ توڑکر مہرنگار کے لیجانے کو رہ گیا تھا اسواسطے یہ قدرے گوشمالی میں نے
تجھ کو دی تیرے ساتھ ایسی حرکت کی کہ ایک کان تیرا کاٹا اور بیرق اُڑائی ایسی بھیانک تیری صورت بنائی دیکھو اب
بھی پنبۂ غفلت گوش سے دور کرکے ہوش میں آ اور اپنی جان کو میرے ہاتھ سے بچا نہیں تو لوگ مجھ کو شاہ عیاران عیار
تراشندۂ ریش کفار سر بریدۂ سرکشان روزگار گوشمالی دہندۂ نصیحت ناشنوایان ناہنجار قلم پھاڑ خواجہ عمرو عیار
کہتے ہیں میری عیاری سے سب شخص خوف و ہراس میں رہتے ہیں ابکی تو یہی گت بنائی ہے تھوڑی سی آفت تیرے سر پر
آئی ہے آیندہ در صورت سرتابی کے دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا کیا کرونگا کسقدر تجھ کو ذلیل اور رسوا کرونگا لوگوں نے
اُس کاغذ کے پڑھنے سے معلوم کیا کہ اخضر فیلگوش ہے جھٹ پٹ اُسے کھولکر خیمے میں لے آئے اُسکے بدن کے وہ سب

سیاہ داغ چھوڑ گئے اور اُس ہیئت مکروہ سے اُسکو نجات نہ دیکر اور کیڑے پڑ گئے اخضر رو رو کر کہنے لگا کہ میں کیونکر مدائن
جاکر کسی کو منھ دکھاؤنگا میں ایسا ذلیل و خوار ہوا ہوں کہ وہاں جیتے جی نہ جاؤنگا یہ کہکر خنجر اس زور سے اپنے پہلو میں مارا
کہ دوسرے پہلو میں نکل گیا پھر دوسرا خنجر اور بھی گردن میں مارا اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر بہ حال خراب بیجا جہنم کو سدھارا
لشکر بے سردار کہیں لڑتا نہیں پھر لشکر کا پاؤں میدان میں اُٹھتا نہیں ستر ہزار کا ستر ہزار اُسکی لاش کو لیکر مدائن کیطرف
رواں ہوا اور اُس جگہ سے محو اُنکا نام و نشان ہوا یہ خبر عمرو کو ہوئی کہ اس طرح سے اخضر نے اپنے آپ کو ہلاک کیا
اور اپنے ہاتھ سے اپنے گریبان ہستی کو چاک کیا اور لشکر اُسکی لاش کو لیکر مدائن کو چلا گیا بہت خوش ہوکر اُسیدم
کعبے میں جاکر نماز شکرانہ ادا کی اور قلعے کا دروازہ کھلوایا اور یہ مژدہ مہر نگار کو سنایا مہر نگار نے بھی سجدۂ شکر ادا کیا
عمرو کو فتح و ظفر کا مژدہ دیا عمرو نے رئیسان مکہ کی دعوت کرکے استدعا کی کہ تیس ہزار من کا غلہ مجھ کو مہیا کر دیا چاہیے
اتنا احسان مجھ پر کیا چاہیے وہ بولے کہ اے خواجہ خدائے عزوجل تم کو ہمیشہ مظفر و منصور رکھے غلہ حاضر ہو سکتا ہے
لیکن ہم کو نہایت خوف و خطر ہے اور اس بات کا بڑا ڈر ہے کہ ہرگاہ نوشیرواں کو اخضر فیلگوش کی لاش نظر
آئے گی اسکی طبیعت کیسی پیچ و تاب کھائیگی نہیں معلوم کہ کسقدر فوج بھیجے گا یا آپ چڑھ آئیگا اُسوقت ہم لوگوں سے
غیر از مرنے کے کچھ بن نہ پڑے گا اُس سے بھلا کون لڑیگا اس سے بہتر ہے کہ سردست کوئی اور مضبوط سا قلعہ تجویز
کرکے اُس میں غلہ بھروائیے شہر کے بچانے کی کچھ تدبیر کر دو اور ہم چھوٹے سے بڑے تک تمہارے دعا گو ہیں کعبے میں
بیٹھے ہوئے تمہاری نصرت و ظفر کی دعا کیا کرینگے اور در پردہ تمہاری خبر بھی لیا کرینگے عمرو نے خواجہ عبد المطلب
سے کہا کہ اس طرح سے عمائد مکہ کہتے ہیں خواجہ بولے کہ نفس الامر میں جو کچھ بیچارے کہتے ہیں بجا کہتے ہیں اُنکے حق بجانب
ہے جو اس ہراس و خوف میں رہتے ہیں عمرو کو معلوم ہوا کہ خواجہ کی بھی یہی مرضی ہے کہ ہم یہاں سے دوسری جگہ چلے جائیں
تاکہ مکے کے لوگ نوشیرواں کے ہاتھ سے نجات پائیں عمرو نے اپنے لشکر کے سرداروں سے حقیقت کہکر مشورتاً پوچھا
کہ کہاں چلا چاہیے عادی نے کہا کہ بالفعل قلعۂ تنگ رواحل میں چل کر قیام کیجیے اور وہیں چندے آرام کیجیے پھر اور
پھر اور کوئی قلعہ مضبوط سا دیکھ کر لے لیا جائے گا اور سامان کیا جائے گا عمرو نے اُسی وقت لشکر کو
قلعہ سے باہر کیا اور دو پہر رات گئے مہر نگار کو محافے میں سوار کرکے سرداران یمن و تنگ رواحل و ہفت شہر کو
اُسکے محافے کے ساتھ کرکے اُسکی محافظت کا حکم دیا آخر شب تک وہ قافلہ چلا گیا جب صبح ہوئی ایک صحرا میں عمرو نے
لشکر کو اُتار کر دانہ و گھاس دواب کے واسطے اور اسباب خوردنی لشکر کے واسطے مہیا کیا اُس جنگل میں ٹھہر کر کچھ آرام لیا
ڈیڑھ پہر دن چڑھے مقبل و جمیع سرداران کو مہر نگار کی محافظت کی تاکید کی اور آپ درویش صاحب کمال کی
صورت بنکر قلعۂ تنگ رواحل کی طرف راہ لی ٹھیک دوپہر ہو گئی کہ قلعۂ تنگ رواحل کے قریب پہونچا لیکن تمازت
آفتاب سے ببول کیطرح سے جلنے اور لُو چلنے لگی جسکی شدت حرارت و تیزی گرمی سے ہڈی ہڈی پگھلنے لگی چونکہ تمام

ریگستان تھا وہاں درخت کہاں کہ سایہ میں بیٹھ کر سستا تا کچھ اسی جگہ کسی طرح کا آرام پاتا حیران و سرگرداں ہر طرف پھرنے اور دیکھنے لگا کہ کوئی جگہ اسکی ہاتھ آئے تو دل مضطر چند ساعت اس تکلیف سے آرام پائے بارے ایک طرف چند درخت سایہ دار دکھائی دیے اسنے اپنے ہوش و حواس بجا کیے خوش خوش قدم مارتا ہوا اس طرف کو گیا دیکھتا کیا ہے کہ ایک چوپان کملی بچھائے اُن درختوں کے سایہ کے نیچے قرار پکڑے ہے وہ ایک مرد ضعیف پیر ہے عمرو کو دیکھ کر سلام کر کے پوچھنے لگا کیوں شاہ صاحب آپ کا کدھر سے آنا ہوا اسطرف گذرنے کا کون سبب تھا اور کیا بہانہ ہوا عمرو نے کہا باپ اور ماں کے پیٹ سے آیا ہوں شہر دل آدمی کا جایا ہوں چوپان بولا کہ حضرت وہاں سے تو سبھی آئے ہیں آپنے تنہا یہ مراتب کچھ نہیں پائے ہیں آخر فرمائیے تو کہ آپ کدھر سے آئے اور کہاں جاتے ہیں اور درویش بنکر یہ رنج کیوں اُٹھاتے ہیں عمرو نے کہا کہ بابا دم سے آتا ہوں اور مدائن کو جاؤنگا جب وہاں پہونچونگا تب آرام پاؤنگا مگر اسوقت بھوک کے مارے میرا بُرا حال ہے زندگی مجھ پر وبال ہے اُسنے چند بکریوں کا دودھ دوہ کر عمرو کے سامنے رکھ کر کہا کہ داتا یہ تو اسوقت موجود ہے اور سامان کھانے کا تو مفقود ہے عمرو بولا کہ بابا فقیر ہر دم اللہ کی یاد میں سیر رہتا ہے ہر حال میں خدا کا شکر اپنے دل و جان سے کہتا ہے ہمیں فقط تجھ کو آزمانا تھا کہ تو فقیر دوست ہے یا نہیں بھلا اللہ تیرا بھلا کرے اس مہربانی کا تجھے اجر دے تھوڑی دیر کے بعد ناواقفانہ اس سے پوچھنے لگا کہ اس قلعے کا کیا نام ہے اور اس قلعے میں کن لوگوں کا قیام ہے اور اسکا حاکم کون ہے وہ بھی فقیر پرورست یا نہیں غریبوں کے حال پر اُسکو نظر ہے یا نہیں چوپان بولا کہ شاہ صاحب آگے تو یہاں خدا پرستوں کا عمل تھا جب سے عمرو نامی ایک عیار باغی ہوا ہے شہنشاہ ہفت کشور نے جابجا اپنے سردار بھیجے ہیں چنانچہ اس قلعہ میں جو سردار آیا ہے اُسکا نام حمران زریں کمر ہے ایک سردار دانشور ہے عمرو یہ افسانہ سنتے ہی سن ہو گیا دل میں کہنے لگا کہ خدا نے بڑا فضل کیا کہ میں مہر نگار کو وہاں نہ لیگیا نہیں تو بڑا غضب ہوا تھا میری خرابی کا سبب ہوا تھا اپنے ہاتھوں اژدہے کے منھ میں پڑا تھا گویا جیتے جی زمین میں گڑا تھا یہ سوچکر ایک نے نکالی اور چوپان کے آگے رکھدی چوپان اُس کو دیکھ کر کہنے لگا کہ شاہ صاحب اگرچہ نے میرے پاس بھی تھی مگر چند روز سے گم ہو گئی ہے اور ایسی نے تو میں نے خواب میں بھی نہیں دیکھی یہ نے تو بیمثال ہے اسکی تعریف کرنا کسکی مجال ہے عمرو بولا کہ اچھا بابا اگر تجھ کو پسند آتی ہے تو حاضر ہے لیجیے اور اپنے دل کو خوش کیجیے بھلا فقیر کی یہ نشانی اگر تیرے پاس رہیگی تو تیری طبیعت کبھی نہ اداس رہے گی چوپان نے نے کو لے کر کہا کہ شاہ صاحب حقیقت میں آپنے یہ نے نہیں دی گویا مجھ کو بادشاہت عطا کی اس عطیہ کا شکر کیونکر ادا کروں بجا ہے اگر آپ پر اپنی جان فدا کر دوں عمرو نے کہا کہ ہم فقیر ہیں سب کے دلوں سے آگاہی رکھتے ہیں ہمارا دل کثرت ریاضت سے مثل آئینہ کے صاف ہے یہ دعوی ہمارا خالی از لاف و گزاف ہے بھلا اسوقت کوئی زمزمہ تو بجاؤ اس نے کی آواز بجا کر ہم کو سناؤ ہم بھی سنیں کہ تم نے کیسی بجاتے ہو کس انداز سے نغمے میں سر لگاتے ہو چوپان نے بیدھڑک نے کو منھ سے

لگاکر جو سر کھینچا نے کے اندر کا غبار چوپان کے حلق میں جا رہا کھوانسے کہاں تھے چھینک جو آئی بیہوش ہو گیا دفعۃً غافل
ہو کر مدہوش ہو گیا عمرو نے اسی مقام پر ایک گڑھا کھود کر چوپان کو دفن کیا اور جب اپنے تئیں اس کام سے فارغ کیا آپ
اسکی صورت بنکر قلعے کے دروازے پر جاکے لوٹنے لگا اور اپنا ایسا حال بنایا کہ سب کو حیرت میں ڈالا لوگ اسکے گرد جمع ہو گئے
دیکھیں تو خاص گلہ بان حمران کا ہے اور ملازم اسی امیر والاشان کا ہے ایک پیادے نے یہ خبر حمران کو دی اور اسکی خستہ حالی
عرض کی حمران اسکو بہت پیار کرتا تھا حکم دیا کہ جلد اسکو میرے پاس لاؤ اصلی کیفیت مجھکو دکھاؤ اسکا علاج کیا جائے وہ
اس پیچ و تاب سے نجات پائے شام کا وقت بھی قریب پہونچا تھا لوگ اسکو حمران کے پاس اٹھا کر لائے حمران نے اس کو
دیکھ کے آنسو بہائے عمرو حمران کو دیکھ کر اور بھی زمین پر لوٹنے لگا اور بیقرار ہوا کہ حمران کو اور زیادہ تر انتشار ہوا
حمران نے کہا کہ ارے کچھ تو سمجھا کہ کیا ہوا کس آفت میں تو مبتلا ہوا گلہ بان علی نے کہا کہ کیا عرض کروں اپنا کیا ماجرا حضور سے
کہوں گلہ اور حسب دستور بکریاں چرا رہا تھا خوش و خرم جنگل کی ہوا کھا رہا تھا کہ تیسرے پہر کو ایک لشکر کہیں سے آیا
ایک عیار اور چند شخص عیاری کے گرد پڑے اہتمام سے کئی سو آدمی تھا اور کچھ عیار قطورہ زن نیز بیابہ سقرلاتی پہنے ہمراہ
تھے وہ سب باکمال حشمت و جاہ تھے انمیں سے ایک عیار سردار وضع مجھسے آکر پوچھنے لگا کہ یہ گلہ کسکا ہے کون شخص مالک
اسکا ہے میں نے حضور کا نام لیا اُسے آپکی شان و شوکت سے آگاہ کیا اُسنے گلہ کو ہنکا کر کہا کہ ہمنے کئی میں چند روز سے فاقہ کشی کی
ہے اس سفر نے ہمکو بڑی تکلیف دی ہے ہم ان بکریوں کو کھاوینگے اُنکے گوشت سے اپنی بھوک کی آگ بجھاینگے میں مزاحم ہوا
اس نے اور عیاروں کو بلا کر مجھکو پٹوایا کہ مجھکو بڑی دیر تک ہوش نہیں آیا بوٹی بوٹی میری درد کرتی ہے اور نہایت بیتاب
ہوں مبتلائے عذاب ہوں حمران نے پوچھا کہ پھر وہ قافلہ کدھر کو گیا چوپان علی نے کہا کہ مصر کی طرف روانہ ہوا
حمران نے خوش ہو کر کہا کہ معلوم ہوا وہ عمرو تھا اہل مکہ نے نوشیرواں کے خوف سے اسے نکال دیا اپنے شہر
سے اُسکا اخراج کیا مہر نگار کو لیے ہوئے یمن کو جاتا ہے اسدم جتنا لشکر اسکے پاس قلعے میں تھا ساتھ لے کر چڑھ دوڑا کہ
مہر نگار کو چھین کر اپنے قبضے میں لائے نوشیرواں کے نزدیک بہت عزت پائے عمرو قلعے سے نکلکر اپنے لشکر کیطرف
روانہ ہوا سلطان بخت مغربی کو حمران کی صورت بناکے مع فوج اور سواریاں قلعے میں داخل ہوا جو لوگ کہ قلعے
میں باقیماندہ تھے انکو تہ تیغ بیدریغ کرکے فصیل اور برجوں پر اپنے لوگ تعینات کیے اور پل پختہ خندق سے اٹھاکر
باطمینان تمام آرام کیا اور عیاری میں اپنا نام کیا اب حمران کا حال سنیے کہ بیس بائیس کوس تک دوڑ مارے کسی کو
جو نہ پایا تو مایوس ہو کر پھر آیا قریب صبح قلعے کے خندق پر پہونچا فصیلوں سے قارورہ ہائے آتشین اور خشت و ناوک
و تیر پڑنے لگے بہت سے لوگ اُسکے مارے گئے اپنی جان سے وہ بچا پیرے گئے حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے قلعے والے
کیونکر مجھ سے منحرف ہو کر بر سر عناد ہوئے مستعد فتنہ و فساد ہوئے مجبور قلعے کی زد سے ہٹکر کھڑا ہوا دوربین لگا کر لوگوں کو جو
دیکھا تو اپنے لوگ جو قلعے میں تھے انمیں سے ایک بھی نظر نہ آیا سب کو اجنبی محض پایا آخر سوچتے سوچتے عقل سے دریافت کیا

مگر قلعہ والے بیان نہ تھا جو زاری و نالہ کرتا تھا عمرو تھا اس فریب سے اسنے قلعے سے مجھکو نکالکر اپنا عمل کیا سرداروں نے مشورہ
دیا کہ سوا اسکے اور کوئی تدبیر نہیں ہے کہ قلعے کو محاصرہ کرکے بیٹھ رہیے چپ ہو جیے اور کچھ نہ کیجیے جب غلہ تمام ہو جائیگا
عمرو خود گھبرائیگا رسد کسی طرف سے قلعے میں جانے نہ دیجیے یہ فکر ضرور کیجیے آپ سے آپ قلعہ خالی ہو جائیگا کوئی شخص بے غلہ کے
قلعے میں رہنے کی مجال نہ پائیگا حمران نے کہا کہ اسقدر انتظار کون کرے بہتر یہ ہے کہ نوشیرواں کیخدمت میں حاضر ہو کر اس کیفیت سے
اطلاع دوں اور تمام احوال مفصل کہوں وہ جو مناسب جانیگا سو کریگا جیسا چاہیگا ویسا حکم دیگا یہ بات ٹھہراکر حمران نے
مدائن کی جانب کوچ کیا سب فوج کو ساتھ چلنے کا حکم دیا اب تھوڑا حال ہرمز کا سننا چاہیے کہ جب عمرو سے عہد و پیمان
کرکے مدائن کیجانب روانہ ہوا چند روز کے عرصے میں وہاں پہونچا بادشاہ اسوقت دربار میں اپنے امور سلطنت کے کاروبار
میں تھے ہرمز سر دربار جاکر قدمبوس ہوا بادشاہ نے اسکو اپنی چھاتی سے لگایا اسکے حال پر بہت التفات فرمایا سب
احوال پوچھا اس نے تمام سرگذشت بیان کی سب حقیقت سے بادشاہ کو اطلاع دی اور کہا میرے نزدیک حضور
بھی اگر یہاں پہونچنے صاحبقران کے طرح دیں تو بہت مناسب ہے اب یہی امر مصلحت وقت در واجب ہے بادشاہ غضب
میں آکر کہنے لگا کہ جب تجھ سا نامرد میں بھی ہوں تو البتہ ایسا کروں بزرجمہر نے عرض کی کہ بادشاہ سلامت یہ نامردی
نہیں ہے بسبب عقلمندی ہے مقتضاے حال کی پابندی ہے دو سبب سے پھر آئے ہیں ایک تو شہزادے ہو کر ادنی
عیار بے اعتبار سے کیا مقابلہ کریں اپنے تئیں تمام آوروں میں خفت دیں دوسرے گئے ہوئے بھی بہت دن ہوئے تھے
حضور کی قدمبوسی کی بھی خواہش تھی آپکی مفارقت میں انکی جان کو کاہش تھی بادشاہ نے بختک کی طرف مخاطب ہو کر کہا
کہ بختیارک جو گیا تھا اس سے بھی کچھ تدبیر اس ساربان زادے کی گرفتاری کی نہ بن آئی اسنے بھی اسکے ہاتھ سے
رنج اٹھائی ہرمز نے عرض کی کہ اسکی تو داڑھی مونچھیں عمرو نے پیشاب سے مونڈ کر عورت کی صورت بناکر برہنہ اخضر
فیلگوش کی گود میں سلایا تھا یہ حال عجیب بنایا تھا بادشاہ اس بات کو سنکر بے اختیار خنداں ہوئے اور عمرو کی
چالاکی سے حیران ہوئے بزرجمہر نے کہا کہ جناب عالی اخضر فیلگوش سا پہلوان آج ساسانیوں میں کم ہوگا ہرگاہ وہ گیا
ہے تو یقیناً عمرو کو گوشمالی دیگا ساسانیوں نے جو سنا کہ بزرجمہر اخضر کی تعریف کرتا ہے بہت مسرور ہوکر بزرجمہر کے سخن
کی تائید کرنے لگے اسکی خیر خواہی کا دم بھرنے لگے بادشاہ دربار کو برخاست کرکے مع ہرمز شبستان حرم میں داخل ہوا اور
تین روز تک جشن میں مصروف رہکر سب غم و اندوہ سے غافل ہوا چوتھے دن محل سے برآمد ہوکر دربار کیا سب
امیروں کے احضار کا حکم دیا ایک ساعت نہ گذری تھی کہ زنجیر عدالت کی آواز آئی کسی فریادی نے دہائی مچائی نوشیرواں
نے کہا کہ دیکھو تو کون ہے حضور میں بلاؤ حکم کی دیر تھی کہ فریادیوں کو حاضر کیا دیکھا کہ ایک تابوت انکے پاس ہے اور چہرہ سب کا
اداس ہے عند الاستفسار عرض کیا کہ اس تابوت میں لاش اخضر فیلگوش ہے اسی غم میں سب فوج سیہ پوش ہے پوچھا کہ یہ
کیونکر ہوا اسکا حال ایسا کیونکر ہوا ہمراہیوں نے مفصل بدسلوکیاں عمرو کی بیان کیں بادشاہ نے غضبناک ہوکر فرمایا کہ

اس ساربان زادے نے بہت سر اُٹھایا ہے اپنے کو بڑا نیرنگ ساز بنایا ہے اچھا ہمارا پیش خیمہ روانہ ہو اور لشکر ہمارا جمع ہو
ہم آپ جا کر اُسے سزا دینگے اُس سے خوب سا انتقام لیوینگے چنانچہ پیش خیمہ روانہ ہوا چار دن میں نو لاکھ آدمی جمع ہوا
ہنوز بادشاہ نے کوچ نہ کیا تھا کہ خبر ہوئی کہ ژوپین کابلی زابل سے بہر فوج لیکر حاضر آیا ہے اُسکے دل میں شوق قدمبوسی
سمایا ہے چند سرداروں کو حکم ہوا کہ استقبال کر کے لے آئیں کہ ہم بھی اُسکی ملاقات سے حظ اُٹھائیں اسمیں جمہران زرّین کمر
نے حاضر ہو کر ابتدا سے انتہا تک قلعے کے ہاتھ سے جانیکی کیفیت عرض کی بادشاہ کو اُس حال سے اطلاع ہوئی بزرجمہر نے کہا
کہ معلوم ہوتا ہے اہل مکہ نے عمرو کو نکالدیا اُسکو اپنے شہر سے باہر کیا اب عمرو کی لڑائی کا فتح ہونا کچھ بڑی بات نہیں ہے
جائیگا فتح پائیگا حضور اپنے عزم کو فسخ کریں اپنے تئیں تکلیف سفر نہ دیں بادشاہ نے بزرجمہر سے کہا کہ بہتر ہے ہمارا پیش خیمہ
پھر آئے سفر موقوف ہو سب فوج اپنے اپنے مقام پر جائے لیکن تم شاہزادوں کو لیکر جاؤ اور عمرو کے خرخشہ کو حسن تدبیر سے
مٹاؤ بزرجمہر بولا کہ مجھکو کیا عذر ہے میں تابعدار ہوں جانے کو تیار ہوں بادشاہ نے بزرجمہر و ژوپین و بختیارک و دریائے
پہلوانان نامی کو چالیس ہزار سوار سے ہرمز و فرامرز اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ عمرو کی تنبیہ و مہر نگار کے لانے کے
واسطے ہر ایک کو اُسکے لائق خلعت دیکر رخصت کیا اور سامان لڑائی کا جیسا کہ چاہیے سب لشکر کو دیا ہر گاہ یہ فوج قلعہ
تنگ رواحل پر پہونچی ژوپین نے دیکھا کہ قلعے کے شاہ برج پر ایک نگیرا اطلس زرد خطائی کا مرصع نگار کھنچا ہوا ہے اور کمال
زیب و زینت اور اسباب پر تکلف سے سجا ہوا ہے اور اُسکے نیچے ایک کرسی جواہر نگار پر شاہ عیاران عیار یعنی خواجہ عمرو
بن امیہ ضمیری لباس شاہانہ پہنے ہوئے رونق افزا ہے اور سب اسکے تابعین سامنے پرا جمائے اور مقبل وفادار بارہ ہزار
تیر انداز بیخطا سے پشت پر پیش کھڑا ہے اور چپ و راست سرداران و شاہان مین تنگ و اہل ہفت کشور کرسیوں پر بیٹھے
ہیں اور ہر برج و فصیل پر برق انداز و خشت انداز و سنگ انداز و وقار و رہ انداز و آتشباز و نفط انداز اپنا حربہ لیے مستعد کھڑے
ہیں اور قلعے کے برجوں پر بڑے بڑے نشان اور پھر پرے گڑے ہوئے ہیں شاہزادوں نے بزرجمہر سے کہا کہ اسوقت کیا کیا
چاہیے کہ قلعہ ہاتھ آئے بزرجمہر نے کہا کہ لوگ قلعے پر ہر طرح کی ضرب لیے ہوئے مستعد اور ہوشیار ہیں اُسکی حفاظت میں جان
دینے کو تیار ہیں اسوقت ان سے مقابلہ کرنا فوج کو ضائع کرنا ہے فوج بیچاری کا مفت میں مرنا انہیں سے تو کوئی آدمی مارا جائیگا
مگر ادھر کے آدمی بہت نقصان ہونگے اور لشکر کا سہارا جائیگا شہزادوں نے بختیارک سے پوچھا تمہاری کیا صلاح ہے بتلاؤ
کس بات میں فلاح ہے وہ بولا کہ ہر چند خواجہ سچ فرماتے ہیں اور خوب باریکی سمجھاتے ہیں لیکن محاصرہ کر کے بیٹھ رہنے میں بھی
کچھ فائدہ نظر نہیں آتا ہے یہ کام بھی ہمکو نہیں بھاتا ہے میری دانست میں تو تازہ فوج آئی ہے انمیں سب طرح کی توانائی ہے
ایک حملہ قلعہ پر کیا جائے اگر قلعہ مفتوح ہوا تو کیا کہنا ورنہ پھر اور کسی تدبیر میں رہنا ہے اور سوائے اسکے قلعگیوں پر رعب
ہو جائیگا اُنکا دل دہشت کھائیگا شہزادوں نے ژوپین سے کہا کہ قلعہ پر حملہ کرو آج میدان جرات میں قدم دھرو ژوپین نے
فوج کو لیکر قلعے کیطرف گھوڑے اُٹھائے اپنے زور دلاوری کے دکھلائے عمرو پہلے تو چپکا بیٹھا تماشا دیکھا کیا ہر گاہ فوج نزدیک

پہونچیں اپنے بہادروں کو تشار دکھایا اب آگے بڑھنے نہ پائیں یہ سبب اسکا تھا کہ گولے قلعے پر سے مار پڑنے لگی جو کچھ
کافر حصہ قلعہ میں داخل ہو چکے تھے سب بھاگے پیچھے ہٹے مارے خوف کے اُنکے پیچھے پیچھے زوبین کی جو شامت آئی سپر کو
سر پر رکھ کے گھوڑے کو آگے بڑھایا عمرو نے ایک پتھر گوپھن میں رکھ کر چرخ دیکر اس زور سے زوبین کی چھاتی پر لگایا کہ
وہ گھوڑے پر سے گر پڑا اٹھنا چاہتا تھا کہ پتھر لگنے سے سنبھل کر سوار ہونے ذرا ہوشیار ہو دے کہ دوسرا پتھر اور عمرو نے مارا کہ وہ بیجان
بیتاب ہو کر مثل مرغ نیم بسمل زمین پر لوٹنے لگا بیہوش و حواس سب برابر ہوئے شہزادے سب حیران تھے چند سوار اُسکے
اٹھا کے لیے بھاگے تو یا اُسکے بخت جاگے شاہزادوں نے بختیارک سے پوچھا کہ اب کیا تدبیر ہے عمرو کی عیاری کا تو عجب رنگ
ہے ہماری تو عقل دنگ ہے بختیارک بولا کہ حضرت کہیں قلعہ اسطرح سے فتح ہوتا ہے آپکا کیا خیال ہے یہ بات بہت محال ہے
شاہزادے بولے کہ او حرامزادے تو ہی نے تو اسوقت لڑائی کروائی اور ہمکو شکست کھلوائی اور تو ہی کہتا ہے کہ اسطرح سے
قلعہ ہاتھ نہیں آتا ہے اب ایسی بات سناتا ہے وہ بیحیا بولا کہ بُرا کیا ہوا یہ تو اہل قلعہ کو معلوم ہو گیا کہ ہم سے لڑنے کو کئی بڑے
بڑے سامان سے لشکر لائے ہیں اب طبل بازگشت بجوا کر قلعے کو محاصرہ کیجیے چین سے بیٹھے رہیے چند روز کچھ نہ کیجیے جب
غلہ قلعے کا تمام ہو جائیگا ہر شخص کا مارے بھوک کے کام ہو جائیگا اُسوقت روٹیاں دکھا کر ایک ایک کو پکڑ لینا اور
پھانسی دینا شہزادوں نے طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا اور بختیارک کے کہنے پر عمل کیا سب اپنے اپنے خیمے میں داخل ہوئے
عمرو کا حال سنیے ہرگاہ ہرمز و فرامرز کے لشکر نے قلعہ کو محاصرہ کر کے لڑنا موقوف کیا عمرو نے اپنی فوج کے سرداروں کو
حکم دیا کہ اس قلعے میں رہکر حریف کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے غنیم کا لشکر بیشمار ہے لہذا ضرورت ہوئی کہ کوئی اور قلعہ مستحکم
بہم پہونچایا جائے کہ دشمن ہمپر قابو نہ پائے تم لوگ تا آنے میرے قلعے سے ہوشیار رہو ہر صورت سے خبردار رہو میں دو تین دن میں
کوئی قلعہ تجویز کر کے آتا ہوں تم سب کو اپنے ساتھ اس قلعہ میں لیجاتا ہوں یہ کہکر براق عیاری بدن سے لگا کر چلتا ہوا کوہ کوہ
دشت دشت جنگل جنگل ڈھونڈھتا چلا جاتا تھا سیکڑوں طرح کی تکلیف اُٹھاتا تھا دوسرے دن قلعہ تنگ رو سے سات
کوس کے فاصلے پر جانب مغرب ایک قلعہ پر شکوہ نظر آیا اسکے قریب اپنے تئیں پہونچایا چاروں طرف سے پھر کر دیکھا تو قلعہ قلب معلوم
ہوا دریائے فکر میں غوطہ لگانے لگا کہ اس قلعے کو کیونکر لیجیے کونسی تدبیر کیجیے ناگاہ ایک گھسیارہ گٹھا سر پر رکھے چلا آتا تھا
بیچارہ اپنی گھاس بیچنے کو جاتا تھا جھٹ پٹ سائیس کی صورت بنکر اُس سے پوچھنے لگا کہ گھاس بیچیگا وہ بولا کہ صاحب بیچنا ہی تو
کام ہے عمرو نے پوچھا کہ تو اسی قلعے میں رہتا ہے وہ بولا کہ ہاں صاحب اسی قلعے میں رہتا ہوں میں سات پانچ سے کچھ
بستا ہوں پھر پوچھا کہ اس قلعہ کا نام کیا ہے اسکا کون حاکم ہے مسلمان ہے یا کافر عادل ہے یا ظالم گھسیارے نے کہا کہ
اسکو کرگستان کہتے ہیں اور دو بھائی اسکے حاکم ہیں ایک کو داراب کہتے ہیں اور دوسرے کو سہراب میاں مگر
صاحب بڑی روک ٹوک ہے اُنکے خوف قلعے کا دربار قلعے سے باہر جانے کے جب آدمی دیتے ہیں تو نظر بچا کر وہ دیکھا منہ
بھانکتے ہیں جب جانتے ہیں کہ قلعے کا دربار ہے تب نام و پتہ لکھتے ہیں اور بھیتر جانے دیتے ہیں عمرو گھسیارے سے باتیں کرتا تھا

کہ ایک جوان نوخاستہ برس بیس اکیس کا سن و سال مرکب بادپیما پر سوار پانچ ہزار سوار کے حلقے میں نمودار ہوا اور عیار و شاطر
جلودار جلو دیتے جاتے تھے راہ سے لوگوں کو ہٹاتے تھے عمرو نے اُس گھسیارے سے پوچھا کہ کس کی سواری ہے وہ بولا کہ سہراب
میاں انھیں کہتے ہیں عمرو سہراب کا نام سنکر بہت خوش ہوا گھسیارے سے کہا تو ٹھہر میں پاس سے جاکر اس جوان رعنا
کو دیکھ آؤں اسکے احوال پر اطلاع پاؤں درختوں کی اوٹ میں جاکر بصورت اصلی بنکے یراق عیاری بدن پر لگایا اور بہت
سلیقے سے سہراب کے پاس آیا اور باادب شرائط آداب بجالاکر زار زار رونے لگا اور ظاہر میں کمال بدحواسی سے
بیتاب ہونے لگا سہراب نے دیکھا کہ ایک عیار لباس مرصع نگار پہنے گریاں ہے خدا جانے اسپر کیسی مصیبت پڑی
اور اسقدر پریشان ہے گھوڑے کی باگ لیکر پوچھا کہ اے عزیز تو کون ہے اور کیوں روتا ہے کیوں اپنے آہ و نالہ پر درد
دیکھنے والوں کے ہوش کھوتا ہے عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ حضور نے عمرو عیار کا نام سنا ہوگا سو یہی غلام ہے اور آپ سے
مجھ کو کچھ کام ہے مہر نگار نوشیرواں کی بیٹی کا کچھ پیام لیکر آپ کے پاس آیا ہوں خلوت ہو تو کچھ عرض کروں تمام قصہ آپ سے
کہوں سہراب نے جو نام مہر نگار کا سنا باچھیں کھل گئیں اسقدر خوش ہوا کہ پیرہن میں نہ سمایا اور عیار کو بہت نزدیک بلایا جتنے
لوگ ہمراہ تھے سب کو ایک پرتاب تیر کے تفاوت سے ہٹاکر عمرو سے کہا کہ کیا کہتا ہے جلد کہہ کہ میرا دل بیقرار ہے اس پیام
کے سننے کا مجھے انتظار ہے عمرو نے رومال سے آنسو پونچھکر کہا آپ نے سنا ہوگا کہ حمزہ نامے ایک عرب تھا وہ آدمی بڑا
بدمذہب تھا اُسنے مہر نگار کو بزور شمشیر نوشیرواں کے گھر سے نکالکر اپنے گھر میں رکھا تھا مگر ہنوز گل باغ امید کا
نسیم مراد سے شگفتہ نہ ہونے پایا کہ اسکو ایک معاملہ پیش آیا یعنے اٹھارہ دن کا وعدہ کرکے قاف گیا اور
مہر نگار کو میرے سپرد کیا اور مجھ کو بڑی تاکید سے حکم دیا کہ تا آنے میرے اسکی محافظت کرنا اور کسی طرح اسکی حفاظت سے
غافل نہ ہونا اور نہ کسی سے ڈرنا میں نے جہانتک ہو سکا اسکی محافظت کی اور مہر نگار کی ہر طرح سے خبر لی لیکن چونکہ
حمزہ کو اٹھارہ دن کے کئی برس ہو گئے معلوم نہیں کہ جیتا ہے یا مرگیا یا کسی دیو کی غذا ہوا اب عربوں نے چاہا کہ
مجھے پکڑکے نوشیرواں کے پاس بھیجدیں اور مہر نگار کو مجھ سے چھین لیں میں مہر نگار کو لیکے مکے سے بھاگا کہ اس کو
انکے ہاتھ سے بچاؤں اور حمزہ کا کہنا بجالاؤں چنانچہ پانچ ہزار عرب میری تلاش میں پھرتے ہیں کہ مجھ کو قتل کرکے
ملک عدم میں پہونچائیں اور مہر نگار کو اپنے قبضے میں لائیں مہر نگار نے مجھ سے کہا کہ اے خواجہ تجھ کو میں نے بابا کہا
ہے اور تو میرا ہر طرح سے سرپرست رہا ہے اتنا مجھ پر احسان کر کہ کسی کو مناسب جانکر مجھ کو حوالے کر کہ میں اس سے
راحت پاؤں اور کسی صورت سے ذلت نہ اٹھاؤں میں اسی تلاش میں نکلا تھا کہ آپ کو میں نے دیکھا چونکہ حمزہ
کی شباہت حضور سے بہت مشابہ ہے لہذا اُسے یاد کرکے رویا اور اب حضور میں یہ عرض ہے کہ اگر حضور کو میری پذیرائی
حمزہ کیطرح سے منظور ہو تو مہر نگار کو آپکے حوالے کردوں اور خود مطمئن ہو رہوں لیکن ایسا نہ ہو کہ بعد لینے مہر نگار
کے مجھ کو پکڑ کر نوشیرواں کے حوالے کردو اور اس باب میں اپنی نیکنامی سمجھو سہراب مہر نگار کا نام سنتے ہی اشتیاق

کے مارے آپ میں نہ رہا مرکب سے اُتر کر عمرو کو گلے سے لگایا اور کہا کہ خواجہ میں تجھ کو حمزہ سے بھی اچھی طرح سے رکھونگا
اور کسی بات کی تکلیف نہ دونگا اور نوشیرواں تو کیا مال ہے اگر زمانہ اُلٹ جائے تو بھی تجھ کو مجھ سے کوئی نہ پا سکیگا یہ
قلعہ بنایا ہوا اسکندر ذو القرنین کا ہے اگر شاہان روئے زمین بالاتفاق چاہیں کہ اسکو لے لیویں محض محال ہے یہ بات
انکو حاصل ہونا خام خیال ہے کہ بنانے والے نے بہت مستحکم بنایا ہے چل میں تجھ کو قلعہ کے مکانات دکھاؤں سب قلعے کی سیر
کراؤں یہ کہکر عمرو کو ہمراہ لیکے قلعے کیطرف چلا جب قلعے پر پہونچے عمرو نے اپنے دلمیں کہا کہ شکر ہے افسوں میرا کارگر
ہوا یہاں کا آنا بہت بہتر ہوا انشاء اللہ تعالے اس قلعے کو بھی باقبال صاحبقران میں لیتا ہوں اور سہراب کو
کیسی زک دیتا ہوں مکانات قلعے کے دیکھکر بہت خوش ہوا کہ فی الواقع ایسا قلعہ روئے زمین پر بہت کم ہوگا اسواسطے
کہ سکندر سا رتبہ کسیکو کب بہم ہوگا سہراب نے عمرو کو اپنے دیوانخانے میں ٹھہرایا اور اُسکے واسطے سامان راحت کا
تیار کردیا اور اپنے بڑے بھائی داراب سے عمرو کی تقریر بیان کی اور عمرو عیار کے آنے سے اطلاع دی اور کہا کہ یہ
لات و منات کی مہربانی ہے کہ مہرنگار سی معشوقہ اور عمرو سا عیار نصیب ہوا داراب بہ نسبت سہراب کے مرد عاقل تھا
اسکو فہم کامل اور ادراک صحیح حاصل تھا بولا کہ معلوم ہوا کہ تقدیر تیری برگشتہ ہوئی ہے تیرے اقبال پر زوال آیا کہ تجھ کو ایسا
بیہودہ خیال آیا دیکھا چاہیے کہ عمرو تجھ کو کس حادثے میں گرفتار کرتا ہے اور تجھ کو کیسا مجبور و ناچار کرتا ہے سہراب ایسا عمرو
کے دم میں نہیں آیا تھا کہ اسکو سمجھانا اسکا اثر کرتا اور وہ اپنے نیک و بد پر نظر کرتا بولا کہ عمرو کی تقریر سے تو نہیں معلوم ہوتی
ہے اسکے کلام سے سراسر راستی و صداقت مفہوم ہوتی ہے آپ بھی اُس سے گفتگو کر کے ان پر غور فرمائیں اور اُس کے
راست و دروغ کو خوب اپنے ذہن میں لائیں داراب نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے عمرو کو بلوائیے اور باتیں مجھے سنوائیے
سہراب نے عمرو کو داراب کے سامنے بلوایا عمرو داراب کے پاس آیا اور بہت تہذیب سے آداب بجا لایا داراب کو
سلام کر کے دعا دی اور ایسی تقریر کی کہ داراب نے بھی عمرو کو گلے سے لگا کر بہت تشفی کی عمرو نے دیکھا کہ داراب بھی میرے
دام میں آیا اٹھکر تسلیم کی اور کہا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں مہرنگار کو جا کر لے آتا ہوں آپکی خدمت سے اسکو مشرف کرتا
ہوں لیکن دربان قلعہ کو حکم ہو جائے کہ دن ہو یا رات جسوقت میں آؤں دروازہ کھولدیوے مجھکو کوئی روکنے نپائے
آگے پوچھنے پر نہ رکھے داراب نے دربان کو بلا کر تاکید کردی کہ خبردار خبردار جسوقت عمرو آئے اُسیوقت دروازہ کھولدینا
کہ بے تکلف قلعے کے اندر چلا جائے اور جو کوئی عمرو کے ساتھ ہو اُسکو قلعے کے اندر آنے دیجیو کسی طرح سے مزاحمت
نہ کیجیو اور آج سے قلعے کا مالک عمرو ہے جو کوئی اُسکا حکم نہ مانیگا وہ اپنی سزا کو پہونچیگا نوکروں کو اسمیں کیا گفتگو تھی
سبھوں نے قبول کیا اور ایک نے دوسرے کو یہی حکم دیا عمرو رخصت ہو کر قلعے سے باہر نکلا سہراب نے داراب سے
کہا کہ میں بھی عمرو کے ساتھ جاتا ہوں وہاں کی کیفیت دیکھ آتا ہوں مبادا اثنائے راہ میں عرب آ گریں اور مہرنگار کو چھین کر
لیجائیں اور ہم اپنا مقصود و مطلب پائیں تو یہ نعمت غیر مترقبہ آئی ہوئی ہاتھ سے نکل جائے ہمارا دل اس رنج سے ہزار دل

پیچ تاب کھاتے قلعہ دار نے کہا تمھارا جانا کسی طرح میرے نزدیک مصلحت نہیں ہے عمرو کی گفتگو میرے ذہن نشین ہے عمرو
جس طرح مناسب جانیگا ویسے کریگا اُسکی چالاکی کو اور کوئی کیا پائیگا سہراب نے نہ مانا اور پانچہزار جوان تیرانداز مسلح اپنے ساتھ
لیکر عمرو کے ہمراہ روانہ ہوا جب قلعہ تنگ واحل پانچ کوس باقی رہا عمرو نے سہراب کو مع لشکر اسی مقام پر
ٹھہرایا اور اُسکو نیا فقرہ سنایا کہ آپ یہاں ٹھہرئیے میں قلعہ کو اطلاع کر دوں بلکہ بنے تو ہمیں سے آؤں سہراب تو عمرو
کا محکوم تھا فوج کو لیکر اس جگہ اُتر پڑا اور عمرو نے قلعہ تنگ واحل میں آکر اپنے لشکر کے سرداروں سے مفصل حال
بیان کیا اور کہا کہ خدا کے فضل سے قلعہ گرگستان میں نے لیا اور اُسکے حاکم کو میں نے بڑا دھوکا دیا قلعے کی مضبوطی
کی بہت سی تعریف کی جتنے تھے سب خوش ہوئے اور عمرو کی چالاکی اور دانشوری پر بہت آفرین کی ہر شخص نے
دل و جان سے تحسین کی صبح کو اس فکر میں غلطاں و پیچاں ہوا کہ سہراب کو کسی سے لڑوا کے مروڈالا چاہیے جب یہ قتل
ہو تو یہ خرخشہ اپنا کام نکالا چاہیے مگر کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا آخر تجویز کیا کہ ہرمز ہی کے لشکر میں چل کر کچھ کارستانی کیا چاہیے
اُسے کچھ فریب دیا چاہیے جاسوسوں کی صورت بناکر ہرمز کے لشکر کے کوتوالی کے چبوترے کے نیچے سے ہوکر نکلا پیادوں
نے جاسوس سمجھ کر گرفتار کیا ہرچند پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے گونگوں کی طرح سے بھاں بھاں کیا کسی کو
کچھ جواب نہ دیا کوتوال نے بزرجمہر سے جاکر کہا کہ ایک شخص جاسوس وضع گرفتار کیا ہے ہزار ہزار طرح سے اُس سے
پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے کس نے تجھ کو یہاں بھیجا ہے گونگوں کی طرح سے بھاں بھاں کرتا ہے ہم لوگوں کو
سخت حیران و پریشان کرتا ہے بات نہیں کرتا ہے اپنی گوں گاں سے نہیں گذرتا ہے بزرجمہر نے بلوا کر عربی فارسی
ترکی کشمیری پشتو مغربی حبشی زنگباری انگریزی پرتگیزی فرانسیسی روسی دنیاماری لاطینی رومی ہندی کرناٹکی بھوجپوری دکنی
چینی ختنی راگڑی سندھی زبانوں میں اس سے پوچھا کہ تو کون ہے کس ملک کا رہنے والا ہے جو تیرا انداز سب سے نرالا
ہے مجھ سے مفصل بیان کر ابھی انعام دیکر تجھے چھوڑ دونگا اور تجھ کو بہت خوش کرونگا جب کچھ نہ بولا تو پہلوان جو
بزرجمہر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے بولے کہ جناب عالی سیدھی انگلیوں سے گھی نہیں نکلتا ہے موم کہیں بے آگ کے
پگھلتا ہے ٹکٹی میں لے بندھوا کر کوڑے لگوائیے خوب مار اسکو کھلوائیے ابھی بتا دیتا ہے اپنے شہر کا جلد پتا دیتا ہے
بزرجمہر نے کہا کہ ایسے کام نرمی ہی سے نکلتے ہیں سختی اس موقع پر کام نہیں آتی ہے بات بگڑ جاتی ہے یہ کہکر خلعت جو
نوشیرواں کا دیا ہوا پہنے ہوئے تھے اتار کر پانچ توڑے اشرفیوں کے اُسپر رکھ کے اُسکے روبرو رکھدیے اُسکو اس
تدبیر سے خوشنود کیا اور کہا کہ اے عزیز سچ بتا کہ تو کون ہے مجھ کو نوشیرواں کے سر کی قسم اگر بتادے اور یہ سر گفتگو
آوے تو یہ خلعت و در توڑے ابھی تجھ کو دیکے چھوڑ دوں اور تجھ کو بہت خوش کر دوں خلعت و اشرفیاں دیکھ
عمرو کے منہ میں پانی بھر آیا زبان مغربی میں مفصل حال بیان کیا کہ قلعہ گرگستان کو لیا چاہتا ہوں اپنا کام کیا چاہتا ہوں
اسواسطے سہراب قلعہ دار کو نکال لایا ہوں میں بھیس بناکر آیا ہوں آج وہ شبخون آپکے لشکر پر ماریگا اُسکو کسی طرح سے

مار لیجیے یا پکڑ کے قید کیجیے یہ مہم سر کر کے مجھ کو تقویت دیجیے کہ یہ بلا میرے سر سے جائے میرا دل ٹھکانے آئے خواجہ بزرجمہر نے ہزار اشرفی اور بھی اضافہ کر کے عمرو کو دیکر رخصت کیا اور ہرمز سے جا کر بیان کیا کہ ایک جاسوس گرفتار ہو کر آیا تھا ہمارے لشکر کا کوئی آدمی اُسے گرفتار کر لایا تھا میں نے اُسکو طمع دیکر دریافت کیا عمرو سہراب نامے قلعہ دار کو لگا لایا ہے وہ عمرو کے دام میں آیا ہے آج وہ ہمارے لشکر پر شبخون ماریگا ہرمز و فرامرز نے کہا کہ پھر آپ کی کیا صلاح ہے آپنے اس باب میں کیا سوچا ہے بزرجمہر نے کہا کہ سرداران فوج کو بلا کر تاکید کر دیجیے کہ آج سویرے کھا پی لیں اور چار گھڑی رات گئے پہاڑ کے دامن میں دبک کر بیٹھے رہیں جب شبخون گرے اور لشکر غنیم کا لوٹنے میں مشغول ہووے تب فوج ہماری کمین گاہ سے نکلکر حریف کی فوج کو مارے کہ ہمارا مطلب دلی حصول ہووے اور مقدور بھر سہراب اور عمرو کو زندہ پکڑ لو تاکہ اس قلعے کی تسخیر کا سامان ہو ہرمز و فرامرز نے اسی دم سرداران لشکر کو بلا کر اس کیفیت سے مطلع کیا اور جو کچھ بزرجمہر نے کہا تھا وہ حکم دیا اب عمرو کا حال سنیے کہ قلعے میں جا کر اپنے لشکر کے سرداروں کو حکم دیا کہ سواریاں سر شام تیار رہیں اور سب لوگ کمریں باندھ کے ہوشیار رہیں جس دم میں آؤنگا اُسی دم یہ قلعہ خالی کر کے قلعہ گرگستان میں سب کو لیکر اپنے ساتھ جاؤنگا جب سب بندوبست کر چکا سہراب کے پاس منھ بنائے ہوے گیا سہراب نے کہا خیر تو ہے خواجہ اُداس کیوں ہو اسقدر بدحواس کیوں ہو عمرو نے کہا کہ کیا عرض کروں کچھ عرض کر نہیں سکتا کہ کیا حال ہے مجھ کو بڑا ملال ہے میں حضور سے رخصت ہو کر مہر نگار کے پاس آیا اور آپ کی شان و شوکت و شجاعت اور مروت کا حال اُسکو سنایا حضور کے حسن و جوانی کی صفت سن کے دل سے مشتاق ہوئی اور اشتیاق ملاقات سے طاقت طاق ہوئی چاہتا تھا کہ محافے میں سوار کر کے قلعے سے نکلوں اور آپ کے سامنے سرخرو ہوں کہ ناگاہ ایک عیار نے آکر خبر دی کہ کچھ فوج قلعے کی زد سے ہٹ کر اُتری ہے مگر یہ نہیں معلوم کہ فوج کس کی ہے اور کہاں سے آئی ہے اور اُسکا کیا مطلب ہے اور کس پر چڑھائی ہے میں نے جا کر جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ بزرجمہر کو نوشیرواں نے بھیجا ہے کہ تم جا کر مہر نگار کو سمجھا کے لے آؤ اُسکو اس قید محنت سے چھڑا دو یہ حال جب سے معلوم ہوا ہے جان میں جان نہیں کیونکہ وہ حکیم ہے البتہ اسکے کلام میں بڑی تاثیر ہے اور اسکے ہر کام میں تدبیر اثر پذیر ہے تعجب نہیں ہے مہر نگار اُسکے کہنے میں آجائے اور اسکی شیریں زبانی سے دھوکا کھا جائے اگر اسوقت میرے پاس ہزار جوان بھی ہوتا تو بزرجمہر پر شبخون مار کر اُس جگہ سے اُسکو ہٹا دیتا اور اسکے سب لشکر کو بھگا دیتا سہراب نے کہا کہ عمرو یہ کون بڑی بات ہے اسکی تجویز میرے ہاتھ ہے تم ایسے متردد نہ ہو آخر میں جو پانچ ہزار سوار سے تمھارے ساتھ آیا ہوں تو کیوں آیا ہوں جس جگہ وہ فوج اُتری ہے ذرا مجھ کو چل کر دکھا دو پھر میں سمجھ لونگا اور اسکے دفع کرنے کا سامان کرونگا عمرو نے بشاش ہو کر اور بھی باڑھیں دینے لگا کہ حق تو یہ ہے عاشق صادق ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے حضور ہیں واقعی آپ بڑے غیور ہیں اور ملکہ مہر نگار کے اچھے نصیب تھے کہ آپ سا خاوند چاہنے والا پایا اور طالع یاور نے اسکے بخت خفتہ کو جگایا سہراب اور بھی اپنے میں نہ سمایا اس بات سے کہ

سننے سے اپنے غنچۂ دل کو کھلایا فوج کو ساتھ لیکر مونچھوں پر تاؤ دیتا ہوا عمرو کے ہمراہ روانہ ہوا باکمال حشمت و جاہ جب ہوا
جب قلعے کے نزدیک پہونچے عمرو سہراب کو ٹھہرا کر ہرمز کے لشکر میں گیا دیکھے تو سب سرداروں کا خیمہ خالی ہے
سب طرح سے فارغ البالی ہے وہاں سے آنکر سہراب کو لیجا کے خیمہ گاہ ہرمز بتا کر الگ ہوا سہراب جو جا کر دیکھے تو
خیمے کھڑے ہیں سب اسباب بے مالک پڑے ہیں ایک متنفس نظر نہیں آتا کسی آدمی کا نشان پایا نہیں جاتا سوچا کہ
شاید کسی جاسوس سے خبر پاکے میرے رعب سے بھاگ کر کہیں پوشیدہ ہوے ہیں کوئی مصلحت سوچکر لڑائی سے دست کشیدہ
ہوے ہیں سواروں نے سہراب کے جا تک مال و اثقال ہرمز کے لشکر میں تھا اٹھا لیا اپنے کو تیار کیا ہنوز وہاں سے
چل نہ نکلے تھے کہ ہرمز کے چالیس ہزار سوار چار طرف سے آگیے اور بزن بزن کشاکش کی آواز بلند ہوئی بھاگنے کی
راہ ہر سمت سے بند ہوئی کثرت سے لوگ مارے گئے قلیل جو بچے تھے وہ سہراب کے ساتھ گرفتار ہوے مصیبت میں
پھنس گئے مجبوراً ناچار ہوے ہرمز نے لوہاروں کو بلا کر اسیروں کو پابجولان کیا سب کو محبوس زندان کیا عمرو کا حال
سنیے کہ وہاں سہراب کو ہرمز کے لشکر میں داخل کرکے اپنے قلعے میں آیا اور انکو یہ حکم سنایا کہ تم مہرنگار کو مع
مستورات دیگر سوار کر کے فوج کو ساتھ لیکر مغرب کیطرف چلو میں بھی پیچھے سے آتا ہوں اور تم کو راہ مقصود دکھاتا
ہوں لشکر تو زنانی سواریاں لیکر قلعے سے روانہ ہوا عمرو نے اپنی صورت کا ایک پتلا بنا کے اپنی نشستگاہ پر بٹھلایا
یہ ایک طلسم بنایا اور کئی سو پتلے بنا کے جابجا فصیلوں پر اور برجوں پر قائم کیے انکے ہاتھوں میں نیرنگ دیئے اور دو دو
کتے متصل باندھے کہ ایک کو دیکھ کر ایک غل مچائے شب کو اپنی آواز کو سنائے اور ایک گدھا قلعے کے دروازے
پر باندھ دیا اور اسکو بھی جھول و گھنٹی طرح کا دیکر بشکل مہیب کیا اور چند مرغ طاقچوں پر بٹھلا کے قلعے کے باہر کا
پل تختہ اٹھا جست کر خندق کے پار ہوا گویا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوا اپنے لشکر کی طرف رخ کیا کئی کوس پر جا کر لشکر
سے ملا اور راتوں رات لشکر کو دوڑاتا ہوا لیگیا دو گھڑی رات باقی ہوگی کہ قلعہ گرگستان کے دروازے پر جا پہونچا
سرداران لشکر سے کہا کہ میں قلعے کا دروازہ کھلواتا ہوں اور تم کو یہ تدبیر بتاتا ہوں تم زنانی سواریاں لیکر قلعے
میں داخل ہو کے ایک قلم سب کو تہ تیغ بیدریغ کرنا کسی کے شور و غوغا سے نہ ڈرنا مگر جو شخص مسلمان ہووے
اسکو امان دینا باقی سب کو زیر شمشیر لینا سرداران لشکر سے یہ کہکر قلعے کے دروازے پر جا کے دربان سے پکار کے
کہا کہ جلد دروازے کو کھول میں عمرو ہوں مہرنگار کو لیکر آیا ہوں معشوقۂ سہراب کو حسب وعدہ لایا ہوں دربان کو تو
پہلے سے حکم مل چکا تھا اُسنے جھٹ پٹ دروازے کو کھولدیا اور دروازہ کھولنے میں کچھ تامل نہ کیا عمرو مع لشکر او
مہرنگار قلعے کے اندر داخل ہوا اسکا مطلب دلی حاصل ہوا مہرنگار کو تو اسکے ہمراہیوں سمیت ایک مکان محفوظ میں
اُتار کے مقبل کو اسکی حفاظت کیواسطے تعین کیا اور مہرنگار کی خبرداری اور حفاظت کا حکم دیا اور آپ لشکر کو
لیکر قلعگیوں کو قتل کرنے لگا سب اہل قلعہ پر دفعۃً غضب الٰہی اترنے لگا جو شخص مسلمان ہوا وہ تو بچا باقی سب کے سب

جنہیں واصل ہوے سب زخمیوں میں شامل ہوے داراب نے یہ ہنگامہ دیکھ کر جانا کہ عمرو آیا اور قلعہ ہاتھ سے گیا معلوم نہیں کہ سہراب کا حال کیا ہوا وہ کس آفت میں مبتلا ہوا عمرو نے جب داراب کے مارنے کا قصد کیا داراب نے کہا کہ اے خواجہ میں مسلمان ہوتا ہوں میرے قتل سے باز آ اور مجھکو کلمۂ شہادت پڑھا عمرو نے اسکو چھاتی سے لگایا اور بسر رحم آیا کہ مجھکو تمہارے قلعہ اور ملک سے کچھ کام نہیں ہے میرا اس قلعہ میں کچھ تمام عمر قیام نہیں ہے تھوڑے دن کیواسطے تمہارے پاس آنکر بنیاد لی ہے دشمن کے ہاتھ سے اپنی جان بچانیکی یہ تدبیر کی ہے کہ حمزہ کا ناموس مصیبتوں سے محفوظ رہے اور وہ مجھکو میری غفلت پر نفرین نہ کرے بعد ازاں تم جانو اور تمہارا قلعہ جانے پھر مجھکو تم سے کچھ سرکار نہیں ہے مجھسے تم سے پرخاش زنہار نہیں ہے داراب اسوقت کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اپنی خوش قسمتی سے صاحب ایمان ہوا اور قلعے میں عمرو کا بندوبست ہو گیا قلعہ والونکا حوصلہ پست ہو گیا اب ذرا اسہراب کا حال سنیے کہ وہ جو ہرمز کے لشکر میں اسیر ہوا عمرو کی عیاری سے وہ بیچارہ برگشتہ تقدیر ہوا بختیارک اور زوبین نے ہرمز اور فرامرز وبزرجمہر سے کہا کہ قیاس چاہتا ہے کہ عمرو قلعہ گرگستان میں پہونچا ہوا اور اُسنے اس قلعہ پر عمل دخل کیا ہو صبح کی پو پھٹتے ہی عیارونکو قلعہ تنگ و اصل کی خبر کو بھیجا کہ دریافت کرو قلعہ خالی ہے یا نہیں عیاروں نے قلعہ کو دیکھ کر جا کے کہا کہ آدمی جابجا بدستور فصیلوں پر قائم ہیں گدھے اور کتوں کی آواز آتی ہے مرغ بانگ دے رہے ہیں کیونکر کہیے کہ خالی ہوا کچھ آثار قلعہ خالی ہونے کے پائے نہیں جلتے ہم تو اس قلعے کی آبادی ویسی ہی پاتے ہیں بختیارک بولا کہ یہ بات محض لغو ہے ہرمز و فرامرز سے کہا آپ طبل جنگ بجوا کر دیکھیے تو میری بات درست ہے یا غلط ہرمز و فرامرز نے بزرجمہر کو تو اسیروں کی محافظت کیواسطے لشکر میں چھوڑا اور آپ طبل جنگ بجوا کے قلعے پر گیا زوبین نے بختیارک سے کہا دیکھو تیرا کیا خیال خام تھا کہاں قلعہ خالی ہوا ہے وہی سب سامان اگلا ہے جابجا لوگ فصیلوں پر قائم ہیں عمرو فلاخن لیے مستعد کھڑا ہے ہر ایک نشان اپنی اپنی جگہ پر گڑا ہے بختیارک نے پھر غور سے دیکھ کر کہا کہ اے زوبین یہ عمرو نہیں ہے عمرو نے ایک پتلا بنا کر اُسکے ہاتھ میں فلاخن کو دیا ہے نیا شعبدہ کیا ہے اور جتنے لوگ کہ فصیلوں پر معلوم ہوتے ہیں یہ سب پتلے ہیں وہ دیکھ ہوا سے گویا جنبش ہوتی ہے فلاخن کے پتھر کی ڈوری ایک دوسرے سے ملتی ہے زوبین آگے بڑھا قضارا کار ہوا کے زور سے فلاخن کا پتھر چھوٹ کر زوبین کے سر پر جس جگہ عمرو نے پہلے پتھر مارا تھا وہیں پر لگا اور زخم کہن پھر نیا ہوا زوبین کو اور بھی یقین ہوا کہ یہ پتلا نہیں ہے عمرو ہے لہو میں ڈوبا ہوا سر پہ پاؤں رکھ کے وہاں سے فرار ہوا پتھر کے صدمے سے نہایت بیقرار ہوا بختیارک نے کہا کہ او زوبین کہاں جاتا ہے کیوں بزدلی کر کے ذلت اٹھاتا ہے حیف ہے کہ تجھسا نامرد کیانوس کی اولاد میں پیدا ہو کے انکی بہادری کا نام مٹائے اور مردوں سے اُسے شرم نہ آئے زوبین بولا کہ یہ بھی عجیب بات ہے صریح عمرو پتھر مار رہا ہے اور تو کہتا ہے کہ عمرو نہیں ہے تو پھر بتلا کہ یہ کیا ماجرا ہے جسکے ہاتھ سے یہ آفت برپا ہے بختیارک بولا اے ڈرپوک کے ہوا کے زور سے پتھر فلاخن سے نکلکر تیرے سر میں لگا ہے تیرا سر توڑا ہے یہ بھی اتفاق کی بات ہے اور اگر عمرو ہوتا تو اب تک پتھروں کے مارے دم نہ لینا کسی کو بھاگنے کی فرصت نہ دیتا اور فصیلوں پر سے وہ آتشبازی کا بازار گرم کرتا کہ

ہر شخص بے مارے مرتا اور بھڑ بھونجے کے بھاڑ کے چنوں کی طرح سے لشکر بھن جاتا سب کو سوختہ حدم ایک دم میں پہونچاتا
جا دروازے کو توڑ میرے کہنے سے منہہ نہ موڑ بارے ژوبین بختیارک کے کہنے سے خندق کے پار ہوکر گرز سے
دروازہ توڑ کر ہرمز و فرامرز و بختیارک و دیگر سرداران فوج کو قلعے میں لیگیا دیکھے تو دروازے سے لگا ایک گدھا بندھا
پایا اسکو بہت تعجب آیا پھر کیا دیکھا کہ طاقچوں پر مرغ بیٹھے بانگ دے رہے ہیں فصیل قلعے پر دو دو کتے مقابل بندھے
دیکھے اور کئی سو پتلے کاغذ کے جا بجا قائم پائے ایسے ایسے نیرنگ قلعہ کے اندر سب کو نظر آئے ژوبین نے شرمندہ ہوکر
ایک گرز عمرو کی تصویر پر لگایا تو اور ایک نیا شعبدہ دیکھنے میں آیا عمرو نے ایک گیدڑ کا بچہ اس پتلے کے پیٹ میں بند
کیا تھا پیٹ کے پھٹتے ہی وہ گیدڑ بھاگا ژوبین نے بختیارک سے کہا کہ یہ کیا بلا آفت اس قلعے نے تو نئی نئی بات کھلائی
بختیارک بولا کہ یہ عمرو عیار کی روح ہے یہ جانے نہ پائے اسکو کوئی دوڑ کے پکڑ لائے جتنے لوگ تھے اس لطیفہ پر بے
اختیار ہنسے اسکو یاد کر کے بار بار ہنسے ہرمز نے اپنے لشکر میں جا کر بختیارک سے پوچھا کہ اب کیا کیا چاہیے یہ تو عجب واقعہ
پیش آیا اب کوئی تدبیر سوچا چاہیے اُسنے کہا کہ عمرو کا پیچھا چھوڑنا مناسب نہیں ہے فتح ہو یا نہو اس امر کو ترک نہ کر خصوص
اسوقت میں کہ سر دست نئے قلعے میں گیا ہے وہاں تازہ وارد ہوا ہے ابھی اُسکا بندوبست بھی اچھی طرح سے نہوا ہوگا
کچھ اطمینان اور سامان نہ ہوگا ہرمز نے کہا اچھی بات ہے بزرجمہر کو بلا کر کہا کہ خواجہ تم سہراب کو لیکے بادشاہ کی خدمت
میں جاؤ جو کچھ آنکھوں سے دیکھا ہے مفصل بادشاہ کو سناؤ اور میری عرضی بھی گذران دو یا اسیر بھی بادشاہ سے کچھ حکم لیتا
بزرجمہر تو سہراب کو لیکر مدائن کو روانہ ہوا ہرمز و فرامرز و ژوبین و بختیارک اسی ہزار سپاہی ہمراہ لیکر بیت الشفقہ ترکستان پہ
گئے وہاں پہونچکر قلعے کا محاصرہ کیا اور رسد نہ جانے دینے کا حکم دیا عمرو کا حال سنیے کہ اس نے جو کئی دن کی مہلت پائی
یہ بات اُسکے دل میں آئی چھ مہینے کے موافق غلہ خرید کر کے قلعہ میں بھر لیا کھانے پینے کا سب سامان قلعہ میں دھر لیا اور
قلعہ کو مانند طاؤس طناز تیار کر کے فیلبند دروازہ پر شامیانے کے نیچے کرسی مرصع بچھا کر اس دماغ سے بیٹھا کہ شاہان
ہفت اقلیم گویا اُسکے آگے کچھ مال نہیں ہیں کچھ بھی صاحب حشمت اجلال نہیں ہیں ہرمز و فرامرز لشکر کو لیکر پہونچے
اور بختیارک کے مشورے سے قلعہ پر حملہ کیا فوج کو یکبارگی قلعے پر دھاوا کرنیکا حکم دیا عمرو نے دیکھا کہ لشکر زد پر پہونچا اپنی
فوج کو اشارہ کیا کہاں لینا جانے نہ پائیں سب اسی جگہ مارے جاویں ہرمز کے لشکر پر تیر و قارورہ و سنگ و آتشبازی کا مینہ
برسنے لگا ایک ایک آدمی اس آگ کی گرمی کی شدت سے ایک بوند پانی کو ترسنے لگا کئی ہزار سوار مالک دوزخ کے مہمان ہوئے
اسی آتشبازی سے بیجان ہوئے باقیوں کے پاؤں پیچھے ہٹ گئے سبھوں کے زور گھٹ گئے بختیارک نے ہرمز و فرامرز
سے عرض کی کہ لڑائی کا یہ ڈھنگ نہیں ہے اگر اسطرح لڑیے گا تو تمام فوج ضائع ہو جائیگی اور فتح ہرگز نہ ہاتھ آئیگی دونوں شہزادے
برہم ہوئے کہ مردک کیا بکتا ہے تیرے ہی کہنے سے تو قلعہ پر حملہ کیا گیا اور فوج کو ٹوٹ پڑنیکا حکم دیا گیا اور آپ ہی اسطرح
کہتا ہے تو سخت بجیلہ ہے قابل سزا ہے وہ بولا کہ اچھا نقصان کیا ہوا یہی نا کئی ہزار سوار مر گئے اور وہ تمہارے عذاب سے چھوٹے

دو چار دن میں دیکھ رہے تھے بہت کے عرصے ہوتے تھے تیر تفنگوں پر تو ثابت ہوا کہ شاہزادے بہت لڑنے آئے ہیں بڑی شان و شوکت
او رجاہ و حشم کا لشکر لائے ہیں اب وقت طلب بازگشت ہے جو اگر کسی زمین ہموار پر اتر کے قیام کیجیے لشکر کے گھوڑے انکو اور جو لوگ آپ کے
ساتھ ہیں اب لوازم و کیجیے جب تلک یہ تشنہ رہیگا اور پھر جانے بھی نہ پائیگا خود بخود خالی ہو جائیگا شاہزادے طلب بازگشت
بیجا اور محاصرہ کر کے اتر پڑے اور اسی بات پر اڑے بزرجمہر کا حال سنیے کہ جس دن مدائن میں پہنچے اُس روز بادشاہ دربار عام
میں تھے امورات سلطنت کے انجام میں تھے سیدھے بخط مستقیم بادشاہ کی خدمت میں حاضر آئے اور آداب شاہی بجا لائے
سہراب کو لیجا کر تمام کیفیت حال بیان کی سب حال خرابی سنا کے خاطر پریشان کی اور عرضی ہرمز و فرامرز کی گذرانی پہلے
بادشاہ نے سہراب سے کہا جان بخشی چاہتا ہے تو مفصل اپنی کیفیت بیان کر کسی طرح سے نہ ڈر میں تجھکو سزا نہ دونگا قید نہ کرونگا
سہراب نے عمرو کا ورغلانا کر شبخون کروانا اور اپنے اسیر ہونیکا ماجرا کہکے عرض کی کہ اگر یہ قصور میرا معاف ہو اور بادشاہ
کا دل میری طرف سے صاف ہو تو حیات مستعار تک مستعد بسر فروشی رہونگا تمام عمر دعائیں دونگا بادشاہ نے اُس کا
قصور معاف کر کے ہرمز کی عرضی کو پڑھوایا اُسکے مضمون کے سننے پر خوب لو لگایا اسمیں لکھا تھا کہ فدویانکو حسب الحکم
چار برس کا عرصہ عمرو سے لڑتے ہوا ایک دن بھی صورت ظفر کی نظر نہ آئی کسی صورت سے فتح نہ پائی یقین ہے کہ عمرو کی لڑائی
ہم لوگوں سے سر نہ ہوگی بلکہ شب و روز یہی خوف رہتا ہے کہیں عمرو سوتے میں مار نہ ڈالے یہ جان عزیز ہمارے قالب سے نہ نکالے
یا پلنگ پر سے اُٹھا اپنے لشکر میں لیجا کر کسی ورطۂ بلا میں پھنسائے کچھ اور ہی آفت ہمارے سر پر لائے بہرحال حضور کا آنا اسطرف
کو بہت مناسب ہے اپنے تابعداروں کی مدد اور خبر گیری واجب ہے یقین ہے کہ فوج ہمارا دیکھکر عمرو کے چھکے چھوٹ جائیں اُسکے
معین و مددگار بھی اُسکی اعانت سے اپنا دل اُٹھائیں بلکہ کیا عجب ہے کہ دہشت سے سر کے بل حاضر ہوں اور یوں بیفائدہ لوگ
ضائع ہوتے ہیں مفت میں اپنی جان کھوتے ہیں آگے حضور مالک ہیں جو کچھ فرماویں وہی ہم بجا لائیں بادشاہ نے پہلے
بختک سے پوچھا کہ تیری کیا صلاح ہے وہ بولا کہ شاہزادوں نے جو لکھا ہے اسمیں کیونکر دخل دوں اور اُن کے خلاف
کچھ عرض کروں بزرجمہر سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم کیا کہتے ہو تمہاری رائے کیا ہے انکا بلانا بجا ہے یا بیجا ہے بزرجمہر نے
عرض کی میری رائے وہی ہے جو سابق میں التماس کیا تھا عمرو سے لڑنیکے واسطے حضور کا تشریف لیجانا نہایت نامناسب
آپکی شان و شوکت سے دور ہے اہل رائے میں بڑا فتور ہے ہرگاہ شاہان زبردست سنیں گے کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم ایک عیار پر
چڑھ گیا مطلق حضور کا رعب انکے دل سے اُٹھ جائیگا ہر شخص بیخوف ہو کر سر اُٹھائیگا ہر طرف سے نافرمانی کی خبر آئیگی سلطنت
برہم ہو جائیگی قطع نظر اسکے حضور خوب جانتے ہیں کہ عمرو کیسا بد بلا عیار ہے اور فن عیاری میں کیسا ہوشیار ہے مبادا ہرمز کی طرح حضور
کو بھی اُٹھا لیگیا اور یہ بدی پیش آیا تو ہم لوگوں پر ایک غضب ناگہانی لایا اگر جیتے چھوٹے تو ہتک حرمت کا داغ لگا اور اگر سے
مار ڈالا تو ہفت اقلیم کو بے چراغ کیا نوشیروان اخیر کا جملہ سنکر بید کی طرح سے کانپ گیا اور کہنے لگا کہ بختک کو گردنی دیکر
دربار سے نکالدو میرے سامنے سے اسکو دفع کرو یہ خانہ خراب ہر مرتبہ مجھکو دھوکا دیتا ہے اور خود بدنامی لیتا ہے بختک کو

گردنیاں دیکھے نکال دیا اور بادشاہ نے بہشتوہ دبہ رجمہر پر تکیہ کیا کہ قارن فیل گردن کہ بڑا ہی پہلوان نامی ہے کیمہ دس ہزار سوار سے مقابلہ کرتا ہے لاکھ سوار پیدل سے عمرو کے مقابلے کو بھیجا اور اسکو مع اسکے مددگاروں کے زندہ پکڑ لائے

روانہ ہونا قارن فیل گردن کا عمرو کی تنبیہ کیواسطے اور مارا جانا اسکا نقابدار کے ہاتھ سے

راوی لکھتا ہے کہ جب قارن فیل گردن ہرمز کے لشکر میں بعد طے منازل داخل ہوا ہرمز کی ملاقات سے اس کو بہت حظ حاصل ہوا شب کو تمام سرداران لشکر گلے پچھلے محفل میں جمع ہوئے اور جام شراب گردش میں آیا ایک ایک کو جام شراب بھر بھر کے پلایا عین سرور کے عالم میں قارن نے ہرمز سے کہا کہ آپ جو اتنے دنوں سے یہاں فوجیں لیے پڑے ہیں مثل کوہ کے اس زمین میں اڑے ہیں ایک ذرا عیار بے اعتبار کو نہ مار سکے اور نہ گرفتار کر سکے کسی طرح کا اُسپر قابو نہ پایا وہ تمھارے کسی دم میں نہ آیا جو کوئی سنے گا کیا کہیگا اس کیفیت کو سنکر حیران رہیگا ہرمز نے کہا کہ اب تم لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے آئے ہو بڑے بہادر اپنے ساتھ لائے ہو اور خود بھی جیسے تم بہادر ہو روشن تر از آفتاب ہے تمھاری شجاعت میں کون جواب ہے جب اسکو مار لوگے یا گرفتار کر لوگے اسوقت یہ گفتگو کرنا اور بہادری کا دم بھرنا ابھی تو تازہ دم آئے ہو چند روز رستا لو یہاں کا رنگ ڈھنگ دیکھو پھر جو کچھ ہوگا ہم تم دونوں دیکھ لیں گے جب تم عمرو کو مار لوگے یا گرفتار کر لوگے تب ہم تم کو شاباش دینگے قارن نے برہم ہو کر کہا ہم سپاہی ہیں ہمکو ستانے کی کیا احتیاج ہے جو سپاہی ہے وہ ان باتوں کا کب محتاج ہے اتنی رات گذر جانے دیجیے ذرا صبر کیجیے صبح کو آپ سوار ہو کر دور سے تماشا دیکھیے گا کہ ہم نے کھڑے کھڑے قلعہ خالی کرا لیا یا نہیں عمرو کو اور اُسکے ہمراہیوں کو صدمہ دیا یا نہیں یہ کہکر اپنے لشکر میں حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اور سامان لڑائی کا بخوبی کیا فوراً نفیری و گجر نفیری گاؤدم شیردم کوس حربی کی آواز بلند ہوئی کمال شور و غل سے زمین زلزلے میں آئی عیاروں نے عمرو سے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ شہریار والاتبار کی عمر دراز ہو قارن فیل گردن جو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے نوشیرواں کا بھیجا ہوا ہرمز کے لشکر میں آج شام کو آیا ہے اُسنے طبل جنگ بجوایا ہے عمرو نے کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل سکندری پر چوب پڑے اس لشکر کا بھی اسکو جبروت دکھانا چاہیے کہ وہ بھی اپنے دلمیں دھڑکا کھائے الحاصل دونوں لشکروں میں تمام رات کوس حربی بجا کیے رات بھر طلایہ پھرا کیے جب صبح ہوئی ہرمز و فرامرز دوربین کہ عمرو کی لڑائی کی چاشنی چکھے ہوئے تھے قلعہ کی زد سے دور اپنے لشکر کا پرا باندھ کر کھڑے ہوئے تاکہ ہمپر اور ہمارے لشکر پر کوئی آفت نہ آئے اور قارن اپنی دلیری کا ثمرہ پائے لیکن قارن نے اپنے لشکر کو چار حصے کر کے چاروں سمت قلعے کے گھوڑوں کی باگیں لیں اور برجے دمدمے اور گرد و فر سے اپنی فوج کو قلعے تک پہونچایا اور چاروں طرف کی دیوار قلعے کی اپنے قبضے میں لایا عمرو نے دیکھا کہ فوج بیشمار قلعہ کے چار سمت آتی ہے نہایت شوکت و لاوری کھاتی ہے سرداران فوج سے

کہا کہ آج قلعے پر چڑھائی ہے فوج غنیم نے بڑی دھوم مچائی ہے تم لوگوں کی تیز دستی و چالاکی کا امتحان ہے آج جو ثابت قدمی
کرے وہی مرد میدان ہے چاہیے کہ جسکا قدم ز دسے آگے بڑھے جیتا پیچھے پھرنے نہ پائے نہیں مرکے رہجائے حکم پاتے
ہی ایک طرف سے مقبل وفادار نے بارہ ہزار تیر انداز سے دہن سوفاریں زہ کو رکھ کے گوشہائے کمان کو تانا گوش پہونچا کر
طائر تیر کو چھوڑا ایک یکسر پیکان نے چار چار پانچ پانچ کافر کے سینے کو توڑا ایک دم میں کئی ہزار آدمی مرغ بسمل سا تڑپنے لگا انکا
طائر روح مذبوح ہو کر پھڑ پھڑ کرنے لگا جن لوگوں کا سینہ آشیانہ طائر نہ ہوا تھا انھوں نے چلا کر مثل کمان ناقص پیچھے کو رخ کیا اور
مقابلہ کا نام بھی نہ لیا اور دوسری طرف سے سنگ اندازوں نے سنگہائے تراشیدہ و خراشیدہ فیل کش کفچہ ہائے فلاخن میں رکھ کے
تین تین مرتبہ چکر دیکر کفار کی پیشانیوں پر جو لگائے گروہ کے گروہ کشاں کشاں جہنم میں پہونچائے کئی ہزار گبر سر بسجود ہوئے
دین و دنیا دونوں میں مردود ہوئے اور باقی اُلٹے پاؤں پھرے نہ سر کی خبر نہ پاؤں کی ایسے بدحواس ہو کر اوندھے
زمین پر گرے تیسری جانب سے برق اندازوں نے ایسی برق اندازی کی کہ ایک بار اسی ہزار آدمی پر برق اجل گری
سب کی گردن پر قضا کی چھری پھری پسماندہ جدھر سے آئے تھے رعد آسا چلاتے ہوئے اُسی طرف کو بھاگے
چوتھی طرف سے آتشبازی نے قارورہ ہائے آتشین و حقہ ہائے نفط کا جو وزن دکھایا اور اُس آگ کا جو مینھ برسایا
ہر آتش خوردہ کیساتھ تین تین چار چار معین و مددگار لقمۂ دہان شعلۂ فنا ہوئے ایک آن میں الہی ملک
جسقدر پیچھے کو گرم رفتار ہوئے وہ بھی یاران دلین کی دلسوزی میں آبلہ دار ہوئے ہر چند قارن کے لشکر کا یہ حال
تمام لشکر اس صورت سے پامال ہوا لیکن قارن فیل گردن سپر کو چہرے کی پناہ کر کے فیل مست کیطرح قلعہ کے
دروازے پر پہونچا اور جوش و غضب میں آکر کچھ اپنی جان جانے کا خیال نہ کیا اور گرز سے دروازہ توڑنے پر مستعد
ہوا عمرو نے جب یہ حال دیکھا تو بہت بدحواس ہوا اُسکو کمال ہراس ہوا اپنے دل میں مشورہ کیا پھر لشکر کے سرداروں کو
حکم دیا کہ اب سوائے اسکے اور کوئی تدبیر نہیں ہے اور کوئی فکر اثر پذیر نہیں ہے کہ قلعے کے دروازے سے جا لگو اور اس
بات کے منتظر رہو کہ جسوقت یہ کافر دروازے کو توڑے اور اپنا گرز اُسپر مارے اور ہاتھ چھوڑے اسی دم ہتھیار پکڑ کے
مارو اور مرو جان کے دینے میں ہرگز دریغ نہ کرو مگر یہ وقت مناجات کا ہے بھروسا اللہ کی ذات کا ہے بالاتفاق سب
آدمی دل و جان سے جناب باری میں دعا کرو اگر اُسنے غیب سے مدد کی اور ہم بیچاروں کی خبر لی تو البتہ اس کافر کے ہاتھ
سے نجات ہوتی ہے ہماری سرسبز بات ہوتی ہے اور نہیں تو سوائے مارنے اور مرنے کے کوئی تدبیر نہیں پڑتی کسی
چارہ جوئی میں عقل نہیں لڑتی لشکر اسلام نے دست دعا بلند کیے تھے کہ سامنے سے ایک گرد تیرہ و تاریک نمودار ہوئی جسکی
کثرت سے تمام زمین پر غبار ہوئی ہنوز مقراض باد نے گریبان گرد کو چاک نہ کیا تھا کہ عمرو نے بشاش ہو کر اہل اسلام سے
کہا کہ یارو مبارک ہو دعا تمہاری مجیب الدعوات نے قبول کی تمہاری دعا کی تاثیر ہوئی دیکھو تو وہ مدد غیبی آئی اب تم
سب نے اس کافر کے ہاتھ سے رہائی پائی اور نیچے جھک کر قارن فیل گردن سے کہا کہ او بدمست ہوشیار ہو جا مرنے پر

تیار ہو جاوہ تیرا انکس کا مارنیوالا آیا اور اُسنے تجھکو جہنم میں پہونچایا اُسنے جو پھر کر دیکھا تو واقعی چالیس علم حجاب گرد سے اُسکو
نظر آئے اور اس حیرت نے اُسکے ہوش اُڑائے اور ایک نقابدار نارنجی پوش برق آسا اپنے گھوڑے کو چمکا کر خندق کے
برابر آیا کہ اُسکا رعب و خوف سب کے دل پر چھایا اور قارن فیل گردن سے کہنے لگا کہ او گبر اس قلعے میں کون ہے اور
تو قلعے کے دروازے پر کیوں کھڑا ہے بھوت کیطرح سے کیوں اڑا ہے قارن نے کہا کہ اس قلعے میں قوم مسلمان مجرم
شاہنشاہ ہفت اقلیم ہے بادشاہ سے منحرف ہوئی ہے اُسکو کچھ اُس سے نہ خوف ہے نہ بیم ہے میں قلعے کا دروازہ توڑ کر قتل
کیا چاہتا ہوں اب تو بتلا کہ کون ہے اور کسکو تلاش کرتا ہے نقابدار بولا کہ میں مسلمانوں کی مدد کو آیا ہوں یہ فوج اُنکی مدد کے
لیے لایا ہوں پہلے تو مجھ سے لڑلے پھر قلعے کا دروازہ توڑنیکا قصد کیجیو جب ہم مریں تو اُنسے انتقام لیجیو قارن نے کہا کہ اول
تو تو لڑکا ہے میں تجھ پر کیا حربہ کروں کہ میرے حربے کی ہوا سے تو پتے کیطرح سے اُڑ جائیگا بھلا تو میری ضرب کی کب تاب لائیگا
نقابدار نے جھنجھلا کر کہا کہ او مردود کیا ہذیان بکتا ہے خندق کے اسطرف آ کہ تیری روح قبض کروں تیری اس بیہودہ گوئی
کا جواب دوں تب تو قارن کو غیظ آیا اس بات کے سننے سے بڑا پیچ و تاب کھایا جست کر کے نقاب پوش کے پاس کھڑا ہوا
نقابدار نے کہا کہ لا کیا حربہ رکھتا ہے ابھی تو اپنی خرافات کا مزہ چکھتا ہے قارن نے گرز گراں بار کا اس پر وار کیا نقابدار
[illegible]یا اور شمشیر برق خمیر کمر سے کھینچکر قارن کے سر پر لگائی کہ اُسکی آنکھوں میں اندھیری چھائی ہرچند قارن نے سپر فولادی کو
[illegible]

قارن کا دھاوا کرنا قلعے پر اور پہونچنا دروازے تک اور دروازہ توڑنیکا قصد کرنا کہ دفعۃً نقابدار کا مع چالیس ہزار فوج کے مسلمانوں کی مدد کو آنا اور دو ٹکڑے کرنا ایک وار میں قارن کو مع گھوڑے کے

پناہ سر کیا لیکن اُس تلوار نے صاعقہ کا کام کرکے اسکو دم نہ لینے دیا سپر فولادی کو قرص پنیر کی طرح سے کاٹ کر خود دوسر
کو کاٹ کر بکمال آبداری گردن کی صراحی میں اُتر کر سینے میں بھی نہ اٹکی دیڑھ کی ہڈی کو قلم کرتی ہوئی گھوڑے کے زیر تنگ
سے نکل گئی اُسکے سب اعضا کو دو نیم کرکے برق کیطرح عجب رنگ ڈھنگ سے نکل گئی قارن مع اسپ چار پرکالہ ہوکر زمین
پر گر کے بیجان ہوگیا ایک دم میں بے نام و نشان ہوگیا فوج یہ حال اپنے سردار کا دیکھ کر چار طرف سے نقابدار پر آ گئی
نقابدار کے لشکر نے بھی تلوار کھینچی میان سے شمشیر آبدار کھینچی عمرو نے دیکھا کہ نقاب پوش کا لشکر بہت کم ہے کل چالیس ہزار
سوار ہے اگرچہ ہر ایک جرار ہے لیکن کم اور دشمن میں فرق بیشمار ہے یعنی اُس طرف پونے دو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت ہے اسقدر فوج
کی کثرت ہے جھٹ پٹ اپنی فوج سمیت قلعے سے باہر نکلکر نقابدار کا شریک جنگ و جدال ہوا قارن کے لشکر سے مستعد قتال
ہوا اس روز ایسی لڑائی ہوئی کہ ستر ہزار سوار ہرمز کے لشکر کا کام آیا اور اس طرف کسی نے ایک ہلکا سا زخم بھی نہ کھایا فوج کفار
بھاگ کھڑی ہوئی تمام لشکر میں کھلبلی ہوئی عمرو نے نقابدار سے کہا کہ آپ اپنے نام و نشان سے آگاہ کیجیے اور اپنی تمام کیفیت سے
اطلاع دیجیے کہ حمزہ جسوقت قاف سے آئے تو اُس سے آپکی مروت و جوانمردی کا حال بیان کیا جائے نفس الامر میں اسوقت
قلعے کے لوٹنے اور ہم لوگوں کے مارے جانے میں کچھ باقی نہ تھا مگر آپ نے تشریف لاکے جان بخشی کی گویا ہم لوگوں کو از سر نو زندگی
دی نقابدار بولا کہ جسوقت صاحبقران آئینگے اُسوقت وہ خود ہمارے نام و نشان سے آگاہ ہو جائینگے ابھی بتانا کچھ
ضرور نہیں ہے مجھکو اپنی نمود منظور نہیں ہے تم چین سے قلعہ داری میں سرگرم رہو کسی طرح کے اندیشے کو اپنے دلمیں راہ نہ دو
جسوقت ضرورت ہوگی انشاءاللہ تعالے ایسی اُسیدم پہونچونگا تمھاری پھر مدد کرونگا یہ کہکر نقابدار تو جس طرف سے آیا تھا اسطرف
کو گیا عمرو تمام خیمہ و خرگاہ نقد و جنس فوج ہزیمت خوردہ کا لیکر قلعے میں داخل ہوا اُسکو اللہ کی عنایت سے سب طرح کا اطمینان
فراغ بالی کا حاصل ہوا اب حال ہرمز و فرامرز کا سنیے کہ وہ جو نقابدار سے شکست کھا کر بھاگے بارہ کوس پر جاکے دم لیا
کہیں ایک لحظہ آرام نہ کیا اور بصلاح بختیارک بادشاہ کو تمام احوال لکھا کہ ہم پر گردش فلکی سے اسطرح کا نزول بلا ہوا
سارا لشکر ایک آفت عظیم میں مبتلا ہوا نوشیرواں نے ایک پہلوان نامی کیساتھ خزانہ و خیمہ و خرگاہ اپنے بیٹوں کے پاس
روانہ کیا اور رقعہ میں لکھا کہ اسقدر خزانہ و خیمہ روانہ کیا جاتا ہے اور قریب و بہت عنقریب ایک لشکر جرار تمھارے پاس
آتا ہے خبردار خبردار تم عمرو کا پیچھا نہ چھوڑنا اُسکے مقابلے سے منھ نہ موڑنا ہرمز و فرامرز رقعے کا مضمون دیکھ کر مطمئن ہوے
اور لوٹے مارے بھاگے ہوے سپاہیوں کو جمع کرکے پھر چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے قلعے کے سامنے خیمہ زن ہوے
اب لشکر اسلام کا حال سنیے جب قلعے میں غلہ باقی نہ رہا سبھوں نے عادیکرب سے کہا کہ غلہ تمام ہو چکا گویا اب ہم لوگوں کا کام
تمام ہو چکا جسقدر ہے چار دن سے زیادہ اکتفا نہ کریگا پھر ہر شخص مارے بھوک کے مریگا ابھی سے خواجہ عمرو کو خبر دینا
مناسب ہے اسکی تدبیر بہت جلد لازم و واجب ہے عادی نے کہا کہ تم سب میرے ساتھ چلو اُس سے یہ سب حال بیان کرو
اگر میں اکیلا جاکر اُس سے کہونگا تو وہ یقین نہ لائیگا مجھکو جھوٹا جانیگا اور یہ سمجھے گا کہ شاید کچھ میری غرض اسمیں شامل ہے یہ بات

اُسکے دلمیں راہ پائیگی اور ناحق بدمزگی میرے اور اُسکے درمیان میں آئیگی لشکر بالاتفاق عادیکرب کے ہمراہ عمرو کے پاس گیا اور آذوقہ تمام ہونے کی کیفیت عرض کی اور اہل قلعہ کی پریشانی کی اُسکو خبر دی اور کہاکہ یا تو دروازہ قلعہ کا کھلوا دیجیے کہ ہم حریف کو ماریں اور مرمٹیں یا غلے کی تدبیر کیجیے کہ فاقوں سے ایڑیاں رگڑ کے نہ مریں اپنی زندگانی کو مفت تلف نہ کریں عمرو نے کہاکہ بابا ابھی چار دن کا تو آذوقہ موجود ہے تم چین سے اپنی اپنی جا پر قائم رہو اللہ کی عنایت پر اپنے دل کو مستقل رکھو میں نے زراعت بوئی ہے اُسکے صرف میں بہت دولت کھوئی ہے غلہ تیار ہوتا ہے چند روز میں اناج کا انبار ہوتا ہے فوج تو اپنی اپنی جگہ پر مطمئن ہوکر بیٹھی عمرو کے قول پر اعتماد کیا دل اپنا شاد کیا مگر عمرو نے دریائے فکر میں غوطہ مارا ایک ساعت کے بعد عیاری جو معقول سوجھی خوش و خرم سر کو اُٹھایا اور تدبیر جو اُسکے دلمیں گذری اُس سے بہت حظ اُٹھایا پس لشکر کو ہوشیار کر کے قلعے سے نکلکر کوہستان کے دشت میں گیا اور زنبیل پر ہاتھ رکھ کر کرامات طلب کی اُس سے یہ عجیب صنعت لی یعنی فی الفور چالیس گز کا قد و قامت ہوگیا دو ہاتھ کی داڑھی سفید براق چہرے کے گرد نمودار ہوگئی اسطرح کی ہیئت غریب آشکارا ہوئی اپنی کھڑاؤں پر سوار ہو کے ایک جھولی شیر کی کھال کی بغل میں دبا کر ہرمز کے لشکر اور قلعے کو اجنبیوں کیطرح تکنے لگا باتیں حیرت افزا بکنے لگا ناگاہ کتارہ کابلی عیار کہ بھانجا زوبین کا ہے اسطرف سے نکلا عمرو کی صورت اور قد و قامت دیکھ کر آئینہ وار متحیر ہوا شدت خوف اور رعب سے رنگ اُسکا متغیر ہوا کیونکہ اس ہیئت کا آدمی تو اُس نے کبھی دیکھا نہ تھا لرزاں و ترساں پاس آکر باادب سلام کیا بہت اعزاز و اکرام کیا اور ہاتھ باندھ کے پوچھنے لگا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں اس طرف کس کام کیلیے آئے ہیں اور لشکر و قلعے کیطرف کیا بار بار دیکھ رہے ہیں غضب کی نظر سے بے اختیار دیکھ رہے ہیں عمرو نے کہاکہ تو کون ہے جو پوچھتا ہے تجھ کو اس پوچھنے سے کیا کام ہے تیرا کیا نام ہے بولا بندے نے کہاکہ میں ہرمز کے عیاروں کا سردار اور نوشیرواں کے داماد کا بھانجا کتارہ کابلی مشہور ہوں اور نوشیرواں کی نوازش سے کمال مسرور ہوں عمرو نے کہاکہ سعد ظلماتی میرا نام ہے مجھکو درپیش بڑا ایک کام ہے میں سکندر ظلماتی بادشاہ ظلمات کا چھوٹا بھائی ہوں حمزہ نامے ایک شخص شہپال شاہنشاہ پردۂ قاف کی مدد کو گیا تھا اُسنے بڑا حوصلہ کیا تھا مگر جو عفریت دیو کا سامنا کیا کہاں دیو کہاں آدم زاد ہڈیاں اُسکی ایک ہی وار میں چور ہوگئیں شہپال نے اُسکی ہڈیوں کو ایک چمڑے کے تھیلے میں رکھ کر میرے بھائی کے پاس بھیجا یاکہ تمہاری سرحد سے آدم زاد کی سرحد قریب تر ہے تم سے اس کام کا انجام بسہولت متصور ہے کہ اس تھیلے کو کسی کے ہاتھ نوشیرواں کے پاس بھیجدو کہ وہ ان ہڈیوں کو آدم زاد کے قبرستان میں دفن کرادے ہماری گردن سے یہ بوجھ اُٹھا دے مدت تک تو میرے بھائی نے انتظار کیا کہ اگر کوئی آدم زاد اسطرف آ نکلے تو اُسکے ہاتھ نوشیرواں کے پاس بھیجدوں اس کار خیر کا انجام کروں جب کسی آدم زاد نے مدت تک اسطرف گذر نہ کیا تو میرے بھائی نے حکم دیا کہ تم خود جاکر اس تھیلے کو پہونچا دو اتنا ثواب تمھیں حاصل کرو سو میں دیکھ رہا ہوں کہ یہی قلعہ مدائن کا اور یہی لشکر حمزہ کا ہے یا نہیں اسی خیال میں حیران ہوں اور بہت دنوں سے سرگرداں ہوں کتارہ اس

کیفیت کو سنکر باغ باغ ہو گیا گویا اُسکی مراد کا روشن چراغ ہو گیا کہنے لگا کہ حضرت یہ لشکر نوشیرواں کے داماد اور بیٹوں کا
ہے چلیے میں آپ کو اُنکے پاس لے چلوں اور اُن سے آپ کی ملاقات کرادوں وہ بولا اس سے کیا بہتر ہے اندھا کیا چاہے
دو آنکھیں کتارہ اُسکو خوشی خوشی ژوبین کے پاس لایا اور سب حال سُنایا ژوبین نے بہ تعظیم و تکریم اُسکو کرسی
جواہر نگار پر بٹھلا کے استفسار حال کیا اور اپنے اخلاق و مہربانی سے اُسکو خوشحال کیا اُسنے جو کچھ کتارہ سے کہا تھا
اُسکا اعادہ کیا ژوبین نے بہت سی خاطر اُسکی کر کے کہا کہ وہ تھیلہ کہاں ہے مجھ کو دیجیے اور مجھ سے اُسکی رسید لیجیے
میں بخوبی اُس تھیلے کو بادشاہ کے پاس بھیجدونگا اور یہ سب کیفیت تفصیل وار بادشاہ کی خدمت میں تحریر کروں گا
عمرو نے پوست اژدر کا تھیلا اپنی جھولی سے نکالکر ژوبین کے حوالے کیا اور وہ بار امانت اُسکو دیا اور کہا کہ آپ نے
بڑا بار میرے سر سے اُتارا میں بہت احسانمند ہوا اور آپ کی ملاقات سے کمال خرسند ہوا لو خدا حافظ ہے اب میں
رخصت ہوتا ہوں ہرچند ژوبین نے مبالغہ کیا کہ آپ چند روز مہمان رہ کر اپنے تئیں کسل راہ سے راحت دیجیے اور
ہم لوگوں کے حال پر شفقت کیجیے شاہزادوں کو بھی اپنے جمال منور سے خوش کرنا ضرور ہے ہم کو آپ کا ہر طرح احترام
منظور ہے لیکن عمرو نے اُنکی بات قبول نہ کی اپنے قلعے میں آکر صورت اصلی پر آیا پھر اپنے کو ویسا ہی آدمی بنایا سرداران
فوج نے غلے کا حال استفسار کیا اُنکو یہ جواب دیا کہ بھائی آج تخم پاشی کر آیا ہوں دو تین روز میں جاکر کاٹ لاتا فراغت
سے مزہ اُٹھاتا ژوبین کا حال سنیے کہ اُس کیسے کو لیجا کر ہرمز و فرامرز کو دکھلا کر سعد ظلماتی کے آنے کی کیفیت
اُسکی ہیئت کذائی بیان کی اور اُسکی تمام کیفیت اور صورت سے اطلاع دی ہرمز و فرامرز حمزہ کا حال سنکر
ایسی خوشی میں آئے کہ بدن میں پھولے نہ سمائے لیکن بختیارک ہنسکر بولا کہ مجھ کو اسمیں عمرو کی عیاری معلوم ہوتی
ہے یہ حرفت اُسی کے اطوار سے مفہوم ہوتی ہے لات و منات جھوٹ نہ بلوائے میرے خیال کو راست لائے غلہ قلعے
والوں کے پاس نہیں اسی سبب سے عمرو کے بجا حواس نہیں یہ تدبیر اُسنے غلہ قلعے میں بھرنے کی کی ہے تمکو یہ ابلہ فریبی
ہے کیونکہ اگر نفس الامر میں حمزہ مارا جاتا تو بریزاد عمرو کو آکر خبر دیتے اُسکو ضرور اُسکے حال سے آگاہ کر دیتے اور یہ تو
چالیس گز کا قد تھا عمرو جب چاہے کرامت سے ہزار گز کا قد و قامت بنائے جس طرح کی صورت چاہے بنا کر دکھائے
ژوبین نے کہا کہ اس کیسے پر چار سو بادشاہان قاف کی مہر ہے کیونکر بے اعتبار جانیں اور تیرے خیال باطل کو بے دلیل
مانیں بختیارک نے جواب دیا کہ اس بات کو تم جانو مگر مجھ کو باور نہیں آتا ہے کہ یہ خبر راست ہو اُسکا کہنا بے کم و کاست ہو ژوبین
نے کہا کہ بہرحال خاموش ہو رہا چاہیے اس مقدمے میں کچھ نہ کہا چاہیے میں قلعہ سے خبر منگواتا ہوں وہاں کی بات کا یقین لاتا ہوں
یہ کہکر عیاروں پر تاکید کی کہ قلعے کی سُن گن لیا چاہیے اس خبر کی تحقیق میں بہت کوشش کیا چاہیے عمرو اور سرداران لشکر
کس شغل میں ہیں آیا دلشاد ہیں یا حمزہ کے مرنے کی خبر سنکر مصروف نالہ و فریاد ہیں عمرو کا حال سنیے کہ اُسنے اُسی دن سے
نوبت بجوانی موقوف کی تھی اور ایک سناٹا سا قلعے میں ڈال رکھا تھا ژوبین کے عیار تین دن تک قلعے کے گرد پھرتے رہے

مطلق آگے کی سی چہل پہل نہ پائی اہل قلعہ کی خوش حالی نظر نہ آئی چوتھے دن ثروپین سے جاکر کہا کہ قلعے میں بالکل سناٹا ہے تین شبانہ روز میں ایک وقت بھی نوبت بجنے کی آواز کان میں نہ آئی کسی کی طبیعت خوش نہ پائی نہیں تو پانچوں وقت نوبت قلعے میں بجتی تھی ہر شخص خوشحال تھا سب صورت سے فارغ البال تھا بختیارک نے سنکر کہا کہ اگر یہ امر ہے تو البتہ خالی از علت نہیں ہے کچھ نہ کچھ خلل واقع ہوا ہے شبہہ حمزہ قاف میں ہوا ہر مز و فرامرز و بختیارک و ثروپین جمیع سرداران لشکر کو عید ہوگئی اُنکے دل سے سب پریشانی بعید ہوگئی اور عمرو نے کیا کیا کہ اُس دن آدھی رات کے وقت اپنے تمام لشکر سے کہا کہ تم سب ملکے امیر کا نام لیکر با آواز بلند نوحہ و زاری کرو اظہار بیقراری کرو ہائے صاحبقراں واے صاحبقراں کی صدا بلند ہوئی ہر مز و فرامرز و ثروپین و بختیارک تو کان لگائے ہوئے تھے ان سب کی طبیعت اسکے دریافت کرنے سے بہت خرسند ہوئی قلعگیوں کا واویلا و امصیبتا سنکر مارے خوشی کے اپنے پیراہن میں نہ سمائے شادیانے خوشی کے بجوا کے چھوٹے سے بڑے تک پر امیر کا مرنا ثابت ہوا دوسرے دن عمرو گریباں چاک کر منھ پر خاک مل سر و پا برہنہ سینہ و سر پیٹتا قلعے سے باہر نکلا اور اُسی ہیئت کذائی سے ثروپین کے در خیمے پر جاکر چوبداروں سے کہا کہ بھائی میری خبر شاہزادہ کابل سے کردو میرے حاضر ہونیکی اُسکو خبر دو چوبداروں نے ثروپین سے جاکر کہا کہ عمرو گریبان چاک منھ پر خاک سر و پا برہنہ در خیمے پر کھڑا ہوا روتا اور گڑگڑاتا ہے نہایت باحال پریشان خستہ و زار با دل بیقرار نظر آتا ہے کہتا ہے کہ میری خبر شاہزادہ کابل سے کردو مجھ مصیبت زدہ آفت رسیدہ پر اتنا کرم کرو ثروپین نے کہا کہ بلاؤ اُسکو آنیکی اجازت دو عمرو خیمے میں جاکر ثروپین کے قدموں پر گر پڑا ثروپین بولا کہ عمرو خیر تو ہے کچھ کہہ تو ماجرا کیا ہے تو کس بلا میں مبتلا ہے عمرو نے بصد نالہ و نالہ کہا کہ کیا کہوں میں بے وارث ہوگیا میرا سب سامان عیش و عشرت کھو گیا پانچ دن ہوئے ہیں کہ پریزادوں نے آکر یہ خبر سُنائی گویا مجھے جیتے جی گور جھنکائی کہ حمزہ قاف میں عفریت دیو کے ہاتھ سے مارا گیا اُسکا سر تن سے اُتارا گیا چار دن تک تو یہ راز میں نے افشا نہ ہونے دیا سب لوگوں سے پوشیدہ کیا پر کل پانچویں دن سب پر ظاہر ہوگیا چھوٹا بڑا اس واقعے سے ماہر ہوگیا قلعے میں کہرام پڑا ہے ہر شخص کا اس سانحہ سے حال زار ہے جو ہے وہ اشکبار ہے سو میں اسواسطے آپکے پاس حاضر ہوا ہوں کہ شاہزادوں کے روبرو جانیکا تو منھ میرا نہیں یہ بات میرے دل میں جاگزیں ہے کہ بسبب حمزہ کی رفاقت کے کوئی ایسی بے ادبی نہیں ہے کہ مجھ سے سرزد نہ ہوئی ہو اور گستاخی اور حرکت بیجا میری طرف سے نہ ہوئی ہو مگر اب میں تمہارے حضور میں پہونچا کر کوہستان کے پتھروں سے سر ٹکرا کر مر جاؤں کہ اس زندگی بے لطف سے نجات پاؤں حمزہ سا قدردان کہاں پاؤنگا جو اُسکی خدمت میں حاضر رہونگا اور اُسکا شکر رتبہ شناسی رات دن دل سے کرونگا ثروپین نے عمرو کا سر چھاتی سے لگایا اور بکمال الطاف فرمایا کہ اے عمرو کدھر تیرا خیال ہے اسقدر کیوں تجھ کو ملال ہے میں تجھ کو اپنے گلے کا تعویذ کرکے رکھونگا تیری پاسداری سے کبھی غفلت نہ کرونگا عمرو بولا کہ مجھ کو آپ سے اس سے زیادہ امید ہے کہ آپ خاندان سلاطین سے ہیں اور منتخب بے مثال امیرزادگان روے زمین سے ہیں مگر بختک و بختیارک کی مفسدی سے ڈرتا ہوں اُنکی دراندازی سے خوف کرتا ہوں ایسا نہو کہ وہ آپکو ورغلا کر میری

طرف سے برہم کرکے آپ کو برسر خصومت لائیں اور اپنی کارسازی دکھلائیں ثروبین بولا کہ وہ کیا مال ہیں کہ تجھ کو نظر بد سے دیکھیں
اور تجھ کو کسی طرح کی اذیت دیں یا میرے اور تیرے درمیان میں مداخلت کریں تجھ سے عداوت کریں اور اچھا اگر کچھ چھیڑ کریں
تو اُن کو اسی دم بے بال و پر کردوں اُسکو اور اُسکے مددگاروں کو زیر و زبر کردوں تو جا مہر نگار کو لے آ عمرو نے کہا کہ مہر نگار کو تو
میں اسیوقت لے آتا ہوں مگر یہ اندیشہ کھاتا ہوں کہ سرداران لشکر کاہیکو آنے دینگے کہیں گے کہ ہم نے تیرے کہنے سے
شہزادوں کی خدمت میں بہت بے ادبی کی ہے اُنکو بہت تکلیف دی ہے تو تو مہر نگار کو دیکر اچھا رہیگا ہمیں بُرے ٹھہرینگے
اور ہر شخص ہمیں کو احمق کہیگا ثروبین نے کہا کہ میں اُن سب کو حمزہ سے زیادہ توقیر و عزت سے رکھونگا اور ہر ایک کو
اُسکی لیاقت کے موافق منصب دونگا تو اُنکو سمجھا کر میرے پاس لے آ سب کو یہ مراتب سمجھا کے تشفی دے آ عمرو نے کہا کہ وہ
میرے کہنے کو سچ نہ جانیں گے میری بات ہرگز نہ مانیں گے اگر حضور ایک نوشتہ اُنکے نام لکھدیں تو میں اُنکو لا سکتا ہوں ورنہ
وہ ہرگز نہ سنیں گے کہ میں کیا بکتا ہوں ثروبین بولا کہ ایک نوشتہ کیا بلکہ دس اُسی دم قلمدان منگا کر ایک تشفی نامہ تمام سرداروں
کے نام لکھ کر عمرو کے حوالہ کیا سر مہر اُسکو دیا عمرو نوشتہ لیکر قلعہ میں داخل ہوا اور سرداران لشکر کو دکھلا کر کہا کہ زراعت
تیار ہے کاٹنے والا چاہیے چلو پہلے تو ضیافت کھاؤ اچھے اچھے کھانوں کا مزہ اُٹھاؤ بعد اُسکے جیسا ہوگا ویسا سمجھا
جائیگا جیسا موقع ہوگا ویسا کیا جاویگا سب سردار عمرو کے ساتھ ہوئے مگر مقبل وفادار نے چالیس ہزار سوار سے محافظت
قلعہ کیواسطے وہیں اقامت کی اور سبکی نگہبانی اپنے ذمہ لی ثروبین کا حال سنیئے کہ اُسنے اس ماجرے کو ہرمز و فرامرز سے بیان کیا
بختیارک سنکر بولا کہ لات و منات اگر اپنا فضل کریں تو بڑی بات ہے ہمکو تم کو سب غم و رنج سے نجات ہے ایک دیکھی نہیں تمام سردار
مسلمانوں کے آتے ہیں اور اس قلعے میں سکونت پاتے ہیں مگر میرا دل یہ کہتا ہے کہ جو فتنہ برپا ہو وہ تھوڑا ہے یہ کہکر ثروبین کو
سمجھانے لگا کہ اے ثروبین وہ عیار ہے عمرو بڑا فریبی اور مکار ہے اُسکے فریب میں نہ آ اُسکی چالاکی سے دھوکا نہ کھا کیوں
دیوانہ ہوا ہے یقین جان کہ قلعے میں غلہ ہو چکا ہے اسلیے یہ عیاری اُسنے کی ہے کہ تجھ کو فریب دیکر اپنا کام نکالے اور ہم سب کو
بلا میں ڈالے ثروبین سر بہ جبین ہو کر بولا کہ او بختیارک تو اس امر میں دخل نہ دے میں جانوں اور عمرو جانے تجھ سے بد عقل کی
بات کوئی کیوں مانے وہ پہلے کہہ چکا ہے کہ میرے اور آپکے درمیان میں بختیارک نیش زنی کریگا اور اس کام کے بگاڑنے میں
قدم دھریگا بختیارک بولا کہ یہ وہ کیوں نہ کہیگا میرا اور اُسکا تو ایک ہی دل ہے خیر بہتر ہے میں کچھ نہ بولونگا اب ہرگز اس
مقدمے میں زبان نہ کھولونگا تم جانو اور عمرو جانے اُسے کیا کیجیے جو کسی کا کہنا نہ مانے جب کچھ بد مطلب دیکھونگا میں یہاں سے چلتا
ہونگا ثروبین نے خیمہ میں جا کر سامان دعوت کا تیار کیا اور انواع و اقسام کھانوں کا انبار کیا اور عیاروں کو خبر کیواسطے بھیجا کہ دیکھیں
تو عمرو آتا ہے یا نہیں اور مہر نگار کو اپنے ساتھ لاتا ہے یا نہیں عیار جو لشکر سے باہر نکلے دیکھیں تو عمرو چار سو پہلوان گردن کش
اپنے ہمراہ لیے ہوئے چلا آتا ہے کہ جنکی ہیبت سے دیکھنے والوں کا ہوش اُڑا جاتا ہے عیاروں میں سے اُلٹے پاؤں پھرے اور
ثروبین کو خبر دی کہ عمرو کے ساتھ چار سو پہلوان آتے ہیں اور آپکی ملازمت سے شرف پاتے ہیں ثروبین نے شاہزادوں سے

جا کر کہا کہ عمرو راست گو معلوم ہوتا ہے عیاروں سے معلوم ہوا کہ چار سو پہلوانوں کو ہمراہ اپنے لیے آتا ہے اُن سبکو ہماری
اطاعت کے لیے لاتا ہے بختیارک تو سنتے ہی سن ہوگیا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے معاملہ بیڈھب ہے عمرو کا اس جمعیت کیساتھ
آنا بڑا غضب ہے، اسمیں عمرو مع سرداران لشکر ژوبین کے خیمہ تک آ پہونچا ژوبین استقبال کر کے سرداروں کو خیمہ میں
لے آیا ہر شخص کا علیحدہ حال پوچھا اور اُنپر بہت التفات فرمایا اور ہر ایک سے بغلگیر ہوکے شاہزادوں سے
ملازمت کروائی کرسیہاے مرصع نگار پر بٹھلایا اور سب سے کمال اخلاق سے پیش آیا اور عمرو کی کرسی اپنے پہلو مین بچھوائی
اور اُسکے حال پر سب کی بہ نسبت زیادہ مہربانی فرمائی بعد گفتگوے دوستانہ ساقیان سیمین وش کو بلانے کا حکم دیا اور علی العموم
سب صغیر وکبیر کو مجاز کیا کہ جام وصراحی کو گردش میں لائیں ہر قسم کی اچھی اچھی شرابیں پلائیں عادی کرب بولا کہ اے
شاہزادے مثل مشہور ہے کہ اول طعام بعدہ کلام پہلے کھانا کھلانا چاہیے بعد از تناول طعام شراب پلانا چاہیے کہ شراب
بھی لذت دے اور میکشی سے ہر شخص فائدہ لے حکم ہوتے ہی سفرچی نے دسترخوان بچھایا اور نفیس ونطیف کھانے
روبرو لایا اور بکاول کھانا چننے لگا عادیکرب ہر قاب کو بکاول سے کہنے لگا کہ ادھر رکھ سنتے سنتے بکاول ترش ہوکر بولا
اور غصے میں آکر اپنی زبان کو کھولا کہ حضرت اور بھی کسی کے روبرو رکھوں یا اکیلا آپ ہی کے آگے چنوں عادیکرب بولا کہ
پہلے میں سیر ہولوں پھر جسکے روبرو چاہنا رکھنا خواہ اوروں کو کھلانا یا آپ چکھنا بکاول نے عادی کے آگے قابیں رکھنی
شروع کیں اور جتنی قابیں کھانیکی تھیں سب اسی کے آگے رکھدیں اور عادی کھانے لگا حتی کہ کسی قسم کا کھانا دسترخوان پر
باقی نہ رہا سب عادی چٹ کر گیا ژوبین جو بیٹھا دیکھتا تھا بولا اور بھی کچھ آئے کہ آپ کو بخوبی سیری ہوجائے عادی نے
کہا کہ الموجود شفاء عادی کو فقیر کی دعا ہے فقرا کی خدمت سے یہ کمال حاصل ہوا ہے کہ کتنا ہی کھاؤں سیری نہو کھانے سے
ہاتھ نہ اٹھاؤں ژوبین نے اور دسترخوان منگوائے اور سب عادی کے آگے رکھوائے عادی نے اُن سب کو بھی نوش
کیا اور باقی تک نہ بچا ژوبین نے پھر پوچھا کہ آپ سیر ہوے یا کچھ اور بھی آئے تا کہ آپ خوب کھائیں میرے گھر سے
بھوکے نہ جائیں عادی نے کہا قلیہ اور روٹیاں ہوئیں تو کیا مضائقہ ہے منگوائیے اور بندے کو کھلوائیے فی الفور کئی من
آٹے کی روٹیاں اور قلیہ منگوایا عادی نے اُسکو بھی نوش جان فرمایا ژوبین نے چاہا کہ اور بھی منگوائے اور اُسکے کھانے کا
سب کو تماشا دکھلائے کہ بختیارک نے ژوبین سے کہا کہ اے ژوبین بھلا تو اس پہلوان کا پیٹ بھر سکیگا اسکو تو کبھی سیر
نہ کر سکے گا عمرو نے یہی تو ترکیب کی ہے کہ تمام لشکر کا آذوقہ اسکو کھلا دے اور ہمکو ایک وقت کے کھانیکا محتاج بنادے جب
کھانیکو نہ ملے گا تو آپ سے آپ لشکر بھوک کے مارے پریشان ہوکر اپنی اپنی راہ لیگا ہرمز نے اُسکو آنکھ کا اشارہ دکھلایا اور
عادی سے فرمایا کہ اے پہلوان کھانا دیگوں میں چڑھا ہے ہر ایک باورچی کھانا پکا رہا ہے جبتک وہ تیار ہوں تب تک
جو کچھ بازار سے کھانا منگوا دیا جائے کہ آپکا پیٹ بھوک کی تکلیف نہ اٹھائے عادی بولا کہ حضرت ایسا تو میں بڑ پیٹا بھی
نہیں ہوں کہ آپ کو بازار سے کھانا منگوانے کی تکلیف دوں یہ کہکر ہاتھ دھوئے اور آرام سے جاکر پلنگ پر سوئے

پھر دوبارہ دستر خوان بچھوا کر سب سرداروں کو کھانا کھلوایا ان سب کے لیے اور کھانا منگوایا جب سب کھا پی چکے جام
مے گلگوں کا دور ہوا مجلس کا اور طور ہوا اور گانے ناچنے والے حاضر آئے مطربوں نے گانے کیلیے ساز ملائے آواز
خوش بادہ نوش بادکی محفل میں بلند ہوئی سب حاضرین کی طبیعت خرسند ہوئی باہمدیگر اختلاط کی باتیں ہونے لگیں پیالیاں
شراب کی دلوں کی کدورتیں دھونے لگیں اسمیں ثروبین نے عمرو سے کہا کہ آپکو مہر نگار کے لانے میں کیا تامل ہے اب اس باب
میں نامناسب تساہل ہے عمرو نے کہا کہ سرداران اسلام کہتے ہیں کہ اسطرح سے شاہزادی کو حوالہ کردینا خوشنما نہیں ہے ہم کو
کسی طرح زیبا نہیں آپ بھی اپنے لشکر میں شادی کی تیاری کریں رسوم عروسی کے جاری کریں اور قلعے میں بھی فوج کی دعوت کرکے
بآئین شائستہ شادی کیجائے کہ ہر شخص محفل نشاط سے مزہ اُٹھائے ثروبین نے کہا کہ اس سے بہتر کیا ہے یہ کلام تمہارا بجا ہے
عمرو نے کہا کہ پھر اُسکے لیے کچھ خرچ بھی چاہیے کہ ایسی تقریب میں زر کا کام ہوتا ہے بے زر کے کب سرانجام ہوتا ہے ثروبین
بولا کہ اسکی کیا فکر ہے جو کچھ درکار ہو حاضر و مہیا ہے اور اس جلسے کا اہتمام اپنی طبیعت کے موافق کیجیے سرداران لشکر اسلام تین
شبانہ روز ثروبین کے مہمان رہے بظاہر ممنون احسان رہے اور عمرو حسب لخواہ ثروبین سے خزانہ اور لشکر لیکر قلعے
میں آیا اور حصول زر کثیر کا سبکو مژدہ سنایا اور چھ مہینے کے لائق قلعے میں غلہ بھر کر ثروبین کے پاس گیا کہ آپ اپنے لشکر میں
برات کی تیاری کیجیے بکمال مسرت و انبساط سے داد نشاط دیجیے اور میں بھی قلعے میں جاکر تیاری کرتا ہوں ثروبین نے عمرو کو
مع سرداران لشکر اسلام رخصت کیا اور اُن لوگونکو بھی بہت سا زر نقد اور اسباب امیرانہ دیا عمرو نے آگے سے چوگنا قلعہ تیار کیا
اور سبکو اپنی کارسازی سے خبردار کیا ثروبین سات دن تک اپنے بدن میں اُبٹنا ملوایا کیا اور غذائے نفیس اپنے بدن کی تیاری
اور رنگت کے لیے کھایا کیا ناچ رنگ میں مصروف رہا اور تمام فوج کو مہمان رکھا اور اپنی خاطر کو مہر نگار کے وصل کی امید پر
شادمان رکھا جب سات دن گذر گئے اور عمرو ایک دن بھی ثروبین کے پاس نہ آیا تب یہ پریشان ہوکر گھبرایا بختیارک نے
ثروبین سے پوچھا کہ فرمائیے ایک ہفتہ تو ہوچکا اب برات کب لیجائیے گا اور عروسی کا کب مزہ اُٹھائیے گا ثروبین نے
کھسیاتا ہوکر بختیارک کو گالیاں دیں اور بہت سی ملامتیں کیں اور عیاروں کو عمرو کے پاس بھیجا کہ سات دن تو گذر گئے
اب شادی میں کیا تامل ہے یہاں تو سب طرح کا سامان موجود اور مہیا سب صورت کا تجمل ہے عیاروں نے جاکر دیکھا کہ قلعہ پہلے
سے چوگنا تیار ہے اور اپنے اپنے عہدے پر مستعد ہر سردار ہے عمرو بدستور قلعے بند دروازے پر شامیانہ کے نیچے کرسی جواہر نگار پر
بیٹھا ہوا اپنے کاموں کو انجام دے رہا ہے اور اہل خدمت سے اپنا کام لے رہا ہے عیاروں نے دور سے باادب عمرو کو سلام
کرکے پیام ثروبین کا ادا کیا جو کچھ اُسنے کہلا بھیجا تھا وہ سب بیان کیا عمرو نے یہ پیام بھیجا کہ اب کچھ مہینے تک تجھ کو اور ہر مزد وغیرہ
کو کچھ مال نہیں جانتا اور تمہاری فوج و لشکر کا میں رعب نہیں مانتا اگر جمشید بھی سرداب سے اُٹھ کر آوے اور میرے مقابلہ کو سر
اُٹھائے تو اسکو زمین میں گاڑ دوں وہ تو کیا ہے اگر افراسیاب بھی ہو تو اُسے پہلے داؤں میں پچھاڑوں عیار اُلٹے پاؤں پھر
پھرے اور اگر جو کچھ عمرو نے کہا تھا ثروبین سے کہدیا اور عمرو کی کیفیت سے اُسے آگاہ کیا ثروبین کے طائر حواس اُڑ گئے رنگ

فق ہوا اس حال کے دریافت کرنے سے اسکو بڑا قلق ہوا ہونٹھ چبانے لگا اور پیچ و تاب کھانے لگا کہ اس عیار نے مجھکو بڑی زک
دی مجھ سے بڑی دغا کی یہاں سے مدائن تک مجھکو رسوا کیا لیکن ہولے چپ بیٹھنے کے چارہ کیا تھا کہ اس سے عوض لیتا اور اسکو
سزا دیتا ناچار ہو بیٹھا عمرو کا حال سنیے کہ فیل شدہ واسطے پر بیٹھا سیر بین لگائے چار طرف کی سیر کرتا تھا ناگاہ دیکھا دو جنگلستان
کی طرف پڑی اسکی نظر اس بیابان سے اٹھی دیکھے تو بڑا ہی جنگل ہے تمام بیابان و تنگ جانوروں کا جنگل بہت وارث پوچھا کہ اس
جنگل میں یقیناً درندے بہت ہونگے اسنے کہا کہ البتہ فقط شیر چھ سات ہزار سے کم نہ ہونگے اس کثرت سے شیر کسی جنگل میں فراہم نہ
ہونگے درندے ہر قسم کے اس سے زیادہ ہونگے ایسا جنگل آج تک نظر نہیں آیا اسکے ذکر سے دلمیں ایک خوف سمایا یہ جنگل
سیکڑوں منزل تک ہے اسکی وسعت طولانی میں کیا شک ہے عمرو کو عیاری سوجھی فوراً عیاروں کو بلا کر حکم دیا کہ اس جنگل سے
درخت کاٹ کر تین طرف انبار کر دو اتنی مشقت صرف اختیار کرو اور ایک راہ نکلنے کی ہرمز کے لشکر کیطرف رکھو اور سب طرف کی گذرگاہ
بند کر دو اور ان کٹے ہوئے درختوں میں خوب سا روغن نفط ملکر شام کو آگ لگا دو جہان کو ایک نیا تماشا دکھا دو اور آکر مجھکو خبر
کرو عیاروں نے متفق ہو کر اس صحرا کیطرف قدم اٹھائے اور عمرو کا حکم سب بجا لائے دو پہر رات گذری ہوگی کہ زبانہ آتش
بلند ہو کر شعلہ اسکا کرۂ نار تک پہونچا بلکہ اس سے گذر کر چرخ دوار تک پہونچا درندگان صحرائی مثل شیر چیتا ببر بھیڑیے گیندوا
ارنا گینڈا لنگور چرغ بن مانس آگ کی حدت سے گھبرائے سب ایک جگہ ہجوم لائے تین سمت گھوم کر چوتھی طرف نکلنے کی راہ
پائی وہی ایک راہ انہوں نے نکلجانے کی پائی غٹ کے غٹ غول کے غول ہرمز کے لشکر کیطرف دوڑے جو سامنے آیا اسے کھایا
سیکڑوں آدمی درندوں کا شکار ہوا تمام لشکر آفت ناگہانی سے مجبور و ناچار ہوا فوج ہرمز کی گھبرا گئی سب پر بدحواسی چھا گئی
زرہ کی جگہ زیر جامہ اور زیر جامہ کی جگہ زرہ پہننے لگے گھوڑوں کو جوتنے لگے تو دمچی اور دہانے میں کچھ فرق نہ کیا ایسا
انکو پریشانی نے گھیر لیا تمام لشکر میں غل ہو گیا کہ عمرو نے شبخون مارا الگی آپسمیں تلوار چلنے صبح تک ہزاروں آدمی طعمۂ نہنگ
شمشیر جانگزا اور ہزاروں غذائے درندگان صحرا ہوئے عدم کی طرف راہگرا ہوئے جب صبح ہوئی ہرمز و فرامرز و زوبین
و بختیارک مع سرداران لشکر کہ اس آفت ناگہانی سے بچے تھے لاشوں کے دیکھنے کے واسطے گئے تاکہ معلوم
کریں کہ اپنی فوج کتنی کام آئی اور طرف ثانی کے کتنے سپاہی مارے گئے اور کسقدر شمشیر اجل نے کھائے دیکھیں تو اپنے
ہی سپاہیوں کی لاشوں کے پشتے ہیں بالکل اسی طرف کے کشتے ہیں خال خال جانوران صحرائی بھی مرے پڑے ہیں یہ
بیوقوف آدمیوں کے دھوکے جانوروں سے لڑے ہیں ہرمز و فرامرز و زوبین و دیگر سرداران کمال متعجب ہوئے کہ کیا ماجرا
ہے بڑا غضب خدا ہے بختیارک نے کہا کہ یہ عمرو کی ادنیٰ سی عیاری ہے جو تمپر چپیٹ ماری ہے لات و منات جھوٹ نکلوائے
اسنے جنگلستان میں تین طرف آگ لگا کر اسی جانب کو راہ نکلنے کی رکھی ہے جب شعلۂ آتش بلند ہوا سب جنگل کے جانوروں کو
گزند ہوا تب درندگان صحرائی جنگل سے نکلکر بھاگے ہیں اور جانب تو راہ بھاگنے کی نہیں پائی یہی راہ نکلنے کی انکو نظر آئی
لشکر کیطرف آ گئے اور اہل لشکر کو کھا گئے یہ کہکر عیاروں کو خبر لانیکے واسطے جو بھیجا قول اسکا درست آیا اسکے قیاس کو صحیح پایا

عمرو کا حال سنیے کہ اُسنے جو دوربین لگا کر دیکھا ہرمز کے لشکر کو کمال پریشان و بدحواس ژولیدہ پایا تب اُسکے دلمیں یہ خیال
سمایا عادی کرب سے کہا کہ آج جی چاہتا ہے کہ اس گبرے لشکر پر شبخون ماروں ان مردودوں پر ایک نئی بلا اُتاروں عادی
بولا کہ جو حکم ہوگا بجا لائینگے ہم آپکی اطاعت سے سرِ مو [illegible] عمرو نے کہا کہ تو لندھور کا نام لیکر نعرہ مارنا اور آوازہ [illegible]
پکارنا اور جمیع سرداران لشکر کو اپنے منصوبے کی اطلاع دی اپنے مکنون خاطر سے آگاہ کیا خبر دی سب اپنے کیل کانٹے سے
ہوشیار ہو گئے ہر طرح سے خبردار ہو گئے جب آدھی رات گذری عمرو فوج لیکر قلعے سے باہر آیا اور حریفاں خوابیدہ بخت پر
شبخون لایا عادی کرب نے شمشیر کھینچکر نعرہ مارا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بداند منم رستم دوران خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان
کہاں ہیں ہرمز و فرامرز و زوبین میری ضرب کی چاشنی چکھیں اپنا سر میرے پاؤں پر رکھیں اکثر لوگ جو بڑے تھے عادی
کی تلوار کی چمک دیکھکر گھوڑوں کے آگے جو گھانس کے گٹھے پڑے تھے آنکھیں بند کرکے اُسمیں جا چھپے بعضے ڈیرے خیموں میں
آ چھپے بعضوں نے نعرہ عادی کو رعد سمجھکر کانوں میں روئی دی غرض جسکو جو سوجھی اُسنے اپنی جان بچانے کی تدبیر کی ہرمز
و فرامرز و زوبین و بختیارک بھی خواب غفلت سے بیدار ہوئے نہایت مضطر و بیقرار ہوئے حیرت زدہ ہو کر آپس میں
کہنے لگے کہ لندھور کدھر سے آیا اُسنے یہاں کیونکر گذر پایا بختیارک بولا کہ حضور یہ بھی عمرو کا منصوبہ ہے کہ لندھور کا نام
لیکر شبخون مارا اُسکے فریب سے ہمارا تو دل ہارا الحاصل لشکر اسلام نے کفار کے کشتوں سے پشتے بنائے ہزاروں کافر تہ تیغ کرکے
جہنم میں پہونچائے چار گھڑی رات باقی ہوگی کہ عمرو کو عیاروں نے خبر دی کہ دو بھائی زوبین کے ہماندار کابلی و جہانگیر
کابلی مور و ملخ سے زیادہ لشکر لیکر حسب الحکم نوشیرواں ہرمز و فرامرز کی مدد کو آئے ہیں بڑے دھوم دھام کا لشکر
لائے ہیں چنانچہ سامنے نگاہ کرکے دیکھیے کسقدر طوفان گرد کا نظر آتا ہے کہ وہم و اندیشہ بھی کثرت غبار سے گذرنیکی
راہ نہیں پاتا ہے عمرو نے جو نگاہ کرکے دیکھا تو واقعی گرد کیسی ایک آندھی تیرہ و تاریک چلی آتی ہے نہ نگاہ دوربین اُسکے
دیکھنے سے خیرگی پاتی ہے دیکھتے ہی چھکے چھوٹ گئے شش و پنج کرنے لگا کہ بڑا ستم ہوا آج لشکر اسلام کا بچنا نظر نہیں آتا اس
لشکر کے ہاتھ سے کسی صورت نجات نہیں پایا الٰہی میں حمزہ کو کیا جواب دونگا میں [illegible] میں اُس سے کیا عذر کرونگا چونکہ
عمرو صاحب کرامات تھا کہ جب کوئی عیاری یاد نہ آتی اور اُسکی طبیعت اس فکر میں گھبراتی تو اپنے پشت دست پر چالیس
مرتبہ درود پڑھکر استدعا اور اک عیاری کی کرتا اللہ کی درگاہ سے طلب مددگاری کرتا اُسی دم تین سو ساٹھ عیاریاں جو کبھی
خیال میں بھی نہ گذری ہوتیں یاد آتیں وہ عیاریاں اُسکو مزہ دکھاتیں عمرو نے جونہیں عمل کیا نئی نئی عیاریوں نے ذہن
میں گذر کیا عمرو کو سابق سے بھی عیار تر کیا فی الفور سفید مہرہ بجا کر پہلوانان لشکر اسلام کو پکارا اور یہ آوازہ مارا کہ اے
رستمان زمان قدم معرکہ قتال میں اپنا استوار رکھنا بہادری کا نام برقرار رکھنا آج چاہیے کہ لشکر کفار سے کوئی متنفس جانبر
نہ ہونے پائے سارا لشکر سیدھا جہنم کو جائے بہرام گرد خاقان چین بالشکر زیادہ از مور و ملخ تمہاری مدد کو آپہونچا خوب
سمجھو کہ لشکر ظفر پیکر از طرف خدا پہونچا سامنے جو غبار غلیظ نظر آتا ہے اُسی کی فوج کے قدموں کی بدولت ہے لشکر کفار نے

جو بہرام خاقان چین کی آمدسنی اور گرد و غبار کی کثرت سامنے سے دیکھی دل چھوٹ گیا خوف ہراس سے کلیجہ بیٹھ گیا کہ جو فوج کہ لڑ رہی ہے اس سے تو عہدہ برآ ہو نہیں سکتے اب اس لشکر جرار سے کیونکر مقابلہ کرینگے کیونکہ اول تو یہ لشکر جرار ہے دوسرے کثرت بھی بیشمار ہے سر پر پاؤں رکھکر بھاگے کسی کی یہ جرأت نہ ہوئی کہ تاب مقابلے کی لائے اور انکے سامنے آئے بہرام بختیارک نے منادی کرائی کہ یارو صبح قریب ہے نہ گھبراؤ اور اپنے پاؤں اس معرکہ میں جماؤ تمھیں کیونکر ثابت ہو کہ یہ فوج بہرام کی ہے یہ خبر تم کو کس نے دی ہے شاید تمھاری مدد کیلیے کوئی آیا ہو خدا نے اس لشکر کو بھجوایا ہو مگر اُس دم بوڑھے کی کون سنتا ہے کہ نفسی نفسی کا تھا اپنے اپنے حال میں ہر شخص مبتلا تھا جتنا لشکر بقیۃ السیف تھا تتر بتر ہو کر کسی طرح بھاگا کہیں دم نہ لیا ذرا بھی قیام نہ کیا ہرمز و فرامرز و زروبین و بختیارک بھی فوج کے پھیرنے کے بہانے سے اُنکے پیچھے روانہ ہوئے اپنی جان بچائی یہی بات اُنکے دل میں آئی عمرو نے لشکر کفار کو یہاں تک لوٹا کہ ایک پرکاہ نہ چھوڑا اور جھٹ پٹ مظفر و منصور مع لشکر قلعے میں داخل ہوا سرداران لشکر کو حقیقت حال سے مطلع کیا اور قلعے کو بیشتر از بیشتر مستحکم کر کے باطمینان تمام سب کو آسایش و آرام کا حکم دیا

آنا جہاندار کابلی و جہانگیر کابلی زروبین کے بھائیوں کا ہرمز و فرامرز کی مدد کو نوشیرواں کے حکم سے

محرران خوش فکر کہتے ہیں کہ لشکر کفار بد حواس بھاگا چلا جاتا تھا اور کہیں قرار نہیں پاتا تھا دو تین فرسخ پر ہرکاروں نے خبر دی اور اُنکو اطلاع دی کہ جسکو عمرو نے بہرام کا لشکر قرار دیا تھا اور اُسکی مدد پر بھروسا کیا تھا وہ جہاندار کابلی اور جہانگیر کابلی کا لشکر ہے جسکا کوئی مقابل ہے نہ ہمسر ہے بادشاہ نے فوج کثیر سے شاہزادوں کی مدد کے واسطے بھیجا ہے اب ہر طرح سے اطمینان ہے اللہ کا بڑا احسان ہے اتنے میں جہاندار کابلی اور جہانگیر کابلی بھی پہونچے زروبین سے ملکر شاہزادوں سے ملاقات کی اور اُنکو بہت سی تشفی دی اور کہنے لگے حیف ہے اتنی دیر آپ سے توقف نہ کیا گیا کہ ہم آجاتے اور دشمنوں پر فتح پاتے بختیارک بولا کہ میں ہر چند سمجھاتا رہا اور منع کرتا رہا مگر کسی نے میرا کہنا نہ مانا مجھکو سرا سر احمق جانا مفت میں ہزیمت کی ہزیمت اُٹھائی اور اسباب کا اسباب لٹوایا اور خفت بھی پائی جہانگیر کابلی و جہاندار کابلی بولے کہ خیر جو ہونا تھا سو ہوا اب ہم سر سواری قلعہ لیے لیتے ہیں اور سب اہل قلعہ کو شکست دیتے ہیں یہ کہکر قلعے کی طرف پھرے جب قلعے کی زد پر پہونچے عمرو نے آگ کا مینھ برسانا شروع کیا آتشبازی کے بان اور قارورے لگانا شروع کیا فوج کا تو قدم آگے نہ بڑھ سکا مگر جہاندار و جہانگیر سپروں کی پناہ میں خندق کے پار پہونچکر چاہتے تھے کہ گرز قلعے کے دروازے پر لگائیں اور پھاٹک توڑ کر قلعے کے اندر جائیں کہ نقابدار نارنجی پوش اپنے چالیس ہزار سوار سے آ پہونچا اور اپنے سارے لشکر کو قلعے کے متصل پہونچایا عمرو و شادیانے بجانے لگا کہ اب ان گبروں کا سزا دینے والا آ پہونچا ان سب کفار سے انتقام لینے والا آ پہونچا اسمیں نقابدار گھوڑا جمکا کر خندق پر آ کے للکارا اور ایک نعرہ ہیبت ناک مارا کہ خبردار اے کافرو اگر گرز دروازے پر لگایا تو تم سب جانوگے وہ حال

کر دونگا کہ اپنی صورت نہ پہچانو گے پہلے مجھ سے لڑلو پیچھے قلعے کیطرف متوجہ ہو دونوں بھائی خندق کے پار آئے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر دو طرف سے دونوں نے نقابدار پر حربے اٹھائے نقابدار نے دونوں ہاتھوں سے دونوں کی تلواریں چھین کر کمربند میں ہاتھ ڈال کے دونوں کو اٹھا لیا اور زندہ رہنا نہ انکو دکھا دیا چونکہ اسوقت تک دونوں کی زندگی تھی کمربند ٹوٹ گئے اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئے تب وہ زمین پر گر پڑے انکی فوج گھوڑوں کی باگ لیکر اپنے دونوں سرداروں کو زمین سے اٹھا کر لے بھاگنا مصلحت سمجھی انکی جان بچنے کو غنیمت سمجھی نقابدار مع لشکر فوج کفار پر جا گرا اور کشتوں کے پشتے باندھنے لگا نزدیک تھا کہ فوج کفار کا اُسدم خاتمہ ہو دے ایک شخص بھی امان نہ پائے سارا لشکر جہنم میں جائے بختیارک نے جھٹ پٹ طبل بازگشت بجوایا چلا جانا اُس میدان سے اسکو مصلحت نظر آیا نقابدار تو جدھر سے آیا تھا مظفر و منصور اُدھر کو چلا گیا پھر وہاں ٹھہرنا ضروری نہ دیکھا اور لشکر کفار چشم گریاں دل بریاں اپنے فرودگاہ میں مغموم و محزون پہونچا نہایت خستہ اور بحالت زبوں پہونچا قلعے میں عمرو کو نذریں فتح کی گذریں دربے نے مبارکبادیاں دیں دوسرے دن بھنڈار ی نے عادی سے اور عادی نے عمرو سے کہا کہ غلہ قلعے میں نہیں رہا عمرو بولا کہ اب اگر اور کوئی قلعہ مستحکم میسر آئے تو وہاں چلکر قیام کیا جائے واراب بولا کہ یہاں سے ایک منزل ایک قلعہ نیستاں ہے رشک گلستان ہے اگر ہفت اقلیم کی سپاہ جمع ہو کر چاہے کہ اُس قلعے کو لڑکے اپنے قبضے میں لائے خلاف امکان ہے کہ اُسپر قابو پائے قفل نیستاں اُسکے حاکم کو کہتے ہیں اُس میں سب اُسی مقام کے لوگ رہتے ہیں عمرو نے سرداران لشکر اسلام اور سرہنگ مصری سے کہا کہ میں قلعہ نیستان کی فکر میں جاتا ہوں اور اُسکی تسخیر کی کچھ تدبیر لگاتا ہوں جس روز تم کو خبر پہونچے کہ قلعہ میں نے لیلیا اور اُسپر قبض و دخل کیا اُس شب کو چند محافوں میں لنگور بند بھیڑیے پلنگ باندھ کر ڈومین کے خیمے کے آگے سے نکلنا اور اس صورت سے اس راہ سے چلنا اور پھر نگا کو اور عورتوں سمیت سوار کر وا کے قلعے کی پشت پر دریچہ ہے اُدھر سے روانہ کرنا مگر کوئی اس بات کو پہچان نہ سکے ایسا بہانہ کرنا اور جسقدر جلد راہ طے ہو سکے کر کے قلعہ نیستان میں اپنے کو پہونچانا سب کو لیکر میرے پاس آنا یہ کہکر وہ عیار اپنے ساتھ لیکر قلعہ نیستان کی راہ لی اور اس راز کی کسی کو اطلاع نہ کی دو گھڑی دن باقی ہو گا کہ قلعے پر پہونچا دیکھے تو واقعی قلعہ نہایت مستحکم ہے اُس نواح میں ایسا قلعہ کم ہے حصار کے گرد پھر کر جو دیکھا شاہ دروازہ اور چور دروازہ بند اور خندق کو پر آب پایا کسی طرح سے قلعے کے اندر جانا خیال میں نہ آیا حیران ہوا کہ قلعے کے اندر کیونکر جایئے اس قلعہ پر کس تدبیر سے قابو پایئے اسی فکر میں دو پہر رات گذر گئی ناگاہ پانچ چھ کتوں کو خندق سے نکلکر آتے دیکھا قلعے سے باہر جاتے دیکھا عمرو نے پیٹ بھر کر اُن کو نان و کباب کھلایا بھوک کے مارے نیم جان تھے گویا انکو جلایا کتے جو سیر ہوئے اپنے مسکن کیطرف پھرے عمرو بھی اُنکے پیچھے راہی ہوا قلعہ والوں کے حال سے طالب آگاہی ہوا کتے خندق کے پار جا کر سرہنگ میں گھسے عمرو بھی سرنگ میں داخل ہو کر قلعے کے اندر پہونچا سوا چوکیداروں کے کسی کو جاگتا نہ پایا فی الجملہ اسکو اطمینان حاصل آیا عمرو چوکیداروں کی آنکھ بچا کر زیر قصر قفل نیستانی پہونچا

دبے پاؤں سب کی نظروں سے پنہاں پہونچا ایک درخت عالیشان دیوار کے متصل تھا اُسپر چڑھ کے سقف بالاخانے پر گیا اور اسکی
سیڑھیوں سے اُترکر بارہ دری میں پہونچا جاکر دیکھا کہ **قفل نیستانی** چھپر کھٹ پر بیخبر سو رہا ہے ہر شخص خواب غفلت میں بیخبر
ہو رہا ہے اور خدمتگار بھی جابجا فرش پر پڑے خرّاٹے لے رہے ہیں مگر مومی کافوری بتیاں روشن ہیں سب در و دیوار پر نور افگن
ہیں **عمرو** نے چادر عیاری کو چرخ دیا اور شمعوں کو گل کیا ایک فتیلہ عیاری کیواسطے روشن کرکے نے ہفت بند پہ جو ڑکر چار مثقال
عبیر بیہوشی اُسمیں دیکر **قفل نیستانی** کے پرۂ بینی تک پہونچا کر جو پھونکا عبیر اُسکے دماغ میں پہونچا وہ فوراً چھینک مار کے
بیہوش ہو گیا اُسکی تاثیر سے بیخود اور مدہوش ہو گیا **عمرو** نے اُسکو زنبیل کے سپرد کیا گویا اس جگہ سے غائب کر دیا اور آپ
اُسکی صورت بنکر چھپر کھٹ پر سو رہا جو کام اُسکو کرنا تھا اُس سے فارغ ہو رہا جب صبح ہوئی منہ ہاتھ دھوکر تخت پر کمال
شان و شوکت سے جلوس فرمایا خود اپنے تئیں **قفل نیستانی** بتایا ارکان دولت جو حاضر ہوئے اُنسے کہا کہ **مہر نگار** دختر
نوشیرواں مجھپر عاشق ہوئی ہے میری ملاقات کیلیے جان و دل سے شائق ہوئی ہے کل اُسنے ایک اشتیاق نامہ مجھکو بھیجا تھا سو
میں نے اُسکو طلب کیا ہے اُسکے آنیکیلیے بتکلف حکم دیا ہے خبردار خبردار جسوقت اُسکی سواری آئے کوئی دربان اُسکو روکنے نپاوے
داروغہ شاہ دروازہ قلعے کے دروازے کو بے بھیرے کہے کھولکر اُسکو ہمراہیوں سمیت قلعے میں آنے دے میری ملاقات سے
اُسکو حظ اُٹھانے دے بعضوں نے تو قبول کیا مگر بعضوں نے عذر کیا اور اُسکو یہ جواب دیا کہ اُسکے ساتھ **عمرو** عیار ہے وہ بڑا چالاک
اور مکار ہے وہ اسیطرح سے قلعوں کو لے لیتا ہے عیاری کرکے لوگونکو زک دیتا ہے **عمرو** نے سنکر انکو قید کیا اور داروغہ شاہ دروازے
کو بہ تاکید کرکے دروازہ کھولنے اور اُسکے چلے آنے کا بے تامل حکم دیا واضح ہووے کہ **عمرو** خود عیار دنکو دروازے کے باہر چھوڑ آیا
تھا اور اُنکو یہ سب بھید بتا یا تھا اُنھوں نے اس حکم کی خبر پاکر معلوم کیا کہ **عمرو** حاکم قلعہ کا ہوا اور قلعہ اُسکے قبضے میں آیا اُنسے اپنے
مقصود پر ہاتھ پایا دربان سے کہلا بھیجا کہ خسرو سے عرض کرو کہ دو عیار ملکہ **مہر نگار** کے پاس سے آئے ہیں کچھ اُسکی طرف سے
پیغام لائے ہیں **عمرو** نے اُنکو بلوایا اور گوشے میں بیٹھ کر اُن سے یہ مشورہ درمیان میں لایا کہ تم جاؤ **سر ہنگ مصری** و سرداران
سے کہنا کہ جسطرح سے میں سمجھا آیا ہوں اور جو باتیں سکھا آیا ہوں اُسیطرح آج شبکو اسطرف روانہ ہوں اسمیں تاخیر نہ کریں اور
کسی طرح سے نہ ڈریں تیز قدمی سے آئیں میری کارسازی مشاہدہ فرمائیں فضل الٰہی سے قلعے پر میں مسلط ہوا اور سب
اہل قلعہ میرے تابع فرمان ہیں سب مشکلیں آسان ہیں وہ عیار رخصت ہوکر پہر دن رہتے رہتے قلعہ **گرگستان** میں پہونچے
اور **عمرو** کا حکم **سر ہنگ مصری** اور سرداروں کو سنادیا اُن سب باتوں سے آگاہ کیا وہ لوگ فوراً تیاری میں مصروف
ہوئے سب تردد دل سے موقوف ہوئے ڈیڑھ پہر رات گئے چند محافوں میں دو رندے باندھ کر اُس دروازے سے
جدھر **ژوبین** کا خیمہ ایستادہ تھا ہمراہی چند عیار روانہ کیے اور **مہر نگار** وغیرہ کو سوار کرکے جس دروازے سے **عمرو** گیا تھا
لشکر اسلام کے ساتھ لے نکلے محافوں کو قلعے سے نکلتے ایک عیار نے جو دیکھا دوڑ کر **ژوبین** کو خبر دی اور **مہر نگار** کے روانہ
ہونیکی اُسکو اطلاع کی **ژوبین** خشاش بشاش اپنے خیمے سے باہر آیا اور محافہ جو پر تکلف اور سب کے آگے تھا اُسکو دوڑ کے

پکڑ کر پردہ جو اُٹھایا تو اُسمیں ایک بدصورت زشت چشم بڈھا پایا اُسکے دیکھنے سے اُسکے دل میں بڑا خوف سمایا چیخ مار کر بھاگا مگر ثقو
تو حکم دیا کہ سب محافوں کی تلاشی ہو اب سب کو خوب دیکھو جسنے جس محافے کا پردہ اُٹھایا اُسمیں ایک رند دیکھا سب کے
سب محافے چھوڑ کر بھاگے اُن سب محافوں سے مارے ڈر کے اپنا منہ موڑ کر بھاگے اُسمیں ایک عیار نے ثروبین کو خبر دی
کہ قلعہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے کوئی آدمی نظر نہیں آتا ہے اسمیں کسی بشر کا نشان نہیں پاتا ثروبین نے یہ بات سنتے ہی گھوڑا طلب
کیا سواری کے تیار ہونیکا حکم دیا اور سوار ہو کر بگٹٹ گھوڑے کو بھگایا اپنے تئیں محافے تک پہونچایا مہرنگار کا حال سنیے
کہ اثنائے راہ میں محافے سے نکلکر نقاب منھ پر ڈالکے گھوڑے پر سوار ہوئی تھی محافے کی سواری سے بیزار ہوئی تھی ثروبین
جو اُسکے متصل پہونچا گھوڑے سے کود کے اُسکے گھوڑے کا شکار بند پکڑ کے خوشامد کرنے اور اپنا عشق جتانے لگا اپنے عشق
اور شیفتگی کا حال سنانے لگا ہرچند وہ مانع ہوئی لیکن یہ کب مانتا تھا اسمیں اپنا حصول مقصد جانتا تھا آخر مہرنگار نے
دق ہو کر ایک نیمچہ غلاف سے نکالکر اُسکے سر پر مارا کہ پیشانی دو پارہ ہو گئی تب تو وہ نامرد بھاگ کر دور جا کے کھڑا ہوا اُسکو زخم کا صدمہ
بہت بڑا ہوا مہرنگار نے ایک تیر زہ کمان میں جوڑ کر چلہ لگایا اُس بیہودہ گو کو اپنے تیر کا نشانہ بنایا ثروبین اپنی دانست
میں خالی دینے کو پھرا کہ تیر کی زد سے بچ جائے اور دوسرا زخم نہ کھائے مگر تیر زرہ کو توڑ زیر جامے میں گھس گیا تو چلا کر بھاگا
اس عرصے میں لشکر اسلام بھی جا پہونچا مہرنگار کو لیکر خوشی خوشی قلعہ نیستان میں داخل ہوا عمرو کو دشمنوں کیطرف
سے ہر طرح کا اطمینان حاصل ہوا جسنے اسلام قبول کیا اُسنے جان کی امان پائی جسنے انکار کیا اپنی جان گنوائی بارے
ایک ہی ساعت میں نیستان میں اہل اسلام کا دخل و بندوبست ہو گیا دشمنان اسلام کا سب حوصلہ پست ہو گیا بعد اسکے عمرو
نے قفل نیستانی کو زنبیل سے نکالا اور اُسکا حال خوب دیکھا بھالا پھر کہا کہ تو خدائے وحدہ لاشریک کے بارے میں کیا کہتا ہے
مسلمان ہوتا ہے یا اپنے اُسی دین پر قائم رہتا ہے اُسنے دیکھا کہ قلعہ تو جا چکا جان بھی مفت جاتی ہے رہائی کی صورت کسیطرح
نظر نہیں آتی ہے کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوا اللہ کی توفیق اور عمرو کی کوشش سے اُسکے نصیب ایمان ہوا عمرو نے
اُسکو گلے لگا کر کہا یا بابا تمہارا قلعہ تمکو مبارک رہے مجھکو تمہارے قلعے اور ملک سے کچھ سروکار نہیں میں ہرگز تمہارے درپے آزار
نہیں میں چند روز تمہارا مہمان ہوں بعد ازاں جہاں مقدر لیجائیگا وہاں جاؤنگا چونکہ اب مجھ سے اور تم سے ایک سابقہ ہو گیا
بعد فراغت کے اپنے امور سے ایک مرتبہ پھر تمہاری ملاقات کو آؤنگا یہ کہکر قلعے کو مثل طاؤس ان طناز تیار و آراستہ کر کے بدستور
فیلبند دروازے پر شامیانہ اطلس چینی کا کھینچکر اُسکے نیچے کرسی جواہر نگار بچھا کے بخاطر جمعی تمام بیٹھا اپنی کارسازی سے سرخرو
ہو کر نیکنام بیٹھا ثروبین کا حال سنیے کہ درد زخم سے بیہوش ہو کر اثنائے راہ میں گھوڑے پر سے گر پڑا اور گھوڑے نے جنگل
کی راہ لی اپنے مالک کے ساتھ کچھ وفاداری نہ کی ہرمز و فرامرز بھی قلعے کا خالی ہونا اور ثروبین کے بھاگنیکا حال سنکے مع
جہاندار کابلی و جہانگیر کابلی لشکر اسلام کے پیچھے روانہ ہوئے کہ اگر قابو پائیں تو مسلمانوں سے انتقام لیں اثنائے راہ میں
ثروبین کو زخمی و بیہوش پڑا دیکھ کر بہت متاسف ہوئے کہ عمرو نے اُسکے ساتھ کیسی حرکت نامناسب کی اور اُس کو

سخت اذیت دی آخر اُسکو اُٹھا کر محافے میں لٹا کے لیگئے کہ اُسکی دوا کریں کہ اس زخم بیجا کی تکلیف سے نجات پائے اپنی حالت اصلی پر
آئے عیاروں سے معلوم ہوا عمرو مع لشکر اسلام قلعہ نیستان میں داخل ہوا چار ناچار قلعے کی زد سے بچکر خیمہ لگائے کہ آتشبازی
کی بلا اُن تک نہ آئے جب عمرو نے دیکھا کہ لشکر کفار فروکش ہوا تب عمرو کے دلمیں یہ خیال آیا کہ اب کچھ اور عیاری کیجیے اور اُنکو
نئی زک دیجیے کسی جراح کی صورت بنکر کسوت جراحی بغل میں دبا ثرومین کے خیمے کیطرف سے نکلا عیاروں نے ثرومین کو خبر دی
کہ ایک جراح جاتا ہے وہ اس فن میں بہت کامل نظر آتا ہے اُسنے کہا کہ جلد اُسے لاؤ عیار عمرو کو بلا لیگئے ثرومین نے
اپنے زخموں کو دکھلایا اپنی مصیبت کا سب قصہ سُنایا اور کہا کہ اے جراح جسقدر جلد ممکن ہو مجھکو اچھا کر میں بہت سا
انعام تجھکو دونگا اور بہت خوش کرونگا عمرو بولا کہ پیشانی کا زخم تو ایسا نہیں ہے کہ جلد اچھا نہ ہو لیکن دوسرا زخم کاری ہے اسکا
اچھا کرنا بڑی دستکاری ہے اگر اذیت اپنے اوپر گوارا کرو اور تھوڑی تکلیف کے متحمل ہو تو ایسی استادی کروں پانچ پہر میں اچھا کردوں
ثرومین نے کہا کہ مجھکو اذیت قبول ہے کہ اس رنج سے میری خاطر بہت ملول ہے عمرو بولا کہ اگر ایسی مرضی ہے تو اپنے آدمیوں
کو حکم دیجیے کہ ہر چند کسی کو پکاروں اور نعرۂ پر درد ماروں پانچ پہر تک کوئی میرے پاس نہ آئے میرے شور و غل کو اپنی خاطر
میں نہ لائے ثرومین نے اپنے شاگرد پیشہ اور رفقا کو یہی حکم دیا جتنے تھے سب خیمے سے الگ ہوگئے اور خیمے کے پردے ڈالدیے
سب آدمی باہر نکال دیے عمرو نے ثرومین کو چینجا کر کے اوندھا باندھا اور اُس زخم کو استرے سے چیر کر اور بھی گہرا کیا
اور ہڑتال چونے میں ملا کر بتیوں میں لپیٹ کر اُسکے زخم میں دہ بتیاں رکھدیں اور اوپر سے ہڑتال اور چونے کا مرہم
بھر دیا اُسکو اور بھی مجروح کر دیا ثرومین سوزش کے مارے چلانے لگا اور بڑا شور و غل مچانے لگا باہر کے آدمیوں نے جانا کہ
جراح اپنے کام میں مصروف ہے اسوقت میں جانا نہ چاہیے کہ ہمکو پہلے ہی منع کیا ہے اور نہ جانے کا حکم دیا ہے کوئی اُسکا فریادرس
نہ ہوا آخر ثرومین اس صدمہ سے بیہوش ہوگیا عمرو نقد و جنس خیمے سے اُٹھا کر زنبیل میں رکھ خیمے کا پائزہ نکال اپنے قلعہ میں آیا
اتنا اور زر و مال اُسنے پایا جب بعد پانچ پہر کے لوگ خیمے میں گئے ثرومین کو اس حال خراب میں پایا نہایت کرب و اضطراب
میں پایا دیکھکر کمال متاسف ہوئے جھٹ پٹ اُسکے ہاتھ پاؤں میخوں سے کھولے حیرت میں آکر خاموش ہو رہے کچھ نہ بولے
اور اُسکے زخموں کو دھوکر کافور کے پھائے لگانے ہر قسم کے مجرب مراہم بنائے دوسرے دن ثرومین کو ہوش آیا اور مصیبت
سے کچھ اُسنے افاقہ پایا بختیارک نے سنکر کہا کہ وہ جراح نہ تھا عمرو تھا کہ اُسنے عیاری سے جراح بنکر ثرومین کا یہ حال بنایا
اُسکے سر پر آفت لایا اسمیں خبر پہونچی کہ حکیم مجدک کو بادشاہ نے با خزانہ و تحائف بھیجا ہے عنقریب آیا چاہتا ہے شاہزادوں
کی شرف ملازمت پایا چاہتا ہے ہرمز و فرامرز بہت خوش ہوے اور اُسکے استقبال کے واسطے جہانگیر کابلی و جہاندار کابلی
کو بھیجا اُنکے ہمراہ بہت سے سرداران جری کو بھیجا جب یہ خبر عمرو کو پہونچی اُسی دم ثرومین کے عیاروں میں سے ایک کی
صورت بنکر آپ بھی روانہ ہوا کہ وہاں بھی پہونچکر کچھ کارسازی کرے اُنسے بھی دغابازی کرے پانچ کوس کے قریب گیا
ہوگا کہ سواری حکیم مجدک کی دکھائی دی اُدھر سے جہانگیر و جہاندار کابلی بھی پہونچے تینوں آدمی سواریوں سے

اتر کر بغلگیر ہوئے باہم شکر و شیر ہوئے باتیں اختلاط کی کرتے ہوئے خیمے کی طرف رواں ہوئے آپس کی ملاقات سے بہت خرم و شاداں ہوئے عمرو نے دیکھا کہ سوائے سواریوں کے کچھ بار برداری نظر نہیں آتی ہے فقط حکیم ہی کی سواری جاتی ہے شاید اسباب پیچھے چلا آتا ہے انکا شاگرد بیٹا اپنے ساتھ لاتا ہے اُسی جا ٹھہر رہا کسی سے کچھ نہ کہا چار گھڑی رات آئی ہوگی کہ اونٹ اور چھکڑے خزانہ سے لدے ہوئے پانچ سو سوار کی محافظت میں پہونچے ہرگاہ کہ وہ لوگ عمرو کے قریب آئے عمرو اُن کو دیکھ کے مارے خوشی کے جامے میں پھولے نہ سمایا ایک سوار سے پوچھا کہ افسر تمہارا کون ہے اُس کا کیسا نام و نشان ہے کس صورت کا انسان ہے اُسنے کہا کہ وہ کلاہ نمدہ سر پر رکھے ہوئے چلا آتا ہے یہی سب مراتب حفاظت کے بجا لاتا ہے عمرو نے اُسکو جا کر سلام کیا اور کہا کہ میں بڑی دیر سے تمہارا منتظر تھا تم کو جو آنے میں دیر لگی اس سبب سے کمال منتشر تھا شاہزادوں نے مجھے بھیجا ہے کہ تو جلد جا کر خزانہ اور اسباب جو آتا ہے براہ محفوظ لا ایسا نہ ہو کہ عمرو خبر پا کر دست برد کرے اس سب مال کثیر کو خورد و برد کرے اور تم سب کو ملک الموت کے سپرد کرے اور اگر رات زیادہ ہو جائے تو رات کی رات اُسی جا مقام کریں صبح کو وہاں سے چلیں سب لوگ بولے کہ اچھا تو ہے اسوقت یہیں مقام کیا جائے سب کو ٹھہرنے کا حکم دیا جائے کہ تھکے ماندے بھی ہیں صبح کو یہاں سے روانہ ہونگے یہاں کی شب باشی میں کچھ خوف خطر نہیں رہزنوں اور چوروں کا ڈر نہیں افسر نے اسی مقام پر قیام کیا عمرو نے کہا کہ میں جا کر شاہزادوں کو خبر کروں تمہارے حال سے اطلاع دوں سب بولے کہ بہتر ہے آپ تشریف لیجائیے اور یہ سب کیفیت شاہزادوں کو سنائیے عمرو نے چند عیار اپنے جنگل میں لگا رکھے تھے آتے ہی انکی صورت تبدیل کر کہاروں کی صورت بنا کے چند خوان نقل کے شیرہ بیہوشی سے جو بنائے تھے اُنکے سروں پر رکھوا کے آپ سپاہی کی صورت بنکے محافظان خزانہ کے پاس آیا اور اُنکو یہ مژدہ سنایا کہ شاہزادوں نے یہ خوان تمہارے نقل کرنے کیواسطے بھیجے ہیں کہ اُنکو کھاؤ اور راہ کی بھوک سے ذرا تسکین پاؤ نگاہبانوں کے افسر نے سب کو تقسیم کر کے اپنا حصہ آپ نوش فرمایا کسی طرح کا وسواس اپنے دل میں نہ لایا غرضکہ کوئی ایسا نہ تھا کہ اس نعمت سے محروم رہا ہو جب سب کے سب اُلٹ ہوئے دارو بیہوشی کی تاثیر سے ہوش و حواس ہرن ہوئے عمرو نے تحائف اور خزانہ صندوقوں سے نکالکر زنبیل کے سپرد کیا اور کنکر پتھر مرے جانوروں کی ہڈیاں صندوقوں میں بھر کر بدستور قفل دیا اور قلعے میں جا کر چین سے آرام فرمایا اتنا خزانہ اور اسباب بے مشقت و رنج پایا جب صبح کو وہ غفلت زدہ ہوش میں آئے وہاں سے اُٹھ کر پہر دن چڑھتے چڑھتے لشکر میں داخل ہوئے شاہزادوں کے لشکر میں شامل ہوئے ہرمز و فرامرز نے صندوق منگوا کر حکیم مجدک سے کنجیاں لیکے قفل کھلوائے اُسمیں عجیب و غریب تماشے نظر آئے دیکھیں تو کنکر پتھر مرے جانوروں کی ہڈیاں بھری ہوئی ہیں اور بجائے اشرفی اور جواہرات کے ایسی چیزیں اہیات دھری ہوئی ہیں بختیارک بولا کہ نفس الامر میں عمرو سا چالاک عیار دنیا میں کم ہوگا چالاکی اور فریب دینے میں ایسا کون بنی آدم ہوگا شوہین کی وہ صورت بنائی لشکر کو وہ خرابی دکھائی شاہزادوں نے نگہبانان خزانے سے پوچھا کہ تم سے اور کسی شخص اجنبی سے رات کو ملاقات ہوئی تھی ایسے آدمی سے کہ بصورت عیار تھا کچھ بات ہوئی

تھی اُن لوگوں نے عرض کی کہ اور تو کوئی نظر نہیں آیا مگر پہلے جس عیار کو شرومین نے رہنمائی کیواسطے بھیجا تھا اُسے البتہ ہم نے
وہاں پایا تھا کہ ہم نے راہ کی ماندگی کا عذر کر کے اسی جا پر قیام کیا اور اُسکی صلاح سے رات کو وہیں آرام کیا بعد اُسکے ایک
یساول حضور سے نقل کے خوان لیکر گیا تھا اُسکے ساتھ کئی کہار خوان بردار تھے وہ سب کے سب صاحب سلیقہ اور ہوشیار تھے
بختیارک بولا کہ پہلے جو عیار ملا تھا وہی عمرو تھا اور بعد اُسکے جو یساول خوان نقل کے لیکر گیا تھا وہ بھی وہی مکار تھا قید کرنے
کے سزاوار تھا شاہزادوں اور سرداروں کو بڑا رنج ہوا کہ مفت میں تلف اتنا گنج ہوا لیکن کیا کریں کہ مجبور تھے اُسکے انتقام سے
معذور تھے سوائے اسکے کچھ چارہ دکھائی نہ دیا کہ ایک عریضہ میں یہ سب حال لکھکر بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا

پناہ لینا عفریت دیو کا طلسم شہرستان زریں میں اپنی ماں ملعونہ جادو کی صلاح سے

اب جبتک اس داستان پر پھر آؤں دو کلمے داستان زلزلہ قاف کوچک سلیمان صاحبقران گیتی ستان امیر ابوالعلا
حمزہ کے سناؤں قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے کہ مقابل اہرمن پدر عفریت جو صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہوا اور نہایت
ذلت سے موا عفریت اُسکے سوگ میں بیٹھکر مصروف نالہ وزاری ہوا ایک دریا آنسوؤں کا اُسکی آنکھوں سے جاری ہوا
شہپال نے صاحبقران کی خاطر کے واسطے ایک ہفتہ محفل جشن گرم کی اور اُسکو سامان بایستہ سے ایسی آرایش دی
کہ جو اُسکو دیکھے شیفتہ ہو جائے سو جان سے فریفتہ ہو جائے آٹھویں دن صاحبقران نے شہپال سے کہا کہ قبلہ عالم معلوم
نہیں ہوتا کہ عفریت کا کیا ارادہ ہے اب وہ کس بات پر آمادہ ہے آیا اسیطرح کان میں تیل ڈالے بیٹھا رہیگا یا لڑائی کے
باب میں کچھ کہیگا بہر حال اگر وہ طبل جنگ نہیں بجواتا اور برسر مقابلہ نہیں آتا تو حضور ہی بجوائیں لیں بنا رعب و دبدبہ اُس کو
دکھائیں میں اٹھارہ دن کا وعدہ کر کے آیا تھا سو اُسکو اسقدر عرصہ ہو گیا خدا جانے کہ میرے متعلقین و متوسلین کا کیا
حال ہوگا اُنکو میری کیفیت دریافت نہونے اور وعدہ پر نہ پہونچنے سے کسقدر ملال ہوگا ایک تو میرے رنج میں مبتلا
ہونگے رات دن مشغول نالہ و بکا ہونگے دوسرے نوشیرواں سا بادشاہ برسر عداوت ہے اُس سے مقابلہ کرنیکی کس میں
طاقت ہے شہپال نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا ساز و سامان جنگ و جدال کا مہیا کیا حکم ہوتے ہی نوبتیوں نے بارہ سو
جوڑی سونے اور بارہ سو جوڑی چاندی کی نکالکر زیردوں کو سینگ بھوں پر چھاپ دے پانی کے دیئے چوبیں لگانا شروع
کیں باجوں کی آواز سے پہاڑوں اور زمین کو ہلانا شروع کیا چونکہ یہ نقارہ خانہ سلیمانی ہے اسکی آواز تین منزل تک
جاتی ہے اور کسی باجے کی آواز اُسکو کب پاتی ہے عفریت تو نزدیک ہی تھا اُسنے جو آواز طبل جنگ کی سنی اور نفیر شور انگیز
اس ڈھنگ کی سنی کان اُسکے کھڑے ہوئے حواس پریشان ہو گئے ہمراہی بھی اُسکے ہراساں ہو گئے جو اخیوں سے اپنے
کہنے لگا کہ ہنوز میں نے اپنے باپ کے ماتم سے فراغت حاصل نہیں کی اس الم مفرط سے ابتک دل کو تشفی اور تسکین نہیں ملی
اور اُسنے طبل جنگ بجوایا برسر میدان آیا یقیناً یہ آدمی میرا آکشدہ ہے بیشک میرا اذیت دہندہ ہے یہ کہکر خوب رویا اور

آنسوؤں سے اپنا منھ دھویا ایک دیو تیز پرواز کو اپنی ماں کے بلانے کیواسطے بھیجا وہ ملعونہ کہ نام اسکا ملعونہ جادو ہے
ایک ہی جادوگرنی ہے سحر سامری کو لڑکوں کا کھیل سمجھتی ہے سنتے ہی آندھی کے مانند آپہونچی گویا کہ آسمان سے ایک بلا پہونچی
عفریت اُسکے گلے لپٹ کر خوب زار زار رویا قطرہائے اشک سے موتیوں کا ہار پرویا اور احوال صاحبقران کا سب
بیان کیا وہ راز مخفی سب عیاں کیا وہ بولی کہ حقیقت میں یہ آدمی جو شہپال کی مدد کو آیا ہے تیری جان کا دشمن ہے بلکہ سب
دیوان سرکش کے خاندان کا دشمن ہے اسلئے بہتر یہ ہے کہ شہرستان زرین میں جو میں نے طلسم بنایا ہے اُسمیں چلکر رہ جب
یہ آدمی پردہ دنیا پر جا چکے گا اُسوقت پھر شہپال سے سمجھ لیں گے اُسکو اس بے اعتدالی کی سزا دینگے عفریت کو اپنی ماں کی
رائے بہت پسند آئی یہ تدبیر اُسکو دل سے بھائی اُسی دم اُس ملعونہ کے ساتھ طلسم شہرستان زرین کی راہ لی اور کسی کو اپنے
قصد سے اطلاع نہ کی سب لشکر اُسکا تباہ ہو گیا عفریت کا برباد سارا حشم و جاہ ہو گیا کتنوں نے اپنی اپنی راہ لی اور
اکثروں نے بایکدیگر صلاح کی کہ شہپال ہمارا خداوند قدیم ہے مرد با مروت صاحب اخلاق سخی اور کریم ہے چلکر قصور معاف
کرائے اُسکے حضور میں اجازت حاضر ہونیکی لیجیے اور اُس سے جدا رہنے کی بہت سی معذرت کیجیے بالآخر جب زنگی شب نے رومی روز
سے شکست کھا کر فرار کو قرار پر ترجیح دی اور آفتاب عالمتاب نے تیغ نور سے تاریکی عالم زائل کی شہپال و صاحبقران تخت پر
سوار ہو کے مع فوج میدان مصاف کیطرف چلے اثنا راہ میں جنوں نے بادشاہ کو خبر دی اور اس امر کی اطلاع کی کہ عفریت
مردود صاحبقران زماں اور شاہنشاہ قاف کے خوف سے طبل جنگ کی آواز سنکر رات ہی کو بھاگ گیا اُسنے ہرگز تاب و طاقت
مقابلے کی نہ پائی اُسکا باپ کیا مارا گیا گویا اُسپر قیامت آئی اور لشکر اُسکا مثل بنات النعش پریشان ہو کر اپنی اپنی راہ
چلتا ہوا اور چند گروہ داغ انفعال اپنی جبین پر نقش کر کے بامید عفو جرائم پارینہ از سر نو اطاعت کیواسطے حاضر آئے
اس بارگاہ سلطان پر دست بستہ کھڑے ہوے کمال انفعال و ندامت سے سر جھکائے ہیں بادشاہ اس مژدہ کو سنکر خوش و
خرم ہو کے صاحبقران پر سے زر و گوہر نثار کرتا ہوا قلعہ گلستان ارم میں داخل ہوا اس خوشخبری سے کہ فوج عفریت کی
تیری اطاعت کیواسطے موجود ہوئی اُسکو کمال سرور حاصل ہوا جہاں تک عمائد قاف تھے سبھوں نے شہپال کو نذر دی
اور صاحبقران پر سے زر و جواہر تصدق کیا کئی دن تک جشن شاہانہ برپا رہا ہر شخص ایسی بزم مسرت فزا سے سبطرح کا مزہ
لیتا رہا بعد اختتام جشن امیر نے شہپال شاہ سے کہا کہ اب مجھکو رخصت کیجیے از راہ عنایت جانیکی اجازت دیجیے میرا بڑا
حرج ہوتا ہے متعلقوں کے حال نہ دریافت ہونے سے میرا دل بہت پریشان ہوتا ہے شہپال شاہ نے کہا یا صاحبقران میرا
اور آپکا یہ اقرار ہے کہ عفریت کو مار کر تشریف لیجائینگے اس کام کے فراغت کے بعد آپ جانے کی فرصت پائینگے سو عفریت ابھی مارا نہیں گیا
اگر آپ بے مارے عفریت کے تشریف لیجائینگے اور اُسکو اپنی شمشیر اسلام سے جہنم میں نہ پہونچائینگے بعد آپ کے جانے کے وہ
پھر سر اٹھائیگا اور مجھکو ضرورت ہوگی کہ آپ کو پھر تکلیف دوں اور وہاں سے پھر بلاؤں اس سے یہی بہتر ہے کہ آپ
عفریت کو قتل کر کے پردۂ دنیا کو تشریف لیجائیں کہ ہم سب اسکے شر سے راحت پائیں بعدہ میں آپ کو بہت جلد پہونچا دونگا

اور خوشی سے رخصت کرونگا امیر نے سر نیچے کرلیا اور بعد ایک ساعت کے شہپال کو یہ جواب دیا کہ بہرحال آپکا فرمانا مجھے منظور ہے مگر معلوم ہونے کہ عفریت بھاگ کر کہاں گیا ہے کس جگہ جاکر چھپا ہے میں بہی جاکر اُسے ماروں اُسکا سر تن سے اُتاروں شہپال نے کہا اُسکا ٹھکانا بے قصر بلور گئے ہوئے معلوم نہوگا امیر بولے کہ پھر قصر بلور چلنے میں دیر کیا ہے بندہ چلنے کو موجود کھڑا ہے شہپال اُسیوقت پیش خیمہ بھیجکر دوسرے دن امیر کو لیکر روانہ ہوا اور قصر بلور میں پہونچا وہاں کے رئیسوں نے حاضر ہوکر بادشاہ کو نذریں دیں اور ہر طرح سے تابعداریاں کیں اور عرض کی کہ عفریت اپنی ماں ملعونہ جادو کیساتھ طلسمات شہرستان زرین میں کہ اُسکی ماں نے بنایا ہے جاکر پوشیدہ ہوا ہے سب کا موں سے دست کشیدہ ہوا ہے اور اس طلسمات میں بالکل کارخانہ جادو کا ہے وہ مکان ایک ہولکا ہے امیر نے کہا کہ فدوی کو رخصت کیجیے اور توکلاً علی اللہ اجازت دیجیے اس جہنمی کو اُسکی ماں سمیت جہنم واصل کرونگا اور چونکہ وہ وہاں اکیلا ہے میں بھی وہاں اکیلا جاؤنگا اور خدا کے فضل و کرم سے اُسپر فتح پاؤنگا بادشاہ نے یہ تقریر امیر کی سنکر عبدالرحمٰن کی طرف دیکھا عبدالرحمٰن نے کہا کہ آپ اپنے دلمیں کچھ اندیشہ نہ کیجیے اور اُنکو بخوشی رخصت کیجیے میں از روے جفر و نجوم دریافت کرچکا ہوں امیر عفریت پر فتحیاب ہونگے جانے کے ساتھ ہی کامیاب ہونگے بادشاہ نے ایک تخت پر امیر کو بٹھلا کر چار پریزادوں تیز پرواز سے کہا کہ صاحبقران کو شہرستان زرین میں لیجاؤ اُنکو بہت آرام سے وہاں پہونچاؤ پریزاد فی الفور تخت لیکر اُڑے تین شبانہ روز کے بعد ایک پہاڑ پر اُترے کہ رنگ اُسکا سبز تھا اور اُس پہاڑ کو کوہ زہرہ کہتے تھے وہاں نئی قسم کے لوگ رہتے تھے امیر نے پریزادوں سے پوچھا کہ شہرستان زرین یہاں سے کتنی دور ہوگا اور راستہ اُسکا کدھر ہے تم کو اس حال کی کچھ خبر ہے انھوں نے کہا کہ چھ کوس کا مل فاصلہ ہے مگر ایک سخت معاملہ ہے امیر نے فرمایا کہ پھر یہاں کیوں ٹھہرے ایک ہی مرتبہ وہاں جاکر کیوں نہ اُترے یہاں تخت کو کیوں ٹھہرایا تمھارے دلمیں کس امر کا خوف سمایا پریزادوں نے کہا یا صاحبقران اس پہاڑ کے نیچے سے شہر زرین تک ملعونہ جادو نے جادو کے طلسم بنائے ہیں طرح طرح کے نیرنگ اُٹھائے ہیں اگر ہم یہاں سے آگے کو قدم بڑھائیں تو اسی دم جلجائیں اور ملاحظہ فرمائیے کہ وہ جو چمک سی معلوم ہوتی ہے وہی شہر زرین ہے اُسمیں وہ مردود جا گزیں ہے آخر شب کو صاحبقران نے اُسی کوہ پر قیام کیا رات بھر آرام کیا صبح کو نماز سے فراغت کرکے دعا کی اللہ کی درگاہ میں فتحیابی کی التجا کی اور پریزادوں سے کہا کہ تم اسی جگہ توقف کرو اور کسی طرح متردد نہ ہو اور گوش بر آواز رہو میں شہرستان زرین کیطرف جاتا ہوں مگر تم کو ایک بات بتاتا ہوں کہ میں تین نعرے کروں گا پہلا نعرہ عند الملاقات عفریت دوسرا نعرہ ہنگام جنگ تیسرا نعرہ بعد فتح اور اگر تیسرا نعرہ نہ سنو تو جانیو کہ میں عفریت کے ہاتھ سے مارا گیا شہپال شاہ کو میری مرگ کی خبر کیجیو یہ کہکر زرہ دامن کو گردان کر اور عقرب سلیمانی کو ہاتھ میں لیکر آستینوں کو رومال کرکوہ پر سے نیچے اُترے تاریکی سے قدم آگے نہ بڑھا سکے بالشت بھر اُس طرف کو نہ جاسکے پھر کوہ پر چڑھ گئے وہاں سے دیکھا تو بخوبی روشنی نظر آتی ہے سوچے یہ کیا سبب ہے کہ جب نیچے جاتا ہوں تو غائب ہو جاتی ہے پھر نیچے اُترے وہی تاریکی دیکھی اپنا ہاتھ اپنے کو نظر نہ آتا تھا امیر حیران ہوکر پھر کوہ پر چڑھ کے دیکھنے لگے پانچ چھ دفعہ جو کوہ پر چڑھے اُترے تا کہ یہ عقدہ لاینحل کھلے پریزادوں نے

جانا کہ صاحبقراں ورزش کرتے ہیں امیر سے پوچھا کہ یا صاحبقراں پردہ دنیا پر اسی طرح لوگ ورزش کیا کرتے ہیں امیر نے فرمایا کہ میں ورزش نہیں کرتا جب پہاڑ کے نیچے جاتا ہوں ایسی تاریکی پاتا ہوں کہ شب یلدا کو اُسکے مقابلے میں روز روشن کہنا چاہیے اس مقام پر خاموش ہی رہا چاہیے اور جب پہاڑ کے اوپر آتا ہوں تو پھر روشنی نظر آتی ہے سخت متعجب و متحیر ہوں کہ یہ کیا ماجرا ہے عجیب قدرت خدا ہے پریزادوں نے بیان کیا کہ ملعونہ جادو مادر عفریت نے جو طلسم بنایا ہے اور اپنے قلعے سے یہاں تک لگایا ہے یہ عجائبات اُسکی بدولت ہے جسکے دیکھنے سے تم کو ایک حیرت ہے امیر نے سنکر فرمایا کہ خیر بہرحال جو ہو سو ہو اب ایسی تاریکی میں جاتا ہوں اللہ کے بھروسے پر قدم بڑھاتا ہوں یہ کہہ کر پہاڑ کے نیچے اُترے تھوڑی دور گئے ہونگے آسمان سے ایک آواز آئی کہ یا صاحبقراں آگے نہ جانا خبردار قدم نہ اُٹھانا مجھ کو آلینے دو اتنا صبر کرو امیر ٹھہر گئے دیکھیں تو سلاسل پریزاد ہے وہی مرد نیک نہاد ہے اُس نے سلام کر کے ایک لوح زمرد کی کہ اس میں اسماء الٰہی لکھے ہوئے تھے دی اور یہ عرض کی کہ عبدالرحمٰن نے یہ لوح دی ہے اور کہا ہے کہ بے اسکے دیکھے کوئی کام نہ کرنا نہیں تو بڑی خطا پاؤ گے بہت مصیبت اُٹھاؤ گے سلاسل پریزاد لوح دیکر رخصت ہوا جدھر سے آیا تھا اُدھر چلا گیا امیر نے جو اُس لوح کو دیکھا بعد بسم اللہ کے یہ لکھا پایا کہ اے شکنندہ طلسم خدائے عزوجل نے تجھ پر بڑا اپنا فضل کیا کہ یہ لوح تیرے ہاتھ آئی تو نے کلید فتح و ظفر پائی حاشیہ پر اسکے جو اسم لکھا ہوا ہے اُسے پڑھ کر فلک کی طرف دم کر تا ظلمت دور ہووے سب تاریکی مستور ہووے اور یہ راہ پرنور ہووے صاحبقراں نے اُس اسم کو پڑھ کر آسمان کی طرف دم کیا بالکل تیرگی زائل ہوئی امیر نے سجدۂ شکر ادا کیا اور اس لوح کو اپنے ساتھ لیا آگے کو روانہ ہوئے جب قلعے کے متصل پہونچے دیکھیں تو ایک اژدہا نیچے کا جبڑا زمین پر اور اوپر کا جبڑا دروازے کی چھت سے لگائے ہوئے بیٹھا ہے گویا دروازۂ قلعہ کو کھائے ہوئے بیٹھا ہے امیر متحیر ہو کر دیکھنے لگے کہ ناگاہ اُس اژدہے نے آواز دی کہ اے شکنندۂ طلسم میرے منھ میں آ ہرگز کچھ اندیشہ اور وسوسہ اپنی خاطر میں نہ لا صاحبقراں نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ بے دسواس یہ اسم اپنے اوپر دم کر کے اُسکے منھ میں کود پڑنا اور اس اژدہے سے ہرگز نہ ڈرنا یہ فقط ڈرانے کا دھوکا اور فریب ہے نہ اژدہا ہے نہ آسیب ہے صاحبقراں کا اُسکے منھ میں کودنا تھا کہ آواز دار و گیر کی بلند ہوئی کمال شور و غوغا ہوا گویا ہنگامۂ قیامت برپا ہوا بعد ایک ساعت کے امیر نے آنکھیں کھولیں اژدہا یا قلعہ کچھ بھی نظر نہ آیا ایک باغ رشک ارم شگفتہ پایا کہ جس میں ہر موسم کے پھول کھلے تھے پھولوں کے درخت نہایت آراستہ و پیراستہ کمال خوبی سے آپس میں ملے تھے اور سب رُت کا میوہ درختوں میں لگا ہوا تھا ہر ایک شجر میوے سے لدا ہوا تھا جانور جو اُس کے درختوں پر بیٹھے چہچہا رہے تھے اپنی خوش آوازی کا ایک سماں دکھا رہے تھے امیر ایک نہر پر بیٹھ کر سیر کرنے لگے کہ دفعۃً اُس باغ کی بارہ دری سے ایک آواز حزیں سنائی دی مگر کوئی صورت نہ دکھائی دی کہ حیف ہے کوئی ایسا خدا کا بندہ نہیں کہ مجھ کو اس قید مصیبت سے چھڑائے اور اُسکا اجر خیر خدا کی درگاہ سے پائے امیر یہ صدا سنکر بارہ دری میں گئے دیکھیں تو ایک معشوقہ خرد سال صاحب جمال مقید ایک تخت پر بیٹھی ہوئی

ہاتھ پاؤں میں بجائے زیور لوہے کی زنجیر ہے اس قید شدید سے نہایت مغموم اور دلگیر ہے امیر کو اُسکے حال پر رحم آیا
اُسکی صورت پاکیزہ دیکھ کر بہت افسوس کھایا بکمال دردمندی اُس سے پوچھا کہ اے نازنین تو کون ہے اور
کس نے تجھ کو یہاں قید کیا ہے وہ بولی کہ آپ پہلے اپنا نام و نشان بتائیے اپنے حال سے آگاہ فرمائیے کہ آپ کون ہیں
اور کہاں سے آئے ہیں اور اس طلسمات میں کیونکر تشریف لائے ہیں امیر نے فرمایا کہ میں لاندل قاف کوچک
سلیمان صاحبقران گیتی ستان کشندۂ عفریت مکار ہوں خدا کا بندہ رسول مقبول کی امت حق پرست
دیندار ہوں اُسنے کہا کہ میں سوسن پری سلیم کوہی کی بیٹی ہوں اپنی کیفیت مصیبت کی آپ سے کیا کہوں عفریت
نے مجھ پر عاشق ہو کر میرے باپ سے درخواست شادی کی کی اُسنے جو انکار کیا عفریت فوج لیکر چڑھ آیا جب باپ میرا اُس
سے لڑائی میں تاب نہ لایا تو مجھ سے آنکر اپنے مغلوب ہونے کا حال سنایا میں نے کہا کہ تم میری شادی اُس سے کردو
اور اس میں کچھ تامل و تردد نہ کرو میں اُسکو غافل کر کے قید کر دونگی خوب ہی دھوکا دونگی پھر تم اُسکو شہپال شاہ کے پاس بھیجدینا
وہ بہت تم سے رضامند ہوگا اپنے دشمن کے مقہور ہونے سے بہت خرسند ہوگا یقین ہے کہ تم کو اور سرفراز کریگا
کوئی بڑا منصب دیگا تب میرے باپ نے میری شادی عفریت کیساتھ کر دی اُسنے کثرت سے جو شراب پی شراب نے
دارو بیہوشی کا کام کیا کہ وہ از خود رفتہ ہو گیا بدمست اور بیہوش ہو نشے کی تاثیر سے مدہوش ہو گیا میں نے اُسیوقت
اُسکے ہاتھ پاؤں باندھے کہ اُسکو مقید کر کے شہپال کے پاس بھیجدوں اس خدمت سے اُسکا دل خوش کروں یہ
حال کسی نے اُسکی ماں ملعونہ جادو کو سنادیا اُسنے آنکر اُسکو قید سے رہا کیا اور مجھکو یہاں قید کر کے چلی گئی بس جب سے
میں یہاں قید ہوں یہ زندگانی موت سے بدتر ہے ایسے جینے سے مرنا ہزار درجے بہتر ہے اب اگر آپ مجھکو یہاں قید سے
رہا کریں اور اس مصیبت سے چھڑا دیں تو میں عفریت تک آپ کو بآسانی پہونچا دوں اور تم کو تمام عمر دعا دوں صاحبقران
نے اُسے قید سے مخلصی بخشی گویا دوبارہ زندگی بخشی وہ صاحبقران کو اپنے ساتھ ایک دوسرے باغ میں لیگئی اور عفریت
کا مکان دکھایا اُسکے رہنے کا سب پتہ بتایا صاحبقران نے دیکھا کہ وہاں بارہ سو دیو حربے لیے ہوے تیار ہیں حفاظت
کے لیے ہوشیار ہیں یکبارگی سوسن پری امیر کے سامنے زمین پر گر کے اسم پڑھ کے فلک پر ہوا ہوئی امیر کا اتنا بڑا احسان
فراموش کیا اور بیوفا ہوئی جب اُسنے بہت بلندی پر پرواز کی تب زور سے اُن دیووں کو یہ آواز دی کہ اے دیو
بیٹھے کیا ہو کشندۂ عفریت و خراب کنندۂ طلسمات تمہارے سامنے کھڑا ہوا ہے جسطرح جانو اُسے مار و صاحبقران اُسکی
رہائی دینے سے کمال نادم و متغیر ہوے اُس بیوفا کی اس حرکت سے بہت پریشان و متحیر ہوے دیووں نے چار طرف سے
امیر کو گھیر کر اپنے حربے سنبھالے اُنکے قتل کے لیے ہتھیار نکالے امیر نے عقرب سلیمانی کو میان سے لیکر جس دیو کے ایک ہاتھ
لگایا اُسکو دو ٹکڑے کر کے جہنم میں پہونچایا مگر جتنے قطرے خون کے اُسکے بدن سے گرے وہ سب دیو بنگئے امیر کا ہاتھ اور
بازو مارتے مارتے شل ہو گیا کثرت ضرب سے بالکل ہاتھوں میں زور نہ رہا تب اُنکو لوح یاد آئی اُسکے حرفوں پر نظر جم گئی دیکھیں

اور لکھا ہے کہ اے شکنندہ طلسم سوسن جادو کو قید سے نہ چھڑانا اسکے فریب میں نہ آنا وہ بڑی مکارہ ہے وہ تجھ سے دغا کریگی بڑا دھوکا دیگی اور اگر ایسا نا تجھ سے نادانی ہوجائے اور وہ قید سے رہائی پائے تو جسوقت وہ قندیل فلک ہوووے اور لیب تجھ سے لڑنا شروع کریں اس اسم کو تیر کے پیکان پر دم کر کے اسکو مارنا کہ وہ بلا دفع ہوجائیگی پھر نظر نہ آئیگی امیر نے حکم لوح پر عمل کیا دفعتہً واحدۃً ایک شور و غل پیدا ہوا کہ ہاں لینا جانے نہ پائے کشندہ عفریت طلسم میں آن پہونچا ہے جلد اپنی جان سے مارا جائیگا بعد اس شور و غل کے امیر نے جو دیکھا تو نہ سوسن پری ہے اور نہ کوئی دیو ہے نہ وہ شور ہے نہ عزیب ہے باغ کی دیوار کے پار سے آواز پریزادوں کی آتی ہے قاف کے لوگوں کی سی آواز سنی جاتی ہے امیر نے اسطرف جاکر دیکھا ایک باغ ہے خوب سجا سجایا بارہ دری میں اسکے ایک شکل ماہ چار دہ کم سن مقید ہے اور ایک شخص پیر مرد شاہان قاف کی وضع اسکے برابر بیٹھا نہایت غمناک جھکائے سر بیٹھا ہے اور قریب چار سو جن و پریزاد کے اور بھی پابزنجیر ہیں اور یہ سب قیدی بے تقصیر ہیں صاحبقران کو دیکھ کر اس معشوقہ نے کہا کہ اے صاحبقران خدا کیواسطے ہمکو اس قید سے نجات دے بڑا ثواب ہے صاحبقران نے اسکو بھی پہلا سا معاملہ گمان کیا کہ شاید یہ بھی اسکی طرح سے دغا بازی کرے مجھ سے جعلسازی کرے اور سچ یہ ہے کہ دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کر پیتا ہے تلوار کھینچکر اسپر دوڑے کہ اسکو ضرور قتل کیجیے اور ہرگز اسکو رہائی نہ دیجیے پیر مرد بزار نالی کہنے لگا کہ اے عزیز ہم مرے ہوؤں کو کیا مارتا ہے ذرا خدا سے ڈر اور ہم مصیبت زدوں کے حال پر رحم کر پہلے ہمارا احوال سن لے پھر جو جی چاہے سو کیجیو چاہے قتل کر یو چاہے نجات دیجیو میرا نام جنید شاہ سبزپوش ہے شہپال کا بڑا بھائی ہوں اور یہ میری بیٹی ہے ریحان پری اسکا نام ہے قاف ہم سب کا مقام ہے جب عفریت نے شہپال کو شکست دی مجھ سے سوال کیا کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کر اور میری اطاعت قبول کر میرے قہر سے ڈر جب میں نے نہ مانا مجھے شکست دے کر مع ریحان پری اور چار سو رفیق یہاں لاکر قید کیا [illegible] رہنے کو دیا اب تجھ کو اختیار ہے مار یا جلا جو تیرے جی میں آئے اسپر عمل فرما صاحبقران نے لوح کو دیکھا اسکا مضمون لوح کے مطابق پایا تب تو امیر کو انکے حال پر رحم آیا اسی دم سب کو قید سے رہا کر کے رخصت کیا اور ان سے کہدیا کہ شہپال سے بعد سلام میری طرف سے کہدینا کہ میں نے اس سفر میں بہت رنج پائے ہیں بڑے بڑے صدمے اٹھائے اب یہانتک تو بفضلہ تعالیٰ پہونچا ہوں خدا چاہتا ہے تو عفریت کو بھی مار کر کامیاب ہوتا ہوں آپکی خدمت عالی سے شرف یاب ہوتا ہوں میرے حق میں فتحیابی کی دعا کیجیے تشویش و تردد کو اپنے دلمیں راہ نہ دیجیے گا لکھا ہے کہ ہرگاہ جنید سبزپوش امیر سے رخصت ہوا اپنی رہائی سے ہمدوش مسرت ہوا امیر وہاں سے آگے کو چلے ایک مکان عالیشان نظر آیا اسکو بھی انھوں نے بہت پرتکلف پایا صحن اسکا پر آب دکھائی دیا اس بات سے بھی امیر نے تعجب کیا پھر نا صحن میں دیکھا کہ ایک صندوق سرکشادہ رکھا ہوا ہے امیر نے پاؤں بڑھایا کہ اسمیں پانی کتنا ہے قدم کے رکھنے سے معلوم ہوا کہ پانی نہیں ہے تختہ بلور ہے واہ ری صفائی کہ پانی سے شفاف و پر نور ہے امیر نے اپنے دلمیں کہا کہ اس صندوق کو بھی دیکھا چاہیے کہ اسمیں کیا ہے یقین ہے کہ اسمیں بھی کچھ جادو یا طلسم کا تماشا ہے جو ہیں صندوق کے دیکھنے کو جھکے اسمیں ایک دیو

چپت بیٹھا ہوا تھا دونوں ہاتھ امیر کے گلے میں ڈالکر لپٹ گیا امیر کو زور سے چمٹنے لگا امیر نے ایک ہاتھ سے صندوق
کا کنارہ پکڑ لیا اور لنگر جماکر دوسرے ہاتھ سے لوح کو دیکھا اسمیں لکھا تھا کہ اے شکنندہ طلسم ہرگز خبردار اس صندوق
کے اندر نہ جانا اس فریب سے اپنے کو بچانا اگر گیا تو جیتے جی اس طلسم سے رہائی نہ پائیگا آگ میں جل کر بھسم ہو جائیگا اس دیو کے
سینے میں مثل بیچ گندہ ایک بال ہے وہ رسی نہیں ایک جنجال ہے اسمیں ایک لوح بندھی ہے اس لوح کو مع
بال اسکے سینہ سے توڑ لے کہ اس دیو کے سر سے نجات پائے اور تیرا مقصود تیرے ہاتھ آئے پھر لوح اولین پر
اسم اعظم دم کر کے اسکے سر پر مار قدرت خدا کا تماشا نظر آئیگا سب آفتوں سے خدا کے فضل و کرم سے نجات پائیگا امیر نے
لوح کو مع بال دیو کی چھاتی سے جدا کیا اسکے ٹوٹتے ہی شکر خدا کیا پھر لوح اولین کو اسم اعظم پڑھ کے اس دیو کے سر پر مارا
ابلیس دیو دفعۃً جہنم کو سدھارا لوح لگتے ہی ایک شعلہ جوالہ اسکے سر سے نکلا اور وہ صندوق دھڑ دھڑ جلنے لگا ایک لو
آگ کا نکلنے لگا ایک شور گیرو دار کا بلند ہوا کہ شور و غل اسکا آسمان تک پہونچا اور کوہستان تک پہونچا کہ ہاں کشندہ
زراق جادو جانے نہ پائے جس طرح سے ہو جلد مارا جائے جب وہ شور موقوف ہوا امیر نے دیکھا تو نہ وہ تختہ بلور کا ہے
نہ دیو اور نہ کوئی مکان ہے فقط ایک لق و دق میدان ہے اسمیں ایک لہو سے لبریز تالاب ہے اور تالاب کے بیچ
میں ایک چرخ استادہ ہے لٹھیوں سے ہوکر ایک ندارت میں رہتا ہے مگر اسکا حال مفصل کچھ خیال میں نہیں آتا ہے کہ یہ کیا طلسم
ہے اس جادو کی کیا قسم ہے امیر اسے دیکھ کر متعجب ہوئے اور آگے بڑھے تھوڑی دور گئے ہونگے کہ ایک باغ نظر آیا وہاں بھی
ایک شعبدہ نیا پایا دروازے پر ایک لڑکا کھڑا ہوا تھا گویا اسکی حفاظت پر اڑا ہوا تھا امیر نے چند بار اس سے پوچھا کہ تو
کون ہے حال اپنا ظاہر کر اپنی حقیقت سے مجھے ماہر کر اس لڑکے نے کچھ جواب نہ دیا ہرگز امیر سے کچھ کلام نہ کیا جب امیر
اس باغ میں گئے اس لڑکے نے پکار کر کہا کہ اے دیو خبردار ہو جادو شکنندہ طلسم باغ میں داخل ہوا یہ سب کرشمہ تمہارا
باطل ہوا امیر نے پھر کر ایک تلوار ایسی ماری کہ سر اسکا بھٹا سا پچاس قدم پر جا پڑا ہر گاہ امیر نے آگے کو قدم بڑھایا
تو کیا تماشا نظر آیا سر اسکا جست کر کے اسکے دھڑ میں جا لگا اور وہ جی اٹھا گویا آب حیات پی اٹھا امیر نے متحیر ہو کر لوح
کو دیکھا اسمیں لکھا تھا کہ اے شکنندہ طلسم خبردار خبردار دربان جادو کو نہ مارنا کہ وہ قیامت تک بھی نہ مرے گا اسپر
کوئی حربہ اثر نہ کریگا اگر یہ اسم پیکان تیر پر دم کر کے اسکی چھاتی پر ماریگا تو وہ البتہ اس اسم کی تاثیر سے مر جائیگا پھر حیات
دوبارہ نہ پائیگا اور مبارک ہو تجھ کو کہ تو عفریت تک آن پہونچا اسکے قریب مکان پہونچا امیر نے جو اسم اعظم دم کر کے
اسکی چھاتی پر تیر مارا ایک آندھی تیرہ و تاریک آئی ایک اندھیری تمام عالم پر چھائی اور صاعقہ و برق ہر طرف سے گرنے
لگے شرارے بجلی کے چاروں طرف پھرنے لگے رعد سے زیادہ تر شور و غل ہونے لگا وحوش و طیور کے ہوش کھونے لگا امیر
لوح کو آنکھوں پر رکھ کر بیٹھ گئے کہ ایسا نہ ہو کہ کچھ آنکھوں پر صدمہ آئے بصارت بالکل زائل ہو جائے بعد موقوف ہونے
شور و غل اور دفع ہونے آندھی کے دیکھیں تو کوسوں تک لالہ زار ہے جدھر دیکھتے ہیں ادھر گل و ریحان کی بہار ہے

اور تختہ تختہ سبزا رنگ کھلا ہوا ہے کہ جسکا تکلف تعمیر اور خوبی آراستگی زائد از بیان ہے اُسکی تعریف بے غایت بیان سے
باہر ہے جس میں چند پیر زاد پر سماں ملائے ہوئے گانا بجا رہی ہیں آپس کی صحبت سے ہزاروں طرح کا مزہ اُٹھا رہی ہیں امیر جو قریب
اُس بنگلے کے گئے اور اُن پیرزادوں کی نظر پڑی ایک پیرزاد جام شراب لیکر دوڑی کہ اے صاحبقران بہت
تھکے ماندے ہو اسکو پیو کہ کلفت دور ہو نمک خوار کی طبیعت کو اُسکے پینے سے سرور ہوا اور دو چار گھڑی بیٹھے کہ ہم لوگوں
کا گانا بجانا سنو کہ دل کو راحت ملے سب کوفت سفر کی دور ہو اور کمال فرحت ملے امیر نے لوح کو دیکھ کر جام شراب
اُسکے ہاتھ سے لیکے اسم اعظم پڑھ کر اُسکے سر پر ڈالدیا جس طرح کہ لوح میں لکھا ہوا تھا اُسپر عمل کیا فوراً اُسکے بدن سے
آگ کا شعلہ نکلا اور بات کی بات میں جل گئی سارا جسم اور سب ہڈی پسلی ایک دم میں موم کی طرح پگھل گئی ایک شور
و غل برپا ہوا کہ شکنندۂ طلسم نے اسرار جادو کو بھی مار کے بیجان کیا سب اُس کے ساتھ والوں کو پریشان کیا بعد ایک
ساعت کے امیر جو دیکھیں تو لب دریا ایک پہاڑ ہے کہ جس کی بلندی قیاس سے افزوں ہے اُسکے سامنے ایک چھوٹا سا
ٹیلہ کوہ بے ستون سا ہے اُسکے غار سے نوبت کی صدا آتی ہے امیر اُس غار کے اندر گئے دیکھا کہ عفریت بیخبر پڑا سوتا ہے
اور اُسکے خراٹوں سے آواز مثل صدائے نوبت دور دور جاتی ہے دیکھنے والوں کی جان جس سے کمال دہشت
کھاتی ہے صاحبقران نے دل میں کہا کہ سوتے کو مارنا کمال نامردی ہے بڑی بیدردی ہے خنجر رستم کمر سے نکال کر
اس زور سے اُسکے پاؤں میں مارا کہ قبضہ تک گھس گیا عفریت نے پاؤں دے مار کے کہا کہ مچھروں نے ستایا
سبے یہ کہاں سے مچھروں کا لشکر آیا ہے کہ نیند بھر کے سونے نہیں دیتے کاٹنے سے ایک دم دم نہیں لیتے صاحبقران
نے اپنے دل میں کہا کہ سبحان اللہ ایسی ضرب کو یہ مردک مچھر سمجھتا ہے تو اور حربے کا اسپر کیا اثر ہو گا یہ کمبخت کاہے کو خبر
ہوگا امیر نے دونوں ہتھے اُسکے گانٹھ کر زور سے اُسکو دبا کے ایک نعرہ اللہ اکبر کا اس زور سے کیا کہ تمام کوہ و صحرا
کو بھونچال میں کر دیا عفریت گھبرا کر اُٹھا اُس نعرہ کی ہیبت سے چکر کھا کے نیند کے خمار میں سمجھا کہ زمین پھٹ گئی یا آسمان
زمین پر گر پڑا آنکھیں ملکر جو دیکھا تو زلزال قاف کی صورت نظر آئی تب تو اُسپر ایک بدحواسی چھائی بید سا کانپنے
اور کہنے لگا کہ اے آدم زاد میں جانتا ہوں اور اس بات کو بخوبی پہچانتا ہوں کہ تو میرا ملک الموت ہے میری جان
تیرے ہاتھ سے جائیگی اسلیے میں یہاں آکر چھپا تھا کہ شاید اس گوشے میں چھپ کر تیرے ہاتھ سے بچ جاؤں یہاں
رہ کے امان پاؤں مگر تو یہاں بھی آیا اور مجھ پر تو نے قابو پایا بہرحال اب مروں یا جیوں مگر تجھ کو بھی جیتا نہ چھوڑونگا
تیرے مقابلے سے منھ نہ موڑونگا یہ کہکر وار شمشاد کہ جس میں چند آسیا سنگ جڑے ہوئے تھے امیر پر لگایا اپنا زور
عفریتی امیر کو دکھایا امیر نے عقرب سلیمانی پر اُسکو روک کے دو ٹکڑے کیا پھر امیر نے دم نہ لیا اور ایک ہاتھ
عفریت کی کمر میں لگایا اور اُسکو نیچے لایا عفریت دو ٹکڑے تو ہو گیا لیکن ایک تسمہ لگا رہا کہ اسکا دم اُس کے
قالب میں پھنسا رہا عفریت نے کہا کہ اب تو آدم زاد تو نے مجھ کو مارا ایک ہاتھ لگا کہ یہ تسمہ جو لگا ہے جدا ہو جائے میری

مارا جانا عفریت شاہ دیوان کا صاحبقران کے ہاتھ سے اور باقی تسمہ جدا کرنے سے سیکڑوں عفریت بنکر صاحبقران کے مقابلہ میں آنا

روح کالبد سے نکلکر اس سختی و کرب سے رہائی پائے صاحبقران نے ایک ہاتھ اور لگایا اُسکے کہنے کو بجالایا تسمہ جدا ہونا تھا کہ دو ٹکڑے فلک پر اُڑ گئے اور وہاں سے اور دو عفریت ہو کر صاحبقران کے سامنے آگرے غرضکہ دو پہر کے عرصے میں ہزاروں عفریت پیدا ہوئے طرح طرح کے دیو مثل پہاڑ کے ہویدا ہوئے صاحبقران کمال پریشان ہوئے اس ماجرے کو دیکھ بہت حیران ہوئے کہ یا الٰہی میں جسکو مارتا ہوں ایک کا دو بنکر سامنے آتا ہے اپنا زور و قوت دکھاتا ہے اسمیں داہنی طرف سے آواز سلام علیک کی آئی امیر نے خدا کیطرف سے مدد پائی صاحبقران نے پھر کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں وہ نبی فرخندہ فرجام ہیں صاحبقران نے جواب سلام دیکر استغاثہ کیا اور اُنکے قدم کو بوسہ دیکر کہا کہ یا حضرت مارتے مارتے میرے دونوں بازو شل ہو گئے لیکن عجیب ماجرا ہے کہ عقل حیران ہے طبیعت سخت پریشان ہے کہ جسکو مارتا ہوں ایک کا دو ہو کر مقابلہ کو آتا ہے ایک بھی اُنمیں سے زخم کھا کر جہنم کو نہیں جاتا ہے حضرت خضر نے فرمایا کہ اے صاحبقران یہ محنت شاقہ تو نے اپنے ہاتھ مول لی اور ہر کام میں بے پروائی کی نہیں تو ایسا نہ ہوتا تو اپنی اوقات مفت نہ کھوتا تو جانتا ہے کہ یہ طلسم ہے بے دیکھے لوح کے جو جی چاہتا ہے سو کر گذرتا ہے اور طلسمات اور جادو کے کارخانہ سے نہیں ڈرتا ہے اب ایک کام کر کہ یہ اسم جو تجھ کو بتاتا ہوں اور اُسکا طریقہ جو تجھے سکھاتا ہوں تیر پر دم کر کے ان دیووں میں جسکی پیشانی پر ایک خال عقیق سا چمک رہا ہے اور اُسکا چہرہ یاقوت کیطرح دمک رہا ہے اُسپر مار یہ بلا دفع ہو جائیگی تیری جان ان دیووں کی کرشمہ سازی سے خلاصی پائیگی صاحبقران نے ارشاد حضرت خضر پر عمل کیا اُس اسم مبارک اور تیر سے وہی کام لیا دیکھا کہ کوئی دیو نہیں ہے وہی عفریت دو ٹکڑے ہوا پڑا ہے تمام میدان خالی نہ دیو ہے نہ بلا ہے مگر عفریت کی گردن دھڑ پر نہیں ہے جب صاحبقران کو تنہا دھڑ نظر آیا اور سر کا کچھ پتہ

اُنھوں نے نہ پایا حضرت خضر نے فرمایا کہ اے صاحبقران ان دیووں کے پیدا ہونیکا سبب سمجھے یا نہیں صاحبقران نے کہا کہ خدا جانے یا آپ کہ پیغمبر ہیں سب گم گشتگان راہ گمراہی کے رہبر ہیں حضرت خضر نے فرمایا کہ عفریت کی ماں اسی غار میں عفریت کا سر لیئے بیٹھی ہے وہ مکارہ یہ جادو سیکھتی ہے کہ دشمنی کی تھی اُسکے خون میں [illegible] سحر دم کر کے آسمان پر پھینکتی ہے اُسکا ایک عفریت دو بنکر [illegible] دکھاتا ہے اب غار میں چلکر اُسکو بھی مارنا اور سر کو اُسکے جسم سے اُتار کر طلسم فتح ہو جائے صاحبقران حضرت خضر کے ساتھ غار کے اندر گئے دونوں شخص متفق ہو کر برابر گئے ملعونہ جادو نے جو حضرت خضر کو صاحبقران کیساتھ دیکھا طیش کھا کر بولی یوں اپنی زبان کھولی کہ اے پیر مرد معلوم ہوا کہ یہ سب تیرا فساد ہے [illegible] آدم زاد کے ہاتھوں میرے بیٹے کو مروا ڈالا تو نے اپنے دل کا کینہ نکالا بہر حال میں [illegible] اس انتقام لینے سے منھ نہ موڑونگی یہ کہکر جادو کرنے لگی حضرت خضر نے اسم اعظم دم کر کے اُس ملعونہ کے سر پر [illegible] واصل ہوئی سب دیووں میں شامل ہوئی اور آثار طلسم کے دور ہو گئے دونوں بزرگوں کے دل خوشی سے [illegible] حضرت خضر نے صاحبقران کو

آنا خواجہ خضر علیہ السلام کا صاحبقران کے پاس اور اُنکی ہدایت سے ٹوٹنا طلسم کا اور مارا جانا عفریت شاہ دیواں کا دعائے خضر سے اور ٹوٹنا طلسم کا

فتح طلسم کی مبارکباد دی اور صاحبقران کی ہمت پر بہت سی تعریف کی اور فرمایا کہ خود طلائی اور گوہر شب چراغ عفریت کے سر سے اُتار لے کہ ایسا ہی ایک گوہر شب چراغ سفید دیو سے بھی تیرے ہاتھ آئیگا تو ان دونوں چیزوں سے کہ

کمیاب ہیں بہت نفع اٹھائیگا دونوں کو تاج پہ لگانا اپنے کو بے عشق نہ پانا اور یہ [illegible] گتر کہ جسمیں ساڑھے تین
من تبریزی شربت آئے امیر کو دیکر فرمایا کہ یہ تمھاری مجلس کے کام آئیگا یہ پیالہ بھی تم کو عجائب تماشے دکھائیگا امیر نے
عرض کی کہ یا حضرت میں بھوکا ہوں اسوقت مجھے کچھ کھلوائیے [illegible] حضرت خضر نے ایک کلیچہ غیب سے
لیکر اپنے ہاتھ سے نکالکر دیا امیر نے اس کلیچے میں سے پیٹ بھر کے کھایا بھوک کی شدت سے آرام پایا کلیچہ جیسا تھا ویسا
ہی رہا اسمیں سے ذرا سا بھی نہ گھٹا حضرت خضر نے ایک مشکیزہ بھی پانی کا عطا کیا انکی حاجت روائی کے لیے وہ بھی
دیا اور فرمایا کہ ان دونوں چیزوں کو اپنے پاس رکھو کہ قاف میں رہنے تک بھوکے پیاسے نہ ہوگے کھانے پینے
کے لیے کسی کے محتاج نہ ہوگے اور جب یہ کلیچہ اور مشکیزہ تمھارے پاس سے غائب ہو جائے اور تم کو اپنے پاس نہ نظر آئے
تب تم جانیو کہ عنقریب پردۂ دنیا میں تمھارا جانا ہوگا بعد مدت تمھارے قدم سے روشن تمھارا کاشانہ ہوگا یہ کہکر حضرت
خضر تو رخصت ہوئے امیر نے جو کئی دن کے بعد سیر ہو کر کلیچہ کھایا سستی ہو گئی اسی چٹان پر جس پر عفریت سوتا
تھا لیٹتے ہی سو گئے خواب راحت میں آکر غافل ہو گئے تھے نعرہ کرنا یاد نہ رہا [illegible]
تیسرے نعرے کی صدا کے منتظر تھے بسبب نہ سننے نعرۂ سوم کے شہپال [illegible] تمام
کیفیت ابتدا تا انتہا اسکو اطلاع کی ہر گاہ شہپال نے پریزادوں سے امیر کے مرنے کی خبر سنی بے اختیار رونے لگا
نہایت غم والم سے اپنی جان کھونے لگا اور عبدالرحمن سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے فرزند ابراہیم کا خون اپنی گردن
پر لیا کہ اسکو عفریت کے تلاش کرنے اور قتل کرنے کا اذن دیا عبدالرحمن نے اسی دم جفر نجوم دیکھ کر بیان کیا کہ
صاحبقران ملعونہ جادو اور عفریت کو مار چکے ان دونوں کا سر انکے جسم پلید سے اتار چکے ہیں مگر تھوڑی سی ستارے
کی نحوست باقی ہے سو وہ بھی بہت جلد زائل ہوتی ہے انکی مراد دلی حاصل ہوتی ہے اس سبب سے تیسرا نعرہ کرنا بھول گئے
چلیے چلکر انکو لے آویں کہ سب آدمی انکے دیکھنے سے خوشی پائیں اور کسی طرح کا اندیشہ اور وہم اپنے دلوں میں نہ لائیں
شہپال نے اسیوقت شادیانہ بجانے کا حکم دیا اور سامان سفر اچھی طرح سے تیار کیا اور مع سرداران قاف
سوار ہو کر شہرستان زرین کو چلا اس خوشی سے سب پریزادوں کا غنچہ امید کھلا آسمان پری نے جو مژدۂ فتح سنا
بے اختیار ہو کر صاحبقران کے شوق دیدار میں بکمال تیز پری پرواز کیا اور مانند باد تند کے اسطرف اڑنا آغاز کیا اور
سب سے آگے جا پہونچی جہاں امیر تھے اسی جگہ آ پہونچی دیکھے تو صاحبقران ایک غار میں پڑے سوتے ہیں اور چہرے پر
دھوپ آگئی ہے آفتاب کی حدت سے رنگت چہرے کی سنولا گئی ہے آسمان پری نے ایک پر امیر کے منھ پر سایہ
کیا انکو اس دھوپ کی گرمی اور تکلیف سے آرام دیا اور دوسرے پر سے ہوا دینے لگی بکمال شوق سے بلائیں لینے لگی امیر
کو جو آرام ملا آنکھیں کھولدیں غور سے اسکی طرف نگاہیں کیں دیکھیں تو آسمان پری ایک پر سے تو سایہ کیے ہوئے ہے
اور دوسرے پر سے ہوا دے رہی ہے اٹھکر اسے گلے سے لگایا خوب پیار کیا اور انکے رخسار قمر طلعت پر بوسہ دیا اور یہ

مروت اور محبت اُسکی دیکھ کر نہایت شیفتہ ہوئے اُسکی اس محبت اخلاص سے بدل فریفتہ ہوئے اور کہنے لگے کہ
اے جان جہاں و اے زندگانی صاحبقران اسوقت تیرے یہاں آنیکا کیا سبب ہے تیرا یہاں آنا بڑا عجب ہے آسمان
پری بولی کہ تمھاری فتح کی خبر سنکر آئی ہوں اُسکے ساتھ ایک خوشخبری بھی لائی ہوں کہ بادشاہ بھی پیچھے آتے ہیں تمھاری
فتحیابی اور دشمنوں کے قتل ہونے سے پیرہن میں پھولے نہیں سماتے ہیں امیر بہت خوش ہوئے اور اُس نازنین کو اپنے پہلو
میں بٹھلایا اور بہت التفات کیا اختلاط کی باتیں کرنے لگے اُسکی جانفشانی کا دم بھرنے لگے کہ شہپال شاہ کی سواری پہنچی
گویا باد بہاری پہونچی امیر تخت دیکھکر اُٹھ کھڑے ہوئے بادشاہ نے بھی تخت سے اترکر امیر کے دست و بازو کو بوسہ
دیا کمال اشتیاق سے معانقہ کیا اور اپنے پاس تخت پر بٹھلا کے گلستان ارم میں لیگئے گویا تمام مقصد دلی پائے اور مجلس
شاہانہ ترتیب دی حد سے زیادہ خوشی کی جہانتک پریزاد شہریار و سرداران قاف کے حاضر تھے سبھوں نے امیر پر
سے زر و جواہر نثار کیا تصدق اور خیرات سے اشرفیوں اور روپیوں کا انبار کیا اور مبارکباد دیکر نذریں فتح کی گذرانیں
ساتھ اُسکے بہت سی خنتیں ہیں پریزادوں کا ناچ ہونے لگا بادشاہ نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ تم کہتے تھے کہ حمزہ
آسمان پری کے جفت ہونے کے لائق ہے کہ سب باتوں میں تمام فرقہ بشر پر فائق ہے پھر اسوقت سے بہتر کون وقت
ہوگا کہ تمام شہریار و سردار قاف کے حاضر و موجود ہیں عنایت الٰہی سے سب کو جیکے بزرگ حمزہ کی جرأت سے خوشنود
ہیں آسمان پری کو صاحبقراں کے ساتھ تزویج کرنے میں کیوں تامل کرتے ہو ایسے کار خیر میں کس وجہ سے تساہل کرتے ہو
عبدالرحمٰن نے اُٹھکر ترنج خوشبو کا امیر کے سینے پر مارکے مبارکباد دیا اُنکا دل بہت شاد کیا صاحبقران نے پوچھا کہ یہ ترنج
کیسا مارا اور مبارکباد کیسی دی تب عبدالرحمٰن نے عرض کی کہ بادشاہ نے آپکو اپنی دامادی میں قبول کیا تم کو سب پریزادوں
پر فخر دیا امیر نے کہا کہ مجھ کو کسی طرح منظور نہیں عالم مسافرت میں ایسے امر اختیار کرنیکا میرا دستور نہیں کیونکہ ہر گاہ میں نے
آسمان پری کے ساتھ شادی کی تو میرا پردۂ دنیا کا جانا موقوف ہا پھر میں اسی جگہ اُنکے ساتھ عیش و عشرت میں مصروف
رہا دوسری قباحت یہ ہے کہ میں نے دختر نوشیرواں مہرنگار بادشاہ ہفت کشور سے عہد کیا ہے کہ جب تک میں تم سے
عقد نہ کر لونگا تب تک کسی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھونگا ہیں میں اپنے قول کے خلاف نہیں کر سکتا اور اپنے عہد و پیمان سے
نہیں گذر سکتا عہد کے خلاف کرنا بہت نامناسب ہے ہر شخص پر ایفائے عہد واجب ہے عبدالرحمٰن بولا کہ یا صاحبقران آپنے
وعدہ پردۂ دنیا پر کیا تھا اور یہ پردۂ قاف ہے اُس قول و اقرار میں کسی طرح سے نہیں خلاف ہے آپکو بھیجنا دنیا کیطرف میرا ذمہ ہے
میرے ایفائے وعدہ کا یہ ایک تتمہ ہے امیر نے کہا کہ کب تک پردۂ دنیا میں مجھے پہونچا دوگے اور اس جگہ سے رخصت
کروگے عبدالرحمٰن بولا کہ یا صاحبقران یہ وعدہ قاف ہے اسمیں تکرار نہ کیجیے جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ مانیے اور اسمیں ہرگز
اصرار نہ کیجیے مگر ایک برس کے بعد آپ کو دنیا میں پہونچا دونگا آپ کا وطن بخیر و خوبی آپ کو دکھا دونگا امیر نے بجز
اقبال کے چارہ نہ دیکھا کہ بے رضامندی اُنکے وہاں سے رخصت پا نہیں سکتے تھے شہپال شاہ شادی کی تیاری میں

مصروف ہوا اور تمام شاہان و سرداران کوہ قاف کو نامے لکھے کہ طلب بیا سب بُرج کی آرائش کا حکم دیا چنانچہ بموجب ما نے مرضی
و یاقوت و زبرجد و زمرد و پکھراج و زری ظروف و غیرہ لے بادشاہ اپنے اپنے ملک کے تحائف لیکر گلستان ارم
میں داخل ہوئے سارے رسمی میں کمال جاہ و حشم سے شامل ہوئے چونکہ عفریت ملعونہ جادو کے قتل کی خبر تمام اقلیم
قاف میں منتشر ہوئی تھی سب کو اُسکے قتل کی خبر ہوئی تھی بہ سمندون زبردست لشکر بہت مغموم اور غضبناک ہوا
غصے کی آگ سے جگر خاک ہوا بولا کہ بادشاہ نے زلزل قاف کوچک سلیمان نے ایک آدم زاد کو پردۂ دنیا سے بلا کر
عفریت دیو نر اُسکے باپ ماں کو قتل کروایا اُسنے ہم لوگوں کا ذرا لحاظ نہ کیا اور طلسمات شہرستان زرین کو توڑ دیا ہزاروں
برس کا ہمارا کارخانہ مٹایا اور خود آ کر اُسکو گلستان ارم میں لیگیا اور آدم زاد غیر جنس کو اپنے حرم میں لیگیا اور اپنی بیٹی سے اُسکا
نکاح کر دیا یہ کام اُس نے بہت بُرا کیا بہرحال مجھ پر واجب ہوا کہ میں عفریت کے خون کا بدلا لونگا اور اُسکو اس حرکت کے عوض
خوب سزا دونگا یہ کہکر سفید دیو کو جو اُسکا سپہ سالار بڑا بہادر اور سپاہی جرار ہے چار سو دیو ساتھ کر کے بھیجا کہ جلد جا کر اُس
آدم زاد کو لے آؤ اُس کام کی تعمیل میں ذرا دیر نہ لگاؤ اتفاقاً اُس روز جشن شادی کا تھا بادشاہ بارگاہ سلیمانی میں تخت
طاؤس پر جلوہ افروز تھے سب اراکین و سردار اعلیٰ و ادنیٰ اُسکی خدمت میں بہ ادب حاضر تھے اور صاحبقران اُس تخت پر کہ
حضرت سلیمان نے آصف بن برخیا اپنے وزیر کے واسطے بنوایا تھا اور اُسمیں ہزاروں قسم کا جواہر جڑوایا تھا بکمال شکوہ و شہامت
رونق افزا تھے شان امیرانہ سے اُس سریر بے نظیر پر جلوہ فرما تھے اور شاہان و سرداران قاف بھی تخت و صندلیوں پر اپنے
اپنے موقع سے بیٹھے ہوئے تھے داد عیش و نشاط دے رہے تھے مزا اُس صحبت مسرت پیرا کا لے رہے تھے کہ سفید دیو چار سو
دیو سے کہ بھالا نیزگالہ و شمشاد آسیا سنگ آ روہشت نہنگ ہاتھوں میں لیے تھے بارگاہ میں در آیا کسی طرح کا خوف و اندیشہ اپنے
دل میں نہ لایا اور بادشاہ سے بہ تہدید ابا کرنے لگا کہ اے شاہ سمندون زبردست نے کہا ہے کہ بادشاہ نے قوم دیوؤں پر بڑا ظلم کیا
بہت بڑا وبال اپنی گردن پر لیا کہ پردۂ دنیا سے آدم زاد کو بلا کر عفریت سے سردار کو اُسکے ماں باپ سمیت قتل کروایا ذرا
اُسکے دل میں رحم نہ آیا اچھا نہ کیا جو اس راہ میں قدم دیا اب بادشاہ کو مناسب ہے کہ اُس آدم زاد کو میرے پاس بھیجدے ایسے ظالم سفاک
کو بے وسواس بھیجدے کہ میں عفریت کے عوض میں اُسکی بوٹیاں اور ہڈیاں دیوؤں کو تقسیم کردوں اُس خونخوار سے اپنے خون کا
انتقام لوں صاحبقران اُس ناپاک کی تقریر سنکر برہم ہوئے اور بولے کہ اے مردک گردن زدنی کیا بیہودہ بکتا ہے
زبان سنبھال کلمہ بے ادبی منھ سے نہ نکال نہیں تو ابھی سزا دونگا ان سخت گوئیوں کا مزہ دکھا دونگا اُس اُلو سے
جا کر کہدے کہ اگر تجھ کو عفریت کی ملاقات کی تمنا ہے تو میرے پاس آ میں تجھ کو بھی اُسکے پاس بھیجدوں تجھ کو بھی جہنم واصل کردوں
سفید دیو امیر کی گفتگو سنکر ناخوش ہو کے بولا کہ اے آدم زاد سیاہ سر و دندان سفید معلوم ہوا کہ تو ہی کشندہ عفریت ہے چل
تجھ کو میرے سردار نے بلایا ہے یہ اسقدر لشکر دیوؤں کا میرے ساتھ فقط تیرے لینے کیلیے آیا ہے یہ کہکر ہاتھ امیر کیطرف
بڑھایا اپنا زور دکھایا صاحبقران نے خدا کو یاد کر کے اُسکا ہاتھ پکڑ کر ایسا جھٹکا دیا کہ دونوں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور

کمر سے خنجر نکال کر اُسکے سینے پر چھا را ایک آہ کے ساتھ دم نکل گیا خدا کی مدد سے اُس دیو سرکش پر قابو اُنکا چل گیا
دیوان ہمراہی اُسکے سر پر پاؤں رکھکر بھاگے سفید دیو کے مارے جانے سے حیران ہوے سب گریزاں ہوے جتنے
شاہان قاف تھے امیر کے زور پر عش عش کرنے لگے بادشاہ نے خوانچہ زر و جواہر کے امیر پر سے نثار کیے اور اُسکے شکرانے
میں ہزاروں روپیہ فقرا کو دیے اور سفید دیو کی لاش کو صحرا میں پھکوا دیا بعد مرنے کے بھی اُس مردود کو اسطرح ذلیل و خوار
کیا اور چونکہ وہ دن شادی کا تھا کئی منزل تک دو رویہ ٹٹیاں روشنی کی اور سڑک کے درمیان میں دیگر آتشبازی کی
[illegible] جشن بندی کی تھی جب صاحبقران کو خلعت شاہانہ پہنا کر بارگاہ سلیمانی
[illegible] سے سراے شاہی کیطرف لیچلے نوشاہ عروس کے گھر پہونچا قدرت خدا کی دیکھیے کہ پرستان میں اس کیفیت سے
بشر پہونچا عبد الرحمٰن نے پہر رات باقی رہے امیر کا عقد آسمان پری کے ساتھ باندھا طرفین سے ایجاب و قبول ہوا دونوں
کا مقصد دلی حصول ہوا بادشاہ نے کتنے ملک قاف کے آسمان پری کو جہیز میں دیے امیر کیساتھ سوا اسکے بہت سے احسان
کیے بیگاہ صاحبقران محل میں گئے خدا کی قدرت سے اُسی شب کو آسمان پری کے بطن میں نطفہ نے قرار پایا خدا کی قدرت
سے آدم خاکی اور پری آتشی دونوں کا مزاج موافق آیا صبح کو امیر غسل کر کے پوشاک بدلکے بارگاہ میں آئے صحبت عیش و
نشاط کی گرم ہوئی اُس تقریب کے سبب سے آپس کی دور بسب شرم ہوئی خلاصہ کلام شبانہ روز امیر کیواسطے سب سامان عیش
موجود تھا سب طرح کا حاصل مقصود تھا لیکن امیر روز و شب دن گنا کرتے تھے کہ کب سال تمام ہو اور میں پردہ دنیا پر جاؤں
اپنے عزیز و اقربا کی ملاقات سے حظ اُٹھاؤں اُن سب کو یہاں کی کیفیت سناؤں اور جو تحفہ عجیب و غریب پرستان کے
ہاتھ آئے ہیں اُنکو دکھاؤں اب صاحبقران کو ماہ و سال و روز و ساعت شماری میں چھوڑ کر چند کلمہ داستان دارلے
ملک عظمت جبروتی رستم زماں رکن السلطنت صاحبقران خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان کے بیان کرتا ہوں
اُن کا حال بھی کچھ تھوڑا سا لکھوں واضح ہو کہ جب ملک لندھور امیر سے رخصت ہو کر جہاز پر سوار ہوا امیر کی
مفارقت میں اشکبار رہا لنگر جہاز کا اُٹھایا گیا جہاز آگے کو بڑھایا گیا دوسرے دن بہرام سے ملاقات ہوئی آپسمیں بات
ہوئی معلوم ہوا کہ صاحبقران نے اسکو بھی مدد کیواسطے بھیجا ہے خسرو ہندوستان نہایت شادمان ہوا صاحبقران
کا ممنون احسان ہوا پانچویں دن ایک طوفان آیا جہازوں کو تباہی میں لایا تین دن تک جہاز تہلکے میں رہے چوتھے
دن امان پائی اہل جہاز کے دلونکو تسکین آئی معلوم ہوا کہ جس جہاز پر بہرام تھا اس جہاز کا پتہ کہیں نہیں پایا جاتا اُسکا
سراغ کوئی نہیں پاتا لندھور کو نہایت رنج ہوا کہ صاحبقران نے بہرام کو میری مدد کیواسطے بھیجا تھا پوچھیں گے تو کیا
جواب دونگا اُن سے بہرام کا حال کیا کہونگا اُسکا نہ ملنا بڑی قیامت ہے اس سانحہ سے مجھے بہت ندامت ہے بہرام کا حال
سنیے کہ جہاز طوفانی ہوا سے تھوڑی دور جا کر تختہ تختہ اُسکا الگ ہو گیا بہرام ایک تختہ پر بہتا بہتا کنارے پر پہونچا اُسی
تختہ کے سہارے پر پہونچا خشکی میں اُتر کر سجدہ شکر الٰہی بجالایا کہ اپنے کو غرق ہونے سے محفوظ پایا اور پیدل ایک سمت کو

روانہ ہوا کشتی دن نصیب نہ آب رواں ہوا دو تین فرسنگ گیا ہوگا کہ ایک قافلہ سوداگروں کا ایک مقام پر اترا دیکھا چونکہ پریشان اور خستہ حال تھا اس سبب سے دل میں کہا کہ ایسا نہ ہو اس قافلے میں کوئی جان پہچان نکلے کہ اس حالت میں اُنکی نظر میں حقیر ہو جاؤں اس خرابی حال سے ذلت پاؤں اسواسطے قافلے سے تفاوت پر ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر ہر طرف نگاہ کرنے لگا اپنی تباہی اور بربادی پر آہ سرد بھرنے لگا قضائے کار قافلہ سالار سیر کرتا ہوا ادھر آنکلا چلتے چلتے بہرام کیطرف جا نکلا بہرام سے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے اور کہاں سے آتا ہے کیا ارادہ ہے اور کس ملک کو جاتا ہے بہرام نے کہا کہ تاجر ہوں جہاز میرے تباہ ہو گئے ہیں ایک تختہ پہنچ کر کنارے پر آلگا چند روز زندگی باقی تھی کہ وہ تختہ لپٹ رہا جا لگا اب دیکھیے کہ تقدیر کیا رنگ کھاتی ہے کیا واردات پیش آتی ہے قافلہ سالار نے کہا کہ اے عزیز دولت میرے پاس بیشمار ہے یہ بندہ خدا بہت تونگر اور مالدار ہے مگر اولاد نہیں ہے اس سبب سے دل شاد نہیں ہے میں نے تجھ کو اپنا منصب بیعندی کا دیا جل میرے ساتھ کسی طرح کا رنج نہ دیکھیگا جسقدر کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو عنایت کیا ہے کسی بادشاہ کے یہاں بھی اتنا خزانہ اور گنج نہ دیکھیگا بہرام اُسکے ساتھ گیا اُسنے نہلوا کے پوشاک فاخرہ پہنائی سب اپنی دولت حشمت دکھائی اور اپنے ہمراہ لیکر وہاں سے کوچ کیا سب اپنے کارخانہ کا اُسکو اختیار دیا بہرام نے سوداگر سے پوچھا کہ تم کسطرف جاؤگے کون سا شہر اپنا قیام گاہ ٹھہراؤگے اُسنے کہا کہ ملک مانڈو میں جو پایہ تخت ملک شعیب ہے اور وہاں سے سراندیپ بھی نزدیک ہے وہیں قیام کرونگا اس سفر کی ماندگی سے شہر میں آرام کرونگا بہرام اپنے دلمیں بہت خوش ہوا کہ خدا چاہیگا تو بہت جلد لندھور سے ملاقات ہوگی اگر اللہ کی عنایت ہوگی بارے کئی دن میں قافلہ شہر مانڈو میں پہونچکر کاروانسرا میں اُترا دوسرے دن سوداگر نے بہرام کو لیکر حمام کیا اپنی اور اُسکی صفائی جسم میں بہت اہتمام کیا اور پوشاک بدل کے بازار کی سیر کو گیا وہاں اُسکو یہ تماشا نظر آیا چوراہے پر بازار کے ایک ہشت پہل چبوترہ اُسپر ایک چوکی اور اُس چوکی پر ایک کمان اور پہلو میں اُسکے ایک بدرہ اشرفیوں کا رکھا ہوا پایا بہرام نے نگہبانوں سے پوچھا کہ یہ کمان و بدرہ کیسا ہے اسکا حال مجھسے ظاہر کرو اس از نہاں سے مجھکو ماہر کرو وہ بولے کہ ضیغم نام ہمارے بادشاہ کا سپہ سالار ہے وہ ایک شخص بڑا صاحب صلہ و جرار ہے یہ کمان اُسکی ہے چونکہ وہ اُسے کھینچ نہیں سکتا اسلیے اُسنے مع بدرۂ زر سرخ یہاں رکھوا دی ہے اور یہ شرط کی ہے کہ جو کوئی اس کمان کو کھینچے وہ یہ توڑہ اشرفیوں کا لیوے پس وہ اس زر کا مالک ہے جو چاہے سو کرے جسے چاہے اُسے دیوے بہرام نے پوچھا کہ میں اس کمان کو کھینچوں اگر اجازت دو تو پھر میرا زور دیکھو وہ بولا کہ تو بیچارہ ایک مرد کرباس فروش بھلا کھینچنے کی قدرت کیا جانے اس شرف کو کیا پہچانے بہرام نے کہا اے عزیز زور داد الٰہی ہے کرباس فروش ہو یا امیر و دار ہو یا حقیر خدا کی عنایت میں کیا کسی کا اختیار ہے یہ تیری بیہودہ گفتار ہے بہرام سے اور نگہبانوں سے تکرار ہو ہی رہی تھی کہ نیک رائے وزیر شعیب شاہ کی سواری اُدھر سے نکلی بہرام دیکھ کر متعجب ہوا ایسے کر و فر سے نکلی ہرکاروں نے کیفیت بیان کی اس ماجرے سے اُسکو اطلاع دی نیک رائے خود اُس مجمع میں گیا اور بہرام سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ اے جوان تو اس کمان کو کھینچے گا بہرام بولا کہ ہاتھ کنگن کو

اُسی کیا ہے آزمائیے میری قوت کو ملاحظہ کیجیے نیک رائے نے کہا اچھا ہم بھی دیکھیں کھینچو بہرام نے بسم اللہ کر کے کمان کو
اُٹھائے قبضہ اُسکا اپنے قبضہ میں لیکے چلّے کو تا بناگوش پہونچا کر سات قلاب چڑے خوب ہی زور کیے اُسکی طاقت دیکھ کر حاضرین نے
احسنت و آفرین کی ہر شخص نے شاباش دی لیکن ضیغم کے نوکروں کو اُسکا کمان کھینچنا ناگوار ہوا جو انمیں تھا وہ شرمسار ہوا چلا چلا
کے بیہودہ گفتار کرنے لگے دیوانوں کیطرح ہاے ہو کرنے لگے بہرام نے جھنجھلا کے کئی آدمیوں کو گھونسوں سے مار ڈالا اُنکے سر سے
اُنکا بھیجا نکالا نیک رائے نے اُنکو دھمکایا اُسکو وہاں سے ہٹایا بہرام کو لیکر اپنے مکان پر گیا ضیغم نے جو سنا کہ ایک سوداگر نے میری کمان
کو کھینچکر بدرہ اشرفیوں کا بھی لیا اور کئی آدمیوں کو بھی میرے بیجان کیا اور باوجود اس حرکت کے نیک رائے اُسکو اپنے گھر لیگیا
میرا خیال اُسکو کچھ نہ آیا جو اُس مرد بیباک پر اسقدر التفات فرمایا طیش میں آکے مسلح ہو کے نیک رائے کے مکان میں گیا اور نہایت
خشمناک تلاش بہرام پہلوان میں گیا جب بہرام اُسکو نظر آیا اُسکو دیکھ کر نہایت سخت گوئی سے یہ کلمہ زبان پر لایا کہ اے
کرباس فروش تو نے بھی یہ طاقت پائی اور تجھ کو بھی یہ جرأت آئی کہ میری کمان کو کھینچا اور کئی آدمی میرے مار ڈالے ضرب دست سے
اُنکے بھیجے دماغ سے نکالے خنجر نکال کے بہرام پر دوڑا کہ اُسکو قتل کرے اپنے آدمیونکے خون کا اُس سے بدلا لے بہرام نے اُسکا ہاتھ پکڑ کے
خنجر چھین لیا اور ایک گھونسا ایسا اُسکے سر پر دیا کہ مغز اُسکا ناک کی راہ سے نکل آیا اُسنے بھی جہنم میں ٹھکانا پایا یہ خبر بادشاہ کو
پہونچی فوراً نیک رائے وزیر کو مع بہرام طلب کیا اُنکے حاضر ہونیکا حکم دیا جب بہرام سامنے گیا ملک شعیب نے ترشرو ہو کر کہا کہ
اے خیرہ سر تیری یہ قدرت کہ میرے سپہ سالار کو مارے ایسے نامی سردار کو مارے بہرام نے عرض کی آپ کیوں ایسے بودے سپہ سالار
رکھتے ہیں کہ ایک گھونسے میں مرجائیں ذراسی چوٹ میں سر نہ اُٹھائیں بادشاہ کو یہ بات بہرام کی بہت پسند آئی یہ گفتگو اُسکی دل سے
بھائی اسیوقت بہرام کو خلعت سپہ سالاری کا عطا کر کے ضیغم کا دنگل بیٹھنے کو دیا اُسکو اس منصب عالی پر مامور کیا بہرام نے اُس کمان
کو چند بار بادشاہ کے روبرو کھینچکر حکم دیا کہ اُسی چبوترہ پر اس کمان کو مع بدرۂ زر سرخ رکھدو اور جو کوئی اُسے کھینچے ہمکو خبر کرو بادشاہ کو
اس حرکت سے لیاقت و آدمیت بہرام کی ثابت ہوئی اُسکے دلنشین اُسکی شرافت ہوئی اُسیدن اپنی بیٹی کا عقد بہرام کے ساتھ کر دیا اور
سامان شادی جیسا کہ چاہیے ویسا ہی کیا اور کہا کہ میں نے نصف سلطنت تجھ کو دی آدھے ملک کی حکومت بالکل تیرے حوالے
کی دو پہر تم تخت پر بیٹھ کے فرمانروائی کیا کرو رعایا کی حاجت روائی اور بادشاہی کیا کرو اور دو پہر میں حکومت کیا کرونگا اپنے
امورات متعلقہ کا انتظام کیا کرونگا لب و کلمہ لندھور خسرو ہندوستان کے سنیے حالات اُس بادشاہ والا شان کے سنیے کہ لندھور جم
ہند سراندیپ میں پہونچا جہازونکو لنگر دیکر لشکر سمیت خشکی میں اترا ایک جگہ خوش فضا تصور کر کے وہیں خیمہ کیا اور چند روز وہاں توقف
کر کے لشکر آراستہ کیا جس شخص کے جو مناسب سمجھا ویسا حکم دیا بعد ازاں قلعہ صابر و صبور کیطرف روانہ ہوا اُسکی عادت سے آگاہ سارا زمانہ تھا

پہونچنا خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان کا قلعۂ صابر و صبور پر

راوی لکھتا ہے کہ جیپور شاہ جسکو ملک لندھور خسرو ہندوستان تخت پر بٹھلا کے صاحبقران کے ساتھ مدائن کیطرف

گئے تھے اور اسکو قائم مقام کر کے سب مراتب انتظام اور حفاظت کے بتلائے تھے وہ مدت سے ملک سارج اور فیروز اور
اجروک خوارزمی اور ہلیل سگسار کی ہزیمت دینے سے قلعہ بند تھا سب قلعہ نشین ایک مصیبت میں گرفتار تھے قلق کے
سبب اپنی زندگی سے بیزار تھے آخر کو فوج نے جیپور سے کہا کہ قلعہ بند کب تک رہیگا ان ظالموں کا ستم کوئی کب تک سہیگا حکم ہو تو میدان
میں نکلکر غنیموں سے لڑیں مریں یا مارے جائیں کسیطرح اس تکلیف سے نجات تو پائیں جیپور نے کہا جیسی تمہاری مرضی ہے وہی مجھکو
بھی منظور و پسند ہے سچ تو یہ ہے کہ اسطرح گوشہ میں رہنا جوانمردی سے بعید ہے اسیوقت ایک ایلچی بھیجکر کہلا بھیجا کہ میدان میں آئے تمہار
صف جنگ ہو ملک سارج وغیرہ نے انکا کہنا قبول کیا اور اپنے لشکر میں طبل جنگ بجایا جو کام پر مقرر تھا وہ اپنا کام کیا صبح
کو طرفین کے لشکر نے صف آرائی کی سب سے پہلے ہلیل سگسار نے اپنے کرگدن کو میدان میں بڑھایا کہ جنگ کرے دشمنوں سے
مقابلہ کا آہنگ کرے ادھر سے جیپور شاہ نے اپنا مرکب اٹھایا خود جرأت کر کے اسکے سامنے آیا ہنوز کسی کا حربہ نہ چلا تھا
ایک کا دوسرے پر ہاتھ نہ اٹھا تھا کہ سامنے سے ایک گرد غلیظ تیرہ و تاریک نمودار ہوئی کہ وہ ساری زمین اُس گرد سے
پرغبار ہوئی جب ہوا نے گرد کو ہٹا دیا اور وہ پردہ درمیان سے اٹھا دیا تو ستر نشان علامت ستر ہزار فوج کے نمودار ہوئے کہ
جنکی پوشاک زرق برق سے ماہ و خورشید شرمسار ہوئے اور آگے آگے لندھور بن سعدان فیل میمونہ پر سوار گرز گرانبار
عاد کوب برادر کوچک ملک الموت کہ عبارت خوردی و مردی کی اسپر منقش تھی ہاتھ میں لیے ہوئے چلا آتا تھا کہ جنکی ہیبت سے
دیکھنے والونکا ہوش جاتا تھا جب رزمگاہ میں پہونچا ہلیل سگسار کے سامنے آکر للکارا اور اللہ اکبر کا ایک نعرہ مارا کہ او
اجل رسیدہ تیر الملک الموت میں ہوں لا کیا ضرب رکھتا ہے دیکھ ابھی تو میرے ہاتھ سے شربت مرگ چکھتا ہے ہلیل نے یہ سنکر گرز
خسرو پر اٹھایا خسرو نے اسکے گرز کو اپنے گرز پر روک کر گرز اپنا ایسا اسپر لگایا کہ پھر سر نہ اٹھایا ہلیل سگسار کی ہڈیاں سرمہ ہوکر
خاک میں ملگئیں یہ حال دیکھ کر سب لشکر کی تیوریاں بدل گئیں اسکو مار کر خسرو نے نعرہ کیا ہے کوئی ایسا کہ مجھ سے مقابلہ کرے اور میرے
سامنے آئے بہادری دکھلائے ہلیل کے مرتے ہی سب کے جی چھوٹ گئے بازوے قوت ٹوٹ گئے کسی نے کچھ جواب دیا ایک جوان
نے بھی ارادہ نہ کیا تب تو لندھور نے فیل میمونہ کو فوج کفار پر ریلا تمام لشکر دشمن کا ہرن کی طرح اپنی چوکڑی بھولا اور فوج ہند نے
بھی گھوڑے اٹھلائے کافروں کے سر پر آئے بہت سے لوگ لشکر کفار کے مارے گئے سردار انکی بے تدبیری سے اپنی جان سے بیچارے
گئے اور بقیۃ السیف نے بھاگ کر اپنی جان بچائی یہی بات انکے خیال میں آئی لشکر ہند کو بہت مال غنیمت کا ہاتھ آیا ہر شخص نے
گویا گنج قارون پایا ہر ایک امیر ہو گیا صاحب جاگیر ہو گیا خسرو ہند خشاش و بشاش قلعے میں داخل ہوا سب غم والم دل سے
زائل ہوا اور جشن شاہانہ ترتیب دیا محفل مبارکبادی اور نشاط کا سامان کیا ملک سارج اور اجروک خوارزمی دو پہلوان نامی
کہ ہر ایک پیادہ لاکھ سوار کا مقابلہ کرتا تھا اپنی مدد کو لائے وہ بڑے دعوے اور شان و شوکت سے آئے ایک کا نام تو ہیر اس
فیل دندان تھا وہ بہت اپنے زور و قوت پر نازاں تھا اور دوسرے کو مغلوب فیل زور کہتے تھے اسکی ہیبت سے بڑے
بڑے جوانمرد ہراساں رہتے تھے تین لاکھ سوار پھر نئے سر سے جمع کر کے قلعے کے مقابل خیمہ زن ہوا ہجوم جوانان صف شکن ہوا

اُدھر طبل جنگ بجوایا شور و غل سے ہنگامۂ قیامت دکھایا لندھور نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا سب اپنی فوج کو آمادۂ جنگ و جدال کیا صبح کو دونوں جانب سے لشکر صف آرا ہو کے لڑنے پر مستعد دکھیا ہوے سب کے پہلے ہراس فیل زور نے میدان میں آکر مبارز طلب کیا لندھور نے فیل میمونہ کو اُسکے مقابل لاکر یوں رستمانہ جواب دیا کہ اے بہادر لا کیا ضرب رکھتا ہے دیکھوں تو کیا فن حرب رکھتا ہے ہراس نے تیغہ زیر رکابی کہ چار سو من تبریزی وزن میں تھا میان سے لیکر لندھور کے سر پر مارا خسرو نے اسکو بزور علم سپاہگری و قوت بازو رد کیا اُسکا وار خالی دیا پھر شمشیر الماس دم غلاف سے نکالکر کہا کہ خبردار ہوجا او بزدلے ہوشیار ہوجا یہ نہ کہنا کہ غفلت میں مجھ کو مارا کہ حملہ کرنے کیوقت کیوں نہ للکارا یس وہ تیغ آبدار اُسکے سر پر ماری جو سو ضرب پر بھاری تھی ہرچند اُس نے بھی سپر کو سر کی پناہ بنایا اُس چوٹ سے اپنے کو بچایا لیکن شمشیر دست خسرو ہند ایسا نہ تھا کہ وار خالی جاتا وہ اُسکی ضرب کھاتا سپر کو مثل گردہ پنیر کاٹکر تلوار سینے میں جا اتری دم نہ لیا ایکدم میں اسکو بیدم کیا ہراس فیل زور کے کٹنے کی موت مارا گیا اُسی تلوار کے گھاٹ وہ بھی اُتارا گیا بھائی نے اُسکے جو اُسکو گرتے دیکھا خون نے اُسکی آنکھوں میں جوش کیا بھائی کے غم نے اُسے بیہوش کیا فوراً اپنے کرگدن کو دوڑا کر لندھور کے برابر آیا اُس رنج سے بڑا پیچ و تاب کھایا اور کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا میرے بھائی کو مارا اب میں تجھ کو کب جیتا چھوڑتا ہوں دیکھ تیری ہڈی پونا کو کیسا توڑتا ہوں لندھور بولا کہ غم فرقت کھا میں تجھکو بھی اُسکے پاس بھیجتا ہوں قعر جہنم میں بے وسواس بھیجتا ہوں لا کیا ضرب رکھتا ہے اُسنے ایک ہاتھ خسرو کے لگایا خوب زور دکھایا خسرو نے خالی دیکر وہی تلوار خون بھری ہوئی اُسکی کمر میں جو لگائی مانند خیار تر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑا وہ صاف نکل آئی اجرو ک و سارج نے اُسکو مُوا دیکھ کر تین لاکھ سوار سے باگ اُٹھائی سب فوج نے حملہ کرکے ایک قیامت مچائی اُدھر سے لشکر ہند نے اپنے مرکب اُٹھائے اُسکے مقابلے میں آئے دو پہر کامل تلوار چلی اجرو ک و سارج نے دیکھا کہ فوج بہت لقمۂ نہنگ اجل ہوئی اور لشکر ہند غالب ہے اب میدان میں ٹھہرنا نامناسب ہے ناچار طبل بازگشت بجوا کر با دل گریاں و جگر بریاں اپنی فرودگاہ پر آئے اس شکست کھانے سے بہت شرمائے ملک لندھور شادیانے بجواتا ہوا اپنی بارگاہ میں داخل ہوا دشمن پر فتح پانے سے کمال سرور حاصل ہوا ملکہ سارج مغموم و محزون خیمہ محلسرا میں جو گیا زوجہ و دختر اُسکی سبب دلگیری و حزن کا پوچھنے لگیں اور اسکی پریشانی دیکھکر بہت غمگین ہوئیں بولا کہ لندھور کے ہاتھ سے جان بچتی نظر نہیں آتی کسی سردار کی طبیعت اُسکے مقابلے کی جرأت نہیں پاتی جنگ دل میں اسطرح شکست دی کیا تعریف کریں جیسی بہادری کی باوجودیکہ ہم چار بادشاہ ایک دل تھے مگر کچھ بن نہ آئی ہم سب نے ہزیمت فاش اُٹھائی تمام فوج درہم و برہم ہوئی دفعتاً تمام لشکر کی دلیری کم ہوئی اب جنگ دوم میں ایسے دو پہلوان مارے کہ فوج کا جی چھوٹ گیا فتحیابی کا سہارا ٹوٹ گیا ہرچند میں نے تین لاکھ سوار سے جنگ مغلوبہ کی اور فوج کو بہت ترغیب دلاوری کی دی مگر کچھ سود نہ ہوا ہرگز بہبود نہوا لاکھ آدمی سے زیادہ میرے لشکر کا مارا گیا اور گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا ہر صورت سے صدمہ اُٹھایا سوائے اسکے کچھ چارہ نہیں ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے اپنا خون کروں زہر کھا کر مروں اس بات کے سننے سے اُسکی دختر نے بڑا غم کیا اور یہ جواب دیا کہ اگر کہو تو میں لندھور کو باندھ لاؤں اپنی کارستانی دکھاؤں سارج نے پوچھا کہ تجھ سے یہ کام کیونکر ہوگا ایسی بڑی مہم کا انجام کیونکر

بدیگا اُسنے کہا کہ اس سے تم کو کیا کام ہے آپ اجازت دیجیے مجھ میری بلا گزاری دیکھ لیجیے وہ بولا کہ اس سے کیا بہتر ہے تو اسکا ارادہ
کر وہ مجھے منظور ہے کہ مثل مشہور ہے اندھا کیا چاہے دو آنکھیں اُس تمام پارہ نے ایک خیمہ عالیشان مرغزار کے متصل استادہ کر دیا
اور خوب آرائش کر کے لباس و زیور مرصع پہنکر اپنے تئیں رشک پری بنایا اور چار سو ماہرویان قمر طلعت کو اپنے ساتھ لیکر خیمہ
میں داخل ہوئی ایسا سامان دلفریب فراہم کیا کہ دیکھنے والوں کو ایک حیرت حاصل ہوئی محفل راگ و رنگ کی برپا کی اس
بزم عیش و طرب کو کمال زیب و رونق دی ملک لندھور نے دیکھا کہ غنیم ہزیمت اُٹھا کر شکستہ دل گوشۂ حزن میں بیٹھا ہوا
ہے پس اوقات ضائع کرنا کیا ضرور ہے جب تک وہ طبل جنگ بجوائے خیمہ مقابلہ کو آئے شکار کھیلنے سے طبیعت کو بہلایا چاہیے
مزہ سیر بیابان کا اُٹھایا چاہیے سامان شکار ہمراہ لیکر مرغزار کی طرف روانہ ہوا قریب مرغزار کے ایک خیمہ عالیشان استادہ
دیکھا اور اُسمیں پریرویان ماہ وش کا جمگھٹا آمادہ دیکھا لوگوں سے پوچھا کہ یہ خیمہ کسکا ہے کون اسمیں جاگزیں ہے مرد ہے یا کوئی
پردہ نشین ہے معلوم ہوا کہ دختر ملک ساراج کی سیر کو آئی ہے تفریحاً اس صحرا میں تشریف لائی ہے لندھور اُسکے دیدار کا
مشتاق ہو کر ایک پتھر پر کہ اُس سنگدل کے خیمے کے متصل پڑا ہوا تھا جا بیٹھا باُمید نظارہ وہاں آبیٹھا اُس مکارہ کو چلمن سے
جو لندھور نظر آیا ایک نازنین کے ہاتھ جام شراب اُسکے پاس بھجوایا لندھور نے اس سے کہا کہ وہ مجھکو کیا جانے میری صورت
وہ کیا پہچانے بولی کہ آپکو جسدن سے رزمگاہ میں دیکھا ہے اُسدن سے آپکے حسن و جمال پر فریفتہ ہوئی ہزار جان سے شیفتہ
ہوئی ہے لندھور اور بھی مفتوں ہوا اُسکی محبت میں مجنون ہوا اسمیں ایک نازنین دوسری آئی وہ یہ خوشخبری لائی کہ آپکو ملکہ صاحبہ
بلاتی ہیں جلد چلیے نہیں تو وہ خود لینے کو آتی ہیں لندھور خوش خوش خیمے میں گیا دیکھا کہ ایک معشوقہ چاردہ سالہ رشک خورشید
زیب و زینت کیے ہوئے تخت پر بیٹھی شراب پی رہی ہے نشے میں چور ہے صورت و شکل میں رشک حور ہے اور کئی سو ماہرو
جسطرح سے گرد ماہ کے انجم فلک پر حلقہ زن ہیں وہ سب بھی خوبی و نزاکت میں مثل نسرین و نسترن ہیں اور رقاصان پری پیکر
و سرایندگان داؤد الحان سرگرم رقص و سرود خوب مزہ سے ناچ گا رہی ہیں اندر کے اکھاڑے کا سماں دکھا رہی ہیں لندھور
یہ صحبت دیکھ کر کمال محظوظ اور شادماں ہوا اور حیرت سے چاروں طرف نگراں ہوا اُسنے لندھور کو تخت پر اپنے پہلو میں بٹھایا گویا
اُسکو پھنسانیکے لیے ایک جال پھیلایا اور کئی جام مے گلگوں کے اپنے ہاتھ سے پلائے اور ہر جام میں ناز و کرشمہ معشوقانہ
اُسکو دکھائے لندھور ایسا نشۂ عشق میں سرشار ہوا کہ از خود رفتہ و بے اختیار ہوا مطلق ہوش و حواس نہ رہا کچھ غیر و آشنا کا
پاس نہ رہا گلے میں ہاتھ ڈالکر کہنے لگا کہ اے جان لندھور میری بارگاہ میں چل کہ وہاں بہت آرام پائیگی بڑی راحت اُٹھائیگی
اس محتالہ نے کہا کہ اسوقت روز روشن ہے کل آکر مجھے لیجاؤ تو میں چلونگی رات بھر تمھارے پاس رہونگی لندھور نے
قبول کیا اُس سے رات کے رہنے کا وعدہ لیا ہر چند دل اُٹھنے کو نہ چاہتا تھا مگر مجبور رخصت ہو کر اپنی بارگاہ میں آیا اور
آرائش خیمہ کا کارگزاروں کو حکم فرمایا اور شب کا انتظار کرنے لگا اُسکی محبت کا دم بھرنے لگا آخر جب دن بسر ہوا اُسکا
دل اُسکے اشتیاق میں اور بھی مضطر ہوا شب کو لباس شب دیجور پہنکر اُس مکارہ کے پاس گیا اُسنے چند جام مے بہشتی کے کھینچے

ایسے پلائے کہ لندھور بالکل بیہوش ہوگیا شراب کے نشہ میں مدہوش ہوگیا پہلے تو چاہا کہ باندھ کر اپنے باپ کے پاس بھیجدے تو
وہ اُس سے اپنا انتقام بخوبی لے لیکن مقلب القلوب نے اُسکے قلب کو پھیر دیا کہ اُسنے یہ نہ کیا مگر ایک صندوق میں لندھور
کو بند کرکے دریائے شور میں کہ وہاں سے متصل تھا ڈالدیا اور اپنے باپ سے جاکر یہ حال بیان کیا کہ میں نے تمہارے حریف کو
مارکر دریا میں پھکوا دیا اُس تمہارے دشمن سے تمہارا بدلا اسطرح لیا وہ ملعون اُس ملعونہ سے بہت خوش ہوا اُسکی بہت سی
تعریف کی اور شاباش دی اور اُسیدم طبل بجوایا اور سامان جنگ جدال کا خوب مہیا فرمایا صبح کو جب دونوں لشکر صف آرا
ہوئے لشکر ہند نے جو ملک لندھور کو نہ دیکھا چھوٹے سے بڑے تک کی کمر ٹوٹ گئی سب کی جرأت چھوٹ گئی ساریج نے
جنگ مغلوبہ کرکے بہت سے مسلمانونکو شہید کیا جیپور نے دیکھا کہ فوج بسبب ہونے لندھور کے شکستہ دل ہے اب فتحیاب ہونا
سخت مشکل ہے اور حریف غالب ہے اپنی ناموری کا طالب ہے طبل بازگشت بجواکر بدستور قلعہ کا دروازہ بند کردیا اور
لندھور کے حال کا سراغ لیا لندھور کا حال سنیے کہ صندوق موجوں کے طمانچے کھاتا ہوا بہتا چلا جاتا تھا کبھی ادھر کبھی
اُدھر موج کے تھپیڑے کھاتا تھا اتفاقاً ایک سوداگر کا جہاز سندھ سے آتا تھا اُسکے متصل پہونچا جہازیوں نے صندوق
کو نکالکر بے کھولے ہوئے تاجر کے ہاتھ بیچ ڈالا اس سوداگر بے عقل نے جھٹ پٹ مول لیلیا نہ دیکھا نہ بھالا بعد خریدنے کے صندوق
کو کھولا تو دیکھا کہ ایک جوان قوی ہیکل بیہوش پڑا ہے بحیس و حرکت خاموش پڑا ہے سوداگر کو کمال ترس اور رحم آیا اور صندوق
سے نکالکر اُسکو پلنگ پر لٹایا اور بیہوشی کا اتارا دیا اُسکو ہوشیار کیا لندھور نے آنکھیں کھولکر دیکھا تو نہ وہ خیمہ ہے نہ وہ معشوقہ ہے
جہاز میں پلنگ پر لیٹا ہوا ہوں بہت سے کپڑوں میں لپٹا ہوا ہوں متحیر ہو کر پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ کون جگہ ہے میں یہاں کیونکر
آیا اور مجھکو اس جہاز میں کون لایا سوداگر نے کہا کہ میں سوداگر ہوں سندھ سے آتا ہوں مال تجارت بیچنے کے واسطے لیے جاتا
ہوں آپ صندوق میں بہے چلے جاتے تھے جہازیوں نے صندوق کو نکالا اُنسے میں نے لیکر کھولا تو آپکو بیہوش دیکھا
پلنگ پر لٹاکے اُتار بیہوشی کا دیا یہ احسان میں نے تمہارے ساتھ کیا الحمد للہ کہ آپ ہوش میں آئے ہم نے آپ کے
دیکھنے سے بہت حظ اُٹھائے آپ اپنا احوال فرمائیے کہ آپ کون ہیں اور آپکا حال کیا ہے آپ پر یہ حادثہ کیونکر پڑا ہے
خسرو نے اپنا نام و نسب جو ظاہر کیا اُسکو اپنے حال سے ماہر کیا تاجر بھی مرد مسلمان تھا صاحب ایمان تھا لندھور کے پاؤں
پر گر پڑا اور کہا کہ میں آپکو انشاء اللہ تعالیٰ بخیبی تمام سراندیپ پہونچادونگا اور آپکی ہر طرح کی خبرگیری کرونگا لندھور
نے پوچھا کہ تم اب کہاں جاؤگے وہاں سے کب پھر کر آؤگے سوداگر نے کہا میں ملک مانڈو کو جاؤنگا اُس شہر میں چند روز آرام
کرونگا بارے کئی دن میں جہاز ملک مانڈو پہونچا سوداگر نے جہاز کو لنگر دیا اور شہر میں جاکر قیام کیا ایک دن خسرو ہند
بازار کی سیر کو نکلا ناگاہ اُسی طرف کو گذر ہوا جہاں وہ کمان اور توڑہ اشرفیوں کا رکھا تھا اور ایک دستہ سپاہیونکا اُسکی
حفاظت کر رہا تھا نگہبانوں سے پوچھا کہ یہ کمان کسکی ہے اور یہاں کیوں رکھی ہے وہ بولے کہ یہ کمان بہرام کی ہے جو
کوئی اس کمان کو کھینچیگا وہ یہ توڑا اشرفیونکا پائیگا اور اپنے تئیں نامور بنائیگا لندھور بہرام کا نام سنکے بہت اپنے

دلمیں خوش ہوا اسکی طبیعت نے تسکین پائی دلمیں مسرت آئی مگر نگہبانوں سے کہا کہ بہرام جسکا نام ہے وہ میرا غلام ہے بہت
بھاگا ہوا ہے شکر ہے کہ آج اسکا پتہ نشان پایا نام اسکا سننے میں آیا یہ کہکر کان کو ہاتھ لگا کر چند بار تقلاب نئے خوب تر دیکے زر اشرفیاں
لیکر اُسی جا غریبوں کو لٹا دیں وہیں پر مساکین کو تقسیم کیں نگہبانوں نے یہ خبر بہرام کو پہونچائی سب کیفیت اُسکو مفصل سنائی بہرام
نے یہ تقریر سنکر کہ بہرام میرا غلام ہے بہت خیرہ ہو کے حکم دیا اور کئی شخصوں کو مقرر کیا کہ اسکو جلد میرے پاس لے آؤ مطلق سہل پرتہ لگاؤ
وہ لوگ چند قدم گئے ہونگے کہ خسرو کو آتے دیکھ کر اُس جا سے پلٹ کے بہرام کو خبر دی فوراً اطلاع کی کہ وہ شخص خود چلا آتا ہے آپکا
اقبال خود اسکو کھینچے لاتا ہے بہرام نے بارگاہ سے نکلکر تھوڑی دور گھر سے چلکر جو دیکھا بے اختیار دوڑکر قدموں پر سر جھکایا کمال عاجزی
اور فروتنی سے پیش آیا خسرو نے اُسکے سر کو چھاتی سے لگایا بہت پیار سے پیشانی پر بوسہ دیا اور دونوں خوشی کے مارے بیہوش
ہو گئے نشہ محبت سے مدہوش ہو گئے ملک شعیب یہ خبر سنکر اپنی بارگاہ سے نکل آیا دونوں کا حال ملاحظہ فرمایا اُنکے چہرے پر عرق بید مشک
اور گلاب چھڑکا جب وہ ہوش میں آئے اور ہوش و حواس پائے ملک شعیب مستفسر کیفیت ہوا بہرام نے اُس دن تک اپنا حسب و نسب
ملک شعیب سے چھپایا تھا اور اپنا حال کچھ زبان پر نہ لایا تھا مگر اُسوقت اپنا اور خسرو کا حال مفصل بیان کیا اُس راز نہاں کو عیاں کیا
ملک شعیب نے خسرو کا نام سنتے ہی خسرو کے قدم چومے اور بارگاہ میں لاکر خسرو کو تخت پر بٹھلایا بہت سا اعزاز و اکرام فرمایا اور
آپ باادب ایک کرسی بیٹھا اور اُسیوقت جشن شاہانہ ترتیب دیا اور محفل طرب کی تیاری کا تاکید تمام حکم دیا ایک ہفتہ تک لشکر جلد
جشن میں مشغول رہا جو سامان عیش و نشاط چاہیے وہ سب حصول رہا بعد ازاں لشکر جمع کرکے بہرام کو اپنے ساتھ لیکر کمال فرحت و
سراندیپ کی طرف روانہ ہوا ہمراہ سب ضروری کارخانہ ہوا

داستان احوال میں صاحبقران گیتی ستان زلزلۂ قاف کوچک سلیمان امیر حمزۂ عالیشان کے

داستان سرایان افسانہ کہن سخن سنج ہیں کہ جب سال تمامی پر آیا اور ایام حمل نے اختتام پایا آسمان پری کے بطن سے ایک لڑکی
آفتاب کی صورت پیدا ہوئی اُسکے حسن و جمال پر سب کی طبیعت شیدا ہوئی بادشاہ تو بہت خوش ہوا لیکن صاحبقران لڑکی
کے پیدا ہونے سے کمال ناخوش ہوئے اپنے دلمیں بہت مشوش ہوئے بادشاہ نے معلوم کیا کہ صاحبقران کو دختر کے پیدا ہونیکے
سبب سے ملال ہوا انکو رنج کمال ہوا خلعت سلیمانی دیکر کہا کہ یا امیر یہ خدا کی تقدیر ہے اسمیں کیا کسی کی تقصیر ہے آپکے ملول ہونے کا
مقام نہیں یہ عقلمندوں کا کام نہیں عبدالرحمٰن نے کہا یا صاحبقران یہ لڑکی ایسی زور آور صاحب نصیب ہوگی کہ تمام دیوان کوہ
قاف کو زیر کریگی اور صاحبقران قاف کہلائیگی تمام پرستان میں بڑا رتبہ پائیگی ملال امیر کا یہ بات سنکر دور ہوا طبیعت کو
حاصل سرور ہوا بادشاہ نے کئی مہینے تک تو اُسی کے پیدا ہونیکا جشن کیا محتاجوں فقیروں مساکین کو بہت سا زر و نقد و اسباب تقسیم
کا دیا جب وہ لڑکی ششماہہ ہوئی صاحبقران نے ایکدن بادشاہ سے کہا کہ آپنے جو کچھ فرمایا میں وہ بجا لایا اب مجھکو پردۂ دنیا پر
پہونچوا دیجیے اپنے وعدے کو وفا کیجیے بادشاہ نے کہا یا صاحبقران نفس الامر میں بہت احسانمند ہوں اور تمہارے صفات و

حالات سے خرسند ہوں اب مجھ کو تمھارے رخصت کرنے میں کچھ عذر نہیں ہے اور تمھاری خاطرداری ہر طرح سے میرے دلنشین ہے لیکن قلعہ سیمین میں جو قاف کے جانب شمال ہے اسکا یہ حال ہے کہ **خرچال و خریال** نامے دو دیو دس ہزار دیو نکی جمعیت سے قیام پذیر ہیں وہ دونوں بڑے سرکش اور شریر ہیں اور وہ قلعہ میرا موروثی ہے اگر مناسب جانیے اور میری التماس کو مانیے تو انکو مار کر قلعہ کو خالی کر دے جایئے اتنی تکلیف و اٹھائیے اور نہیں تو جیسی آپکی مرضی ہم آپکی خوشی کے خواہاں ہیں کہ زیر بار احسان ہیں امیر نے کہا ہر حال میں آپکا تابع فرمان اور دوست صادق بدل و جان ہوں بسم اللہ سواری منگوائیے میرے جانیکی تیاری فرمایئے کہ اسطرف جاؤں اس ناپاک کو بھی ٹھکانے لگاؤں بادشاہ نے تخت منگوا کر امیر کو سوار کروایا اور سامان سفر کا جیسا کہ چاہیے تیار فرمایا اور دس ہزار نرہ دیو کو ہمراہ کیا اور انکو صاحبقراں کی تابعداری کا حکم دیا صاحبقراں وہاں سے رواں ہوے وہ سب دیو انکے تابع فرمان ہوے جب پانچ کوس قلعہ سیمین باقی رہا امیر ایک میدان وسیع دیکھ کر تخت سے اتر پڑے اور دیوؤں سے کہا کہ یہاں ٹھہرنا ہمارے نزدیک بہتر ہے کہ یہ میدان لڑنے کیواسطے خوشتر ہے یہ خبر خریال و خرچال کو بھی پہونچی وہ دونوں قتال پر آمادہ ہوے بیس ہزار دیو ہمراہ لیکر امیر کے لشکر کے سامنے صف آرا ہوے امیر نے فوج کا پرا باندھا دیکھا کہ دو دیو صف لشکر سے نکلکر علیحدہ کھڑے ہوے ہیں مگر عجیب الخلقت ہیں صورتیں انکی پر ہیبت ہیں ایک کے تو کان گدھے کے دوسرے کی صورت بالکل مانند خر ہے کہ دیکھنے والا اس شکل کے دیکھنے سے متحیر ہے معلوم کیا یہی دونوں سردار ہیں اسمیں پہلے خرچال دار شمشاد لیے ہوے امیر کے سامنے آکر للکارا اور بآواز بلند پکارا کہ کشندہ عفریت و قاتل اہرمن کہاں ہے میرے سامنے آئے مجھ کو اپنی بہادری دکھائے کہ میں دیوان قاف کا بدلا لوں ایک ہی وار میں اسکو قتل کروں امیر نے اسکے سامنے جاکر فرمایا کہ لا کیا ضرب رکھتا ہے میرے نزدیک آ مجھ کو اپنی جرأت دکھا وہ دیو قہقہہ مار کے بولا کہ تیرا اتنا سا قد ہے میں پہلے تجھ پر کیا حربہ کروں تجھ سے آدمزاد حقیر پر پہلے حربہ کر کے لوگوں کے سامنے ذلیل ہوں امیر نے کہا کہ اسی کوتاہ قامت پر اہرمن و عفریت سے کشیدہ قامت کو میں نے پست کیا ہے خواب عدم میں سرمست کیا ہے اور اگر پہلے تو حربہ نہ کریگا تو تیرے دلکا ارمان تیرے دل ہی میں رہجائیگا حسرت کے ساتھ جہنم میں ٹھکانا پائیگا کہ میں تیری جان کا ملک الموت ہوں تیری اجل میری شمشیر میں ہے یہی بات تیری تقدیر میں ہے تب تو جھنجھلا کر اسنے دار شمشاد سے امیر پر حربہ کیا امیر نے اسکے وار کو خالی دیا اور ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا اس صفائی سے مارا کہ وہ دیو مع دار شمشاد چار ٹکڑے ہو گیا بستر مرگ پر سو گیا خریال اپنے بھائی کو موا دیکھ کر تیغ نکالہ لیکر امیر پر دوڑا آتے ہی امیر پر ایک ہاتھ چھوڑا امیر نے اسکے تیغ نکالہ کو رد کر کے اسکا کمر بند پکڑ کے دے مارا اور خنجر نکالکر چاہا کہ اسکو بھی قتل کریں اسکے بھائی کے پاس اسکی بھی لاش دھریں خریال نے کہا یا صاحبقران اگر مجھ کو نہ مارو تو اپنی زندگی تک تمھاری اطاعت کرونگا کبھی تمھاری اطاعت سے قدم باہر نہ دھرونگا صاحبقراں قول لیکر اسکے سینے سے اتر آئے اور یہ سخن زبان پر لائے کہ لے خریال تو مجھ کو دنیا میں پہونچا دیگا یہ کام اپنے ذمہ لیگا وہ بولا کہ بسر و چشم لیکن چندے قلعہ سیمین میں چلکے استراحت کیجیے تھوڑے روز اپنی جان کو اس سفر کی تکلیف سے آرام دیجیے پھر جہاں فرمائیے گا پہونچا دونگا جو حکم کیجیے گا وہی کرونگا امیر چار دیو فتح کی خبر دینے کو بادشاہ کے پاس بھیج کے آپ قلعہ سیمین میں تشریف فرما ہوے بکمال جاہ و حشم سے رونق افزا ہوے ایک باغ بہت دلکش و فرحت افزا تھا امیر نے

اُسکی نہر میں غسل کیا غوطہ لگایا اپنے جسم کو خوب طاہر فرمایا اور تلوار میں جو خون لگا ہوا تھا اُسی نہر کے پانی سے دھویا اُس دھبے کو بھی
کھویا اور بارہ دری میں جاکر تخت پر بیٹھے اور کسی قدر میوہ کھایا اُس باغ کے میوہ ہائے عجیب سے حظ اُٹھایا کسستی جو معلوم ہوئی تخت
پر پاؤں لمبے کر کے سو رہے نیند میں غافل ہو رہے خرپال نے دیکھا کہ صاحبقران غفلت میں ہیں اب اُنکا مار ڈالنا نہایت آسان ہے
عقرب سلیمانی کو امیر کے پہلو سے اُٹھایا اور میان سے کھینچکر امیر پر ایک ہاتھ لگایا لیکن مثل مشہور ہے کہ جسے خدا نہ مارے اسکو
کون مارے وہ تلوار محراب پر لگی اور اتفاقاً امیر نے بھی اُسوقت کروٹ بدلی خرپال نے جانا کہ صاحبقران جاگا تلوار میان میں کر کے
امیر کی ہیبت سے بھاگا امیر جب جاگے تو دیکھا کہ کوئی متنفس نہیں اور عقرب سلیمانی بھی نظر نہیں آتی یہاں کی کیفیت تو کچھ اور ہی پائی
جاتی ہے کمال مشوش ہوے دیووں سے بلاکر پوچھا کہ خرپال کہاں ہے وہ خرد جال کہاں ہے عرض کی کہ بیابان مینا میں ہے لیکن
وہاں کوئی دیو جا نہیں سکتا ہے اُسکے پاس کوئی راہ پا نہیں سکتا ہر چند امیر نے سب دیووں سے کہا کہ مجھکو بیابان مینا میں پہونچا دو
مجھکو وہانکا راستہ بتادو لیکن کسی نے قبول نکیا اُس قلعہ کا نشان نہ دیا تب تو امیر نے سب دیونکو رخصت کیا اور آپ تن تنہا پیادہ پا توکلاً
علی اللہ اُس قلعہ کیطرف تنہا چلے ساتویں دن بیابان مینا میں پہونچے دیکھیں تو ایک پہاڑ ہے کہ جسکی بلندی کی نہایت نہیں اُسپر چڑھنے کی کسی
میں طاقت نہیں اُسکے پتھر دنکا رنگ پکھراج کے مانند زرد ہے آسمان کی رنگت جسکے سامنے گرد ہے اور اُسپر سبزی قدرتی اس وضع سے قائم
ہوئی ہے کہ گویا مینا ہے صانع بیچون نے اپنی صنعت کاملہ سے اُسکو رنگ سبز دیا ہے اور اُس کوہ کے نیچے کوسوں تک زعفران زار ہے اُسکی کیا
طرفہ بہار ہے اور درمیان میں اُس زعفران زار کے ایک چبوترہ بلور کا ہے اسکی صفائی پر ایک عالم نور کا ہے اُسپر خرپال بیخبر مثل بخت
اپنے کے سوتا ہے اور بغل میں عقرب سلیمانی رکھی ہوئی ہے گویا اُسکی موت کی نشانی رکھی ہوئی ہے پہلے تو صاحبقران نے عقرب سلیمانی
کو اپنے قبضے میں کیا جھٹ پٹ اُسکو اُٹھا لیا بعد ازاں ایک نعرہ ایسا کیا کہ کوہ لرز گیا اور خرپال جاگ کر بید کیطرح کانپنے لگا اور چاہا
کہ بھاگ جائے صاحبقران کے ہاتھ سے اپنی جان بچائے صاحبقران نے قدم بڑھا کر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا اُسکی کمر پر
ایسا مارا کہ چنار سال خوردہ کیطرح دو ٹکڑے ہو زمین پر آیا جان بحق ہو گئی روح فنا ہو گئی صاحبقران اُسکو مار کر اُسی چبوترہ پر
تلوار کا تکیہ لگا کے بیٹھے اُس مردود کو جہنم واصل کر کے اطمینان سے آکے بیٹھے اُدھر دیووں نے جو کیفیت دیکھی سُنی تھی جاکر بادشاہ
پریان کی اس تمام حال سے مفصل اطلاع دی بادشاہ نے بیتاب ہو کر خواجہ عبدالرحمن سے کہا کہ جلد صاحبقران کی خبر لینا چاہیے
اب انکی ضرور مدد کیا چاہیے ایسا ایسا سنا ہے دیو جو اُنکے پاس سے آئے ہیں انھوں نے کہا ہے خواجہ سوار ہو کر روانہ ہوے کئی
دن میں تلاش کر کے بیابان مینا میں پہونچے جستجو کرتے کرتے آخر اُس صحرا میں پہونچے دیکھیں تو لاش خرپال کی دو ٹکڑے
پڑی ہے صاحبقران نے ایسی تلوار جڑی ہے امیر کو سلام کیا بادشاہ کا پیام دیا اور دست و بازو کو بوسہ دیکر تخت پر
اپنے ساتھ بٹھلا کے گلستان ارم میں آئے نہایت اعزاز و اکرام سے بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ نے صاحبقران کو
چھاتی سے لگایا کمال التفات فرمایا اور کہا کہ چھ مہینے کے بعد میں خواہ مخواہ تم کو پردۂ دنیا پر بھیجدوں گا تم کو اچھی طرح سے
رخصت کرونگا امیر محلسرا میں گئے اور دن گننے لگے بادشاہ کے وعدے پر صبر کیا اپنے نفس پر جبر کیا

داستان شاہ عیاران روزگار خواجہ عمرو نامدار و ہرمز و فرامرز کی لڑائی

راویان عیار پیشہ یوں تحریر کرتے ہیں کہ ہر گاہ قلعہ نیستان میں بھی آذوقہ ہو چکا عمرو متردد ہوا کہ اب کیا کیا چاہیے کسی تدبیر سے کچھ غلہ وغیرہ مہیا کیا چاہیے خسرو نیستانی سے پوچھا کہ یہاں سے نزدیک کوئی اور بھی قلعہ ہے کہ چندے ان کافروں کے ہاتھ سے اُسمیں امان لوں اپنے ساتھ والوں کے بچانے کی کوئی تدبیر کروں خسرو نیستانی نے کہا یہاں سے بارہ فرسنگ پر ایک قلعہ ہے اُسکو رہتاس گڈھ کہتے ہیں اور اہل قلعہ سب بیخوف رہتے ہیں نہایت مستحکم ہے میری دانست میں ایسی مضبوطی کا قلعہ کم ہے اُس قلعہ کو اگر کوئی لڑکر لیا چاہے تو محض محال ہے تیرا خام خیال ہے اور دو شخص وہاں کے حاکم ہیں ایک کا نام طہمورث شاہ ہے اور دوسرے کو ثابت شاہ کہتے ہیں اُن دونوں کو لوگ بہت صاحب حشمت وجاہ کہتے ہیں عمرو نے مقبل وفادار سے کہا کہ تم قلعے سے خبردار رہنا میں قلعہ رہتاس کے لینے کی فکر میں جاتا ہوں اُس قلعے کی تسخیر کا کوئی ڈھب لگاتا ہوں یہ کہکر پوشاک شاہانہ اُتار لباس عیاری پہن سلاح کمر سے لگا قلعے سے نکلکر روانہ ہوا اور تھوڑے عرصہ میں رہتاس گڈھ پہونچا کئی بار حصار کی گردآوری کی لیکن قلعے میں جانیکا کوئی لگاؤ نہ پایا راستہ اندر جانیکا نظر نہ آیا ناچار ہو کے وہاں سے پھر کے قلعے کے سامنے ایک ٹیکرے پر بیٹھکر قلعے میں جانے کی فکر کرنے لگا کہ کس تدبیر سے قلعے میں جاؤں اور اُسمیں دخل پاؤں ایک ساعت کے بعد ایک گھسیارہ ٹٹو پر سوار جالی کھرپا کمر میں کھونسے قلعے سے باہر آیا عیار نے یہ نقشہ جمایا کہ ایک درویش کی صورت بنکے پیچھے پیچھے اُسکے چلا گیا کچھ اُس سے بات نکی اپنے مطلب سے اُسکو خبر نہ دی جب دو کوس کے قریب وہ جاکر ایک میدان میں ٹٹو سے اُتر کر گھاس چھیلنے لگا عمرو نے پیچھے سے اُس سے عشق اللہ کہا وہ خاموش ہو رہا وہ سلام کر کے بولا شاہ صاحب کہاں سے آپ آتے ہیں کس کام کیلیے سفر کی تکلیف اُٹھاتے ہیں عمرو نے کہا کہ تجھ کو اس بات سے کیا کام ہے ہمکو اسی رنج میں راحت و آرام ہے جسکے پاس خدا کا حکم ہوتا ہے اُسکے پاس ہم جاتے ہیں اُسکو اپنے معبود کا حکم سناتے ہیں چنانچہ تیرے اوپر خدا نے کرم کیا کہ ہم کو تیرے پاس آنیکا فرمان دیا ہم آکر موجود ہوے سب حاصل اب تیرے مقصود ہوے یہ کہکر دو خرمے جھولی سے نکالکر اُسکو دیے تروتازہ اُسکو عنایت کیے اور فرمایا کہ بسم اللہ کر کے اُسکو کھا اسکے مزے سے ایک کیفیت اُٹھا وہ سادہ لوح خرمے عمرو سے لیکر کھا گیا دو گھڑی کے بعد پینک میں آیا ان چھوہاروں کا کھانا اپنا رنگ لایا عمرو نے اور بھی دارو بیہوشی اُسکے دماغ میں پھونکدی کہ تین چار دن تک سر نہ اُٹھائے بالکل مدہوش پڑا رہے اور گھانس کے ڈھیر میں اُسکو چھپا دیا اُس بیچارے کا تو یہ حال کیا اور اُسکی صورت بنکر جالی کھرپا کمر میں کھونس ٹٹو پر سوار ہو کر قلعہ کیطرف چلا جب دروازے پر پہونچا تھر تھر کانپنے لگا تھکے ماندوں کیطرح ہانپنے لگا دربان نے اُسکو دیکھکر قلعہ کا دروازہ کھولدیا اندر جانے سے کچھ تعرض نہ کیا عمرو نے ٹٹو کی باگ ڈھیلی چھوڑدی کہ ٹٹو قدیم ہے البتہ گھر پہچانتا ہوگا اپنا مقام خوب جانتا ہوگا چنانچہ وہ ٹٹو گھسیاروں کے محلے میں جاکر ایک جھونپڑے کے آگے کھڑا ہو گیا عمرو نے ٹٹو پر سے اپنے کو گرا یا بیچاروں کی صورت بنایا اور تھر تھر کانپنے لگا جورو اس گھسیارے کی

جھونپڑی سے نکلکر پوچھنے لگی کہ مُوا کے باپ کھیر تو تمکو کیا بھایا عمرو بولا کہ جاڑا چڑھا ہے وہ عمرو کو اٹھا کر اپنی جھونپڑی میں لیگئی اور بوریے پر لٹا کے ہاتھ پاؤں دبانے لگی اُسکا حال دیکھ کر پیچ و تاب کھانے لگی عمرو نے دن کو تو سوکے کاٹا جب شام ہوئی پیچ کا اوگرا بنوا کر کھلایا کھا پی کر زنار و پ لایا یعنی نصف شب گذرے لباس شہرزنی پہنکے اُس جھونپڑے سے نکلکر چوکیداروں سے بچتا بچاتا زیر دیوار قصر طہمورث شاہ پہونچا اور کمند کے ذریعہ سے محل میں داخل ہوا بالا دری میں پہونچکر مطلب اُسکا حاصل ہوا دیکھا کہ ایک پلنگ لاجوردی پر طہمورث شاہ دوشالا اوڑھے پڑا سوتا ہے سچ ہے کہ سوتا اور مردہ برابر ہوتا ہے اور چند شمعیں روشن ہیں عمرو نے شمعوں کو گل کیا ایک بتی عیاری کیواسطے روشن رکھی اور متصل اُسکے جاکر دوشالہ کا آنچل جو منھ پر ہے اُٹھایا طہمورث شاہ نے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا اپنا جسم اُسکو چھونے نہ دیا چونکہ عمرو ہمیشہ بیگہ مچرب تعویذیں پہنے رہتا تھا ایسے موقعے کے لیے وہ اپنی تکلیف سہتا تھا ہاتھ کھینچتے ہی طہمورث شاہ کے ہاتھ میں بیگہ رہگیا اور عمرو کا ہاتھ اسکے ہاتھ سے نکل گیا عمرو دس قدم ہٹکر کھڑا ہوا طہمورث شاہ نے کہا کہ خواجہ عمرو مجھ سے تم کچھ وسواس نکرو شوق سے میرے پاس آؤ کسی طرح کا خوف و خطرہ میری طرف سے اپنے دلمیں نلاؤ مجھکو ابھی خواب میں حضرت ابراہیمؑ نے مسلمان کرکے تمہارے آنیکی خبر دی تھی مجھکو اس حال سے اطلاع کی تھی والا میں کیا جانوں کہ تمہارا نام عمرو ہے تمھیں اپنے دلمیں غور کرو کہ تم کو کوئی اس صورت پر پہچان سکتا ہے بغیر بتلائے تمہارا نام بھلا جان سکتا ہے عمرو اسکے پاس گیا اُسنے بغلگیر ہوکر کہا کہ جو حکم ہو بجا لاؤں آپکی خدمت گذاری سے سعادت پاؤں عمرو نے ابتدا سے انتہا تک کیفیت اُس سے کہہ سنائی سب حقیقت اُسکو مفصل بتلائی اُسنے کہا کہ اس قلعہ کو تم اپنا جانو میرا کہنا سچ مانو بسم اللہ مہرنگار کو اور لشکر کو اپنے لے آؤ یہاں بیٹھکے قیام فرماؤ جسقدر رات باقی تھی باتوں میں کٹ گئی صبح کو طہمورث شاہ نے اپنے توابعین سے کہا کہ میں مسلمان ہوا اللہ نے مجھکو ہدایت کی کہ مجھکو مشرف باسلام کیا کتنی بڑی عنایت کی یہ قلعہ میں نے خواجہ عمرو کو دیا اس قلعہ کا اسکو بجمیع الوجوہ مالک کیا خبردار خبردار جسوقت لشکر عمرو کا آئے کوئی اُسکو روکنے کی مجال نپائے بلا عذر دروازہ کھولدیجیو کچھ تعرض نکیجیو عمرو تو رخصت ہوکر خوشی خوشی قلعہ نیستاں میں آیا اپنے ہمراہیونکو یہ سب قصہ سنایا اور سواریونمیں ملکہ وغیرہ کو سوار کرکے مع لشکر سرنگ کی راہ سے قلعہ کے باہر نکلکر قلعہ رہتاس کیطرف روانہ ہوا مگر طہمورث شاہ کے اسلام لانیکا ہر لب پر فسانہ ہوا ثابت شاہ نے شمیم وزیر سے حقیقت حال سنکر طہمورث شاہ کو قتل کیا اُسکو مسلمان ہونے کے الزام میں تہ تیغ کیا اور آپ مع شمیم دروازے پر جا کے عمرو کا منتظر بیٹھا عمرو کے مارنے پر کمر باندھ کر بیٹھا عمرو اس حال سے بیخبر لشکر و سواریاں زنانہ بسمیت قلعے کے متصل آیا اور دروازہ قلعہ کا کھلوانے کیواسطے چند قدم سب سے پہلے بڑھ آیا جب قلعہ کی خاک ریز پر پہونچا فصیل پر سے مار پڑنے لگی برچھیوں تلواروں کی بوچھار پڑنے لگی عمرو نے دربانوں سے کہا کہ میں عمرو ہوں مجھکو اندر جانیکی طہمورث شاہ نے اجازت دی ہے میرے ساتھ موافقت کی ہے شمیم نے پکار کر کہا کہ او سارباں زادے یہاں بھی فریب دینے کو آیا ہے میرے ساتھ بھی دغابازی کا جال پھیلایا ہے طہمورث شاہ تو تجھ سے فریب کھا کر جان سے مارا گیا سر اسکا بخنجر تیز گردن سے اُتارا گیا خبردار اگر آگے قدم بڑھایا تو تو جانیگا ابھی تو بھی قتل ہوگا اگر میرا کہنا نہ مانیگا عمرو سخت متردد ہوا کہ قلعہ سابق بھی ہاتھ سے گیا اور یہ بھی ہاتھ نہ آیا گردن

نیا شعبدہ پیش لایا اگر ابھی ہرمز و فرامرز پیچھا کرتے ہیں تو اتنے دنوں کی محنت و مشقت مفت برباد ہوتی ہے دشمنوں کی طبیعت شاد ہوتی ہے مگر ناچار سوائے اسکے کچھ بن نہ آیا اور کسی بات کا موقع نہ پایا بیچ میں خیمہ مہر نگار کا استادہ کیا اور ہمراہیوں کو مہر نگار کی حفاظت پر آمادہ کیا دوسرے دن شمیم نے ثابت شاہ سے کہا کہ ایک نامہ لکھ کر ہرمز و فرامرز کو اس حقیقت سے مطلع کیجیے انکو اس بات کی اطلاع دیجیے اگر ابھی وہ اپنا لشکر لیکر آتے ہیں تو ہم اور وہ دونوں ملکر بے شبہہ فتح پاتے ہیں اور عمرو مارا جاتا ہے سب لشکر اسکا ہزیمت کھاتا ہے اور مہر نگار انکے ہاتھ آتی ہے طبیعت انکی اس مخمصے سے فرصت پاتی ہے ثابت شاہ نے رائے شمیم کی بہت پسند کی اور اسیوقت نامہ لکھ کر مہتر صیاد نامے عیار کو دیا اور یہ حکم بتاکید کہا کہ جلد ہرمز پاس جا اسکا جواب لا اتفاقاً صیاد طہمورث شاہ کے عیاروں کا مہتر تھا بات چیت عیاری میں سب سے بہتر تھا اور طہمورث شاہ نے چھوٹا سا لیکر اسکو پالا تھا اور تربیت کیا تھا گویا اپنی فرزندی میں لیا تھا پس جیدن سے کہ طہمورث شاہ مارا گیا تھا صیاد لہو کے گھونٹ پی پی کر رہتا تھا مگر ثابت شاہ کے خوف سے اپنا غم دل کسی سے نہ کہتا تھا وہ نامہ کو عمرو کے پاس لیے چلا آیا بے تکلف عمرو کو دکھایا عمرو نے اس نامے کو پڑھکر صیاد کو گلے سے لگایا اور بہت الطاف فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں ثابت شاہ کو مار کے تجھ کو اس قلعہ کا بادشاہ کرونگا اور اسکی حکومت بالکل تجھے دونگا عمرو نے ہرمز و فرامرز کی طرف سے اس نامہ کا جواب لکھا بہت شتاب لکھا کہ اے ثابت شاہ تو نے بڑا کام کیا کہ ایسی دلخواہ خبر دی ہمپر بڑی مہربانی کی اسکے صلے میں نوشیرواں کے آگے تیری بڑی قدر و منزلت ہوگی سب سے زیادہ عزت ہوگی اور چونکہ عمرو ایک ہی پُرکار عیار ہے اپنے کام میں بڑا ہوشیار ہے اسواسطے کتارہ کابلی کو ہم بھیجتے ہیں کہ ہمارے پہنچنے تک قلعہ کی محافظت کرے ہر طرح کی معاونت کرے اور مہر شاہزادوں کی جعلی ثبت کر کے اسکو خریطۂ شاہانہ کیطرح آرایش دی اور اپنی صورت کتارہ کابلی کی سی بنا کر صیاد کیساتھ قلعے میں گیا اور ثابت شاہ کو جواب نامہ کا دیا اور کچھ حال زبانی بھی عرض کیا ثابت شاہ نے کتارہ کابلی کو صیاد سے پوچھا کہ کون ہے اور تیرے ساتھ کیوں آیا ہے تو اپنے ساتھ اسکو کسواسطے لایا ہے صیاد نے کہا یہ شاہزادوں کے عیاروں کا مہتر ہے سب عیاروں کا افسر ہے اور شاہزادگان کابل کا بھانجا ہے اور کتارہ کابلی اسکا نام ہے بہت صاحب اعزاز و اکرام ہے ثابت شاہ نے اُسے گلے سے لگایا بڑی حرمت سے اپنے پاس بٹھلایا اور بہت تکلف سے اُسکی ضیافت کی جیسی چاہیے ویسی عزت کی جب رات ہوئی عمرو نے کہا کہ مجھے شاہزادوں نے بہ تقید فرمایا ہے اور بتاکید تمام یہ حکم سنایا ہے کہ نگہبانی قلعے کی تو آپ کرنا پس دروازے میں آپکے بیٹھو نگا رات کی رات نگہبانی کرونگا باقی کل تو خود شاہزادے ہی دونگے مع فوج و لشکر تشریف لائینگے یہ کہکر صیاد کو ساتھ لیا اور قلعے کے دروازے پر جاکے قیام کیا جب وہ رات گئی سب نگاہبانوں کو لقمہ نہنگ تیغ بیدریغ کر کے دروازے کو کھول کے اپنے لشکر کو قلعے کے اندر لایا سب نے قتل پر ہاتھ اُٹھایا ساکنان قلعہ پر برق تیغ پڑنے لگی تلواروں کے زخم سے سب کی صورت بگڑنے لگی جس نے اسلام قبول کیا اسکو امان دی جس نے عذر کیا اُسے جہنم کی راہ لی اور فصیلوں برجوں پر اپنا بندوبست کیا تمام قلعہ کو اپنے قبضے میں لیا ثابت شاہ و شمیم وزیر کو دار پر کھینچکر صیاد کو قلعے کا

بادشاہ کیا سب طرح کا اُسکو اختیار دیا اور چاروں طرف سے غلہ منگا کر قلعے میں بھر کے چین سے باطمینان تمام کمال جاہ و حشمت بیٹھا ہے حمزہ
و فرامرز نے جو عیاروں سے خبر پائی کہ قلعہ کا دروازہ کھلا پڑا ہے ایک آدمی بھی دروازے پر نہیں ٹھہرتا ہے کوئی متنفس بھی قلعہ میں نہیں
ہے معلوم نہیں کیا ہوئے خود بخود سب فنا ہوئے عمرو سرنگ کی راہ سے مع لشکر قلعہ رہتاس کیطرف گیا شاہزادے پہلے تو
قلعہ میں گئے وہاں کسی کو نہ دیکھا بعد ازاں خیمہ گاہ پر آنکے ایک عرضی بادشاہ کو لکھی اُسمیں کیفیت یہ تھی کہ ہمکو آٹھ برس ہوئے
کہ عمرو کے پیچھے خراب ہیں مبتلا عذاب ہیں یا تو آپ خود تشریف لائیے یا کسی ایسے شخص کو بھجوائیے کہ وہ آنکر اس مہم کو
سر کرے عمرو کو مع اُسکے رفیقوں کے زیر و زبر کرے ہم کہاں عیار کے ہاتھ سے سخت عاجز اور حیران ہوئے کیا کہیں کیسے
پریشان ہوئے عرضی کو کرگس ساسانی کے ہاتھ بادشاہ کی خدمت میں روانہ کی اس حال سے اُسکو آگاہی دی اور آپ لشکر لیکے
قلعہ رہتاس گئے کہ عمرو کیساتھ مقاتلہ کریں اس سے مقابلہ کریں دیکھا کہ قلعہ مثل طاؤس طناز تیار ہے پرندہ کی طاقت نہیں ہے کہ اُڑ
کر اُسکے اندر جائے کسی صورت سے وہاں دخل پائے ناچار قلعہ کو چاروں طرف سے محاصرہ کرکے اُتر پڑے کہ چند روز یہاں قیام
کیجیے عمرو اور اُسکے لشکر کی خبر لیجیے مگر عمرو کے خوف سے کفار کے لشکر میں دن کو باری باری لوگ سوتے تھے اور رات کو بالکل بیدار
رہتے تھے اُسکے شبخون مارنے سے بہت ہوشیار رہتے تھے ایک دن شب کو حمزہ و فرامرز و بختیارک سرداروں سمیت بیٹھے شراب
پی رہے تھے کہ کتارہ طلایہ پھرتے پھرتے ادھر آنکلا ان لوگوں کی طرف کہیں جا نکلا بختیارک نے کتارہ سے کہا کیوں کتارہ عمرو بھی عیار ہے
اور تو بھی عیار ہے مگر اُس کی عیاری کا شہرہ ہر شہر و دیار میں ہے عمرو کو دیکھ کیا کیا عیاریاں کرتا ہے
اپنے بچانے میں کیسی کیسی ہوشیاری کرتا ہے اور تجھ سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ عمرو کو باندھ لائے کسی فریب سے وہ تیرے پنجے میں آئے
کتارہ بہت اپنے دل میں خجل ہوا اُسکی ملامت سے کمال منفعل ہوکے کہنے لگا کہ آج اگر عمرو کو میں نہ باندھ لایا تو کتارہ نام نہ پایا یہ کہکر
قلعے کی طرف جا کر گرد اُسکے پھرا کسی طرف سے جانیکی راہ نہ پائی کوئی تدبیر قلعے میں جانیکی اُسکے خیال میں نہ آئی مگر ایک برج کیطرف
آدمیونکی آواز سنائی نہ دی اُدھر کسی آدمی کی شکل دکھائی نہ دی معلوم کیا کہ اس برج کے نگہبان سوتے ہیں سب چوکیدار و دربان سوتے
ہیں کمند کو اچھال کے برج پر گیا دیکھا تو واقعی سب کے سب مثل بخت خفتہ اپنے سو رہے ہیں نشۂ خواب سے مست و غافل ہو رہے ہیں کتارہ
سب کا سر کاٹ کر شاہ برج پر گیا عمرو اُس وقت محل میں مہرنگار کے ساتھ کھانا کھانے اور اُسکی طبیعت کو بہلانے گیا تھا کتارہ عمرو کے
پلنگ کے نیچے لیٹ رہا چھپ کے اُسکے پایہ سے چمٹ رہا عمرو کھانا کھا کر محل سے برآمد ہوا شاہ برج پر آکے اپنے پلنگ پر لیٹا چونکہ رات
بہت گئی تھی لیٹتے ہی سو گیا نیند سے بیہوش ہو گیا جب کتارہ نے عمرو کے خراٹے کی آواز سنی پلنگ کے نیچے سے نکل کے نےِ ہفت بند
کو جوڑا اور اُسمیں عبیر بیہوشی رکھ کر عمرو کے پردۂ بینی کے پاس لیجا کے عبیر بیہوشی عمرو کے دماغ میں پہونچایا اس کام کا موقع پایا
عمرو چھینک مارتے ہی بیہوش ہو گیا تن بدن کی خبر نہ رہی ناچار ہو گیا پنجۂ دشمن میں گرفتار ہو گیا کتارہ نے چار حلقہ کمند کے اُسکے
گلے میں ڈال کر گولا اٹھی کیا ہر طرح سے اپنے قبضہ میں لیا اور چادر عیاری میں پشتارہ باندھ کر جس برج سے آیا تھا وہاں جانیکا
راستہ پایا تھا اسی طرف سے نیچے اُتر کر خندق سے پیر کر پار ہوا بہت خوش ہوا کہ عمرو اُسکی عیاری سے گرفتار ہوا اور پشتارہ لیجا کر

ہرمز و فرامرز کے روبرو رکھدیا اور عرض کی کہ عمرو کو لیجیے اب تو مجھے شاباش دیجیے عجب طرح کی خوشی ہرمز و فرامرز و زوبین و بختیارک کو حاصل ہوئی کہ کثرت مسرت سے اپنی طبیعت سنبھالنا مشکل ہوئی تاج فلک پر اُچھالنے لگے اور کلمہ واہ واہ کا منہ سے نکالنے لگے اور آہنگارہ کو چھاتی سے لگا کر بہت تعریف کی اور خلعت فاخرہ دیا حد سے زیادہ معزز کیا اور اُسی دم آہنگر کو بلوا کر عمرو کو قید آہن میں جکڑا ہر ایک عضو اُسکا زنجیر نے پکڑا اور صبح تک خوشی کے مارے کوئی نہ سویا ہر گاہ قریب صبح عمرو ہوش میں آیا اپنے کو قید آہن میں مقید پایا دیکھ کر کہنے لگا کہ لاحول ولا قوۃ کیا بُرا خواب دیکھ رہا ہوں کیسا معاملہ خراب دیکھ رہا ہوں ہرمز نے کہا کہ اے ساربان زادے یہ خواب نہیں ہے بیداری ہے تیرے افعال کی سزا یہ گرفتاری ہے بہت تو نے سر اُٹھایا تھا ہزار ہا آدمیوں نے تیرے ہاتھ سے رنج پایا تھا دیکھ تو اب کیسی مکافات ملتی ہے اب تجھے کب ہمارے ہاتھ سے نجات ملتی ہے عمرو بولا کہ آپ یہ جانتے ہیں کہ میں ولی ہوں علم باطنی میں تربیت یافتہ حضرت مرتضیٰ علی ہوں مجھے قید رہنے کی عادت نہیں ہے مجھ کو کوئی قید رکھ سکے یہ کسی کی طاقت نہیں ہے مگر اپنے حق میں آپ نے کانٹے بوئے اپنے عیش و آرام سب کھوئے جسوقت چھوٹا ایک ایک کو اگر سزا نہ دی تو عمرو نام نہ پایا عیاری کا نام مٹایا ہرمز نے کہا کہ اب بھی تجھے جینے اور چھوٹنے کی امید ہے کون تجھ کو چھڑا سکتا ہے اب جو تو ہمارے پاس قید ہے عمرو بولا کہ خدا میرا کریم ہے اُسکی ذات پاک غفور و رحیم ہے میں ایسی قید میں ہٹا نہیں تم لوگوں سے ہرگز ڈرتا نہیں جو تم سے ہو سکے کوتاہی نہ کرو کچھ میری نیکخواہی نہ کرو ہرمز عمرو کی تقریر سے بہت غصے میں آیا اُسی وقت عمرو کو جلاد کے حوالے کر کے حکم فرمایا کہ اسکو لیجا کر اسکی گردن مار اس کے سر کا بوجھ خنجر ظلم سے اس کے جسم سے اُتار

نارنجی پوش کے عیار کا آنا اور عمرو کو قید سے چھڑانا

راوی لکھتا ہے کہ جلاد نے عمرو کو لیجا کر ریگ کے چبوترے پر بٹھلایا اور تلوار کھینچ کر اُسکے سر پر آیا عمرو نے دیکھا کہ اب کوئی صورت بچنے کی نظر نہیں آتی ہے کوئی دم میں روح بدن سے عدم کو جاتی ہے خدا اور رسول کو یاد کرنے لگا چپکے چپکے کہا یا حضرت خضر مدد کیجیے اس حالت یاس میں میری خبر لیجیے اگر جیتا بچونگا تو جہاں سے ہوگا پانچ کوڑی کا دلیا دریا کے کنارے جا کر چڑھاؤنگا ضرور فاتحہ دلاؤنگا بختیارک نے جو عمرو کے لب ہلتے دیکھے ہرمز سے کہا جلاد کو حکم دیجیے اب اسکے قتل میں ذرا تاخیر نہ کیجیے کہ جلد عمرو کا کام تمام کرے اسکی صبح زندگانی کو شام کرے نہیں تو کوئی دم میں وہ چھوٹ جاویگا اگر یہ بچ گیا تو بڑا غضب لاویگا دیکھیے تو وہ منتر پڑھ رہا ہے اُسکے عمل میں بڑا اثر ہوتا ہے پھر اُسکو کسی طرح کا نہیں ضرر ہوتا ہے ہرمز نے دوسرا حکم جلاد کو دیا جلاد نے عمرو سے بیان کیا کہ جو کچھ کھانا پینا ہو کھا پی لے کوئی دم میں مارا جاتا ہے ملک الموت تیری روح قبض کرنے کو آتا ہے عمرو نے کہا ہم کھانے کے عوض غم و غصہ کھا چکے سب دنیا کے مزے اُٹھا چکے کچھ ہم آرزو نہیں ہے تو جلد اپنا کام کر اور کچھ نہ کلام کر جلاد پھر حکم پا کے عمرو کے سر پر آیا اور عمرو کے مارنے کو ہاتھ اُٹھایا عمرو جو زانو پر بیٹھا تھا جلاد کیطرف دیکھ کر بولا کہ اے عزیز یہ تیز تلوار سے مجکو مار کہ ایک وار میں سر تن سے جدا ہو جائے میری روح تڑپنے کی ایذا نہ پائے

بھیلا تو تیری تلوار کا ٹوٹا ہوا ہے تو مجھے کیا ماریگا جلاد اپنی تلوار دیکھنے لگا عمرو نے فرصت پا کے دونوں ہاتھ زمین میں ٹیک کر
ایک دولتی اس زور سے جلاد کے سینے پر ماری وہ لات ایسی لگی کاری کہ تلوار تو جلاد کے ہاتھ سے گر پڑی اور خود
لوٹن کبوتر کیطرح لوٹنے لگا اسکے صدمے سے بسمل ہوگیا اٹھنا اسکو مشکل ہوگیا ایک مرتبہ چار طرف سے آواز بلند ہوئی کہ وہ
مارا ہرمز نے جانا کہ جلاد نے عمرو کو قتل کیا اسکو اجل نے نیست نابود کیا بخشیا ایک بولا کہ نہیں حضرت عمرو نے جلاد کو مارا جلاد
اُس سے مارا ہرمز نے کہا کہ فی الواقع کیا بد بلا یہ عیار ہے بڑا چالاک اور جگردار ہے مرتے مرتے بھی ایک کو مار دیکھو تو جلاد
کے ساتھ کیا کام کیا ہرمز نے دوسرے جلاد کو بھیجا وہ تلوار کھینچکر عمرو کے مارنے کو آیا اپنی تلوار کو واسطے قتل کے اٹھایا
اُسوقت عمرو کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور زندگی سے نا اُمید ہوا کمال یاس سے رنگ منھ کا سفید ہوا کہ اسیوقت ایک عیار بچہ
سوت عیاری بدن پر لگائے بارگاہ میں آیا اور ہرمز کو باادب مجرا بجالایا کہنے لگا کہ میں خان اعظم سلطان سلسال
بن زال شمامہ جادو بادشاہ ترکستان کا عیار ہوں سب عیاروں کا سردار ہوں مجھے نوشیرواں نے اطلاع کرنے کو
بھیجا ہے کہ بادشاہ ترکستان مع لشکر ترک وجادو آپ کی مدد کو آتے ہیں عنقریب آپکے پاس تشریف لاتے ہیں ہرمز وفرامرز
بہت مسرور ہوئے اُنکے دل سے سب غم دور ہوئے یہ کہکر اُس عیار بچے نے عمرو کیطرف دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہے جو تلوار کے
نیچے سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہے اپنی زیست سے دل اُٹھائے ہوئے بیٹھا ہے ہرمز بولا کہ عمرو عیار جو تم نے سنا ہوگا یہی ہے اسکے ہاتھ
ہملوگ بہت عاجز وحیران تھے نہایت متردد و پریشان تھے کل شب کو کتارہ کابلی ہمارے عیاروں کا مہتر باشی سے باندھ
لایا ہے اسکی عیاری اور چالاکی سے بعد مدت یہ شخص ہمارے قبضے میں آیا ہے اس عالم میں بھی ایک جلاد کی جان لی ہے اس زور
سے ایک دولتی دی ہے اب دوسرے جلاد کو بھیجا ہے کہ ایک ہاتھ تلوار کا لگائے اُسکو عدم میں پہونچائے اس عیار بچے نے کہا کہ اسکا
مارنا بھی کچھ کام رکھتا ہے کوئی ہتھیار اُسکے پاس نہیں اپنے بچنے کی اُسکو آس نہیں میں نے خان اعظم کے حکم سے ایسے ایسے
پہلوان سرکش کو مارا ہے کہ جنکی صورت دیکھنے سے آدمی کے اوسان خطا ہو جائیں ہزار آدمی ایک کے مقابلے میں نہ آئیں مجھے
فرمائیے تو اُسکا سر ایک ہی وار میں اُڑاؤں اپنی شمشیر آبدار اور قوت بازو کا آپکو تماشا دکھاؤں ہرمز نے کہا کہ بہت اچھا جلاد
کو بلایا اُسکو بھیجا اُس عیار بچے نے عمرو سے آکر کہا کہ سر جھکا اپنی گردن میرے سامنے لا عمرو بولا کہ سر جھکائے تو بیٹھا ہوں میرے
پاس آ تلوار لگا عیار بچہ بولا کہ میں ایسا دیوانہ نہیں ہوں کہ تیرے پاس آؤں اُس جلاد کیطرح میں بھی دھوکا کھاؤں تو موہ چال
کرکے مجھے بھی لاتیں مارے تو میں تیرا کیا کروں کیونکر تجھ سے عہدہ برآ ہوں عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بڑا ہی شریر و تیز معلوم ہوتا
ہے یہ عیار بچہ تو بڑا فتنہ انگیز معلوم ہوتا ہے یہ مقرر مجھکو ماریگا عمرو آبدیدہ ہوا آنسو آنکھوں میں بھر لایا اور اپنی زندگی سے
ہاتھ اُٹھایا عیار بچہ نے یونانی زبان میں کہا کہ اے خواجہ آبدیدہ نہ ہو اپنے دلمیں رنجیدہ نہ ہو میں نقابدار نارنجی پوش کا عیار
ہوں تیرے چھڑانے کو آیا ہوں اپنے تئیں بہزار مکروفریب تجھ تک لایا ہوں پہلے تو پاؤں پھیلا کہ تیرے
پاؤں کی بیڑیاں کاٹ ڈالوں تجھکو اس عذاب سے نکالوں پھر تجھے گردن پر سوار کرکے یہاں سے نکلوں تیری چالاکی اور یاوری سے

ایک دم میں تجھ کو اس مکان سے لے نکلوں یہ بات سُنکے عمرو کی جان میں جان آئی حقیقت میں گویا دوبارہ زندگی پائی پاؤں پھیلادیے
اس احسان کے شکر ادا کیے عیار بچے نے ایک تلوار ایسی لگائی کہ دونوں پاؤں کی بیڑیاں ایک ہاتھ میں اڑائیں پھر عمرو کو گردن پر
سوار کر کے اس تیزی سے بھاگا کہ کسی نے اُسکا نشان نہ پایا جلوخانہ میں غل پڑ گیا چاروں طرف سے لوگ تلواریں کھینچ کھینچ کر
دوڑے اُسکے پکڑنے کو بہت سے پیادہ اور سوار دوڑے اس عیار بچے نے تلوار میان سے لی جس کافر پر ایک ہاتھ لگایا پھر اُس نے
سر نہ اُٹھایا اور عمرو نے کہ اُسکی گردن پر سوار تھا ہر ایک کی پگڑی اُتارنی شروع کی لات جوتی اڑانی شروع کی بالآخر وہ عیار بچہ
لڑتا بھڑتا عمرو کو لشکر کفار سے لے نکلا کوئی اُسکی گرد کو بھی نہ پہونچا ہرگاہ جنگل میں آیا عمرو کو گردن سے اُتار کے سنایا لو خدا حافظ
ہے اب تم اپنے قلعے میں جاؤ اور میں اپنے گھر کو جاتا ہوں بس اب تسلیم بجا لاتا ہوں عمرو نے کہا ذرا تم ٹھہرو میں بھی تمھارے ساتھ
چلونگا تمھاری ہمراہی کرونگا وہ بولا کہ میں ایسا احمق نہیں ہوں جواب کھڑا رہوں ایک لحظہ بھی تمھارے پاس ٹھہروں تم مجھے
اگر باندھ کر نقابدار کا نام پوچھو تو میں کیا بتاؤں تم سے اپنا پیچھا کیونکر چھڑاؤں یہ کہکر صحرا کیطرف چلدیا اور عمرو کو وہیں سے رخصت
کیا عمرو اپنے قلعے میں داخل ہوا اطمینان حاصل ہوا دیکھے تو چھوٹے بڑے سب رو رو کے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ یا الٰہی عمرو
کو ہمیں زندہ دکھلا اُسکو صحیح و سالم ہم تک پہونچا عمرو پر جو لوگوں کی نگاہ پڑی سجدۂ شکر ادا کیا اور منتیں جو مانی تھیں ہر ایک نے
اپنا اپنا وعدہ وفا کیا مہرنگار نے عمرو کیواسطے اپنا حال بہت ابتر کیا تھا عمرو کے آنے کی خبر سنکر تن مردہ میں گویا جان آئی ایسی
خوش ہوئی گویا سلطنت ہفت اقلیم پائی عمرو کو بلا کر لپٹ کر رونے لگی اور اسی دم چند خوانچے جواہر کے عمرو پر سے تصدق
کیے محتاجوں اور مسکینوں کو دیے اور ایک ہفتہ تک محفل نشاط میں بسر کی کمال مسرت و انبساط میں بسر کی ہرمز نے بختیارک سے پوچھا
کہ یہ کون تھا جو عمرو کو لے گیا ہمکو ایسا دھوکا دیگیا بختیارک نے کہا کہ عمرو سچ کہتا تھا خدا کے خاص بندے مالے جا نہیں سکتے اور کسی کی
قید میں وہ نہیں آسکتے اُنکے واسطے ہر دم آسمان سے مدد پہونچتی ہے بے شبہ خالق کون و مکان سے مدد پہونچتی ہے کوئی انکو نہیں
ستا سکتا ہے ہرگز انپر قابو نہیں پا سکتا ہے پھر خاموش ہو رہا قلعگیوں کا حال سنیے کہ علوفہ جو تین دن سے زیادہ نہ رہا سبھوں نے عادی کے
ساتھ جا کر عمرو کو اطلاع دی جنس کے کم ہونیکی خبر کی عمرو نے کہا کہ اب کوئی اور قلعہ لیا چاہیے کسی دوسری جگہ رہنے کا سامان
کیا چاہیے صیاد نے کہا کہ یہاں سے پانچ منزل پر ایک قلعہ ہے **سلاسل حصار** اسکو لوگ کہتے ہیں بہت خوش فضا
اور استوار کہتے ہیں اور وہاں کے بادشاہ کا نام **سلاسل شاہ** ہے بڑا صاحب حشمت و جاہ ہے اگر جی چاہے تو مسخر کیجیے واسطے قیام
کے اسکو لیجیے عمرو نے کہا کہ اچھا تم قلعے سے ہوشیار رہو میں جاتا ہوں یہاں کے امورات سے خبردار رہو میں فکر کرتا ہوں اُس کی
تسخیر کی کچھ تدبیر نکالتا ہوں یہ کہکر پوشاک شاہانہ اُتار لباس عیاری پہن قلعے سے باہر آیا اپنے تئیں عیار بنایا اور برق کی چال
سے تیز قدمی کرتا ایک شبانہ روز میں **سلاسل حصار** پر پہونچا اور جرأت و دلاوری کر کے تن تنہا پہونچا دیکھا تو واقعی قلعہ بہت
مضبوط ہے فکر کرنے لگا کہ کیونکر اس قلعے کو لیجیے کس تدبیر سے اسمیں مداخلت کیجیے ایک ساعت کے بعد دیکھتا کیا ہے کہ
ایک نوجوان چودہ پندرہ برس کا سن و سال لباس شاہانہ پہنے گھوڑے پر سوار ہاتھ پر باز بٹھلائے قلعے سے باہر نکلا اور

اور سوا اسوار اسی قدر پیادے سوائے قراول و بیلچی و باز بردار و خاص بردار و نقیب و چوبدار و یساول و ہرکارے و عہدہ دار
ہمراہ رکاب ہیں سب شخص اپنی اپنی خدمت نوکری گزاری میں لگا ہوا ہے یہ تعجب میں وہاں سے اٹھ کر پیچھے پیچھے اسکی سواری کے
چلا نشیب و فراز دیکھتا ہوا ساتھ کمال ہوشیاری کے چلا اور عقلاً تجویز کیا کہ مقرر یہ یہاں کا شہزادہ والاشان ہے جب تو
اسکے ساتھ یہ شاہانہ سامان ہے جب دیکھا کہ سواری دو کوس قلعہ سے بڑھ گئی عمرو نے الف آزادی کا پیشانی پر کھینچا سوزنی
کا تاج فقیرانہ سر پر رکھا منکا شفا کی سیلی گلے میں ڈالی لنگ باندھا پانچ چھ شاخی چھڑی کاندھے پر رکھ رومال سنبھالا چھڑی شیدہ
کشا بند ہاتھ میں لے شاہزادہ کے سامنے آکر صدا کی کہ حق اللہ فقیر اللہ آج تو صبح صبح اللہ کے لوگوں کی صورت دکھائی دی ہے معلوم
ہوا کہ طالع نے کچھ یاوری کی ہے کچھ فقیروں سے بھی واقف شناسا ہو گئے اللہ والوں کو دیکھ لے داتا دو گے شہزادہ فقیر کو دیکھ کر بہت خوش
ہوا اور گھوڑے کی باگ روک کر پوچھا کہ شاہ صاحب کدھر سے آئے ہیں کس طرف تشریف لیے جاتے ہیں جواب دیا کہ مانند
گوز شتر نہ زمین سے نہ آسمان سے ایک شے جہان سے فقیر کا مکان لامکان ہے جسکا نہ کچھ پتہ ہے نہ کچھ نشان ہے فقیروں کے واسطے کوئی
جا مقرر نہیں ہے آج یہاں ہیں کل وہاں فقیروں کا وطن کہاں بتاویں کچھ ٹھور ٹھکانا ہو تو بابا کہہ سنائیں شاہزادہ بولا شاہ صاحب جو
کچھ تم نے کہا سب درست ہے آپ کی گفتگو بہت ٹھیک و درست ہے لیکن تب بھی دنیا میں آکر نشان کیواسطے کوئی نہ کوئی جگہ ضرور
آدمی کو چاہیے رات کے بسیرے کے لیے دو ہاتھ زمین ہر کسی کو چاہیے شاہ صاحب علی بولے کہ فقیر تو سدا بے نام و نشان ہوتے
ہیں ان بیچاروں کو میسر کہاں مکان ہوتے ہیں بظاہر مرشدوں کے ڈھیر بغداد میں ہیں اسی شہر جنت بنیاد میں ہیں پوچھا کہ
آپ کا اسم شریف بولا کہ اسم شریف مرشد کا بخشا ہوا نام تو شیدائی قلندر مگر حقیقت میں فقیر سودائی قلندر ہے شاہزادہ
فقیر علی کی گفتگو سے بہت محظوظ ہوا اور کہا کہ شاہ صاحب امیدوار ہوں کہ چندے میرے مکان میں چل کر کرم کیجیے کچھ
روز ذرا اپنے تئیں راحت دیجیے اور کسی قدر اس نواح کی بھی سیر فرمائیے یہ ملک بھی قابل دید ہے اس کی کیفیت سے
بھی حظ اٹھائیے فقیر علی نے کہا کہ بابا کیا مضائقہ ہے فقیر بھی جہاں خلق دیکھتا ہے وہاں بستر جماتا ہے ٹھہر جاتا ہے
اگر جی لگ جاتا ہے میرا نام و نشان تو پوچھ لیا مگر بابا اپنے نام سے تو نے فقیر کو آگاہ نہ کیا وہ بولا کہ میرا نام بہمن ہے سلاسل
شاہ کا فرزند ہوں اسکی عنایت سے سربلند ہوں فقیر علی نے کہا کہ بابا تو سیر و شکار کر آ فقیر قلعے کے سامنے ٹیکرے پر تیرا انتظار
کریگا جو تو ارشاد کریگا یہ فقیر اختیار کرے گا بہمن اسی جگہ سے فقیر کو ساتھ لے کر پھرا اور قلعے میں جا کر اپنے دیوانخانے میں فقیر کا
بستر کیا اور مکان پرتکلف اسکو رہنے کو دیا اور بانواع اخلاق پیش آیا سب سامان راحت کا مہیا فرمایا بہمن نے پھر بیٹھ کے
شاہ صاحب سے کہا کہ میں ایک ساعت کیواسطے جاتا ہوں آپ ہرگز نہ گھبرائیے ابھی آتا ہوں آپکو حقہ پانی کی ضرورت
ہو تو خدمتگار میرے حاضر ہیں ان سے طلب کیجیے جس چیز کی ضرورت ہو میرے نوکروں سے مانگ لیجیے فقیر بولا کہ
اچھا بابا بہت خوب تشریف لیجائیے مگر آنے میں دیر نہ لگائیے مگر ایسی کیا ضرورت ہے فقیر کے بھی سننے کے لائق
ہے یا نہیں اگر مضائقہ نہ ہو تو ارشاد کیجیے اس امر سے مجھ کو بھی اطلاع دیجیے بہمن نے کہا کہ مجھ کو اسوقت دو چار

ساغر شراب کے پینے کی عادت ہے آپ جانتے ہیں کہ ترک عادت عداوت ہے پس آپ کے روبرو پینا بے ادبی ہے اسواسطے جاتا ہوں جھٹ پٹ پی کے آتا ہوں فقیر علی بولا کہ بابا یہیں منگا کر پیجیے فقیر بھی دو ایک جام چڑھائیگا بادۂ گلگوں سے کیفیت اٹھائیگا انسان کسی حالت میں رہے اپنے رب کی یاد دل سے نہ بھلائے اُسکی یاد سے غافل نہو جائے اور فقیروں کا تو وہ دودھ ہے کبھی کبھی اُسکو پی لیتے ہیں طبیعت کو سرور دیتے ہیں بہمن نے ساغر شراب طلب کر کے چند ساغر پیے دو مین پیالے فقیر کو بھی دیے فقیر نے بھی نشے جمائے اُسکو پی کر مزے میں آئے فقیر علی کو جب سرور ہوا دوتارا داؤدی کو زنبیل سے نکالکر بجانا اور گانا شروع کیا مشہور ہے کہ عمرو کا گانا مُردے کو زندہ کرتا تھا سامعین محو ہو گئے نہایت حظ اٹھایا ہر شخص حرف تحسین اپنی زبان پر لایا ناگاہ منصور عیار سلاسل شاہ کا مع دو عیار ادھر آنکلا شاہزادے کو سلام کر کے پوچھا کہ یہ شاہ صاحب کہاں سے آئے ہیں یہ کون ہیں کس ملک سے تشریف لائے ہیں بہمن نے مفصل حال بیان کیا پوچھا کہ انکا نام کیا ہے یہاں ٹھہرنے سے کام کیا ہے بہمن بولا کہ شیدائی قلندر انکو کہتے ہیں منصور دوڑ کر عمرو کے لپٹ گیا اور اپنے ساتھ کے عیاروں سے کہا کہ مشکیں اسکی باندھ لو اس درویش کو اپنے قبضے میں کرو عیاروں نے فی الفور اپنے مہتر کے حکم کی تعمیل کی اُسکی گرفتاری میں بہت تعجیل کی فقیر علی نے بہمن سے کہا کہ کیوں بابا فقیروں سے گھر میں بلا کر ایسا ہی سلوک کرتے ہیں واہ کیا مسافر پروری ہے اسی کا نام عدل گستری ہے بہمن منصور سے ناخوش ہو کر کہنے لگا کہ فقیر نے تیرا کیا بگاڑا تھا کہ تو نے اسکی ٹنڈیاں کسیں اُسکو ایسی اذیتیں دیں منصور نے عرض کی کہ حضور یہ وہ فقیر ہے کہ جسنے سیکڑوں بلکہ ہزاروں امیروں کو فقیر کر دیا لاکھوں کو دغا و فریب دیکر قتل کیا ہے اگر آپنے نام عمرو عیار کا سنا ہو تو وہ یہی ہے اُسکے ہاتھ سے نوشیرواں شاہنشاہ ہفت اقلیم کا ناک میں دم آیا ہے الغرض اُسکو سلاسل شاہ کے روبرو لیگیا اور کہا کہ عمرو عیار حاضر ہے سلاسل شاہ نے کہا کہ اچھا میرے سامنے لاؤ اُسکو جلد بلاؤ جب عمرو اُسکے پاس آیا تب اُسنے یہ فرمایا کہ اے عمرو میں نے سنا ہے کہ تو خوب گاتا ہے تیرا گانا سب کو بھاتا ہے میرے سامنے بھی گا مجھکو بھی اپنا گانا سنا کہ میں مدت سے تیرا اشتاق ہوں اسوقت طاقت سے طاق ہوں عمرو نے کہا کہ میرے ہاتھ تو بندھے ہیں دوتارا کیونکر بجاؤں اور گانا آپکو کیونکر سناؤں سلاسل شاہ نے ہاتھ اُسکے کھلوا دیے عمرو نے دوتارا بجا کر ایسا گایا کہ سب کے ہوش اُڑا دیے سلاسل شاہ بہت خوش ہوا اور منصور سے کہا کہ ہاتھ اُسکے باندھنا کچھ ضرور نہیں اسکو اپنے پاس قید رکھو کل جب پھر میں بلاؤں اُسکو حاضر لانا مگر خبردار اسکو بہت نہ ستانا منصور نے عمرو کو لیجا کر ایک حجرے میں بند کیا عمرو نے کہا کہ بار الہا میں تو یہاں قید ہوا لشکر اسلام پر کیسی آفت آئی ہوگی اُنھوں نے کیسی مصیبت اٹھائی ہوگی اس فکر میں تھا کہ دو پہر رات گذرے منصور نے آکر حجرے کا دروازہ کھولکر عمرو کو نکالا اُسکے قدموں پر سر ڈالا اور کہا مجھکو معاف کیجیے گا میں آپکو پہچانتا نہ تھا اچھی طرح سے جانتا نہ تھا مگر جس دن سے حضرت ابراہیم نے عالم رویا میں مجھکو مسلمان کیا اور فرمایا کہ عمرو یہاں آئیگا تو اُسکی ملاقات سے شرف پائیگا پس تجھکو اُسکی مدد کرنا واجب ہے اُس کی اطاعت مناسب ہے جب سے میں آپکی تلاش میں رہتا تھا اسقدر جو میں نے

بے ادبی کی اور آپ کو اذیت دی فقط اسواسطے کہ اچھی طرح سے تحقیق کرلیا چاہیے بعد اسکے انکے ارشاد پر عمل کیا چاہیے ایسا نہ ہو کہ یہ عمرو نہ ہو اور۔ تو عمرو جاکر اپنا راز دل بیان کرے اب آپ کا تابعدار ہوں جو کچھ فرمائیے بجالاؤں عمرو نے اُسکو چھاتی سے لگاکر کہا کہ کسی طرح اس قلعے کو لیا چاہیے ایسی کوئی تدبیر معقول کیا چاہیے کہ لشکر اسلام چند روز یہاں آنکر امن میں رہے راحت پائے انکے دلکو تسکین آئے منصور بولا بسم اللہ اُٹھیے ابھی سلاسل شاہ کو پکڑ لیجیے قلعے پر قبضہ اور دخل کیجیے عمرو لباس عیاری پہنکر منصور کے ساتھ سلاسل شاہ کی خوابگاہ میں گیا اور اُسکو بیہوش کرکے منصور کے حوالہ کیا اور اُسکو حکم دیا کہ اُسکو اپنے پاس مقید رکھ خبردار بھاگنے نہ پائے اور خود اُسکی صورت بنکر چھپر کھٹ پر سو رہا گویا خود بادشاہ ہو رہا جب صبح ہوگئی پہلے تو بہمن سے کہا کہ اے فرزند مجھکو عالم رویا میں حضرت ابراہیمؑ نے مسلمان کیا ہے تو بھی اسلام قبول کر کفر سے ہاتھ اُٹھا دینداروں کے فرقے میں ہو جا اُس گردن زدنی نے یہ بات قبول نہ کی عمرو نے اُسکو سولی دی بعد ازاں خلوت خانے میں سلاسل شاہ کو بلایا اور یہ سنایا کہ مسلمان ہونا تیرے حق میں بہتر ہے وہ دیکھ کر متحیر ہوا مارے خوف کے رنگ چہرے کا متغیر ہوا کہ میری صورت کا آدمی تخت پر بیٹھا ہے اور مجھکو میرے دین سے بیدین کیا چاہتا ہے شاید میری سلطنت لیا چاہتا ہے عمرو سے کہنے لگا کہ تو کون ہے بتلا اپنا حال مفصل مجھکو سنا اور میرے تخت پر کیوں بیٹھا ہے کسنے تجھکو یہانتک آنے دیا ہے عمرو نے کہا کہ اور کچھ تو جانتا نہیں اب تو خدائے وحدہ لاشریک کی وحدانیت میں جلد ایمان لا اپنی جان بچا وہ کچھ کلمات بیہودہ زبان پر لایا عمرو نے اُسیوقت اُسکو بھی سولی پر چڑھایا اور منصور کو اپنا نائب کرکے تخت پر بٹھلایا اور چھوٹے بڑے سے نذریں دلوا کے فرمایا کہ جو کوئی منصور شاہ کی اطاعت نہ کریگا وہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اپنے کیے کی سزا پائیگا کسی نے بجز فرمانبرداری کے سرتابی نہ کی سب نے اپنی عنان اختیار اُسکے ہاتھ میں دی جب عمرو اپنا بند و بست کرچکا اور دشمنوں کو خوب پست کیا منصور سے کہا کہ تم حکمرانی کرو اس قلعے پر فرمان فرما رہو میں لشکر اسلام کو لے آؤں سبکو یہاں پہونچاؤں تب آرام پاؤں اور میرے آتے آتے اسقدر غلہ وغیرہ مول لیکر قلعے میں بھر رکھنا عمرو تو اُدھر گیا منصور نے بموجب حکم عمرو غلہ وغیرہ مول لیکر قلعے میں بھر اعمرو کا کہنا کیا عمرو نے قلعے میں جاکر تمام سرداروں کو قلعے کے لینے سے مطلع کیا اس امر عظیم کے حاصل ہونے کا سب کو مژدہ دیا اور سواریاں مہیا کرکے آدھی رات گئے مع لشکر و ملکہ وغیرہ قلعے سے نکل کر سلاسل حصار کی راہ لی سب کے آرام پانیکی تدبیر کی دو شبانہ روز میں پانچ دنکی راہ طے کرکے سلاسل حصار میں داخل ہوا سب کو چین و آرام حاصل ہوا بدستور قدیم قلعے کو آراستہ کرکے باطمینان تمام بیٹھا قلعہ کا حاکم بنکر باکمال جاہ و احتشام بیٹھا یہاں تیسرے دن عیاروں نے ہرمز و فرامرز کو خبر دی اُسکو اس حال سے اطلاع کی کہ عمرو نے یہ قلعہ چھوڑ دیا سلاسل حصار میں لشکر اسلام کو مع ملکہ مہرنگار داخل کیا ہرمز اس خبر کو سنکر سرگرجبین ہوا اس واقعہ سے بہت غمگین ہوا اور منشی کو بلاکر بادشاہ کیواسطے ایک عرضی مشتملبر کیفیت حال خود اور سلاسل حصار میں عمرو کا جانا اور اُسکا بجمیع وجوہ تسلط پانا لکھوا کر ایک پیک کے ہاتھ روانہ کی اور اُسکو جلد پہونچنے کی اجازت دی

قاف سے آنا صاحبقران کا پردۂ دنیا پر

پیشتر اسقدر بیان ہو چکا ہے کہ امیر نے نمرپال و رخرجال کو مار کر حسب ستدعا بادشاہ اور چھ مہینے قیام کیا بمجبوری اور چند روز مقام کیا ایک دن رات کو بارگاہ سلیمانی میں پلنگ مرصع نگار پر آسمان پری کے ساتھ سوتے تھے ناگاہ خواب میں مہرنگار کو دیکھا کہ سوکھ کر کانٹا ہو گئی اور غم مفارقت سے جسم گھلکر مانند ہلال ہو گیا سب حسن و جمال جاتا رہا پھیوں کا سا حال ہو گیا اور امیر سے رو رو کر کہتی ہے اور ندی آنسوؤں کی اسکی چشم اشکبار سے بہتی ہے کہ کیوں ابوالعلا میں نے ایسا ہی قصور کیا اور تم کو رنج دیا ہے کہ مجھ کو آتش مفارقت میں جلاتے ہو اور آپ پردۂ قاف میں پریوں کے ساتھ مزے اڑاتے ہو حیف صد حیف زمین سخت اور آسمان دور ہے آدمی ہر طرح سے مجبور ہے بس ہوتا تو زمین کا پیوند ہوتی یا آسمان پر اڑجاتی کہ اس غم جانکاہ سے نجات پاتی امیر چیخ مار کر جاگ اٹھے دیکھیں تو کہاں مہرنگار اور کہاں پردۂ دنیا بے اختیار ڈاڑھیں مار مار کے رونے لگے فرط غم والم اور کثرت گریہ وزاری سے اپنی جان کھونے لگے امیر کے رونیکی آواز سنکر آسمان پری چونک اٹھی اور امیر سے پوچھنے لگی خیر تو ہے ایسا کیا ملال دلپر گذرا کہ زار زار روتے ہو نہایت مضطر اور بدحال ہوتے ہو امیر نے فرمایا کہ میں اپنا حال پرملال تجھ سے کیا کہوں ایسا زندگی سے بیزار ہوں کہ جی میں آتا ہے کہ اپنی جان اپنے ہاتھ سے تلف کر دوں پھر وہ بولی کچھ تو بیان کیجیے اپنے رنج سے مجھ کو اطلاع دیجیے امیر نے کہا کہ اے آسمان پری خدا کیواسطے مجھے جلد پردۂ دنیا پر بھجوا دے جس صورت سے ممکن ہو مجھ کو وہاں پہونچا دے اسوقت میں نے مہرنگار کو بہت بحال ابتر خواب میں دیکھا ہے اپنی مفارقت کے غم و اندوہ میں اسکو نہایت اضطراب میں دیکھا ہے آسمان پری بولی کہ یا ابوالعلا مہرنگار کون ہے اسکا حال تو مجھ سے بتاؤ اس حقیقت کو مفصل مجھے سناؤ امیر نے کہا کہ نوشیرواں بادشاہ ہفت کشور کی بیٹی اور میری معشوقہ ہے اور حسن و جمال میں بے نظیر مجھ دلخستہ کی محبوبہ ہے آسمان پری سنکر بولی کہ یہ کہیے اور جگہ آپکو تعلق ہے کسی آدمزادے سے بھی تعشق ہے تو کیونکر جانا جانا بکار ہے گا اسکے فراق میں کیونکر نہ اپنی جان ماریگا سنو تو امیر سچ کہنا کہ مہرنگار مجھ سے بھی زیادہ صاحب جمال ہے کیا وہ ناز و کرشمہ و حسن و ادا میں بے مثال ہے کہ تم میرے ہوتے اسکی ملاقات کے شائق ہو ہزار جان سے جو اسپر عاشق ہو امیر کے منہ سے بیساختہ نکلگیا کہ مہرنگار کی لونڈیاں بھی تجھ سے لاکھ درجے زیادہ خوبصورت اور طناز ہونگی آسمان پری یہ سنکر خیرہ ہو کے کہنے لگی کہ اے حمزہ تو مجھ کو مہرنگار کی لونڈی سے بھی کمتر جانتا ہے ایسا غضب کہ مجھ سے اسکی پرستاروں کو بہتر جانتا ہے بھلا دیکھوں تو میرے جیتے جی تو دنیا میں کیونکر جاتا ہے اب کس طرح میرے پنجے سے رہائی پاتا ہے صاحبقران تو جھنجھلائے ہوئے تھے ہی بولے کہ اگر تو میری سد راہ ہو گی تو تجھ کو مار کر جاؤنگا بہرصورت اپنے تئیں وہاں پہونچاؤنگا آسمان پری نے جواب دیا یہ گھمنڈ نہ کرنا کہ میں صاحبقران اور اولاد حضرت ابراہیم پیغمبر ہوں حسب و نسب میں تم سے افضل و بہتر ہوں اگر تم صاحبقران وہ بزرگ زادے ہو تو میں بھی حضرت سلیمان کی اولاد ہوں ایک پیغمبر جلیل القدر کی نسل و رد الانژاد ہوں تم سے کسیطرح کمزور نہیں ہوں جب مجھ کو مارنیکا ارادہ

کروگے تو تمھیں کو مار ڈالونگی امیر کو اس کلمے سے طیش آیا اور اسکو زبان درازی سے بہت پیچ و تاب کھایا تلوار کھینچکر آسمان پری پر دوڑے وہ بھی نیمچہ کھینچکر امیر کے سر پر آئی اور چاہتے تھے قتل پر ہلو اٹھانی پر پڑا دیو دوڑ کر دو میان میں آگیا دونوں کو ہٹا دیا اور علیحدہ کیا کسی نے جاکر یہ خبر بادشاہ کو دی سب حال سے اطلاع کی بادشاہ گھبرا کے دوڑتے آئے یہ سنکر بہت گھبرائے اور اپنی بیٹی پر غصہ کرنے لگے کہ او شوخ دیدہ شوہر کا مقابلہ کرتی ہے خدا اور رسول سے نہیں ڈرتی ہے تجھے میرا بھی ڈر نہیں بدنامی کا خوف وخطر نہیں جا میرے سامنے سے دور ہو بیٹی کو ڈانٹ کر امیر کو اپنی بارگاہ میں لیگئے اور کہا کہ صبح ہونے دیجیے رات بھر اور صبر کیجیے میں آپ کو رخصت کرونگا جانیکی اجازت دونگا القصہ جب صبح ہوئی بادشاہ نے امیر کو تخت پر سوار کیا اور اسباب ضروری ہمراہ دیا اور چار دیو تیز پرواز سے فرمایا کہ جلد امیر کو پردۂ دنیا پہ پہونچاؤ انکے ساتھ جاؤ یہ خبر آسمان پری کو پہونچی کہ امیر کو بادشاہ نے رخصت کیا اسکو دنیا میں جانیکا اذن دیا فوراً قریشہ دختر امیر کو گودی میں لیکر آئی تاکہ انکو اس لڑکی کو دیکھ کر محبت آجائے اسواسطے لائی دیکھا کہ امیر تخت پر سوار ہو چکے ہیں رو رو کر کہنے لگی کہ یا صاحبقران اگر میری محبت نہیں ہے تو نہیں سہی تم کو اس لڑکی پر بھی رحم نہیں آتا تمہارا دل اس بچی پر بھی پیار نہیں لاتا برائے خدا میرا قصور معاف کرو آیندہ آپ سے کبھی مباحثہ نہ کرونگی ایسی گستاخی کبھی نہ ہوگی امیر نے فرمایا کہ میں تم سے بھی خفا نہیں اور لڑکی سے محبت ہے مگر مجھ کو وہاں جانے کی بہت ضرورت ہے بالفعل میں پردۂ دنیا پر جاتا ہوں اور تم کو اپنے جانے کی حقیقت سناتا ہوں کہ اٹھارہ روز کا وعدہ کر کے فوج سے آیا تھا اسی سبب سے کسی کو اپنے ساتھ نہیں لایا تھا اسکو اتنے برس گذر گئے وہ سب متردد ہونگے کہ امیر کو کیا ہوا جیتا ہے یا موا پھر جب بلاؤگی تب آونگا بے تامل اپنے تئیں یہاں پہونچا دونگا اور میرے بلانیکی کیا احتیاج ہے تم خود جب جی چاہے میرے پاس آسکتی ہو دنیا میں دم بھر میں آپ کو پہونچا سکتی ہو اپنے ساتھ قریشہ کو بھی لیتی آنا یہ کہکر کہا کہ اچھا خدا حافظ ہے اور دیووں سے تخت اٹھوا کر روانہ ہوئے راہی سوے کاشانہ ہوئے آسمان پری نے اپنے مکان پر جاکر بہت اپنا حال برا بنایا انکی مہاجرت کا بہت رنج اٹھایا اتفاقاً اسوقت سلاسل پریزاد آسمان پری کے پاس آیا آسمان پری کا حال اُسنے کمال پریشان پایا دیکھکر متاسف ہوا اور پوچھا کہ سبب پریشانی کا کیا ہے تو نے خود کا کیوں اسقدر برا حال کیا ہے آسمان پری نے رو رو کر کہا کہ آج بادشاہ نے حمزہ کو پردۂ دنیا پر بھیجا ہے بے تکلف رخصت کیا اگر تم تکلیف کر کے دیووں سے دھمکا کر کہہ دو کہ حمزہ کو بیابان حیرت میں چھوڑ آئیں اسکو پردۂ دنیا پر نہ پہونچائیں تو نہایت خوش ہونگی اگر میرا کہنا نہ کیجیے گا تو کھانا پینا چھوڑ دونگی اور اگر حمزہ تمھارے جانے کا سبب پوچھے تو کہہ دینا تم سے رخصت ہونے آیا ہوں تمھارا جذبہ محبت مجھ کو کھینچ لایا تھا سلاسل حکم آسمان پری کا بجا لایا دیووں کو اسی طرح سے سمجھا دیا دیووں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر آسمان پری کا حکم ٹالیں گے اور اسکے دائرۂ اطاعت سے قدم نکالینگے تو پردۂ قاف میں رہنا دشوار ہو جائیگا اور اس عدول حکمی کے سبب سے ہمارا تمام فرقہ ذلیل و خوار ہو جائیگا اس سے یہی بہتر ہے کہ صاحبقران کو بیابان حیرت میں چھوڑ آئیں اور خلاف حکم آسمان پری کے عمل میں نہ لائیں یہ صلاح ٹھہرا کے شام کو بیابان حیرت کے قریب تخت کو اُتار دیا سب نے دم لیا امیر نے کہا کہ یہاں کیوں اُترے بولے کہ بھوکے پیاسے ہیں

کچھ شکار کر کے کھائیں کہ بھوک کی شدت سے تسکین پائیں جب پیٹ بھر جائیگا تو تخت کا اُٹھانا پھر گرانی نہ لائیگا امیر نے کہا کہ
بہتر ہے تم کچھ کھا پی لو اور میں بھی نماز سے فراغت کریوں خدا کا فرض ادا کروں امیر نے نہر سے وضو کیا اور ایک چٹان پر نماز
پڑھی جب فراغت حاصل ہوئی تخت پر بیٹھ کر دیووں کا انتظار کرنے لگے کہ آئیں اور تخت کو اُٹھائیں کسی دیو کی صورت نظر نہ
آئی انکی منتظری میں رات بھر پلک سے پلک نہیں لگائی جب صبح ہوئی پھر نماز ادا کی اور دیوؤں کی راہ دیکھنے لگے ہر گاہ پہر دن چڑھ
گیا تب امیر نے جانا ہو نہ ہو آسمان پری کے خوف سے دیو مجھے یہاں چھوڑ کر چلے گئے بڑی دغا دیگئے بہر حال تن بتقدیر پیدل
ہی چلا چاہیے اب تو آخر کسی صورت سے اس مسافت کو طے کیا چاہیے مثل مشہور ہے ع ہر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد + یہ کہکر وہاں
سے چل کھڑے ہوئے توکلاً علی اللہ اس صحرائے ہولناک سے نکل کھڑے ہوئے دو پہر کے وقت اُس بیابان میں پہونچے کہ جسمیں
درختوں کا نام و نشان بھی نہ تھا حتی کہ گھاس بھی کسی جگہ نہ جمی تھی اور پانی بالکل نایاب اور کوئی جاندار نظر نہیں آتا تھا آدمی تو کیا
دیوؤں کا پتا پانی ہو جاتا تھا جدھر دیکھو اُدھر ڈھیلے ریگ کے مانند سیماب چمکتے تھے دھوپ کی حدت سے آگ کے شعلے بالو سے لپکتے
تھے لو اس شدت سے چلتی تھی کہ اگر اسکی کیفیت لکھوں تو زبان قلم میں آبلے پڑجائیں اوراق کتاب کے رنگ خاکستری لائیں تپش آفتاب
سے وہ میدان کرۂ نار پر چشمک مارتا تھا وہ جنگل خود الامان الامان پکارتا تھا تمام سلاح امیر کے بدن کے ایسے گرم ہوگئے کہ چھونے
سے ہاتھ میں چھالا پڑتا تھا نام لینے سے زبان پر تبخالہ پڑتا تھا امیر نے ہتھیاروں کو میدان میں پھینکدیا اس بوجھ سے اپنے
کو سبکدوش کیا پیاس نے اسقدر شدت کی دم ہونٹھوں پر آرہا قریب تھا کہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے
ملک عدم میں پہونچکر شاخسار طوبی پر آشیانہ بنائے ناچار ایک ریگ کے ٹیلے کو کچھ کھودا اُسمیں جو مٹی نم و سرد نکلی اُسپر سینہ رکھ کر
لیٹ گئے تو سینے سے کچھ سردی بھی پائی قلب کو تسکین آئی جب وہ بھی گرم ہوگئی اُسکے اندر اور گہرا گڑھا کر کے بیٹھ رہے ریگ کا تل
جو نیچے سے خالی ہوگیا ہوا کی شدت سے پس پھیا کر بیٹھ گیا امیر اُس ریگ میں دبکر رہگئے کہ اُس بالو سے نکلنا دشوار ہوگیا ہر عضو
بیکار ہوگیا اتفاقاً ایک روز بادشاہ نے عبد الرحمٰن سے پوچھا کہ بتاؤ تو حمزہ کہانتک پہونچا آیا پردۂ دنیا میں داخل ہوا
ہوگا اپنے عزیز و اقربا کی ملاقات سے اسکو سرور حاصل ہوا ہوگا عبد الرحمٰن نے تختہ روبرو رکھ کے قرعہ ڈالا اُس کے
سوال کا قاعدہ نکالا اور ہر شکل کو ضرب دیکے سولہ خانوں میں رمل کے بھرا اور زائچے کو کھینچکر دیکھا تو حمزہ کو ریگ کے نیچے
دبا پایا اس حال کے دریافت ہونے سے اُسنے بڑا رنج اُٹھایا بے اختیار آہ مار کے کہا کہ افسوس حمزہ کی جوانی مفت میں
تلف ہوئی پھر بادشاہ سے کہا کہ اب کوئی آپ کا اعتبار نہ کریگا یہ حال ہے تو کون اطاعت اختیار کریگا حمزہ سے شخص کے
ساتھ جس نے آپکے اعدا کو ادبار کر نفس الامر میں نئے سر سے آپکو شاہنشاہ بنایا کیسے خونخوار دشمنوں سے بچایا آپنے بے سبب
ایسی بُرائی کی کہ اُسکو اس نوبت کو پہونچایا بادشاہ نے جن دیوؤں پر تخت رکھوا کے حمزہ کو بھیجا تھا اُنکو بلایا اور اُن سے خفا
ہو کر فرمایا کہ حمزہ کو تم کہاں پہونچا آئے وہ بولے کہ آسمان پری کے حسب الحکم بیابان حیرت میں چھوڑ آئے اور اگر دنیا میں
پہونچاتے تو شاہزادی کے حکم سے مارے جاتے یا جلا وطن ہوتے بادشاہ کا رنگ غصہ کے مارے سرخ ہوگیا کمال برہم ہوا

اور اس بات کے سننے سے اُسکو بڑا غم ہوا آسمان پری کیطرف دیکھ کر کہا کہ یہ کیا حرکت ہے وہ بولی کہ مجھ کو دنیا میں حمزہ کا جینا منظور نہیں ہے اُسکی مفارقت میں میری طبیعت دم بھر مسرور نہیں ہے باقی میں آپ جا کر حمزہ کو ڈھونڈھ لاتی ہوں اور دیکھئے دنیا سوار ہو کر جاتی ہوں بادشاہ نے فرمایا اپنا سر ڈھونڈھے گی تو اُسے کہاں پائے گی مفت میں تکلیف بیفائدہ اُٹھاتی ہے پھر بادشاہ خود سوار ہو جاینکو تیار ہوا دیو ؤنکو ہمراہ لیا فوراً کوچ کیا اور بیابان حیرت میں جا کر دیو جن پری کو حکم دیا کہ حمزہ کو اس بیابان میں ڈھونڈھنا چاہیے جس جگہ وہ پھنسا ہو اُسکو وہاں سے چھڑانا چاہیے جو کوئی ڈھونڈھ لاویگا اُسکو جواہر کے پیدا لنگا اور میرے نزدیک وہ بڑا رتبہ پاویگا سب نے ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے حمزہ کے ہتھیار جا بجا پڑے پائے وہ ہتھیار لیجا کر بادشاہ کو دکھائے بادشاہ نے ہتھیار اونکو دیکھ کر بہت غم و الم کیا کمال رنج اُٹھایا اور پھر اُن لوگوں پر حمزہ کی تلاش کیواسطے تاکید کی اُنکو خوب جستجو کرنیکی اجازت دی ہر گاہ سب حیران ہو کر پھر آئے کہیں اُسکے پتے نشان نہ پائے آسمان پری تاسف کرنے اور رونے لگی آنسوؤں کے موتی پرونے لگی ناگاہ ایک پریزاد اُس تل کیطرف جا نکلا جسکے نیچے امیر دبے ہوئے پڑے تھے اُس بالو کے ڈھیر میں گرفت تھے اور خدا کی قدرت نے بھی اُسدم ہوا کی ریگ اُڑا کر اور طرف کو ڈالی تھی گویا امیر کے نکلنے کی راہ نکالی تھی امیر کی کلاہ کا گوہر شب چراغ چمکتا نظر آیا اُس تودے کے تلے کچھ سراغ پایا اُس پریزاد نے ریت کو سرکا کے دیکھا کہ امیر غش میں آنکھیں بند کیے پڑے ہیں بالکل بدن بے طاقت ہے بُری حالت ہے اُس نے پکار کے کہا کہ یہاں زلازل قاف ہیں یہ کیا بالو میں دبے ہوئے وہ مرد مصاف ہیں آواز اُسکی شہپال کے کان میں جو گئی فوراً ننگے پاؤں وہاں سے دوڑ کر اُس تل کے پاس آیا اور امیر کو تل سے نکالکر ہاتھوں ہاتھ لیجا کر اپنے تخت پر لٹایا اور خوشبویات دماغ کے برابر رکھوائی طرح طرح کی خوشبو اُن کو سنگھائی دو ساعت کے بعد امیر کو ہوش آیا تو اپنے تئیں عجیب کیفیت میں پایا دیکھا کہ تخت پر لیٹا ہوا ہوں اور بادشاہ میرے پاس بیٹھا ہے اور بہت غمگین اور اُداس بیٹھا ہے جرأت کر کے اُٹھے اور شہپال شاہ سے کہا کہ میں نے آپ سے کون سی برائی کی ہے کہ جسکے عوض میں آپ نے مجھکو یہ سزا دی ہے شہپال شاہ نے کہا کہ یا صاحبقران مجھ کو قسم ہے حضرت سلیمان کی اور تمھاری جان کی کہ میرا اسمیں ذرا اشارہ نہیں تمھارا ستانا مجھ کو ہرگز گوارہ نہیں تمھارے تو مجھ پر بڑے بڑے احسان ہیں ہم سب تو تمھارے تابع فرمان ہیں اگر میرا ذرا بھی اشارہ ہو یہ جو کچھ کیا آسمان پری نے کیا اسی بیوقوف نے تم کو یہ صدمہ دیا اسمیں آسمان پری دوڑ کر امیر کے قدموں پر گری اور تصدق ہونے کو کئی بار آس پاس پھری اور بولی کہ یا صاحبقران واقعی میں تقصیر وار ہوں سراسر گنہگار ہوں اب کی مرتبہ میرا قصور معاف کرو میری طرف سے اپنے دلکو صاف کرو اور شہرستان زرین میں چلکر کچھ روز آسائش کرو اپنے تئیں آرام دو کسواسطے کہ آپنے صدمہ بڑا اُٹھایا ہے حد سے زیادہ رنج پایا ہے بعد چھ مہینے کے میں تم کو مقرر دنیا میں بھیجدونگی ضرور اس وعدے کو وفا کرونگی امیر نے فرمایا کہ تیرے قول و فعل کا مطلق اعتبار نہیں آسمان پری نے قسم کھائی حضرت سلیمان کا نام درمیان میں لائی اور امیر کو شہرستان زرین میں لے آئی چھ مہینے تک شہپال کا بھی لشکر وہاں رہا کہ امیر میں قوت آئی اور اعضا نے طاقت پائی

جب مدت چھ مہینے کی گذر گئی اور امیر کو جانیکی رخصت نہ ملی امیر نے ایک شب مہرنگار کو خواب میں دیکھا ویسا ہی رنج و اضطراب
میں دیکھا کہ رو رو کر کہتی ہے صاحبقران مطلع عجب رسمے است رسم آدمی زاد + کہ دور افتادگان را کم کنند یاد + اٹھارہ
روز کا وعدہ کر کے گئے تھے اُسکے اٹھارہ برس ہو چکے اب اس سے زیادہ تاب جدائی کی نہیں اس غم سے امید رہائی کی نہیں
خدا کیواسطے جلدی آئیے اب دیر نہ لگائیے نہیں تو مجھکو جیتا نہ پائیے گا سچ جانیے کہ بہت پچتائیے گا صاحبقران جو یہ خواب
دیکھ کر چونکے دیکھا کہ نہ مہرنگار ہے اور نہ وہ مکان اُس کا خانہ کا نام ہے نہ نشان پردۂ قاف میں بدستور بیٹھا ہوں عالم
بے اختیاری میں مجبور بیٹھا ہوں لگے آہ و زاری کرنے ٹھنڈی سانسیں بھرنے آسمان پری کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ امیر
زار زار رو رہے ہیں ضبط نہیں ہو سکتا بے اختیار رو رہے ہیں اُٹھ کر رومال سے امیر کے آنسو پونچھے اور بولی خیر تو ہے
اسوقت تم کو اسقدر کیوں ملال ہے تمھارا یہ کیا حال ہوا کہ آپ بیقرار ہیں نہایت رنج و الم میں گرفتار ہیں امیر نے کہا کہ کچھ نہیں
خیریت ہے مقتضائے بشریت ہے ہر چند آسمان پری نے کرر سہ کرر امیر سے سبب بےچینی اور رونے کا پوچھا اور حال ملول
اور متردد ہونیکا پوچھا لیکن امیر نے کچھ جواب نہ دیا بالکل سکوت کیا صبح تک بیٹھے رومال پر رومال بھگویا کیے متواتر رویا کیے
جب بادشاہ خوابگاہ سے نکلا امیر نے جا کر مجرا کیا طریقہ آداب کا ادا کیا اور کہا یہ وعدہ بھی ہو چکا اب تو بندے کو
رخصت کیجیے جانیکی اجازت دیجیے بادشاہ نے اسیوقت امیر کو تخت پر بٹھلا کے چار دیووں سے کہا کہ امیر کو پردۂ دنیا
پر پہونچا کے رسید مہری و دستخطی امیر کی لے آؤ انکو اچھی طرح سے پہونچاؤ وہ تخت کاندھے پر رکھ کے ہوا ہوئے آسمان پری
نے بصورت ولین اپنا حال برا کیا مثل سابق کے پھر رنج اُٹھایا ویسا ہی اپنا حال بنایا اور سلاسل پریزاد سے کہا کہ
جس طرح ہووے تم جا کر دیوان تخت بردار کو سمجھا دو انکو میرا حکم سناؤ کہ خیر اسی میں ہے کہ تم امیر کو جزیرہ سرگردان میں چھوڑ کر
چلے آؤ میرا حکم بجا لاؤ کہ دو تین روز سرگردان رہیں اس جنگل میں حیران و پریشان رہیں نہیں تو تمھارا زن و بچہ کولھو میں پسوا دونگی
ایک ایک کو بڑی ذلت سے مروا ڈالونگی سلاسل تیز پری کر کے امیر کے پاس پہونچا اور سلام کیا ظاہر میں بہت سا اعزاز و
اکرام کیا صاحبقران نے فرمایا کہ سلاسل پریزاد تمھارا آنا منحوس ہے میرے پاس مت آؤ اپنی صورت مجھے نہ دکھاؤ
وہ بولا کہ غلام تو رخصت کیواسطے آیا ہے پھر خدا جانے کب قدم دیکھونگا اگر طالع یاوری کریگا تو پھر آپکی ملازمت سے مشرف
ہونگا فرمایا کہ خیر ملاقات ہوئی خدا حافظ ہے اب آپ تشریف لیجائیے زیادہ تکلیف نہ فرمائیے سلاسل نے پھرتے
وقت اُن دیووں سے شاہزادی کا حکم سنایا انکو صاحبقران کے چھوڑنے پر آمادہ کیا تمام دن تو دیو اُڑے چلے گئے
جب شام ہوئی نیچے اُتر آئے شاہزادی کا فرمان بجا لائے امیر نے کہا کہ یہاں تم نے تخت کو کیوں اُتارا یہ تو بیابان ہے اُسکے
ہول سے خاطر پریشان ہے بولے کہ اب رات ہوئی شب کو چلنا خوب نہیں اندھیرے میں اُڑنا مرغوب نہیں سوائے اسکے
کچھ کھانا بھی ضرور ہے ذرا آرام اُٹھانا بھی ضرور ہے اسوقت کھا پی کر استراحت کرینگے صبح کو چلینگے صاحبقران نے فرمایا
کہ اگلے دیووں کی سی حرکت نہ کرنا انکی طرح شرارت نہ کرنا بولے کہ کیا مقدور ہے بیوفائی کرنا خلاف دستور ہے امیر

چپ ہو رہے دیووں نے امیر کے تخت کو وہاں پر رکھدیا آپ شکار کے بہلنے سے **گلستان ارم** کا راستہ لیا امیر تمام شب بدستور اول تخت پر بیٹھے جاگا کیے جب صبح ہوئی اور دیو نہ آئے دریافت کیا کہ انھوں نے بھی دغا کی اپنے ملک کی راہ لی دلمیں کہا کہ اے حمزہ بادشاہ **قاف** تجھ کو پردۂ دنیا پر نہ جانے دیگا وہ تجھ سے ہمیشہ ایسے ہی فریب کریگا تو آپ چل اگر خدا اپنے فضل سے پہونچا دے تیرا وطن پھر تجھ کو دکھا دے تو عجب کیا ہے یہ سوچکر وہاں سے روانہ ہوے جب ماندے ہوجاتے تھے تو کسی درخت کے نیچے ساعت دو ساعت بیٹھکر ستاتے تھے بعد ازاں پھر اٹھکر چلتے تھے بادشاہ **قاف** کی دغابازی اور اپنی تکلیف پر کف افسوس ملتے تھے الغرض تمام دن چلے گئے جب شام قریب ہوئی دیکھیں تو وہی دریا ہے اور وہی میدان ہے وہی صحرا وہی بیابان ہے جس جگہ دیو چھوڑ گئے تھے انکی رفاقت سے منھ موڑ گئے تھے امیر سخت متعجب ہوے کہ میں نے تمام دن مسافت کی سرگردانی کھینچی اور پھر صبح کو جہاں سے گیا تھا وہیں شام کو پہونچا عجب ماجرا ہے خدا کی قدرت کا تماشا ہے مجبور وہ رات اُسی جگہ صبح کی صبح کو پھر اُٹھکر چلے ہر چند اب کی اور سمت روانہ ہوے مگر شام کو پھر اُسی جگہ پہونچے جہاں دیو چھوڑ گئے تھے خلاصہ تین دن تک یہی معاملہ پیش آیا چوتھے دن چوتھی طرف کو چلے دو پہر تک مسافت طے کی راہ چلنے میں پھر کر اپنے تئیں تکلیف دی جب میدان تپنے لگا دھوپ کی شدت سے مضمحل ہوئے اُس خستہ حالی سے بہت افسردہ دل ہوے ایک سمت چند درخت سرسبز دیکھے اسطرف کو گئے کہ اُسکے سایہ میں قیام کریں تھوڑی دیر آرام کریں دیکھیں تو سنگ مرمر کا چبوترہ ہشت پہلو بنا ہوا ہے اور ہوا بھی سرد آتی ہے جو دم بھر وہاں ٹھہرتا ہے طبیعت کمال راحت پاتی ہے امیر اُسپر جاکر بیٹھے ایک ساعت نگذری تھی کہ جنگل سے آواز شور و غل کی پیدا ہوئی ایک عجیب صورت ہویدا ہوئی یعنی ایک دیو مینار قامت طاؤس وار شمشاد ہاتھ میں لیے چلا آتا ہے کہ جسکے خوف سے آدمی کا زہرہ پانی ہوا جاتا ہے امیر کے روبرو آکر کہنے لگا او آدم زاد تو کس ہوا میں اُڑکر یہاں آیا ہے تجھ کو اس دشت ہولناک میں کون لایا ہے اب مجھسے جیتا بچ کے کیونکر جائیگا اب بھلا میرے ہاتھ سے تو نجات پائیگا یہ کہکر دار شمشاد امیر کے حوالے کی امیر پر اپنے اُس حربے کی ضرب دی **صاحبقران** نے اُٹھکر **عقرب سلیمانی** سے اُس دار شمشاد کو کاٹ کر ایک ہاتھ اُسکی کمر پر لگایا مگر اُسکے بدن پر ایک خط بھی نہ آیا اور وہ دیو بھاگا بعد ایک ساعت کے اژدہا ہاتھ میں لیکر آیا اور للکارا کہ او آدم زاد خبردار ہو میں تجھ پر وار کرتا ہوں ہوشیار ہو یہ کہکر اُس اژدہے کو امیر پر مارا امیر نے اُسکو بھی تلوار سے کاٹ کر ایک ہاتھ پھر اُسکی کمر پر لگایا اس مرتبہ بھی اس کمبخت کے بدن پر زخم نہ آیا اور تلوار اسطرح سے اُسکے بدن پر سے اچٹی کہ جیسے موگری گھڑیال پر سے اچٹتی ہے اُسکی جلد بھلا کب کٹتی ہے وہ دیو پھر بھاگا تیسری مرتبہ جب پھر آیا امیر نے بقوت تمام اُسپر پھر تلوار کو چلایا اس دفعہ بھی تلوار نے نہ کاٹا اُسکو کچھ اثر نہ ہوا وہ ہرگز خبر نہ ہوا تب امیر نے خدا کی بارگاہ میں نالہ و زاری کیا آنکھوں کو اشکبار کیا ناگاہ ایک طرف سے **حضرت خضر** پیدا ہوے اُنکی مدد کے اثر ہویدا ہوے اور اسم اعظم پڑھکر اُس دیو کو مار کے جدھر سے آئے تھے اُدھر چلے گئے اُنکے دشمن کو قتل کرکے اپنے مقام پر چلے گئے امیر اُس دیو کے مارے جانے سے بہت خوشحال ہوے اتنے بڑے دغدغے سے فارغ البال ہوے اور اُس چبوترے پر باطمینان تمام

بیٹھ کر دریا و صحرا کی سیر میں مصروف ہوے وہ سب تردد دل کے موقوف ہوے ناگہاں ہوا ے سرد نے امیر کو اس تختے پر سلا دیا اُس راحت نے سب غم والم بھلا دیا امیر نے مہر نگار کو خواب میں دیکھا کہ کھڑی روتی ہے درد مفارقت میں اپنی جان کھوتی ہے امیر اُسی غفلت میں بے اختیار نعرہ آہ کا مار کے جاگ اُٹھے دیکھیں تو وہی صحراے بے پایان ہے اور دریا موجزن طوفان ہے دلمیں کہنے لگے کہ دیکھیے خدا کیونکر دنیا میں پہونچاتا ہے مہر نگار کا دیدار کیونکر میسر آتا ہے بعد ازاں خیال میں آیا کہ تن بتقدیر اس دریا کی راہ سے چلا چاہیے آخر کو کچھ تدبیر اس بیابان سے نکلنے کی کیا چاہیے یہ سوچکر درختونکی لکڑیاں توڑ کے ایک بیڑا بنایا اور اُسپر سوار ہو بیٹھے جب نصف دریا میں چھوڑا طوفان آیا اور وہ بیڑا کنارے پر پہونچا راوی روایت کرتا ہے امیر نے دوبارہ اُس بیڑے کو دریا میں چھوڑا پھر طوفان آیا اور وہ بیڑا کنارے پر پہونچا راوی روایت کرتا ہے کہ امیر نے بہتر بار بیڑے کو دریا میں چھوڑا مگر بیڑا جب نصف دریا میں پہونچتا تھا یا تو تلاطم پیدا ہوتا تھا یا طوفان آتا تھا اور بیڑا کنارے جا لگتا تھا ایک ہفتے تک امیر محنت کیا کیے لیکن بیڑا کنارے کا کنارے پر رہا کسی صورت سے دریا پر نہ بہا امیر دریا کے کنارے اُترے اور نماز پڑھ کے ناخداے جہاز حقیقت کے حضور میں نہایت خشوع و خضوع سے دعا کی کارساز حقیقی کی بجان و دل حمد و ثنا کی کہ الہ العالمین مجھ کو اس آفت سے بچا مجھ حیران و پریشان کا بیڑا پار لگا اتفاقاً اسی حالت میں آنکھ امیر کی لگ گئی دیکھا کہ ایک بزرگ سبز پوش کھڑے کہتے ہیں کہ اے فرزند میں نوح پیغمبر ہوں اس دریا کے حال سے میں باخبر ہوں اس دریا میں میرا نیزہ ہے اسواسطے اُسکے اوپر سے پانی جانے نہیں دیتا ہے جو چیز اس دریا پر جاتی ہے اسکو روک لیتا ہے تو نصف دریا میں جا کر اس اسم کو پڑھ وہ نیزہ تیرے ہاتھ آئیگا اس اسم کی برکت سے تو اس تلاطم سے نجات پائیگا امیر نہایت خوش ہوے اور اُسی عالم رویا میں حضرت نوح کے قدم چومے ہرگاہ بیدار ہوے خواب غفلت سے ہوشیار ہوے مشک و عنبر کی خوشبو سے دماغ معطر ہو گیا اُن کے فیض سے اُنکا مطلب دلی میسر ہو گیا بسم اللہ کر کے بیڑے پر پھر سوار ہوے دریا کی راہ طے کرنے پر تیار ہوے اور اسم تعلیم کردہ حضرت نوح پڑھتے چلے جاتے تھے اُسی اسم کو ہر دم زبان پر لاتے تھے جب نصف دریا تک پہونچے پہلے تو پانی نے جوش کھایا گویا ایک طوفان عظیم اُٹھا بعد ازاں ایک چھوٹا سا صندوق تہ آب سے اُٹھ کر بیڑے کے نزدیک آیا موج دریا نے اُسکو بیڑے پاس لگایا امیر نے اس صندوق کو اُٹھا کر بیڑے پر رکھ لیا اُس کے اُٹھانے میں کچھ وسواس نہ کیا اور کھولکر دیکھا تو ایک نیزہ شاخ نہنگ کا ناگدون بنا ہوا حلقہ حلقہ کیا رکھا ہے پھر اُسکو خوب غور سے دیکھا پھر صندوق سے نکالکر حلقوں کے بند کاٹے مثل کہکشاں سیدھا ہو گیا وہ نیزے کی صورت بلند بالا ہو گیا امیر نہایت خوش ہو گئے اور اُس نیزے سے بیڑے کو کھیتے ہوے چلے ہرگاہ بھوک لگتی تو وہ کلیچہ عنایت کردہ حضرت خضر نکالکر کھاتے بھوک کی اذیت سے تسکین پاتے اور نماز کا وقت آتا تو بیڑے کو کنارے باندھ کر نماز ادا کرتے جناب کبریا میں حصول مقصود کی دعا کرتے اور پھر اُس بیڑے پر چڑھ کے روانہ ہوتے نہ لیٹتے اور نہ سوتے الغرض اسیطرح بیس روز کامل چلے گئے اکیسویں دن ایک صحراے خوش فضا ملا وہ میدان ازبس فرحت افزا ملا امیر

بیڑے سے اُتر کر خشکی میں قدم زن ہوے دو تین کوس نہ گئے تھے کہ سات بھیڑیے نمود ہوے نہایت بزرگ اور زور آور منجملہ اُنکے ایک بھیڑیا سفید رنگ اور سب سے بڑا تھا اور پشم اُسکے زمین تک لٹکتے تھے کہتے ہیں کہ وہ ہفت گرگ سلیمانی کہلاتے تھے اُسی میدان میں جو کچھ ملجاتا تھا کھاتے تھے اُن ساتوں بھیڑیوں کو حضرت سلیمانؑ نے پال کر وہاں چھوڑ دیا تھا اور یہی کا اُنھیں حکم دیا تھا بھیڑیوں نے جو صاحبقران کو دیکھا چاروں طرف سے امیر کو گھیر لیا سب نے جمع ہو کر اُنکا محاصرہ کیا صاحبقران نے درخت کو پشت دیکر عقرب سلیمانی کو میان سے لیا جو بھیڑیا آگے بڑھا اُسکو اُسی تلوار سے قتل کیا جب امیر ساتوں بھیڑیوں کو مار چکے اور اُنکے گزند سے اطمینان کر چکے اپنی طبیعت کو شادماں پایا کھال اُنکی خنجر سے جدا کی اور دل میں کہا کہ حمزہ تجھے سفر دور و دراز درپیش ہوا ہے یہ پوست بہت جگہ کام آئینگے تو اس چمڑے سے بہت فائدہ اُٹھائیگا مرگ چھالے کسطرح گلے میں ڈالکر راہی ہوے تمام دن چلے گئے شب کو ایک پہاڑ کی کھوہ میں ایک پتھر کی چٹان پر لیٹ رہے جب صبح ہوئی نماز پڑھ کے وہاں سے روانہ ہوے گرمی کے دن تھے دوپہر کیوقت امیر تپش آفتاب سے گھبرائے سایہ کی تلاش میں قدم اُٹھائے اتفاقاً ایک چار دیواری باغ کی نظر آئی اُنکے دل نے کچھ تقویت پائی قدم بڑھا کر جو گئے دیکھیں تو دروازہ باغ کا بند ہے اس فکر میں ہوے کہ اسکے اندر جائیے اس باغ میں کسطرح سے دخل پائیے امیر نے خنجر سے قفل کو کاٹ کر دروازہ کھولا اور باغ کے اندر گئے اس تدبیر سے بیخوف و خطر گئے دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہے اقسام اقسام کے درخت کھانے خوشبودار میوے کے لگے ہوے ہیں نہر جاری ہے جوش پر باد بہاری ہے مکانات طلائی اور نقرہ تعمیر کیے ہوے ہیں ہر طرح کی ہر مکان میں آرایش ہے بڑی جائے آسائش ہے امیر ایک مکان کے اندر گئے دیکھیں تو ایک تخت زمرد کا بچھا ہوا ہے اُسپر مسند تکیہ بڑے تکلف کا لگا ہوا ہے امیر اُسپر جا بیٹھے گویا وہ باغ رشک ارم اُنھیں کیواسطے بنایا تھا اُنھیں کے حصے میں آیا تھا دل میں کہا کہ یہ سب مکان حضرت سلیمانؑ کے ہیں بنائے ہوے قوم بنی جان کے ہیں بعد اُنکے جس شخص نے اسمیں دخل کر لیا جیسا چاہا تصرف کیا امیر چین سے تخت پر بیٹھے ہوے تھے ایک ساعت کے بعد رعد دوسر گرجتا ہوا پہونچا اسقدر شور و غل تھا گویا ہزاروں طرح کا باجا بجتا ہوا پہونچا اُسکے شور کی آواز امیر کے کان میں آئی اُنکے دل نے بہت ہیبت کھائی امیر اس مکان سے باہر نکل آئے تا دریافت کریں کہ یہ کیا آفت ہے جسکے شور سے برپا ایک قیامت ہے دیکھا کہ ایک دیو دوسر رعد کیطرح غل مچا رہا ہے ہر شخص کو سنا رہا ہے کہ جسنے میرے بے حکم میرے باغ کا دروازہ کھولا ہے میں اسکو دیکھوں تو پکڑ کر نگلجاؤں کچا مع گوشت و پوست کھاؤں امیر نے للکار کر اُس سے کہا کہ او خیرہ سر دراز قامت کیا بیہودہ بکتا ہے بھلا امیر کے سامنے ٹھہر سکتا ہے تو نہیں جانتا کہ میں زلزل قاف کوچک سلیمانی قاتل اہرمن و عفریت ناپاک ہوں دیوؤں کے مارنے میں سخت بیباک ہوں رعد دوسر بولا کہ او آدمی گلدستۂ قاف برباد کر کے تو میرے باغ میں آیا ہے میں سن چکا ہوں کہ تو نے ہزاروں کو مار کے عدم میں پہونچایا ہے اب اگر لاکھ پاؤں رکھتا ہو تو یہاں سے قدم اُٹھا نہیں سکتا اب میرے ہاتھ سے تو اپنے تئیں بچا نہیں سکتا یہ کہکر ایک چوب فولادی جو اُسکے ہاتھ میں تھی امیر کے سر پر لگائی اپنی قوت دکھائی امیر نے وہ چوب اُسکے ہاتھ سے چھین لی ایسی

چالاکی اور چستی کی رعد دوسر نے دیکھا کہ یہ آدمی بڑا زور آور ہے فی الواقع جیسا میں سنتا تھا ویسا ہی جری اور دلاور ہے
بے تحاشا سر پہ پاؤں رکھکے امیر کے آگے سے بھاگا ٹھہرنے کی تاب نہ آئی مقابلہ کرنیکی مجال نہ پائی امیر نے اُسکا پیچھا کیا
جھپٹ کے اُسکو لیا اُسنے دیکھا کہ اس آدمی کی دوڑ بھی مجھ سے زیادہ ہے میرے پکڑنے پر آمادہ ہے اثنار راہ میں ایک کنواں تھا
اُسمیں بدحواس ہوکے اپنے تئیں گرایا اُسوقت اسکو اور کچھ بن نہ آیا صاحبقران اس کنوئیں کی جگت پر بیٹھے گئے کہ کبھی تو
نکلے گا کب تک اسمیں پڑا رہیگا تین پہر کامل بیٹھے رہے مگر وہ نہ نکلا تب تو اُنکی طبیعت گھبرائی بیٹھے بیٹھے اُکتائی اسی فکر میں سو گئے
نیند میں غافل ہوگئے ناگاہ عمرو نے خواب میں آکر کہا کہ حمزہ اگر حشر تک تو یہاں بیٹھا رہیگا اور اسیطرح سے تکلیف سہے گا تو
وہ اس کنوئیں سے باہر نہ آئیگا جبتک تو کہیں چلا نہ جائیگا اسواسطے میں تجھ کو ایک تدبیر بتاتا ہوں ایک حکمت سکھاتا ہوں اس
کنوئیں کے پاس جو تالاب ہے اُسکا پانی کاٹکر اس کنوئیں میں لا کہ کنواں پانی سے بھر جائے وہ شریر گھبرا کے نکل آئے یہ خواب
دیکھ کر امیر کی آنکھ کھل گئی خنجر سے ایک نالی کھود کر تالاب کے پانی سے کنوئیں کو بھرا تب وہ گھبرا کر کنوئیں سے باہر نکل کے چاہتا
تھا کہ بھاگ جائے امیر کے ہاتھ سے اپنی جان بچائے امیر نے دوڑ کر ایک تلوار ایسی اُسکے کمر پر ماری کہ ککڑی کی طرح دونیم
ہوا داخل نار جحیم ہوا ایک ساعت نہ گذری تھی کہ ایک بوڑھی بڑھیا بھوں روتی ہوئی آئی اُسکے غم میں جان کھوتی ہوئی آئی
اور کہنے لگی کہ او آدم زاد تو نے میرے بیٹے کو کہ کل اسکا تین سو برس کا سن تھا ابھی اُسکے دودھ کے دانت بھی نہ ٹوٹے تھے عبث
مارا یہ خیال نہ کیا کہ اسکا کوئی وارث بھی ہوگا اب دیکھ میں اُسکی ماں اُسکا بدلا لینے کو آن پہونچی شرارہ جادو میرا نام ہے
میرے شعلۂ غضب سے بچکر اب تو کہاں جا سکتا ہے کسی طرح سے اب میرے ہاتھ سے تو اپنی جان نہیں بچا سکتا ہے یہ کہکر جادو کرنے لگی
امیر نے جو اسم باطل السحر پڑھا شرارہ جادو اپنا جادو بھول گئی امیر نے قدم بڑھا کے ایک ہاتھ لگا کر اُسکو بھی دو ٹکڑے کیا
اس قحبہ کو بھی جہنم میں ٹھکانا دیا اور غسل کر کے دو رکعت نماز شکرانے کی ادا کی اور بات پر کہ اللہ نے اُنکو ایسے خونخواروں کے
ہاتھ سے نجات عطا کی اور دل میں کہا کہ سفر دور و دراز درپیش ہے آج اسی جا استراحت کیا چاہیے بدنکو کچھ آرام دیا چاہیے
وہ شب اُسی جگہ پر سحر کی صبح کو وہاں سے روانہ ہوئے تیرھویں دن امیر کے پاؤنمیں چھالے پڑ گئے ناچار ایک جگہ مجبور
ہوکر بیٹھ گئے پاؤں کے ورم اور چھالوں کے باعث چلنے سے معذور ہوکر بیٹھ گئے دلمیں کہا کہ ہنوز دلی دور ہے اور ہم
تھک گئے اور آبلے بھی پاؤنمیں پڑ گئے دیکھیے خدا کیونکر یہ دہ دنیا پر پہونچاتا ہے ہمکو ہمارا وطن دکھاتا ہے ایک ساعت نہ گذری
تھی کہ ایک گرد سامنے سے اُٹھی جب وہ گرد زمین پر بیٹھ گئی دیکھیں تو ایک گھوڑا اشکلی رنگ ساز و یراق سے مزین چلا آتا ہے ایسا
خوشخرام ہے کہ جس کی چال ڈھال دیکھنے سے دل ایک مزا پاتا ہے جب امیر کے پاس آکر وہ ٹھہر گیا امیر نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ سواری
خدا نے غیب سے تجھ کو بھیجی ہے تیرے حال زار پر عنایت کی ہے اُٹھ کر اُسپر سوار ہوئے جناب کبریا کے جان و دل سے شکر گذار ہوئے
گھوڑے کی پیٹھ پر جانا تھا وہ گھوڑا براق کے مانند وہاں سے چمک کر ہوا ہوا مثل پری کے ہوا پر اُڑا ہر چند امیر نے روکا مگر
نہ رکا تین شبانہ روز تک چلا گیا کہیں ذرا دم نہ لیا ایک پل قیام نہ کیا چوتھے دن امیر کو چار دیواری باغ کی نظر آئی

انکی طبیعت نے تسکین پائی وہ گھوڑا اُسکے اندر گیا وہاں بہت سے گھوڑے اُس رنگ کے پھرتے دیکھے اور وہ گھوڑا بھی اُن گھوڑوں میں ملکر چرنے لگا اُس باغ کی گھاس سے کہ سنبل و ریحان سے خوشتر تھی اپنا پیٹ بھرنے لگا امیر اس کیفیت کو دیکھ کر بہت اپنے دلمیں حیران ہوے غور کرکے جو دیکھا تو ایک معشوقہ چاردہ سالہ رشک خورشید ایک گھوڑے پر سوار طلائی جواہر نگار چھڑی ہاتھ میں لیے ہوے اُن گھوڑوں کو چراتی پھرتی ہے کمال ناز و انداز سے ہر طرف ہنکاتی پھرتی ہے اور کبھی ہنستی ہے اور کبھی روتی ہے ہر وقت ایک نئے رنگ میں ہوتی ہے امیر کو دیکھ کر بولی کہ اے عزیز تو کیا ماندہ تھا کہ اس گھوڑے کو پاکر غنیمت جانکے سوار ہو بیٹھا امیر نے فرمایا کہ اے جان جہان نفس الامر میں ایسا تھکا ماندہ تھا کہ مجھ میں ایک قدم چلنے کی طاقت نہ تھی بلکہ کھڑے ہونے کی قدرت بھی نہ تھی اس گھوڑے کو دیکھ کر تائید الٰہی سمجھ کر سوار ہوا یہ گھوڑا جو مجھ کو لیکر بھاگا یہاں مجھ کو پہونچایا اس باغ میں مجھ کو لایا اب تو بتا کہ کون ہے اور اس جگہ کا کیا نام ہے یہ کسکا مقام ہے اُسنے کہا کہ یہ طلسم شطرنج سلیمانی ہے فقط حکمت بانی ہے کہ جسکے دیکھنے سے تجھے حیرانی ہے آجتک یہاں آنکر کوئی جیتا نہیں نکلا جو یہاں آیا ہے اُسکو شیر اجل نے کھایا ہے اتنا ہی کہنے پائی تھی کہ گھوڑا اُسکا دوسری جانب کو اُسے لیگیا وہ کچھ اور کہنے نہ پائی ایسی غائب ہوئی کہ پھر امیر کو نظر نہ آئی دست راست کو جو امیر نے دیکھا تو حضرت خضر تشریف لائے ہیں اُنکی اعانت کیلیے آئے ہیں امیر نے سلام علیک کی حضرت خضر نے سلام کا جواب دیا اور اُن سے خطاب کیا کہ یا صاحبقران جس گھوڑے پر تم سوار ہو اُسکے گلے میں ایک لوح زمردی ہے وہ نئی طرح سے جڑی ہے اُسکو لیکر اپنے پاس رکھو اور خوب ہوشیاری کرو کہ بے دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا کہ یہ طلسم ہے جب آدمی اسمیں پھنس جاتا ہے پھر تمام عمر رہائی نہیں پاتا ہے حضرت خضر تو یہ کہکے چلے گئے امیر نے گھوڑے کے گلے سے لوح لیکر دیکھا اسمیں لکھا تھا کہ اے روندہ و سیر کنندہ طلسمات خدا نے اپنا فضل کیا کہ لوح اس طلسم کی تیرے ہاتھ آئی تو نے بڑی چیز نایاب پائی یہ عورت جو گھوڑے پر سوار کبھی ہنستی اور کبھی روتی ہے جس وقت یہ ہنسے ایک تیر یہ اسم پڑھ کر اُسکے منہ پر مار دیکھ کیا تماشا نظر آتا ہے تو کیسی کیفیت اُٹھاتا ہے امیر نے جو ہنستے وقت اُسکے منہ پر تیر مارا وہ تیر گدی کے پار نکل گیا مثل برق شرربار نکل گیا اُسکے روزن سے ایک شعلہ آگ کا نکلا اور گھوڑونکی ایال و دُم میں آگ لگی جتنے گھوڑے تھے شعلہ جوالہ کیطرح سے کاوے کھا کھا کر جل گئے نیست و نابود ہوگئے کسی کا نشان بھی نہ رہا ایسے مفقود ہوگئے فقط وہ گھوڑا جسپر امیر سوار تھے اس آگ سے بچ رہا اُسپر کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچا امیر دیکھیں تو نہ وہ باغ ہے نہ گھوڑے ہیں ہر طرف سے آواز شور و غل کی آتی ہے کہ جس کی ہیبت سے طبیعت سننے والیکی ہول کھاتی ہے اور ایک صحراے وسیع ہے کہ جسکے طول و عرض کا پایان نہیں کوئی درخت تک ایسا بیابان نہیں گھوڑا امیر کو وہاں سے لیکر چند قدم ایک طرف کو گیا تھا کہ ایک چاردیواری باغ کی نظر آئی پہلے باغ سے زیادہ کیفیت اسمیں پائی امیر جو اُسکے اندر گئے باغ کو دیکھ کر بہت خوش ہوے باغ کیا تھا نمونہ بہشت تھا درمیان میں اُس باغ کے ایک ایسا درخت عظیم الشان دیکھا اُسمیں بھی طلسمات کا نشان دیکھا کہ ہر ٹہنا اُسکا سطری ہیں بجاے ایک درخت تھا اور اسپر رنگ برنگ کے جانور بیٹھے ہوے اپنی اپنی بولی بول رہے تھے اپنی اپنی بولیوں میں زبان کھول رہے تھے

اور درمیان میں اُن جانوروں کے ایک ہمائے تاجدار بالا سر ہر۔ ہار گلے میں ڈالے ہوئے تھا صورت بہت خوب آواز بھی مرغوب
امیر کو جو اُسنے دیکھا تمام جانوروں سمیت پانسو گز درخت سے بلند اُڑکر جانوروں کے حلقے میں مع جانوران حلقہ زن کی طرح
اس آواز دردناک سے آہ و زاری کی کہ آدمی کیا پتھر بھی پگھل جائے اُس صدائے پر درد اور نالہ حزیں کو سنکر کسی کو
چین نہ آئے امیر اُن جانوروں کی زاری نالے سُنکر رو دیے اور اُنکے قلب رقیق اور دل گداز نے بہت افسوس کیا مگر مثل
مشہور ہے کہ دودھ کا جلا مٹھا بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے اپنے دلمیں سوچے کہ شاید یہ جانور بھی جادو کے ہوں اور مجھکو کسی
آفت میں پھنسائیں کچھ اپنا رنگ دکھائیں سو واسطے لوح کو نکالکر دیکھا لکھا تھا کہ خبردار خبردار اس درخت کے نیچے نہ کھڑا ہونا نہیں
تو طلسم میں گرفتار ہو جائیگا یہ جانور سب جادو کے ہیں پھر کبھی تمام عمر یہاں سے رہائی نہ پائیگا اس اسم کو تیر پر دم کرکے ہمائے جادو
کو مار ڈال اُسکے طائر روح کو قفس جسم سے نکال امیر تیر کمان میں جوڑکر کھڑے ہوئے کہ ہما درخت پر بیٹھا چاہتا تھا کہ پھر وہ ان
کرے ان سب جانوروں کے ساتھ پھر اُڑنا آغاز کرے امیر نے بسم اللہ کرکے ہما کے سینے پر تیر مارا کہ سینے سے پار ہوگیا
وہ بیقرار ہوگیا اور تیر کے لگتے ہی ہما کے سینے سے ایک شعلہ آگ کا نکلا اور وہ باغ تمام جانوروں سمیت جل گیا جب وہ سب
نیست و نابود ہو گئے تب وہ کھٹکا امیر کے دل سے نکلگیا بعد شور و غل کے امیر نے اپنے کو ایک اور باغ میں پایا وہاں اور
ہی تماشا نظر آیا یعنی اُس باغ میں ایک غول سونے کا بیلچہ لیے ہوئے کھڑا تھا صورت شکل عجیب تھی حرکت دیوانوں کے قریب
تھی امیر کو دیکھکر بولا کہ او آدم زاد سیاہ سر دنداں سفید ضعیف الجثہ تو یہاں کسطرح آیا تجھ کو اس مکان میں کس نے پہونچایا یہ
کہکر دوڑکر بیلچہ امیر کو مارا امیر نے اُسکی ضرب کو خالی دیکر ایک ہاتھ تلوار کا ایسا لگایا کہ پھر زندہ نظر نہ آیا فوراً دو ٹکڑے
ہوگیا مگر جو ٹکڑا زمین پر گرا ایک کے دو غول ہو گئے پہلے سے دوچند ہوئے اچھے تنومند ہوئے اور دونوں نے امیر پر دوڑکر
حملہ کیا چاروں طرف سے اُنکو گھیر لیا اور دوپہر کے عرصے میں تمام باغ غولوں سے بھر گیا امیر کا دل اُس جا کو دیکھ کے ڈر گیا مگر خیر
تھی کہ کسی غول کی ضرب امیر پر اثر نہ کرتی تھی کوئی حربہ و ضرب اُنکی آپکو ضرر نہ کرتی تھی اور غول بھی عجیب ہیئت نظر آتے تھے
ہر وقت وہ اپنی صورت بدلکر امیر کو دکھاتے تھے سر تو اُسکا سینے میں اور دونوں ہاتھ دو سینگوں کی طرح سے سر کے برابر نکلے ہوئے
تھے آخر امیر کو لوح یاد آئی اُسپر امیر نے نظر ڈال دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ غول تلوار سے نہ مارے جائینگے ضرب شمشیر ہرگز نہ کھائینگے
غول سفید کے ماتھے میں ایک خال برنگ عقیق سرخ ہے اُس خال میں تیر لگے گا تو یہ طلسم فتح ہوجاویگا تو اس مخمصے سے نجات
پائیگا امیر دیکھیں تو واقعی ان غولوں میں ایک غول سفید ہے اور اُسکی پیشانی پر ایک سرخ خال ہے عجب طرح کی ایک
تمثال ہے امیر نے بسم اللہ کرکے ایک تیر اُسکے خال پر مارا چاروں طرف سے شور و غل پیدا ہوا گویا ہنگامۂ قیامت
ہویدا ہوا اور فلک سے اولے گرنے لگے اور بادل گرجنے لگا تھوڑی دیر کے بعد وہ سب فساد دور ہوا تمام طلسمات کا کارخانہ
آنکھوں سے مستور ہوا پھر دیکھا تو ایک اور ہی مکان ہے بہت نفیس عمارت عظیم الشان ہے امیر اُس مکان کے اندر گئے
باغ خوش فضا نظر آیا وہ گلزار اُنکو دل سے بھایا دیکھا کہ ناف باغ میں ایک حوض پانی سے لبریز ہے موجزن اور بہت

طرب انگیز ہے اور لب حوض ایک تخت خوش قطع بچھا ہے اُسپر ایک دیو تکیہ لگائے ہوے بیٹھا ہے اور سامنے اُسکے ایک عورت بندھی ہوئی پڑی ہے اور اُسکے سینے پر ایک جن خنجر ہاتھ میں لیے بیٹھا نہایت زردست اسکو زیر کیے بیٹھا ہے امیر کو دیکھکر وہ عورت پکاری نہایت عاجزی سے یہ آواز ماری کہ شکنندہ طلسم مجھے اسکے ہاتھ سے بچا اور ظالم کے پنجے سے مجھے چھڑا اُسکے اس بات کے کہنے سے جن نے اُسکا سر کاٹ کر دیو کی گود میں ڈالدیا اور اُس نے حوض میں پھینکدیا اُس بیچاری کے ساتھ ان دونوں نے یہ معاملہ کیا پھر حوض سے وہ سر اُچھلکر اس عورت کے دھڑ میں لگ گیا اور اُس عورت نے بدستور اول پھر صاحبقران سے مدد چاہی جن نے پھر اُسکا سر کاٹ کر دیو کی گود میں ڈالا اور اُسنے بدستور حوض میں پھینکدیا سر پھر اُچھلکر عورت کے بدن میں لگا امیر اس کیفیت کو دیکھکر بہت متعجب ہوے اور دلمیں کہا کہ عجب تماشا ہے محض قدرت خدا ہے لوح کو نکالکر جو پڑھا لکھا تھا کہ جسوقت وہ جن سر اُس عورت کا کاٹ کر دیو کی گود میں دے اُسوقت تو اسم اعظم پڑھکے تیر اُس دیو کے کنٹھ میں مار اس اسم کی برکت سے سب جادو اُنکا اُتار امیر نے وہی عمل کیا جھٹ ایک تیر اُسی طرح سے اُسکے حلق پر مارا دیو کے مرتے ایک شور وغل پیدا ہوا زلزلہ محشر برپا ہوا شور وغل موقوف ہونے کے بعد امیر نے دیکھا کہ ایک صحرائے بے پایان ہے ایک لق ودق بیابان ہے امیر اُس طرف کو چلے تھوڑی دور جاکر ایک قلعہ سنگ سیاہ کا اُنکو نظر آیا اُس قلعہ کو بھی نئے طرز کا پایا امیر جو ایک دروازہ پر گئے دروازہ قلعہ کا کھلا پایا کوئی دربان نگاہبان دیکھنے میں نہ آیا آبادی اُس قلعہ میں نظر نہ آئی آدمیوں کی آہٹ اُنھوں نے نہ پائی امیر قلعے کے اندر گئے دیکھیں تو قلعہ خوب آباد ہے دو رویہ دوکاندار اپنی دوکانوں میں بیٹھے ہوے ہیں مگر کسی میں حس و حرکت نہیں ہے ہاتھ پاؤں ہلانیکی طاقت نہیں ہے ہر چند امیر نے اُن لوگوں سے اپنی بات کی اُنکو آواز دی لیکن کسی نے لب تک نہ ہلائے کسی بات کا جواب زبان پر نہ لائے ناچار بازار کی سیر کرکے نقارخانے کی طرف گئے کثرت سے خلقت نظر آئی مگر اُنمیں بھی وہی کیفیت تصویر بیجان کی پائی آگے بڑھکر مکانات پر تکلف دیکھے اور نقیب چوبدار یساول دربان خدمتگار دروازے پر بیٹھے پائے ایک ہی سے حال سب کے دیکھنے میں آئے جس سے امیر نے پوچھا کہ یہ قلعہ کس کا ہے کسی نے کچھ جواب نہ دیا مطلق اُن سے کچھ کلام نہ کیا چند قدم پر دیوان خاص ملا اُسمیں ایک مکان مرصع دیکھا اُسکے اندر گئے ایک تخت جواہر نگار پر بادشاہ کو بلباس شاہانہ بیٹھے دیکھا اور گرد اُسکے سردار پہلوان اپنے اپنے قرینے سے ذنگلوں پر بیٹھے پائے امیر نے بادشاہ کے متصل جاکر سلام علیک کی جب جواب نہ پایا امیر کو غصہ آیا تب تو برہم ہوکر کہا کہ تمھارے یہاں کی یہی رسم ہے کہ جو کوئی سلام علیک کرے اُسکو جواب نہ دیں اُس سے کچھ بات نہ کریں اُسکا بھی جواب نہ ملا کسی کا لب جنبنے میں نہ ہلا امیر ناخوش ہوکر باہر کو پھرے نگاہ کریں تو جس دروازے سے آئے تھے وہ دروازہ نظر نہیں آتا کچھ اُسکا پتہ نشان پایا نہیں جاتا ناچار ہوکر پھر بادشاہ کے پاس آئے کہ اُس سے دریافت حال کریں اپنی حیرانی کی کیفیت کہیں بادشاہ کے ہاتھ میں ایک کاغذ لکھا ہوا تھا امیر نے ہاتھ بڑھا کے وہ کاغذ بادشاہ کے ہاتھ سے لیا اپنے قبضہ میں کیا بادشاہ تب بھی نہ بولا ہرگز منھ نہ کھولا امیر نے اُس کاغذ کو پڑھا لکھا تھا کہ اے آیندہ طلسمات سلیمان کے دربار کی نقل ہے بعینہ اُسی بزم

فرحت آثار کی نقل ہے جو لوگ کہ دربار میں حاضر ہوتے تھے اُنکی صورتیں بنائی ہیں جنکا جو مقام نشست و قیام تھا انکی تصویریں سب اُسی طرح لگائی ہیں اور جو جو صورت تو نے اس قلعہ میں دیکھی ہے یہ سب لوگ سلیمان کے وقت میں اس قلعے میں قیام رکھتے تھے اسی صورت سے مقام رکھتے تھے پس پتلیاں کیونکر جواب دیں جنمیں جان نہ ہو وہ کیونکر بات کریں امیر اس فکر میں غلطاں و پیچاں تھے نہایت متحیر اور پریشان تھے کہ حضرت سلیمان کے تخت کے برابر ایک اور تخت دکھائی دیا اُنھوں نے اُسکو بغور تمام ملاحظہ کیا دیکھیں تو اُسپر ایک معشوقہ چار دہ سالہ مغرق بجواہر بکمال ناز و ادا بیٹھی ہے حسن و جمال میں آدم زاد کی تو کیا حقیقت ہے پریوں سے ہزار درجہ سوا بیٹھی ہے اور چار سو پریزادیں اُسکے تخت کے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑی ہیں جن کے ہاتھ گلے میں زنجیریں جڑاؤ بہت نفیس پڑی ہیں امیر نے اُسکے برابر آکے سلام علیک کی اُسنے جواب سلام علیک کا دیکر کہا کہ اے عزیز اس طلسمات میں تو کیونکر آیا اس مقام میں آدمزاد کے آنیکی مجال ہی نہیں بھلا تو نے کسطرح سے گذر پایا امیر نے کہا کہ میرا حال بہت طول طویل ہے کیونکر سناؤں جس حکایت کی انتہا نہ ہو اُسکو کیا زبان پر لاؤں مگر تم اپنا حال بیان کرو کہ کون ہو اور تمھارا کیا نام ہے اور اس جگہ میں کہ جس کا نیرنگ بیان نہیں ہو سکتا کیونکر مقام ہے اُس معشوقہ نے کہا کہ اے بندۂ خدا میں بھی حضرت سلیمان کی حرم ہوں نام میرا سلیم شاعران ہے مجھ کو جاہ و حشمت بخشیدۂ حضرت بادشاہ جنات و پرستان ہے جب حضرت سلیمان نے اس جہان گذران کو رخصت کیا اور شہپال نے جنات کو اپنے قبضے میں لیا اُسنے پردۂ ظلمات کی حکومت مجھ کو دی اور میں نے حسب رضامندی اُنکے قبول کی چند روز کے بعد عفریت بن مقاتل اہرمن نے سر اُٹھایا اور بدذاتی سے برسر فساد آیا قاف کے ملکوں کو از راہ نمکحرامی شہپال سے چھین لیا بہت سے نواح کی حکومت سے خارج کیا شدہ شدہ ظلمات میں دخل کیا اور مجھ سے پیغام دیا کہ تو مجھ کو قبول کر یعنی میری مواصلت اختیار کر اور اس امر میں ہرگز نہ انکار کر نہیں تو تجھ کو بھی ذلیل و خوار کرونگا بہت اذیت دونگا میں نے دیکھا کہ جب شہپال اُسکا کچھ نہ کر سکا تو میری کیا حقیقت ہے اُسکے پاس بڑی جمعیت اور اسکو بڑی قوت ہے اب یہاں رہنے میں ناحق حرمت میں خلل آئیگا یہاں سے بھاگنا ہی مصلحت ہے اس خیال سے اپنے کو دیدہ و دانستہ اس طلسم میں ڈالکر قیدی بنی کہ یہاں تو وہ نہ آسکے گا مجھ پر کسی طرح کا قابو نہ پا سکے گا باقی اس مکان میں فقط بلحاظ زیارت تصویر حضرت سلیمان زندگی کے دن بھرتی ہوں گوشہ عافیت میں بیٹھ کر خدا کی عبادت فراغ خاطر سے دن رات کرتی ہوں اور یہ چار سو پریزادیں میری کنیزیں ہیں اُنکو اپنے ساتھ لیے آئی ہوں اس نیت سے یہاں آئی تھی اب تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو صاحبقران نے کہا کہ میں زلازل قاف کوچک سلیمان فرزند ابراہیم پیغمبر ہوں حمزہ میرا نام ہے پردۂ دنیا میرا مقام ہے شہپال نے اپنی مدد کو مجھے دنیا سے بلایا تھا اُسکی خاطر سے میں یہاں آیا تھا میں نے آکر اول مقاتل اہرمن کو بعد ازاں عفریت اور اُسکی ماں ملعونہ کو مار کر بادشاہ کا ملک گیا ہوا بادشاہ کے قبضے میں بدستور کر دیا اور اکثر طلسموں کو توڑا اور دیوان سرکش کو قتل کر کے خاک سیاہ کیا اُنکے مددگاروں کو ذلیل اور تباہ کیا اب تو خوف نہ کر شوق سے اپنے ملک میں جا اسواسطے کہ سب دشمن تیرے نیست و نابود

ہو گئے اب تو پھر اپنے تئیں وہاں کا حاکم بنا ملکہ سلیم شاعران نے جواب دیا کہ طلسم میں تو اپنی خوشی سے آئی تھی لیکن یہاں سے نکلنا میرے اختیار کے باہر ہے کیونکہ جو یہاں آتا ہے نکل نہیں سکتا فرمایا کہ میں اس طلسم کو توڑ کر تجھ کو یہاں سے نکال دیتا ہوں بشرطیکہ ایک بات کا مجھ سے اقرار کر ملکہ سلیم شاعران نے پوچھا کہ وہ کیا بات ہے پہلے میں سن لوں تو اقرار کروں امیر نے کہا کہ یہاں سے چھوٹنے کے بعد پردۂ دنیا میں مجھے پہونچا دے میرا ملک مجھے دکھا دے سلیم شاعران نے بسر و چشم کہکر قول دیا اور اقرار واثق کیا کہ میں خود لے جاکر پہونچا دوں گی آپ کا اتنا کام ضرور کروں گی امیر نے لوح کو بغل سے نکال کر دیکھا ہر چند غور کیا ایک حرف نظر نہ آیا امیر نے کچھ پڑھ نہ پایا امیر کے حواس اُڑ گئے جانا کہ اب جیتے جی اس طلسم میں رہے خوب تقدیر نے پھنسایا عجب معاملہ پیش آیا لوح کو رکھ کے وضو کیا اور زیر آسمان بعد ازاداے نماز سر کھول کر مناجات کر کے سجدے میں گئے اب غفلت سی طاری ہوئی اُس غفلت میں حضرت سلیمان کو دیکھا کہ میرا سر چھاتی سے لگا کر فرماتے ہیں کہ اے فرزند ملول نہ ہو بدیع الملک نامے تیرا فرزند اس طلسم کو توڑے گا اس کی شکست اُسی کے نام ہے باقی رہا اس طلسم سے نکلنا اس اسم کو پڑھتا ہوا دروازے کی طرف جا دروازہ پیدا ہوگا یہاں سے نکلنے کا راستہ ہویدا ہوگا جب دروازے کے باہر قدم رکھنا اسم کو پڑھتے رہنا ایک ہرن تیرے سامنے آکر بھاگے گا تو بھی یہی اسم پڑھتا ہوا اُس کے پیچھے پیچھے دوڑنا جب وہ ہرن غائب ہو جائے اور تجھ کو بالکل نظر نہ آئے جاننا کہ طلسم کی سرحد سے باہر آیا اللہ نے اپنے فضل و کرم سے چہرۂ شاہد مقصود دکھایا امیر جو ہوشیار ہوے سجدے سے سر اُٹھا کر پھر سجدہ شکر کیا اور ملکہ سلیم شاعران سے خواب بیان کر کے کہا کہ جب میں یہاں سے نکلوں تو میرے پیچھے دوڑی چلی آ امیر اسم تعلیم کردہ حضرت سلیمان کو پڑھتے ہوے دروازہ کیطرف گئے دیکھا کہ دروازہ کھلا ہوا ہے جب دروازے سے نکلے ایک ہرن سینگوں پر سینگوٹیاں جڑاؤ چڑھائے توکوں پر دو لعل جڑے ہوے زربفت کی جھول پشت پر پنجیاں مرصع پاؤں میں کودتا پھاندتا چھم چھم چوکڑیاں بھرتا امیر کے روبرو سے نکل کر میدان کی طرف بھاگا امیر وہ اسم پڑھتے ہوے اس ہرن کے پیچھے دوڑے اور خیال کیا کہ یہ وہی ہرن ہے جس کا حال حضرت سلیمان نے مجھ سے خواب میں ارشاد فرمایا ہے اور یہ اسم مجھ کو سکھایا ہے اور ملکہ سلیم شاعران بھی اپنے پریزادوں سمیت امیر کے پیچھے چلی قلعے سے ایک شور و غل پیدا ہوا یہ چلانے کا زور و شور تھا گویا ہنگامۂ محشر ہویدا ہوا کہ لیجیو پکڑیو دربند سے قیدی بھاگے جاتے ہیں اب گرفتار ہوتے نظر نہیں آتے ہیں کون سنتا ہے یہاں پھر کے بھی کسی نے نہ دیکھا افتاں و خیزاں سب کے سب اُس قید سے باہر آئے خدا کا شکر بجا لائے آگے جاکر دو پہاڑ ملے ہرن اُن پہاڑوں میں جاکر امیر کی نگاہ سے پرے ہو گیا اُس کا پھر کسی نے نشان نہ پایا کہیں نظر نہ آیا امیر نے جانا کہ طلسم کی سرحد سے باہر آیا کارساز حقیقی کی عنایت سے اس بلاے جانفشاں

سے چھٹکارا پایا اور اُس پہاڑ سے نکلکر دوسرے پہاڑ کے تلے مقام کیا اُس دو اد وش کی تکلیف سے آرام لیا ملکہ سلیم شاعران بھی اُسی جا مقیم ہوئی چار سو پریزادوں سے سامان عیش و طرب مہیا کرکے امیر کی ضیافت کی سات دن تک امیر اُسی مقام پہ ناچ رنگ دیکھا کیے آٹھویں دن ملکہ سلیم شاعران نے اپنے ہمنشینوں سے مشورہ کیا کہ حمزہ جفت آسمان پری ہے اس دہشت سے کوئی اُسکو دنیا میں نہیں پہونچاتا ہے اُسکے خوف سے انکو کوئی نہیں لیجاتا ہے اور میں نے حمزہ سے عہد کیا ہے کہ میں تکو دنیا میں پہونچا دونگی ہر گز تم سے خلاف وعدگی نہ کروں گی پس تم لوگو نکی اس امر میں کیا صلاح ہے کون سی تدبیر باعث فلاح ہے انھوں نے کہا کہ یہ سمجھ لو اگر آسمان پری کو معلوم ہوگا کہ تم نے اُسکے شوہر کو دنیا میں پہونچا دیا ہے اُسکی خلاف مرضی یہ کام کیا ہے تو وہ تمھاری جان و حرمت کی دشمن ہوجائیگی تمپر اُسکے ہاتھ سے بڑی آفت آئیگی وہ اپنے ماں باپ سے ڈرتی نہیں دوسرا کوئی کیا مال ہے تم خوب جانتی ہو جو اُسکا حال ہے اس حرکت سے وہ تم کو بیحرمت بھی کریگی اور ظلمات کو بھی چھین لیگی اس سے بہتر یہ ہے کہ اس آدمی کو اسی جا پہ سوتا چھوڑ کر مع چار سو پریزاد یہاں سے چلدو آسمان پری کی نافرمانی ہر گز اختیار نہ کرو سلیم شاعران کو بھی یہ صلاح پسند آئی اُسنے اپنی حفاظت اسی بات میں پائی امیر کو سوتا چھوڑ کر مع پریزادان ہمراہی ظلمات کو اڑا کے چلی گئی امیر سے عہد شکنی کی امیر نے صبح کو جو جاگ کے دیکھا تو سلیم شاعران کا نشان نہیں دریافت کیا کہ آسمان پری کے خوف سے اُسنے بھی مجھ کو دنیا میں نہ پہونچایا اُسکا خوف اُسکے دلمیں سمایا دلمیں سوچے کہ خدا مددگار رہا ہے وہ چاہیگا تو دنیا میں پہونچنا کچھ دشوار نہیں یہ کہکر اُسی پہاڑ کے نیچے نیچے رواں ہوئے اللہ ہی پر بھروسا کیا راوی لکھتا ہے کہ امیر نوشبانہ روز تک چلے گئے جب بھوک لگتی تو کلیچہ عنایت کردہ خضر کھاتے قوت چلنے کی پاتے بعد از ان کبھی خشکی میں کبھی دریا میں کبھی پہاڑ میں جہاں ہوتے کلیچے کو پھینک دیتے لیکن جب امیر کو بھوک لگتی تو کلیچہ امیر پاس آکر موجود ہوتا تا آنکہ کھا کر سیر ہوتے ہر کام پر دلیر ہوتے دسویں دن ایک جگہ شمشاد کے درختوں کے نیچے شب باش ہوئے اُنھیں ساتوں بھیڑیوں کی کھال بچھا کر سو رہے جگہ خوش فضا پاکر سو رہے صبح اُٹھکر نماز پڑھ کے جنگل سے نکل میدان کی راہ لی پھر منزل مقصود پر پہونچنے کی نیت کی تھوڑی دور جاکر دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شعلہ پہاڑ کے دامن سے رہ رہ کر اُٹھتا ہے مگر اُسکی کیفیت خیال میں نہیں آتی امیر نزدیک جاکر دیکھیں تو وہ پہاڑ نہایت خوشرنگ ہے وہاں کے عجائبات دیکھنے سے عقل دنگ ہے چادریں پانی کی ہر طرف جھرنوں سے پڑ رہی ہیں سبزے سے صحرا میں فرش مخمل زمردین بچھا ہوا ہے تمام میدان ہرا بھرا ہے اور قلہ کوہ پر ایک چار دیواری عالیشان سونے روپے کی اینٹوں کی جواہرات کی دا ہیل سے دروں بند کی ہوئیں نظر آتی ہے کہ جسکے دیکھنے سے نظارگی بینائی روشنی پاتی ہے اور جانور رنگ رنگ کے جا بجا پہاڑ پر پھر رہے ہیں اور نیچے پہاڑ کے ایک غار ہے کہ جسکا عمق بیشمار ہے اُسکے منھ پر ایک دیو بیٹھا ہوا ارنے اور فیل اور شتر کے کباب لگا رہا ہے بے تکلف کھا رہا ہے وہ شعلہ جو پہاڑ سے نکلتا ہوا نظر آتا تھا سیدھا آسمان کیطرف جاتا تھا اُسی لاؤ کا تھا اور یہ وہی دیو ہے کہ قاف کی راہ میں خدائی کرتا ہے اس ملعون نے اپنے کو خدا مشہور کیا ہے خدا کی رحمت سے اپنے تئیں دور کیا ہے اور یہ غار اور الاؤ اُسکا دوزخ ہے اور چار سو دیو دوزخ کے موکل ہیں اسکی حفاظت پر محصل ہیں امیر نے ارادہ کیا کہ

پاس جاکر کچھ احوال ان سے پوچھیں کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے ناگاہ اُنمیں سے ایک دیو کی نگاہ امیر پر
پڑی بولا کہ میری سیخ میں کباب ہو چکا تھا سو خداوند قاف نے یہ شکار بھیجا ہے کیا خوب لقمہ خوش گوار بھیجا ہے یہ کہکر
وہاں سے اُٹھکر امیر کو اشارے سے بلایا اور یہ مژدہ سنایا کہ او آدمزاد پاؤں دبانے چلا آ پنے پاؤں کی آہٹ کسی کو
نہ سنا ایسا نہ ہو کہ کوئی اور دیو دیکھ لے اور اُٹھا کر لقمہ کر جائے تو میں محروم رہجاؤں اور وہ لذت پائے امیر
اس کلام پر ہنسنے لگے اُس دیو کو جو بُرا معلوم ہوا سیخ لیکر امیر پر دوڑا کہ اُنپر ایک ضرب لگائے پکڑ کے کھاجائے امیر نے
عقرب سلیمانی میان سے لیکر جو لگائی مع سیخ کٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا اُس سے کچھ بھی نہ بن آئی اس دیو کو مرتے دیکھ کر جتنے دیو
تھے حربہ لیکر امیر پر دوڑے امیر سپر گرشاسپ یل کی بائیں ہاتھ میں لیکر داہنے ہاتھ سے عقرب سلیمانی کو کھینچکر دیودں کے
بیچ میں پٹے کے ہاتھ لگانے لگے اللہ کو یاد کر کے قوت رستمانہ اور فن سپاہگری دکھانے لگے جسکے ایک ہاتھ لگا یا دو ٹکڑے
نظر آیا بہت سے تو مارے گئے تھوڑے سے بھاگ کر بچے دیوؤں کے وجود ناپاک سے وہ میدان خالی ہوا اُن درندوں
سے وہ بیابان خالی ہوا جب امیر نے دیکھا کہ اب کوئی دیو نہ رہا پہاڑ پر جاکر بہشت جو اُسنے بنایا تھا اُسکی آرایش کیواسطے
طرح طرح کا جواہرات بنظیر بکمال اہتمام سے لگایا تھا اُسکے اندر گئے دیکھیں تو واقعی مکان نمونہ فردوس بریں ہے باعث رونق
روے زمین ہے اور اُسمیں ایک تخت زمرد کا بچھا ہے کہ وہ بھی خوبی میں یکتا ہے امیر اُس تخت پر بیٹھ گئے اور ارادہ کیا کہ
دو گھڑی سو کر کچھ آرام کیجے طبیعت کو آسائش دیجیے پھر دلمیں خیال آیا کہ دیو جو بھاگے ہیں وہ البتہ اپنے سردار سے
اطلاع کرینگے اور وہ بھی یقیناً سنتے ہی آئیگا مع دیوؤں کے میرے قتل کیواسطے اپنے تئیں یہاں پہونچاویگا پس ایسے
مقام پر غافل ہونا خوب نہیں ہے چنانچہ جو دیو جان بچاکر بھاگ گئے تھے اُنھوں نے بالاتفاق اپنے خداوند کو خبر دی اس سب
خرابی اور امیر کے ظلم و تعدی سے اطلاع کی کہ ایک آدمزاد نے آنکر اتنے دیووں کو مار ڈالا اور ہم اگر جان لیکر نہ بھاگتے تو
ہم بھی مارے جاتے ہر گز اُسکے ہاتھ سے نجات نہ پاتے پوچھا کہ اب وہ کہاں ہے اُسکے قیام کا کچھ پتہ نشان ہے دیو
بولے کہ بہشت کی سیر کر رہا ہے ارنائیس سنتے ہی آگ ہو گیا اور کہنے لگا کہ وہ کون ہے کہاں سے آیا ہے اُس نے
اپنے تئیں ایسے مقام میں کہ جسمیں گذر آدم کا بہت دشوار ہے کیونکر پہونچایا ہے میرے بندوں سے ایسی حرکت کی ہے
اسقدر ذلت دی ہے ذرا میں بھی تو اُسکو دیکھوں کہ وہ کیسا زور آور ہے دیوؤں کے مارنے پر دلیر اور دلاور ہے
یہ کہکر کئی ہزار دیو ساتھ لیکر قلعۂ زرد عقیق سے اُڑا اور جاتے ہی مکان کو گھیر کے دیووں سے کہا کہ اندر جاکر اُس سیاہ سر
دندان سفید کو پکڑ لاؤ ہر گز اُس سے خوف نہ کھاؤ اُنھوں نے کہا کہ ہمارا مقدور نہیں کہ اندر جانیکا قصد کریں اُسکے سامنے
اپنے تئیں پہونچائیں اور اُسکو پکڑ لائیں آپ خداوند ہیں اپنی کسی تدبیر سے اُسے ماریے دیکھیں آپ کیسے بہادر ہیں بھلا
اُسکو اپنی شمشیر سے ماریے دیووں کے اس کلام سے ارنائیس کو اور بھی غصہ آیا اُنکے اس کلام طنز آمیز سے
بڑا پیچ و تاب کھایا دار شمشاد لیکر اندر گھسا اور جاکر امیر سے کہا کہ او آدمزاد تو نے میرے فرشتوں کو کیوں مار کیا تجھ کو

میرا خوف نہ تھا یہ کہکر دارشمشاد امیر پر لگائی اپنی جرأت اور قوت دکھائی امیر نے جست کر کے اُس ضرب کو ٹالا اور
کمر بند اُس دیو کا پکڑ کے زمین پر دے مارا چاہتا تھا کہ تڑپ کر بھاگے امیر کود کر اُسکی چھاتی پر سوار ہوے اور کمر بند سے
خنجر نکال کے اُسکے گلے پر رکھدیا ایسے دیو زبردست کو بھی زیر کیا ارنائیس آنکھوں میں آنسو بھر لایا جان کے خوف سے گھبرایا
اور کہنے لگا کہ اے زلازل قاف مجھے امان دے فرمایا کہ ایک طرح پہلے اپنا احوال ظاہر کر دوسرے مسلمان ہو میرا تابع فرمان
ہوا ارنائیس بصدقِ دل مسلمان ہوا اُنکے چھوڑ دینے پر ممنون احسان ہوا اور عرض کی کہ اے امیر میں سلیمان کے وقت میں
یساولوں میں نوکر تھا جب سلیمان نے دنیا سے رحلت کی جسکے جو مکان ہاتھ لگا اُسنے اپنا عمل کر لیا میں نے بھی اس مکان
میں اپنا دخل کیا اور اپنے کو خدا دیوؤں کا بنایا سکو اپنے زیر حکم لایا آپنے آنکر مجھ کو ہدایت کی دولت ایمان عنایت کی الحمد للہ
کہ میں شرک سے محفوظ ہوا اسلام کے حاصل ہونیسے بہت محظوظ ہوا اب آپکا تابعدار ہوں ہر طرح سے فرمانبردار ہوں جو
فرمائیے گا بجالاؤنگا آپکی اطاعت سے سعادت کونین پاؤنگا یہ کہکر مکان کے باہر آیا اور اپنے تمام دیوؤں کو حکم یہ سنایا کہ میں مسلمان
ہوا تم میں سے جو مسلمان ہو وہ میرے پاس رہے اور جسکو اسلام قبول نہ ہو وہ اپنی راہ لے میں اُس سے بیزار ہوں بعضوں نے
ایمان قبول کیا اور اکثر انکار کر کے وہاں سے چلتے ہوے ارنائیس پھر امیر کے پاس آیا اور یہ کلمہ زبان پر لایا کہ جو دیو مسلمان
ہوے اُنکو میں نے رہنے دیا ہے اور جنھوں نے اسلام قبول نہیں کیا اُنکو میں نے اپنے پاس سے دور کیا اپنی خدمت سے مہجور
کیا فرمایا بہت اچھا کیا مگر بڑی اطاعت میری یہ ہے کہ مجھ کو تو دنیا میں پہونچا دے کہ میں ایک مدت سے تمھارے ملک میں سرگرداں
ہوں ارنائیس بولا کہ دنیا میں آپکا پہونچانا مشکل کیا ہے آسمان پری کے خوف سے آپکو کوئی نہیں پہونچاتا ہے کہ وہ بڑی ظالم
ہے لیکن میں سب ظلم اُسکے اپنے اوپر قبول کر کے آپکو دنیا میں پہونچا دونگا آپکی خاطر سے اُسکے خلاف مرضی یہ کام کرونگا بشرطیکہ
میری مراد بر آئے یہ تمھارا تابعدار اپنا مقصود پائے امیر نے فرمایا کہ وہ مراد کیا ہے مجھسے بیان کر اپنا مطلب دلی عیاں کر
ارنائیس نے کہا کہ میں جس قلعہ میں رہتا ہوں عقیق نگار اُس قلعے کا نام ہے وہ عقیق زرد سے بنا ہوا ہے اسکا مثل
روے زمین پر ناپید ہے اُسکے نزدیک اور ایک قلعہ ہے اُسے زمرد حصار کہتے ہیں وہانکا بادشاہ لاہوت شاہ بڑا
صاحب شوکت و جاہ ہے لانیسہ نام اُسکی ایک بیٹی ہے میں اُسپر عاشق ہوں کہ وہ کسیطرح میرے ہاتھ نہیں آتی اُس کے
رنج مہاجرت میں مجھے کوئی چیز نہیں بھاتی اُس معشوقہ کو مجھے دلا دیجیے تو میں آپ کو دنیا میں پہونچا دینے کا ذمہ کرتا ہوں
فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے مجھے اُس جا لیچل جس طرح بنے گا میں تیری معشوقہ کو تجھے دلوا دونگا ارنائیس نے کہا
آئیے میری گردن پر سوار ہو جیے امیر زرہ کے دامن کو گردان کے اُسکی گردن پر سوار ہوے ارنائیس طرارہ بھر کر
زمرد حصار کو چلا

تمت

تمام ہوا دفتر دوم امیر حمزہ گیتی ستان کے قصے کا باقی حال تیسرے دفتر میں لکھا جاویگا انشاء اللہ المستعان

به عون صناع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمن ما
دفتر سوم
داستان امیر حمزہ
بار نہم ۹
مطبع منشی تیجکمار لکھنؤ میں طبع ہو کر مطبوع جہان ہوئی

دفتر سوم داستان امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان عم کبار پیغمبر آخر الزمان امیر ابو العلاء المعروف بہ حمزہ زلازل قاف کوچک سلیمان کا

واضح ہووے کہ جب ارنامیس دیو امیر کو زمرد حصار کیطرف لیکر چلا شام کے وقت ایک مکان پر اُترا کہ وہ مکان نہایت خوش فضا تھا و از بس دلکشا تھا امیر نے مغرب کی نماز سے فراغت کر کے اُس سے پوچھا کہ تیرا کیا ارادہ ہے اُس نے کہا کہ زمرد حصار یہاں سے بہت نزدیک ہے مگر آپ دیکھتے ہیں کہ کیسی شب تاریک ہے رات کی رات یہاں آرام کیجیے طبیعت کو آسائش دیجیے صبح کو تشریف لیچلیے امیر نے فرمایا کہ مجھ کو حضرت خضر نے نصیحت کی ہے کہ دیوان قاف کا کبھی اعتبار نہ کرنا اسلیے میں تجھ کو درخت سے باندھ کر سوؤنگا کہ مجھ کو تیری طرف سے اطمینان ہو اُسنے عرض کی کہ یا امیر میں آپ سے دغا نہیں کرنیکا اور آپکو میرا اعتبار نہیں ہے تو بہتر ہے درخت سے باندھ دیجیے امیر نے سوتے وقت اُسکو ایک درخت عظیم الشان سے باندھ دیا اور آپ پوست گرگ بچھا کر سو رہے فراغت سے آرام کیا ارنامیس نے اپنے دلمیں خیال کیا کہ تو پردۂ قاف پر خدائی کرتا تھا جس کے کہنے سے اپنی خدائی سے دستبردار ہوا وہ ایسا بے اعتبار جانتا ہے کہ تجھ کو درخت سے باندھ کر آپ چین سے سو رہا تیری تکلیف پر اُسکو کچھ لحاظ نہ آیا ذرا رحم نہ کھایا پس ایسے شخص کی رفاقت میں رہنا دانائی سے دور ہے جسکو فقط اپنی غرض منظور ہے یہ سوچ کر مع درخت وہاں سے اُڑ گیا امیر کو اس میدان میں تنہا چھوڑا اُنکی ہمراہی سے منہ موڑا صبح کو جو صاحبقران جاگے درخت و دیو کا

نشان نہ پایا وہی اگلا سا معاملہ پھر پیش آیا تجویز کیا کہ شاید درخت میں باندھنے سے ناخوش ہو کر چلا گیا اگر باندھا نہ جاتا بے سر و بیوفائی نہ آتا بہرحال اسی میں خیر تھی جو ہوا نماز پڑھ کے ایک طرف کو روانہ ہوئے جب آفتاب خط استوا پر پہونچا صحرا میں لون چلنے لگی جسکی حدت سے بڈی بڈی پگھلنے لگی ایک طرف کو بہت سے درخت گنجان نظر آئے اُس گرمی میں آپکو دل سے بھائے امیر اُن درختوں کی طرف قدم زن ہوئے دیکھیں تو ایک باغچہ ہے اور ہوا سرد خوش آیند آتی ہے جسکی برودت سے طبیعت بہت چین پاتی ہے پوست گرگ بچھا کر بیٹھ گئے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ ایک دیو آسیا سنگ لیے ہوئے آنکر امیر سے کہنے لگا کہ اے آدم زاد میرا خوف کیا تجھ کو مطلق نہ آیا جو تو نے اس جگہ کو اپنا آرام گاہ ٹھہرایا امیر نے فرمایا کہ میں دیوان **قاف** سے نہیں ڈرتا تم لوگوں سے ہرگز خوف نہیں کرتا اُسنے آسیا سنگ کو امیر کے سر پر مارا امیر نے بضرب سلیمانی سے اُسکو روک کر کے ایک ہاتھ جو اُسکے لگایا وہ دو ٹکڑے ہو گیا خواب عدم میں سو گیا جب تمازت آفتاب کی کم ہوئی وہاں سے اُٹھ کر آگے چلے چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ جنگل کیطرف سے بزن بزن اور توبہ توبہ کی صدا بلند ہوئی بڑے زور و شور سے آواز گریہ و بکا بلند ہوئی امیر متعجب ہوئے ٹھہر گئے دیکھا کہ قریب چار سو جن کے ارنائیس کو مارتے لیے آتے ہیں ضربیں اُسکے بدن پر لگتے ہیں ارنائیس امیر کو دیکھ کر پکارا کہ یا صاحبقران برائے خدا مجھے بچاؤ جلد میری مدد کو آؤ امیر نے رحم کھا کر ارنائیس کو اُن جنوں سے چھڑایا اُن ظالموں کے ہاتھ سے اُسکو بچایا اور پوچھا کہ ماجرا کیا ہے تو کیوں اس بلا میں مبتلا ہے اُسنے کہا کہ **لاہوت شاہ** شکار کھیل رہا تھا میں جو اسطرف سے نکلا اُسنے مجھ کو پکڑوا کر جنوں کے حوالے کیا کہ اسکو میدان میں لیجا کر قتل کرو اسکو ہرگز جیتا نہ چھوڑو چونکہ میری زندگی تھی آپ سے ملاقات ہو گئی کہ مجھ کو ان مردودوں کے جور سے نجات ہو گئی نہیں تو آج مارا جاتا بے شبہہ ملک عدم میں ٹھکانا پاتا امیر نے فرمایا کہ تو میرے پاس سے کیوں بھاگا تھا ارنائیس نے کہا کہ جیسا میں نے کیا ویسی سزا پائی اب کبھی ایسا نہ ہوگا کہ آپ سے دغا کروں اور پھر اکیلا چھوڑوں امیر پھر اُسکی گردن پر سوار ہو کر زمرد حصار کیطرف چلے شام کو ایک مقام پر توقف کیا راہ کی ماندگی سے آرام لیا امیر بدستور سوتے وقت اُسکو ایک درخت سے باندھ کر سو رہے ارنائیس اُس شب کو بھی چلدیا امیر سے پھر فریب اور دھوکا کیا صبح کو امیر نے جو اُسکو نہ پایا فرمایا کہ معلوم ہوا دیو کی خلقت میں دغا بازی ہے اس فرقے کے قول پر اعتبار کرنا محض خطا ہے پھر یہ کہکر بعد ادائے نماز ایک سمت کو روانہ ہوئے سات دن منزل بمنزل چلے گئے آٹھویں دن ایک قلعہ نظر آیا آبادی کا نشان پایا جب متصل اُسکے گئے دیکھا کہ قلعہ کی فصیلوں پر قریب چار سو جن کے معین ہیں سب زبردست اور قوی تن ہیں اور دو جن سر کھولے مناجات کر رہے ہیں اور قلعہ کے گرد چار سو دیو دار شمشاد چقماق آسیا سنگ چادر زنگار اور پشت نہنگ ہاتھوں میں لیے ہوئے اڑے ہیں گویا یہ گروہ کسی کیساتھ لڑائی کا ارادہ کیے ہوئے کھڑے ہیں اور ایک دیو قلعہ کے دروازے کو توڑا چاہتا ہے اُسکے اوپر اپنے حربہ کا ہاتھ چھوڑا چاہتا ہے **صاحبقران** نے اُسکو للکارا کہ خبردار اگر قلعے کے دروازے کا قصد کیا تو تو جانیگا اپنی صورت

نہ پہچانیگا پہلے مجھ سے لڑلے پیچھے قلعے کو توڑنا اُس دیو نے کہا کہ اے آدمی تو تو میری خوراک ہے تجھ سے مجھ کو کیا خوف و باک ہے تو بھلا مجھ سے کیا لڑیگا صاحبقران نے کہا کہ لے مردک کیا بکتا ہے تو میرا کیا کر سکتا ہے ذرا میرے سامنے تو آ دیکھ تو میں تیری خوراک ہوں یا تو میرے نہنگ تیغ کا طعمہ ہوتا ہے تو مجھے نہیں جانتا کہ میں زلزل قاف کوچک سلیمان کشندہ عفریت وقاتل اہرمن ہوں وہ دیو بولا کہ یہ کہہ تو ہی نے گلدستہ قاف کو برباد کیا ہے ایک مدت سے برپا فتنہ وفساد کیا ہے معلوم ہوا کہ خون دیوان قاف کا بہر قصاص تجھ کو میرے پاس لے آیا ہے تیری اجل نے تجھ کو میرے پاس پہونچایا ہے یہ کہکر ایک زنگالہ امیر پر مارا امیر نے اُسکو رد کیا کمال چستی وچالاکی سے وار اُسکا خالی دیا اور عقرب سلیمانی سے اس دیو کے دو ٹکڑے کیے اور دیو جو قلعہ کو گھیرے ہوے کھڑے تھے امیر پر آگرے سب نے ایکبارگی حملہ کیا چاروں طرف سے گھیر لیا امیر نے جب بہت سے دیو قتل کیے بقیۃ السیف سر پر پاؤں رکھکر بھاگے جب کوئی دیو اُس میدان میں نہ رہا اور دیووں کے خون سے ایک دریا بہا لاہوت شاہ قلعہ کے باہر نکلا اور امیر کو بصد تعظیم وتکریم قلعہ کے اندر لیگیا بہت اعزاز واکرام سے اپنے برابر بٹھلایا امیر نے نام پوچھا اُس نے عرض کی کہ لاہوت شاہ مجھ کو کہتے ہیں اسقدر دیو میری اطاعت میں رہتے ہیں امیر نے فرمایا میری ایک غرض تم سے لاحق ہے اور انجام اُسکا تمھاری ریاست کے شایان ولائق ہے وہ بولا کہ فرمائیے بجالاؤں امیر نے کہا لانیسہ جو تیری بیٹی ہے اُسکا عقد ارنائیس سے کرادے کہ میں نے اُس سے وعدہ کیا ہے لاہوت شاہ نے ظاہر میں کہا کہ وہ تو قاف کا بادشاہ ہے اگر آپ ایک غلام سے فرمائیں تو لانیسہ کا عقد کر دوں آپکے ارشاد سے ہرگز انحراف نہ کروں مگر دلمیں اُسکو کہنا اُنکا بہت ناگوار ہوا امیر کا ہاتھ پکڑکے لیگیا اور تخت پر کہ اُسکے نیچے چاہ معلق تھا باصرار تمام بٹھلایا اس بدسلوکی سے پیش آیا امیر بیٹھتے ہی مع تخت کنوییں میں دھنس گئے اور سر کے بھل کنوییں میں جاگرے اس احسان فراموش نے ایک پتھر اُس کنوییں کے منھ پر رکھدیا اور یہ حکم دیا کہ دو سو جن چوکی پہرہ کیواسطے تعینات رہیں اسکی حفاظت میں مستعد رہیں یہ خبر لانیسہ کو پہونچی غصے سے کانپتی ہوئی اپنے باپ کے پاس آئی اور یہ سخن بیساختہ زبان پر لائی کہ جو شخص اپنے ساتھ نیکی کرے اُسکے ساتھ بدی کرتے ہیں آپ غضب خدا سے نہیں ڈرتے ہیں صاحبقران نے تو تمھاری جان وحرمت بچائی اور تم نے اُسکے مار ڈالنے کی فکر کی لاہوت شاہ بولا کہ مجھ سے کہتا تھا کہ لانیسہ کی شادی ارنائیس دیو سے کردو اسلیے میں نے اُسکو قید کیا ایسا رنج دیا اُسوقت تو لانیسہ چپ ہو رہی اُسکے جواب میں کچھ بات نہ کہی شب کو لباس شب دیجور سن سلاح بدن پر لگاکر کنوییں پر آئی اُنکے نکالنے کی تدبیر لگائی پتھر ہٹاکر کنوئیں کے اندر اُتر گئی امیر نے دیکھا کہ ایک معشوقہ چاردہ سالہ رشک ماہ لباس شبرنگی پہنے سرہانے کھڑی ہے پوچھا کہ تو کون ہے بولی کہ لانیسہ میرا نام ہے آپکے چھڑانے کو آئی ہوں آپ کچھ خوف نہ کیجیے امیر نے سجدۂ شکر ادا کیا اور کمند پکڑکر کنوییں سے باہر نکل آئے نگہبان مزاحم ہونے لگے لانیسہ تلوار کھینچکر جوانمرگی بہت سے جن مارے گئے اور کتنے بھاگ کر

لاہوت شاہ کے پاس اس حال کو دیکھ نہایت بد حواس ہو پہنچا اور مفصل حال بیان کیا لاہوت شاہ یہ کیفیت سنکر سن ہو گیا
لانیسہ کی اس حرکت سے کمال متحیر ہوا مارے غصے کے رنگ متغیر ہوا یہاں امیر لانیسہ سے رخصت ہونے لگے لانیسہ
نے عرض کی کہ میں آپکی کنیز کنا خریدہ ہوں آپکو چھوڑ کر کہاں جاؤں جہاں آپ جائینگے ہمراہ رکاب چلونگی اور آپ سے
مفارقت نہ کرونگی ہرچند امیر نے اسکو سمجھایا لیکن اُسنے کچھ نہ مانا پیچھے پڑی رہی آخر اسکی رفاقت کو بہتر جانا امیر کے ہمراہ
ہوئی کئی منزل تک تو پیدل چلی آخر تھک گئی چلنے کی طاقت نہ رہی قدم اُٹھانے کی قدرت نہ رہی امیر سخت مشکل
میں گرفتار ہوئے ایک منزل کو چار چار پانچ پانچ روز میں طے کرنے لگے اسکی وفاداری کا دم بھرنے لگے کئی روز کے بعد
دور سے ایک پہاڑ مثل برق درخشندہ نظر آیا دیکھا کہ بلور کا پہاڑ ہے اور اسکی ترائی میں صدہا کوس تک زعفران زار ہے
اور درمیان میں اُسکے ایک نہر جاری ہے جس کا پانی آب گوہر سے پانی بھرتا ہے اسکی لطافت کو دیکھ کر آب حیات شرماتا ہے
اور چار طرف سے ہوا سرد آتی ہے جسکے سبب سے جان آرام پاتی ہے امیر اُس نہر کے کنارے بیٹھ کر سیر کرنے لگے سامنے سے ایک ارنا
نمودار ہوا اور سیدھا امیر کے پاس چلا آیا کچھ خوف نہ کھایا جب امیر اُسے پکڑنے گئے جنگل کی طرف بھاگا امیر نے دوڑ کر اُسے پکڑ لیا
اُسکو بھاگنے نہ دیا اور لانیسہ سے کہا کہ لے تیری سواری کیواسطے خدا نے اسکو بھیجا ہے اللہ کو تیرے حال زار پر رحم آیا ہے
ہرگاہ وہاں سے آگے کو چلے لانیسہ کو اس ارنے پر سوار کیا اور ناک اُسکی ناتھ کر رسی لانیسہ کے ہاتھ میں دی ارنا تھوڑی دور
جا کر جنگل کیطرف بھاگا ہرچند لانیسہ نے زور سے اسکی ناتھ پکڑ کے جھٹکے دیے لیکن وہ کب رکتا تھا دم بھر میں ہوا ہو گیا کہ
اُسکا کہیں پتہ نہ لگا امیر نے لانیسہ کیواسطے بہت تاسف کیا اور جس طرف کو وہ ارنا گیا تھا اُسی طرف کو روانہ ہوئے
لانیسہ کا پتہ نشان کہیں نہ لگا دوپہر کے بعد ایک پہاڑ کی ترائی میں پہونچے ایک باغ دیکھا دلکشا و فرحت فزا اُس باغ میں
ایک گنبد طلائی بنا ہوا تھا اُسمیں بہت سا جواہرات جڑا ہوا تھا اور گرد اُسکے زربفتی سائبان چڑھا اور استادوں پر کھنچے ہوئے
تھے اُسمیں بھی اچھے اچھے شیشہ آلات لگے ہوئے تھے امیر جو اُس گنبد کے دروازے پر گئے دروازہ اُسکا اندر سے بند پایا
اُسکے اندر داخل ہونے کا اسلوب کوئی ذہن میں نہ آیا سنتے کیا ہیں کہ ایک شخص تو بالتجا کہتا ہے کہ تو مجھکو قبول کر اپنی مفارقت
سے نہ ملول کر اور دوسرا شخص کہتا ہے کہ گھر کھانا قبول ہے مگر تیری رفاقت منظور نہیں ہے ایسا کام کرنا میرا دستور نہیں ہے
امیر نے پکار کر کہا اندر کون ہے دروازہ کھولدو کہ میں تمہارے پاس آیا چاہتا ہوں جب کسی نے نہ سنا امیر نے ایک لات مار کر
دروازہ کو توڑ ڈالا اُسکا ہر پیچ مروڑ ڈالا اندر جا کر دیکھیں تو واہ واہ لانیسہ تو تخت پر بیٹھی ہے اور سامنے اُسکے ارنامیس ہاتھ
باندھے کھڑا منتیں کر رہا ہے بے ضبط ہو کر آہیں سرد بھر رہا ہے ارنامیس نے جو صاحبقران کو دیکھا پاؤں پر گر کر کہنے لگا
کہ دیکھیے لانیسہ کی میں لاکھ منت کرتا ہوں اس بیرحم کے پاؤں پر سر ٹکٹ مرتا ہوں لیکن مجھکو قبول نہیں کرتی اگر آپ
اسکو سمجھا کر میرا عقد کر دیجیے تو جیتے جی فرمانبرداری سے سر نہ پھیرونگا اور جہاں فرمائیے گا وہاں پہونچا دونگا صاحبقران
نے فرمایا کہ تو نے دو بار بھاگ کے مجھ سے بیوفائی کی اُس دشت بیابان میں مجھے تنہا چھوڑا اور دغا دی وہ بولا کہ آپ مجھے

باندھکر سو رہے مجھکو اذیت ہوئی میں بھاگ گیا اب میرا قصور للہ معاف کرو اپنے سینے کو اس کینے سے صاف کرو اب کبھی ایسا قصور نہ کرونگا تمام عمر تابعدار رہونگا صاحبقران کو اُسکی زاری و نالی پر رحم آیا لانیسہ سے فرمایا کہ اے لانیسہ ارنائیس مجھے دنیا میں پہونچا دینے کا اقرار کرتا ہے تیرے عشق میں مرتا ہے پس میری خاطر سے اسکو قبول کر اسقدر خود داری بہتر نہیں ایسی دل آزاری بہتر نہیں لانیسہ نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ یہ تو دیو ہے اگر آپ مجھے گدھے کے حوالے کریں تو مجھکو بدل و جان منظور ہے آپکے ارشاد سے انحراف کرنا میرا کیا مقدور ہے لیکن میری بھی اس سے یہی شرط ہے کہ یہ آپکو دنیا میں ضرور پہونچا دے پھر اپنی بد ذاتی سے دغا نہ دے اُسنے قبول کیا امیر نے بعد عقد کر دینے کے لانیسہ کا ہاتھ ارنائیس کے ہاتھ میں پکڑا دیا ارنائیس نے آداب بجالا کر کہا کہ اب مجھکو حکم ہو کہ اپنے قلعہ عقیق نگار میں اسکو لیجا کر رسومات شادی ادا کروں اس مطلب کے حاصل ہونے سے اپنے دلکا حوصلہ نکالوں کہ کسی طرح کی حسرت میرے اور اسکے دلمیں باقی نہ رہے کوئی طعنے کی بات نہ کہے کیونکہ میں جب آپکو دنیا میں پہونچا دونگا اور خلاف حکم آسمان پری کے عمل میں لاؤنگا آسمان پری سے یہ خبر چھپی نہیں رہیگی اور وہ بلاشبہہ مجھے مار ڈالیگی پس آرزو اپنے دلکی نکال لوں حسب دلخواہ داد عیش و نشاط دوں تیسرے دن میں آپ کے پاس حاضر ہونگا جو کچھ آپ ارشاد کیجیے گا وہ کرونگا امیر نے اسکو رخصت کر کے فرمایا کہ میں تین دن تک تیرا منتظر رہونگا اگر اپنے قول پر تو قائم رہا تو بہتر ہے نہیں تو اپنے کیے کی سزا پائیگا اپنی بد عہدی پر بہت پچتائیگا ارنائیس لانیسہ کو گردن پر سوار کر کے قلعہ عقیق نگار کیطرف چلا آدھی دور گیا ہوگا کہ اثنائے راہ میں ایک سبزہ زار خوشنما نظر آیا وہ مکان اُسکو دل سے بھایا تالاب کے کنارے ناشپاتی کے درختوں کے سائے میں لانیسہ کو اتار کر بولا کہ اے جان تم یہاں ذرا ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں ایک ضروری کام کو جاتا ہوں عقیق نگار میں یوں تمہارا لیجانا سبکی ہے سواری تمہارے واسطے لے آؤں تم کو عزت و توقیر سے وہاں لیجاؤں یہ کہکر عقیق نگار کیطرف چلا لانیسہ کو جو گرمی معلوم ہوئی کپڑے اُتار کر تالاب میں غسل کرنے لگی کہ پانی کی سردی سے گرمی کی تکلیف دور ہو طبیعت مسرور ہو ایک ساعت نہ گزری تھی کہ میدان کی طرف سے ایک گھوڑا اسنا بھینسے سے مشابہ آکر اُس تالاب کے کنارے کھڑا ہوا چونکہ اُسکی صورت عجیب تھی نہایت مہیب تھی لانیسہ نے جو گھوڑے کو دیکھا گھبرا کر تالاب سے نکل آئی پریشان خاطر ہوئی اور گھبرائی کپڑے اپنے لینے کو چلی گھوڑا لانیسہ کیطرف دوڑا لانیسہ خوف سے چاروں شانے چت زمین پر گر پڑی گھوڑے نے اپنے دل کا مقصد نکال لیا خوب مزہ لیا خدا کی قدرت سے اُسی دم لانیسہ کے شکم میں نطفے نے قرار پایا واضح ہو کہ لانیسہ کے بطن سے ایک گھوڑا پیدا ہوگا اللہ کی قدرت کا نمونہ ہویدا ہوگا نام اُسکا اشقر دیوزاد رکھا جائیگا وہ بہت بلکہ مدت العمر امیر کی سواری میں رہیگا جو اسے دیکھیگا اُسکی خوبی پر غش غش کریگا الغرض جب وہ دیو فراغت کر چکا اپنی خواہش نفسی سے فارغ ہوا زمین پر لوٹ کے اصلی صورت بنگیا لانیسہ نے کہا اے ارنائیس یہ کیا حرکت تھی جو تجھ سے وقوع میں آئی اور اس صورت میں کیا تو نے کیفیت اُٹھائی ارنائیس بولا کہ کل خدا جانے کیا ہوگا اسواسطے آج میں نے اپنا مقصد دل حاصل کر لیا زمانہ ہر وقت

اپنا رنگ نیا دکھلاتا ہے اپنی طبیعت کو تیرے وصال سے محظوظ کیا یہ کہکر اسکو بدستور کاندھے پر چڑھا کے قلعہ عقیق نگار میں لیگیا اور جشن ترتیب دیا سامان عیش و طرب جیسا کہ چاہیے تھا مہیا کیا دن بھر تو عیش و نشاط میں مصروف رہتا شب کو لانیسہ کو بغل میں لیکر چین سے سوتا لذت وصلت سے محو ہوتا جب تک میں اسکی داستان پر آؤں چند کلمے آسمان پری کے حال میں سناؤں ایک دن صبح سرخ پوشاک پہنکر پیشانی پر تیوری کا بل دیکے تخت پر بیٹھی کمال ناز و ادا سے سریر بینظیر پر جلوہ افروز ہوئی اور ارکان دولت کو جو ہمیشہ دربار میں حاضر ہوتے تھے طلب کیا جس نے اسکو اس ہیبت سے دیکھا رنگ اُسکا زرد ہوگیا ہر شخص کو خوف تھا کہیں ہم غضب میں نہ پڑجائیں بیٹھے بیٹھے عبد الرحمٰن کی طرف مخاطب ہوئی کہ خواجہ امیر کو میں نے بیابان سرگرداں میں چھڑوایا تھا اور جو دیو کہ اسکو لے گئے تھے اُنکو اُسکے وہیں چھوڑ آنیکا حکم دیا تھا دیکھ تو آجکل صاحبقران کہاں ہیں زندہ ہیں یا بیجان ہیں اور کس فکر میں ہیں کس شغل و ذکر میں ہیں عبد الرحمٰن نے ہاتھ باندھکر عرض کی اے ملکۂ آفاق از روے رمل تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امیر بیابان سرگرداں میں آجتک پریشان ہیں اُسی جنگل میں حیران و سرگرداں ہیں مگر ارنائیس دیو نے امیر سے وعدہ کیا تھا کہ اگر میری معشوقہ لانیسہ کو دلوا دیجیے تو جو فرمائیے گا وہی کرونگا میں آپکو دنیا میں پہونچا دونگا سو امیر نے لانیسہ کو اُسے دلوا دیا جو اُس سے کہا تھا وہ کیا آج دوسرا دن ہے کہ وہ قلعہ عقیق نگار میں مصروف بجشن ہے کمال فارغ البالی سے داد عیش و نشاط دے رہا ہے آج کے دوسرے دن امیر کو دنیا کیطرف لیجائیگا جو اُسنے قول و قرار کیا ہے اُسے بجا لائیگا آسمان پری سنتے ہی آتش کا پرکالہ ہوگئی نہایت غصے سے شوریدہ مثل شعلہ جوالہ ہوگئی اور کہنے لگی کہ ارنائیس نے بھی یہ دل گردہ پایا کہ میرے شوہر کو مجھ سے جدا کرنیکا قصد کیا اُسکے دلمیں میری طرف سے ذرا خوف نہ آیا دیکھو تو میں اُسکو کیسی سزا دیتی ہوں یہ کہکر فوراً تخت پر سوار ہوئی اور کئی ہزار دیو جن پریزاد کو ساتھ لیکر قلعہ عقیق نگار کیطرف چلی جب متصل پہونچی خبرداروں نے خبر دی آسمان پری سے اطلاع کی کہ ارنائیس لانیسہ کو لیے ہوے پلنگ پر سو رہا ہے اس غفلت میں اُسکو گرفتار کر لیجیے مشکیں باندھ کر دیو دنکو دیجیے آسمان پری جاتے ہی دونوں کی مشکیں باندھکر گلستان ارم میں لے آئی اور ہڈیاں نرم کرکے زندان سلیمانی میں کہ جہاں کا قیدی جیتے جی چھوٹتا نہیں ہے قید کیا اور تمام شہر میں ڈھنڈھورا پٹوا دیا کہ جو کوئی امیر کو بے حکم میرے دنیا میں پہونچانیکا قصد کریگا اور میری عدول حکمی کی راہ میں پاؤں دھریگا اُسکی ویسی ہی سزا ہوگی اب امیر کا حال سنیے کہ جب تین روز گذر گئے اور ارنائیس نہ آیا فرمایا کہ دیو کی قوم حقیقت میں کمال بد عہد و احسان فراموش و بیوفا ہے اُنکی بات پر اعتماد کرنا سراسر خطا ہے حمزہ کوئی تجھ کو دنیا میں نہ پہونچا دیگا جو دیو کہ اپنی غرض کو وعدہ بھی کریگا تو آخر کو دغا کریگا مگر خدائے عز و جل کہ اُسمیں سب طاقت ہے وہ اپنی رحمت تیرے حال پر فرمائے اور پھر تجھ کو دنیا میں پہونچائے یہ سوچکر مہر نگار کو یاد کرکے زار زار رونے لگا ناگاہ ایک طرف سے آواز سلام علیک کی آئی امیر دیکھیں تو حضرت خضر ہیں اُٹھکر تعظیم دی اور کہا کہ یا پیغمبر خدا کیا میں اسیطرح سے قاف میں سرگرداں رہونگا کب تک ان بیابانوں میں اسیطرح سے حیران و پریشان رہونگا جو شخص

مجھ سے وعدہ نبھانے کا کرتا ہے وفا نہیں کرتا بدذاتی اور شرارت کرنے سے کبھی خطا نہیں کرتا ارنائیس دیو نے کس کس طرح
کی قسمیں کھائیں لیکن ایفاء وعدہ نہ کیا حضرت خضر نے فرمایا کہ یا ابا العلا وقت پر موقوف ہے تم اپنے دلمیں نہ گھبراؤ
کچھ تردد و اندیشہ اپنے خاطر میں نہ لاؤ انشاء اللہ المستعان تم دنیا میں جاؤ گے اپنے عزیز و اقربا کی ملاقات سے حظ وافی
اُٹھاؤ گے مگر چند روز کسالہ ہے اور ارنائیس دیو کا کچھ قصور نہیں ہے اُسکے قول و قرار میں کچھ فتور نہیں ہے اُسکا ارادہ
ایفائے وعدہ کا تھا لیکن آسمان پری عبد الرحمن سے حال دریافت کر کے عقیق نگار سے اُسکو قید کر لیگئی اور گلستان ارم
میں جا کے سزا دیکر زندان سلیمانی میں دونوں کو قید کیا یہ کہکر حضرت خضر تو جدھر سے آئے تھے اُدھر چلے گئے یہ اس بات کے سننے سے
ایسے متحیر ہوئے کہ اُنکو خبر بھی نہ ہوئی کہ کدھر چلے گئے امیر وہاں سے آگے کو روانہ ہوئے سترہ دن تک منزلیں طے کیں اٹھارھویں
دن ایک پہاڑ کے نیچے پہونچے چوٹی پر اُس کوہ کے ایک گنبد بلور کا بہت بلند نظر آیا گرتے پڑتے اپنے تئیں اُسکے قریب پہونچایا اور
اُسکے کلس کو دیکھا کہ اگر آفتاب اُس سے آنکھ ملائے تو چکا چوند میں آئے امیر نے کہا کہ اسکو نزدیک سے دیکھا چاہیے اس قلعہ
کی کیفیت اچھی طرح دریافت کیا چاہیے پہاڑ پر چڑھ گئے چار دیواری باغ کی دیکھی مگر دروازہ اُسکا باہر سے مقفل پایا کوئی
اُنکو وہاں نظر نہ آیا امیر اُس قفل کو توڑ کر باغ کے اندر گئے کمال دلیری کر کے بیخوف و خطر گئے دیکھا واقع میں باغ ارم سے
پہلو مارتا ہے ایسا دلچسپ مکان تو میں نے تمام قاف میں کہیں نہیں پایا فرمایا کہ جب سے کہ میں قاف میں آیا ہوں ایسا باغ اور ایسا مکان کبھی
دیکھنے میں نہیں آیا اور کلس کو جو غور سے دیکھا معلوم ہوا کہ گوہر شب چراغ بعینہ رکھا ہوا ہے ایک لعل بے بہا جڑا ہوا ہے
امیر نے حضرت آدم کے معجزے سے ہاتھ بڑھا کر گوہر شب چراغ کو کلس پر سے اُتارا اپنے تاج کے گوہر شب چراغ سے جو ملایا تو سر مو کچھ
فرق نہ پایا امیر بہت اپنے دلمیں خوش ہوئے کہ یہ بھی سوغات قاف کی ہے دنیا میں کاہیکو ایسے گوہر شب چراغ کسی بادشاہ یا شہنشاہ
کے دیکھنے میں آئے ہونگے امیر گنبد کے اندر جو گئے تو ایک تخت جواہر نگار بچھا دیکھا جدھر کو آنکھ اُٹھائی اُسطرف ہر اسباب اپنے
اپنے موقع سے بمثال اور رکیب لگا ہوا دیکھا چاہا کہ اُسپر ساعت دو ساعت استراحت کریں ذرا اپنی طبیعت کو اس سفر کی
ماندگی سے آرام دیں پھر دلمیں خیال آیا کہ عجب نہیں ہے کہ یہ مکان بھی کسی دیو کے قبضے میں ہو وہ تم کو اس جگہ دیکھ کر غصے میں
آئے اور کچھ اذیت پہونچائے اسواسطے یہاں ٹھہرنا نامناسب ہے اس مکان سے نکل چلنا واجب ہے یہ سوچکر گنبد سے باہر نکل کر
ایک روش پر پوست گرگ بچھا کر اور اپنے عصا پر تکیہ لگا کر بیٹھے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ جنگل کیطرف سے اس زور کی ہوا
آئی کہ باغ کے بڑے بڑے عظیم الشان درخت قریب تھا کہ گر جائیں ہوا کے صدمے سے زمین پر آئیں بعد ازاں ایک دیو
سفید رنگ پانسو گز کا قد و قامت چلاتا ہوا باغ میں آیا اُسنے اپنے شور و غل سے زمین آسمان کو سر پر اٹھایا کہ وہ کون
چور ہے جسنے گوہر شب چراغ تبرک حضرت سلیمان گنبد کے کلس سے اُتار لیا اور اس گنبد سلیمانی کو بے رونق کیا امیر نے
سامنے آکر نعرہ مارا اور اللہ اکبر کہکے للکارا کہ او لنڈھور بد قطع چربی کے پتلے کسے ڈھونڈھتا ہے تو مجھ کو بھی جانتا ہے یا نہیں مجھ
کشندۂ دیوان شکنندۂ طلسمات کو پہچانتا ہے یا نہیں اگر جانتا ہے تو جان سلامت اور پہچان میں تزلزل قاف کوچک سلیمان

کشندۂ عفریت و مقاتل ہرمن ہوں۔ دیو بولا کہ آج معلوم ہوا کہ شکست قاف آپ ہی کا برپا کیا ہوا ہے تمام فساد سب تمہارا
ہی فساد کیا ہوا ہے آدم زاد دیکھ ان سب کا بدلہ میں تجھ سے لیتا ہوں اور کیسی تجھ کو سزا سخت دیتا ہوں اگر تو جان عزیز
رکھتا ہوگا تو ایک بھی میرے سامنے سے بچ کر نہ جانے پائے گا اب تو کسی صورت اپنی جان میرے ہاتھ سے نہ بچا سکے گا امیر نے
کہا کہ بڑبڑاتا کس واسطے ہے اگر دیوان مقتول کا مشتاق ہے اور انکی ملاقات کا اشتیاق ہے تو ابھی تجھ کو بھی انکے پاس بھیجدوں
اسی دم انکے پاس روانہ کروں لا کیا ضرب رکھتا ہے میرے سامنے آ اور اپنی بہادری دکھا اُسنے وار شمشاد کے جسم پر چند
آسیا سنگ لگے ہوئے تھے بقوت تمام امیر کے سر پر ماری صاحبقران نے عقرب سلیمانی سے اسکو رد کر کے دیو
کی کمر بند میں ہاتھ ڈالا اور لنگر اسکا اٹھا کر زمین پر دے مارا اور چھاتی پر اُسکے سوار ہوکے خنجر ستم اُسکے گلے پر رکھدیا تب تو وہ
دیو آنسو بھر لایا اور کہنے لگا سلطان زلازل قاف مجھ کو نہ ماریں میرے بڑے کام آؤنگا جو کچھ حکم کریں گے وہ بجان و دل بجا لاؤنگا
امیر نے فرمایا کہ اگر مسلمان ہو تو کیا مضائقہ ہے میں تجھ کو قتل سے رہائی دیتا ہوں نہیں تو ابھی اسی خنجر سے تیری جان لیتا
ہوں دیو بولا کہ اس پہاڑ کے تلے چند میرے دشمن ہیں اگر تو انکو مار ڈالے تو میں مسلمان ہوتا ہوں صدق دل سے تیرا تابع فرمان
ہوتا ہوں صاحبقران نے فرمایا کہ وہ کون ہیں انکا پتہ نشان بتا انکی کیفیت مجھے مفصل سنا دیو نے کہا کہ اس پہاڑ کے تلے

مقابلہ کرنا دیو سفید کا اور صاحبقران کا پچھاڑ کر چھاتی پر چڑھنا اور جان بچانا اُسکا بمکر و فریب اور پھر منحرف ہونا صاحبقران سے
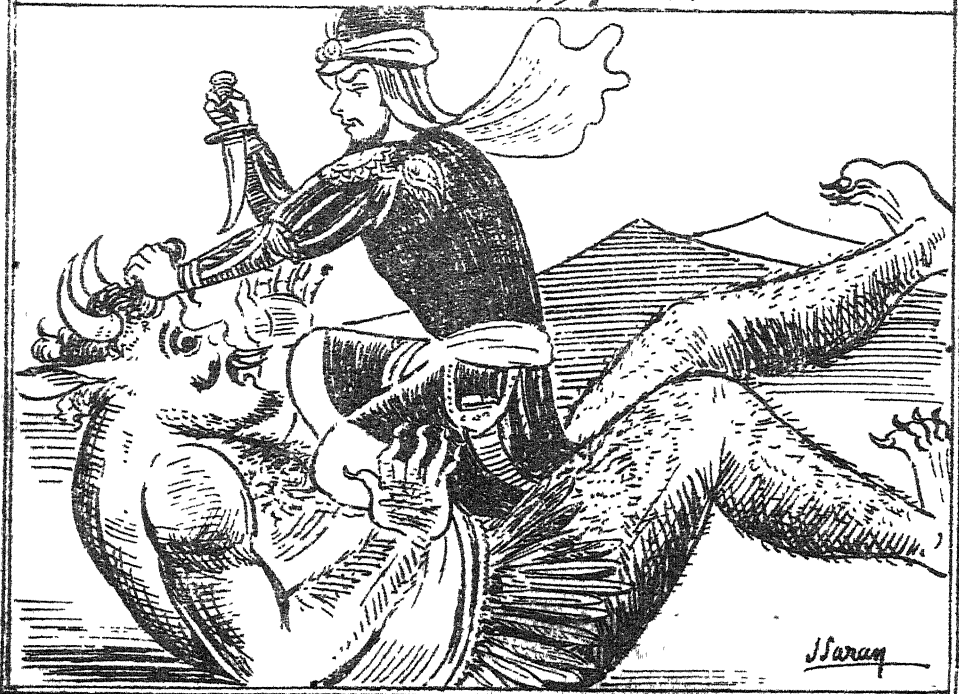
حضرت سلیمان کی سیرگاہ ہے آخر روز وہاں بیٹھ کر زعفران زار کی سیر کیا کرتے تھے اور اس نزہت گاہ سے بے دغدغہ مزہ لیا کرتے تھے اس زعفران زار میں سات نسناس سلیمانی رہتے ہیں اُنکو سب یو بڑا صاحب قوت کہتے ہیں یا صاحبقران مجھ ہی پر موقوف نہیں ہے اُن سے سب دیو ڈرتے ہیں اُنکی اطاعت کا دم بھرتے ہیں اگر اُنکو مار دیجیے تو مجھ پر بڑا احسان ہوگا امیر نے فرمایا کہ مجھکو وہاں لیچل وہ دیو امیر کو پہاڑ کے نیچے سے آیا اُنکا قرارگاہ اُنکو دکھایا امیر نے دیکھا کہ کوسوں تک زعفران زار ہے اور اُسکے درمیان میں ایک نہر ہے کہ جسکا عرض دو سو گز کا ہے اور طول کا حساب نہیں آب مصفا و خوشگوار ہے اور درمیان میں اس نہر کے ایک چبوترہ بلور کا پچاس گز کا مربع اور پچاس ہی گز بلند اور کٹہرے کیطرح کے اُسکے گرد لگے ہوے ہیں اُن کٹہروں میں بھی بڑی بڑی صنعتوں سے جواہرات جڑے ہوے ہیں اور وسط میں اس چبوترے کے ایک تخت الماس نگار بچھا ہوا ہے وہ بھی نفاست میں بے مثل دیکھتا ہے اور کوہ زعفران زار کا عکس اس چبوترے میں جھلکتا ہے گویا سبزہ ہوا کی جنبش سے لہکتا ہے امیر جست کرکے اُس چبوترے پر جا کھڑے ہوے اور چاروں طرف کی سیر کرکے دیو سفید سے پوچھا کہ وہ تیرے دشمن کہاں ہیں اُسنے کہا کہ اُسی زعفران زار میں ہیں آپ پکار کر کہیے کہ اے ہفت نسناس تم کیا کھاتے ہو وہ آپکو جواب دینگے اور آپکے روبرو آئینگے ہرگز آنے میں دیر نہ لگائینگے امیر نے پکار کر کہا کہ اے نسناسو تم کیا کھاتے ہو اور کہاں ہو میں تمہارا مشتاق آیا ہوں میری ملاقات کے لیے باہر آؤ مجھکو اپنی صورت دکھاؤ آواز آئی کہ ہم زعفران کھاتے ہیں آپ ٹھہریے ہم ابھی آتے ہیں بعد ازاں ساتوں نسناس امیر کے سامنے آئے برابر امیر کے کھڑے ہو کے اپنے پرے جمائے امیر نے دیکھا کہ عجب ہیئت ہے جسم تو اُنکا مشابہ بآدمی اور دانت سامنے کے نیزے کے برابر ایسے تیز ہیں کہ اگر مکھی بیٹھے تو چھد جائے امیر عقرب سلیمانی کو کھینچکر اُن کے درمیان میں کود ے اور ساتوں کو اُسی تیغ آبدار سے قتل کیا پھر سفید دیو سے کہا کہ اب تیرے دشمن مارے گئے سب رنج والم زائل ہوا مقصد دلی حاصل ہوا وہ سفید دیو خوش ہوا اور ایک ہاتھ سر پر اور دوسرا چوتڑوں پر رکھ کے ناچنے لگا اور بولا کہ اے آدم زاد تو نے میرے دشمنوں کو مارا اگر میں تیرا دشمن موجود ہوں ہماری قوم کا دستور یہی ہے کہ نیکی کے بدلے بدی کرتے ہیں اُسکے مکافات سے نہیں ڈرتے ہیں یہ کہکر ایک تختہ سنگ گراں کا اُٹھا کے اوپر پھینکا امیر نے اُسکو خالی دیا اور دیو اُسکو کھینچکر امیر دوڑے وہ بے اختیار بھاگا دم نہ لیا ایک ساعت قیام نہ کیا ہرچند امیر نے اُسکو بلایا مگر وہ امیر کے پاس نہ آیا اور کہنے لگا کہ میں ایسا بیوقوف نہیں ہوں کہ تیرے پاس آکر اپنی جان دوں قصداً اپنے کو ہلاک کروں جب کبھی تجھکو غافل پاؤنگا اُسوقت تجھ کو اُسکا مزہ چکھاؤنگا یہ کہکے اُڑ کر چلا گیا صاحبقران نے اپنے دلمیں کہا کہ اب یہاں رہنا اچھا نہیں ہے اس جگہ سے جلد چلنا مناسب ہے سفید دیو تیرا دشمن ہوا ہے خدا جانے کسوقت قابو پاکر ایذا دیوے اور مجھ سے اپنا بدلا لیوے اُسیدم وہاں سے روانہ ہوے راوی لکھتا ہے کہ ہیم سات شبانہ روز امیر سفید دیو کے ڈر سے چلے گئے کہیں ایک دم ستانے تک نہیں تاکہ اُسکے پنجہ سے نجات پائیں اُس بدذات کے ہاتھ سے ایذا نہ اُٹھائیں آٹھویں دن ایک آبادی نظر آئی وہاں کچھ اور ہی کیفیت پائی خلقت وہاں کی آدھا جسم رکھتی تھی جب دو شخص ملکر کھڑے ہوں تو ایک آدمی پورا ہوئے چنانچہ اُن لوگوں کو نیم تنا کہتے ہیں اور وہ اسی صورت سے رہتے ہیں اور اُنکے بادشاہ کا فتوح نیم تن نام تھا وہ نہایت بااخلاق اور مروت میں مشہور عالم تھا

ہرگاہ اُس بادشاہ کو صاحبقران کے آنے کی خبر پہونچی استقبال کر کے باعزاز تمام اپنے شہر میں لیگیا اور تخت پر اصرار کر کے
بٹھلایا اور نہایت خاطرداری و احترام سے پیش آیا اور قدمبوس ہو کر عرض کرنے لگا کہ میں نے جب سے حضرت سلیمان سے
سنا تھا کہ ایک آدم زاد یہاں آکر دیوان قاف کو زیر و زبر کریگا ہزاروں کو زخمی ہزاروں کو بے سر کریگا وہ سلیمان ثانی ہوگا
اُسکے پاس تمغۂ سلیمانی ہوگا تب سے میں آپکا مشتاق تھا آپکے ملنے کا کمال اشتیاق تھا شکر ہے کہ خدائے عزوجل نے آپکے قدم
دکھائے کہ آپ خیر و برکت سے یہاں تشریف لائے الغرض اُس بادشاہ نے کئی دن تک امیر کی دعوت کی امیر نے اُس بادشاہ
سے کہا کہ تجھ سے ہو سکتا ہے کہ مجھکو دنیا میں پہونچا دے اُسنے عرض کی ہم تین ہیں اپنی سرحد سے باہر قدم نہیں اُٹھا سکتے ہم
اس جگہ سے دوسری جگہ ہرگز نہیں جا سکتے امیر اُن سے رخصت ہو کر آگے کو روانہ ہوئے راوی لکھتا ہے کہ صاحبقران نے
بہزار محنت و مشقت دس روز میں اُس بیابان آفت نشان کو طے کیا گیارھویں دن ایک دریا کے کنارے پہونچے دیکھا
دریا لہریں مار رہا ہے اور جہاز و کشتی کا نام و نشان نہیں ہے عبور کرنا اُس دریا سے بغیر ناؤ کے امکان نہیں ہے حیران
ہو کے کہنے لگے کہ حمزہ قاف میں ایسے ایسے دریا بہتے ہیں کہ جن کے تلاطم کا شمار نہیں آدمی کیا پرندوں کو اختیار نہیں
پس دنیا میں تمھارا جانا معدوم ظاہرا یہیں رہنا تمھارے مقسوم میں ہے ایک پتھر پر بیٹھکر مہرنگار کے فراق اور یاروں
کے اشتیاق میں زار زار رونے لگے اُنکی یاد میں اپنی جان کھونے لگے اُسی رونے کی حالت میں آنکھ لگ گئی خواب غفلت
میں سو گئے کئی دن کی ماندگی سے بیہوش ہو گئے سفید دیو تو اپنی گھات میں لگا ہی ہوا تھا امیر کو غافل دیکھ کر پتھر سمیت
وہاں سے اُٹھا کر ہوا ہوا دو کوس زمین سے بلند ہوا ہوگا کہ اُسوقت ہوا کی شدت سے امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو
دیو سفید اُڑائے لیے جاتا ہے گٹھری کی طرح اپنی پیٹھ پر اُنکو اُٹھائے لیے جاتا ہے امیر نے فرمایا کہ اے دیو سفید میں نے
تجھ سے نیکی کی اور تو مجھ سے بدی کرتا ہے کیا نیکی کا بدلہ بدی ہے بھلا خدا سے نہیں ڈرتا ہے بولا کہ میں تجھ سے
پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ ہم لوگ نیکی کے بدلے بدی کرتے ہیں یہی ہماری عادت ہے اب یہ بتا کہ تجھکو پہاڑ پر پھینکدوں کہ
دریا میں امیر سوچے کہ دیو کی مت اُلٹی ہوتی ہے جو کہونگا اُس کے برعکس کریگا امیر نے کہا کہ مجھکو پہاڑ پر پھینکدے
اگر مجھ سے عوض لیتا ہے تو اسطرح سے سفید دیو بولا کہ اے آدم زاد میں تجھ کو دریا میں پھینکونگا کہ تو ڈوب مرے
پھر ہمارے ساتھ ظلم و تعدی نہ کرے یہ کہکر اُس سنگ سمیت دریا میں پھینک کر چلتا ہوا فی الواقع اُنکے کہنے کے
خلاف کیا خواجہ خضر و الیاس نے حکم خدائے تعالےٰ سے ہاتھوں ہاتھ امیر کو لیکر دریا کے کنارے کھڑا کر دیا امیر نے
دونوں پیغمبروں کو سلام کیا اور بصد زاری و نالہ کہا کہ یا حضرت آسمان پری نے سخت مجھکو تنگ کیا ہے نہایت
رنج دیا ہے دنیا میں مجھکو جانے نہیں دیتی اس تکلیف سے راحت پانے نہیں دیتی حضرت خضر نے فرمایا کہ یا امیر گھبرانے
کا مقام نہیں ہے آب و دانہ کے ہاتھ ہے جب آب و دانہ اُٹھے گا تب تم یہاں سے جاؤگے اپنے وطن میں پہونچوگے
آرام پاؤگے چند روز اور سخت ہیں یہ بھی خدا چاہتا ہے تو نکلے جاتے ہیں اللہ پر بھروسا کر کے صبر کرو اب تمھارا

دن اچھے آتے ہیں اب تھوڑا احوال شہپال شاہ و آسمان پری کا سنئے کہ ایک دن شہپال شاہ دربار میں تخت
پر بیٹھا ہوا تھا کہ آسمان پری سرخ پوشاک پہنکر آئی اپنی صورت اُس نے شعلہ بھبوکا بنائی اور اپنے تخت پر بیٹھ کر خواجہ
عبدالرحمٰن کو طلب کیا اُن کے حاضر ہونیکا حکم دیا اُسوقت اٹھارہ لاکھ سردار دیو اور پری نامدار بادشاہ کے دربار میں
حاضر تھے جس نے اس سج دھج سے آسمان پری کو دیکھا کانپنے لگا مارے خوف کے ہر شخص اپنا منھ ڈھانپنے لگا کہ آج
آسمان پری بصورت مریخ دربار میں آئی ہے بہت خشمناک دربار میں تشریف لائی ہے دیکھیے کس کے سر پر قضا کھیلتی
ہے کون کون اپنی جان سے جاتا ہے کس پر اُسکا غصہ آفت لاتا ہے اسمیں عبدالرحمٰن نے آکر بادشاہ اور ملکہ
کو مجرا کیا ملکہ نے مخاطب ہوکر پوچھا کہ خواجہ دیکھو تو امیر اسوقت کہاں ہیں زندہ ہیں یا بیجان ہیں غمگین ہیں یا شادمان
ہیں خواجہ نے زائچہ دیکھکر اپنا سر پیٹ کر آنکھوں سے آنسو بہائے اور شہپال سے یوں زبان پر لائے کہ آپکے ساتھ
حمزہ نے کیا بدی کی ہے کہ جس کا یہ بدلا آپ لیتے ہیں اور اُسکو ایسے رنج دیتے ہیں بادشاہ نے گھبرا کر پوچھا کہ خواجہ
خیر تو ہے اُن کا کیا حال ہے سچ بتاؤ کس مصیبت میں گرفتار ہیں مجھے جلد بتاؤ عرض کی کہ جہاں شر ہو وہاں خیر کا کیا ذکر
ہے سفید دیو نے حمزہ کو دریائے اخضر میں پھینکدیا ہے دیکھا چاہیے کہ جیتا بھی رہتا ہے یا نہیں بادشاہ نے یہ خبر بد سُن
کر تاج سر پر سے اُتار کے زمین پر پھینکدیا اس بات کے سننے سے اُسکو بڑے رنج و الم نے گھیر لیا اور آسمان پری
نے بھی بال اپنے سر کے نوچ ڈالے بلک بلک کے چلائی اور نالہ و فریاد بیقرار ہوکر زبان پر لائی اُسی دم بادشاہ مع
خورد و کلاں دریائے اخضر کی طرف روانہ ہوئے تخت کو دیوؤں نے اُڑایا دم بھر میں اُس دریا پر پہونچا دیا
صاحبقران خواجہ خضر و مہتر الیاس کے ساتھ نماز پڑھ کے فارغ ہوئے تھے کہ بادشاہ مع آسمان پری
پہونچا امیر نے سلام پھیر کے داہنے طرف جو رخ کیا شہپال اُنکو دکھائی دیا تیوری چڑھائی بائیں طرف متوجہ ہوئے
اُسطرف آسمان پری کھڑی تھی امیر نے اُسکی طرف سے بھی منھ پھیر لیا دونوں کی طرف ہرگز التفات نہ فرمایا آسمان پری
اور بادشاہ حضرت خضر کے پاؤں پر گر پڑے اور کہنے لگے کہ یا حضرت اب ہم آپ سے اقرار کرتے ہیں کہ بعد چھ مہینے
کے امیر کو دنیا میں پہونچا دینگے ہرگز وعدہ خلافی نہ کرینگے اگر خلاف اسکے ہو تو آپکے اور خدا کے گناہگار ہوں ابکی بار
ہمارا قصور آپ صاحبقران سے معاف کرا دیجیے حضرت خضر نے امیر کو سمجھایا اور نہایت لطف سے فرمایا
کہ جہاں نو برس رہے ہو وہاں اور بھی چھ مہینے میری خاطر سے رہو جو کچھ بمقتضائے تقدیر الٰہی معاملہ پیش آئے
اُسکو چار و ناچار سہو آسمان پری اور شہپال قسمیں کھاتے ہیں اُنکی قسموں کو بھی دیکھو امیر نے سر جھکا کر کہا
یا حضرت آپ پیغمبر خدا ہیں اچھے بندے مقبول بارگاہ کبریا ہیں مجھ کو غیر از اطاعت و فرمانبرداری کیا چارہ ہے
بہت اچھا چھ مہینے اور رہونگا آسمان پری اور شہپال شاہ دونوں امیر کے قدموں پر گر کے عذرخواہ ہوئے اپنی حرکت
ناملائم پر بہت معذرت کی معاف کرنے پر قسم دی امیر مجبور ہوکر حضرت خضر اور الیاس سے رخصت ہوکر

شہپال شاہ و آسمان پری کے ساتھ تخت پر بیٹھ کر گلستان ارم کو روانہ ہوئے

داستان خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کا مدد پر مسلمانوں کی پہونچنا اور شکست دینا مہلہل سگسار و ملک اجروک کو اور بہرام گرد خاقان چین کا اقلیم چین کی طرف جانا اور جلوس فرمانا اپنے تخت سلطنت پر

راوی لکھتا ہے کہ جب ملک لندھور اور بہرام گرد خاقان چین اس راستہ پر پہونچے کہ جہاں سے ملک چین کو راہ گئی تھی ملک لندھور نے باصرار تمام خاقان کو رخصت کیا چنانچہ بہرام گرد خاقان چین چین کی طرف راہی ہوا اور لندھور اپنے ملک کی جانب آیا ادھر کا حال سنیے کہ مہلہل سگسار و ملک اجروک بہت دنوں سے قلعہ سراندیپ کو گھیرے ہوئے پڑے تھے اور کئی بار اہل قلعہ سے لڑے تھے ایک دن طبل جنگ بجا کر قلعہ پر حملہ کیا مسلمانوں پر دھاوا کرنیکا حکم دیا مسلمان دست مناجات بلند کر کے جناب احدیت کی بارگاہ میں زاری کرنے لگے یکایک جنگل کی طرف سے گرد اٹھی ہرگاہ باد نے دامن گرد کو چاک کیا علمہائے شیر پیکر ونشانہائے ہزبر چہرہ نمودار ہوئے نئی نئی صورت کے جوان اس غبار سے پیدا ہوئے قلعگیوں نے دوربین لگا کر دیکھا کہ دارائے ہند رکن السلطنت کوچک سلیمان قائم مقام صاحبقراں نبیرہ شیث پیغمبر خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان گرز درہ جوشن پہنے گرز گرانبار کاندھے پر رکھے فیل میمونہ پر سوار باکمال شوکت و اقتدار چلا آتا ہے فوراً قلعہ میں شادیانے بجنے لگے ملک اجروک و مہلہل سگسار شادیانے کی آواز سنکر کمال متعجب ہوے کہ اس عالم ضیق میں محصوران حصار شادیانے بجاتے ہیں ہماری جماعت اور لشکر کثیر کا خوف بالکل اپنی خاطر میں نہیں لاتے ہیں کہ دفعۃً خسرو ہندوستان ملک لندھور سگساروں کی فوج پر آ گران سے لڑنا شروع کیا جیپور نے دیکھا کہ خسرو ہندوستان لڑ رہا ہے دروازہ قلعہ کا کھول کر مع فوج آپ بھی شریک جنگ ہوا اس صورت میں لڑائی کا اور ہی رنگ ہوا ملک اجروک نے اپنا ہاتھی فیل میمونہ کے برابر لاکر ایک گرز خسرو پر مارا خسرو نے تو اسکو رد کیا مگر وہ گرز فیل میمونہ کی مستک پر لگا فوراً مغز اسکا خرطوم کی راہ سے نکل پڑا وہ ہاتھی ضرب سخت سے بیکار ہو گیا عاجز اور بیقرار ہو گیا خسرو کو دکر ہاتھی سے الگ ہوا ملک اجروک نے دوسرا وار خسرو پر کیا خسرو نے خالی دیا اور اسکے ہاتھی کی سونڈ پکڑ کے ایک جھٹکا جو مارا تو ہاتھی منھ کے بھل آ رہا اسکی سونڈ سے خون کا دریا بہا ملک اجروک ہاتھی سے جدا ہو کر خسرو کے مقابل ہوا لڑنے پر مستعد اسکا دل ہوا خسرو نے اسکا کمربند پکڑ کر اٹھا لیا اور سر گرداں کر کے اس زور سے زمین پر پٹک دیا کہ اسکے ہونٹ چھٹی کے دودھ سے تر ہو گئے خسرو کا زور و قوت دیکھ کر اسکے ہوش و حواس منتشر ہو گئے چاہتا تھا کہ اٹھ کر بھاگے خسرو نے اسکو پکڑ کے ایک پاؤں اسکا

اپنے پاؤں کے نیچے دبایا جب اچھی طرح اُسپر قابو پایا تب دوسرا پاؤں ہاتھ سے پکڑ کر مثل پارچۂ کہنہ چیر کے پھینکدیا
اس جوان کوہ پیکر کو دو ٹکڑے کیا اور سگسار دیو کی طرف متوجہ ہوا ناگاہ ایک ٹکڑا ابر سیاہ فلک پر پیدا ہوا اور اسمیں رعد
سے بادل کڑکا کہ لوگوں نے جانا آسمان زمین پر گر پڑا یا قیامت آئی کیسی آفت آئی اور برق کے چمکنے سے ہر ایک کو
چکا چوندھی آگئی سبھوں کی آنکھوں پہ مارے دہشت کے اندھیری چھا گئی بعد ازاں فلک سے ایک پنجہ پیدا ہوکر لندھور
کو اٹھا لیگیا گویا ایک بگولہ تھا کہ تنکے کو اڑا لیگیا سگسار دیو نے یہ ماجرا دیکھکر شیر کیطرح فوج ہند پر حملہ کیا سب
لشکر کو ایکبارگی ٹوٹ پڑنے کا حکم دیا فوج ہند پھر قلعہ بند ہوئی قلت جمعیت کے دہشت زدہ بند ہوئی اور سگسار حصار کو محاصرہ
کرکے اتر پڑے پھر پہلے کیطرح گھیرنے پڑا رہے اب جبتک پھر اس داستان پر آؤں و دیکھے ملک لندھور کی داستان
کے سناؤں لندھور کو جو پنجہ رزمگاہ سے اٹھا لیگیا وہ راشدہ پری راشد حبشی بادشاہ ملک [illegible] مضافات قاف
کی بیٹی تھی ایسے بادشاہ ذیجاہ صاحب وصاف کی بیٹی تھی اُسنے جو زور و قوت ملک لندھور کا دیکھا تجویز کیا اور اس امر کو
قرار دیا کہ اسکو لیجاکر سفید دیو کو مارا چاہیے کہ اُس روسیاہ نے راشدہ پری پر عاشق ہوکر راشد حبشی سے پیغام شادی
کا دیا تھا اُس پری با حسن و جمال سے قصد مواصلت کا کیا تھا ہرگاہ راشد حبشی نے قبول نکیا اور کچھ کلمات سخت
کہے اور جواب تند اور دنداں شکن دیے تو اُسکو پکڑ کر ایک غار میں کہ اُسکے مکان کے متصل تھا قید کیا اور درپے گرفتاری
راشدہ پری ہوا کہ اُسکو بھی قید کرکے اپنے دام میں لائے اور اپنی طبیعت کا مزہ اُٹھائے راشدہ پری اس خبر کو سنکر
گلستان ارم کیطرف گئی کہ آسمان پری کو اپنا معین و مددگار کرکے اُس سے نجات حاصل کیجیے وہاں جاکر معلوم ہوا
کہ آسمان پری کسی ملک کیطرف گئی ہے راشدہ پری وہاں سے پھر کر دل بہلانے کو پردۂ دنیا کیطرف گئی چند روز
بطریق تفریح طبع وہاں رہی پھرتے وقت سراندیپ میں قوت و زور لندھور کا دیکھکر لندھور کو اٹھا لائی اصلی صورت و
شکل دل سے بھائی اور اپنے باغ میں اٹھا کر آرایش ہفت کرکے خسرو کے سامنے آئی وہ زیب و زینت سے اپنی صورت
فرشتہ فریب دکھائی کہ لندھور نے جو راشدہ پری کو دیکھا تو ایک جان چھوڑ ہزار جان سے عاشق ہوگیا اُس کی
شکل حور تمثال دیکھکر قلق سے رنگ فق ہوگیا پوچھا کہ مجھکو اس باغ میں کون لایا ہے میں یہاں کسطرح سے آیا ہوں اور یہ کون
ملک ہے راشدہ پری بولی کہ لونڈی آپکو اُٹھا لائی ہے یہ حرکت اسی تابعدار سے بے اختیارانہ ظہور میں آئی ہے اور یہ
ملک پرستان ہے ایک دیو نے میرے باپ کو قید کیا ہے اور مجھکو چاہتا ہے کہ اپنی زوجیت میں لائے اور مجھکو کسی طرح
سے قبول نہیں ہے چونکہ ہم لوگوں کے بادشاہ نے بھی ایک آدمزاد کو پردۂ دنیا سے بلاکر ہزاروں دیو قتل کروا کے
ملک از دست رفتہ کو نئے سرے سے اپنے قبضہ میں کیا ہے اور اُسکی مدد سے اپنے دشمنوں سے خوب انتقام لیا ہے
اور اپنی بیٹی سے اُس آدمزاد کی شادی بھی کی ہے وہ لڑکی کہ حسن و جمال میں بےنظیر ہے اُسکے نکاح میں دی ہے میں بھی
اپنی اعانت کیواسطے آپکو لے آئی ہوں اگر آپ اُس دیو کو مار سکیں تو میں تا بحیات مستعار لونڈی گری میں حاضر رہوں

تمام عمر آپکی اطاعت میں ہونگی لندھور نے کہا کہ راشد جنی کہاں ہے راشدہ پری نے خسرو کو راشد جنی کے
مکان قید پہ بھجوا دیا اسکی جگہ و مقام سے انکو مطلع کیا جو دیو راشد جنی کے نگہبان تھے خسرو کو دیکھکر اپنے سردار کے
پاس کہ جسکا نام سقرلے برہمن تھا دوڑے گئے اور کہا کہ ایک آدم زاد آیا ہے اور معلوم نہیں کہ اسنے یہانتک کیونکر گذر پایا
ہے سقرلے برہمن نے لندھور کو دیکھکر چاہا کہ اسے پکڑ کے سفید دیو کو بطریق تحفہ نذر دیوے اور اسکے عوض میں اس سے
کچھ انعام لیوے لندھور کے پکڑنے کو ہاتھ جو بڑھایا اور جسوقت اسکے قریب آیا لندھور نے اسکا ہاتھ پکڑ کے ایسا جھٹکا دیا
کہ سقرلے برہمن کا ہاتھ شانے سے اکھڑ گیا اس صدمے سے وہ مجبور ہوا دیوون نے جو اپنے سردار کا یہ حال دیکھا حربے
لیکر لندھور پر آگرے لندھور نے بہت دیوؤں کو تہ تیغ کیا کسی کا حربہ اپنے اوپر آنے نہ دیا بقیۃ السیف بیتاب ہو کر
بھاگ گئے آخر لندھور راشد جنی کو آزادی دیکر اور اپنے ہمراہ لیکر قصر ابیض میں آیا راشد جنی نہایت خسرو کا ممنون ہوا اور
خسرو کے لیے جشن شاہانہ ترتیب دیا اور اسکی محفل طرب و نشاط کا حکم کیا خسرو نے عین جشن میں خواجہ عبد الرحیم سے کہ
راشد جنی کا وزیر تھا فرمایا اسکی طرف مخاطب ہو کر یہ سخن زبان پر لایا کہ اپنے بادشاہ کو خبر دو کہ میں راشدہ پری پر عاشق
ہوں میرا عقد اس کے ساتھ کر دیوے اور مجھ سے اپنی حسب خواہش قول و قرار لیوے خواجہ نے خسرو کا پیغام اپنے بادشاہ
سے ادا کیا راشد جنی نے کہا کہ تم میری طرف سے کہدو اور اس بات کو اس سے بطرز شائستہ کہو کہ مجھکو اپنی بیٹی تم کو دینا فخر ہے
مگر شرط یہ ہے کہ پہلے سفید دیو کو کہ دشمن جانی ہے قتل کیجیے اور قصر مرمر کو دیووں سے مستخلص کر دیجیے پھر شوق سے راشدہ پری
کو اپنے نکاح میں لائیے لندھور نے قبول کیا رات کی رات تو سو رہا صبح کو سفید دیو کے مارنے کو روانہ ہوا اب سفید دیو
کا حال سنیے کہ دیو پلنگ سر نے جا کر اسے خبر دی کہ ایک آدم زاد تمھارے دیووں کو جو چوکی پر تھے قتل کر کے راشد جنی
کو چھڑا لیگیا اور تمھاری تلاش میں ہے وہ مردود سنتے ہی آپ میں نہ رہا بولا کہ زلازل قاف کو تو میں نے دریائے خضر
میں ڈبو دیا ہے اسکا کام تمام کیا ہے اب یہ دوسرا آدمی کہاں سے پیدا ہوا گھر میں اکر دیکھا تو ایک جوان قوی ہیکل راشدہ پری
کو گود میں لیے ہوے بوسے لے رہا ہے سفید دیو یہ کیفیت دیکھ کر بے اختیار دوار شمشاد لیکے لندھور پہ دوڑا اور اسپر حملہ
کیا لندھور نے اسکے وار کو خالی دیا اور دوار شمشاد چھین کر ایک گھونسا اس زور سے اسکے سر پر مارا کہ سفید دیو فرش زمین
ہو گیا خسرو نے اسکی مشکیں باندھ لیں اور جہانتک دیو اسکے مکان میں تھے انکو نکال کے مکان پر اپنا قبضہ کیا اور سفید دیو
کو لا کر راشد جنی کے حوالہ کیا راشد جنی نے خسرو کو گلے سے لگایا اور بہت سا زر و جواہر خسرو پر سے نثار کیا اور
سفید دیو کو ایک غار میں کہ دو پہاڑون کے درمیان میں واقع تھا قید کر کے کئی ہزار دیو اسکی محافظت کیواسطے
تعینات کیے اور اسکی حفاظت کیواسطے سخت سخت حکم دیے اور لندھور کیواسطے جشن ترتیب دیکر راشدہ پری کو نامزد
کیا اسکے عقد میں بکمال رغبت دیا اور خواجہ عبد الرحیم کو شادی کا سامان تیار کرنیکے واسطے حکم دیا خواجہ نے کئی دن
کے عرصے میں شادی کا سامان مہیا کیا جو شخص جس خدمت کے لائق تھا اسکو اس کام کے انجام کا حکم دیا راشد جنی نے

بڑے دھوم دھام سے اپنی بیٹی کی شادی خسرو کے ساتھ کردی جو بات کہ شایان سلطنت ہوتی ہے وہ کی بعد انفراغ شادی کے لندھور نے دیووں کو مارکر قصر مرمر اپنے قبضہ میں کیا سب دیووں کو وہاں سے نکالدیا اور راشدہ پری کے ساتھ شب و روز عیش کرنے لگا اُنکی محبت کا دم بھرنے لگا ناگہاں ایک دن لندھور گرمی کے موسم میں سنگ مرمر کے چبوترے پر درختوں کے سایہ میں بیخبر سوتا تھا وہ پلنگ بسر نے کہ دن رات ڈھونڈھا کرتا تھا سفید دیو کو جا کے نکالکر خبردی کہ اسوقت وہ فلانے مقام پر بیخبر پڑا سوتا ہے اس حالت میں اُسکو گرفتار کرلیا چاہیے سفید دیو لندھور کو الگ تھلگ اُٹھاکر اپنے مکان میں لیگیا اور طوق و زنجیر پہناکر غار میں ڈالدیا اور اس کیفیت سے اُسکو قید کیا بعد ازاں راشدہ پری کے پکڑنے کو گیا کہ اُسکو بھی گرفتار کروں اُس سے بھی اپنا بدلا لوں راشدہ پری نے اُسکے خوف سے اپنے کو طلسم اہل جبال میں کہ دیو سیہ تنجی اُس طلسم کا بانی تھا ڈالدیا اُس مردود کے خوف سے اُس جگہ اپنے تئیں پوشیدہ کیا سفید دیو نے یہ خبر سنکر چاہا کہ اُس طلسم میں جاوے اور پھر اُسکو بھی اپنے پنجے میں لاوے ہمراہیوں نے منع کیا کہ اس طلسم میں جاکر آجتک کوئی جیتا نہیں نکلا جو وہاں جاتا ہے ہلاک ہوتا ہے مرکر خاک ہوتا ہے سفید دیو مع دیوان ہمراہی اُس طلسم کے گرد محاصرہ کرکے بیٹھا اب کچھ حال سگساروں کا بیان کروں اُنکی حالت سے تم کو اطلاع دوں ہرگاہ لندھور کو پنجہ اُٹھالیگیا اور جیپور قلعہ بند ہوا سگساروں نے قلعگیوں پر عرصہ تنگ کیا جیپور نے ناچار ہوکر مہلت سگسار سے ایک مہینے کی مہلت مانگی اپنی تدبیر کرنے کیلیے فرصت مانگی اور ایکنامہ بہرام گرد خاقان چین کو لکھا کہ ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں زندگی سے بیزار ہیں خبر لینی ہو تو جلد لیجیے جسطرح سے ہوسکے ہماری مدد کیجیے ورنہ اپنا کام تمام ہوتا ہے خاقان چین لشکر لیکر سراندیپ کیطرف روانہ ہوا ہرگاہ بنگالے میں پہونچا زادخان و سمندر خان تلے دو بھائی فن آتشبازی میں کمال رکھتے تھے خاقان چین سے آکر ملاقات کی اور مستعد ہوکر یہ بات کہی کہ اگر ہم کو اپنے ہمراہ لیچلیے تو سگساروں کو یک قلم پھونک دیویں ایسا جلاکر خاک سیاہ کریں کہیں اُنکا نشان نہ رہے آدمی کیا کہ باقی کوئی مکان نہ رہے خاقان اُن کے اس کلام سے بہت خوش ہوا اور اُنکو خلعت سرفرازی دیکر اپنے ہمراہ لیا اور اُن سے بہت سلوک کرنیکا وعدہ کیا سگساروں کا حال سنیے کہ جب مدت مہلت تمام ہوئی قلعہ پر حملہ کیا پھر انکو از سر نو صدمہ دیا مسلمان دست بالچہ ہوکر دعا مانگنے لگے کہ الٰہی اس آفت سے تو ہمکو بچا ان دیووں کے پنجے سے چھڑا ہنوز قلعہ پر حملہ نکیا تھا کہ خاقان چین آپہونچا خدا کے حکم سے اُنکی مدد کے لیے جا پہونچا زادخان و سمندر خان کی آتشباری کی فوج سگسار تاب نہ لاسکی اُنکے آگ برسانے سے وہ ہرگز اپنے تئیں نبچا سکی بہتیرے جل بھن کر واصل جہنم ہوے اور بعض جو بچے جان لیکر مانند شتر بے مہار بھاگے ایسا خوف آتشباری کا اُن کے دلمیں سمایا تھا اور اس آتشباری کے گرنے سے اُنھوں نے ایسا صدمہ پایا تھا کہ اگر شب تیرہ میں شہاب ثاقب کو دیکھتے تو آتشباری سمجھ کر ہوائی کیطرح سے ہوا ہوتے دہشت سے اپنے حواس کھوتے بہرام خوش خوش قلعہ سراندیپ میں

داخل ہوا جس قلعہ کو اُسکے آنے سے کمال حیرانی حاصل ہوا کہ اُسکے صعود کیواسطے کمال متردد و متفکر تھا اُس کے
دریافت حال کیواسطے بہت مضطر و متحیر تھا چنانچہ ہر طرف پریاں اسکے ڈھونڈنے کی تلاش کیواسطے بھیجے تاکہ اُسکا حال دریافت
کر کے اُسکو اطلاع کریں اور اُسکی طبیعت کو تسکین دیں اب راشدہ پری کا حال سنیے کہ اُسنے جب سفید دیو کی
دہشت سے اپنے کو طلسم ہفت بلا میں ڈالا تھا وہ حاملہ تھی بعد نو مہینے کے ایک بیٹا ہوا اُسکے صدف شکم سے ایک گوہر
فنا ہوا پیدا ہوا راشدہ نے نام اُسکا ارشیون پریزاد رکھا اور احوال اُسکے پیدا ہونیکا مع نام ایک کاغذ پر لکھکر تیر کے
پیکان میں باندھکر طلسم کے باہر پھینکدیا کہ اُسکے پیدا ہونیکی اطلاع کا اپنے باپ تک یہ سامان کیا اتفاقاً ایک پریزاد نے
اُس تیر کو پایا اور بجنسہ اُس تیر کو راشد جنی کے پاس پہونچایا راشد جنی نے اُس پریزاد سے کہا کہ اس خط کو سراندیب
میں لیجا جو کوئی ارشیون پریزاد کا بزرگ ہو اُسکے حوالے کر آ فوراً اس خط کو جسطرح سے ممکن ہو اُسکے پاس پہونچا پریزاد
نے قلعہ سراندیب میں جاکر خاقان چین کی گود میں خط کو ڈالدیا راشد جنی کا حکم تعمیل کیا بہرام نے بہتیرا چاہا کہ وہ
خط پڑھا جائے کوئی اُس خط کا مضمون اُسے پڑھکر سنائے لیکن چونکہ خط جنی تھا کسی سے پڑھا نگیا کوئی اُسکو پڑھ نسکا
ناچار ہوکر اُس خط کو حفاظت سے اپنے پاس رکھا کہ آخر کوئی پڑھنے والا اسکا کبھی تو ملجائیگا ایک دن یہ کام آئیگا ارشیون
پریزاد کا حال سنیے جب وہ آٹھ برس کا ہوا اپنی ماں کو محزون و ملول دیکھکر پوچھنے لگا کہ تم محزون و ملول کیوں رہتی ہو اپنے
رنج و ملال کا حال مجھ سے کیوں نہیں کہتی ہو راشدہ نے تمام سرگذشت اپنی کہہ سنائی اپنی اور اُسکی حقیقت سب مفصل بتائی
اور کہا کہ اے فرزند میں نے اپنی عزت بچانے کو اس طلسم میں اپنے کو ڈالا تھا اس تدبیر سے میں نے اپنے کو اُس ملک سے
نکالا تھا مگر اب جیتے جی اس سے نکلنا دشوار ہے اس غم سے میرا حال زار ہے اور باپ بھی تیرا دیو سفید کی قید میں ہے
کاشکے وہ چھوٹا ہوتا تو امید پڑتی کہ وہ کسی فکر سے اس طلسم سے نکالے گا ہمکو کسی آفت سے بچا لیگا ارشیون نے کہا کہ
اس طلسم کی لوح بھی کسی کے پاس ہوگی اُسکو تلاش کیا چاہیے وہ لوح کسی صورت سے لیا چاہیے راشدہ نے ایک خط
لوح کے تلاش کرنیکے واسطے اپنے باپ کے نام لکھکر بدستور تیر میں باندھکر طلسم کے باہر پھینکدیا جن جو راشد جنی کیطرف سے
طلسم کے باہر تعینات تھے منجملہ اُنکے ایک نے اس خط کو راشد جنی کے پاس پہونچایا راشد جنی نے جہانتک ڈھونڈھوانیکا حق
تھا لوح کو ڈھونڈھوایا جب کہیں ٹھکانا نہ لگا ایک خط راشدہ پری کے نام لکھکر ایک پریزاد کو دیا کہ اسکو طلسم کے اندر
پھینک آ جس جگہ سے تو اُس خط کو لایا تھا اُسی جگہ اس خط کو پہونچا چنانچہ فوراً اُسنے اُسکے حکم کی تعمیل کی وہاں کی راہ
لی راشدہ نے اس خط کو پڑھکر ارشیون سے کہا کہ تیرے نانا نے لکھا ہے کہ میں نے خوب ڈھونڈھوایا لیکن کہیں
لوح کا پتہ نپایا لوح طلسم کے اندر ہے وہیں تلاش کیجائے شاید ہاتھ آئے ارشیون مایوس ہوکر زار زار رو دیا ناگہاں
اُسی عالم گریہ میں آنکھ جھپک گئی دیکھا کہ ایک پیر مرد کہتا ہے کہ اے فرزند کسواسطے اتنا غم کھاتا ہے تیرے مکان کے
سامنے جو گنبد ہے اُسکے دروازے کو کھول اُسمیں ایک دیو بند ہے اور گلے میں اُسکے ایک لوح یاقوت کی بخط جلی

لکھی ہوئی ہے تو اس لوح کے حسب الحکم عمل کر کے ان صورت ہولناک ہی تجھ کو نظر آئے تو اس سے ہرگز نہ ڈرو وہ دیو اپنے
ہاتھ سے لوح تیرے حوالے کر کے چلا جائیگا تو اپنا مطلب پائیگا اور اس طلسم کو بفضلہ تعالیٰ فتح کرے گا ارشیون نے
جاگ کر اس خواب کو اپنی ماں سے بیان کیا وہ راز سربستہ عیاں کیا اور گنبد کا دروازہ جا کے کھولا دیکھا تو واقعی ایک
دیو ہے اور اس کے گلے میں ایک لوح یاقوت کی بندھی ہوئی پائی جو بات کہ اس مرد نے کہی تھی وہی صورت نظر آئی
ارشیون نے لوح کو جو غور کر کے دیکھا تو یہ لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم یہ اسم پڑھکر اس دیو پر دم کر وہ لوح تجھ کو
دیکر چلا جائیگا اس لوح سے تو اپنا مطلب پائیگا اس وقت دو عجیب لوح کو اسکے سر پر باندھ پڑھنا حاصل ہوگا لیکن
دو ہاتھی مست تیرے سامنے لڑتے ہوئے آئینگے اور وہ تجھ کو خوب ڈرائنگے تو لوح کو دونوں کے درمیان ڈالدینا
وہ دونوں لوح کیواسطے آپس میں لڑینگے کہ دانتوں کی رگڑ سے آگ نکلیگی اور اسی آگ سے وہ دونوں
جل کر خاک سیاہ ہو جائینگے تجھ پر کسی طرح قابو نہ پائینگے ارشیون حکم لوح تعمیل کر کے آگے بڑھا تا دریافت کرے کہ
اسکی حقیقت کیا ہے اور کیا ماجرا ہے دیکھتا کیا ہے کہ ایک میدان لق و دق ہے کہ جسکے دیکھنے سے آدمی کا زہرہ
پھٹ جائے خون تمام جسم کا دم بھر میں گھٹ جائے اور ناف میدان میں ایک درخت دیو سار کا ہے اسکے ہر پتے
پر عالم نقش و نگار کا ہے اسکی پھنگ پر ایک بڑا گدھ بیٹھا ہوا ہے جثہ اسکا فیل کے برابر ہے اس صورت کا جانور
دنیا میں کمتر ہے اور چونچ کو شمشیر کہنا بجا ہے اور تھیلی کو زنبیل خواجہ عمرو کی تجویز کیا چاہیے ارشیون نے لوح کو
دیکھ کر پیکان تیر پر اسم اعظم دم کر کے اسکی تھیلی کو نشانہ کیا تیر کو اپنی شست سے اسکی جانب تاک کے روانہ کیا
تیر کا لگنا تھا اور اسکا زمین پر گرنا تھا اسکے گرتے ہی ایک آندھی سیاہ ایسی اٹھی کہ روز روشن شب یلدا سے زیادہ
تاریک ہو گیا ایک دوسرے کو نظر نہیں آتا تھا اندھیرے کی کثرت سے دم ہر ایک کا گھبراتا تھا اور شور و غل برپا
ہوا کہ ہاں لینا جانے نہ پائے یہ اپنے کو سلامت نہ پہونچائے شکنندۂ طلسم دیو دار دیو کو مار کر یہاں آتا ہے دیکھیں تم میں
سے کون اسکو زیر شمشیر لاتا ہے ارشیون بموجب حکم لوح اسم اعظم پکار پکار کے قرأت کرنے لگا جب روشنی ہوئی
دیکھا کہ ایک کوچہ سیاہ ہے ارشیون آگے بڑھا ایک تالاب وسیع دیکھا کہ گرد اسکے سیڑھیاں سنگ مرمر کی ہیں
اور ہر ایک سیڑھیوں پر عورتیں دوازدہ سیزدہ سالہ جنمیں کی ہر ایک قابل دید رشک ماہ و خورشید جام گلنار
ہاتھوں میں لیے کھڑی ہیں اور صراحیاں شراب کی بہت نفیس و خوش طرز جابجا پڑی ہیں ارشیون کو دیکھتے ہی
ہر ایک کہنے لگی کہ اے طلسم کشا بڑا انتظار کروایا تو بڑی دیر میں آیا ہم کس مدت سے تیرے منتظر کھڑے ہیں رنج انتظار
میں پڑے ہیں ارشیون نے اپنے دلمیں کہا کہ عجیب ماجرا ہے نئی طرح کا تماشا ہے ہزاروں عورتیں ساغر شراب ہاتھ میں لیے
میری طالب ہیں حسن و جمال میں حوران بہشت پر غالب ہیں میں اکیلا اتنی شراب کب پی سکتا ہوں کسکی دلشکنی اور
کس کی خوشی کروں سخت حیران ہوں کہ کس سے کیا کہوں لوح کو جو دیکھا لکھا تھا کہ خبردار خبردار اے شکنندۂ طلسم

ان میں سے کسی کو ہاتھ نہ لگانا ہرگز انکے پاس نہ آنا وہ جو ایک عورت گھاٹ پر سرخ جوڑا پہنے کھڑی ہے وہی ان
سب کی سردار ہے اُسی کو سب طرح کا اختیار ہے اور نام اُسکا صہبا جادو ہے سب جادوگروں کی سردار ہی گرد
ہے اُسکے ہاتھ سے جام مے لیکر اسم اعظم دم کر کے ساغر اُسکے منھ پر مار قدرت خدا کی نظر آئیگی یہ ساحرہ دیکھ تجھ کو کیسے
کیسے تماشے دکھائیگی مگر دیکھنا تجھ پر اُس شراب کی چھینٹ نہ پڑنے پائے خوب احتیاط کر اُسکا ایک قطرہ بھی تیرے
جسم اور کپڑے کے اوپر نہ آئے نہیں تو تو بھی اُنکے شریک حال ہوگا پھر تجھ پر بھی وبال ہوگا ارشیون نے صہبا
جادو کے ہاتھ سے جام مے لیکر اسم اعظم دم کیا اور اُسکے منھ پر مار کے پچھلے پاؤں سے پچاس قدم جست کر کے دم لیا
شراب کا اُسکے منھ پر پڑنا تھا اور شعلۂ آتش کا بھبک کر اُٹھنا تھا کہ صہبا جادو شعلہ جوالہ کیطرح گھومنے لگی
گھنچکر کی طرح چکر میں آئی وہ آگ ایسی مشتعل ہوئی کہ جتنی عورتیں تالاب کے گرد کھڑی تھیں برنگ سرو چراغاں جلنے لگیں
اپنے نیست و نابود ہونے پر کف افسوس ملنے لگیں دو گھڑی کے عرصے میں سب جلکر خاک ہو گئیں یک کا بھی نام و
نشان نہ رہا اس بات پر اُسنے شکر خدا کیا پھر جو ارشیون نے لوح کو دیکھا لکھا پایا کہ اے شکنندۂ طلسم اب تیرے سامنے
چند پریزاد گاتے بجاتے آئینگے نئے نئے شعبدے وہ تم کو دکھائینگے منجملہ اُنکے ایک پیر مرد تجھ سے صاحب سلامت
کریگا گفتگو میں بہت ملائمت کریگا لیکن تو اُسکو جواب نہ دینا لوح کو آئینہ کیطرح سے دکھلانا یہ تدبیر ضرور عمل میں لانا لوح کے
دیکھنے سے وہ سب کے سب بھاگ جائینگے طلسم فتح ہو جائیگا تو اپنا مطلب پائیگا ارشیون نے یہی عمل کر کے طلسم کو توڑا
راشدہ پری بہت خوش ہوئی اور ارشیون کو گلے سے لگا کر طلسم کے باہر نکلی اُسکے نکلنے سے سب کی طبیعت شاد ہوئی
غم سے آزاد ہوئی پریزاد جو راشد جنی کی طرف سے تعینات تھے راشدہ پری کو دیکھ کر بہت متعجب ہوئے کہ اسنے ایسے
طلسم خونخوار سے کیونکر رہائی پائی کس تدبیر سے نکل آئی اور فوراً راشد جنی کو خبر دی اُسکے سلامت رہنے سے اطلاع کی
راشد جنی اُسی دم تخت پر سوار ہو کر آیا اور ارشیون کو اپنے گلے سے لگایا اور تخت پر دونوں ماں بیٹوں کو سوار کر کے
زر و جواہر نثار کرتا ہوا قصر ابیض میں لیگیا سب نے اس امر سے خدا کا شکر کیا ارشیون نے اپنے نانا سے پوچھا کہ سفید دیو
نے میرے باپ کو کہاں قید کر کے رکھا ہے مجھ کو چل کر بتا دیجیے اتنی مہربانی میرے حال پر کیجیے راشد جنی ارشیون کو
سفید دیو کے مکان پر اپنے ساتھ لیگیا اُسکا مقام قیام اُسکو دکھایا اور اُس جگہ کا حال مفصل سُنایا اب ستم دوراں
ملک لندھور بن سعدان کرد کا حال سنیے کہ اُسدن اپنی بیکسی پر بہت سا رویا آنسوؤں سے اپنا منھ دھویا اسی عالم
گریہ میں سلام علیک کی آواز اُسکے کان میں آئی اُسنے جان تازہ پائی جواب دیکر دیکھا تو حضرت خضر کھڑے ہیں ملک
لندھور نے بہت ہی زار نالہ کر کے عرض کی کہ یا حضرت میں کبتک اس مصیبت میں گرفتار ہونگا یہ رنج و الم کہاں تک
سہونگا فرمایا کہ میں تیری رہائی کیواسطے آیا ہوں خدا کیطرف سے مژدۂ خلاص لایا ہوں یہ کہکر بند کو خسرو ہند کے دست و پا سے
جدا کر کے غائب ہو گئے اُسکو عذاب اسیری سے چھڑا کر چلدیے ملک لندھور نے غار سے نکلکر دیکھا کہ راشد جنی

اور راشدہ پری تخت پر سوار کھڑی تھی لندھور کے پیچھے چشم براہ انتظار کھڑی تھی راشد حبشی کی گود میں ایک لڑکا بیٹھا ہے
خسرو راشد حبشی کے قدمبوس اور راشدہ پری سے بغلگیر ہوکر پوچھنے لگا کہ یہ لڑکا کون ہے اسکا حال مجھکو مفصل بتایئے
اسکی حقیقت بیان فرمایئے راشدہ نے اسکا حال کہکر خسرو کا قدمبوس کروایا خسرو نے ارشیون کو اپنی چھاتی سے
لگایا اور راشد حبشی کے ہمراہ قصر ابیض کی طرف روانہ ہوا

داستان خواجہ عمرو عیار کا قلعہ تیاس سے قلعہ یوود میں جانا ملکہ مہرنگار و لشکر اسلام سمیت

راویان خوش تقریر لکھتے ہیں کہ ایک برس کے بعد سرداروں نے خواجہ عمرو عیار سے کہا کہ قلعہ میں علوفہ ہو چکا ہے سب لوگ
بھوک کی فکر سے پریشان ہیں سخت بدحواس اور حیران ہیں خواجہ نے صیاد سے پوچھا کہ اس گرد و نواح میں کوئی اور بھی ایسا
قلعہ ہے کہ جسمیں جاکر چندے بسر کیجیے غم ناداری سے طبیعت کو رہائی دیجیے صیاد نے کہا کہ یہاں سے دو منزل پر دیوود
نامے ایک قلعہ جمشید کا بنایا ہوا ہے سب اسباب آسائش بہت تکلف سے اسمیں لگایا ہوا ہے مضبوطی میں کوئی قلعہ
اسکی برابری نہیں کر سکتا ہے کوہ البرز بھی رفعت اور سنگینی میں اسکی ہمسری نہیں کر سکتا ہے چار پہاڑ قدرتی مقابل میں
واقع ہوے ہیں جمشید نے ان پہاڑوں میں بھاری بھاری قلابے آہنی دیکر موٹی موٹی زنجیریں لگائی ہیں بہت مضبوط میخیں
جمائی ہیں اور آہنی تختوں سے اسکو تختہ بند کیا ہے استحکام میں اسکا رتبہ نہایت بلند کیا ہے اور چار ہاتھ کا فاصلہ دیکر دو
دیواریں آہنی بنا کے اسمیں ریت بھری ہے اور قلعہ میں اسقدر وسعت ہے کہ اسمیں زراعت ہوتی ہے باہر سے
غلہ منگانیکی احتیاج نہیں ہے اسکا رہنے والا کوئی کسی چیز و خوراک کا محتاج نہیں ہے مگر راہ اس قلعہ کی ایک ہی ہے
اور ایسا تنگ کوچہ ہے کہ سوائے ایک آدمی کے دو آدمی برابر نہیں جا سکتے بہت سے شخص ایک مرتبہ اسمیں دخل نہیں
پا سکتے عمرو قلعے کا بیان سنکر بہت خوش ہوا اور سرداروں کو بلا کر تاکید کی کہ تم اس قلعے سے بہت ہوشیار رہنا میں دوسرے
قلعہ کی فکر میں جاتا ہوں تمھارے آرام پانے کی تدبیر لگاتا ہوں یہ کہکر پوشاک شاہی اتار لباس عیاری پہن قلعہ کے
باہر نکل کر چھلانگیں مارتا قلعہ دیوود پر جا پہونچا قلعہ کے گرد اس تاک میں پھرا کہیں لگاؤ پاوے مگر نہ پایا اندر جانیکا
راستہ کہیں نظر نہ آیا ایک ٹیکرے پر بیٹھکر قلعہ کے اندرونی حصہ کو دیکھکر عش عش کرنے لگا کہ کبھی ایسا قلعہ دیکھنے سننے میں
نہیں آیا تھا چند بار جانے کیواسطے دریاے فکر میں غوطہ مار کے منصوبہ کرنے لگا طرح طرح کا خیال اسکے دل میں گذرنے لگا
دیکھتا کیا ہے کہ ایک دریچے میں لوہے کے تختے کا چھجا ہے اسپر ایک سقہ کھڑا ہوا نیچے سے پانی بھر رہا ہے پانی بھرنے کی
خدمت جو اسکے متعلق ہے سو کر رہا ہے دلمیں سوچا کہ قلعہ میں جانے کیلیے اس سے بہتر سیڑھی ہاتھ نہ لگے گی اندر پہونچنے
کی اور کوئی گھات نہ لگے گی سقے کی آنکھ بچاکر پانی میں کود کے ڈول میں جا بیٹھا سقے نے جو ڈول کو بھاری پایا اسکو
تعجب آیا پھر جھانک کر دیکھا کہ ایک آدمی عجیب ہیئت ڈول میں بیٹھا ہوا ہے حماقت سے سمجھا کہ میری تقدیر کی یاوری

سے جل مانس ڈول میں آیا ہے میرا طالع سکندری ایسا خزانہ بے پایاں میرے لیے لایا ہے ڈول کو آہستہ کھینچنے لگا کہ کہیں نکل نہ جائے ایسی شئے بے نظیر ہاتھ نہ آئے جب ڈول چرخی تک پہونچا پکڑنے کیواسطے ہاتھ بڑھایا کہ اسکو ڈول سے نکال لوں یہ خیال اُسکے دلمیں آیا عمرو جست کرکے اُسکے پاس جا رہا اور گردن اُسکی پکڑکے اُسی پانی میں پھینکدیا اُس سقے کے ساتھ یہ شعبدہ کیا نہر میں پانی عمیق تھا اور سقے کا جام عمر لبریز ہو چکا تھا دو چار غوطے کھاکر غرق بحر اجل ہوا عمرو اُسکی صورت بنکر پانی بھرنے لگا اُس سقے کا کام کرنے لگا جب مشک بھر چکا سوچا کہ معلوم نہیں وہ پانی کس کس جگہ بھرتا تھا اپنی مشک کا پانی کس کس کام میں صرف کرتا تھا مصلحتاً لیٹ گیا دوسرے سقے جو پانی بھرنیکو آئے اپنی مشکیں لیکر اس کنوئیں پر آئے ملتھ ہلاکر بولے کہ میاں فتو خیر تو ہے اسطرح سے لیٹے کیوں ہو عمرو بولا کہ اے بھائی مجھکو اسوقت تپ آئی ہے میرے قلب پر گرمی چھائی ہے اگر مہربانی سے میرے گھر میں خبر کردو تو نہایت احسان کرو ایک سقے نے اُسکے لڑکے بالونکو خبر کردی کہ فتو قلعہ کی فصیل پر تپ میں پڑا کانپ رہا ہے گرمی اور تپ کی شدت سے ہانپ رہا ہے جورو لڑکے اُسکے سنتے ہی دوڑے گئے اور اُسکو وہاں سے گھر میں اُٹھا لائے سبنے اُسکا حال دیکھکر بہت رنج اُٹھائے عمرو چین سے پڑا سو رہا کیا بے تکلف خوب اپنی طبیعت کو آرام دیا آدھی رات گئی ہوگی کہ فتو کی جورو نے جگاکر پوچھا کہ کچھ کھاؤگے تھوڑی بہت کچھ غذا آخر پیٹ میں پہونچاؤگے عمرو بولا کہ بھوک تو نہیں ہے وہ بولی کہ میں نے گلتھی پکائی ہے تھوڑی سی تو کھالو کہ قوت سلب نہ ہو عمرو بولا کہ اچھا لاؤ اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو خیر مجھکو کھلاؤ عمرو گلتھی کھاکے ہاتھ منھ دھوکر حقہ پینے لگا کہ ایک مرتبہ باہر سے کسی نے پکارا زور سے ایک نعرہ مارا کہ میاں فتو جاگتے ہو یا سوتے ہو ذرا باہر تو آؤ کچھ تم سے کہنا ہے عمرو نے اپنے دلمیں کہا کہ خدا خیر کرے دیکھیے کیا معاملہ پیش آتا ہے زمانہ کیا اپنے نیرنگ کھاتا ہے اسوقت دوپہر رات گذرے کون خریدار آیا کون ایسا کام ضروری اسکو یہاں لایا فتو نے جورو سے کہا کہ پوچھو تو کون ہے وہ عورت بولی کہ صاحب آپکا کیا نام ہے اسوقت رات میں تم کو ان سے کیا کام ہے اور یہ تو بہت بیمار ہیں باہر نہیں نکل سکتے بسبب ضعف اور بیماری کے ایک قدم نہیں چل سکتے وہ بولا کہ بادشاہ کے عیارونکا مہتر ہوں اُن سبھوں کا میں ہی افسر ہوں مجھے ایک بات بہت ضروری کہنی ہے عمرو نے نام عیار کا سنکر بہت اپنے دلمیں شش و پنج کیا دلکو تو تم نے گھیر لیا عورت سے پوچھا کہ یہ کبھی اور بھی آیا تھا اُسنے کہا کہ کبھی نہیں تب تو اور بھی حواس اُڑ گئے کہ پہلے پہل عیار سے ملاقات ہوئی یہ بہت بُری بات ہوئی خدا خیر کرے مجبور کانپتا ہوا باہر نکلا یا الٰہی آفت سے بچانا مہتر نے دیکھکر کہا کہ اے شاہ عیاران عیار السلام علیک عمرو بولا کہ صاحب یہ گھر تو فتو سقے کا ہے شاہ عیاران عیار کا گھر آگے ہوگا ہام دیو دوی بولا کہ اے خواجہ تم اپنے کو مجھ سے کیوں چھپاتے ہو میں بھی مسلمان ہوں آپ کی ملاقات کا خواہاں بدل و جان ہوں دو مہینے سے آپ کا انتظار کرتا ہوں تمھاری محبت کا دم بھرتا ہوں یہ کہکر عمرو کا قدمبوس ہوا عمرو سر اُس کا چھاتی سے لگاکر کلمات آشتی کرنے لگا ہام دیو دوی نے کہا کہ چلیے بادشاہ کو پکڑ لیجیے جس غرض سے آپ یہاں تشریف لائے ہیں

وہ کام اپنا کر لیجیے پھر جو کچھ ہوگا سمجھا جائیگا دیکھ لیا جائیگا جو معاملہ پیش آئیگا بندہ بھی آپکا شریک ہے ہر چند رات تاریک ہے یہ دونوں چوکیداروں کی نگاہ سے اپنے کو بچاتے ہوئے عنتر دیو دوی کی محلسرا میں کمند لگا کر پہونچے اپنی حسن تدبیر سے قلعہ کے اندر پہونچے عمرو نے دیکھا کہ بادشاہ شامیانہ اطلس خطائی کے نیچے دوشالہ تانے پلنگ پر پڑا سوتا ہے اکیلا پڑا ہے نہ کوئی خدمتگار ہے سب غافل ہیں یہ بھی خواب غفلت میں سرشار ہے عمرو نے بادشاہ کے منھ پر سے دوشالے کا آنچل جدا کیا اور چاہا کہ عبیر بیہوشی بادشاہ کے دماغ میں پہونچے کہ بادشاہ نے عمرو کا ہاتھ پکڑا عمرو نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اُسکے ہاتھ کو زور سے جھٹکا دیا بادشاہ کے ہاتھ میں چھلہ رہ گیا عمرو نے چاہا کہ چلدیوے جلدی سے اپنی راہ لیوے بادشاہ نے پکار کر کہا کہ اے خواجہ مجھ سے نہ بھاگو میری ایک بات سنو جو کہتا ہوں اُسپر عمل کرو مجھ کو خواب میں ابرہیم حضرت ابراہیم نے مسلمان کر کے تمھارے آنیکی خبر دی ہے تمھاری پاسداری کی مجھ کو تاکید کی ہے واللہ کچھ علم غیب نہیں رکھتا ہوں کہ تم کو پہچانتا بغیر بتائے ہوئے تمھارا حال جانتا عمرو یہ کلام سنکر کھڑا ہو گیا بادشاہ نے اُٹھ کر عمرو کو گلے سے لگایا اور بکمال محبت و اخلاص سے فرمایا کہ صبح کو تم اپنے تمام لوگوں کو لے آؤ بے تکلف سب کو یہاں پہونچاؤ یہ قلعہ تمھارا ہی ہے ہرمز و فرامرز کیا مال ہیں اگر جمشید جم آوے تو اس قلعہ کو لے نہیں سکتا تمکو کسی طرح کی اذیت نہیں دیسکتا عمرو اُسی دم بادشاہ سے رخصت ہو کر قلعہ سابق میں آیا اور سرداروں کو قلعہ دیو ود کے لینے کی خبر سنا کر دن کو تو آرام کیا دو پہر رات گئے مہر نگار کو محافہ زرنگار میں سوار کر کے فوج کے ہمراہ قلعہ دیو ود میں پہونچایا اور آپ غذ کے تیلے جا بجا قائم کر کے پیچھے سے روانہ ہوا دور وز میں قلعہ دیو ود میں داخل ہوا اب صورت سے اطمینان حاصل ہوا بادشاہ نے پہلے ہی سے سب کو مسلمان کر کے دربانوں کو حکم دے رکھا تھا کہ جسوقت عمرو آئے فوراً قلعہ کا دروازہ کھولدینا کوئی اُسکو روکنے نہ پائے دربانوں نے عمرو کی آواز سنتے ہی قلعہ کا دروازہ کھولدیا عمرو نے سب لشکر اپنا قلعہ میں داخل کیا اور اپنی وضع پر قلعہ میں بندوبست کر کے چین سے قیام کیا سب اپنے ہمراہیوں کو آرام کرنیکا حکم دیا اب لشکر کفار کا حال سنیے کہ تیسرے دن عیاروں نے ہرمز و فرامرز کو خبر دی کہ قلعہ خالی معلوم ہوتا ہے کوئی آدمی اُسمیں نظر نہیں آتا اور بالکل خالی ہونا بھی کچھ ذہن میں نہیں سماتا بختیارک نے کہا کہ اور قلعہ یہاں سے متصل کون ہے مگر دیو ود کو عمرو نے لیا ہو کچھ عیاری کر کے اُسمیں دخل و قبضہ کیا ہو تو عجب نہیں ہے شہزادے اُسوقت سوار ہو کر قلعہ میں گئے دیکھیں تو واقعی قلعہ خالی میں جا بجا کاغذ کے آدمی کھڑے ہیں پاؤں اُنکے فصیلوں پر گڑے ہیں اور دروازے میں گدھا اور کتا بندھا ہوا ہے اور چند مرغ قلعہ میں پھر رہے ہیں نہ چوکیدار ہے نہ کوئی سپاہی ہے نہ کچھ سامان بادشاہی ہے شاہزادوں نے بادشاہ ہفت کشور کی خدمت میں عرضی لکھی کہ عمرو اس قلعہ سے نکلکر قلعہ دیو ود میں گیا اور یہ مہم بے آپکے تشریف لائے یا کوئی ایسا صاحب منصوبہ ہو کہ اسکو سر کرے سر نہ ہوگی ایک عیار کے ہاتھ کہ کرگس ساسانی اُسے کہتے تھے عرضی بھیجکر مع لشکر کوچ کیا تمام لشکر و فوج کو کوچ کرنیکا حکم دیا تین دن کے عرصہ میں پہونچکر قلعہ دیو ود کے سامنے ڈیرہ کیا اُسی جگہ تمام لشکر نے قرار لیا

نوشیرواں عرضی کو پڑھ کر نہایت آشفتہ و برہم ہوا اُسکو اس حال کے سننے سے بڑا غم ہوا اور بختک کیطرف مخاطب ہو کر
کہا کہ سخت متردد ہوں اس ساربان زادے کا کیا علاج کروں اسکی سزا واجب ہے اس عیار سے کیونکر اپنے لوگوں کا بدلا لوں وہ
بولا کہ آپ کا تشریف بیجانا عین مناسب ہے اُسکی سرکشی حد سے گذری اب تو اسکی سزا بہت واجب ہے بے آپکے گئے کبھی یہ لڑائی
فتح نہ ہوگی آپ سامان بائستہ کے ساتھ ضرور تشریف لیجائیں تو پھر اُنپر فتح پائیں نوشیرواں نے بزرجمہر سے پوچھا کہ اس
مقدمے میں تمھاری رائے کیا ہے جانا وہاں کا بیجا ہے یا بجا ہے بزرجمہر نے کہا کہ فدوی کا وہی کلام ہے جو سابق میں تھا اب
اگر آپ بھی تشریف لیگئے اور اُسنے کسیطرح کی کوئی بے ادبی کی تو اُسوقت بڑی قباحت ہوگی آئندہ رائے حضور کی سبکی
رائے پر افضل ہے جو آپ ارشاد کریں نوشیرواں کو جو عمرو کی حرکتیں یاد آئیں کانپ گیا اور بختک سے کہنے لگا کہ اے
مردود تو سخت نمکحرام ہے ہمیشہ تو مجھ کو مغالطہ دیتا ہے اتفاقاً اُسیوقت بادشاہ کو خبر پہونچی کہ بہیچن کامران ژوبین
کا بھائی دو لاکھ سوار ہمراہ لیکر حضور کی ملازمت کیواسطے آتا ہے عنقریب وہ آپکے حضور میں اپنے تئیں پہونچاتا ہے نوشیرواں
یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہوا اور کئی سردار اُسکے استقبال کو بھیجے کہ اُسکو بہت اعزاز و اکرام سے میرے پاس لائیں جب
اُسنے حاضر ہو کر تخت کو بوسہ دیا اور بادشاہ کی ملازمت سے افتخار حاصل کیا بادشاہ نے آستین مرحمت اُسکی پشت پر جھاڑی
اور اُسی دم خلعت جمشیدی سے اُسکو سرفراز کرکے مجلس جشن کا حکم دیا اپنی شان و شوکت کے لائق سامان دعوت کیا تین شبانہ روز
تک جشن رہا جشن کی صبح کو بادشاہ سے اُسنے پوچھا کہ پیر و مرشد ژوبین اور جاندار اور جہانگیر کہاں ہیں اُنکا حال تو مجھ کو
سنائیے اُنکی کیفیت بیان فرمائیے نوشیرواں نے آہ سرد بھر کر کہا کہ کیا کہوں میں جسقدر اُنکی مفارقت میں غمناک ہوں وہ
تینوں بھائی ہرمز و فرامرز کے ساتھ در پے گرفتاری عمرو عیار ملازم حمزہ ہیں نو برس کا عرصہ گذر گیا ہے وہ عیار کسی کے
ہاتھ نہیں آتا ہے انواع و اقسام کے فسادات اُٹھاتا ہے آج اس قلعہ میں ہے تو کل اُس قلعے میں ہے ایک جگہ قرار نہیں لیتا کسیکو
چین نہیں لینے دیتا بہیچن کامران بولا کہ غلام کو اگر ارشاد ہوئے تو جس قلعہ میں وہ ہو حضور کے اقبال سے کھڑی سواری
قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بجا کر عمرو کو مع ملکہ مہرنگار حاضر کردوں سب اپنی عیاری بھول جائے ایسا عاجز کروں نوشیرواں
اس بات سے اور بھی خوش ہوا فرمایا کہ نفس الامر میں تم ایسے ہی جوان مرد ہو یکّہ تاز عرصۂ نبرد ہو اُسیوقت خلعت رخصت
عنایت کیا اور روانہ ہونیکا حکم دیا بہیچن کامران نے مع دو لاکھ سوار قلعہ دیوود کیطرف کوچ کیا چند روز میں مسافت
راہ طے کرکے قلعہ دیوود کے قریب پہونچا متصل قلعہ کے اپنا لشکر جمایا ہرمز و فرامرز نے بہیچن کامران کے پہونچنے کی
خبر سنکر جاندار کابلی و جہانگیر کابلی کو اُسکے استقبال کیواسطے بھیجا کہ اس بات سے اُسکی طبیعت مسرور ہو کوفت
سفر دور ہو جسوقت وہ لشکر میں داخل ہوا شاہزادوں نے بڑے تکلف سے اُسکی ضیافت اور شرط مہمانداری ادا کی اور
جو کچھ اُسنے کہا سب اُسکی حاجت روا کی بہیچن نے ژوبین سے سر مجلس کہا کہ کیوں ژوبین تجھ سے آجتک ایک بیلے
کی لڑائی سر نہ ہو سکی اسی برتے پر بادشاہ کی دامادی کا ارادہ رکھتا ہے بادشاہ کی لڑکی سے شادی کا ارادہ رکھتا ہے

ژوبین نے کہا کہ بھائی صاحب تم سچ کہتے ہو لیکن تم اُس پیادے سے واقف نہیں ہو اب آئے ہو تو واقف ہو جاؤ گے یقین
ہے کہ تم بھی اُسکے ہاتھ سے زک اُٹھاؤ گے وہ پیادہ ایسا بدبلا ہے کہ اُسپر لاکھوں سوار کی فوج لیکر فتحیاب ہونا دشوار ہے اُس سے
کسی کی فسونسازی پوشیدہ نہیں رہتی وہ ایسا عیار ہے بیجن بولا کہ یہ کیا بات ہے ایک پیادہ بھی ایسا ہے کہ جسپر لاکھوں سوار
کی فوج فتحیاب نہ ہو اس ساربان زادے کے مقابلہ میں کامیاب نہ ہو میرے نام سے ابھی طبل جنگ بجوایا جائے سب
لشکر مستعد جنگ ہو کر برسر معرکہ آئے ہرمز نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا سب کو آمادۂ جدال و قتال کیا جسدم نقارخانہ
سے طبل جنگ کی صدا بلند ہوئی یہ خبر عمرو کو پہونچی کہ لشکر کفار میں طبل جنگ بج رہا ہے صبح کو قصد لڑائی کا کیا ہے حکم کیا
کہ ہمارے لشکر میں بھی کوس سکندری پر ڈنکا پڑے القصہ رات بھر طرفین سے طبل جنگ بجا کیے تمام رات اہل لشکر نے سب مراتب حزم
و ہوشیاری ادا کیے صبح کو ہرمز و فرامرز تخت رواں پر سوار ہوئے اور جہانتک سردار تھے اپنی اپنی فوج لیکر شہزادوں کے
ہمراہ میدان میں آئے لشکر کے پرے جمائے بیجن کامران بھی اپنے دو لاکھ سوار کو لیکر ایک طرف صف آرا ہوا شور
و غوغائے لشکر سے ایک حشر برپا ہوا فوج قدیم تو عمرو کی لڑائی سے واقف تھی کسی نے آگے کو قدم نہ بڑھایا عمرو
کے آگ برسانے کے خوف سے اپنے کو سب نے بچایا لیکن بیجن کامران کے ساتھ جو لشکر تھا بسبب ناواقفیت قلعہ کے اوپر
لڑنیکو چلا تھوڑا سا آگے کو بڑھا جب زد پر پہونچا قلعہ سے گولوں کا مینھ برسنے لگا تب تو ہر ایک بدحواس ہو کر
بھاگا کسی کے پاؤں نہ جمے ایک لحظہ اُس جگہ نہ تھمے بیجن نے فوج کا یہ حال دیکھ کر ژوبین سے کہا کہ معلوم ہوا
کہ اس فوج سے کام نہ نکلیگا یہ تو سب آگ سے ڈرے بغیر مارے ہوئے مرے جاتے ہیں اب سوائے اسکے
کیا چارہ ہے کہ ہم تم در قلعہ توڑیں قلعہ میں گھس کے ان سرکشوں کا نتیجہ مروڑیں ژوبین بولا چلیے میں حاضر ہوں
لڑائی بڑے زور شور کی ہو رہی تھی کسیکو کسی کی خبر نہ تھی اور قلعہ سے پیہم آگ برس رہی تھی ادھر سے بھی برابر
گولے چل رہے تھے جسکی آواز سے زمین و آسمان دہل رہے تھے آتشبازی کے دھوئیں سے تمام رزمگاہ میں مثل شب یلدا
اندھیرا ہو رہا تھا اپنا ہاتھ کسی کو نہ سوجھتا تھا ہرگاہ قلعگیوں نے اپنا ہاتھ روکا اور ہوا نے دھواں کرۂ نار کو پہونچایا
مطلع صاف ہوا آدمی کو آدمی نظر آیا اہل قلعہ دیکھیں تو ژوبین و بیجن خندق کے کنارے پر کھڑے ہیں دروازہ
توڑنے پر اڑے ہیں عمرو اُن کے مارنے کی فکر میں تھا کہ نقابدار نارنجی پوش چالیس ہزار سوار سے آ پہونچا اُن دونوں
کے قریب جا پہونچا اور برابر آ کے ژوبین و بیجن سے کہا کہ او نامردو تم کون ہو مسلمانوں سے لڑتے آئے ہو کیوں
اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر آفت لائے ہو وہ بولے کہ تو کون ہے جو ہمارے اور اہل قلعہ کے درمیان میں دخل دیتا ہے
اہل اسلام کہ ہمارے دشمن ہیں اُنکی حمایت لیتا ہے نقابدار بولا کہ میں تمھاری جان کا ملک الموت ہوں تم سبکو
ملک عدم دکھاؤنگا بے تامل جہنم میں پہونچاؤنگا نقابدار کی گفتگو سے دونوں بھائیوں نے تلوار کھینچ کر
نقابدار پر وار کیے نقابدار نے تلواریں اُنکی چھین لیں اور دونوں کے کمربندوں میں ہاتھ ڈال کر سر سے

اونچا اُٹھالیا اور اُن کو بالکل مجبور کردیا پوچھا کہو دریا میں پھینکوں کہ خشکی پر ہرمز و فرامرز یہ حال دیکھ کر مع لشکر آگئے نقابدار کے چالیس ہزار سواروں نے تلواریں میان سے لیکر جیسا چاہیے ویسی داد مردی و مردانگی کی دی عمرو نے بھی مع فوج نکلکر تیغ زنی کرنی شروع کی اس دھاوے میں دونوں بھائیوں کے کمربند ٹوٹ گئے چھکے چھوٹ گئے گھوڑے کے نیچے گر کے بے تحاشا بھاگے نہ سر کی خبر رہی نہ پاؤں کی ایسا بھاگے الغرض اس دن کی جنگ مغلوبہ میں

آنا نقابدار نارنجی پوش کا عمرو کی مدد کو اور مقابلہ کرنا بیچن کامران و زروبین شاہ کا اس سے اور تلواریں چھینکر دونوں کو اُٹھا لینا نقابدار کا اس کے بعد شکست فاش کھانا دونوں کا نقابدار نارنجی پوش سے اور بھاگنا بلا تحاشا

قریب اسّی ہزار کے لشکر کفار کا سپاہی مارا گیا اس لڑائی میں ہر نامور شخص بادشاہی مارا گیا اور لشکر نقابدار و عمرو میں سے کسی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی ہاتھ پاؤں کا کیا ذکر کہ لاٹھی بھی نہ ٹوٹی بے انتہا مال و خزانہ لشکر اسلام کے ہاتھ آیا سب نے اس لوٹ میں مال غنیمت بہت پایا عمرو نے نقابدار کی رکاب کو بوسہ دیکر کہا کہ اے جوانمرد آج تو نے وہ کام کیا ہے کہ رستم سے بھی کبھی نہ ہوا ہوگا ایسی جرات و دلاوری کا تو نام بھی کسی نے نہ سنا ہوگا یہ کہکر کہا کہ برائے خدا اپنا نام بتا اور چہرے سے نقاب اُٹھا کر ہمارے دیدۂ مشتاق کو اپنا رخسار پر نور دکھا نقابدار بولا کہ اے عمرو آجتک مجھ سے کوئی کام ایسا نمایاں نہیں ہوا کہ نام اپنا بتاؤں یا صورت اپنی کسی کو دکھاؤں جب امیر آوینگے اور خیر و خوبی سے تشریف لائینگے تو نام بھی میرا سن لینا اور صورت بھی دیکھنا جاؤ قلعہ میں چین سے آرام کرو جمعیت

اور اطمینان سے سب لوگ قیام کرو اور مجھ کو ہر وقت اپنا مددگار سمجھو ہر حالت میں غمخوار بلکہ تابعدار سمجھو یہ کہکر عمرو کو
توقلعہ میں داخل کیا اور ہر صورت سے اُنکو دلاسا اور بھروسا دیا اور آپ جدھر سے آیا تھا اُدھر چلا گیا کسی کو معلوم
نہ ہوا کہ کدھر چلا گیا ہرمز و فرامرز نے بذریعہ عرضی اس لڑائی کی کیفیت و شکست سے بادشاہ کو اطلاع دی یہاں کی حقیقت
مفصل عرض کی اور لکھا کہ جملہ خیمہ و خرگاہ و خزانہ بھیجیے نہیں تو بغیر خیمے کے دن کی دھوپ و رات کی شبنم سے گرمی سردی
اُٹھاکر بیمار پڑ جائینگے ایک آدمی کو بھی تمام فوج میں آپ زندہ نہ پائینگے اور خزانہ کے پہونچنے میں اگر دیر ہوگی تو فاقوں کے
مارے مرجائینگے غور فرمایئے کہ جب غلہ ممکن نہ ہوا تو کیا کھائینگے راوی لکھتا ہے کہ جب ہرمز و فرامرز کی عرضی نوشیرواں
کے پاس پہونچی اور اُسکو اس خرابی سے اطلاع ہوئی بادشاہ نے بختک سے کہا کہ تو جو ہمیشہ کہا کرتا ہے اگر حضور چلیں تو میں وہ
مفسد ہوں کہ عمرو سے ہزار عیار کو فریب دیکر خاک سیاہ کرڈالوں اُسکو اور اُسکے ہمراہیوں کو روے زمین سے نکالوں یہیں
تیرا بیٹا بختیارک جو نو برس سے ہرمز و فرامرز کے ساتھ ہے اُس حرامزادے سے کیا کام بن آیا کہ تجھ سے بن آئیگا تو بھی
بے شبہہ اُسکے ہاتھ سے زک اُٹھائیگا تیرے کہنے پر میں نے عمل کرکے اپنے ہاتھوں اپنے کو برباد کیا مفت میں ذلت اُٹھاکے
دشمنوں کا دل شاد کیا خبردار آج سے میرے دربار میں نہ آنا مجھ کو اپنی صورت نحس پھر کبھی نہ دکھانا نہیں تو بہت بُری
طرح پیش آؤنگا تیرے سر پر آفت لاؤنگا بختک گریاں و نالاں اپنے مکان پر گیا اور اپنے بیٹے کو ایک خط لکھ کر روانہ
کیا اور نامہ بر کو جلد پہونچنے کا حکم دیا کہ او حرامزادے تو نو برس سے شاہزادوں کے ہمراہ موجود ہے مگر آجتک تجھ سے
اتنا نہ ہوسکا کہ کسی تدبیر سے عمرو کا کام تمام کرتا جس کام کے لیے تو بھیجا گیا تھا اس کام کا سر انجام کرتا تو نے سب
بزرگوں کا نام ڈبویا اور مجھ کو بھی دونوں جہان سے کھویا اس تیری حرکت نے مجھ کو بادشاہ کے دربار سے نکلوایا بہتر
تیرے حق میں یہی ہے کہ جسطرح سے ہوسکے اس معاملہ کو طے کر نہیں تو اپنی فرزندی سے تجھے عاق کردونگا پھر کبھی اپنے سامنے
تجھے آنے نہ دونگا مجھ سے فتنہ انگیز کا بیٹا مکار و مفتری نہ ہو بڑا مقام تعجب ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو میرا نطفہ نہیں ہے بختیارک
خط پڑھ کر نہایت مشوش ہوا کہ کیا کرنا چاہیے کس صورت سے باپ کے سامنے سرخرو ہونا چاہیے دن کو تو فکر میں غلطاں و
پیچاں رہا نہایت متردد اور پریشان رہا ہر طرح کے منصوبے کرتا رہا جب ایک منصوبہ خیال میں آیا لباس شبروی کا
پہنکر قلعہ کے گرد پھر اکسی طرف کے چوکیداروں کو غافل نہ پایا مطلب کے حاصل نہ ہونے سے بہت پیچ و تاب کھایا اتفاقاً
خواجہ ارباب نامی عنتر دیو ودی کا بیٹا ایک برج میں بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا چوکیدار اُس برج کے سب سو گئے
تھے اُسنے بختیارک کی آہٹ پاکر للکارا کہ کون ہے کسواسطے آیا ہے کیا مطلب تجھے یہاں لایا ہے بختیارک
بولا کہ میں ہوں بختیارک کہ خیر خواہانہ آپ سے کچھ عرض کرنے آیا ہوں اُسنے نشے کی ترنگ میں بختیارک کو بذریعہ کمند
قلعہ پر چڑھالیا کچھ وسوسہ نہ کیا بختیارک نے ایک خط جعلی اُسکے ہاتھ میں دیکر کہا کہ یہ آپکو نوشیرواں نے لکھا
ہے اُس نے لفافے پر نوشیرواں کی مہر ثبت دیکھ کر یقین کیا کہ یہ خط نوشیرواں کا ہے لفافہ چاک کرکے پڑھا

اسمیں لکھا تھا کہ اے خواجہ ارباب تیرے باپ نے مجھ سے نمک حرامی کی مجھ کو بڑی دغا دی کہ میرے عدو کا معین ہوا مگر تجھ سے
مجھ کو امید خیر خواہی ہے اگر تو اس قلعہ کو چند روز کیواسطے میرے آدمیوں کے حوالے کر دے اور عمرو کو گرفتار کر کے میرے
پاس بھیجدے تو قسم ہے مجھے آتشکدہ نمرود کی یہ قلعہ بھی میں تجھے دونگا سوا اسکے میں تیرے ساتھ اور بہت سا سلوک
کرونگا اور جو استدعا تیری ہوگی اُسے منظور کر کے اپنے مقربوں میں تجھے سرفرازی دیکر کمال مہربان ہونگا خواجہ ارباب
خط کے مضمون سے بہت خوش ہوا بادشاہ کو دعا دی اور بہت ثنا و صفت کی بختیارک سے کہنے لگا کہ تو بھی اسپر گواہی
کر دے تا کہ جو دیکھے اُسپر اعتماد کرے بختیارک نے کہا کہ مجھ پر کیا موقوف ہے تم چلو تو میں شاہزادوں کی گواہی کرا دوں
بلکہ دوسری سند دلوا دوں الغرض بختیارک اُسیوقت اسکو اُبھار کر ہرمز و فرامرز کے پاس لے آیا اور اُنکے سامنے یہ کلمہ
زبان پر لایا کہ اس خط پر جو بادشاہ نے اُنکو بھیجا ہے آپ دونوں صاحب اپنی اپنی مہریں کر دیں ہرمز و فرامرز نے جانا کہ
بختیارک کی کچھ فطرت ہے اس فریب میں کچھ ضرور حکمت ہے بکشادہ پیشانی فرمایا کہ بسر و چشم ہم اس خط پر مہریں کر دیتے ہیں
اور ایک نوشتہ اپنی طرف سے تم کو بے خوف و خطر دیتے ہیں اور سوا اسکے جو تم کہو گے ہم بادشاہ سے منظور کروا دینگے
جس بات کی تم درخواست کرو گے اُسکا فرمان ہم بادشاہ سے لکھوا دینگے بارے ہرمز و فرامرز نے اُس خط پر مہریں
اپنی کر دیں اور بہت سی باتیں ابلہ فریب اُسکے ساتھ کیں خواجہ ارباب نے کہا کہ آپکے خیمے کے اندر سرنگ کا منہ ہے
اُسے کھدوائیے اور دوسرا منہ سرنگ کا میری حویلی میں ہے اُسے جا کر میں کھدواتا ہوں آتی رات اور تمام دن میں
اگر مٹی بھی اُسکی دور ہو جاویگی اور ہوا بھی اُسکے اندر آئیگی آپ کل سر شام سرنگ کی راہ سے تشریف لا کر غریب خانہ
کو سرفراز کیجیے اپنے قدوم میمنت لزوم سے مجھ کو خلعت فخر و افتخار دیجیے دعوت بھی کھائیے اور وہاں کی سیر بھی فرمائیے
اور دو پہر رات گئے مسلمانوں کو قتل کر کے عمرو کو بھی پکڑ لیجیے جب وہ قابو میں آجائے جو چاہیے اُسکا حال کیجیے
اور مہر نگار کو بھی لے آئیے اُسکی صحبت سے حظ اُٹھائیے مگر پہلوان اچھے اچھے جنگی ہمراہ لائیے گا اُنکو جرأت دل
بہادری کی تاکید فرمائیے گا ہرمز و فرامرز نے خواجہ ارباب کو خلعت دیکر رخصت کیا اور اپنے لوگوں کو اُن کاموں
کے کرنیکا حکم دیا وہ جس طرح سے قلعہ سے آیا تھا اُسیطرح قلعہ میں پہونچا اور اُسیدم بیلداروں کو اپنے گھر میں لیجا کر
سرنگ کا منہ کھدوانا شروع کیا چنانچہ صبح ہوتے ہوتے سرنگ کا منہ کھل گیا اور شاہزادوں کیواسطے کھانے
کی تیاری کی سامان دعوت کے جمع کرنیکی اجازت دی اتفاقاً دلآویز نامے اُسکی بیٹی نے اُس سے پوچھا کہ آج یہ دھوم
دھام کیسی ہے ہم سے تو فرمائیے یہ صحبت اہتمام کیسی ہے خواجہ ارباب نے اپنی بیٹی جانکر شب کا احوال مفصل بیان کیا
اسپر مطمئن ہو کر واقف راز نہاں کیا دلآویز اپنے دلمیں بہت متاسف ہوئی کہ یہ کمبخت بطمع خام اتنے مسلمانوں کا
خون اپنی گردن پر لیتا ہے فی الفور ایک رقعہ میں مفصل حال لکھ کر اپنی دایہ کے ہاتھ عمرو کے پاس بھیجا اور دایہ سے
تاکید کی کہ تم جلد جا کر اس رقعہ کو عمرو کے ہاتھ میں دے آؤ وہ تم کو بہت سا انعام دیگا اور نقد و جنس دیکر بہت

خوش کریگا دایہ نے فی الفور وہ رقعہ عمرو کے ہاتھ میں جا کر دیا اور زبانی بھی کچھ عرض کیا عمرو نے دایہ کو بہت کچھ انعام دیا اور دلآویز کو شاباشی دی اور اُسکی دلسوزی کی بہت تعریف کی اور آپ تخت پر بیٹھ کر اپنے لشکر کے سرداروں کو طلب کیا پہلے عادی سے کہا کہ ایک جگہ نیاز ہے بہت سا کھانا کھلواؤنگا تم سب کو اپنے ہمراہ لیجاونگا لیکن محنت بھی کرنی ہوگی اور اگر محنت کرنے میں ہیچ مچر کرو گے تو ایک ایک دانہ تمھاری ناک سے نکالونگا عادی بولا کہ ہم کو تو ہر طرح تمھاری اطاعت منظور ہے دیکھو جب سے امیر گئے ہیں کلھم اکیس من آٹا چاول دونوں وقت میں ملتا ہے چنانچہ ایک ہی وقت میں اُسکو کھاتا ہوں اور ایک وقت بھوک کی تکلیف اُٹھاتا ہوں اور آدھا پیٹ بھی سیر نہیں بھرتا مگر یہ تابعدار آپکے خوف سے ہر طرح صبر کرتا ہے بہرحال تا آنے امیر کے قوت لایموت سے اپنی جان بچاتا ہوں اور اگر پیٹ بھر کر مجھ کو کھلواؤ گے تو محنت کرنے میں مجھکو کیا عذر ہے میری عرقریزی دیکھکر خوش ہو جاؤ گے مثل مشہور ہے کہ پیٹ بھر و زرا اینٹھ لاؤ عمرو چار گھڑی دن باقی رہے سرداروں کو ساتھ لیکر خواجہ ارباب کے گھر کیطرف روانہ ہوا خواجہ ارباب نے سنا کہ شاہ عمرو کی سواری میرے گھر کیطرف آتی ہے رنگ چہرے کا اُڑ گیا اور بہت بدحواس اور ہراساں ہوا منھہ پر ہوائیاں چھوٹنے لگیں مددگاروں کی کمریں ٹوٹنے لگیں اسمیں عمرو کی سواری آپہونچی مع جمعیت قلعہ سے متصل جا پہونچی خواجہ ارباب نے گھر سے باہر نکل کر عمرو کو سلام کیا بہ اسباب ظاہر بہت سا اعزاز و اکرام کیا اور نذر گذرانی عمرو نے نذر لیکر کہا کہ میں نے سنا ہے تم نے آج حضرت ابراہیم کی نیاز کیواسطے کھانا پکوایا ہے اور مسلمانوں کی دعوت کا سامان مہیا فرمایا ہے اسواسطے میں بھی تمھارے گھر میں آیا ہوں اور اپنے ساتھ بہت سے مسلمانوں کو لایا ہوں کہ تبرک کھانیکو ملیگا خواجہ ارباب یہ بات سنکر اور بھی حیران ہوا اُسکو اس بات کے سننے سے بڑا خلجان ہوا مگر کرے کیا مُکر بھی نہیں سکتا کہ سب سامان موجود تھا بولا کہ نفس الامر میں حضور ولی ہیں واقف اسرار خفی و جلی ہیں سچ ہے کہ میں کھانا پکوا نیکی تیاری میں صبح سے مصروف ہوں اور اسی سبب سے آپکی خدمت میں اطلاع کیواسطے آنہ سکا اسی کے اہتمام میں فرصت نہ ملی ارادہ تھا کہ بعد تیاری طعام حضور کو خبر دوں اطمینان سے سعادت قدمبوسی حاصل کروں خوب ہوا کہ آپ خود ہی تشریف لائے مجھ کو جانا بھی نہ پڑا یہ کہکر اُسی مکان میں جہاں فرش مکلف کیا تھا اور شہزادوں کے واسطے تخت بچھوایا تھا اُس مکان کو بہت آراستہ بنایا تھا عمرو کو تخت پر لاکے بٹھلایا بہت آدمیت سے پیش آیا اور سرداروں کو کرسیاں نزدیک بیٹھنے کو دیے سب کے ساتھ اُن کے مرتبے کے موافق سلوک کیے عمرو نے کھانا طلب کرکے پہلے پہلوان عادی کو ناکوں ناک کھلوایا بعد ازاں اور سرداروں کو کھلوایا الغرض سب نے خوب سیر ہو کے نوشجان فرمایا جب وقت شام کا نزدیک ہوا آفتاب کے غروب ہونے سے زمانہ تاریک ہوا عمرو نے حکم دیا کہ خواجہ ارباب کی مشکیں باندھو اُسکو جلد قید کرو حکم ہوتے ہی خواجہ ارباب کی ٹنڈیاں کس گئیں خواجہ ارباب نے کہا ایسا میں نے کیا قصور کیا ہے کہ مجھ کو آپ نے باندھا ہے اس خاطرداری اور دعوت کا یہی عوض ہے کہ مجھ کو قید کیا ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ قصور تو

آپ کا کچھ نہیں ہے مگر ہم نے حق نمک خواری کا ادا کیا ہے جو کچھ ہم نے کیا ہے از روئے مصلحت بجا کیا ہے الغرض اسکو تو اسی
صورت سے ایک حجرے میں بند کیا اور اس جگہ پر کسی کے جانیکا حکم نہ دیا اور عادی سے کہا کہ وہ محنت کا وقت آپہونچا
ایسا نہ ہو کہ محنت کرنے میں قصور واقع ہو عادی بولا کہ میں دل و جان سے محنت کرنیکو حاضر ہوں جو ارشاد کیجیے سو بجا لاؤں
عمرو نے نقب کا منھ تلاش کر کے عادی کو بٹھلا کر کہا کہ جو کوئی اس سے سر نکالے دونوں ہاتھوں سے ایسا اُس کا
گلا دبا کر اوپر کو کھینچنا کہ آواز اُسکے منھ سے نہ نکلے ہرگز وہ شخص بول نہ سکے اور سب پہلوان تیرے پاس کھڑے
رہیں گے اس جگہ اڑے رہیں گے تو پکڑ کر اُنکے حوالے کرتا جانا وہ بھی تیری ہی طرح منھ اُسکا بند کر کے زندان خانے
تک پہونچاتے جائینگے جو کچھ میں نے کہا ہے وہی عمل میں لائینگے اور خبردار اگر کوئی تیرے ہاتھ سے چھوٹا تو جیسا کھانا کھلایا
ہے ویسا ہی تیرا پیٹ بھی پھاڑ ڈالونگا عادی نانبائیوں کیطرح دو زانو سرنگ کے منھ پر بیٹھا کہ جو کوئی سر نکالے روئی
کیطرح سے ہلکا پھلکا اُسکو کھینچ لوں جیسا کہ عمرو نے حکم دیا ہے وہی کروں اب ذرا حال ہرمز و فرامرز کا سنیے کہ دو
گھڑی دن رہے دس ہزار سوار چار سو پہلوان نامدار ہمراہ لیکر جسطرح سے کوئی اپنے گھر میں جاتا ہے یا جیسے کوئی
کسی کو مہمان بلاتا ہے بخیط نقب میں داخل ہوئے اور عمرو کی چالاکی اور مکاری سے غافل ہوئے جب قریب
پہونچے عادی نے عمرو سے کہا کہ آدمیوں کے پاؤں کی آواز آتی ہے عمرو بولا کہ خبردار کوئی چھوٹنے نہ پاوے ہرگز
کوئی سلامت نہ جاوے اتنے میں ایک شخص نے نقب سے باہر سر نکالا عادی تو عزرائیل کیطرح گلا گھونٹنے کو بیٹھا ہی ہوا
تھا اُسکا گلا پکڑ کے اوپر کو کھینچ لیا اور دوسرے سرداروں کے حوالے کیا وہ اُسکو اسیطرح سے زندان تک پہونچا آیا دوسرے
نے سر نکالا اُسکا بھی یہی حال ہوا القصہ آناً فاناً میں چار سو پہلوان عادی نے پکڑ کر اپنے سرداروں کے حوالے کیے جتنے
گرفتار ہوئے تھے سب قید خانے میں محافظان مجلس کو دیے اور انھوں نے زندان خانے میں پابزنجیر کر کے بکمال محافظت
اپنے لوگوں کے پہرے میں رکھا ثروبین اُن سب کے پیچھے تھا دلمیں سوچا کہ چار سو پہلوان نقب کے باہر گئے اور ایک
بھی خبر دینے کو نہ پھرا اسکا کیا سبب ہے یہ معاملہ بوالعجب ہے ذرا سا سر نقب سے نکال کر دیکھنے لگا کہ عادی نے اسکا
سر پکڑا چونکہ گردن اُس نے نہ نکالی تھی کہ عادی گردن پکڑتا اور پورا سر بھی ہاتھ نہیں آیا اس سبب سے ثروبین عادی
کے قبضہ میں نہ آیا اُسکے پکڑنے پر قابو نہ پایا ثروبین نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ کیا آفت ہے دعوت ہے یا عداوت ہے
جو خواجہ ارباب نے کھلائی کہ کھانیکی امید میں جان پر بن آئی دیوار نقب سے پاؤں اڑا کر پکارنا شروع کیا ایک ایک کا نام
لیکر نعرہ مارنا شروع کیا کہ اے بھائی دوڑو میرا سر پکڑ کے کوئی اوپر کو کھینچتا ہے یہ کون بلا ہے سبھوں نے دونوں پاؤں
ثروبین کے پکڑ کے اس زور سے نیچے کھینچا کہ ثروبین کا سر عادی کے ہاتھ سے چھوٹ گیا لیکن کان ثروبین کے
اُکھڑ کر عادی کے ہاتھ میں رہگئے مگر وہ ہاتھ نہ آیا اُسنے اپنے کو بچایا سب آنے والے اس معاملہ سے مطلع
ہو کر اُلٹے پاؤں پھرے عادی نے وہ کان عمرو کو دیے عمرو نے دیکھا سب ہوشیار ہو گئے اس کام کی حقیقت سے

خبردار ہو گئے اب کوئی نہ آویگا نقب میں قارورے آتشبازی کے ... نے شروع کیے دس ہزار سپاہی جو اُن کے ساتھ گھسے تھے سب جھلس کر نقب میں رہ گئے کسی نے نجات نہ پائی ہرمز و فرامرز چند آدمیوں سے بچکر بھاگ گئے عمرو نے صبح کو چار سو سردار حریف کے لشکر کے جو پکڑے گئے تھے مع خواجہ اداب دار پر کھینچے ایک کو جیتا نہ چھوڑا اور نقب کے منھ کو سیسے سے بند کر دیا راستہ آنے جانیکا بالکل مسدود کیا ہرمز و فرامرز نے یہ احوال بھی عرضی میں لکھ کر صابر نمد پوش کے ہاتھ نوشیرواں کے پاس روانہ کیا اپنی عرضداشت میں وہ سارا افسانہ کیا اب ذرا احوال صاحبقران کا سنیے کہ آسمان پری نے خواجہ خضر و حضرت الیاس کے روبرو قسم کھائی تھی اور یہ قول و قرار زبان پر لائی تھی کہ بعد چھ مہینے کے میں صاحبقران کو پردہ دنیا پر بھیجدونگی اب ہرگز خلاف وعدگی نہ کرونگی جب چھ مہینے گذر گئے امیر نے آسمان پری سے کہا لو یہ بھی وعدہ تمہارا تمام ہوا اب میرے ملک میں مجھکو بھیجواد و برائے خدا اب تو اپنا وعدہ پورا کرو آسمان پری نے کہا ایک برس کے بعد میں تم کو بھیجدونگی ایک سال اور بسر کیجیے میری خاطر سے اپنی طبیعت پر جبر کیجیے امیر نے برہم ہو کر فرمایا اس بات کے سننے سے انکو غصہ آیا کہ آسمان پری کچھ تجھ کو خدا کا بھی خوف ہے آدمی کو چاہیے کہ اللہ سے ڈرے جس بات سے غضب آسمی میں گرفتار ہو وہ بات نہ کرے تونے دو پیغمبروں کے روبرو قسم کھائی تھی کہ بعد چھ مہینے کے ضرور بالضرور آپ کو آپکے ملک میں بھیجا دونگی تم کو پردہ دنیا پر پہونچا دونگی آج تو پھر مجھ سے وعدہ وعید کرتی ہے آسمان پری بولی کہ میں قسم جھوٹی کھانیکا خمیازہ اُٹھاؤنگی آپکو کیا امیر ناخوش ہو کر بادشاہ کے پاس گئے کہ اے شہنشاہ پردۂ قاف میں نے آپسے کون بدی کی ہے کہ جسکے عوض میں آپ میری خانہ خرابی کے درپے ہیں اور مجھکو ایسی اذیت دی ہے اٹھارہ دن کا وعدہ کر کے آیا تھا سو اسکو اتنا عرصہ ہو گیا اپنے عیال و اطفال کی اب تک کچھ خبر نہیں پائی خدا جانے اُنکے سر پر کیا آفت آئی اور شہنشاہ ہفت اقلیم سا دشمن میرے سر پر وہاں موجود ہے میرا مرجانا اُسکا عین مقصود ہے سوائے اسکے دو پیغمبروں کے درمیان دیگر آسمان پری نے قسمیہ وعدہ کیا تھا کہ چھ مہینے کے بعد ضرور بالضرور تمہارے ملک میں تم کو بھیجدیں گے زنہار زنہار تامل نہ کریں گے اب تو وہ دن بھی گذر گئے اب آسمان پری کہتی ہے کہ ایک برس اور رہیے جہاں اتنا صبر کیا ہے اور چند روز رنج مفارقت اہل و عیال سہیے سو میں کہتا ہوں کہ کیوں آپ میری جان کے پیچھے پڑے ہیں بادشاہ نے امیر کی بہت سی خاطر داری کی اور اُن کو تسلی دی اُسیوقت امیر کو تخت پر بٹھلا کے چار دیووں کو بلا کر تاکید کی کہ صاحبقران کو پردۂ دنیا پر پہونچا آؤ یہ میرا کہنا بجان و دل بجا لاؤ یہ خبر آسمان پری کو پہونچی قریشہ کو لے کر موجود ہوئی امیر سے کہنے لگی کہ یا ابو العلا تم کو اپنی بیٹی سے بھی محبت نہیں ہے اگر میں تقصیروار ہوتی تو اسنے کچھ قصور آپکا نہیں کیا ہے اُسنے تو آپ کو کچھ رنج نہیں دیا ہے امیر نے فرمایا کہ جب تم آنا قریشہ کو لیتی آنا تمہارے نزدیک آنا جانا سہل ہے اور جب بلاؤگی تو میں بھی آؤنگا یہاں کے آنے میں کچھ تامل و اندیشہ اپنے دلمیں نہ لاؤنگا مگر بالفعل میرا جانا ممنا ہے مجھکو جانے دو یہ کہکر دیووں سے تخت اُٹھوا کر روانہ ہوئے آسمان پری روتی ہوئی اپنے مکان پر گئی امیر کے جانے سے

بہت مغموم ہوئی اور رضوان پریزاد کو بلا کر کہا کہ تو صاحبقران کے پاس رخصت کے بہانے سے جا کر دیوان تخت بردار سے کہ آپ میرا حکم اُن دیوؤں کو جلد پہونچا کر امیر کو دشت عجائب میں چھوڑ کر چلے آئیں اُس جنگل سے اپنا قدم نہ بڑھائیں ورنہیں تو بہت بُری طرح سے پیش آؤنگی اُنکی نافرمانی کا مزہ اُنکو چکھاؤں گی رضوان تیز پروازی کرکے امیر کے پاس جا پہونچا دم بھر میں اُن کے نزدیک آ پہونچا امیر نے رضوان کو دیکھ کر کہا کہ خالی از علت اسکا آنا نہیں ہے خواہ نخواہ کچھ اسمیں راز ہے آسمان پری بڑی دغاباز ہے دیوان تخت بردار سے کہا کہ شہپال کے پاس پھر چلو جو میں کہتا ہوں وہی کرو دیو عذر کرنے لگے امیر نے قبضہ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ اگر تم نہ چلوگے تو میں ایک کو تم میں سے جیتا نہ چھوڑونگا یاد رکھو کہ ایک ایک کا سر توڑ ونگا دیو ناچار ہوکر امیر کو بادشاہ کے پاس لیگئے ہو جب حکم امیر پھر شہپال کیطرف چلے شہپال شاہ نے امیر کو دیکھکر کہا کہ یا امیر خیر تو ہے پھر آنیکا موجب کیا ہوا کس سبب سے تمہارا پھر آنا ہوا صاحبقران بولے کہ میں آپ سے پوچھنے کو آیا ہوں کہ آپکو مجھے اپنے گھر بھیجنا منظور ہے یا پھر کسی بیابان میں حیران کرانا ہے پہلی مرتبہ کی طرح سرگرداں کرانا ہے بادشاہ نے قسم کھا کر کہا کہ میں بخوشی آپ کو دنیا میں بھیجتا ہوں میری عین خوشی ہے کہ تم اپنے وطن میں جاؤ اپنے اہل و عیال کی ملاقات سے حظ اُٹھاؤ امیر بولے کہ کریہی بات ہے تو دیوان عمال سے حضرت سلیمان کی قسم لیکر مجھ کو رخصت کیجیے میرے دنیا میں پہونچا دینے کی بہت تاکید سے اُنکو اجازت دیجیے بادشاہ نے جو دیوؤں سے قسم کھانے کو کہا انھوں نے عذر کیا کہ ہم قسم نہیں کھائینگے کیونکہ آسمان پری کا حکم نہیں ہے کہ ہم امیر کو دنیا میں پہونچا دیں اُسکے خلاف مرضی یہ کام عمل میں لائیں ورنہ ملکہ کی حکم عدولی ہم تب کریں جب اپنی جان ہم کو عزیز نہ ہو اپنے نیک و بد میں ہمکو تمیز نہ ہو بادشاہ نے آسمان پری کیطرف دیکھکر فرمایا کہ یہ کیا بدذاتی ہے آسمان پری بولی کہ آپ کو اس بات سے کیا کام ہے میرا اختیار ہے میں نہیں جانے دیتی مجھ کو جدائی اسکی ناگوار ہے میرے دل پر اسکی مفارقت بہت دشوار ہے امیر نے تخت پر سے اُتر کے ایک آہ کا نعرہ اس زور سے مارا کہ قلعہ کانپ گیا اور کہا کہ او آسمان پری تو نے پیغمبروں کو گواہ کرکے قسم کھائی تھی اور پھر مجھ سے دغا کی انشاء اللہ تعالے عنقریب غضب خدا تجھ پر گریگا تیرا اقبال تجھ سے ضرور پھریگا اور میں تو سر بصحرا توکل بخدا جاتا ہوں یہ کہکر دیوانہ وار صحرا کیطرف روانہ ہوئے شہپال شاہ نے آسمان پری سے کہا کہ اے آسمان پری تو نے زلازل قاف سے بدسلوکی کرکے تمام قاف میں مجھ کو رسوا اور بے اعتبار کیا اس تیری حرکت نامناسب نے مجھ کو سب کے نزدیک ذلیل و خوار کیا آسمان پری بولی کہ آپکا بے اعتبار و رسوا ہونا مجھے منظور ہے مگر اپنی خانہ بربادی منظور نہیں ہے یہ کہکر منادی کروادی کہ زلازل قاف گلستان ارم سے باہر گیا ہے جو کوئی اُسکو اپنے گھر میں رکھے گا یا اُسکو اُسکے گھر پہونچائیگا وہ میرے ہاتھ سے زن بچہ سمیت مارا جائیگا خوب سزا پائیگا اب صاحبقراں کا حال سنیے کہ گلستان ارم سے نکل کر ہفت شبانہ روز جنگل میں چلے گئے آٹھویں دن بسبب نہ کھانے غذا کے ایک باغ میں غش کھا کر گر پڑے دوسرے روز ہوش میں آکر کلیچہ عنایتی حضرت خضر کا کھا کر سیدان کیطرف دیکھنے لگے تھوڑی دیر کے بعد دیکھتے کیا ہیں کہ ایک دیو قوی الجثہ طویل القامت چلا آتا ہے کہ

جسکے دیکھنے سے بسبب خوف کے کلیجہ تھراتا ہے جب قریب آیا امیر کو پہچانکر سلام کیا امیر نے اس سے پوچھا کہ اے دیو دنیا
یہاں سے کتنی دور ہے اس مسافت کا مجھکو پتہ دے اگر جاننا منظور ہے اسنے کہا کہ یا زلازل قاف کوچک سلیمان دنیا کو اگر
آدمی اپنی پا مردی سے جایا چاہے اور رستے کی پروا نہ کرے دنیا پر پہنچا چاہے تو پانچسو برس میں پہونچے اور دیوان عام چھ مہینے
میں پہونچا دینگے اور جو دیو کہ بڑے ہیں وہ چالیس دن میں لیجا دینگے سب کی بہ نسبت بہت جلد پہونچا دیگا اور مجھ سا دیو سات
دن میں امیر نے فرمایا کہ اگر تو مجھکو میرے گھر پہونچا دیوے تو بڑا احسان ہے وہ بولا کہ اگر مجھکو پھر اس ملک میں آنا نہ ہو تو
البتہ آپ کو دنیا میں پہونچا دوں اور اپنے آقا کی نافرمانی کروں آسمان پری نے تمام ملک قاف میں منادی کی ہے کہ جو کوئی صاحبقران
کو دنیا میں پہونچا دیگا اسکو زن و بچہ سمیت جیتا نہ چھوڑونگی سب کا سر توڑونگی امیر نے اسکو اپنے پاس بلایا اور بہت کچھ
خوف خدا کا دلوایا دیو بولا کہ میں ایسا احمق نہیں ہوں جو آپ کے نزدیک آؤں آپکی مار کھاؤں اور آپ میری گردن پر سوار ہو بیٹھیں
اور کہیں مجھے دنیا کی طرف لیچلیں تو اسوقت میں کیا کروں بہر صورت مجبور رہوں یہ کہکر سلام کرکے اڑ گیا امیر نے مایوس ہو کر دل میں
کہا کہ حمزہ تجھکو کوئی دیو یا پریزاد تیرے ملک میں نہ پہونچا دیگا ان لوگوں کے ہاتھ سے تیرا مقصود نہ بر آویگا اس سے تن بہ تقدیر
تو اپنے پاؤں سے چل خدا کریم ہے وہ چاہیگا تو پہونچا دیگا یہ کہکر صحرا کی طرف روانہ ہوئے جنگل جنگل دشت بدشت
صحرا بصحرا کبھی روتے کبھی ہنستے چلے جاتے تھے ہزاروں طرح کے رنج و الم اٹھاتے تھے کہ پندرھویں دن ایک قلعہ نظر آیا دیکھا
کہ اسپر حبشی سر کھولے جناب احدیت سے دعا مانگ رہے ہیں اور ایک دیو ہیبت دراز قد فلک گوش قلعہ کو محاصرہ کیے ہوئے کھڑا
ہے مثل کوہ اڑا ہے امیر کو محصوران قلعہ پر ترس و رحم آیا انکے حال پر ترحم کھایا اس دیو کو للکارا کہ او کافر قلعہ کو کیوں گھیرے ہوئے
ہے خبردار ہو جا کہ میں تیری جان کا ملک الموت آن پہونچا تیرے سر پر بلا کا طوفان پہونچا اسنے جو امیر کی صورت دیکھی
جانا کہ زلازل قاف کوچک سلیمان یہی ہے شکنندۂ طلسمات و کشندۂ دیوان یہی ہے دار شمشاد لیکر دوڑا امیر نے
عقرب سلیمانی سے اسکو دو ٹکڑے کیا دم نہ لینے دیا اور اسکی فوج میں گھس کے تیغ زنی کرنے لگے آدھے سے زیادہ دیو مارے
گئے بقیۃ السیف سر پر پاؤں رکھکر بھاگے بادشاہ قلعہ سے باہر نکل کر امیر سے بغلگیر ہوا امیر کا ہاتھ پکڑ کر قلعہ میں لیجا کر
تخت پر بٹھلایا بہت اعزاز و اکرام سے پیش آیا اور کہا کہ میں وہی حبشی سبز قبا برادر شہپال شاہ ہوں کہ جسکو آپ نے
طلسم شطرنج سلیمان سے چھڑایا تھا اس آفت جان ستان سے بچایا تھا یہ کہکر امیر کو قلعہ سبز نگار میں لیگیا اور چھوٹے بڑوں کی
ملازمت کروائی ہر شخص کو انکی تعریف سنائی اور جشن شاہانہ ترتیب دیکر امیر کے حال کا مستفسر ہوا امیر نے تمام سرگذشت
بیان کرکے کہا کہ اے حبشی سبز قبا مجھکو تم سے بھی خوف معلوم ہوتا ہے کہ شہپال شاہ کے بڑے بھائی ہو اس خاندان سے
جدا نہیں پھر تم سے ہرگز امید وفا نہیں وہ بولا یہ کیا آپ فرماتے ہیں آپ کا غلام و فرمانبردار ہوں امیر نے فرمایا کہ تم کو
خدا سلامت رکھے البتہ دوستوں سے بڑی بڑی توقع ہوتی ہے یہ کہکر فرمایا کہ جان دینے کے بدلے اتنا ہی سلوک مجھسے
کرو کہ مجھکو میرے ملک میں پہونچا دو تمام عمر تمہارا ممنون رہونگا بادشاہ نے تامل کرکے خواجہ رؤف حبشی کو بلا کر

کہا کہ تم امیر سے کہو کہ اگر تم ریحان پری کو جو میری بیٹی اور تمھاری عاشق ہے اپنے عقد میں لاؤ اور اس امر کے انتقام کے لئے بیا
کچھ اندیشہ اور تامل نہ فرماؤ تو آج کے نویں دن تم کو تمھارے گھر میں پہونچائے دیتا ہوں اور اس کام کے انجام کا عہد اپنے ذمہ لیتا
ہوں امیر نے بعد انکار اقرار کیا اور اس سے بھی اپنے ہمدم کا کہنا قبول کیا جنی سبز قبا نے بہت دھوم دھام سے ریحان پری
کا عقد امیر کے ساتھ کر دیا اپنا فخر سمجھ کر انکو اپنی دامادی میں لیا مگر شب کو جو امیر ریحان پری کے ساتھ جا کر سوئے
تو تلوار درمیان میں رکھ کر سو رہے جانا کہ شاید امیر کے ملک کا یہی دستور ہوگا کہ آج کی رات تلوار درمیان رکھکر سوتے ہیں
شب اول اسی صورت سے ہمبستر ہوویں دونوں پیٹھ پھیر کر اپنی اپنی کروٹ سو رہے ایک دوسرے سے مزاحم
نہ ہوا وصل اصلی میسر باہم نہ ہوا ناگاہ امیر نے اس شب مہر نگار کو خواب میں دیکھا اپنی مفارقت میں بہت اضطراب
میں دیکھا چونک کر دیوانہ وار صحرا کی طرف روانہ ہوئے صبح کو دردانہ پری اور ریحان پری کی جو آئی اپنی بیٹی کو تنہا
سوتے دیکھ کر جگا کے پوچھا کہ صاحبقران کہاں ہیں انکا حال بیان کر جو کچھ سرگذشت ہے بیان کر وہ بولی کہ مجھکو معلوم
نہیں رات کو تلوار درمیان میں رکھ کر سو رہے تھے پھر مجھکو نہیں معلوم کہ میں بھی سو رہی تھی وہ کہاں گئے ہیں دردانہ پری
نے سر کہ جبیں ہو کر جنی سبز قبا سے یہ احوال کہا وہ بھی آزردہ ہوا صاحبقران کی کیفیت اپنی بیٹی کے ساتھ سنکر بہت
افسردہ ہوا کہ اگر ایسا ہی تھا تو عقد کرنا امیر کو کیا ضرور تھا اور عقد کا نہ کرتے اگر یہی منظور تھا مفت قاف میں رسوا ہوا کہ
امیر جنی سبز قبا کی بیٹی کو بعد شادی کے چھوڑ کر چلے گئے کچھ تو عیب ہوگا نہیں تو کوئی بھی ایک دن کی بیاہی دلھن کو چھوڑ
کر چلا جاتا ہے اس طرح سے کوئی پیش آتا ہے فی الفور دیووں اور پریزادوں کو حکم کیا کہ دیکھو تو صاحبقران کدھر کو گئے
جہاں ملیں ان کو لے آؤ انکے لانے میں ذرا دیر نہ لگاؤ اب ذرا حال آسمان پری کا سنیئے کہ ایک دن سرخ جوڑا پہنکر بادشاہ
کے دربار میں آئی عبدالرحمن کی طرف دیکھ کر کہا دیکھو تو آجکل امیر کہاں ہیں اپنے قاعدہ ہائے رمل سے دیکھ کر سچ بتاؤ
جہاں ہیں عبدالرحمن نے رمل دیکھ کر اور تو کچھ نہ کہا مگر اتنا کہا کہ امیر تمھاری بدولت پریشان پھرتے ہیں چونکہ
آسمان پری متصل بیٹھی ہوئی تھی اور خود بھی رمل میں دخل رکھتی تھی زائچہ کو دیکھ کر بولی کہ اللہ اللہ جنی سبز قبا میرا چچا
میرے خاوند سے اپنی بیٹی کی شادی کرے اور میری آبرو اور عزت کا لحاظ نہ کرکے میرے غیظ و غضب سے نہ ڈرے معلوم
ہوا کہ وہ میرا عمو نہیں ہے رقیب ہے چچا سے ایسے امر کا سرزد ہونا فعل عجیب ہے کہ ریحان پری کو دیدہ و دانستہ میری
سوت بنایا اگر میں اس کے ملک کو خاک سیاہ کر کے اس کو سزا نہ دوں تو آسمان پری اپنا نام نہ رکھوں یہ
کہکر فوج قہار اپنے ساتھ لے تخت پر بیٹھ قلعہ سبز نگار کی طرف روانہ ہوئی

جانا آسمان پری کا مع فوج جرار قلعہ سبز نگار کی طرف اور تاراج کرنا شہر کو اور گرفتار کر کے لانا جنی سبز قبا و ریحان پری کو اور سزا دینا جنی سبز قبا کو اور قید کرنا

زندان سلیمان میں ریحان پری کو

راوی لکھتا ہے کہ ہرگاہ آسمان پری قلعہ سبز نگار کے متصل پہونچی جنی سبز قبا کچھ تحائف اپنے ساتھ لیکر آسمان پری کے استقبال کیواسطے گیا اور بکمال عزت و توقیر اپنے شہر میں لے آیا نہایت محبت و اخلاق سے پیش آیا آسمان پری نے اُسکی بارگاہ میں پہونچکر حکم دیا اور اپنے لوگونکو اس بات پر آمادہ کیا کہ جنی سبز قبا و ریحان پری کی مشکیں باندھو ہرگز میرے تعمیل ارشاد میں توقف و تاخیر نکرنا چنانچہ اونہوں نے ان دونوں کو باندھکر حاضر کیا آسمان پری شہر کو تاراج کرکے گلستان ارم میں گئی اور کئی دن تک ہزار ہزار کوڑے جنی سبز قبا اور ریحان پری کو لگوا کر ریحان پری کو زندان سلیمان میں قید کیا یہ خبر شہپال کو پہونچی کہ آسمان پری نے اسطرح سے جنی سبز قبا کو بیحرمت کیا گریبان چاک کرکے بے اختیار سر برہنہ روتا ہوا دوڑا آسمان پری اپنے مکان پر جا چکی تھی شہپال جنی سبز قبا کو وہاں سے لیکر اپنے مکان میں آیا اُسکے حال پر بہت التفات فرمایا اور اُسکے پاؤں پر گر کر خوب رویا بہت عذر کرکے اُسکے دل سے غبار کدورت اور آزردگی کا کھویا اور کہا کہ اس کمبخت شوخ دیدہ نے آپکو کیا مجھکو بیحرمت کیا تم کو نہیں حقیقت میں مجھکو رنج دیا ہر چند شہپال شاہ نے یہ سب کچھ کہا اُسکی تشفی نہوئی اُسکے دل سے تخشش نگئی دیوانہ وار وہاں سے اُٹھکر قلعہ گلستان ارم کے دروازہ پر ایک دو ہتڑ مار کے سر بولا اللہ کی جناب میں بکمال عاجزی و بیکسی سے عرض کرنیکو منہ کھولا کہ یا بار الہا آسمان پری نے جیسا مجھ سے سلوک کیا ہے اور بیوجہ و بے سبب مجھکو رنج دیا ہے اُسکے بدلے تو اپنا غضب اُسپر نازل کر یہ کہکے روتا ہوا اپنے شہر کو چلا گیا اُسکے حق میں دعاے بد کرتا گیا اس دعاے بد کے اثر کا حال سنیے کہ پردۂ ہفتم قاف میں رعد شاطر نامی ایک دیو حضرت سلیمان کے وقت میں پیک رہتا تھا اُسکو ہر شخص جرأت و دلاوری میں بیمثل کہتا تھا اور حضرت سلیمان کے ہفت دریا سحر مشہورہ میں کہ اُن کے پار کوئی دیو یا جن نجا سکتا تھا بلکہ اُسکے زور و شور کے سننے کی کوئی تاب لا نسکتا تھا ہرگاہ حضرت سلیمان نے دنیا سے مفارقت کی اور راہ آخرت لی رعد شاطر نے کہ بھانجا عفریت دیو کا ہے اُن ساتوں کے پار دو قلعے بنائے ایک کا تو نام سیاہ بوم رکھا اور دوسرے کا نام سفید بوم اور طلسم بھی تیار کیا اُن کو ہر طرح آراستہ و مستحکم کیا بالفعل اُسکو عفریت کے مارے جانیکی خبر پہونچی کہ شہپال شاہ نے ایک آدم زاد کو جس کا نام زلزال قاف کہ جبکہ سلیمان بے پروہ دنیا سے بلاکر عفریت و اہرمن و ملعونہ جادو کو قتل کروایا اور بہت سے دیوان زبردست قاف کو اُس آدم زاد نے بیجان کرکے گلدستۂ قاف کو برباد کیا الغرض اُس نے پرستان میں بہت فساد کیا سنتے ہی آگ ہو گیا فی الفور حضرت سلیمان کا جال کہ بعد آنحضرت کے اُسکے ہاتھ آیا تھا کسی تدبیر سے اُسنے پایا تھا لیکر قلعہ سیاہ بوم سے اُڑا اور گلستان ارم سے سب کو لاکر قید کیا اور محافظان محبس کو اُن کے ایذا دینے کا حکم دیا عبد الرحمٰن کہ رخصت لیکر اپنے مکان پر گیا تھا بچ گیا اور جو جو رئیس و ندیم کہ بادشاہ کے پاس حاضر رہتے تھے کوئی اُس کے ہاتھ سے نبچا ہر شخص اُس بلا میں پھنسا یہ خبر

عبدالرحمٰن جنی کو پہونچی اُسکو نہایت غم والم ہوا اس حال کے سننے سے بہت برہم ہوا قرعہ پھینک کر دریافت کیا کہ امیر
میرے شہر کی جانب شمال میں ہیں تخت پر سوار ہو کر ڈھونڈھنے کو نکلا اُنکی تلاش میں چلا صاحبقران کا حال سنیے وہ جو شہر
سبز نگار سے نکلے کئی دن میں صحرا کو طے کر کے ایک پہاڑ کے دامن میں کہ عبدالرحمٰن کے مکان کے متصل واقع تھا آکر بیٹھے ایک
ساعت نہ گذری تھی کہ عبدالرحمٰن کو سوار تخت پر دیکھا چار آنکھیں ہوتے ہی عبدالرحمٰن تخت پر سے اُترکے امیر کے قدمبوس ہوا
امیر نے سر اُسکا اُٹھا کے چھاتی سے لگایا صاحبقران نے پوچھا کہ تم شہپال شاہ سے کیونکر جدا ہوئے اُسنے اپنے رخصت ہو کے
آنے اور شہپال شاہ اور آسمان پری و قریشہ و دیگر سرداران اقوام دیو و جن کی گرفتاری اور قلعہ سفید بوم میں قید
ہونیکا احوال مفصل بیان کیا جو جو حال کہ اُنپر خرابی کا گذرا تھا سب شرح کیا امیر نے کہا کہ یہ جھوٹی قسم کھانے اور میرے
ستانے کا ثمرہ شہپال شاہ و آسمان پری کو ملا کہ یکایک بغضب خدا پڑا عبدالرحمٰن نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ جو کچھ حضرت
فرماتے ہیں سب بجا ہے یہ اُن کی بدعہدی اور پیمان شکنی کا نتیجہ ہے لیکن آسمان پری آپ کا ناموس ہے اگر وہ قید میں وہاں
پڑی رہی تو بدنامی کس کے واسطے ہے سوائے اسکے اگر تقصیروار ہے تو آسمان پری ہے قریشہ تو بے قصور ہے اُسکے صدقے
میں سب کو چھڑا لیجیے ان سب کو عذاب سے نکالنے کی کوشش اور تدبیر فرمائیے اول تو امیر نے انکار کیا بعد ازاں اُسکی منت و
عاجزی سے مجبور ہو کر بولے کہ پھر وہ قلعہ سفید بوم کہاں ہے اور وہاں تک جانا کیونکر ہو ہم وہاں کسطرح سے جائیں اور
اُس قلعہ پر کس صورت سے قابو پائیں عبدالرحمٰن نے کہا کہ قلعہ سفید بوم ہفت دریائے سحر کے پار ہے اُن دریاؤں سے
عبور کرنا بہت دشوار ہے اور وہاں شاہ سیمرغ کے سوا کوئی پہونچا نہ سکے گا وہ ایسا سخت مقام ہے کہ اور کوئی تمکو لیجا نہ سکیگا
امیر نے پوچھا کہ سیمرغ کہاں رہتا ہے اسکا کس جگہ مقام ہے اور کس دشت میں اُسکا قیام ہے عبدالرحمٰن نے کہا کہ شاہ سیمرغ
تک میں آپ کو پہونچا سکتا ہوں اُسکے مکان کا پتہ بھی میں تم کو بتا سکتا ہوں بارے امیر کو طوعاً و کرہاً راضی کیا اور قلعہ میں اپنے لاکر
مجلس جشن کی برپا کی اور مکان کو خوب آراستگی دی اور کئی شبانہ روز تک امیر کی ضیافت میں سرگرم رہا امیر نے قلعہ کو دیکھ کر فرمایا
کہ میں اس قلعہ میں ایک بار اور بھی آیا تھا یہاں کے دیکھنے سے بہت حظ اُٹھایا تھا اُن دنوں میں یہ قلعہ لاہوت شاہ بد
لانیسہ کے پاس تھا عبدالرحمٰن نے کہا کہ بجا ہے وہ میرا نائب تھا وہ شخص راہ میں بہت صاحب تھا الحاصل بعد الفراغ جشن عبدالرحمٰن
نے امیر کو تخت پر بٹھلا کے چار جنوں سے کہا کہ امیر کو شاہ سیمرغ کے مکان پر پہونچا دو اس مقدمہ میں خوب اہتمام کرو چار دن جن اس
تخت کو لیکر قندیل فلک ہوئے سوائے پانی کے زمین کا سواد تک کھائی نہ دیتا تھا سات شبانہ روز تخت کو لیے چلے گئے آٹھویں دن
چار گھڑی دن آیا ہوگا کہ دریا کے کنارے امیر کے تخت کو رکھدیا چلتے چلتے بہت تھک گئے تھے ذرا آرام کیا امیر نے دریا کو دیکھا
کہ ہر موجہ اُسکا دریائے اخضر فلک تک بلند ہوتا ہے آدمی تو کیا جانوران پرند کا اُسکے دیکھنے سے دم بند ہوتا ہے اور دریا کے
کنارے ایسے بڑے بڑے درخت لگے ہوئے ہیں کہ شاخیں اُنکی طوبیٰ سے باتیں کرتی ہیں اور ہر درخت پانچ فرسنگ تک
سایہ زن ہے اور اُن درختوں کے اوپر ایک قلعہ چوبی بکمال وسعت و فسحت بنا ہوا ہے اس میں بھی سب طرح کا سامان آرائش

لگا ہوا ہے امیر نے اُن جنوں سے پوچھا کہ یہ قلعہ کس نے بنایا ہے کہ گلستان ارم کا ہمسایہ ہے اُنھوں نے کہا کہ یا امیر یہ قلعہ نہیں ہے شاہ سیمرغ کا آشیانہ ہے امیر یہ سنکر بہت متعجب ہوے حمالان تخت تو رخصت ہوکر اپنے گھر کو گئے امیر ایک درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھکر صحرا کی فضا دیکھنے لگے ایک ساعت نگذری تھی کہ ایک درخت پر سے شور وغل پیدا ہوا امیر اُس درخت کے نیچے بار غور سے دیکھنے لگے معلوم ہوا کہ سیمرغ کے بچے شور وغل کرتے ہیں سیمرغ کے بچوں کو جو دیکھا تو باوجود گوشت کے لوتھڑے ہونیکے ہر ایک ہاتھی سے زیادہ قد آور ہے جسم ہر ایک کا کوہ کے برابر ہے اور بے تحاشا چیختے ہیں امیر ادھر اُدھر دیکھنے لگے کہ اُنھوں نے کس چیز کو دیکھا ہے کہ جسکے خوف سے بھر گئے ہیں دیکھتے دیکھتے نگاہ امیر کی ایک اژدہے پر پڑی کہ اُس درخت پر چڑھا چلا جاتا ہے کہ جسکے منھ کی پھونک سے سبزہ بیابان جلا جاتا ہے امیر نے تہ دل سے اُس اژدہے کو مارا اور ٹکڑے ٹکڑے کرکے برچھی کی نوک سے سیمرغ کے بچوں کو کھلایا انکو اُس اژدہے سے بچایا اُن بچوں نے جو پیٹ بھر آشیانہ میں گھسکر سو رہے بھوک کی شدت سے فارغ ہو رہے دو گھڑی کے بعد سیمرغ کا جوڑا بچوں کیواسطے طعمہ لیکر آیا تو بچوں کو در آشیانہ پر نہ پایا معمول تھا کہ بچے اپنے ماں باپ کی آہٹ پاکر آشیانہ سے سر نکال لیتے تھے اور اپنی زبان میں اشتہا جتاتے تھے اُسوقت بچوں نے جو آشیانہ سے سر نہ نکالا اور امیر کو اس درخت کے نیچے سوتا دیکھا سیمرغ بایکدیگر کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے یہی شخص جو زیر درخت سوتا ہے ہمارے بچے کھا جاتا ہے اور آج بھی کھا گیا تب تو کسی بچے کی آواز نہیں آتی ہے اسکو مار ڈالا چاہیے بچوں کے کان میں جو یہ آواز پڑی پھڑپھڑا کر آشیانے سے باہر نکل آئے اُنکے اس شور سے بہت گھبرائے اور اپنی زبان میں حقیقت حال بیان کی اُس اژدہے کی کیفیت اور مارے جانے سے اُنکو اطلاع دی سیمرغ امیر سے بہت خوش ہوا امیر پر جو دھوپ آگئی تھی ایک بازو سے امیر پر سایہ کیا دھوپ کی تکلیف سے آرام دیا اور دوسرے بازو سے ہوا دینے لگا اُنکو راحت جانفزا دینے لگا امیر کو جو راحت معلوم ہوئی امیر کی آنکھ کھل گئی امیر نے اُنکو دیکھا تیر و کمان کو سنبھالا اُنکے مارنے کیلیے تیر ترکش سے نکالا سیمرغ بولا کہ یا زلازل قاف آپنے مجھکو اپنا بندۂ احسان کیا ہے اور پھر میرے مارنے کا ارادہ کرتے ہو یہ میرے ہی بچے ہیں جن کو آپ نے اژدہے سے بچایا ہے تم کو اُن کے حال پر رحم آیا ہے امیر نے فرمایا کہ تو میرا نام کیا جانے اور مجھ کو کیا جانے سیمرغ نے کہا کہ میں نے حضرت سلیمان سے سنا تھا کہ ایک آدمی کسی زمانے میں یہاں آویگا اور سیمرغ کے بچوں کو اژدہے سے بچاویگا عادل قاف اُسکا نام ہوگا دیوونکو قتل کرنا اُسکا کام ہوگا اور تمام قاف میں اُس سے جو بھڑ جاویگا اُس سے زک اُٹھاویگا اور لوگ اُسکو زلازل قاف کہیں گے اُسکی دلاوری سے ہمیشہ اندیشہ میں رہینگے امیر یہ سخن سنکر بہت اپنے دلمیں خوش ہوے اور پوچھا کہ اس سرحد کا کیا نام ہے یہ کونسا مقام ہے اُس نے کہا کہ اسکو بیشۂ قضا و قدر کہتے ہیں قاف کی حد سے یہ باہر ہے بادشاہ پرستان کے زیر حکم نہیں جو اس کے اندر ہے امیر نے فرمایا کہ میں ایک ضرورت لیکر تیرے پاس آیا ہوں اُس نے التماس کیا کہ میں تابعدار و فرمانبردار ہوں جو کچھ حکم ہو اُسکو بجا لاؤں امیر نے کہا رعد شاطر دیو نے شہپال شاہ اور آسمان پری کو اُن کے ارکان دولت سمیت قلعہ سفید بوم میں قید کیا ہے اُنکو کمال رنج دیا ہے تو مجھ کو وہاں پہونچا دے

جہاں وہ قید ہیں وہ مکان مجھ کو دکھادے اُس نے کہا کہ ہر چند اس حرکت سے دیوان قاف میرے دشمن ہو جائینگے مجھ سے
بر سر پرخاش آئینگے لیکن میں آپ کو پہونچا دونگا اتنا کام ضرور کرو نگا آپ سات لقمے طعمے کے اور سات گھونٹ پانی کے میری
پیٹھ پر رکھ لیجیے اُسکی تدبیر ضرور کیجیے جب مجھ کو اشتہا معلوم ہوگی ایک لقمہ اور ایک گھونٹ پانی کا کھلا پلا دیجیے گا امیر نے
صحرا میں سے سات نیل گائیں شکار کر کے پوست اُنکا کھینچکر مشکیں بنائیں اور اُسمیں آب شیریں بھر کر ساتوں نیلگائیں لیکر
سیمرغ کی پشت پر سوار ہوے روانہ ہوے قلعہ سفید بوم بکمال اضطراب ہوے سیمرغ نے عرض کی کہ یا صاحبقران
لوہے کی قسم سے کوئی ہتھیار اپنے پاس نہ رکھیے گا کیونکہ راہ میں کوہ مقناطیس عین وسط میں دریا کے واقع ہے کہیں کشش
کر کے کھینچ نہ لیوے تمہارے ہتھیار و نکی وجہ سے خلاصی نہ ہووے امیر نے فرمایا کہ بے سلاح کیا کروں اُنکو کہاں چھوڑوں
اُسنے کہا کہ یہیں چھوڑ چلیے اگر کوئی سلاح ایسا چھوٹا ہو کہ موزے میں چھپ سکے اُسے رکھ لیجیے اُسکے چھپانے میں احتیاط کیجیے
امیر نے نیمچہ سہراب یل کا تو موزے میں رکھ لیا باقی سلاح سیمرغ کو سونپ دیے سیمرغ نے اپنے آشیانے میں رکھدیے
سیمرغ امیر کو لیکر اوج گراے فلک ہوا امیر نے زمین کیطرف جو غور کر کے دیکھا تو چھوٹی سی انگشتری کے نگینے کے برابر معلوم ہوئی
پانی نظر آتا تھا جہانتک تا نظر اور قیاس جاتا تھا امیر نے سیمرغ سے پوچھا کہ اس دریا کا کیا نام ہے بولا کہ ہفت دریاے جادو
کا یہ پہلا دریا ہے ابھی چھ اور باقی ہیں اُن سے عبور کرنا ہے المختصر سیمرغ تیز پری کرتا ہوا اُڑا جاتا تھا اُسکے طے کرنے میں
بڑی محنت اُٹھاتا تھا جب نصف دریا میں پہونچا سیمرغ کو اشتہا معلوم ہوئی امیر سے کہا کہ یا امیر بہت جلد ایک لقمہ
میرے منھ میں دیدو کہ میرا زور گھٹتا چلا مجھ پر بھوک نے غلبہ کیا امیر نے ایک مشک پانی کی اور ایک نیل گاے اُسکے
منھ میں دیدی اُسنے جلد نوشجان کی بارے ایک شبانہ روز میں دریاے اول کو طے کیا دوسرے دن دوسرے دریا
کے اوپر سے چلا امیر نے اُس دریا میں تاریکی دیکھکر سیمرغ سے پوچھا کہ یہ تیرگی کیسی ہے کچھ نظر نہیں آتا ہے دل نہایت
گھبراتا ہے سیمرغ نے التماس کیا کہ یہ دریا خاک کا ہے جب نصف دریا پر پہونچا امیر سے طعمہ طلب کیا امیر نے اُسکے
منھ میں ڈالدیا القصہ اس دریا سے بھی پار ہوا تیسرے اور چوتھے دن بدستور طعمہ کھاکے دریاے سیماب ور دریاے خون کو
بھی طے کیا کہیں اُسنے دم نہ لیا قصہ کوتاہ جب دریاے مقناطیس کے اوپر پہونچا مقناطیس بسبب اُس نیمچہ کے جو امیر نے
اپنے موزے میں رکھ لیا تھا سیمرغ کو اپنی طرف کھینچنے لگا سیمرغ نے دیکھا کہ ہر چند بالا پروازی کیواسطے زور کرتا ہوں مگر
نیچے کو چلا جاتا ہوں اوپر اُڑنے کا قابو نہیں پاتا ہوں یاد آیا کہ یہ بدولت اُس نیمچے کے ہے جسکو امیر نے اپنے موزے
میں رکھا ہے وہی میرے اُڑنے کا حارج ہوا ہے امیر سے ملتمس ہوا کہ یا صاحبقران بہت جلد نیمچہ کو موزے سے نکالکر
پھینکدیجیے یہ کام فوراً کیجیے نہیں تو کوئی دم میں کوہ مقناطیس مجھ کو کھینچ لے گا امیر نے نیمچہ کو تو موزے سے نکال کر پھینکدیا
لیکن نیمچے کیواسطے بہت تاسف کیا جب سیمرغ اُس سے گذر کر دریاے ہفتم کے اوپر سے کہ آتش کا تھا چلا باوجود بلند پروازی
کے شعلہ اُس دریاے آتش کا کہ کرہ نار سے باتیں کرتا تھا سیمرغ کو بیتاب کیے ڈالتا تھا سیمرغ کے ہوش و حواس گم ہوتے تھے

ہرچند یہ اپنے تئیں سنبھالتا تھا بارے سیمرغ وہ سب تپش انگیز کرکے نصف دریائے آتش پہ پہونچا اور امیر سے کہنے لگا کہ یا
زلازل قاف بہت جلد مجھ کو طعمہ دو کہ مقام زور آوری وتیز پروازی کا ہے یہی مقام تو محنت کشی و جانبازی کا ہے امیر
نے نیل گاے اُسکے منھ میں دیکر تپش آتش سے ہاتھ کو جو جلدی سے کھینچا وہ نیل گاے سیمرغ کے منھ میں تو نہ گئی دریائے آتش
میں گرکر جل گئی ایکدم میں اُسکی ہڈی پسلی سب گل گئی پھر چند قدم پر سیمرغ نے طعمہ جاکر طلب کیا امیر نے جواب دیا کہ زوالا
ہفتم جو باقی تھا ابھی میں تجھ کو دیچکا ہوں اب طعمہ کہاں ہے کہ تجھ کو دوں اور تیرے کھانیکی تدبیر کروں اُسنے کہا کہ میں نے
نہیں پایا وہ لقمہ میرے پیٹ میں نہیں آیا اور زور اُسکا گھٹنے لگا امیر نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا کوئی دم میں یہ مجھ کو دریائے
آتش میں لے گریگا فی الفور کلیجہ خضر اُسکے منھ میں ڈالدیا بھوک کیطرف سے اُسکو مطمئن کیا اُس کلیجے کی برکت سے بقوت تمام
اُس دریا سے وہ پار ہوا سب دفع اُسکا اضطرار ہوا سیمرغ نے خشکی میں اُترکر امیر کو مبارکباد دی اُنکی طبیعت اس خوشخبری
سے مسرور کی لیکن سلاح کیواسطے کمال متردد تھے کہ داہنی طرف سے حضرت خضر نے سلام علیک کی اور اُنکو تسلی دی اور تمام
ہتھیار امیر کے کہ جو سیمرغ کے گھر پر چھوڑے تھے اُس نیچہ سمیت کہ دریائے مقناطیس میں پھینکدیا تھا امیر کو دیے امیر
سلاح لیکر بہت خوش ہوے اور حضرت خضر کے قدم چومے اور شکر اس احسان کے ادا کیے حضرت خضر تو اُسی جا سے
تشریف لیگئے امیر نے سلاح اپنے بدن پر سجکر میدان کی طرف جو نظر کی تو دو کوہ ایک سفید مثل صبح صادق اور دوسرا
سیاہ مانند شام غریباں نظر آئے وہ بھی اُنھوں نے تئی صورت کے پائے امیر نے سیمرغ سے پوچھا کہ یہ سفید و سیاہ پہاڑ
ہیں یا کچھ اور ہے ان پہاڑوں کا تو نیا طور ہے اُسنے عرض کی کہ یہی قلعہ سیاہ بوم و سفید بوم ہیں امیر نے سیمرغ سے فرمایا
کہ تو خدا حافظ ہے مجھ پر تم نے بڑا احسان کیا کہ یہانتک پہونچایا سیمرغ نے تین پر اپنے بازو سے اُکھیڑ کے امیر کو دیے اور کہا
کہ ہرگاہ خدانا کردہ کسی مشکل کا سامنا ہو تو آپ ایک پر آگ پر رکھیے گا اُسیدم میں آنکر حاضر ہونگا جو کچھ فرمایئے گا وہ کرونگا
اور دوسرا پر دنیا میں جاکے اپنے گھوڑے کی کلغی میں لگا دیجئے گا اُسکو خوبصورت بنا دیگا اور تیسرا پر خواجہ عمرو عیار کو میری
طرف سے دیجیے گا جو میں کہتا ہوں اُسپر عمل کیجیے گا یہ کہکر سیمرغ تو رخصت ہوکر اپنے آشیانہ کیطرف اُڑگیا اور امیر اُن قلعوں کیطرف
قدم زن ہوے تھوڑی دور گئے تھے کہ ایک شیر ببر نے امیر کے برابر آکے امیر پر حملہ کیا اُنکو آکر گھیر لیا امیر نے ایک ہاتھ عقرب سلیمانی
کا لگا کے اُسکے دو ٹکڑے کیے اور کھال اُسکی کھینچکر اپنے کاندھے پر رکھ لی اور یہ فکر کی کہ دنیا میں جاکر اُسکی قبا بناؤنگا اپنے مصرف
میں لاؤنگا کہیں سنا تھا کہ رستم بن زال کے گلے میں شیر کی کھال کی قبا تھی اُسکی ہیبت و شوکت سے اُسکو ہر کام میں کامیابی
بے انتہا تھی القصہ جب امیر قلعہ سیاہ بوم کے دروازے میں پہونچے دیکھیں تو دروازہ کھلا ہوا ہے نہ کسی پاسبان کا نشان
ہے نہ سپاہی کا پتہ ہے مگر چار سو دیو دروازے پر بیٹھے ہیں تاکہ کوئی شخص آنے نہ پاوے ناگاہ ان دیووں کے سردار کی نگاہ
امیر پر پڑی اُسنے ایک نعرہ آہ کا مار کر کہا کہ یارو بڑا غضب ہوا زلازل قاف کو چک سلیمان یہاں بھی آپہونچا بے تحاشا دوڑکر
ایک وار شمشاد امیر کے سر پر مارا کہ زمین اُسکے صدمے سے الحذر پکاری امیر نے اُسکو رد کرکے ایک ہاتھ اس زور سے اُسکی

کمر پر لگایا اُسنے اس ضرب سے وہ صدمہ اُٹھایا کہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑا دیووں نے جو اپنے سردار کو کشتی کی موت مات جاتے
دیکھا اُسکے سر پر اس بلاے ناگہانی کو آتے دیکھا شتر بے مہار کیطرح بھاگے اُنھوں نے بھاگ جانا اپنی جان کا بچانا غنیمت
جانا ایسے بدحواس ہوکر بھاگے کہ سر سے پاؤں کو نہ پہچانا اُسوقت رعد شاطر شکار کھیلنے کو گیا تھا فراریوں نے شکارگاہ کی
راہ لی کہ رعد شاطر کو اس حادثہ کی خبر دیویں اُسکو اس خرابی حال کی دوڑ کر خبر کریں امیر دروازے پر کھڑے ہوکر فکر کرنے لگے
کہ دیکھا چاہیے شہپال شاہ و آسمان پری وغیرہ قلعہ سیاہ بوم میں ہیں یا قلعہ سفید بوم میں غیب سے آواز آئی یا امیر
شہپال شاہ و آسمان پری قلعۂ سفید بوم میں قید ہیں امیر اُس قلعہ کی طرف چلے جب دروازہ پر پہونچے تو دیکھا
کہ اُس قلعہ کے سو برج ہیں اور ہر برج پر کوئی دیو شیر سر کوئی اسپ سر کوئی مار سر کوئی زاغ سر کوئی گرگ سر حربہ لیے
سحر خوانی کر رہا ہے ہر شخص صورت مختلف سے اُس قلعہ کی پاسبانی کر رہا ہے اور دروازے میں ایک اژدہا آتش فشاں
ہے کہ جسکی شعلہ زنی خارج از بیان ہے اور اُسکا منھ اسقدر وسیع ہے کہ دروازہ اُسکے منھ سے بند ہے گویا اُسکا دہانہ
گردن دروازے کے لیے ایک کمند ہے امیر متردد ہوے کہ اسکے اندر کیونکر جائیے کس صورت سے اسمیں دخل پائیے کہ پھر
غیب سے آواز آئی حمزہ اس طلسم کی فتح تیرے نام نہیں ہے اسکا توڑنا تیرا کام نہیں ہے ایک تیرا پوتا رستم ثانی نام ہوگا وہ اسکو
فتح کریگا وہی اس معرکہ میں مردانہ وار پاؤں دھریگا امیر نے اپنے دلمیں کہا ابھی میں آپ لڑکا ہوں واللہ اعلم کہ لڑکا کب
پیدا ہوگا اور پوتا کب تولد ہوگا پس یہ لوگ جو اسمیں قید میں تب تک یونہی گرفتار رہینگے قید کی تکلیف تمام عمر کیونکر
سہینگے دوسری مرتبہ پھر صدا آئی کہ تو سوائے قیدیوں کے چھڑانے کے طلسم توڑنیکا قصد نہ کر اسم اعظم کو پڑھکر اژدہے پر
دم کر دہ چلا جائیگا تو اُسپر قابو پائیگا صاحبقراں نے جو اسم اعظم اژدہے پر دم کیا اژدہا دروازے پر سے چلدیا صاحبقراں
اندر جاکر دیکھیں تو قلعہ کے اندر باغ ہے اور اس باغ میں شہپال مع رفقا بیٹھا رو رہا ہے اپنی مصیبت پر جان کھو رہا ہے
صاحبقراں کو دیکھکر خجالت سے سر نیچا کر لیا صاحبقراں نے سب کی دست و پا کی قید دور کی رہائی دے کے سب کی
خاطر مسرور کی اور شہپال شاہ سے پوچھا کہ آسمان پری کہاں ہے شہپال شاہ نے کہا کہ وہ سامنے جو گنبد ہے اسمیں
مقید ہے امیر گنبد کے اندر گئے دیکھیں تو آسمان پری سر نیچے پاؤں اوپر لٹکی ہوئی ہے ایک فراسی جان اٹکی ہوئی ہے اور
قریشہ بیٹھی رو رہی ہے ماں کی طرح جاں بلب ہو رہی ہے صاحبقراں نے بند قید کاٹکر مع قریشہ شہپال شاہ کے
پاس اُسکو لاکر بٹھا دیا سب کو ایک جگہ جمع کیا آسمان پری کمال منفعل ہوئی اور امیر کے قدموں پر گر کے کہنے لگی کہ یا امیر
اب تو میرا قصور معاف کیجیے چھ مہینے کے بعد ضرور دنیا میں بھیجدونگی مجھکو قسم ہے کہ اب دغا بازی نہ کرونگی امیر نے کچھ
جواب نہ دیا اُسکے کہنے پر کچھ التفات نہ کیا اور سب کو ہمراہ لیکر قلعہ کے باہر نکلے دیکھا کہ رعد شاطر کئی ہزار دیو ہمراہ لیے ہوے
چلا آتا ہے کہ جسکی ہیبت سے تمام قلعہ تھراتا ہے امیر کے پاس آکر کہنے لگا کہ او آدم زاد تو نے تمام گلدستۂ قاف کو برباد کیا اور یہاں
بھی آکے میرے قیدی چھڑانے لیے جاتا ہے مگر میں تجھکو اسدم جیتا نہ چھوڑونگا تو میرے ہاتھ سے کب نجات پاتا ہے یہ کہکر ایک

بہت بھاری پتھر امیر کے سر پر مارا امیر نے خالی دیکر ایک ہاتھ اس زور سے لگایا کہ مثل چنار کرم خوردہ قلم ہو گیا ایک ہی ضرب
میں بیدم ہو گیا دیو جو اسکے ساتھ تھے نعش اسکی اٹھا کر دیو سمندون ہزار دست کے پاس لے گئے امیر شہپال وغیرہ
کو لیکر گلستان ارم میں آئے اپنے وطن میں پہونچکر سب نے آرام پایا جب چھ مہینے گذر گئے امیر نے پھر ایک خواب پریشان
دیکھا سوتے سے چونک کر رونے لگے موتی آنسوؤں کے پرونے لگے آسمان پری امیر کی آواز سے جاگ کر پوچھنے لگی خیر تو
ہے یا امیر روتے کیوں ہو اسقدر غمگین ہوتے کیوں ہو امیر نے کہا کہ اے آسمان پری خدا کو مان کے مجھکو میرے ملک میں بھیجدے
کہ اہل وعیال کی مفارقت میں حال زار ہے آسمان پری بولی کہ یا صاحبقران ایک برس کے بعد میں تم کو تمھارے ملک میں پہونچادونگی
ابکی وعدہ خلافی نہ کرونگی صاحبقران آسمان پری کے اس کلام سے ناخوش ہو کر بادشاہ کے پاس گئے اور آسمان پری کی
شکایت کرنے لگے اور بیمروتی کی حکایت کرنے لگے شہپال نے امیر کی دلدہی کرکے اسی دم تخت پر سوار کیا اور دیوونکو حکم دیا
کہ صاحبقران کو دنیا میں پہونچا آؤ میرا کہنا عمل میں لاؤ جب صاحبقران روانہ ہوئے آسمان پری نے ایک پریزاد سے کہا
کہ تو جا کر دیوان حمال سے کہہ کہ امیر کو سکارگاہ سلیمان میں چھوڑ آویں اور دنیا میں خبردار نہ پہونچاویں وہ پریزاد جو اثنائے راہ
میں امیر کے پاس پہونچا امیر نے اسکو دیکھکر معلوم کیا کہ یہ دیوونکو منع کرنے آیا ہے وہی پیغام اگلا سا آسمان پری کا لایا ہے
امیر شہپال کے پاس پھر آئے اسکا شکوہ زبان پر لائے آسمان پری بھی اسوقت وہیں حاضر تھی شہپال نے غصہ کرکے کہا
کہ او آسمان پری تو اپنی شیطنت سے باز نہیں آتی آسمان پری بولی کہ آپ اس امر میں دخل نہ دیجیے میں کیا آپکے کہنے سے
اپنا بسا بسایا گھر اجاڑدوں امیر یہ کلام سنکر اٹھ کھڑے ہوئے آسمان پری کو بد دعائیں دیتے ہوئے صحرا کیطرف روانہ ہوئے
غم تنہائی سے بجائے اشک خونفشاں ہوئے بعضے لکھتے ہیں کہ امیر نے اس دن آسمان پری کو طلاق دی اور بعضے اس قول
کو نہیں مانتے اس روایت کو جھوٹ جانتے ہیں راوی لکھتا ہے کہ امیر کے جانیکے بعد شہپال بھی آسمان پری کی گفتگو ناصواب
سے خفیہ ہو کر ایک پہاڑی پر بیٹھا اپنی سلطنت سے ہاتھ اٹھا بیٹھا اور آسمان پری تخت پر بیٹھکر حکمرانی کرنے لگی اور قاف میں منادی
پھروائی کہ جو کوئی صاحبقران کو دنیا میں پہونچاویگا میں بہت بری طرح اس سے پیش آؤنگی وہ اپنے کیے کی سزا پائیگا بس زال
خواجہ عبد الرحمن سے بولی کہ دیکھو تو وہ عورت کہ جسپر حمزہ عاشق ہے کیسی ہے اور کہاں ہے سنتی ہوں کہ وہ حسن وجمال میں
مشہور خرد وکلاں ہے عبد الرحمن نے رمل دیکھ کر عرض کی کہ نفس الامر میں حمزہ کے حق بجانب ہے اسکی لونڈیاں بھی آپ سے زیادہ
حسین ہیں ہر ایک ماہوش اور زہرہ جبین ہیں اور وہ قلعہ دیو ود میں ہے اسی سرحد میں ہے آسمان پری نے اس قلعہ کا
نقشہ کھنچوا کر کئی پریزادوں کو دیا اور حکم کیا کہ تم دنیا میں جا کر اس صورت کا جو قلعہ ہو اسمیں سے مہرنگار کو اٹھا لاؤ اسکو
میرے پاس جلد لیکر آؤ پریزاد حکم پاتے ہی نقشہ قلعہ کا لیکر روانہ ہوئے کہ مہرنگار کو آسمان پری کے پاس لائیں اب
جبتک اس داستان پر آؤں دو کلمے داستان ملک لندھور بن سعدان گردکے سناؤں واضح ہو کہ ملک لندھور
جب قید سے چھوٹکر شہر میں آئے جشن میں مشغول رہے اور سامان عیش عشرت کے بہم پہونچائے ایک پریزاد نے

دیو سفید کے آنیکے حال سے خبر دی اُسکے پہونچنے کی اطلاع کی لندھور جشن میں سے اُٹھ کر سفید دیو کی طرف گئے اور اُسکو قتل کیا ایک دن بھی ٹھہرنے نہ دیا راوی لکھتا ہے کہ اُسکی جنگ میں لندھور نے جو نعرہ مارا آواز اُس نعرہ کی امیر کے کان میں گئی وہ صدا اُنکی تمام میدان میں گئی اور امیر اُسوقت دیو شاطر سے لڑ رہے تھے اور امیر نے جو دیو شاطر کی جنگ میں نعرہ کیا اُسکی صدا لندھور کے کان میں پہونچی مگر دونوں حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے اور عجیب ماجرا ہے صاحبقراں کہتے تھے کہ پردۂ قاف میں لندھور کہاں اور لندھور کہتا تھا کہ قاف میں صاحبقراں کہاں جب لندھور سفید دیو کو مار چکا اور سر ناپاک اُسکے جسم نجس سے اُتار چکا بادشاہ سے کہا میں نے آپکے دشمن کو قتل کیا اب مجھ کو میرے گھر بھیجدیجیے اب تو وعدہ وفا کیجیے بادشاہ نے اُسیدم ایک تخت پر لندھور کو مع ارشیون پریزاد سوار کر کے دنیا کیطرف رخصت کیا دیوؤں کو اُنکے دنیا میں پہونچانیکا حکم دیا بہرام خاقان گرد چین کا حال سنیے کہ سگساروں پر فتحیاب ہو کے شبانہ روز اُسی فکر میں غلطاں و پیچاں رہتا تھا نہایت مضطرب و پریشان رہتا تھا کہ لندھور کو کون لیگیا یہ مجھ کو داغ تازہ دیگیا چنانچہ اُسدن بھی جیسے سرداران لشکر سے سر مجلس یہی ذکر تھا کہ یارو حیف ہے آجتک خسرو کا حال معلوم نہ ہوا کہ کدھر گئے اور کون لیگیا اُنکو کہاں ڈھونڈھوں کسطرح سے اُنکی تلاش کروں کہ اسمیں تخت خسرو ہند کا فلک پر سے قلعہ میں اترا بہرام دوڑ کر لپٹ گیا اور ہر شخص آنکر قدمبوس ہوا قلعہ میں شادیانے بجنے لگے نقارے مانند رعد کے گرجنے لگے خسرو ہند تخت پر جلوہ افروز ہوا اور محفل جشن کی برپا ہوئی مبارکباد کی آواز سامعہ پیرا ہوئی بہرام نے عین جشن میں خسرو سے کہا کہ میں سگساروں سے لڑ رہا تھا کہ ایک خط میرے روبرو کسی نے پھینکدیا میں نے وہ خط اُٹھا لیا اُس خط میں جو نیمچہ بنا ہوا ہے وہ عجیب حرفوں میں لکھا ہوا ہے ہرچند چاہا کہ اس خط کا مضمون دریافت کروں مگر کسی سے پڑھا نہ گیا کوئی آجتک اسکو پڑھ نہ سکا لندھور نے کہا لاؤ دیکھیں اگر ہم سے پڑھا جائے تو پڑھیں بہرام نے اُس خط کو منگا کر خسرو کے حوالہ کیا اُنکے ہاتھ میں دیا خسرو بھی اُسکو دیکھ کر متعجب ہوا مگر ارشیون نے پڑھ کر کہا یہ نیمچہ میرا ہے اور خط میری ماں کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے طلسم سے لکھ کر باہر پھینکدیا تھا تمہارے پاس اُسکے پہونچنے کا یہ سامان کیا تھا بہرام نے ارشیون کو چھاتی سے لگایا اور اُسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور اُسکو بہت پیار کیا اور جسنے ارشیون کو دیکھا وہ باغ باغ ہو گیا اور ہر طرف سے صدا بلند ہوئی کہ سراندیپ نئے سر سے آباد ہوئی سب چھوٹے بڑے کی خاطر شاد ہوئی

غائب ہونا زہرہ مصری کا بالائے قصر سے اور پہونچنا آسمان پری کے پاس

اب دو کلمہ داستان مصیبت زدہ فراق سراپا دیدہ اشتیاق ملکہ مہرنگار کی سنیے کہ شبانہ روز امیر کے فراق میں گریہ و زاری سے سروکار رکھتی تھی غیر از لخت جگر و خون دل کچھ کھاتی پیتی نہ تھی میلی کچیلی چھپر کھٹ میں پڑی رہتی تھی اگر زہرہ مصری یا طرار خوباں یا اور کوئی ندیم منھ دھونیکو کہتی تو اشک خونی سے منھ دھوتی اور اگر کوئی سنگار کو کہتا تو گوہر اشک پلکوں میں پروتی مصاحبوں نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو رفتہ رفتہ کہیں سودا ہو جائے ہر ایک چاہتی تھی کہ کسی طرح سے اُسکے دل مغموم کو

بہلانے اُسکی طبیعت کو کسی کھیل تماشے میں لگائے سب مگر اُسکو سمجھاتی رہتی تھیں اور قسمیں کھا کر کہتی تھیں کہ ملکہ بہت گئی تھوڑی
رہی ہے اب کوئی دن میں امیر آتے ہیں تمھارے اندوہ و غم سب خدا کے فضل سے دور ہوے جاتے ہیں پوشاک بدلیے کھانا
کھاتا کھائیے دل بہلائیے اگر آپنے اپنے کو تج دیا تو کیا امیر آئے تو اُسکو دیکھیں گے اور امیر کو کون دیکھے گا چلیے ذرا کوٹھے پر
ٹہلیے کسب ہوا کیجیے برائے خدا ہم لوگوں کو زیادہ رنج نہ دیجیے الغرض کہہ سنکر مہر نگار کو سقف محل پر لیگئیں اور سبزہ زار
صحرا کا تماشا دکھانے لگیں ادھر کا ذکر کرکے اُسکی طبیعت کو بہلانے لگیں تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک لکہ ابر کا نمودار
ہوا آسمان پر بادل سیاہ پیدا ہوا اور آہستہ آہستہ وہ ابر اس قصر پر آیا چاروں طرف چھایا برق درخشندہ چمکنے لگی بادل
گرجنے لگا دفعۃً واحدۃً اُس ابر سے ایک پنجہ پیدا ہوا غیب سے ایک ہاتھ ہویدا ہوا زہرہ مصری کو کہ مہر نگار کے برابر
کھڑی تھی اُٹھا لیگیا آنکی آن میں اُسکو اڑا لیگیا کوئی دہشت کے مارے آنکھ بند کرکے بیٹھ گئی اور کوئی دوڑ کر سیڑھیوں پر
منھ کے بھل جا گری عجب طرح کا تہلکہ ہوا کسی کو کسی کا ہوش نہ رہا سب محو حیرت ہو گئیں اپنے جی کا ہوش نہ رہا جب حواس
لوگوں کے بجا ہوے دیکھیں تو زہرہ مصری نہیں ہے عجب طرح کا کہرام پڑا محل میں آثار قیامت نمودار ہوے اب ذرا
حال زہرہ مصری کا سنیے اُسنے جو دیکھا کہ میں تخت پر بیٹھی ہوں اور تخت فلک پر اُڑا چلا جاتا ہے میری آنکھوں میں تمام
عالم سیاہ ہے کچھ مجھکو نظر نہیں آتا ہے حمالان تخت سے پوچھا کہ تم کون ہو اور مجھکو کہاں لیے جاتے ہو وہ بولے کہ آسمان پری
زوجۂ حمزہ نے ہمکو حکم دیا تھا کہ مہر نگار دختر نوشیرواں کو لے آؤ اس امر میں ہرگز دیر نہ لگاؤ سو ہم تمکو اُسکے پاس لیے جاتے
ہیں آسمان پری کے پاس تمکو پہونچاتے ہیں زہرہ مصری اپنے دلمیں سمجھی کہ حمزہ نے قاف میں بیاہ کیا ہے سو اسواسطے
اُسکی زوجہ نے مہر نگار کو بلایا ہے کہ مار ڈالے اُسکو قتل کرکے اپنے دل کا بخار نکالے یہ لوگ اُسکو پہچانتے نہیں تھے
حقیقت حال بھلا جانتے نہیں تھے مہر نگار سمجھ کر مجھکو لیے جاتے ہیں خوب ہوا کہ ملکہ مہر نگار کے سر پر سے تصدق میں ہی
ہوئی اُسکو خدا نے اس آفت سے بچایا مجھکو اُسکے عوض میں یہاں پہونچایا الحاصل جب زہرہ مصری گلستان ارم میں
پہنچی سرمہ سلیمانی اُسکی آنکھوں میں دیدیا تا ہر ایک کو دیکھے کوئی دیو پری اور جن اُسکی آنکھوں سے غائب نہ رہے
ہرگاہ آسمان پری کے سامنے اُسکو لے گئے آسمان پری اُسکے حسن و جمال کو دیکھ کر ٹھٹک رہ گئی اُسکی شکل و صورت دیکھ کر
متحیر ہوئی اور کہنے لگی کہ حمزہ کے حق بجانب ہے کیونکر نہ اُسکے فراق میں بیتاب ہووے اُسکی جدائی میں کیوں نہ اُس کا
اسطرح حال خراب ہوئے پھر زہرہ مصری کیطرف دیکھا اور مخاطب ہوکر پوچھنے لگی کہ مہر نگار دختر نوشیرواں
تو ہی ہے خوبصورتی میں شہرۂ آفاق اور مقبول خاطر پیر و جوان تو ہی ہے زہرہ مصری نے باادب تسلیم کرکے کہا
کہ میں عبد العزیز شاہ مصری کی بیٹی اور زوجہ مقبل وفادار نامے غلام حمزہ کی ہوں میری کیا مجال ہے کہ
مہر نگار کی ہمسری کروں زہرہ مصری میرا نام ہے مجھ سے بہتر بہتر چار سو بیٹیاں بادشاہان عرب و عجم و چین و ماچین
وغیرہ کی مہر نگار کی لونڈیاں ہیں خدمتگذاری میں سرفراز ہیں مصاحبت میں دمساز ہیں آسمان پری زہرہ مصری

کا ادب قاعدہ دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور پوچھنے لگی کہ سچ کہنا زہرہ مصری تجھے حمزہ کے سر کی قسم ہے میں خوبصورت
ہوں یا مہر نگار خوبصورت ہے زہرہ مصری نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ بے ادبی ہوتی ہے مہر نگار کی لونڈیوں کے پاؤں
کے تلوے کے برابر بھی آپ میں حسن نہیں کہاں آفتاب کہاں ذرۂ بے آب آسمان پری نے زہرہ مصری کی تقریر سنکر برہم
ہو کے حکم دیا کہ ہاں اسکو جلادوں کے حوالے کرو کہ اسکی گردن ماریں یہ کمال شریر اور بے ادب ہے بے تمیز مصاحبت
کے قابل کب ہے، جلاد زہرہ مصری کو قتل گاہ میں لیگئے اتفاقاً قریشہ کہ اُن دنوں میں ہفت سالہ تھی مگر جلوہ حسن میں ماہ
چہاردہ سالہ کو رشک سے گھٹاتی تھی حور بہشتی اُسکو دیکھ کر شرماتی تھی چھچہ ہاتھ میں لیے ہوئے بارگاہ میں جاتی تھی لوگوں کا
اجماع دیکھ کر زہرہ مصری کیطرف گئی جلاد سے پوچھا یہ کون ہے اور اس نے کیا قصور کیا ہے کہ اسکو قتل کرتا ہے کیوں
اس بیگناہ کی گردن پر چھری دھرتا ہے جلاد نے کہا میں کچھ نہیں جانتا کہ یہ کون ہے اور اسنے کیا قصور کیا ہے مگر شاہ پری
نے حکم دیا ہے قریشہ نے زہرہ مصری سے حال اُسکا پوچھا اُس نے مفصل بیان کیا قریشہ غصے کے مارے تھر تھر کانپنے لگی
اور زہرہ مصری کو اپنے ساتھ بارگاہ میں لیجا کر آسمان پری سے کہنے لگی کہ اُسنے تمھارا کیا قصور کیا ہے کہ اسکو پردۂ دنیا سے
بلا کر قتل کرنیکا حکم دیا ہے معلوم ہوا کہ اگر مہر نگار آتی تو اُسکو بھی قتل کرتیں نہ صاحبقران کا خیال رہتا نہ غضب خدا
ڈرتیں سنو وہ بھی ناموس صاحبقران ہے اور تم سے لاکھ درجے عزت و حرمت میں بہتر ہے کہ صاحبقران کی زوجہ
اول ہے بہرصورت تم سے سب باتوں میں افضل ہے کیا کروں کہ تم میری ماں ہو نہیں تو اس حرکت سے ایک نیمچہ
مار کے دو ٹکڑے کرتی ہرگز کسی سے نہ ڈرتی آسمان پری قریشہ کا غیظ دیکھ کر لرز گئی خاموش ہوئی کچھ نہ بولی ہرگز زبان
نہ کھولی بارے قریشہ نے اُسی دم زہرہ مصری کو تخت پر سوار کروا کے جو حمال لائے تھے اُنکو حکم دیا کہ جہاں سے اسکو
لائے ہو وہاں پہونچا آؤ میرا کہنا بجا لاؤ حمالان تخت کو اُٹھا کر روانہ ہوئے ہرگاہ دیو سمند ہزار دست کے مکان کے
اوپر کر اثنائے راہ میں اُسکا مکان تھا وہ تخت پہونچا اتفاقاً دیو سمند وں اسوقت اپنے رفیقوں کو لیے ہوئے شراب پی رہا
تھا اُسکی نگاہ جو تخت پر گئی دیوؤں کو حکم دیا کہ اس تخت کو لے آؤ یہ کون ہے اور اسکو کہاں لیے جاتے ہیں میرے سامنے لاؤ
دیو جو تخت کو لے آئے زہرہ مصری سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں جاتی ہے تیرا یہ رتبہ ہے کہ دیوؤں سے تخت اُٹھواتی
ہے اُسنے مفصل حال بیان کیا دیو سمندوں نے پریزادوں کو مروا ڈالا اور زہرہ مصری سے کہا کہ میرے بیٹے کا پالنا
ہلایا کر اُسکو بہت آرام سے سلایا کر زہرہ مصری ناچار اُسکے بیٹے کا پالنا جھلانے لگی گردش زمانے سے نئی مصیبت اُٹھانے لگی
خواجہ عمرو کا حال سنیے ہرگاہ شور و غل سنکر محل میں گیا معلوم ہوا کہ ایک پنجہ فلک پر سے پیدا ہوا اور زہرہ مصری کو
اُٹھا لیگیا غصہ کے مارے کانپ کر مہر نگار سے کہنے لگا کہ میں نے لاکھ دفعہ سمجھایا ہے اور تم کو خوب جتایا ہے کہ بے میرے
پوچھے کوئی امر نہ کرنا مگر میرا کہنا مؤثر نہ ہوا اگر وہ پنجہ تم کو اُٹھا لیجاتا تو میں حمزہ کو کیا جواب دیتا اور پھر تمکو کیونکر پاتا بارہ برس کی
محنت میری اکارت ہوتی اور سب میں میری ذلت اور حقارت ہوتی یہ کہکر تین کوڑے اس زور سے مہر نگار کی پیٹھ پر مارے

کہ وہ تلملا گئی کوڑونکی ضرب سے بلبلا گئی اور لوٹنے لگی اسطرح بیتاب ہو کر زمین پر لوٹنے لگی یہ حرکت عمرو کی مہر نگار کو نہایت ناگوار
ہوئی اور عمرو سے نہایت بیزار ہوئی دلمیں کہنے لگی کہ اگر امیر سے محبت نہ کی ہوتی تو ادنی ساربان زادے کے ہاتھ سے کوڑے
کیوں کھاتی اسطرح کی مصیبت کیوں اُٹھاتی اس سے بہتر بہتر میرے گھر میں غلام ہیں ہر خدمت میں نیکنام ہیں اُسوقت تو
کچھ بولی نہیں مگر جب آدھی رات گئی کمند لگا کر قلعہ سے نیچے اُتری اور اپنے بھائیوں کے خیمہ کیطرف گئی پھر دلمیں سوچی کہ بھائیوں
کے پاس نہ جانا چاہیے اُنکو اپنی صورت نہ دکھانا چاہیے ایک گھوڑا ہرمز کا چوکی میں لگا ہوا تھا ساز و سامان سے تیار کھڑا ہوا
تھا اور سائیس خفتہ بخت سو گیا تھا مردانہ بھیس کر نقاب چہرے پر ڈال گھوڑے پر سوار ہو جنگل کیطرف روانہ ہوئی عمرو کی
نظر سے پوشیدہ و پنہاں ہوئی عمرو کا حال سنیے ملکہ کو کوڑے مار کر جو محل سے باہر نکلا خجالت سے شب کو محل میں نہ گیا سوچا کہ
صبح کو عذر کر کے مہر نگار کو سمجھا لونگا آخر شب کو امیر نے اُسکے خواب میں آکر کہا کہ کیوں عمرو ایسا ہی کرتے ہیں جیسا تو نے
مہر نگار کے ساتھ کیا اُسکو ایسا رنج دیا تیری اس حرکت سے وہ سر بصحرا ہوئی ہزاروں تکلیفوں میں مبتلا ہوئی عمرو جو اس خواب
پریشان کو دیکھ کر گھبرا کے محل میں گیا دیکھے تو واقعی مہر نگار پلنگ پر نہیں ہے ادھر ڈھونڈھا اُدھر ڈھونڈھا کہیں پتہ نہ لگا
تب تو یہ مہر نگار کو نہ دیکھ کر بہت مضطر ہوا قلعہ کی فصیل پر جو چڑھا ایک طرف کو کمند لگی نظر آئی اُسکے چلے جانیکی عمرو
نے علامت پائی معلوم کیا کہ اسطرف سے مہر نگار اتر گئی مگر یہ دریافت نہ ہوا کہ کدھر گئی عمرو بھی اُسی کمند پر سے اُترا اور
مہر نگار کے پاؤں کے نشان پر چلا جاتے جاتے خیمہ ہرمز تک پہونچا وہاں پہونچکر ادھر اُدھر مہر نگار کا سراغ لیا دیکھا کہ ایک سائیس
باگڈور ہاتھ میں لیے سوتا ہے گھوڑا نظر نہیں آتا ہے سائیس خراٹے لگاتا ہے اُسکو جگا کر پوچھا کہ گھوڑا کہاں ہے وہ گھبرا کر ادھر
اُدھر دیکھنے لگا چاروں طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنے لگا عمرو نے جانا کہ مہر نگار یہاںتک آئی اور گھوڑے پر سوار ہو کر چلی گئی میری
حرکت سے بیزار ہو کر چلی گئی گھوڑے کے قدم کے نشان پر چلا یہ خیال کر اس سے اُسکا پتہ لگ جائیگا سراغ اُسکا ہاتھ آئیگا
مہر نگار کا حال سنیے کہ وہ صبح تک پچاس کوس پہونچی ناگہاں بادشاہ الیاس ترسالات پرست باز ہاتھ میں لیے اسطرف سے
نکلا مہر نگار ایک تنہ درخت میں آگئی اُسکی نظر بچا گئی اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک نقاب پوش مجھ کو دیکھ کر درخت کی آڑ
میں ہو گیا قریب جا کر پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے کہاں سے آیا ہے تیرا نام کیا ہے اور اس جنگل میں آنیکا کام کیا ہے مہر نگار
نے کہا میں مسافر ہوں گردش فلک مجھکو یہاں لائی ہے قسمت نے یہ مصیبت دکھائی ہے بادشاہ نے کہا کہ ہماری نوکری کرے گا
جواب دیا کہ ہمکو احتیاج نوکری کی نہیں ہے بادشاہ کو آواز سے شبہہ عورت کا ہوا ہاتھ بڑھا کر نقاب کو جو چہرے سے کھینچا
تو دیکھا کہ ایک عورت نہایت خوبصورت ہے اگر آفتاب اُس سے چار آنکھ کرے تو چکا چوندھی آوے اُسکے دیکھنے کی
تاب نہ لائے اُسی دم گھوڑے پر سے اُتار کے محافے میں سوار کیا بہت سا دلاسا دیا اور اپنے مکان پر لیجا کر ایک نفیس مکان
میں اُتارا سب سامان آسائش کا موجود کیا اُسکی طبیعت کو کمال خوشنود کیا جسوقت آپ جانیکا قصد کیا اُسکو ہاتھ لگانیکا
قصد کیا مہر نگار نے کہا خبردار اگر آگے قدم بڑھائیگا تو تو میرے ہاتھ سے بڑا صدمہ اُٹھائیگا بادشاہ ڈر کر اپنے مکان میں

چلا آیا بڑا غم وغصہ کھایا کہ افسوس ایسی پری ہاتھ آئے او رمفت میں کوری نکلجائے اتفاقاً اُسی روز خواجہ نہال سوداگر کہ
کسی زمانے میں نوشیرواں کا رفیق تھا او رمہرنگار کو اُس نے گودی میں کھلایا تھا اور اسکے سبب سے بہت سا نفع اُٹھایا
تھا مع تحائف وسوغات اُس بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ کو ملول دیکھکر سبب ملال پوچھا افسردہ دلی کا
حال پوچھا اُسنے راز دل اپنا بیان کیا ضمیر مخفی کو عیاں کیا کہ ایک پری جنگل سے میرے ہاتھ لگی ہے لیکن مجھسے راضی
نہیں ہوتی اسکو مجھسے انکار ہے او رمیری طبیعت اُسکے لیے بیقرار ہے خواجہ نہال نے کہا کہ اگر میں اُسکو دیکھوں تو افسوں پڑھکر
راضی کردوں ایک بات میں اُسکو تمھارا تابعدار کردوں بادشاہ نے اُسیوقت خواجہ نہال کو اپنے ساتھ لیجاکر دور سے وہ مکان
دکھا کر کہا کہ اسی مکان میں ہے خواجہ نہال نے دروازہ کی دراز سے جو دیکھا تو پہچان کر بے اختیار نام لیکر پکارا مہرنگار نے
بھی خواجہ نہال کو پہچان کے دروازہ کھولدیا اندر آنیکا حکم کیا خواجہ نے بعد دریافت حال کے چپکے سے ملکہ کو سمجھا دیا
اور اُسکو آگاہ کیا کہ اب تم خاطر جمع رکھو میں تم کو یہاں سے نکال لیجاتا ہوں اس بدطینت کے ہاتھ سے بچاتا ہوں ملکہ کو تشفی
دیکے بادشاہ کے پاس آیا اور عرض کی کہ نگہبانوں کو حکم ہوجائے کہ میں دن رات میں جسوقت اُس عورت کے پاس جاؤں
کوئی مجھ سے مزاحم نہ ہووے آپکے اقبال سے آج کے تیسرے دن میں اُسکو راضی کردونگا بر سر موافقت لاؤنگا بادشاہ نے خوش
ہوکر اُسکو خلعت دیا بہت کچھ دیکر خوش کیا خواجہ جو وہاں سے اُٹھا سوداگروں کے طویلے جو شہر میں تھے دیکھنے شروع کیے آخر
دو گھوڑے وحشاوے دار پسند کرکے مول لیے اُس مکان کے دروازے پر جسمیں مہرنگار رہتی تھی حاضر کیے اور اُسی رات کو
ایک پر ملکہ کو سوار کیا اور دوسرے پر آپ سوار ہوکے شہر سے نکلا شبا شب چلا ہی گیا صبح کو بادشاہ نے خواجہ کو طلب کیا فرودگاہ پر
نہ پایا ادھر نگاہبانوں نے آکر خبر دی کہ وہ عورت جو حضور نے اس مکان میں رکھی تھی نظر نہیں آتی مکان خالی پڑا ہے اُس کے
نکلجانے سے ہم کو تعجب بڑا ہے بادشاہ نے معلوم کیا کہ خواجہ نہال اُسے لے بھاگا اُسی دم فوج جرار لیکر اُسکے پیچھے روانہ ہوا دوپہر
کے قریب دن آیا ہوگا کہ ملکہ نے گرد وغبار دیکھکر خواجہ نہال سے کہا کہ اے خواجہ گھوڑے کی باگ اُٹھاؤ دیکھو بادشاہ آپہونچا
وہ بدنیت روسیاہ آپہونچا خواجہ تو اس گرد وغبار کو دیکھنے لگا مگر مہرنگار جنگل میں گھس گئی کہ اُس نالائق کی نظر سے پوشیدہ
ہوجائے وہ اُسپر قابو نہ پائے اتنے میں سواری بادشاہ کی خواجہ نہال کے متصل پہونچی خواجہ نہال جسطرح کھڑا تھا اُسیطرح
ہکہ بکہ رہگیا بادشاہ نے خواجہ کو قتل کیا اُس سے اپنا انتقام لیا اور مہرنگار کو تلاش کرنے لگا مہرنگار کا سراغ مثل عنقا نہ
پایا ہرچند کہ اُسکی جستجو میں رنج اُٹھایا ناچار ڈھونڈھ ڈھانڈھ کے مایوس اپنے گھر کو گیا اور مہرنگار دوسرے دن تک ہاں
سے کئی دن کی راہ پر پہونچی بھوک کے مارے بیچین تھی کہ ایک فالیز نظر آئی تب اُسکی طبیعت نے تسکین پائی فالیزبان سے
ایک سردہ طلب کیا اُسنے بہت سے سردے لاکر سامنے رکھدیے اُس نے اُس بھوک کی شدت سے سب تناول کیے مہرنگار
سردوں کو کھانے لگی اُسکی طبیعت ٹھکانے لگی اور وہ بھکوا قرمساق کم از نوزدہ سالہ نہ ہوگا مہرنگار سے کہنے لگا کہ اے جان بہ
اگر میرے پاس تو رہے تو میں بہت اچھی طرح سے تجھ کو رکھوں جو تو مانگے وہی دوں مہرنگار حیران ہوئی کہ یہ مسخرہ کیا بکتا ہے

جب سیر ہوکے سردے کھا چکی اور نیت بھر کے آسودگی پا چکی اُس سے پوچھا کہ تیرے کوئی اور بھی ہے یا نہیں وہ بولا کہ میرے
دس بیٹے گیارہ بیٹیاں اور ایک جورو ہے مہر نگار نے کہا کہ جب جورو تیرے پاس موجود ہے تو میں تیرے پاس کیونکر ہونگی
یہاں رہنے سے کیونکر خوش ہونگی قرمساق بولا کہ میں اُسکو طلاق دونگا تیری خاطر سے اُسکو علیحدہ کرونگا مہر نگار نے کہا کہ
اچھا تو جا اُسکو طلاق دے آ میں یہاں بیٹھی ہوں وہ سادہ لوح تو اپنی جورو کو طلاق دینے گیا اور مہر نگار اُسکے سردونکی
قیمت وہاں رکھکر گھوڑے پر سوار ہوکے چلتی ہوئی فالیز بان جو اپنی جورو کو طلاق دیکر فالیز پر آیا مہر نگار کو وہاں نہ پایا
چلا چلا کے کہنے لگا کہ بائے پری وائے پری کدھر گئی مجھ کو ملول کر گئی جورو اُسکی زمیندار کو لیکر کھیت پر آئی کہ اسکو معقول
کرے یہاں آکر اُسکو جو دیکھا تو وہ بائے پری وائے پری کہتا ہے اور روتا ہے سبھوں نے جانا کہ اسکو سایہ ہوگیا ہے اسکو
جنوں نے گھیرا ہے مہر نگار جو وہاں سے چلی شام اُسکو ایک جنگل میں ہوئی جدھر دیکھے اُدھر جانوران درندہ مثل شیر چیتا چرغ
بھیڑیا ارنا گینڈا ریچھ لنگور بندر نظر آتے ہیں جسکو پاتے ہیں پھاڑ کھاتے ہیں گھوڑے کو چھوڑ کر ایک درخت پر چڑھ کے بیٹھ رہی
صبح کو ایک شیر پیدا ہوا اور مہر نگار کے گھوڑے کو مار کر جدھر سے آیا تھا اُدھر چلا گیا مہر نگار نے درخت سے اُتر کے
گھوڑے کے ساز کو تو درخت سے باندھ دیا گھوڑے کے ضائع ہونے پر بہت تاسف کیا اور آپ پیادہ پا وہاں سے روانہ ہوئی
شام کو ایک بستی سے چند کھیت اُدھر ایک تالاب بہت وسیع نظر آیا اُسکے کنارے پر ایک درخت عظیم الشان پایا ملکہ اُسپر
چڑھ کر بیٹھ رہی صبح کو اُس بستی کے چودھری نے بارادہ غسل اپنی لونڈی کو پانی لانیکے واسطے تالاب پر بھیجا اُس نے اُس تالاب
میں مہر نگار کے چہرے کا عکس دیکھ کر جانا کہ میری صورت کا پرتو ہے گھمنڈ کے مارے خالی ٹھلیاں لیکر گھر کو پھر گئی چودھری
نے پوچھا کہ پانی لائی بولی کہ واہ واہ میں ایسے حسن و جمال پر پانی بھرونگی تمہارا کام کاج کیا لونڈیوں کی طرح کرونگی چودھری نے
پاپوش کاری معقول کرکے کہا کہ جا تجھہ جلد پانی لا خبردار ہرگز دیر نہ لگا کہ غسل کروں کثافت سے جی گھبرایا ہے خوب نہاؤں وہ پھر
گھڑا لیکر تالاب پر گئی مہر نگار ہنوز وہاں موجود تھی وہ پھر اُسکا عکس دیکھ کر چراغ پا ہوئی بے پانی بھرے گھر کو گئی اور اسی
گفتگوے اول کا اعادہ کیا چودھری نے پھر اُسے تنبیہ کرکے پانی لانیکو واسطے آمادہ کیا تیسری مرتبہ بھی وہ مہر نگار کا
پرتو دیکھ کر خالی گھڑا لیکر گھر کو پھر گئی اُسکو ایسا غرور نے گھیرا کہ سب کی حرمت اُسکی نظر سے گر گئی مہر نگار نے سوچا کہ اسکی یہ لونڈی
تالاب پر آئی اور فساد پیدا ہوا ہے شبہ پھر کوئی نیا شعبدہ ہویدا ہوا درخت سے اُتر کے ایک طرف کو راہی ہوئی لونڈی نے جو
پھر کے وہی گفتگو اپنے میاں سے کی اُسنے ناچار ہوکر آئینہ اُسکو دکھلا کر کہا کہ دیکھ تو مردار اپنی صورت کو اسی صورت پر گھمنڈ
کرتی ہے اُسنے جو آئینہ میں دیکھا تو صورت کریہ دکھلائی دی تب وہ اپنے دل میں غور کرکے بولی کہ تالاب پر چل کے میری صورت
کو پانی میں دیکھو تو معلوم کرو کہ میں سچ کہتی ہوں یا جھوٹ مجبور چودھری جی اور چند آدمیوں کو ساتھ لیکر اُسکے ہمراہ تالاب
پر گئے اگرچہ لونڈی نے اپنی صورت پانی میں بھی ویسی ہی دیکھی کہ جیسی آئینہ میں دیکھی تھی لیکن بیحیائی سے یہی کہے گئی کہ
میں اس حسن و جمال پر پانی تو نہیں بھرونگی ایسا ذلیل کام ہرگز نہ کرونگی لوگوں نے کہا شاید کسی پری کا اسکو سایہ ہوا ہے

اسکا علاج کیا چاہیے اور مہر نگار جو اُس درخت پر سے اُتر کر روانہ ہوئی دوسرے دن ایک فقیر کے تکیہ پر پہونچی وہ فقیر جاتیر
گروہ کا افسر تھا ایک بڑے انبوہ کثیر کا سردار سرور تھا مہر نگار کو دیکھکر مستفسر حال ہوا مہر نگار نے کہا کہ جولاہہ زادی ہوں
میرے باپ نے اس عالم پیری میں نکاح کیا ہے سوتیلی ماں نے مجھکو نکالدیا ہے تباہ و سرگرداں پھرتی ہوں اُس ماں کی بدمزاجی
اور بے محبتی سے حیران و پریشان پھرتی ہوں فقیر از بسکہ رحمدل تھا مہر نگار کا حال سنکر بولا کہ میں نے تجھکو اپنا فرزند کیا
میں نے تجھکو اپنی بیٹی بنایا اور تیری نیکذاتی کو پسند کیا فقیروں کو چھاندا بانٹ دیا کر اتنا کام ہر روز کیا کر اور سب گھر کا کام
اُسکے حوالے کیا تمام گھر کا اختیار کل اُسکو دیا مہر نگار شکر الٰہی بجا لاکر وہاں رہنے لگی اُس فقیر کی مہربانی اور التفات کا شکر و
سپاس رات دن کرنے لگی اب شاہ عیاران عیار کا حال سنیے مہر نگار کے ڈھونڈھنے کو جو نکلا کئی دن میں اُس بادشاہ کے
شہر میں پہونچا جو مہر نگار کو جنگل سے لیگیا تھا وہاں سے بھی سن گن لیکر روانہ ہوا فالیز بانکی کشت پر پہونچ کے باے پری وا
پری جو اُسکی زبان سے سنا جانا کہ یہاں بھی وہی آئی تھی ان سب مقاموں پر اُسکی تقدیر اُسکو لائی تھی وہاں سے اُس جنگل
میں پہونچا جہاں گھوڑے کو شیر نے مارا تھا اور مہر نگار نے ساز کو درخت سے باندھ دیا تھا وہاں سے آگے کا راستہ لیا تھا عمرو
نے ساز کو درخت سے کھولکر زنبیل کے سپرد کیا اور وہاں سے اُس بستی میں پہونچا جہاں چودھری کی لونڈی خبطی رہتی تھی وہاں سے
فقیر سرگروہ کے تکیے پر آیا پھرتے پھرتے اپنے تئیں آخر کو منزل مقصود پر پہونچایا دور سے دیکھا کہ مہر نگار فقیروں کو چھاندا
بانٹ رہی ہے آپ بھی بوڑھا بن کے نزدیک گیا مہر نگار اُسکو بھی کھانا دینے لگی خواجہ نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ اے ملکہ میں فقیر نہیں
ہوں تمہارا غلام ہوں عمرو اپنے قصور پر نادم ہوں میں تمہارا پرانا خادم ہوں اور کہاں کہاں کی خاک تمہاری تلاش میں نہیں چھانی
ہے ملکہ نے جو عمرو کو دیکھا لپٹ کر رونے لگی فقیر رونے کی آواز سنکر کہتا ہوا دوڑا کہ بیٹا خیر تو ہے ایسی زار زار کیوں روتی
ہو مہر نگار بولی کہ خیریت ہے یہی میرا باپ ہے فقیر اُسکو سمجھانے لگا کہ اے عزیز جان بیٹی کو کوئی اسطرح رکھتا ہے عمرو
بولا کہ کیا کروں محتاج ہوں شادی کہاں سے کر دوں اتنا سامان اور اسباب کہاں سے لاؤں فقیر نے پانچ سو روپیہ
عمرو کو دیے اور کہا کہ جلد اسکی شادی کر دے اس کام کے انجام سے نیکنامی ہے عمرو روپیہ اور مہر نگار کو وہاں سے لیکر
چلتا ہوا اثنائے راہ میں روپئے زنبیل میں رکھے اور مہر نگار کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھا اور پیٹھ پر لاد کے قلعہ کیطرف چلا
کہ اسکو قلعہ میں پہنچائیے اطمینان پائیے ہرمز و فرامرز نے بھی عیاروں سے خبر پائی تھی کہ رات کو مہر نگار خیمہ تک آئی
اور اُسنے اپنی صورت مردونکی طرح بنائی اور چوکی کے گھوڑے پر سوار ہو کر معلوم نہیں کدھر کو چلی گئی اور عمرو مہر نگار کی
تلاش میں گیا ہے اور وہ اُسکی تلاش میں راہی ہوا ہے بایکدیگر صلاح کی کہ سوا اس پہاڑ کے دریکے اور کوئی راہ اسطرف
آنیکی نہیں ہے دوسری جانب تو گنجائش جانیکی نہیں ہے عیار ہمارے کمین گاہ میں لگے ہیں جسوقت عمرو آئے اور
مہر نگار کو اپنے ہمراہ لائے مہر نگار کو اُس سے چھین لیں ہرگز اُسکو قلعہ میں جانے نہ دیں اور قابو پڑے تو اُسکو بھی
مار ڈالیں اور اگر جیتا ہاتھ آئے تو کیا کہنا ہے پھر ہمیشہ اُسکے ہاتھ سے مطمئن رہنا ہے چار سو عیار دامن کوہ میں چھپکر بیٹھے

اور عیاروں کی ڈاک بٹھائی کہ جسوقت عمرو آئے عیار کمینگاہ سے نکلکر اُسکو گھیر لیں فوراً ہم کو خبر ہووے کہ ہم بھی کچھ لوگ منتخب ساتھ لیکر عیاروں کی مدد کو پہونچیں کہ اُنکے دلمیں ہراس نہ آئے کوئی شخص پسپا نہ ہو جائے اور جن لوگوں کو ساتھ لیجانے کیلیے تجویز کیا تھا اُنکو حکم دیا کہ کسیوقت کمر نہ کھولیں اور گھوڑوں کی بدلی رہے چنانچہ عمرو جب پشتارہ لادے ہوے دامن کوہ کے نزدیک پہونچا چارسو عیاروں نے کمینگاہ سے نکلکر عمرو کو گھیر لیا چاروں طرف سے محاصرہ کرکے اُسکو خوب تنگ کیا عمرو نے بھی سپر تلوار اپنی سنبھالی شمشیر آبدار میان سے نکالی ہرمزو فرامرز نے جو عمرو کے گھرنے کی خبر پائی اُسکے گھرنیکی کیفیت سن پائی فی الفور مع اشخاص معین چڑھ دوڑے عمرو شاہزادونکو دیکھ کر بہت گھبرایا اپنے دلمیں وسواس لایا کہ اُنکے ساتھ آدمیوں کی کثرت ہے دشمنوں کی بہت جمعیت ہے میں اکیلا ہوں سو بھی باربردار ہوں اس پشتارے کے اُٹھانیسے اور بھی مجبور رونا چارہوں دعائیں مانگنے لگا آناً فاناً میں نقابدار نارنجی پوش چالیس ہزار سوار سے آپہونچا عمرو کی مدد کرنیکو بحکم خدا پہونچا اور جہاندار کابلی اور جہانگیر کابلی برادران شدوین کو قتل کرکے ہرمزو فرامرز کی تمام جمعیت کو پریشان کیا سب اُسکے ہمراہیونکو سرگرداں کیا بہت سے کافر مارے گئے جنھوں نے فرار کو قرار پر ترجیح دی وہی جانبر ہوے دائرۂ مقتولان سے باہر ہوے ہرمزو فرامرز شکست کھاکر شکستہ خاطر جہاندار کابلی و جہانگیر کابلی کا ماتم کرتے ہوے اپنے لشکر میں آئے خوب صدمے اُٹھائے اور نقابدار عمرو کو قلعہ ترک میں پہونچاکر اپنے مسکن کیطرف راہی ہوا عمرو نے قلعہ میں جاکر ملکہ کو محل میں داخل کیا مہر نگار کیطرف سے اطمینان حاصل کیا اور مکرر عرض کرکے اپنا قصور معاف کروایا اس خدمتگذاری سے سب اُسکا رنج والم بھلایا اب جبتک اُنکی داستان پر آؤں دو کلمہ داستان صاحبقران گیتی ستان کے سناؤں کہ قلعہ گلستان ارم سے نکلکر چالیس دن تک دیوانہ وار سر بصحرا چلے گئے اُن لوگوں کی بیوفائی سے عاجز ہوکر تن تنہا چلے گئے اکتالیسویں دن ہوش میں آئے دیکھیں تو سامنے ایک قلعہ ہے مگر دروازہ اُسکا بند ہے اور دیو اُسکو گھیرے ہوے کھڑے ہیں اُسکے دروازے پر حفاظت کیلیے اڑے ہیں امیر نے ایک نعرہ اس زور سے کیا کہ قلعہ تک ہل گیا اور اکثر دیوؤں کے کان کے پردے پھٹ گئے جو سامنے کھڑے تھے ہٹ گئے لشکر دیو کا جو سردار تھا اُسنے امیر کو دیکھ کر پہچانا اور برو آکر کہنے لگا کہ یا صاحبقران تمنے تمام گلدستۂ قاف کو برباد کیا ہے تمنے بڑا بُرا افساد کیا ہے میں تم کو خوب پہچانتا ہوں میں تمھاری حقیقت کو خوب جانتا ہوں آج تم میرے قابو میں آئے ہو اب جیتے نہیں بچتے یہ کہکر ایک وار شمشاد امیر کے سر پر ماری امیر نے اُسکو خالی دیکر ایک ہاتھ حمائل کا ایسا لگایا کہ ایک طرف کا ہاتھ اور سر اور گردن نصف کمر تک کٹ گئی اور زمین پر گر پڑا فوج اُسکی امیر کی ضرب دیکھ کر بھاگی قلعہ میں جو گاؤپاؤں کی قوم رہتی تھی بادشاہ اُنکا طلوع نام قلعہ سے برآمد ہوا اور امیر سے بغلگیر ہوکر بکمال عزت و توقیر امیر کو قلعہ میں لیگیا اور بڑے کرّو فر سے امیر کی دعوت کی بڑی عزت و حرمت کی امیر نے بعد انفراغ دعوت اُس سے پوچھا کہ تو مجھ کو دنیا میں پہونچا سکتا ہے اس سفر کی سرگردانی اور مصیبت سے مجھ کو چھڑا سکتا ہے اُسنے کہا پہونچا کیوں نہیں سکتا ہوں مگر آسمان پری نے منادی کروادی ہے کہ جو آپ کو دنیا میں پہونچا دیگا وہ میرے ہاتھ سے بڑی ایذا پاویگا لیکن یہ جوکھوں بھی

مجھے قبول ہے اگر آپ میری بیٹی کو قبول کریں امیر نے فرمایا کہ حاشا عقد کرنا مجھے منظور نہیں ہے اس ملک کے لوگوں سے میری طبیعت مسرور نہیں ہے وہ بولا کہ اگر میری بیٹی سے عقد نہیں کرتے تو رخ نامے ایک جانور میرا حریف ہے اسکو مار ڈالیے اس دشمن کی خلش میرے دل سے نکالیے ان دونوں شرطوں میں سے ایک کو بھی اگر آپ پورا کرینگے تو میں آپ کو دنیا میں پہونچوا دیتا ہوں آسمان پری کے نزدیک یہ ٹوکرا بدنامی کا اپنے سر پر لیتا ہوں امیر نے کہا کہ شرط ثانی مجھے قبول ہے اس جانور کو جو تیرا حریف ہے چلکر مجھے دکھا دے طلوع نے اپنے آدمی امیر کے ہمراہ کیے کہ اس جانور کو دور سے بتا کر دکھا دو اسکا نشان اچھی طرح سے بتا دو صاحبقران نے جا کر ایک گوہچہ سفید دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون مکان ہے کس صاحب شوکت وشان کا یہ ایوان ہے ہمراہیوں نے کہا کہ یہ گوہچہ نہیں ہے یہ اسی جانور کا انڈا ہے جو دشمن طلوع بادشاہ ہے اسی کے خوف سے اسکا حال تباہ ہے معلوم ہوا کہ وہ اسوقت کسی طرف کو چرنے گیا ہے امیر جا کر اس انڈے کے متصل چھپ رہے کہ جب وہ آئے تو کچھ کرنیکی صورت کیجائے جب وہ جانور اپنے انڈے پر آکے بیٹھا اسکے اوپر پر پھیلا کے بیٹھا امیر نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بہت قوی ہیکل ہے اسکا ہاتھ آنا مشکل ہے اور یقیناً دنیا کیطرف بھی جاتا ہوگا یہ سب طرف کی ہوا کھاتا ہوگا چلو اسکا پاؤں پکڑ کے نعرہ مار دیں گھبرا کر یہاں سے اڑیگا دنیا کیطرف جائیگا اسکے ذریعہ سے دنیا کا پہونچنا ہاتھ آئیگا یہ منصوبہ کرکے امیر نے اسکے پاؤں کو پکڑ کے اس زور سے نعرہ کیا کہ گھبرا کر وہ اڑا مگر جب بحر اخضر کے درمیان میں پہونچا اس زور سے امیر کے ہاتھ میں چونچ ماری کہ امیر کا ہاتھ کمزور ہو گیا اور اس جانور کا پاؤں ہاتھ سے چھوٹ گیا سررشتۂ امید ٹوٹ گیا امیر کا نیچے پہونچنا تھا کہ خواجہ خضر والیاس نے ہاتھوں ہاتھ امیر کو لیکے خشکی میں لٹا دیا کہ آرام پائیں کسیطرح کی اذیت اٹھائیں مگر امیر اس صدمہ سے بیہوش ہو گئے اب آسمان پری کا حال سنیے کہ ایکدن عبد الرحمن سے کہا کہ دیکھو تو امیر کہاں ہیں اور کیونکر ہیں دنیا میں پہونچ گئے یا ہمارے ملک کے اندر ہیں عبد الرحمن نے زائچہ کھینچکر حکم لکھ کے سنایا کہ امیر گاؤپاؤں کے قلعہ تک پہونچے تھے اور طلوع گاؤپا کو دیو گھیرے ہوئے کھڑے تھے امیر نے دیوؤں کو مار کر طلوع کی جان بچائی انکی مدد سے اسنے بڑے مخمصے سے رہائی پائی اسنے امیر کی دعوت کی سب طرح راحت دی امیر نے اسکو دنیا میں پہونچانیکا پیغام دیا اس نے انکا کہنا قبول نہ کیا اور آپ کی منادی پھروانا بیان کرکے کہا کہ یہ جو کھوں میں تب اٹھاتا ہوں کہ آپ میری بیٹی سے عقد کرلیں اسکو اپنے نکاح میں لائیں اپنی جورو بنائیں امیر نے کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ حاشا یہ مجھ سے نہ ہوگا کہ میں اس سے عقد کروں اور بلا میں پھنسوں تب اس نے کہا کہ اگر عقد نہیں کرتے ہو تو رخ جانور میرا دشمن ہے اسکو مار ڈالیے یہ کھٹکا میرے دل سے نکالیے میں آپکو دنیا میں پہونچوا دونگا یہ کام آپ کا ضرور کرونگا امیر نے کہا کہ اس جانور تک پہونچوا دے اسکا مکان دکھا دے چنانچہ اسنے امیر کو اس جانور تک پہونچا دیا امیر نے بجائے خود تجویز کیا کہ عجب نہیں کہ یہ جانور دنیا کیطرف جاتا ہو اسکے پاؤں پکڑ کے نعرہ مار کر لٹک گئے وہ جو وہاں سے اڑا بحر اخضر پر آکر امیر کے ہاتھ کو زخمی کیا اپنا پاؤں چھڑا لیا انکو تلے گرا دیا امیر نیچے گرے آسمان پری اس تقریر کو سنکر بہت روئی اور فریشہ

کو مع لشکر قہار قلعہ گاڈوپلک کے اوپر بھیجا اور کہدیا کہ گاڈوپا تو کیا جانور ہے جانور تک اس شہر کا جینا نہ بچنے پاوے ہر شخص
تہ تیغ آئے اور آپ بحر اخضر کیطرف گئی لیکن حضرت خضر والیاس کو دیکھ کر شرم کے مارے سامنے نہ گئی انکی نظر
سے غائب رہی ہر گاہ امیر کو ہوش آیا امیر نے خواجہ خضر والیاس سے آسمان پری کی نالش کی انھوں نے فرمایا کہ یا امیر
بہت گئی تھوڑی رہی ہے گھبرانے کا مقام نہیں ہے رنج کھانیکا مقام نہیں ہے آسمان پری یہیں آئی تھی مگر ہم کو دیکھ کر
بخجالت سے الٹی پھر گئی اپنی شکل ہم کو نہ دکھائی ہمارے سامنے نہ آئی امیر نے عرض کی یا حضرت مجھ کو قلعہ گاڈویا میں
پہونچا دیجیے اتنی مہربانی کیجیے کہ اس مردود سے اپنا عوض لوں اسکو زیر کروں حضرت خضر نے امیر کو قلعہ گاڈوپا
میں پہونچا دیا انکے کہنے پر عمل کیا امیر دیکھیں تو تمام شہر ویران ہے بستی سنسان ہے چڑیا تک نہیں کھائی دیتی امیر نے حضرت
خضر سے پوچھا کہ یا حضرت اس قلعہ کے رہنے والے کہاں گئے ایک آدمی بھی نظر نہیں آتا ہے اس ویرانے کے دیکھنے
سے تو دل گھبراتا ہے خواجہ خضر نے فرمایا کہ یہ جو کچھ حادثہ بالفعل تم پر گذرا عبد الرحمٰن سے آسمان پری کو معلوم ہوا
اُسنے قرلیشہ کو بھیجکر اس شہر کو بے چراغ کیا ایک ایک شخص کو چن چن کے مار ڈالا یہ کہکر خضر تو وہاں سے غائب ہوئے
اور امیر تین دن تک اس شہر میں تنہا رہے چوتھے دن صحرا کیطرف چلے آٹھویں دن ایک قلعہ نظر آیا وہاں البتہ کچھ آبادی
کا نشان پایا قریب جاکر دیکھیں تو قلعہ مدائن کا معلوم ہوتا ہے برج فصیلیں اور تلشاد کام موجود ہے قلعہ کے اندر جو گئے تو
وہی مکانات جو قلعہ مدائن میں تھے دکھائی دیئے مگر آدمی کوئی نہیں نظر آیا ہر قلعہ مکان کا خالی پایا سخت متحیر ہوے کہ
آدمی اسکے کہاں گئے نہر نگار کی مجلس اکیطرف گئے شعر تک امیر کے لکھے ہوے اسکی محراب پر موجود تھے مگر رہنے والے
نیست و نابود تھے وہاں سے چہل ستون کو دیکھتے ہوے باغداد میں گئے جب باغ داد سے ہفت بہشت میں پہونچے دیکھا
کہ ایک دیو طویل القامت قوی الجثہ کھڑا ہوا ہے امیر کو دیکھ کر کلکاریاں مارنے اور کہنے لگا کہ آدم زاد اس قلعہ کے آباد
کرنیکی مجھ کو بہت آرزو ہے آٹھ پہر اسی کی جستجو ہے کہ دنیا میں مدائن نامے ایک شہر ہے یہ نقل اسی کی میں نے بنوائی ہے
اسکے بنانے میں میں نے بڑی دقت اٹھائی ہے دو آدمی لایا بھی ہوں اور آدمی لایا چاہتا ہوں اس قلعہ کو آدمیوں
سے بسایا چاہتا ہوں چونکہ تو آپ سے آیا ہے اللہ نے خود بخود تجھ کو یہاں پہونچایا ہے اسواسطے تجھ کو اس قلعہ کا بادشاہ کرونگا
اس قلعہ کی حکومت بالکل تجھے دونگا امیر نے پوچھا یہ کون اقلیم ہے وہ بولا کہ قاف ہے امیر نے فرمایا کہ تو مجھ کو بھی پہچانتا
ہے میرا نام جانتا ہے وہ بولا کہ میں نے آج کے سوا تجھ کو کبھی دیکھا بھی نہیں پہچانوں کیونکر امیر نے کہا کہ زلزال قاف
میرا ہی نام ہے میرا آوازہ جوانمردی و شجاعت مشہور خاص و عام ہے اُسنے پوچھا کہ عفریت و اہرمن کو تو ہی نے
مارا ہے انکا سر شمشیر آبدار سے تو ہی نے اتارا ہے امیر بولے کہ ہاں کیا موقوف ہے بہت سے دیو میں نے مارے ہیں
وہ بولا کہ تو اس قلعہ کو برباد کریگا یہاں بھی ویسا ہی فساد کریگا میں تجھ سے دیوان قاف کا بدلا لونگا اور تجھ کو
بہت ذلیل کرونگا یہ کہکر آسیا سنگ امیر پر اُسنے مارا امیر نے بقوت بازو اسکو روکر کے ایک ہی ہاتھ میں کام

اُس ناکام کا تمام کیا چستی و چالاکی سے اپنا کام کیا امیر سکو لیکے ایک دالان میں گئے وہاں دیکھا کے صاحب حسن و جمال بیٹھے ہوئے تھے باذیب و زینت
مکان بیٹھے ہوئے تھے امیر نے پوچھا کہ تم کون ہو وہ بولے کہ ہم ایک سوداگر کے بیٹے ہیں باپ ہمارا مر گیا تھا ایک دیو جس کا یہ مکان
ہے ہم کو اُٹھا لایا ہے اُس ظالم نے ہم کو اس مصیبت میں پھنسایا ہے آپ بتلائیے کہ کون ہیں امیر نے فرمایا کہ مجھ کو قدرت اللہ
سیف اللہ قدرت الرحمٰن زلازل قاف کوچک سلیمان کہتے ہیں شجاعت و دلاوری میں سب مجھ کو یکتائے زمان
کہتے ہیں دنیا سے آ کر تمام دیوان قاف کو مارا ہے اور اس دیو کو بھی جو تمہیں اُٹھا لایا تھا ابھی قتل کیا ہے اس مردود
سے بھی اپنا بدلا لیا ہے اب تم خاطر جمع رکھو تم کو دنیا میں پہونچا دونگا انشاء اللہ کام تمہارا بھی کرونگا تب وہ لڑکے امیر کے
قدموں پر گر پڑے اور بہت خوش ہوئے صاحبقران نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے ایک بولا کہ مجھ کو خواجہ آشوب
کہتے ہیں اور دوسرے نے کہا کہ میرا نام خواجہ بہلول ہے امیر نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالےٰ میں دنیا میں چلکر ایک کو
تم میں سے اپنا وزیر کرونگا اُسکو ایک منصب عالی دونگا اور دوسرے کو بخشی کرونگا وہ بولے کہ جب جیتے جی دنیا میں
پہونچیں گے تب تو وزیر و بخشی کہلاوینگے ہم تو یہ جانتے ہیں کہ کبھی خلاصی نہ پاوینگے اس مصیبت میں مر جائیں گے امیر
نے دونوں کی تشفی کی بہت سے دلاسے دیے کہ خدا چاہتا ہے تو عنقریب دنیا کو چلتے ہیں اس بلا سے نکلتے ہیں یہ کہہ کر
اُن کو ہمراہ لیکے قلعہ سے باہر نکلے وہ دونوں بھی اُن کے ساتھ برابر نکلے اور ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھ کر
کلیچہ خضر نکالا آپ بھی کھایا اور انکو بھی کھلایا امیر کی عنایت سے اُن دونوں نے بہت آرام پایا ایک گھڑی
کے بعد ایک دیو دار شمشاد کاندھے پر رکھے ہوئے دکھائی دیا امیر کا آکر مقابلہ کیا امیر سے کہنے لگا کہ اے آدم زاد
سیاہ سر دندان سفید ضعیف الجثہ تو میرے دربان کو مار کے ان لڑکوں کو لیکر کہاں جاتا ہے تیرے دل میں میری طرف سے
ذرا خوف نہیں آتا ہے تو نہیں جانتا کہ میرا نام معمار دیو ہے تمام قاف میں مجھ سے زیادہ کون خونخوار دیو ہے امیر
نے پوچھا یہ قلعہ مدائن کی نقل تو ہی نے بنایا ہے اور اس قلعہ کو تو ہی نے رونق دی ہے اور تو ہی نے بسایا ہے وہ بولا کہ
اسکو بھی میں نے ہی بنایا ہے اور جہانتک کہ مکانات حضرت سلیمان پردہ ہائے قاف میں واقع ہیں سب میرے ہی ہاتھ
کے بنائے ہوئے ہیں یہ کارخانے جو تم دیکھتے ہو یہ نقشے میرے ہی جمائے ہوئے ہیں اب تو بتلا کہ تیرا کیا نام ہے تجھ کو یہاں
آنیسے کیا کام ہے امیر نے کہا کہ آسمان پری جو پریزادوں کے بادشاہ کی بیٹی ہے میں اُسکا شوہر ہوں نام میرا زلازل قاف
کوچک سلیمان ہے میری شجاعت اور دلاوری تمہارے دیار میں زبان زد ہر پیر و جوان ہے وہ بولا کہ یہ کہو گلدستہ قاف
آپ ہی کا برباد کیا ہوا ہے مگر آج آپکی قضا یہاں لائی ہے معلوم ہوا کہ تمہاری موت میرے ہاتھ سے آئی ہے یہ کہکر دار شمشاد
امیر کے سر پر ماری امیر نے اُسکو خالی دیکر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا ایسا سو تواں مارا کہ مانند خیار تر دو ٹکڑے ہو گیا تسمہ
باقی نہ رہا لڑکوں نے جو امیر کی یہ قوت و شجاعت دیکھی بہت خوش ہوئے اور خوش طبعی سے کہنے لگے کہ واہ میاں قدرت اللہ
تم تو بڑے ہی زور آور ہو سبحان اللہ کیا کہنا ہے بڑے شجاع اور دلاور ہو ہم تمہارے ساتھ ضرور رہیں گے اور جہاں جاؤ گے

وہاں چلیں گے جو تم کہو گے وہی کرینگے معلوم ہوا کہ تم اپنے ناموں کی برکت سے ایسے ایسے زبردست دیوؤں کو مارتے ہو نہیں تو آدمی میں یہ کہاں قدرت و طاقت ہے کہ دیو کو اس آسانی سے مارے انکا سر انکی گردن سے اس طور سے اُتارے ہم اپنا بھی نام یہی رکھینگے الغرض امیر بھی لڑکوں سے خوش طبعی کرتے ہوئے چلے وہ لڑکے بھی اُنکی محبت کا دم بھرتے ہوئے چلے قلعہ سیاہ بوم میں جو شیر مارا تھا اُسکی کھال کو دو ٹکڑے کر کے نصف بہلول اور نصف آشوب کو دی اور ایک کا نام جہاندار قلندر اور دوسرے کا نام جہانگیر قلندر رکھا دونوں کو ہر بات میں برابر رکھا جب آفتاب خط استوا پر پہونچا امیر ایک درخت کے سایہ میں پوست کر گدن بچھا کر لیٹے ہوا سرد تھی لیٹتے ہی سو گئے تھکے ماندے تھے غافل ہو گئے لڑکے اُٹھ کر دریا میں کہ متصل اُس درخت کے جاری تھا نہانے لگے آپس میں پانی کے چھینٹے اڑانے لگے ناگہاں جنگل کیطرف ایک دیو نمودار ہوا بہلول نے اپنے بھائی سے کہا کیوں بھائی وہ نسخہ یاد ہے چلو ہم تم ملکر اس دیو کو مار لیں اس مردود کو قتل کریں دونوں بایکدیگر صلاح کر کے اُس دیو کو للکارے کہ او مردار خوار کہاں آتا ہے دیکھ ابھی تو ہمارے ہاتھ سے جہنم میں جاتا ہے نہیں جانتا کہ ہم قدرت اللہ و سیف اللہ ہیں تم لوگوں کی حقیقت سے خوب آگاہ ہیں یہ کہتے ہوئے اُس دیو کیطرف چلے جب دیکھا کہ دیو ڈرتا نہیں چلا ہی آتا ہے ہماری بات کو کچھ خاطر میں نہیں لاتا ہے تب تو ڈر کے صاحبقران کو جگا دیا اُسکے حال سے جلد آگاہ کیا امیر نے دیکھا کہ ایک دیو عظیم الجثہ ہاں ہاں کرتا چلا آتا ہے جب نزدیک آیا امیر نے نعرہ اللہ اکبر کر کے اسکو زمین پر دے مارا اور چھاتی پر چڑھ کے خنجر سے اُسکا گلا کاٹ کے پھینکدیا اُسکو واصل جہنم کیا اور لڑکوں سے کہا کہ خبردار خبردار پھر کبھی ایسی جرأت نہ کرنا نہیں تو مفت مارے جاؤ گے ان مردودوں کے ہاتھ سے ہرگز نجات نہ پاؤ گے یہ کہکر ایک سمت کو چلے پانچویں دن دریا کے کنارے ایک جہاز عظیم الشان دیکھا مال اُسپر لادا جاتا تھا متصل جا کر اُسکے خلاصیوں سے پوچھا کہ یہ جہاز کسکا ہے اور کہاں جائیگا کس شہر میں لنگر کرائیگا وہ بولے کہ یہ جہاز سعید بازرگان کا ہے اور دنیا کیطرف جائیگا وہیں پر قرار پائیگا امیر نے فرمایا کہ ہم تین آدمی بھی دنیا کیطرف جانیوالے ہیں جو کچھ قول فرما دیجیے ہم بھی دیں اور جہاز پر بیٹھ لیں اور عنایت کا شکر کریں لوگوں نے کہا کہ ہم کو یہ اختیار نہیں ہے آپ جہاز کے مالک سے گفتگو کیجیے اس سے سوار ہونیکی اجازت لیجیے امیر نے خواجہ سعید سے ملاقات کر کے کہا کہ ہم بھی دنیا کو جانیوالے ہیں اُسی طرف کو ہم بھی رخت عزیمت اُٹھانیوالے ہیں جو کچھ قول فرما دیجیے دینے کو حاضر ہیں خواجہ سعید نے بہت سا اخلاق کر کے امیر سے کہا کہ قول اسکا یہ ہے کہ آپ میری بیٹی سے عقد کر لیں امیر نے کان پر ہاتھ رکھا کہ یہ نہ ہوگا مجھے نکاح کرنے سے انکار ہے طبیعت میری اس امر سے بیزار ہے سوداگر امیر کے انکار سے ناخوش ہوا امیر تو اُٹھ کر چلے آئے سوداگر کے کلام اُنکو نہ بھائے مگر لڑکوں نے سوداگر سے کہا کہ اگر ہماری بھی شادیاں کر دو تو ہم امیر کو راضی کر دیتے ہیں اس امر کا ذمہ ہم لیتے ہیں سوداگر نے کہا کہ میں نے قبول کیا لڑکوں نے امیر سے کہا میاں قدرت اللہ شادی کیوں نہیں کرتے دنیا میں بھی پہونچ گے اور مفت میں جورو بھی پاؤ گے پھر کیسے کیسے مزے اُٹھاؤ گے امیر نے فرمایا کہ میں شادی نہیں کرنے کا اس وادی میں ہرگز

قدم نہیں دھرنے کا لڑکے بولے کہ میاں قدرت اللہ شادی تو تمھیں کرنی ہوگی آپ کا انکار کچھ کام نہ آئیگا ہم دیکھتے ہیں کہ آپکو بچ دکھائیگا امیر نے کہا کیا تمھاری زبردستی سے میں شادی کرونگا اپنے تئیں مصیبت میں پھنساؤنگا لڑکوں نے کہا کہ البتہ ہماری زبردستی سے شادی کرنی ہوگی امیر انکی اس گفتگو سے ہنس پڑے اور کہا کہ اچھا اگر تمھاری ایسی ہی زبردستی ہے تو میں شادی کرونگا تم تو کسیطرح ملال نہ دو دونگا لڑکے خوشی خوشی سوداگر کے پاس دوڑے آئے اور آپس کے کلام سنائے اور کہنے لگے کہ لو صاحب ہم نے انکو راضی کیا اس بات پر ہم نے ان سے عہد مستحکم لیا اب آپ اپنی بیٹی سے عقد کر دیجیے محفل عروسی کا سامان کیجیے سوداگر نے جھٹ پٹ امیر کا نکاح اپنی بیٹی سے اور ان لڑکوں کا نکاح ایک دوسرے شخص کی لڑکیوں سے کرویا اس کام کا انجام بخوبی کیا صبح کو امیر جو دیکھیں تو آسمان پری امیر کے پاس سوتی ہے اور وہ سوداگر عبدالرحمن ہے عجب معاملہ اور نیا سامان ہے چونکہ امیر نے آسمان پری کو غیظ میں طلاق دی تھی لہذا اس تدبیر سے عبدالرحمن نے دوبارہ امیر کا عقد آسمان پری کے ساتھ کردیا بموجب شرع آسمان پری کو پھر مباح کیا آسمان پری امیر کے قدموں پر گر کے گڑگڑانے لگی اور اپنی عاجزی جتانے لگی اور عبدالرحمن نے بھی امیر کے قدمونکو ہاتھ لگایا بہت الحاح سے پیش آیا کہ آجتک جو قصور ہوا معاف فرمائیے اگلی باتوں کا خیال کچھ دلمیں نہ لائیے بار دیگر اگر کوئی قصور ہو تو معاف نہ کیجیے گا پھر جو آپکے جی میں آئے سزا دیجیے گا آسمان پری بولی کہ یا امیر نفس الامر میں اب میں آپ کو دنیا کیطرف بھیجدونگی مجھ کو قسم ہے کہ اب قصور نہ کرونگی ناچار امیر اُن دونوں لڑکوں سمیت آسمان پری کے ہمراہ گلستان ارم میں گئے آسمان پری نے چھ مہینے تک جشن کیا امیر نے پھر ایک دن آسمان پری سے کہا کہ اے آسمان پری مجھ کو اب رخصت کر کہ یہاں کے رہنے سے میرا جی بہت تنگ آیا ہے میں نے اپنے اہل و عیال کی مفارقت سے بہت صدمہ اُٹھایا ہے آسمان پری بولی کہ یا امیر انشاء اللہ تعالے کل صبح آپ کو رخصت کرونگی لیکن یہ تو فرمائیے کہ پھر بھی کبھی یہاں آؤگے اپنی صورت پھر بھی کبھی دکھلاؤگے امیر نے کہا کہ اے ملکۂ قاف جس طرح تمھارا مجھکو یہاں اشتیاق ہے اسیطرح وہاں تمھارا اشتیاق ہوگا تمھارے دیکھنے کا میرا دل مشتاق ہوگا آسمان پری امیر کی اس بات سے بہت خوش ہوئی اور صبح کو بارگاہ میں تخت سلطنت پر بیٹھ کر اُن چار دیوونکو کہ ہمیشہ امیر کو لیجاتے تھے طلب کیا اور پہلے اُن کو انعام دیا پھر ایک تخت بزرگ منگا کر اُسپر تحفے قاف کے رکھوائے اور امیر سے کہا کہ بسم اللہ سوار ہو جیے جانے پر تیار ہو جیے امیر چاہتے تھے کہ تخت پر سوار ہوئیں کہ ایک مرتبہ سامنے سے شور و غل پیدا ہوا ایک ہنگامۂ محشر ہویدا ہوا دیکھیں تو چار سو جن و دیو جو شہپال کی خدمت میں حاضر رہتے تھے گریبان چاک سر پر خاک زار زار روتے چلے آتے ہیں اپنے سروں پر خاک اُڑاتے ہیں آسمان پری یہ حالت اُنکی دیکھ کر گھبرا گئی اُسکی آنکھوں پر اندھیری چھا گئی پوچھا خیر تو ہے التماس کیا کہ بادشاہ نے اس جہان فانی سے ملک جاودانی کیطرف رحلت کی فردوس بریں کی راہ لی آسمان پری یہ خبر سنتے ہی تخت پر سے نیچے گر پڑی اور اپنا حال زبوں کیا اور تمام گلستان ارم ماتم سرا ہو گیا

قیامت کا شور وغوغا برپا ہوگیا چھوٹے سے بڑے تک سیاہ پوش ہوئے روتے روتے سب بیہوش ہوئے آسمان پری نے ہاتھ باندھکر امیر سے کہا کہ یا امیر جہاں آپ سترہ برس رہے وہاں اب چالیس دن اور رہیے میری خاطر سے چند روز اور غم مفارقت اہل وعیال سہیے کہ میں شہپال کی لاش کو شہرستان زرین میں جاکر دفن کر آؤں انکو بھی اسی قبرستان قدیم میں پہونچاؤں اور چہلم تک انکا ماتم برپا رکھوں انکے مرنیکا سوگ کروں وہاں سے آکر آپ کو رخصت کروں گی آپکو یہاں سے جانے دونگی صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا تم جاؤ میں یہاں رہونگا جو تم کہتی ہو وہی کرونگا آسمان پری نے کہا کہ ایسا نہو تم اداس ہوکر کسی طرف چلے جاؤ مجھکو اپنی جدائی کا پھر رنج دکھاؤ میں سلاسل پری کو تمہارے پاس چھوڑے جاتی ہوں اگر دل گھبرائے تو اس سے کنجیاں لیکر چہل عجائبات سلیمانی کی سیر کرنا کہ تمہارا جی نہ گھبراوے طبیعت وحشت نہ کھاوے یہ کہکر شہپال کی لاش ہمراہ لیکر شہرستان زریں کیطرف روانہ ہوئی جب وہاں پر پہونچی تمام پردہ ہاے قاف وتاریکی وزبرجد ویاقوت وبیابان ضیاؤ زمرد وغیرہ کے شاہان نامدار حاضر ہوے ادنی واعلی صغیر وکبیر جتنے تھے سب ایکبار حاضر ہوے اور سبھوں نے ملکہ شہپال کو تجہیز وتکفین کیا اور چالیس دن تک چھوٹا بڑا سیاہ پوش ہوکر ماتم داری میں مصروف رہا سب کارخانہ موقوف رہا صاحبقران کا حال سنیے دو روز تو جس تس طرح کاٹے تیسرے دن گھبرا کر باہر جانیکا قصد کیا سلاسل پری نے عرض کی کہ جبتک ملکہ آفاق آئیں حسب وعدہ وہاں کے کام سے فراغت کر کے تشریف لائیں تب تک آپ چہل عجائبات سلیمانی کی سیر فرمائیں اس شغل میں آپ اپنی طبیعت بہلائیں یہ کہکر ایک کنجی امیر کے ہاتھ میں دی اور دروازہ اسکا بتادیا اسکا حال سب سنادیا صاحبقران قفل کھول کر اسکے اندر گئے اندر جانا تھا کہ اس حجرۂ تاریک کا دروازہ بند ہوگیا ایک ساعت کے بعد تیرگی دفع ہوئی ایک میدان وسیع دکھائی دیا اسکو بغور مشاہدہ کیا اس میدان کیطرف جو گئے ایک تخت مرصع بچھا ہوا نظر آیا بہت پر تکلف پایا اسپر ایک سیب نصف سبز ونصف سرخ رکھا ہوا تھا اس سیب کو اٹھا کر جو سونگھا بیہوش ہوکر تخت پر گر پڑے نہایت بیہوش ہوگئے خواب میں دیکھا کہ ایک قلعہ عالیشان ہے ازبس خوش وضع مکان ہے اس قلعہ میں جو گئے ایک باغ دلکش دکھار وشوں پر اسکے خوبرویان ماہرو بصد تجمل وناز خراماں ہیں کمال نزاکت سے ہر طرف جلوہ کناں ہیں اور ایک نازنین مہ جبیں مکلف لباس پہنے ہوے اس تخت پر جلوہ افروز ہے جس کی صباحت کے سامنے خورشید درخشاں بے نور زیادہ از چراغ روز ہے امیر اسکو دیکھتے ہی شیفتہ ہوگئے دل وجان سے فریفتہ ہوگئے اس مہ جبیں نے امیر کیواسطے محفل جشن کی ترتیب دی خوب خاطرداری کی چار سو ماہرو ساز درست کر کے گانے بجانے لگیں اسمیں آمد آمد اس نازنین کے باپ کی ہوئی وہ گھبرا کر کہنے لگی کہ کدھر جاکے چھپوں کہاں اپنے تئیں پوشیدہ کروں صاحبقران نے کہا کہ چھپنے کی کیا ضرورت ہے جسطرح بیٹھی ہو بیٹھی رہو باپ تمہارا آتا ہے تو آنے دو اندیشہ کیا ہے یہ سب تردد تمہارا بیجا ہے اسمیں اسکا باپ آیا اور اپنی بیٹی کو امیر کے پاس بیٹھا پایا سلام علیک کر کے امیر کا قدمبوس ہوا صاحبقران نے اسکو چھاتی سے لگا کر کہا کہ اے عزیز تو مجھکو کیا جانے تو نے مجھکو کبھی نہیں دیکھا بھلا کیا پہچانے وہ بولا کہ ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ زلازل قاف کسی

زمانے میں عجائبات سلیمانی کی سیر کرنیکو آئیگا بہت سے دیووں کو یہ تیغ آبدار لائیگا ورنہ آدمی کی کہاں طاقت ہے کہ یہاں آوے اور دیووں کے مارنے پر قدرت پائے امیر بہت اُس سے خوش ہوے اُسنے اپنی بیٹی کا عقد امیر کے ساتھ کردیا اُنکو اپنی دامادی میں لایا صاحبقراں سات برس وہاں رہے اس عرصے میں دو لڑکے بھی پیدا ہوے ایک دن امیر اُس معشوقہ کو لیے ہوے حوض کے کنارے پر بیٹھے ہوے تھے اُسنے کہا کہ یا زلازل قاف میری خلخال اس حوض میں گر گئی ہے تم نکالدو تو بڑا احسان کرو صاحبقراں جو اُس حوض میں غوطہ لگا کر نکلے چونک پڑے دیکھا کہ وہی کوٹھری ہے جسمیں پہلے آئے تھے اور سلاسل پری سامنے کھڑی ہے امیر نے متحیر ہو کے سلاسل پری سے کہا کہ میں پھر اس کوٹھری میں جاؤنگا کہ میرا جی لڑکوں میں لگا ہوا ہے میرا دل اُنکی محبت میں پھنسا ہوا ہے سات برس تک وہاں رہا مگر حوض میں غوطہ کیا لگایا کہ پھر یہاں آ پہونچا سلاسل پری نے عرض کی کہ جناب عالی یہ عجائبات سلیمانی ہے کیسے لڑکے اور کیسی جورو ایک پہر سے زیادہ عرصہ آپ کو گئے ہوے نہیں ہوا چلیے اب شام ہوئی خاصہ تناول فرمائیے اور آرام کیجیے وہ سب خواب و خیال تھا طلسمات میں ایسی ہی باتیں پیش آتی ہیں اُن سب کو اپنی خاطر سے بھلا دیجیے کل دوسری کوٹھری کی سیر کیجیے گا وہاں اور بھی کیفیت نظر آئیگی اس سیر سے تمھاری طبیعت اور بھی حظ اُٹھائے گی سلاسل پری کوٹھری میں قفل لگا کے امیر کو محلسرا میں لے آئی امیر نے خاصہ کھا کر آرام کیا دل نے چین اور قرار پایا صبح کو بعد فراغت ضروریات دوسری کوٹھری کو کھولکر اُسکے اندر گئے تھوڑی دور جا کر میدان میں ایک تخت پر تصویر رکھی ہوئی دیکھی امیر نے تصویر کو جو اُٹھا کر دیکھا غش کھا کر تخت پر گر پڑے ہوش و حواس سب جاتے رہے اس غفلت میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک باغ ہے اسمیں بہت سی عورتیں جمیلہ جمع ہیں اور وہی نازنین جسکی تصویر کو دیکھ کر امیر نے غش کیا تھا اُن عورتوں کے حلقے میں ناچ رہی ہے اور وہ عورتیں ساز بجا رہی ہیں نئے نئے راگ گا رہی ہیں اور بہت سے غول ایک طرف کو کھڑے ہیں امیر کو دیکھ کر گرزنے لیکر دوڑے امیر بھی عقرب سلیمانی نکال کے اُنپر حملہ آور ہوے وہ سب یہ حال دیکھ کر حیران و مضطر ہوے اس صدمے سے امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھیں تو نہ غول ہیں اور نہ وہ باغ ہے سلاسل پری اُس حجرے میں کھڑی ہے متعجب ہو کر محلسرا کیطرف متوجہ ہوے سلاسل پری بھی اُس حجرے کو مقفل کر کے حاضر ہوئی امیر نے خاصہ تناول فرما کے آرام کیا پھر اپنے معمول سے اُسی مکان میں جا کر آرام فرمایا تیسرے دن تیسری کوٹھری کی سیر کو تشریف لیگئے تھوڑی دور جا کر راہ بھول گئے ریگستان میں جا پڑے اور طپش آفتاب سے نہایت حیران و پریشان رہے سات شبانہ روز تک اس ریگستان میں سرگرداں رہے آٹھویں دن ایک دیو نظر آیا اُسکو امیر نے نئی صورت کا پایا امیر کا کمربند پکڑ کے آسمان کیطرف اُڑا کہکشاں کے برابر جا کے امیر کو زمین پر دے مارا امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ نہ وہ ریگستان ہے اور نہ وہ دیو ہے وہی حجرہ ہے اور سلاسل پری کھڑی ہے امیر نے سلاسل پری سے اُس حجرے کا حال بیان کیا سلاسل پری ملتمس ہوئی کہ ان حجروں میں اسیطرح کے عجائبات ہیں جن کے دیکھنے سے آدمی کو حیرت ہوتی ہے عقل گم ہو جاتی ہے مگر خطرہ کچھ نہیں ہے القصہ

امیر نے اُنتالیس دن میں اُنتالیس حجروں کی سیر کی وہاں کے عجائبات و غرائبات دیکھنے سے طبیعت کو مسرت وافر دی چالیسویں دن سلاسل پری سے کہا کہ اس چالیسویں حجرے کو بھی کھول کہ میں اُسکی بھی سیر کروں اُسکے عجائبات بھی دیکھوں اُسنے کہا کہ اس حجرے کا دروازہ میں نہیں کھول سکتی اس بات میں ہرگز نہیں بول سکتی یہ زندان سلیمان ہے امیر نے اصرار کیا وہ بولی کہ اسکی کنجی میرے پاس نہیں ہے امیر نے اُسکے ہاتھ سے کنجیاں چھین کر اُس حجرے کو کھولا اور اُسکے اندر گئے سلاسل پری آسمان پری سے کہنے کو دوڑی گئی کہ امیر چالیسویں حجرے کو بھی کھول کے سیر کو جاتے ہیں میرے منع کرنیکو خیال میں نہیں لاتے ہیں راوی لکھتا ہے کہ جب امیر چالیسویں حجرے میں تشریف لیگئے دیکھا کہ ہزاروں دیو جن دیر پیزاد قید ہیں سبھوں نے آکر امیر کو مجرا کرکے عرض کی کہ یا زلازل قاف ہمکو اس قید سے چھڑائیے ہمارے حال پر بھی اتنی عنایت فرمائیے امیر نے کہا کہ تم نے کیونکر جانا کہ میں زلازل قاف ہوں اُنھوں نے کہا کہ یا امیر اس زندان میں بہت سے لوگ حضرت سلیمان کے قید کیے ہوے ہیں اور یہاں کا قیدی جیتے جی چھوٹتا نہیں ہے ایک مرتبہ حضرت سلیمان نے فرمایا تھا کہ زلازل قاف آکر اس زندان کے قیدیونکو چھڑائیگا وہ آدم زاد ہے کہ قاف میں آئیگا اس سے ہم نے جانا آپ ہی زلازل قاف ہیں پس خدا کیواسطے ہمکو اس قید سے نجات دیجیے ہم قیدیونکی رہائی کا ثواب لیجیے امیر کو اُن سب پر رحم آیا اور ایک سرے سے بیڑیاں کاٹ کر سب کو اس قید سے چھڑایا باہر ایک صاحبقران کے قدمبوس اور رخصت ہو کر اپنے گھر کو روانہ ہوا ناگاہ ایک طرف سے امیر کے کان میں گھوڑے کی ٹاپ کی آواز آئی اُنھوں نے اپنی آنکھ اُس جانب کو اُٹھائی امیر جو اس طرف کو گئے دیکھا کہ ایک بچھیرا تاکند گلگوں رنگ پھر رہا ہے اور سر سے پاتک مرقع کا حال ہے بہت خوبصورت اور نئی طرح کی چال ہے چار سو گل کے قریب اُسکے بدن پر ہیں نہایت خوشنما اور بہتر ہیں اور ایک ایک گل ہزار ہزار گل کی موج مار رہا ہے امیر اُس بچھیرے کو دیکھ کر بہت خوش ہوے اور وہ بچھیرا بھی امیر کو دیکھ کر کلیلیں کرنے لگا انکو دیکھ کر طرارے بھرنے لگا اور امیر کیطرف دوڑ کر ایک ٹاپ امیر کے پاؤں پر ماری باوجودیکہ امیر زرہ زیر جامہ پہنے ہوے تھے اُسپر بھی بیتاب ہو گئے امیر کو غصہ جو آیا کہ اُسکی ٹاپ سے صدمہ اُٹھایا اُسکے پیچھے دوڑے گئے وہ بھاگ کر ایک مکان میں گھس گیا امیر بھی اُسکے پیچھے پیچھے چلے گئے ایکدم نہ رُکے وہ مکان از بسکہ تاریک تھا امیر گوہر شب چراغ کو ہاتھ میں لیکر اُسکی روشنی میں روانہ ہوے تھوڑی دور گئے تھے کہ ایک آواز کان میں آئی کسی نے یہ بات سنائی آقا میرے اب میرا حال بہت تنگ ہے جلد آکر چھڑاؤ ہمکو اس مصیبت سے بچاؤ امیر آگے جو گئے دیکھا لانیسہ و ارنائیس بیٹھے ہوے بکا و زاری کر رہے ہیں نہایت اضطراب و بیقراری کر رہے ہیں امیر نے فرمایا ٹھہر جاؤ یہ بچھیرا مجھے لات مار کر بھاگا ہے اُسکو ماروں تو تمھیں چھڑاؤں ارنائیس و لانیسہ نے عرض کی کہ یا صاحبقران یہ ہمارا فرزند ہے آپ سے آگاہ نہ تھا اس سے تقصیر ہوئی معاف کرو ہم سب کو اپنا تابعدار سمجھو امیر یہ بات سنکر متعجب ہوے اور پوچھنے لگے کہ تم دیو اور جورو تیری پری بچہ کیونکر گھوڑا ہوا اسکا حال مجھسے مفصل ظاہر کر دا سکی حقیقت مجھے ماہر کرو اُنھوں نے تمام کیفیت بیان کرکے کہا کہ نام اسکا ہم نے اشقر رکھا ہے ارنائیس نے اُسے بلا کر امیر کے قدموں

پر کرادیا تصور اُسکا معاف کروادیا امیر نے اُسکو قید سے نجات دی اُنہوں نے یہ مہربانی کی اور فرمایا کہ تم بیٹھو میں آگے کی سیر کر کے آتا ہوں یہاں کے اور عجائبات دیکھنے جاتا ہوں امیر وہاں سے آگے کو گئے دیکھیں تو ایک مکان میں دو پریزادیں سر کے بال بندھے ہوئے اُلٹی لٹک رہی ہیں اس مصیبت میں اپنا سر ٹپک رہی ہیں امیر نے ترس کھا کر اُنکو بھی کھولا آگے جو گئے تو دیکھا کہ ریحان پری و قمر چہرہ جنسے امیر نے عقد کیا تھا بزنجیر بیٹھی ہوئی ہیں نہایت مغموم اور دلگیر بیٹھی ہوئی ہیں امیر اُنکو دیکھ کر آنسو بھر لائے وہ بھی امیر کو دیکھ کر رونے لگیں جان اپنی کھونے لگیں امیر انکو اپنے ہمراہ لیکر ارنائیس و لانیسہ کو ہمراہ لیتے ہوئے حجرے کے باہر آئے اور اس شب کو آسمان پری کے پلنگ پر ریحان پری و قمر چہرہ سے ہمبستر ہوئے ان دونوں کی صحبت سے بہرہ ور ہوئے قدرت خدا سے دونوں اُسی شب کو حاملہ ہوئیں راوی لکھتا ہے کہ ریحان پری سے جو لڑکا پیدا ہوگا اُسکا نام ورد پوش رکھا جائیگا اور قمر چہرہ کے بیٹے کا نام قمرزاد ہوگا اور اُن دونوں شاہزادوں کی داستان بالا باختر کے دفتر میں لکھی جائیگی اپنے مقام پر بیان میں آئیگی القصہ صبح کو امیر نے اُن دونوں پریزادوں کو رخصت کیا اور اپنے گھر گئیں امیر نے ارنائیس سے کہا کہ اب تو مجھے دنیا میں پہونچا سکتا ہے اُسنے عرض کی کہ حاضر ہوں امیر لڑکوں کو لیکر تخت پر بیٹھے اور ارنائیس و لانیسہ تخت کو کاندھے پر رکھ کر قندیل فلک ہو گئے چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ ایک دریا کے کنارے اُترے امیر نے ایک عمارت مجلی و مصفی دیکھی وہ تعمیر بہت عجیب و خوش فضا دیکھی اُسکے اندر گئے ہر دیوار اور در کو دیکھ کر عشعش کیا اسواسطے کہ ایسی کیفیت اُنکو کسی مکان میں نظر نہ آئی تھی اس تکلف کی عمارت کبھی نہ دیکھ پائی تھی معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان کا شیش محل ہے اسی سبب سے ضرب المثل ہے شام کو خود بخود اسقدر روشنی اُس مکان میں ہوتی کہ اگر لاکھوں چراغ روشن ہوتے تو ایسی روشنی نہ ہوتی چار گھڑی رات باقی ہوگی کہ امیر لڑکوں کو لیکر سو رہے اور ارنائیس بھی لانیسہ کو لیکر ایک حجرے میں سویا مگر اشقر جنگل کی سیر کو چلا گیا اُسکو وہاں کا سیر کرنا خوش آیا اُس مکان میں سونا نہ بھایا اب دو کلمہ داستان آسمان پری کے سنیئے جب چالیسواں اپنے باپ کا کر چکی شاہان و شہریاران پردہ ہائے قاف کو رخصت کیا ہر ایک کو بقدر اُسکے مرتبے کے انعام و خلعت دیا اور آپ بھی گلستان ارم کو راہی ہوئی سلاسل پری نے اثنائے راہ میں مجرا کر کے التماس کیا کہ زلازل قاف نے قیدیان زندان سلیمان کو رہا کیا سب سیرفونکو محبس سے چھڑا دیا آسمان پری نے کہا اچھا کیا حضرت سلیمان کا ارشاد ظہور میں آیا جو حضرت نے فرمایا تھا اُسنے وقوع پایا سلاسل پری نے کہا ارنائیس و لانیسہ کو بھی مخلصی دی اُسپر بھی اتنی رعایت کی بولی کہ خیر خوب کیا اُسنے کہا کہ ریحان پری و قمر چہرہ کو بھی چھوڑ دیا بولی کہ بُرا کیا میرے رقیبونکو چھوڑنا نہ تھا پوچھا کہ پھر کیا ہوا اُسنے کہا کہ میرے روبرو تو یہیں تک نوبت پہونچی تھی پیچھے کا حال معلوم نہیں یہ باتیں ہی تھیں کہ دوسری پری نے آکر خبر دی کہ صاحبقران نے آپکے پلنگ پر ریحان پری و قمر چہرہ کو تمام رات اپنے ساتھ سلایا ان دونوں نے خوب مزہ اُٹھایا اور صبح کو اُنکو رخصت کر کے تخت پر سوار ہوئے اور لانیسہ و ارنائیس انکو لیکر دنیا کیطرف روانہ ہوئے یہ سنکر غضبناک ہو کر کہنے لگی کہ میں نے

تو خود ہی صاحبقران کو رخصت کرنا چاہا تھا لیکن میری سیج پر میری سوتوں کو لیکر سونا کیا ضرور تھا مگر یہ کہ اُنکو میرا جلانا
منظور تھا اُسکے عوض میں دیکھو تو میں بھی صاحبقران کے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہوں کیسی بلا اور آفت اُن کے اوپر
دھرتی ہوں یہ کہکر تخت پر سوار ہو کے مع فوج جرار صاحبقران کی تلاش کو روانہ ہوئی جاتے جاتے جب شیش محل
میں پہونچی معلوم ہوا کہ صاحبقران شیش محل میں ہیں قضاے کار پہلے اُسی حجرہ میں گئی جہاں ارناعیس و لانیسہ
سوتے تھے تلوار کھینچکر دونوں کے سر ایک ہی ہاتھ میں تن سے جدا کیے انکو قتل کرکے اپنے دلکا بخار نکالا غصے میں
آکر دونونکو مارڈالا اور وہی لہو بھری تلوار امیر کے سر پر جاکے تولنے لگی قریشہ جو ساتھ تھی اُسنے تلوار چھین کر کہا کیا
کروں اس بات سے مجبور ہوں کہ تو میری ماں ہے نہیں تو اسیوقت خنجر مار کے تیری ترٹ بونکا ڈھیر کردیتی تجھکو جینے سے سیر کردیتی یہ
مقدور کہ میرے جیتے جی کیسا دیدہ و میرے باپ پر ہاتھ اُٹھائے اُنکے قتل کا ارادہ اپنے دلمیں لائے آسمان پری
دم کو رہی اور ایک رقعہ لکھ کر صاحبقران کے پلنگ پر رکھ کے گلستان ارم کو چلی گئی ایک دن بھی نہ رہی صبح جو ہوئی اشقر
جنگل سے آکر اپنے ماں باپ کو مرا دیکھ کر چیخیں مار مار کر رونے لگا اُسکے رونے سے امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھیں تو ارناعیس و
لانیسہ دونوں بے سر پڑے ہیں بیگناہ قتل کیے ہوے زمین پر پڑے ہیں بہت سا افسوس کیا اور اشقر سے سمجھا کر کہا کہ شدنی
سے کسی کو چارہ نہیں ہے اللہ کے حکم میں کسی کو دم مارنیکا یارا نہیں ہے اگر مجھکو معلوم ہو تو میں اُن کے قاتل کو ابھی قتل کروں
تیرے ماں باپ کا ضرور بدلا لیوں تو نہ رو اپنا ماں باپ مجھکو سمجھ میں فرزندوں کی طرح سے تجھکو رکھونگا کسیطرح سے تجھکو کبھی آزردہ
نہ کرونگا بعد ازاں دیکھیں تو ایک رقعہ پلنگ پر پڑا ہے اور لکھا ہے کہ میں نے ابکی بار خود چاہا تھا کہ تم کو دنیا کیطرف بھیجدوں
اپنے وعدہ کو وفا کروں مگر معلوم ہوا کہ تمھارا آب و دانہ قاف سے نہ اُٹھا ہے نہ اُٹھیگا یہ دو حرکتیں آپکی مجھکو بہت ناپسند ہوئیں
ایک تو میری سیج پر میری سوتوں کو لیکر سونا دوسرے مجھسے بھاگ کر دنیا کیطرف عازم ہونا پہلی حرکت کے عوض میں تو میں نے
چاہا تھا کہ آپکو بھی ارناعیس و لانیسہ کیطرح سے قتل کروں ایک لحظہ کی مہلت نہ دوں لیکن قریشہ سے ناچار ہوئی کہ تمھارے
بدلے وہ مجھسے لڑنیکو تیار ہوئی اُسنے میرے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور میرے ساتھ بہت گستاخی کی اور دوسری حرکت کی
سزا میں ارناعیس و لانیسہ کو میں نے قتل کیا اُنسے اپنا عوض یوں لیا اور اب دیکھونگی کہ تم دنیا کی طرف کیونکر جاتے ہو اور قاف
سے کیونکر رہائی پاتے ہو اور کون لیجاتا ہے کسکی مجال ہے جو تمھارے پہونچانیکا حرف زبان پر لاتا ہے امیر رقعہ کو پڑھکر سُن ہو گئے
ارناعیس و لانیسہ کو تجہیز و تکفین کرکے سات دن تک ہیں رہے اُن دونوں کے غم میں نہایت اندوہگیں رہے آٹھویں دن
آنکھوں میں آنسو بھر کر کہنے لگے کہ اب میں دنیا کو کیونکر جاؤنگا آسمان پری کے ہاتھ سے ہرگز رہائی نہ پاؤنگا معلوم ہوا کہ اسی قاف
میں سرگرداں رہونگا میں اسی سرزمین پر مرونگا اشقر نے یہ سنکر امیر سے کہا کہ آپ کسلیے ملول ہوتے ہیں میں آپ کو دنیا میں پہونچادونگا
آسمان پری کا ہرگز خوف نہ کرونگا میری پیٹھ پر سوار ہو جیے چلنے پر تیار ہو جیے امیر نے فرمایا کہ ان دونوں لڑکوں کو کیا کروں
اُن کو کہاں چھوڑوں وہ بولا کہ انکو بھی سوار کرلیجیے امیر نے دو چھینکے بنا کر اُن دونوں لڑکونکو اُنمیں بٹھلایا اور رکابوں کیطرح سے

ادھر اُدھر دونوں کو لٹکایا اور آپ اسکی پشت پر بیٹھے اشقر امیر کو لیکر وہاں سے اُڑا کہتے ہیں کہ اشقر تمام دن میں ہزار فرسنگ جاتا تھا
دم بھر میں اپنے تئیں منزل مقصود تک پہونچاتا تھا القصہ دریا پر سے تو اشقر اُڑا چلا گیا جب خشکی میں پہونچا زمین کو قدم لگائے
زمین پر اپنے پاؤں جمائے ہوا اس سے پیچھے رہتی تھی تیز پروازی میں اسکے مرحبا کہتی تھی چار گھڑی دن باقی رہے کہ کوہ نور کی ترائی
میں پہونچا امیر لڑکوں کو لیکر اُتر پڑے دیکھیں تو اس پہاڑ کے دامن سے حضرت خضر و الیاس چلے آتے ہیں انکی طرف تشریف
لاتے ہیں امیر دوڑ کر قدمبوس ہوئے اور عرض کی کہ یا حضرت آسمان پری کے ہاتھ سے عاجز آگیا اس ملک کے رہنے
سے میرا جی گھبرا گیا انھوں نے فرمایا کہ یا امیر گھبراؤ نہیں اس مرتبہ مقرر دنیا میں جاؤ گے اپنے عیال و اطفال کی ملاقات سے
راحت پاؤ گے چلو ہماری والدہ صاحبہ نے کہ بی بی آصفا باصفا اُنکا نام ہے آپ کو رخصت کرنیکو بلایا ہے تمھارے
حال پر اُنکو رحم آیا ہے امیر دونوں لڑکوں سمیت پہاڑ کے اوپر گئے دیکھا کہ ایک گنبد ہے بقعے نور کے فلک پر سے اُسمیں آتے
جاتے ہیں جس سے ہر گوشے پہاڑ کے روشنی پاتے ہیں گنبد کے اندر جو گئے تو ایک پیرزال نورانی صورت کو مصلے پر بیٹھے ہاتھ میں
تسبیح لیے عبادت الٰہی میں مصروف پایا اُنکے دلمیں اُسکا نہایت جبروت سمایا امیر نے مؤدب ہو کر تسلیم کی بی بی آصفا نے سر
چھاتی سے لگا کر فرمایا کہ اے فرزند میں تیرے دیکھنے کی بہت مشتاق تھی خوب ہوا جو یہاں آیا اپنا جمال نیک فال مجھکو دکھایا اب
خدا کے فضل سے جلد دنیا میں پہونچیگا یہ کہکر ایک سوا گز کی کمند دیکے فرمایا کہ یہ کمند میری طرف سے عمرو کو دینا اور کہدینا کہ یہ کمند میرے
ہاتھ کی بنی ہوئی ہے اسکو محافظت سے اپنے پاس رکھنا یہ تیرے بڑے کام آویگی تجھکو بڑے عجائبات دکھاویگی جب چاہیگا یہ بیوی
کو باندھ لیگی ہر کام میں تجھکو مدد دیگی اور جب اُسپر درود پڑھکر دم کریگا یہ ہزار گز کی ہوجاویگی بعد ازاں فرمایا کہ آج کی رات
تم ہمارے مہمان ہو امیر نے کہا کہ حضور میں حاضر رہنا میرا فخر ہے صبح کو جب امیر نماز سے فارغ ہوئے حضرت خضر نے کہا کہ یا امیر
اس گھوڑے کی نعلبندی ضرور ہے نہیں تو یہ بیابان قاف طے نہ کر سکیگا اس دشت خونخوار سے گذر سکیگا یہ فرما کر اشقر
کے دونوں پر کاٹکر اُسی کے نعل لگائے اور میخیں جڑیں امیر نے فرمایا کہ یا حضرت یہ پر کے نعل کب تک رہینگے یہ بھلا کیا پائداری
کرینگے فرمایا تمھاری زندگی تک تو نہ ٹوٹیں گے اسکے پاؤں سے نہ چھوٹیں گے جب اُسکے چوتھے پاؤں کا نعل گرے تب جانیو کہ
جام زندگی تمھارا معمور ہوا تم کو دنیا سے طرف ملک عدم کے جانا ضرور ہوا اور ایک زین امیر کو دیکر کہا کہ یہ زین اُسکی پیٹھ پر کھو
سکندر نے ہفت اقلیم کا خراج خرچ کرکے اس زین کو تیار کروایا تھا امیر اُس زین کو اشقر پر باندھ کر چلنے کو تیار ہوئے حضرت
خضر کی عنایت کے شکر گذار ہوئے اب دو کلمہ آسمان پری کے احوال میں بیان کروں اُسکے حال سے تم کو اطلاع دوں
آسمان پری جب شیش محل سلیمانی سے گلستان ارم کو گئی اُسکے کئی دن کے بعد سُرخ پوشاک پہنکر تخت پر بیٹھی اور عبدالرحمن
سے سوال کیا کہ کچھ حمزہ کا حال تو بیان کرو کہ کسطرح ہے اور کہاں ہے غمگین ہے یا شادمان ہے خواجہ نے رمل دیکھکر کہا کہ امیر
کوہ نور پر پہونچے اور بی بی آصفا باصفا والدہ حضرت خضر دنیا کی طرف اُنکو روانہ کیا چاہتی ہیں اُنکے ملک میں اُنکو پہونچا دیا
چاہتی ہیں یہ سنکر غصے سے لال ہو گئی اس رنج سے اُسکو زندگی وبال ہو گئی اور بولی کہ بی بی آصفا باصفا میری عزیزہ ہو کر

بے اجازت میری میرے شوہر کو دنیا میں بھیجا چاہتی ہیں میرے خلاف مرضی یہ کام کیا چاہتی ہیں باں لاؤ سواری تخت ہوا کا
آنکر موجود ہوا فی الفور سوار ہوئی اور ہوا کیطرح پہونچکر کوہ نور کو گھیر لیا دیوؤں کی جمعیت سے اُس پہاڑ کا محاصرہ کیا اور
تلوار پکڑکر بی بی آصفا باصفا کے روبرو گئی اور کہا کہ کیوں بی بی تجھکو میرا خیال نہیں ہے کہ تم نے میرے شوہر کو اُس کے
ملک کیطرف بھیجنے کا ارادہ کیا تم نہیں جانتی ہو کہ میرا غصہ بیڈول ہے بی بی آصفا باصفا نے اُسکی گفتگو نا ملائم سنکر کہا کہ او مردار
کیا بیہودہ بکتی ہے تیری کیا حقیقت ہے اور تو میرا کیا کرسکتی ہے تیرے بدن میں آگ لگے خدا سے نہیں ڈرتی ہے مجھسے
ایسی گفتگو کرتی ہے بی بی آصفا باصفا کا یہ کہنا تھا کہ آسمان پری کے بدن سے شعلہ آگ کا نمود ہوا گویا آتش خانہ
اُسکا سراپا وجود ہوا اور وہ جلنے اور توبہ کرنے لگی عبد الرحمن نے دوڑکر قریشہ سے کہا کہ اب کوئی دم میں آسمان پری
جلکر خاک ہوجاویگی جلد امیر سے منت کر اُنکے پاؤں پر جاکے سر کو دھر کہ آصفا باصفا سے تقصیر اُسکی معاف کرادیں
تیرے حال پر رحم کھاکر انکو سمجھادیں قریشہ دوڑکر امیر کے پاؤں پر گر پڑی اور کہنے لگی کہ بابا جان خدا کیواسطے
اماں جان کی تقصیر معاف کروا امیر نے اُٹھکر بی بی آصفا باصفا سے اسکی شفاعت کی اُسکے قصور معاف کرنیکیلیے
قسم دی بی بی نے امیر کے کہنے سے اپنے وضو کا پانی آسمان پری کے اوپر چھڑکا فوراً آگ بجھ گئی وہ جلنے سے بچ گئی۔
آسمان پری غش کھاکر زمین پر گر پڑی پریزاد اُسکو تخت پر ڈالکر گلستان ارم کو لے گئے بی بی نے اُس شب کو بھی امیر
کو مہمان رکھا صبح کو حضرت خضر سے کہا کہ تم جاکر حمزہ کو دریاے خونخوار کے پار اُتار آؤ میرا کہنا فی الفور عمل میں لاؤ امیر
نے بی بی کو تسلیم کرکے لڑکوں کو چھینکے میں لٹکایا اسی صورت سے اپنے ساتھ اُٹھایا اور آپ سوار ہوکر حضرت خضر کے ہمراہ روانہ ہوئے
چودہ پندرہ کوس گئے ہونگے کہ دریا نمودار ہوا حضرت خضر نے کہا کہ یا امیر دریاے خونخوار یہی ہے تم سب اپنی آنکھیں بند کرلو
اس پانی کے زور و شور کیطرف ہرگز نہ دیکھو امیر نے اور اُن لڑکوں نے آنکھیں بند کرلیں حضرت خضر نے سات قدم
جاکر فرمایا کہ اب آنکھیں کھولدو امیر نے آنکھیں کھولکر دیکھا کہ دریا پشت کے پیچھے بہتا ہے اور حضرت خضر نہیں ہیں
راوی لکھتا ہے کہ امیر چالیس دن منزل بمنزل چلے گئے اکتالیسویں دن دریاے اخضر پر پہونچے دیکھیں تو عجب طرح کا
دریاے بے پایاں ہے کہ دوسرا کنارہ معلوم نہیں دیتا کوئی بسبب خوف کے ایکدم اُسکے کنارے پر قرار نہیں لیتا کنارے
اُس دریا کے چلے دسویں دن ایک قلعہ دکھائی دیا پہونچکر ذرا قیام کیا امیر اس قلعہ کو نیچے سے دیکھنے لگے وہ شہر گاؤسروں کا تھا
کسی نے امیر کو دیکھ کر پہچانا اپنے بادشاہ کو خبر دی نام اُس بادشاہ کا سمرات گاؤسر تھا زلزال قاف کے آنیکی خبر سنکر بہت
خوش ہوا اور قلعہ سے باہر آکر امیر کے قدم آنکھوں سے لگائے سب لوگ اُسکے کمال تعظیم سے پیش آئے اور قلعہ میں لیجاکر بڑی دھوم
سے امیر کی ضیافت کی اور کئی دن جشن کیا امیر نے سمرات شاہ سے کہا کہ اس دریا کے پار ہمکو اُتار سکتے ہو اُسنے کہا کہ اگر
میری بیٹی کو کہ اروانہ اُسکا نام ہے اپنے عقد میں لاؤ تو کیا مضائقہ ہے میں دریا کے پار آپکو اُتار دوں آپکے حکم کی تعمیل کروں
امیر نے تو انکار کیا مگر لڑکوں نے سمرات شاہ سے کہا کہ تم شادی کی تیاری کرو امیر کو ہم راضی کردینگے اس مقدمہ میں

اُنسے اصرار کرینگے بادشاہ نے اپنے دستور کے موافق شادی کی تیاری کی اور سامان شادی کے جمع کرینکی اپنے اہلکاروں کو اجازت دی امیر کا عقد لڑکوں نے سمجھا کر کروا دیا بادشاہ کی طبیعت کو اس کام کے انجام سے بہت مسرور کیا شب کو جو امیر اسکے ساتھ سوئے اُسنے چاہا کہ امیر کے گلے میں ہاتھ ڈال کے بوسہ لیوے اپنی طبیعت کو حظ دیوے امیر نے ایک طمانچہ اس زور سے اُسکے منہ پر مارا کہ اُسکے آگے کے دانت جھڑ گئے وہ روتی ہوئی اپنے باپ کے پاس گئی بہت غمگین اور اُداس گئی اور تمام احوال ظاہر کیا اُسنے دونوں لڑکوں کو بلایا اور پوچھا کہ زلازل قاف نے یہ کیا حرکت کی میری لڑکی کو کیوں مارا لڑکوں نے کہا کہ ہمارے ملک کا دستور ہے کہ شب اول جورو کے دانت توڑ ڈالتے ہیں کہ ہمیشہ یادگاری رہے اور اول بار ہم آدم زاد سوائے نصف دریا کے جورو سے ہمبستر نہیں ہوتے ہیں بغیر اس امر کے جورو کے ساتھ نہیں سوتے ہیں چونکہ وہ دیو کی ذات تھا اُسنے جانا کہ سچ ہوگا اُسیوقت ایک جہاز منگوا کر اپنی بیٹی کو سوار کیا سیر دریا کا اسباب سب تیار کیا اور لڑکوں سے کہا کہ امیر کو خبر دو تا وہ بھی سوار ہو ویں دونوں لڑکے خوش خوش صاحبقران کے پاس آئے یہ سب معاملے اُن کو سنائے اور جو کچھ گفتگو ہوئی تھی بیان کر کے بولے کہ چلیے جہاز پر سوار ہو جیے امیر لڑکوں کی تقریر سنکر بے اختیار ہنس پڑے اور اُنکے ساتھ جا کر سوار ہوے جب وہ دریا پر پہونچا اور وانہ نے امیر سے ہمبستر ہونیکی خواہش کی اپنے دلکی تمنا اُسے کہی امیر نے اسکے ہاتھ باندھ کر دریا میں ڈالدیا اس بیچاری کو غرق دریائے رحمت کیا اور ناخدا سے کہا کہ جلد جہاز کو پہونچاؤ نہیں تو تم میں سے ایک کو جیتا نہ چھوڑونگا سب کا سر توڑونگا ناخدا نے خوف کے مارے پانچ چار بادبان مستول پر اُٹھا کے فوراً پار پہونچا دیا جو امیر نے کہا وہی کیا امیر لڑکوں کو لیکر کنارے پر اُترے اور پوست گرگ پر بیٹھ کر کلیچہ خضر نکال کے آپ بھی کھایا اور خواجہ آشوب و بہلول کو بھی کھلایا تب اُنکو بھوک سے قرار آیا اور وہاں سے آگے کو چلے دوسرے دن جو بھوک لگی تو فرمانے لگے کہ اب تو کلیچہ کھاتے کھاتے جی گھبرا گیا بے اختیار جی نمکین کھانیکو چاہتا ہے کوئی چٹ پٹی غذا پکا نیکو جی چاہتا ہے یہ کہتے ہی تھے کہ سامنے سے ایک ہرن نکلا امیر نے اُسکو شکار کر کے کباب لگائے آپ بھی کھائے اور دونوں لڑکوں کو بھی کھلائے اور اُس جگہ پتھر کی چٹان پر آرام کیا شب بھر اُس جگہ مقام کیا صبح کو اُٹھ کر بدستور سوار ہو کے روانہ ہوے

داستان شاہ عیاران عیار بیک خنجر گذار خواجہ عمرو عیار

راویان شیریں سخن بیان کرتے ہیں کہ جب عمرو کو قلعہ دیو ود میں رہتے ڈیڑھ برس کا عرصہ ہوا عنتر دیو ودی بادشاہ دیو ود سے پوچھا کہ یہاں سے نزدیک کوئی اور بھی ایسا قلعہ ہے کہ جہاں چندروز امن سے رہیے اُسنے کہا یہاں سے بیس کوس کے فاصلے پر تلو البحر نام قلعہ کوہ پر واقع ہے تین طرف اُس قلعہ کے دریائے عظیم الشان جاری ہے اور ایک طرف خشکی ہے اُس قلعہ کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ بھی ایسا تنگ ہے کہ دو آدمی برابر جا نہیں سکتے کسی طرح اُسمیں دخل پا نہیں سکتے اور اگر ایک آدمی اوپر سے پتھر لنڈھکا دیوے تو ہزار آدمی نیچے کے مرجائیں فوراً اپنی جان سے گذر جائیں بادشاہ ہفت کشور

اگر اُس قلعہ کو لیا چاہیے تو سوائے ندامت کے کچھ اور نہ پائے اپنے اس ارادے سے بڑی زک اُٹھائے عمرو نے کہا کہ اس قلعہ کا لینا بہت آسان ہے
مگر یہاں سے نکلنا بہت مشکل ہے تنہا چلنا مشکل ہے عنتر دیو ودی نے کہا کہ اس قلعہ میں ایک سرنگ ہے اُسمیں ہو کر کیوں نہ چلیے عمرو نے اسی دم
حرم امیر کو سواریوں پر سوار کیا سب اسباب ہانکے پہونچنے کا تیار کیا اور اپنی فوج کو ہمراہ لیا اور سرنگ کی راہ سے نکلکر قلعہ تلوا الحجر کی راہ لی سب کو تسکین دی دو
دن چار گھڑی رات گئے قلعہ تلوا الحجر کے متصل پہونچا عمرو جانیکو تو گیا مگر حیران ہوا کہ قلعہ کیونکر لیجیے اُسمیں کیونکر دخل کیجیے لڑنے سے تو یہ قلعہ ہاتھ نہ آدیگا
یوں تو اسمیں کوئی مداخلت پا دیگا عمرو تو نے بڑی نادانی کی کہ بے قلعہ لیے کوچک و بزرگ کو اپنے ہمراہ لیکر اس قلعہ کی راہ لی اگر ابھی ہرمز و فرامرز فوج لیکر
آپہونچتے ہیں تو بڑی قباحت ہوتی ہے سب قتل ہوتے ہیں بڑی قیامت ہوتی ہے بہر حال کچھ عیاری کیا چاہیے اس قلعہ کو
کسی تدبیر سے لیا چاہیے فکر کرتے کرتے یہ عیاری خیال میں آئی چار سو صندوقوں میں چار سو پہلوان مسلح کر کے
بند کیے اور آپ سوداگر بن کے دو عیّار بچوں کو لونڈیوں کی صورت بنا کر صندوقوں کو اونٹوں پر لاد کے
قلعہ کے نیچے جا اُترا قلعہ والوں نے فصیلوں پر سے پوچھا کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو کیا کام ہے اور کیا چیز لائے ہو بولا کہ
میں سوداگر ہوں نوشیرواں نے مجھکو اسباب خریدنے کیواسطے ظلمات بھیجا تھا سو میں لیکر آیا ہوں نئے نئے طرح کا اسباب لایا ہوں
کہ آج تک کسی نے ایسا دیکھنا پایا ہوگا کبھی کوئی سوداگر ایسا اسباب نہ لایا ہوگا یہ خبر جمشید شاہ تلوا الحجر کو پہونچی اُسنے ہامان نام
اپنے وزیر کو بھیجا کہ دیکھو تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے کیا کیا چیز لایا ہے ہامان نے عمرو کے خیمے پر آکے نوکروں سے کہا کہ اپنے
مالک کو خبر دو اُس سے جلد جا کر کہو کہ بادشاہ کا وزیر آپکی ملاقات کو آیا ہے تم کو بادشاہ نے بلایا ہے عمرو نے سنکر کہا کہ کہدو آرام
میں ہیں اسوقت آنیکی فرصت نہیں ہے مصلحت وقت نہیں ہے وزیر بیچارہ دو گھڑی تک کھڑا رہا آخر ناچار ہو کر کہا کہ اچھا
اسوقت میں جاتا ہوں پھر آؤنگا جب عمرو نے سنا کہ وہ جاتا ہے تب کہلا بھیجا کہ ٹھہریے اب جاگے ہیں بارے ایک ساعت
کے بعد عمرو نے اُسکو خیمہ میں بلایا وہ بہت ادب سے پیش آیا ہامان نے دیکھا کہ ایک پیر نورانی صورت مسند پر بیٹھا ہوا ہے
اور موتی کافوری بتیاں روبرو روشن ہیں اور اشخاص بالیاقت پاس اُسکے حلقہ زن ہیں ہامان نے سلام کیا چونکہ عمرو
پہلے سے حسب نسب وزیر کا دریافت کر چکا تھا عمرو نے سلام کا جواب دیکر پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کیا نام ہے ہامان
نے کہا کہ میں جمشید شاہ کا وزیر ہوں ہر کام میں اُسکا مشیر ہوں اور نام میرا ہامان ہے عمرو نے پوچھا کیا تو رحمان کا
بیٹا ہے ہامان بولا کہ جی ہاں رحمان کا بیٹا ہوں پوچھا وہ کہاں ہے ہامان نے کہا کہ انھوں نے انتقال کیا اور والدہ
صاحبہ نے بھی رحلت کی دونوں نے ملک عدم کی راہ لی عمرو نے ہائے بھائی کہہ کے عمامہ سر کا زمین پر پھینکدیا اور
اُسکے دکھانیکو بہت گریہ و بکا کیا اور کہنے لگا کہ حیف صد حیف پھر بھائی کا دیدار نہ ہوا خنجر کھینچکر بولا کہ میں بھی اب
جی کر کیا کرونگا ابھی مرونگا ہامان نے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا اور تسکین دیکر پوچھا کہ آپکا نام کیا ہے عمرو بولا کہ خواجہ شہپال
بن کربل بن طویل ظلماتی میرا نام ہے اور اے فرزند تو اُنھیں دنوں پیدا ہوا تھا کہ نوشیرواں نے مجھے اسباب
خریدنے کو ظلمات بھیجا اب جو پھرا تو بھائی کی سنائی سنی ہامان نے کہا کہ قضا سے کسکو چارہ ہے شدنی جو تھی سو ہوئی

صبر کیجیے اس غم کو چارناچار اٹھائیے اور اپنے اوپر جبر کیجیے اور قلعہ میں چل کر استراحت فرمائیے میرے ہمراہ آئیے عمرو اُسکے ہمراہ ہوا اور آدمیوں سے کہا کہ مال و اثقال کو قلعہ میں لے آؤ سب اسباب یہاں سے اُٹھا ؤ اثنا راہ میں ہامان نے پوچھا کہ آپ کیا کیا ظلمات سے لائے ہیں عمرو نے کہا کہ اکثر وہاں کا تحائف ہے مگر دو لونڈیاں ایسی خوبصورت لایا ہوں کہ جوت اُنکے رخسار وں کی ماہ و خورشید کو شرمندہ کرتی ہے ہامان نے کہا کہ ہمارا بادشاہ بھی بہت عاشق مزاج ہے اگر ان لونڈیونکو اُسے دیدیجیے تو کمال خوش ہوگا اور آپ کو بہت کچھ دیگا عمرو نے قلعہ میں اُترکے دونوں عیار بچوں کو مکانے میں بٹھلا کے ہامان کے پاس بھیجا اور کچھ تحفہ بھی اُنکے ساتھ کیا ہامان اُنکو خوشی خوشی اپنے بادشاہ کے پاس لیگیا بادشاہ اُنکو دیکھکر نہایت خوش ہوا اُسیوقت شراب طلب کی اور اُنھیں عیار بچوں کے ہاتھ سے پینے لگا اُنھوں نے دارو بیہوشی ملا کر چند جام پلائے تھے کہ جمشید بیہوش ہوگیا عمرو نے صندوقوں کو کھول کے پہلوانوں کو نکالا سب دلاوروں کو نکالا اور اُسیوقت ہامان کو زندہ پکڑ کے قلعگیوں کو قتل کرنا شروع کیا قلعگیوں نے امان چاہی اپنی حفاظت جان چاہی عمرو نے کہا جو کوئی مسلمان ہووے اُسکو امان دو اُسکو پھر قتل نکرو سبھوں نے اسلام قبول کیا جمشید کو بھی ہوش میں لاکر عمرو نے مسلمان کیا ہلاک ہونے سے اطمینان دیا ہامان نے دیکھا کہ بادشاہ تلک مسلمان ہوا اُسنے بھی اسلام قبول کیا عمرو صبح ہوتے ہی اپنی وضع پر قلعہ کو آراستہ کرکے باطمینان تمام حسب دستور قلعہ بند دروازہ پر لنگر کھینچکر بیٹھا بادشاہوں کی طرح باشوکت و حشمت و باکمال کروفر بیٹھا عمرو کے آنے کے بعد ہرمز و فرامرز کو معلوم ہوا کہ عمرو قلعہ دیوود سے قلعہ تلوا البحر میں گیا سب قلعہ والوں کو مسلمان کرکے سب طرح سے تسلط کیا بادشاہ کو اطلاعی عرضی بھیجکر مع لشکر تلوا البحر پر آئے سب فوج نے وہیں پر خیمے لگائے اور قلعہ کی زد سے بچکر اتر پڑے اب ذرا انوشیرواں کا حال سنیے دربار عام میں بیٹھا ہوا تھا کہ ہرمز و فرامرز کی عرضی پہونچی عرضی کے مضمون سے مطلع ہوکر سر دھننے لگا اور کہا یارو کوئی تدبیر ایسی نہیں ہوتی کہ یہ سارہان زادہ گرفتار ہو یا مارا جائے کہ ہم سب کی خاطر اس مفسد کے فساد سے اطمینان پائے بختک نے کہا کہ میرا کہنا تو آپ مانتے نہیں نیک و بد پہچانتے نہیں بزرجمہر کے کہنے پر عمل کرتے ہیں اسی سبب سے حصول مقصود میں خلل کرتے ہیں وہ درود مذہب کے تعصب سے آپکو خراب کریگا آپکی سلطنت کو بے آب و تاب کریگا حمزہ قاف میں کب کا مارا گیا اگر بزرجمہر کے جلانے سے جیتا ہے اچھا آپکے روبرو بزرجمہر قرعہ پھینکے اور میں بھی قرعہ پھینکوں دیکھیے تو کون سچا ہے کس کا عمل اچھا ہے بادشاہ نے کہا یہ بات تو اچھی کہی اُسیوقت بزرجمہر سے اور بختک سے اپنے روبرو قرعہ پھنکوا کر دونوں سے حکم لکھوایا قضا کار جسوقت یہاں قرعہ پھینکا گیا اُسوقت رخ نامے جانور نے امیر کو دو سو کوس کی اونچائی سے بحر اخضر میں پھینکا تھا بختک نے احکام میں لکھا کہ امیر کو ایک جانور نے دو سو کوس کی اونچائی سے دریا میں پھینکدیا ہے اُسکو دریاے خونخوار میں غرق کیا ہے اور بزرجمہر نے احکام میں لکھا کہ امیر کوئی دنمیں آ پہونچتے ہیں اس ملک میں خیر و عافیت سے بفضل خدا سب سے آکر ملتے ہیں پہلے بختک کا احکام پڑھا گیا بادشاہ نے بزرجمہر کیطرف دیکھا بزرجمہر نے کہا فی الحقیقت ایک جانور نے امیر کو بحر اخضر میں پھینکدیا تھا لیکن خواجہ خضر و حضرت الیاس نے اپنے ہاتھوں پر لیلیا بزرجمہر کا جو احکام پڑھا گیا بادشاہ نے بختک کیطرف

دیکھا وہ بولا کہ حمزہ وہ ہے کہاں کہ اس ملک میں آویگا اور پھر دنیا کو دیکھنے پاویگا حضور کا قیاس چاہتا ہے کہ آدمی دو سو کوس کی بلندی سے گر کے جیتا رہے عقلمند تو ایسی بات کبھی نہ کہے یہ کہکر بولا کہ قاف تو دور ہے حضور ایک گابھن مادہ گاو منگوا دیں اُسکے لانیکا جلد حکم فرما دیں یہ کبھی قرعہ پھینک کر اُسکا رنگ بتلاؤں اور خواجہ بزرجمہر بھی بتلاویں ہمارے اُنکے جوہر ابھی کھلجاویں بعد ازاں اُسکا پیٹ چاک کر کے بچہ دیکھا جائے کہ ہمارا اور اُنکا کلام تصدیق پائے مگر اسمیں شرط یہ ہے کہ اگر بزرجمہر کا حکم درست نکلے تو مجھکو بزرجمہر کے حوالہ کیجیے جو اُنکا جی چاہے سو مجھکو کریں چاہے جان سے ماریں خواہ اپنی خدمتمیں لیں اور اگر میرا حکم صحیح ہو تو بزرجمہر میرے حوالہ ہوں میں جو چاہوں سو اُنکے حق میں کروں چاہے عزت سے رکھوں یا ذلت دوں بادشاہ نے بزرجمہر سے کہا کہ یہ کیا کہتا ہے بزرجمہر نے کہا اچھا کہتا ہے میں بھی مقابلے کو حاضر ہوں اُسی دم گابھن گائے منگوائی گئی بختک نے قرعہ پھینک کر کہا کہ اسکے بچے کا رنگ سیاہ ہے اور پیشانی سفید ہے یہ کلام میرا راست ہوگا مجھکو امید ہے اور بزرجمہر نے کہا کہ فی الحقیقت رنگ اسکا سیاہ ہے مگر پیشانی بھی کالی ہے یہ تجویز تیری جھوٹ سے خالی ہے چاروں پاؤں سفید البتہ ہیں گائے کا پیٹ چاک کر کے بچہ جو نکالا گیا اور خوب بغور دیکھا بھالا گیا اتفاقاً اسکی پیشانی پر جھلی آگئی تھی کہ ظاہر میں سفیدی اُسپر چھا گئی تھی اُسکو سبھوں نے سفیدی سمجھ کر کہا کہ شرط بختک جیتا اور بزرجمہر ہارا دیکھو بختک نے اُسے مارا اُتارا بختک نے بزرجمہر کو اپنے گھر لیجا کر چاہا کہ قتل کرے جوروں نے اسکی منع کیا کہ ہرگز ہرگز بزرجمہر کو نہ مارنا نہیں تو پچتائیگا تیرے اوپر غضب خدا آئیگا بختک بھی کچھ سوچ کے بزرجمہر کے قتل کرنے سے باز رہا لیکن کور باطن نے ازراہ بدذاتی نیل کی سلائیاں بزرجمہر کی آنکھوں میں پھیر دیں اُسکی آنکھیں اندھی کیں اتفاقاً سعد زریں ترکش و اسعد زریں ترکش نوشیرواں کے بھلانجے ملازمت کیواسطے آئے اُس گائے کے بچے کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے یہ بچہ کیسا ہے اور کیا معاملہ ہے بادشاہ نے تمام کیفیت بیان کی اُنکو اس تمام گفتگو اور بحث سے اطلاع دی سعد زریں ترکش نے خنجر کی نوک سے اُسکی پیشانی کی جھلی جو دور کی سبھوں نے دیکھا کہ پیشانی اُسکی سیاہ ہے سفیدی کا ایک نقطہ بھی نہیں ہے قول بزرجمہر کا صداقت کے قرین ہے بادشاہ نے اُسی دم بختک کو بلا کر اُس بچے کو دکھلا کے فرمایا کہ تو شرط ہارا اور بزرجمہر جیتا ہاں بزرجمہر کو بلاؤ جلد اُسکو میرے سامنے لاؤ بختک بولا کہ میں نے بزرجمہر کو اندھا کر دیا ہے اپنی شرط کے موافق اسکو نابینا کیا ہے بادشاہ نے ہاتھ پر ہاتھ مار کے کہا کہ اے کور باطن یہ کیا غضب کیا تو نے ایسے شخص کو ایسا صدمہ دیا بختک کو تو ستون بارگاہ میں بندھوا کر اتنی جوتیاں لگوائیں کہ تمام بدن اُسکا کٹ کر ٹکڑے والوں کے کام کا ہو گیا تمام بدن چکنا چور ہوا اُٹھنے سے معذور ہوا اور خود سوار ہو کے بختک کے گھر سے بزرجمہر کو لے آئے بہت سی معذرت پیش لائے اور کہا کہ خواجہ تمہیں جیتے مگر شدنی یوں ہی تھی اسواسطے اسوقت دھوکا ہوا اب جو سزا کہو بختک کو دیجائے اس نالائق کو سزا کیجائے خواجہ نے کہا کہ اسکو سزا دینا کچھ ضرور نہیں ہے مجھکو اس سے انتقام لینا منظور نہیں ہے میری قسمت میں یہی لکھا تھا جو ہوا حکم الٰہی سے کچھ چارا نہیں ہے قضا و قدر میں دم مارنیکا یارا نہیں ہے صاحبقران جب آوینگے ایک درخت کے دو پتے لیتے آوینگے اُن پتوں کے عرق سے آنکھیں میری اچھی ہو جاوینگی

بصرہ ہستو آنکھیں میری روشنی پاوینگی بالفعل مجھکو رخصت دیجئے کہ میں بصرے میں تا آنے حمزہ کے بسر کرونگا وہیں چھپ
رہونگا اور یاد رہے میں نے سترہ برس تک آپکی حرمت بچائی میری تدبیر سے آپکے اوپر کوئی آفت نہ آئی اب دیکھیے کہ
کیا ہوتا ہے یقیناً ان نمک حراموں کج فہم کے مشورے سے عمرو کے ہاتھوں آپ ذلیل و خوار ہونگے سب کے نزدیک بے اعتبار ہونگے
اور حمزہ جسدن آویگا پہلے سر شاہان مشرق آپکے پاس آوینگے اور اُسکے دوسرے دن ایک گھوڑا آپکے لشکر پہنچیگا
اور اُسکی صبح کو حمزہ آپکو شکست فاش دیگا تم کو بہت ذلیل کریگا بزرجمہر یہ کہکر بادشاہ سے رخصت ہو کر اپنے گھر آئے اور
گھر سے بصرے کیطرف روانہ ہوے بختک جو جوتیاں کھا کر بیہوش ہو گیا تھا بادشاہ نے اُسکو جلو خانے میں پھنکوا دیا اس
حرکت کے بدلے اُسکا یہ حال کیا ہر گاہ اُس کمبخت کو ہوش آیا تو جلو خانے سے اُٹھکر اپنے گھر گیا ہر گاہ تندرست ہوا پھر دربار
میں حاضر ہوا تو نوشیرواں نے بختک کو دیکھ کر کہا کہ اس بیحیا کو کس نے دربار میں بار دیا حاضرین نے شفاعت کی
چند روز تک تو وہ بیحیز و نا عاقبت اندیش چپ رہا بعد ازاں پھر بادشاہ کو عمرو کی مہم پر جانیکی ترغیب دی پھر اُن سے
لڑنے کی تحریک کی آخر شدہ شدہ بادشاہ کے بھی دل میں آیا کہ بختک سچ کہتا ہے میرے بغیر گئے یہ مہم
سر نہ ہوگی کئی لاکھ سوار و پیدل ساتھ لے کر قلعہ تلوا سحر کی طرف روانہ ہوے جب متصل پہنچے ہرمز و
فرامرز و ثروین و بیجن و بختیارک نے استقبال کرکے بادشاہ کو خیمہ گاہ میں داخل کیا اُن کے آنے
سے سب نے اطمینان حاصل کیا شب کو سر محفل بادشاہ نے ارشاد فرمایا اور بکمال طنز و طعنہ سے
سب کو سنایا کہ اتنے دنوں سے یہ لوگ یہاں ہیں مگر اب تک ایک پیادے کو نہ پکڑ سکے ادنےٰ
سپاہی سے نہ لڑ سکے اب دیکھو کہ میں کسطرح سے اُسکو گرفتار اور مسلمانوں کو قتل کرتا ہوں کیسے کیسے اُن کے جوانوں کو
اور پہلوانوں کو قتل کرتا ہوں سب یک منہ ہو کر بولے کہ ہم لوگوں میں اور حضور میں پانچ بیس کا تفاوت ہے آپکے
سامنے ہم لوگوں کی بھلا کیا حقیقت ہے بارے رات کی رات تو بادشاہ نے آرام کیا سارے لشکر کو لڑنے میں مستعد ہونے کا
حکم دیا صبح کو اُٹھ کر بعد فراغ ضرورت فوج لیکر سوار ہوے جنگ و جدال پر تیار ہوے اور قلعہ کو تنہا جا کر دیکھنے لگے سب اطراف
قلعہ کے شیشہ لگا کر دیکھنے لگے عمرو شامیانہ اطلس چینی کے نیچے کرسی جواہر نگار پر بیٹھا ہوا تھا اور سرداران و شہریاران و پہلوانان
گردن کش پشت پر ہاتھ باندھے کھڑے تھے جنکے لباس اور ہتھیاروں میں جواہرات بے بہا جڑے تھے اور مورچوں پر جابجا
سردار قائم تھے اپنی اپنی خدمت پر سب نقیب و چوبدار قائم تھے عمرو نے کمان ہاتھ میں اُٹھا کر بادشاہ کیطرف قلاب دیکر
کہا کہ او آتش پرست تو آیا تو اپنے پاؤں سے ہے مگر بھاگے گا کسکے پاؤں سے دیکھ تو تیری کیسی گت بناتا ہوں کیسی بلا تیرے سر پر
لاتا ہوں تو تو میں عمرو کہ تجھ کو چھٹی کا دودھ یاد دلاؤں بادشاہ عمرو کی یہ تقریر سنکر کانپ گیا اور بختک سے کہنے لگا سنتا ہے
عمرو کیا کہتا ہے اُس بیحیا نے کہا کہ دور سے جو چاہے سو کہہ لے کہ زبان اسکی اُسکے منہ میں ہے مگر کچھ بھی نہیں کر سکتا ہے بیہودہ
بکتا ہے فوج کو حکم دیجیے کہ قلعے پر ہلہ کرے بادشاہ نے لشکر کو حکم دیا کہ ہاں ہلہ کر کے قلعہ لے لو اے بہادرو ذرا جرأت اور

دلاوری کرو فوج نے گھوڑوں کی باگ لی ہرگاہ قلعہ کی زد پر پہونچے قلعہ پر سے ضربیں چلنے لگیں آناً فاناً میں ہزاروں جوان
بادشاہ کے لشکر کا مارا گیا اور فوج نے گھونگھٹ کھایا ایک کا دوسرے نے ساتھ نہ دیا بادشاہ اکیلے کیا کرتے آپ بھی فوج
کے پیچھے خیمہ گاہ پر آئے بختک نے کہا کہیں اس طرح سے بھی قلعے ہاتھ آتے ہیں ناحق ناحق ہزار جوان بھی قتل کرائے اور آپ
بھی شکست کی بدنامی اٹھائی اور اسیر ظفر نہ پائی نوشیرواں نے کہا کہ اے مردک بدذات تو ہی نے کہا تھا کہ فوج سے
حملہ کر یکو فرمایئے قلعہ کے لینے کی تدبیر بتائیے بولا کہ سچ ہے میں بھول گیا تھا بہرحال جو ہوا سو اچھا ہوا اگر ہزار آدمی مارے گئے
تو مارے گئے عمرو کو تو معلوم ہوا کہ حضور لڑنے کے ارادہ پر آئے ہیں جمعیت کثیر اپنے ساتھ لائے ہیں نوشیرواں نے کہا کیا حرامزادہ
ہے کبھی کچھ کہتا ہے کبھی کچھ کہتا ہے ایک بات پر قائم نہیں رہتا ہے اب ذرا عمرو کا حال سنیے اپنے سرداران لشکر سے
کہا کہ قلعہ سے تم خبردار رہنا یہاں سب کاروبار سے ہوشیار رہنا میں ذرا نوشیرواں کو گوشمالی دے آؤں ذرا اسکو اپنی
چالاکی دکھاؤں یہ کہکر لباس شاہانہ اُتار کسوت عیاری اپنے بدن پر درست کر کے ایک نٹ کی صورت بن ابوسعید لنگری
اور ابا سعید خرقہ پوش کو کہ فن عیاری میں عمرو کے شاگرد رشید ہیں خوبصورت خوبصورت عورتیں بنا قلعہ سے باہر
نکل ایک چھوٹا سا ڈھول اپنے گلے میں ڈال نوشیرواں کے خیمے کے متصل ایک گلی تان کر ڈھول بجانے اور عیار بچوں کو
نچوانے گوانے لگا تھوڑی سی دیر میں بہت سی خلقت جمع ہو گئی اُس تماشاگاہ میں بڑا اژدحام ہوا ایک ساعت میں ہجوم عام
ہوا اتفاقاً ژوپین و بہمن سوار چلے آتے تھے وہ بھی بھیڑ دیکھ کر اسطرف کو گئے کہ دیکھیں یہ کیا تماشا ہے کیسا جادو لگا ہے عیار
بچوں نے جو اُن سے آنکھیں لڑا کر بھاؤ بتلیاں لیکر ناز و غمزہ کرنا اور اپنی چھب تختی دکھانا شروع کیا اور عشوہ کرشمہ معشوقانہ
سے اُنکے دل کا لبھانا شروع کیا تو دونو نکے دونوں لٹو ہوئے ژوپین نے سرخ پوش کو پسند کیا اور بہمن نے سبز پوش کو پھر
باہم یکدیگر صلاح کر کے بادشاہ سے اُنکے گانے بجانے کی تعریف کی اور حسن و جمال کا حال بیان کیا کہ بے اختیار بادشاہ نے مشتاق
ہو کر انکو طلب کیا اُنکے لانیکا بہت تاکید سے حکم دیا عمرو نے اُسدن ایسا ڈھول بجایا اور عیار بچوں نے اس لطف سے گایا
کہ چھوٹا بڑا محو ہو گیا نوشیرواں نے اس محویت کے عالم میں انھیں عیار بچوں کو ساقی گری کا حکم دیا سب نے جام شراب اُنھیں کے
ہاتھ سے پیا دو ساعت کے بعد ایک سرے سے سبکی آنکھوں میں سرسوں پھولنے لگی عجائبات بیہوشی دیکھنے لگے آخر یہاں تک
نوبت پہونچی کہ سب کے سب بالاتفاق یہ کہکر اپنی اپنی نشست گاہ سے کود دے کہ یارو غوطے لگاؤ دل کھول کے خوشی سے نہاؤ
دریا جوش پر ہے پھر تو خموشی کے قفل اُن کے لب و دہن میں لگ گئے کہ پھر کسی کے منہ سے آواز نہ نکلی ایسے خاموش ہوئے
بالکل بیہوش ہوئے عمرو نے باہر نکل کے شاگرد پیشہ کو بھی بیہوش کیا اور لگا دست درازی کرنے جہانتک اسباب خیموں میں تھا
فرش تک اُٹھا کے نذر زنبیل کیا سب اپنی چالاکی سے لے لیا اور نوشیرواں کی ڈاڑھی مونچھیں مونڈ کے ہاتھ پاؤں تو نیل سے
رنگے اور منہ کالا کر کے چونے کے ٹیکے دئے اُسکے ساتھ یہ شعبدے کیے اور بختک اور بختیارک کی ڈاڑھی مونچھیں مونڈ کر سات
سات چوٹیاں سر پر رکھیں اور بختیارک کے سر میں سیندور بھر کے ٹانگیں اسکی بختک کی کمر سے باندھ دیں اور ژوپین و بہمن

کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا الغرض سب شخصوں کے ساتھ جو وہاں موجود تھے بقدر رتبہ حال کے گرد باغ ندامت دیا اور شاہزادوں کو بھی برہنہ کر کے بصفت ننگی ٹیکے دیئے اور جتنے سردار کرسی نشین تھے سب کی ایسی ہی گت بنائی قصہ مختصر کسی نے اُسکے دست حیلہ ساز سے نجات نہ پائی اور ایک کاغذ اس مضمون کا کہ اے گبر والٹی موچھونکا خراج بھینے کے بھینے میرے پاس بھیجا کر جو میں ارشاد کرتا ہوں وہ ہمیشہ کیا کر نہیں تو ایک بال رکھنے نہیں پائیگا اسیطرح سے ہمیشہ ذلت وخواری اُٹھائیگا اور معلوم ہو کہ تجھ کو میں نے صاحبقران کی خاطر سے کہ اُسکا تو خُسر ہے تجھ کو جان سے نہیں مارا اسیقدر خدمتگذاری کی تیری جان نہ لی لکھ کر نوشیرواں کے گلے میں باندھ دیا اور آپ مع ہمرد و عیار قلعہ میں داخل ہوا جب صبح ہوئی بیہوشوں کو ہوش آیا ہر بدمست نے غفلت سے سر اُٹھایا بے تکلف ایک دوسرے کی صورت دیکھ کر ہنستا تھا اور اپنی خبر ہی نہ تھی کہ ہماری صورتونکا کیا حال ہے شیطان دیکھ کر لاحول پڑھتے ایسا جمال ہے نوشیرواں جو جاگا آئینہ میں اپنی صورت دیکھ کر نہایت پشیمان ہوا اسکی حالت دیکھ کر سخت حیران ہوا رقعہ گلے سے جو کھولکر پڑھا تو معلوم ہوا کہ عمرو نے یہ گت بنائی یہ آفت اُسکے ہاتھ سے سب کے سر پر آئی حمام کر پوشاک بدل تخت پر بیٹھ بختک کو طلب فرمایا سر دربار مشکیں بندھوائیں اور بہت جوتیاں لگوائیں کہ بیہوش ہو گیا مگر اُسکا پاپوش ہو گیا شاہزادے اور سردار فوج جو شفاعت کرنے لگے نوشیرواں نے ایک کا کہنا نہ مانا فرمایا کہ میری بیحرمتی اور ذلت عمرو کے ہاتھوں اس گردن زدنی نے کروائی حیف صد حیف کہ بزرجمہر کا کہنا میں نے نہ مانا ہرگز اپنا نیک و بد نہ پہچانا نہیں تو آج یہ خواری میری نہ ہوتی آخر لوگوں کے کہنے سے اُسکو جلو خانے میں ڈلوا دیا بڑی تذلیل سے اُسکو قید کیا اور ایک نامہ صابر نمد پوش کے ہاتھ ہامان شاہ کے پاس بھیجا کہ اے ہامان شاہ عمرو بڑا ہی مفتری ہے اس سے غافل نہ رہنا اور قلعہ کو اپنے کسی رفیق کو کہ بہت ہوشیار ہو بخوبی اونچ نیچ سمجھا کر سونپ کے جلد میرے پاس آ اس اسیقدر مضمون لکھ کر نامہ بر کو اُسکی طرف بہ تعجیل روانہ کیا اور دوسرا نامہ سماوا عیار کے ہاتھ شیر شاہ بادشاہ قیروان مغرب کے نام روانہ کیا جو کچھ اُسمیں لکھا وہی اسمیں لکھا تھا مضمون دونوں نامونکا ایک ہی تھا خلاصہ کلام پہلے صابر نمد پوش ہامان شاہ کے پاس پہونچا اور نامہ کا جواب لیکر جلد تر نوشیرواں کی خدمت میں حاضر ہوا ہامان شاہ نے جواب میں لکھا کہ عمرو تو کیا مال ہے فرشتہ بھی اگر آوے تو قلعہ میں آنے نہ پاوے اور میں بھی عنقریب شاہنشاہ کی خدمت میں مع فوج پہونچتا ہوں آپ اپنی خاطر جمع فرمائیے کچھ تردد اور اندیشہ اپنے دل میں نہ لائیے سماوا جو شیر شاہ کے پاس نامہ لیکر گیا اُسنے بھی ایسا ہی کچھ نوشیرواں کو جواب لکھا کمال ادب و تعظیم سے جواب باصواب لکھا اور چلتے وقت سماوا سے کہنے لگا کہ میں ایک بات تجھ سے کہوں اگر تو کسی کے روبرو نہ دُہرائے زنہار زنہار کسی کے سامنے اپنی زبان پر نہ لائے بشرطیکہ تدبیر بھی اس امر کی کرے جو میں کہوں اُسی پر قدم دھرے سماوا نے قبول کیا شیر شاہ نے کہا کہ مدت ہوئی میں نے مہر نگار کی تصویر دیکھی تھی جب سے میں اُسپر عاشق ہوں اُسکے دیدار کا شائق ہوں اگر کسی تدبیر سے مہر نگار کو مجھے لادے اپنی چالاکی سے اُسکو مجھ تک پہونچا دے تو میں نصف سلطنت اپنی تجھ کو دوں آدھی مملکت کا تجھ کو حاکم کر دوں سماوا نے کہا کہ میں زبانی نہیں مانتا میں پہچان چنیں نہیں جانتا آپ مجھے لکھدیجیے اور

خدا کو درمیان دیکر مجھ سے عہد و پیمان کیجیے تو البتہ میں جان جوکھوں کروں اس کام کے کرنے میں مشغول ہوں خواہ جیوں یا مروں شیر شاہ نے اُسی دم ایک اقرار نامہ لکھکر سماوا کے ہاتھ میں دیا اُسکے کہنے کے موافق اُس سے قول و قرار کیا سماوا وہاں سے آتے ہی قلعہ کے گرد پھر کر جانیکا راستہ تاکنے لگا قلعہ کے اطراف جھانکنے لگا خشکی کیطرف تو ٹھکانا نہ لگا ایک کشتی پر سوار ہوکے بہانہ ڈھونڈ کر گیا برجوں پر مورچے والوں کو ہوشیار پایا سب نگاہبانوں اور سپاہیوں کو ہر طرح سے خبردار پایا پھرتے پھرتے ایک برج سنسان معلوم ہوا سماوا نے ایک ڈھیلا اُس برج پر پھینکا جواب نہ پایا اُدھر سے ایک کنکر بھی نہ آیا سمجھا کہ اس برج پر یا تو کوئی نہیں ہے یا سب سوتے ہیں کمند پھینک کر برج پر گیا اور اسی برج کی سیڑھیوں سے نیچے اتر آیا تو ایک گوشے میں بیٹھکر کاٹی صبح کو اِدھر اُدھر رہنے کا ٹھکانا ڈھونڈھنے لگا جب کہیں ٹھہرنیکا ٹھکانا نہ دیکھا حمام میں گیا اور ایک کونے میں بیٹھکر نہانے لگا اسمیں تنہا بیٹھکر تدبیر لگانے لگا تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ **بلبل مطبخی** مہرنگار کا پہونچا چونکہ یہ مرد دظاہر میں مسلمان اور باطن میں بت پرست تھا نشہ کفر سے سرمست تھا اسی حمام میں جا کر ہر روز بت پرستی کرتا تھا اُس دن غسل کرکے پرستش کرنے لگا سماوا نے سامنے آکر صاحب سلامت کی خلیفہ **بلبل** کے طائر ہوش اُڑ گئے کہ اگر یہ شخص **عمرو** سے کہدیگا تو **عمرو** گردن مروڑ ڈالیگا میرا بھیجا سر سے نکالیگا اُس سے باآشتی و تملق باتیں کرنے لگا سماوا نے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہے اس سرکار میں کس خدمت پر مامور ہو اُسنے کہا کہ میں مہرنگار کا خاص پز ہوں لیکن بھائی برائے خدا میری پرستش کا حال کسی سے نہ کہنا اس مقدمہ میں خاموش رہنا سماوا بولا کہ تم خاطر جمع رکھو میں تمھاری سرکار سے متعلق نہیں ہوں میں **نوشیرواں** کا عیار ہوں سب عیاروں کا سردار ہوں مہرنگار کے لیجانے کیواسطے آیا ہوں بہت **تحفے عجیب و غریب** لایا ہوں اگر خلیفہ صاحب آپ مدد کریں تو یہ مشکل آسان ہوتی ہے میری طبیعت آپکی مہربانی سے شادمان ہوتی ہے خلیفہ بلبل نے کہا کہ میں ہمیشہ لات و منات سے عرض کیا کرتا ہوں اُنکے پاؤں پر سر دھرتا ہوں کہ کسیطرح مہرنگار **نوشیرواں** تک پہونچے سولات و منات نے میری دعا کو مستجاب کیا کہ تم کو اس ارادے پر بھیجا آؤ باورچیخانہ میں میرے ساتھ چلو وہاں کی خوب سیر کرو **سماوا** خوش خوش باورچیخانے میں گیا اور ہر قسم کے کھانے میں ادویہ بیہوشی ملائی اُسنے اپنی کارسازی سے فرصت پائی جب **مہرنگار** نے خاصہ تناول فرمایا ہر کس و ناکس نے بھی حسب معمول محل میں کھایا وہ سب کھانا سب کے کھانیمیں آیا مگر اُسدن حسب **اتفاق عمرو** نے کھانا نہیں کھایا اور محل میں بھی نہیں گیا دو گھڑی کے بعد محل میں سب بیہوش ہو گئے اُس دوا کی تاثیر سے مدہوش ہو گئے سماوا نے مہرنگار کا پشتارہ باندھ کر خلیفہ **بلبل** کو اپنے ساتھ لیا اور جس راہ سے آیا تھا اُسی راہ سے چلدیا جب **نوشیرواں** کے خیمے کو چھوڑکر صحرا کیطرف چلا خلیفہ **بلبل** نے پوچھا کہ اِدھر کہاں جاتا ہے سماوا نے کہا شیر شاہ نے مجھ سے مہرنگار کو طلب کیا تھا اُسکے پاس لیے جاتا ہوں اُسکو اُسکے پاس پہونچاتا ہوں خلیفہ **بلبل** بولا کہ یہ تو کبھی نہ ہوگا تو نے مجھ سے کہا تھا کہ میں **نوشیرواں** کے پاس لیجاؤنگا اُنکے محل میں لیجا کر بٹھاؤنگا اور اب غیر شخص کے پاس لیے جاتا ہے اس حرکت پر تیری **مجھے غصہ** آتا ہے دونوں کے باہم تکرار ہونے لگی آپسمیں جوتی بیزار ہونے لگی سماوا نے ایک خنجر خلیفہ **بلبل** کی گردن میں ایسا مارا کہ روح اُسکی قفس عنصری سے پرواز کر گئی خنجر کی دھار اُسکے گلے سے گذر گئی اور آپ

قیران مغرب کیطرف چلتا ہوا اب عمرو کا حال سنیے بیخبر پڑا سوتا تھا کہ امیر نے خواب میں فرمایا خفا ہو کر یہ سخن سنایا کہ کیوں عمرو یہی
ہی نگہبانی کرتے ہو مہر نگار کو تو بتاؤ کہ کہاں ہے کیا ہوئی تجھ کو خبر نہیں وہ ایک بلا میں گرفتار ہوئی عمرو خواب سے چونک پڑا ہڑبڑا
کے محل میں گیا دیکھے تو مہر نگار کا پلنگ خالی ہے ادھر اُدھر ڈھونڈھ کر فصیلوں اور برجوں پر دیکھا کہ ایک برج پر کمند نظر آئی
اُسکو دیکھ کر اُسکی طبیعت گھبرائی جھٹ پٹ سلاح عیاری بدن سے لگا کر اسی کمند پر سے نیچے اُتر کے قدم بقدم رکھتا ہوا
چلا اثناء راہ میں خلیفہ ملبل کو مقتول پایا اُسکی لاش کو دیکھ کر اُسکے ذہن میں آیا معلوم کیا کہ حریف اس سے ملکہ مہر نگار
کو لیگیا وہ راہ چھوڑ کے دوسرے راستے سے آگے جا کر ایک درخت کے سایہ میں مرگ چھالا بچھا کر بیٹھا فقیر کی صورت
بنا کر بیٹھا اور ایک گھڑا پانی رکھ کے الاؤ سلگا کر دار یا حقہ اپنے سامنے رکھ لیا ایک ساعت نہ گذری تھی کہ سماوا پشتارہ لیکر
پہونچا فقیر کا تکیہ سمجھ کر ستانیکو بیٹھ گیا عمرو سے کہنے لگا کہ شاہ صاحب پیاسا ہوں تھوڑا پانی پلاؤ ثواب کماؤ عمرو نے کہا
بابا گھڑا پانی کا سامنے رکھا ہوا ہے انڈیل کر پی لو سماوا نے چاہا کہ گھڑے سے پانی اُنڈیلے کہ دفعتہً اُسکا دل کانپا پانی کو جو
دیکھا دار وے بیہوشی اُسمیں ملی پائی وہ بھی تو عیار تھا دوا کی تاثیر اُسکو پانی میں نظر آئی پیترا بدلکر بولا کہ او سار بان زادے
مجھ سے دغا بازی کرتا ہے میں تیرے دم میں کب آتا ہوں تجھ سے میں بھلا اب دھوکا کھاتا ہوں آخر میں بھی عیار ہوں اس
کام میں خوب ہوشیار ہوں یہ کہکر عمرو کے سامنے سے بھاگا عمرو خنجر نکالکر اُسکے پیچھے دوڑا اور ایک پھلانگ مار کے اُسکے
آگے نکلگیا اُسنے بھی پشتارہ کو زمین پر رکھ کر خنجر نکال کے سامنا کیا دونوں میں خنجر بازی ہونے لگی عمرو نے کمند کمر سے
نکالکے حلقے کمند کے کشادہ کیے اور للکارا کہ یارو دیکھتے کیا ہو اسکو مار لو اس فریبی مکار کو قتل کر دو سماوا نے جانا کہ اس کے
شاگرد آپہونچے پیچھے پھر کے دیکھنا تھا کہ عمرو نے کمند کا حلقہ اُسکی گردن میں ڈالکر کھینچا منہ کے بھل آ رہا اوندھے سر زمین پر جا پہا
عمرو نے پشتارہ کو کاندھے پر رکھا اُسکی مشکیں باندھ کر اپنے ہمراہ لیا اور آناً فاناً میں قلعہ میں پہونچکر سماوا کو تو قید کیا اور
مہر نگار کو محل میں لیجا کر ہوش میں لایا مہر نگار نے دیکھا کہ میں بندھی ہوئی پڑی ہوں عمرو سے پوچھا کہ بابا مجھے کس نے کو
باندھا ہے عمرو نے تمام کیفیت بیان کر کے مہر نگار کو کھولدیا اور باہر آنکر سماوا کو دار پر کھینچکر تیر باراں کیا یہ خبر نوشیرواں
کو پہونچی نوشیرواں سنکر عمرو کی اس حرکت سے بہت خوش ہوا اُس کو شاباش اور مرحبا کہا اس ماجرے کو شیر شاہ قیروانی
نے سنا سر مجلس کہنے لگا کہ نفس الامر میں عمرو صاحب اقبال ہے تب تو ایک مدت سے شاہنشاہ ہفت کشور سے
لڑ کر ہمیشہ فتحیاب ہوتا ہے جو اُسکا مقابلہ کرتا ہے وہ ذلیل و خراب ہوتا ہے دل چاہتا ہے کہ میں بھی عمرو سے ملاقات
کروں پیران تلے سالار شیر شاہ کا بولا کہ عمرو کی لڑائی فتح کرنا میرا ذمہ ہے میں اسکا بیڑا اُٹھاتا ہوں اور دیکھیے میں کس خوبصورتی
سے اُسپر فتح پاتا ہوں آپ شاہنشاہ ہفت کشور کو لکھیں کہ میرے نام سے طبل جنگ بجوائیں نقاروں کی آواز حریفوں
کو سنوا دیں کھڑے کھڑے قلعہ لے لونگا دم بھر میں سب کو زیر و زبر کر دونگا شیر شاہ قیروانی نے فی الفور ایک
عرضی قطران مغربی نامے عیار کے ہاتھ نوشیرواں کی خدمت میں روانہ کی اور اُس میں یہ سب کیفیت لکھی

پہونچنا امیر کا دیو سمندون ہزار دست کے مکان پر اور چھڑانا زہرہ مصری کو اسکی قید سے

راوی لکھتا ہے کہ صاحبقراں آہو کے کباب کھاکر دریاے اخضر سے روانہ ہوے دسویں دن ایک قلعہ کے متصل پہونچے
خواجہ آشوب سے کہا کہ تم اس قلعہ میں جاکر خبر تو لاؤ کہ آباد ہے یا ویران مالک اسکا کافر ہے یا مسلمان خواجہ آشوب چنانچہ ہاتھ
میں لیکر قلعہ کے اندر چلا گیا قلعہ کو آباد پایا سب کو دلشاد پایا رنج و غم سے آزاد پایا دو رویہ دکانیں کھلی ہوئی تھیں ایک دکاندار سے
پوچھا کہ یہ قلعہ کسکا ہے اسکا کون مالک ہے اور اسکا کیا نام ہے کیسی حکومت ہے اور کیسا انتظام ہے اُسنے کچھ جواب نہ دیا ہرگز کلام
نکیا دوبارہ اُس سے کہا کہ اے عزیز تو بہرا ہے یا گونگا ہے بتاتا کیوں نہیں کہ یہ قلعہ فلانے شخص کا ہے وہ پھر بھی نہ بولا تیسری مرتبہ
گالی دیکر پوچھا تب بھی جواب نہ پایا چوتھی بار کھسیانا ہوکر ایک ہاتھ نیچہ کا لگایا دوکاندار دو ٹکڑے ہوگیا اُسکا مرنا تھا کہ چاروں طرف
سے دوکاندار دوڑے اور خواجہ آشوب کو گھیر لیا اُسکو اپنے حلقہ میں کیا خواجہ آشوب نے امیر کو پکارا کہ ہیبت اللہ دوڑو میری
مدد کرو جلد میری خبر لو امیر اسکی آواز سنکر قلعہ میں آئے اور اُن لوگوں سے لڑنے لگے حتی کہ لڑتے لڑتے بادشاہی قلعہ کے دروازہ
تک پہونچے مگر خواجہ آشوب و بہلول و اشقر اس ہجوم میں غائب ہوگئے امیر اُس قلعہ کے اندر گئے مگر وہ لوگ جو لڑتے تھے
ادب سے قلعہ کے اندر نہ گئے باہر ہی سے غل مچاتے رہے دور ہی سے بھبکیاں بتاتے رہے ہرگاہ امیر دیوان خانہ میں تخت شاہی
پر بیٹھے دفعۃً واحدۃً ایک طرف سے آواز آئی ہاتف غیبی نے یہ بات سنائی کہ حیف صد حیف معلوم نہیں امیر کی کیا حالت ہوتی
ان کو در پیش کونسی مصیبت ہوئی صاحبقراں اس آواز کو سنکر اُسطرف گئے دیکھیں تو اشقر و خواجہ آشوب و بہلول اُس
مکان میں قید ہیں دیووں کے زندان میں قید ہیں اور ایک شخص وہ بھی لباس شاہانہ پہنے ہوے مقید ہے تکلیف قید سے
نہایت حال بد ہے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے کہا کہ میں یہاں کا بادشاہ ہوں صاحب حشمت و جاہ ہوں خلخال نامے
دیو نے مجھے قید کرکے قلعہ پر اپنا دخل کیا ہے امیر نے اُسکو قید سے رہا کرکے تخت پر بٹھلایا بہت اعزاز و اکرام فرمایا جنوں نے
جو امیر کا یہ سلوک دیکھا شورش موقوف کرکے امیر کے قدمبوس ہوے خلخال دیو اُسوقت شکار کھیلنے کو گیا تھا اُسنے
سنا کہ ایک آدم زاد نے بادشاہ کو قید سے چھڑا کر تخت پر بٹھلایا ہے طیش کھاتا ہوا وہاں سے چلا اور آتے ہی امیر پر
آرہ پشت نہنگ چلایا اُنکے مارنے پہ ہاتھ اُٹھایا امیر نے اُسکو رد کرکے ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا جو لگایا مثل
چنار کرم خوردہ دو ٹکڑے کرکے اوندھا زمین پر گرایا جو اُسکے ہمراہ تھے امیر کی قوت دیکھ کر بھاگے بادشاہ نے سات دن
تک امیر کیواسطے جشن کیا ہر طرح سے آرام دیا آٹھویں دن امیر اس سے رخصت ہوکر روانہ ہوے اکیسویں دن
ایک چار دیواری اژدھات کی نظر آئی نئی صورت کی یہ بھی دیکھ پائی مگر دروازہ مقفل تھا امیر دروازے کو
توڑکر اندر گئے دیکھا کہ ایک میدان ہے بڑا وسیع سنسان بیابان ہے اور اُسمیں چار دیواری سنگ مرمر
کی ہے اُس چار دیواری کے اندر جو گئے تو ایک باغ خوش فضا ایسا نظر آیا جیسا کہ تمام قاف میں نہ دیکھا تھا

امیر تو ایک درخت کے سایہ کے نیچے پوست گرگ بچھا کر بیٹھ گئے اپنے عصا کا تکیہ لگا کر بیٹھ گئے گر لڑکے کھیلنے اور باغ
میں ادھر اُدھر پھرنے لگے تمام باغ کی بے تکلف سیر کرنے لگے ناگاہ بارہ دری نظر آئی کہ جسکی صفائی نے تمام دنیا کی عمارت
دل سے بھلائی خواجہ آشوب و بہلول بید ھڑک اُسمیں چلے گئے دیکھیں تو سونیکے گہوارے پر ایک دیو بچہ تین سو
گز کا قدوقامت سوتا ہی اور ایک عورت خورشید صورت بیٹھی ہوئی گہوارے کی ڈوری کھینچ رہی ہے رسّی زر تار اپنے ہاتھوں
سے اینچ رہی ہے لڑکونکو دیکھ کر بولی کہ اے لڑکو تم یہاں کیونکر آئے جلد بھاگو ابھی یہ بھوک سے روتے روتے سو گیا ہی
ذرا غافل ہو گیا ہے اگر جاگ پڑیگا تو مفت میں تم کو کھا جائیگا لڑکے بولے کہ ہم ہیبت اللہ کے ساتھ ہیں یہ تو کیا مال ہے ہم
اُسکے باپ سے بھی نہیں ڈرتے اس مردود کا خوف ہم ذرا نہیں کرتے زہرہ مصری اپنے دلمیں سوچی کہ جسکو یہ لڑکے ہیبت اللہ
کہتے ہیں شاید صاحبقراں ہوں لڑکوں سے کہنے لگی کہ اے لڑکو تم اُس آدمی سے جاکر کہدو اور اُس سے جلد خبر کردو کہ
زہرہ مصری یہاں قید ہے خواجہ آشوب و بہلول نے امیر سے آکر کہا بہت جلد جاکر کہا کہ اس باغ میں ایک بارہ دری
ہے نہایت خوش تعمیر ہر طرح سے بینظیر ہم جو اُسمیں گئے تو ایک دیو بچہ کو کہ تین سو گز سے قد اُسکا کم نہ ہوگا مہد طلائی میں سوتے
دیکھا اور ایک عورت آدم زاد کہ اُسکو رشک خورشید کہا چاہیے حسن و جمال میں زہرہ و ناہید کہا چاہیے گہوارے کی ڈوری
کھینچ رہی ہے ہمیں دیکھ کر کمال دلسوزی اور محبت سے کہنے لگی کہ یہاں سے بھاگو اگر ابھی یہ جاگ پڑیگا تو تم کو کھا جائیگا
ہم نے کہا کہ ہمارے ساتھ میاں ہیبت اللہ ہیں یہ تو کیا مال ہے ہم اسکے باپ سے نہیں ڈرتے تب وہ عورت بولی کہ جس
آدمی کے ساتھ تم ہو اس سے اتنا کہدینا کہ زہرہ مصری یہاں قید ہے امیر زہرہ مصری کا نام سنتے ہی گھبرا کر اپنے
دلمیں کہتے ہوئے دوڑے کہ ہرگاہ زہرہ مصری کی یہانتک نوبت پہونچی دیکھا چاہیے کہ مہر نگار پر کیسی گذری ہوگی کس
مصیبت میں وہ گھری ہوگی بارہ دری کے اندر جو گئے دیکھا واقعی زہرہ مصری ہے اُسکو دیکھ کے بے اختیار روئے بہت
زار زار روئے امیر نے زہرہ مصری کا حال پوچھا اُسنے تمام سرگذشت بیان کرکے کہا کہ اب اس دیو پلید کی قید میں ہوں
جو مصیبت مجھ پر گذرتی ہے کس زبان سے بیان کروں اگر صاحبقراں یہاں پہونچے تو رہائی میری بہت آسان ہے
اُنکا زیر کیا ہوا سارا پرستان ہے ورنہ یا تو اُسکا باپ مجھے ایک دن کھا جائیگا جب بھوک کی شدت میں کچھ اور کھانیکو
نہ پائیگا یا کوفت اُٹھاتے اُٹھاتے میں خود مر جاؤنگی اسی مصیبت میں جان سے گذر جاؤنگی صاحبقراں نے کہا کہ صاحبقراں
کو تم پہچانتی ہو اُنکا حال تم جانتی ہو بولی کہ پہچانونگی کیوں نہیں میں قدیم اُنکی لونڈی ہوں انھوں نے مجھے پرورش کیا ہے امیر نے
کلاہ کو سر کا کے کلاہ ابراہیمی جو دکھایا جیسے ہی وہ نظر آیا زہرہ مصری دوڑ کر صاحبقراں کے قدموں سے لپٹ کر
رونے لگی بلکہ صدقے ہونے لگی دیو رونیکی آواز سنکر سوتے سے چونک پڑا دیکھے تو کئی آدم زاد کھڑے ہیں بھوک کی جھانجھ
میں بے اختیار امیر کے پکڑنے کو دوڑا کہ اُنکو نوشجان کرے اپنا پیٹ بھرے امیر نے اُسکو پکڑ کے مثل پارچہ کہنہ چیر ڈالا
اُسکا کلیجا اُسکے سر سے نکالا اور روش پر بیٹھ کر زہرہ مصری سے فرمانے لگے کہ تو نے مجھ کو نہیں پہچانا اُسنے کہا کہ جب

آپکا شباب تھا اب نام خدا بوڑھے ہوئے اُسپر فقیری بھیس ہے لونڈی کیونکر پہچانتی آپ صاحبقران ہیں یہ کیونکر جانتی امیر زہرہ مصری سے باتیں کررہے تھے کہ دیو سمندون ہزار دست آندھی کیطرح آپہونچا امیر کے سرپر مثل بلا آپہونچا دروازہ ٹوٹا دیکھکر نا خوش ہوا ہی تھا اپنے بیٹے کو مواد یکھکر اور بھی آگ کا پرکالہ ہوگیا تمام عالم اُسکی نظر میں تاریک و رکالا ہوگیا امیر سے کہنے لگا کہ اے آدم زاد سیاہ سر دنداں سفید ضعیف البجثہ تو کس آندھی میں اُڑکر یہاں آیا ہے تجھ کو یہاں کون لایا ہے امیر نے فرمایا میں تو آندھی میں اُڑکر نہیں آیا اپنی خوشی سے تجھے جہنم کیطرف بھیجنے کو آیا ہوں تیرے لیے پیغام اجل لایا ہوں ضعیف الجثہ ایسا ہوں کہ انھیں ہاتھ پاؤں پر عفریت اہرمن وغیرہ بہت سے دیوان سرکش کو مارا ہے اور تجھ کو بھی کوئی دم میں اُسکے پاس بھیجتا ہوں تب تو وہ اپنے ہزار ہاتھ میں ہزار پتھر اُٹھالایا اور ایک بار امیر کے اوپر پھینکے امیر جست کرکے اُسکی پشت پر گئے اور نعرہ اللہ اکبر کرکے ایک وار عقرب سلیمانی کا اُسکے شانے پر لگایا کہ پانچ سو ہاتھ شانے سمیت کٹ کے زمین پر گر پڑے وہ ہاتھوں کو زمین سے اُٹھاکر بھاگا اپنی جان بچاکر بھاگا اور بعد ایک ساعت کے صحیح وسالم امیر کے سامنے آکر بدستور اول حربہ کیا اُنکو صدمہ دیا امیر نے بھی بدستور اول اُسکا دوسرا شانہ پانچ سو ہاتھ سمیت کاٹا وہ جلد کٹے ہوئے ہاتھونکو اُٹھاکر چلتا ہوا اور ایک ساعت کے بعد آنکر امیر پر پھر حربہ کیا امیر کمال متحیر ہوکر پریشان خاطر ہوئے اُسکی یہ کیفیت دیکھکر نہایت حیران اور ششدر ہوئے مناجات کرنے لگے ہنوز مناجات تمام نہ ہوئی تھی کہ حضرت خضر نے پیدا ہوکر سلام علیک کی امیر نے جواب دیکر کہا کہ یا حضرت اس دیو کے ہاتھ سے سخت تنگ آیا ہوں ادھر میں اسکے ہاتھوں کو کاٹتا ہوں اُدھر پھر یہ صحیح سالم ہوکر میرے سامنے آتا ہے اپنا زور وقوت دکھاتا ہے حضرت خضر نے فرمایا کہ یا صاحبقران ایک چشمہ ہے اُسکے پانی کو خدا نے یہ تاثیر دی ہے کہ جس زخم پر پڑے فوراً زخم بھر جاوے درد جاتا رہے زخم بالکل صحت پائے چلو میں تمھیں اُس چشمے کو دکھاکر غائب کردوں تا یہ دیو مارا جائے پھر اُسکے ہاتھ سے تم پر صدمہ نہ آئے امیر حضرت کے ساتھ اُس چشمے پر گئے دیکھیں تو واقعی پانی اُسکا ایسا مصفا ہے کہ آب کوثر اُسکے روبرو میلا معلوم ہوتا ہے نظر دوربین میں وہ چشمہ گویا آبحیات مفہوم ہوتا ہے حضرت خضر نے قدم مارکر اس چشمے کو غائب کردیا اُسکی حقیقت سے اُسکو آگاہ کردیا اور دو پتے ایک درخت کے کہ لب چشمہ سایہ افگن تھا ہر برگ اُسکا روشنی اور صفائی میں رشک فرمائے دُرعدن تھا توڑکر امیر کو دیے اور فرمایا کہ ان پتوں کو حفاظت سے لیجاکر عرق انکا بزرجمہر کی آنکھوں میں کہ اُسکو بختک نے نیل کی سلائیاں پھیرکر اندھا کیا ہے ٹپکا دینا تاکہ اُسکی آنکھیں روشن ہو جائیں بینا ہوکر حالت اصلی پر آئیں امیر نے اُن پتوں کو اپنی کلاہ کے اندر رکھکر عرض کی یا حضرت مجھے اسی باغ کے اندر پہونچا دیجیے اتنی مہربانی اور کیجیے حضرت خضر امیر کو باغ میں پہونچاکر غائب ہوگئے اُنکو وہاں کے سب مراتب سمجھاکر غائب ہوگئے ادھی بار جو سمندون بعد حضرت خضر کے آنیکے اُس چشمے پر پہونچا دیکھا تو چشمہ نہیں ہے آہ کا نعرہ مارکے سر اپنا پٹک پٹک کر مرگیا اپنی جان سے گذر گیا امیر نے اُس باغ میں چند کوٹھریاں دیکھیں اُنکو جو کھولا انواع و اقسام کے جواہر بیش قیمت نظر آئے اُنکے دیکھنے سے آنکھوں نے بہت حظ اُٹھائے لڑکوں نے کہا کہ تھوڑا سا جواہر یہاں سے لیجانا چاہیے ایسے جواہر

بمشکل پھر یہاں ہاتھ آئینگے کچھ ضرور لینا چاہیے امیر نے ہنسکر فرمایا کہ اگر دنیا میں لیجاؤ گے اور وہاں جاکر لوگوں کو دکھاؤ گے تو عمرو نامے
میرا ایک بھائی ہے وہ تم سے چھین لیگا انمیں سے پھر ایک بھی تم کو نہ دیگا القصہ امیر نے دو مقام اس باغ میں کیے اور تیسرے دن
بدستور لڑکوں کو تو چھینکوں میں بٹھلایا اور زہرہ مصری کو اشقر کی پیٹھ پر سوار کیا اور آپ سائیسوں کی طرح سے اسکی باگ پکڑ کے چلے
اس صورت سے وہ ادھر چلے گیارھویں دن دریاے محیط پر پہونچے حیرت میں تھے کہ کیونکر اُسکے پار اتریں نہ کشتی ہے نہ بیڑا ہے سخت
مشکل ہے بڑا بکھیڑا ہے اس فکر میں تھے کہ حضرت خضر نے آکر پار اُتار دیا اور اپنے معجزے سے انکا بیڑا پار کیا دوسرے دن
لوہے کی چار دیواری کے پاس پہونچے جہاں راہدار دیو کو مارا تھا کمال جرات اور دلاوری سے اس سرکش دیو خونخوار کو قعر جہنم
میں اُتارا تھا دروازہ اُسکا کھلا دیکھکر معلوم کیا کہ آج روز جمعہ ہے کیونکہ دروازہ اُسکا سواے جمعہ کے دن کے اور کسی دن نہیں
کھلتا ہے سالم کی قبر پر جاکر فاتحہ پڑھا اُنکی روح کو ثواب آیات صحیفہ پہونچاکر خوش کیا اور وہاں سے روانہ ہوکر فرمانے لگے کہ
الحمد للہ آج سرحد قاف تمام ہوئی اب اُس مصیبت سے نجات پائی اللہ نے صورت آسائش دکھائی کوہستان کے نیچے
نیچے سائے میں خوش خوش چلے جاتے تھے اور میوہ درختان خودرو سے توڑ توڑ کر لڑکوں کو اور زہرہ مصری کو کھلاتے تھے شام کو
اُس پہاڑ کے دامن میں کھڑے ہوکر رات کے رہنے کیواسطے مقام تجویز کر رہے تھے کہ ایک طرف سے آواز سلام علیک کی آئی غیب سے کسی نے
آواز سنائی ادھر اُدھر دیکھیں تو کوئی نظر نہیں آتا اُس آواز دینے والے کا سراغ کہیں پایا نہیں جاتا سامنے ایک درخت تھا
اُسپر نگاہ پڑی دیکھا کہ اُس درخت میں تمام پھل آدمی کے سر کی صورت لگے ہوے ہیں اور اُسی درخت سے آواز آتی ہے اللہ کی
قدرت اپنا تماشا دکھاتی ہے امیر نے خدا کی قدرت پر عشعش کر کے سلام علیک کا جوابدیا طریقہ اسلام کا ادا کیا پھر آواز آئی کہ یا
صاحبقران میرا نام واق ہے ایک روز سکندر بھی میرے سایہ میں شب باش ہوا تھا میں نے اُسکی دعوت کی تھی آج آپکی بھی دعوت
کرتا ہوں اپنی خوشی خاطر سے آپکی ضیافت کرتا ہوں شب کی شب اس جگہ آرام کیجیے یہاں کے سیر و تماشے سے اپنی طبیعت کو مسرور کیجیے
اس گفتگو کے بعد ایک پھل درخت پر سے امیر کی گود میں گرا امیر نے اُسکو تراش کے آپ بھی کھایا اور زہرہ مصری اور اُن دونوں
لڑکوں کو بھی کھلایا ایسی لذت حاصل ہوئی کہ کسی پھل میں کبھی حاصل نہ ہوئی تھی اور خوب آسودہ ہوگئے پھر اُسی درخت کے نیچے بستر کیا تمام
شب وہ درخت امیر سے باتیں کیا کیا اپنی خوش بیانی سے اُنکو کمال مسرور کیا اور کہا کہ یا صاحبقران اسی مقام پر جہاں
تم بیٹھے ہو سکندر نے بھی اپنا بستر بچھایا تھا اس فضاے دلکشا میں اُسنے بھی آرام پایا تھا مجھ سے پوچھا کہ میں کب مرونگا اس دنیا سے
کب کوچ کرونگا میں نے کہا کہ جب لوہے کی زمین اور سونیکا آسمان ہوگا تب تمہارا کوچ جہاں سے بیگمان ہوگا اُسکے دو تین دن کے بعد بیابان
ہفت گردش سلیمانی میں کہ یہاں سے تھوڑی دور آگے ہے اور اُسمیں درخت کا نام تک نہیں ہے پہونچا اور تپش آفتاب سے بیتاب ہوا شدت
گرمی سے حال اُسکا نہایت خراب ہوا رفیقوں نے اُسکے زرہیں بچھا دیں اور سپر ڈھالکا اُسکے سر پر سایہ کیا اس تدبیر سے اُسکو آرام دیا
اُسیدم سکندر کی روح قبض ہوئی امیر نے پوچھا کہ اے درخت مجھ کو بھی بتا کہ میں کب مرونگا جواب دیا کہ جب اشقر کے کسی پاؤں میں نعل باقی
نرہے تو تم جاننا دنیا سے میرا کوچ ہے اور عمر اب تمام ہوئی صبح زندگانی کی شام ہوئی مگر ابھی بہت عرصہ ہے اسیطرح سے تمام رات وہ درخت

امیر سے باتیں کیا کیا جب صبح ہوئی امیر اُس درخت سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے جب دوپہر کا وقت ہوا ریگستان تپنے لگا اور لوں
چاروں طرف سے چلنے لگی جسکی حدت سے چربی پگھلنے لگی ہر ایک کا سیماب وار دل اُس گرمی سے بیتاب تھا اُس دھوپ کی تیزی
سے حال زار تھا اگر صاحبقراں کے پاس مشکیزہ خضر نہ ہوتا تو ہر شخص کی روح بدن سے مفارقت کر جاتی کسی کو صورت زندگی
نظر نہ آتی صاحبقراں دمبدم مشکیزے سے پانی لیکر آپ پیتے اور ہمراہیوں کو پلاتے تھے شام کو اُسی بیابان کی ریت میں سب نے
آسائش کے لیے قیام کیا صبح کو پھر وہاں سے روانہ ہوئے خلاصہ سات دن تک اُسی بیابان میں پہلے روز کی طرح تکلیف اُٹھائی
کہیں آسائش نہ پائی بارے آٹھویں دن ایک شہر کے قریب پہونچے وہاں کی حاکم شیریں نام ایک عورت تھی نہایت نیکذات
اور صاحب مروت تھی صاحبقراں کو استقبال کر کے شہر میں لیگئی اور بڑے تکلف سے ضیافت کی ہر طرح کی اطاعت کی صاحبقراں
نے دیکھا کہ سوائے عورت کے مرد کا نام نہیں ہے اس عورت سے پوچھا کہ ماجرا کیا ہے مرد یہاں دکھائی نہیں دیتا بلکہ نام بھی سنائی نہیں دیتا
اُسنے عرض کی کہ اُس شہر میں سوائے عورت کے مرد نہیں پیدا ہوتا صاحبقراں نے فرمایا کہ حمل کیونکر رہتا ہے بولی کہ جب عورت
حد بلوغ کو پہونچتی ہے شہر کے باہر ایک درخت ہے کہ وہ کبھی پھولتا پھلتا نہیں ہے زن بالغہ اُس سے جا کر لپٹتی ہے اور ساتھ ہی لپٹنے کے
ایک چیخ مار کر بیہوش ہو جاتی ہے بعد ایک ساعت کے ہوش میں آتی ہے اُسیوقت سے اُسکو حمل رہتا ہے اور لڑکی جنتی ہے امیر نے خدا کی
قدرت پر وجد کیا اور جس عورت کو دیکھا حسین و جمیل پایا کہ ایسا حسن و جمال کہیں اُنکو نظر نہ آیا لڑکوں نے امیر سے کہا کہ یہاں
عورتیں بہت صاحب جمال ہیں تھوڑی سی لیچلا چاہیے شیریں نے کہا کہ یہاں کی عورتیں کہیں نہیں جا سکتیں اُن پر خدا کی طرف
سے مؤکل تعینات ہے اگر جاویں بھی تو وہ آتا ہے کہیں جائیں مگر وہ اُنکو پھیر لاتا ہے لڑکے بولے کہ یہ کیا آپ کہتی ہیں بھلا ہمارے ساتھ
کر دیجیے دیکھیں تو کون سے آتا ہے ہم سے چھین لینے پر کوئی کیونکر قادر ہوتا ہے ہر چند شیریں نے تکرار کی مگر لڑکوں نے نہ مانا
ہرگز اسرار نہ جانا پچاس عورتیں باجازت شیریں اپنے ہمراہ لیکر چلے جب امیر شام کو منزل پر پہونچے اور شب کو آرام فرمایا صبح
کو اُٹھکر دیکھیں تو آدھی عورتیں غائب ہیں لڑکوں نے تاسف کیا ناحق شیریں کا احسان لیا ہم نے اُسکا کہنا کیوں نہ کیا
اس روز شب کو لڑکوں نے سب عورتوں کی کمر میں رسی لگا کر اپنی کمر میں باندھی کہ اس صورت میں کیونکر چلی جائینگی ہم سے
جدا ہونیکی کیونکر فرصت پائینگی اور پاؤں پھیلا کے سو رہے اپنی دانست میں اُنکے بھاگنے کیطرف سے مطمئن ہو رہے سیمرغ کی
مادہ نے کہ اُنپر مؤکل تھی ان عورتوں کو اُٹھا لیا زمین سے کئی بانس اونچا کیا اور لڑکے بھی لٹکتے ہوئے چلے اس مصیبت سے سر پٹکتے
ہوئے چلے امیر جو جاگے تو دیکھا کہ کوئی اُن عورتوں کو لیے جاتا ہے کہ اُنکا پکڑنا کسیطرح ممکن نظر نہیں آتا ہے اور لڑکے لٹکے جاتے ہیں
وہ بھی ایک مصیبت اُٹھاتے ہیں امیر نے اپنے دلمیں سمجھا کہ شاید کوئی دیو ہے ایک تیر ایسا مارا کہ مادہ سیمرغ کے بازو میں ترازو
ہو گیا اُن عورتوں سمیت وہ اتر پڑی اور بولی کہ صاحبقراں میں نے آپکا کیا قصور کیا تھا میں نے آپ کو کب کوئی آزار
دیا تھا کہ مجکو تیر مارا میرے خاوند نے جو آپکے ساتھ نیکی کی تھی یہ اُسکا عوض ہے میں خدا کیطرف سے مامور ہوں کہ ان عورتوں
کو اُنکے شہر سے باہر جانے نہ دوں جس کام پر مقرر ہوں وہ اپنا کام کروں صاحبقراں مادہ سیمرغ کو دیکھ کر بہت شرمندہ ہوئے

اور عذر کرنے لگے کہ میں نے تجھ کو نہیں جانا تھا میں قسم کھاتا ہوں کہ میں نے تجھ کو نہیں پہچانا تھا براے خدا اپنے شوہر سے اسکا ذکر نہ کرنا اس میرے قصور سے درگذر نا کہ اُسکا مجھ پر بڑا احسان ہے اسکے ادائے شکر کی مجھ کو طاقت کہاں ہے اور امیر نے اُسیدم بارگاہ الٰہی میں بخشوع وخضوع اُسکے بازو کے اچھے ہونے کیواسطے دعا مانگی چنانچہ امیر کی دعا مستجاب ہوئی کہ فوراً اُسکے بازو کا زخم بھر گیا اُنکا نالۂ پرسوز اثر کر گیا اور درد باقی نہ رہا امیر سے رخصت ہوکر عورتوں کو اپنے ساتھ لے کے روانہ ہوئی

داستان شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری

نوشیرواں جو قیرواں مغربی کے لکھنے سے بنام پیران مغربی طبل جنگ بجواکر قلعہ تلوا لجر کے سامنے فوج قاہرہ لیکے کھڑا ہوا ایکایک سامنے سے گرد اُٹھی جب گریبان خاک مقراض بادنے چاک کیا دو سو علم نمودہ ہوئے عمرو نے جانا کہ دو لاکھ سوار ان کی جمعیت ہے فوج کی بڑی کثرت ہے جب قلعہ کے متصل پہونچا معلوم ہوا کہ قیرواں مغربی اپنے سپہ سالار مسمّی پیران مغربی کو لیے ہوئے آتا ہے سب اپنے لشکر کو اپنے ہمراہ لاتا ہے نوشیرواں نے بیچن وزروبین کو استقبال کیواسطے بھیجا اُسنے حاضر ہوکر بادشاہ کے پایہ تخت کو بوسہ دیا تمام احوال مفصل عرض کیا بادشاہ نے اُسپر بہت سی مہربانی کی اُسکو ہر صورت سے تسلی دی اور پیران مغربی کو قلعہ پر جانیکی اجازت دی کوشش کرنے پر بہت سی تاکید کی ہر گاہ پیران مغربی اپنے دو لاکھ سوار لیکر قلعہ کیطرف چلا عمرو نے اپنی فوج قلیل کو دیکھ کر خدا کو یاد کرکے مناجات کرنا شروع کیا دفعۃً واحدۃً جنگل کیطرف سے گرد اُٹھی اور نقابدار نارنجی پوش اپنے چالیس ہزار سوار سمیت آکر موجود ہوا جسکے دیکھنے سے اُسکا دل بہت خوشنود ہوا بختیارک نے اُسکو دیکھکر نوشیرواں سے کہا کہ یہی نقابدار ہمیشہ مسلمانوں کی مدد کو آتا ہے لشکر اسلام اسی کی نصرت سے فتح پاتا ہے یہیں نقابدار نے پیران مغربی کے برابر آکے آنکا دوسری ایسی دی کہ چند قدم پیران مغربی کا گھوڑا پسپا ہوگیا اُسکے صدمہ سے سب ورا اُسکا ہوا ہوگیا اُسنے طیش کھاکر ایک تلوار نقابدار کے سر پر ماری نقابدار نے گھوڑے کو اس سے دباکر تلوار تو اُسکی ہاتھ بڑھاکر چھین لی اور دوسرا ہاتھ کمر میں ڈالکر الگ جھلاک گھوڑے سے اُٹھا کر اوپر کو اُچھالا اور گرتے ہوئے ایک ہاتھ ایسا لگایا کہ ککڑی کیطرح سے دو ٹکڑے ہوکر زمین پر آیا اسکی فوج نقابدار پر آکے گری اور نوشیرواں کی فوج بھی اُسکی معین و یاور ہوئی لڑنے پر مستعد اور حملہ آور ہوئی نقابدار اپنے چالیس ہزار سوار سے مارتا ہوا جنگل کو نکل گیا اُسکا قاعدہ تھا چلا گیا عمرو نے قلعہ پر سے فتح کے شادیانے بجوائے شکر خدا کا زبان پر لائے اور بادشاہ نے بچشم گریاں و جگر بریاں اپنے لشکر میں جاکر قیرواں شاہ کو ماتم پرسی کا خلعت دیا اور اُسکو سب طرح سے دلاسا دیا حسن اتفاق سے اُسی دن مشقال شاہ نے کہ بادشاہ تیغ مغرب کا ہے حاضر ہوکر نوشیرواں کی ملازمت کی اور بہت سی تشفی دی کہ کل میں اس قلعہ کو لیے لیتا ہوں ان لوگوں سے تمہارا انتقام لیتا ہوں مگر آج شب کو میری دعوت قبول کیجیے یہاں تشریف رکھ کے راحت و آرام حصول کیجیے نوشیرواں کے لشکر کے برابر اپنا لشکر اُتارا اور دعوت کی تیاری میں مصروف ہوا بجان و دل ہر طرح پاسداری میں مصروف ہوا عمرو کی بنیے کہ ہر گاہ اُسنے سنا کہ مشقال شاہ نے نوشیرواں کی دعوت کی ہے سرداران لشکر کو مع فوج بلاکر کہا کہ تھوڑی سی

محنت کرو تو مفت ہر طرح کے کھانے کھانیمیں آویں ہم تم سب غذائے نفیس سے لذت اُٹھاویں کہ مشقال شاہ نے نوشیرواں
کی ضیافت کی ہے سامان دعوت میں بڑی دقت اور ہمت کی ہے رات کو قلعہ سے نکلکر امیر و لندھور و بہرام کا نام لیکے
اُسکے لشکر پر شبخون مارو میرے کہنے سے اتنی محنت کرو سب نے قبول کیا اور عیاروں سے عمرو نے کہا کہ تم آج دن بھر میں پانچسو
دیو کاغذ کے تیار کرو کہ قد اُنکا چار چار یا پانچ پانچ سو گز کا ہو اور پہیے اُنکے پاؤں میں لگانا اس ترکیب سے انکو بنانا جسوقت میں
سفید مہرہ بجاؤں اُسکی آواز تمکو سناؤں تم اُنکو لیکر آنا ہرگز اس کام میں دیر نہ لگانا الحاصل عیاروں نے تمام دن میں کاغذ کے
دیو تیار کیے جب رات کا وقت ہوا نوشیرواں مشقال شاہ کے لشکر میں گیا اتفاقاً وہ شب شب ماہ تھی اور چہار طرف
روشنی بھی ہوئی تھی اور آتشبازی بھی چھوٹتی تھی بادشاہ ناچ دیکھنے لگے جب پہر رات گئی عمرو نے مقبل کو بیناہ قیطاس پر
سوار کیا اور اُسکو سب مراتب سے خبردار کیا اور کہا کہ تو امیر کا نام لینا اور عادی سے کہا کہ تو اپنے کو لندھور کہنا اور سلطان بخت
مغربی سے کہا کہ تو بہرام کے نام سے نعرہ کرنا الغرض فوج کو یہ سمجھا کر قلعہ کے باہر نکل کے مشقال شاہ و نوشیرواں کے لشکر پر
جا کر مقبل وفادار نے نعرہ کیا کہ منم سلطان صاحبقران حمزہ نامدار اور عادی نے کہا کہ منم رستم زماں ملک لندھور بن
سعدان اور سلطان بخت مغربی نے نعرہ کیا کہ منم بہرام گرد خاقان چین تینوں لشکروں سے تلوار چلنے لگی بڑے زور و شور سے
شمشیر آبدار چلنے لگی عمرو نے دیکھا کہ یہ تو لڑ کھڑے ہوے اور فوج میری تھوڑی ہے ایسا نہ ہو کہ شکست اُٹھاویں اُن کے
ہاتھ سے ذلت پاویں سفید مہرہ بجا کر منھ سے نکال لیا اور حریفوں کے لشکر یونکو سنا کر للکارا صاحبقران فرماتے ہیں اے
گروہ دیوان قاف جلد آؤ ان کافرونکو کھا جاؤ عیار عمرو کی آواز سنکر دیوونکو لائے مہرہ سفید کی آواز سنتے ہی بہت جلد آئے اور
اُنکے منھ کے اندر سے فاردرہٗ آتشیں مارنے لگے کل لشکر کو یقین ہوا کہ فوج دیوان قاف کی امیر کے ساتھ آئی اب ہم نے
بے شبہ شکست پائی مارے خوف کے بھاگ کھڑے ہوے ہر چند بختک نے کہا کہ یارو یہ سب عمرو کی عیاری ہے یہ سب اسکی
چالاکی اور مکاری ہے لیکن کون سنتا ہے سر پر پاؤں رکھکر جو بھاگے تو بارہ کوس پر جا کے دم لیا ایک دم قرار نہ کیا بادشاہوں
نے بھی دیکھا کہ اگر بغیر فوج کے ہم یہاں ٹھہرے رہے تو حریف کے ہاتھوں کیا بلکہ اپنے پاؤں سے قید ہوے چڑیوں کی طرح
ان شاہبازوں کے پنجے میں صید ہوے وہ بھی اپنے اپنے لشکر کے ساتھ بھاگے سب آپسمیں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کے
بھاگے عمرو نے مشقال شاہ و نوشیرواں کے لشکر کا جہانتک مال و اسباب پایا لوٹ کر زنبیل کے حوالے کیا اپنا
مال سمجھ کر سب بے تکلف لیا اور تمام فوج کو اچھی طرح سے پیٹ بھر کر کھانا کھلوایا سب نے خوش ہو کر خوب سیر ہو کے کھایا اور
مقبل سے کہا کہ قلعہ میں جا کر زنانی سواریاں سوار کروا کے شتران باربردار پر اسباب لاد کر جلد آؤ کوئی چیز وہاں نہ
چھوڑو سب یہاں لاؤ کہ قلعہ تنج مغرب کیطرف چلیں وہاں تو حکم کی دیر تھی مقبل فی الفور زنانی سواریاں مع مال و اسباب
قلعہ سے لیکر باہر آیا ایک تنکا وہاں نہ چھوڑا سب اپنے ساتھ لایا عمرو جمیع خرد و بزرگ کو ساتھ لیکے قلعہ تنج مغرب کیطرف
روانہ ہوا ہر گاہ کہ قلعہ کے دروازے پر پہونچا مشقال شاہ کا خط جعلی وزیر کو دکھلا کر قلعہ میں داخل ہوا ہر طرح کا

اطمینان حاصل ہوا پھر کافرونکو تہ تیغ کیا سب مرد و زن نے شربت مرگ پیا اکثر لوگ مسلمان ہوئے عمرو نے انکو امان دی
انکے قتل کی نیت نہ کی اور قلعہ کو اپنی وضع پر تیار کر کے چین سے قلعہ بند دروازے پر زرد اطلس چینی کے شامیانے کے نیچے
کرسی مرصع نگار بچھا کے بیٹھا سامان بادشاہانہ لگا کر بیٹھا نوشیرواں کا حال سنیے کہ اُسنے صبح کو عیارونکو فوج دیوان قاف
کی خبر لانے کیواسطے بھیجا کہ انکی خبر لائیں وہاں کی کیفیت دیکھتے آئیں یہاں عمرو ان کاغذ کے دیوؤنکو پہاڑ کے نیچے صف بندی
کیے کھڑا کر گیا تھا عیاروں نے دور سے دیکھکر بادشاہ کو خبر دی جلد دوڑ کر اطلاع دی کہ لشکر دیوان قاف پہاڑ کے تلے صف باندھے
کھڑا ہے ہر ایک مثل پہاڑ کے اڑا ہے بختک بولا کہ گوہ کھاتے ہیں جو ایسی بات بے اصل سناتے ہیں اگر اصلی دیو ہوتے تو انھیں یہاں آنیکو
کسنے منع کیا تھا یہ بھی عمرو کی عیاری تھی اُسنے اس فریب سے شکست دی دیکھو تو ہمیں مشقال شاہ کے عیار بھیجے انھوں نے مفصل خبر
دی کہ وہ دیو مقوے کے ہیں اور عمرو مع ہمراہیان قلعہ تیغ مغرب میں داخل ہوا نوشیرواں نے بہت افسوس کیا اور سب کو ان کی
بے جرأتی پر طعنہ دیا خیمہ گاہ پر جو پھر کے آئے تو دیکھا کہ مطلق نقد و جنس شاہی مال و اسباب لشکریاں بیچارہ کا عمرو لوٹ کر لے گیا یہ سب سے بڑا
داغ دیگیا مشقال شاہ کے لشکر میں بھی جھاڑو تک نہیں ہے بہیرو بنگاہ کے لوگ چدار روتے ہیں کہ بستر تک نہیں ہے جو شب کو سوئیں
اور دانے پانی کا تو کیا ذکر ہے کیونکر قوت لایموت کریں اب یہی ثابت ہوتا ہے کہ بھوک کے عذاب سے مریں بادشاہ نے مع فوج کوچ کیا اور
قلعہ تیغ مغرب کو گھیر کے اُتر پڑے اور قصد کیا کہ انسے پھر لڑیں اب عمرو کا حال سنیے اپنے سرداروں کو جمع کر کے کہا کہ یارو اٹھارواں
برس تمام ہونے پر آیا مگر امیر قاف سے نہ آنے پایا اب نصف خوراک قوت لایموت کیواسطے ملیگی جسکا جی چاہے رہے جسکا جی چاہے
جائے اگر ہمارا دوست صادق ہے تو ہمارے ساتھ یہ تکلیف اٹھائے سبھوں نے تو قبول کیا مگر عادیکرب نے کہا کہ اپنا تو گذارا نہ ہوگا
جب سے امیر گئے ہیں ایک دن پیٹ بھر کر کھانا کھانے میں نہیں آیا اب اسکا نصف ہوگا تو کاہیکو جیتا بچونگا میں تو بے موت مر دونگا
عمرو بولا کہ تجھ کو اختیار ہے رہیا نہ رہ عادی کرب قلعہ کے باہر نکلا عمرو نے کہا کہ عادیکرب تو جاتا ہے اگر جیتا نہ کاڑا جائے تو
عمرو میں اپنا نام نہ رکھوں پھر تیرے آگے منھ نہ کروں عادیکرب بولا کہ اگر تجھ کو دیو نہ لپیٹے تو عادی کرب نہ کہلاؤں یہ کہکر سیدھا
نوشیرواں کے پاس گیا اور کہا کہ اگر حضور مجھ کو نوکر رکھیں تو نوکری کروں ہمیشہ آپکی خدمت میں رہوں نوشیرواں نے پوچھا کہ
عمرو سے تجھ سے کیوں بگڑی اُسنے مفصل حال بیان کیا بادشاہ نے باورچیخانہ کے داروغہ کو بلا کر فرمایا اُسکو یہ حکم تاکید سنایا کہ
عادی کرب جسقدر کھا سکے اُسکو کھانے دو اُسکو خوب کھلا کر سیر کرو اور عادی کرب سے کہا کہ تجھ کو ہم نے دربانی کی خدمت
دی بغیر ہمارے پوچھے کسی غیر کو آنے نہ دینا ہرگز کسی کو قلعہ کے اندر جانے نہ دینا عادی کرب اسی دم در خیمہ پر جا بیٹھا دربانوں
کیطرح بستر جما بیٹھا شب کو ایک عورت جمیلہ بادشاہ کی چوکی کیواسطے آئی اُسنے اپنی صورت اس ناز و کرشمہ سے دکھائی کہ عادی
کا دل اُسے دیکھ کر بھر آیا دریائے شہوت جوش میں آیا جھٹ پٹ اُسکو پکڑ کے اُسکے ساتھ مجامعت کی وہ مر گئی اس تکلیف کی متحمل
نہ ہوئی عادی کرب اپنے دلمیں سوچا کہ صبح کو تم بھی مارے جاؤگے اس حرکت کی سزا ضرور پاؤگے بادشاہ کی سواری کا گھوڑا چوکی میں
کھڑا تھا اُسپر سوار ہو کر جنگل کی راہ لی رات بھر تو چلا گیا صبح کو بھوکا ہوا وہاں کیا تھا کہ کھاتا جنگل سے لکڑیاں توڑ کر لاؤنگا اور

گھوڑے کے کباب لگا کر کھائے وہاں سے ایک فقیر کے تکیے پر گیا سرگروہ فقیروں کا چھانڈا بانٹ رہا تھا آپ بھی فقیروں میں ملکر بیٹھا
سرگروہ نے ایک چھانڈا اُسکو بھی دیا اُسنے کھا کر کہا کہ مرشدا تنے کھانیں فقیر کا کیا ہوگا سرگروہ نے ایک چھانڈا اور دیا اگلا پچھلا
کھا کر بولا کہ مرشد آتش دوزخ تو بجھی ہی نہیں سرگروہ نے کئی چھاندے اور اُسکو دیے وہ اُسکو بھی چٹ کر کے کہنے لگا کہ تعجب ہے
ایک مرتبہ اسقدر نہیں دیتے کہ فقیر کی آتش دوزخ بجھے قریب پانچ سو فقیر کے اس جماعت میں ہوگا سبھوں نے بایکدیگر کہا کہ یارو
تم سب اپنا اپنا چھانڈا اسکو دو دیکھو تو کہانتک کھاتا ہے یہ اتنا کھانا کیونکر اسکے پیٹ میں سماتا ہے عادی کر سب کا حصہ
کھا گیا فقیروں نے پوچھا کہ اب تو دوزخ بھرا بولا کہ دوزخ کیا بھریگا اتنا سا کھانا مجھکو کیا آسودہ کریگا مگر پانی پینے کا سہارا تو ہو گیا
تب تو سبھوں نے سرگروہ سے کہا کہ یہ آدمی نہیں ہے معلوم ہوتا ہے یہ دیو ہے یا غول ہے اسکو جلد رومال چھڑی دیکر یہاں سے
نکالو سرگروہ نے ایک رومال چھڑی بنوائی کی دیکر کہا کہ بابا ملک خدا کا بڑا ہے چل پھر کر مانگ کھاؤ یہاں سے تشریف لے جاؤ
عادی شب کی شب اس تکیے پر سو رہا صبح شہر کیطرف کہ وہاں سے نزدیک تھا چلا دیکھا کہ شہر آباد ہے ہر شخص اس شہر کا خرّم و
شاد ہے بھیک مانگنے لگا ایک نان بائی نے کہ رحمدل تھا دو روٹیوں پر کچھ کباب رکھکر عادی کو دیے اُنھوں نے نوشجان کیے عادی
اور مانگنے لگا وہ بولا کہ اب پھر مانگو اس ڈیل ڈول پر فقیری زیب نہیں دیتی محنت کر کے کیوں نہیں کھاتے ہو عادی نے کہا کہ محنت
کرنیکو میں حاضر ہوں اگر کوئی میرا پیٹ بھرے میرے سیر کرنیکا اقرار کرے نان بائی بولا کہ اچھا لکڑیاں چیر اکر کھانیکو میں تجھے دونگا
تجھ کو کھلا کر آسودہ کرونگا عادی نے سب کندے چیر کر ایک ساعت میں ڈالدیے سب لکڑیوں کے ٹکڑے کیے نان بائی نے
پانچ روٹیاں خمیری اور سالن اُسکو دیا عادی نے اُسکو بھی چٹ پٹ کھالیا اور کہا کہ پیٹ تو میرا بھرا ہی نہیں تو نے کہا تھا
کہ پیٹ بھر دونگا تجھ کو سیر کر دونگا اُسنے اور پانچ روٹیاں دیں عادی نے اُسکو بھی کھا کر کہا کہ بھائی خوش طبعی کیوں کرتے ہو لگی
کرتے ہو یا میرا پیٹ بھرتے ہو ایک مرتبہ کیوں نہیں دیتے سسکا سسکا کے دینے میں نہ پیٹ بھرتا ہے نہ روح بھرتی ہے مفت
میں طبیعت پر گرانی گذرتی ہے نان بائی نے انکار کیا عادی نے اُسکی گردن پکڑ کر دوکان سے نیچے اُتار دیا اور آپ بیٹھکر کھانے لگا
ہرگاہ تمام روٹیاں اور سالن کھا چکا اور پیٹ نہ بھرا دوسری دوکان جو اُسکے متصل تھی اُسمیں جا کر مالک کو اُسکے نکالکر جتنی
روٹیاں اور سالن دوکان میں تھا چکھ کے تیسری دوکان پر جھکا عجب طرح کا بازار میں غل و شور ہوا اس حال کو دیکھ کر ایک
اژدحام ہجوم خاص و عام ہوا کہ کوتوال سنکر دوڑا اگر عادی کی زور و قوت کو دیکھ کر اُلٹا پھر گیا اُس کے پاس آنے کا
اُسکو یارا نہ پڑا اور بادشاہ سے جا کر حقیقت حال کہی یہ سب کیفیت مفصل عرض کی معاد شاہ مغربی وہاں کا بادشاہ تھا
خود سوار ہو کر آیا عادی کی صورت و وضع دیکھ کر بہت حیران ہوا سخت متحیر اور پریشان ہوا کہ ایسا آدمی اُسنے کبھی دیکھا نہ
تھا چار طرف سے فریادی دوڑے کہ اُسنے دوکانداروں کی تو دوکانیں لوٹ کھائی ہیں اور کئی آدمیوں کا خون بھی کیا ہے
ہم سب دوکانداروں کو بڑا صدمہ دیا ہے بادشاہ نے کہا کہ اس سے کوئی مزاحم نہ ہوئے عادی کو بلا کر مستفسر حال ہوا اُسنے
مفصل سچ سچ جو سرگذشت تھی سو کہی اپنے حال سے اُسکو اطلاع دی بادشاہ نے کہا کہ کہیں پہلوان غریب آزاری کرتے ہیں

غریبوں پر اس طرح کی جفاکاری کرتے ہیں عادی نے کہا کہ مثل مشہور ہے مرتا کیا نہ کرتا بادشاہ نے کہا کہ اگر تم مسلمانوں سے لڑنا
قبول کرو تو میں تم کو اپنے پاس رکھوں تم کو بہت بڑا منصب دوں اور اپنی بیٹی کی شادی بھی تمھارے ساتھ کردوں ایسا
سلوک تمھارے ساتھ کروں لیکن یہاں کا رسم ہے کہ اگر خاوند مرجائے تو جورو اسکی جیتی اُسکے ساتھ گڑے اور اگر زوجہ مرجائے تو
شوہر اُسکے ساتھ زندہ گاڑا جائے پھر وہ جینے نہ پائے عادی نے قبول کیا بادشاہ نے اسی دن اپنی بیٹی کا عقد اُسکے ساتھ کردیا
عادی جو شب کو اُسکے ساتھ ہمبستر ہوا فی الفور اسکی جان نکل گئی صبح کو اُسے کفنا کے دفن کرنیکو لیگئے اور عادی کو بھی پکڑ و جکڑ
کر ہمراہ لیا اُسکے ساتھ اُنکے دفن کرنیکا بھی قصد کیا جب اُس عورت کی لاش کو قبر میں اُتارا عادی سے کہا کہ تو بھی قبر میں جا عادی
نے انکار کیا لوگوں نے چاہا کہ اسکو پکڑ کے قبر میں ڈالیں مگر کسی نے یہ مجال نہ پائی عادی قوت کے بل سے قبر کے کنارے پر
کھڑا ہوا تھا اتفاقاً صاحبقران اُسی دن اُس شہر میں داخل ہوے ایک درخت کے سائے کے نیچے پوست گرگ بچھا کر
بیٹھے تھے اچھا سایہ دیکھ کر اُسکے تلے آکر بیٹھے تھے آدمیونکا ہجوم دیکھ کر خواجہ آشوب بہلول سے فرمایا کہ دیکھو تو یہ کیا ہجوم
ہے اسقدر آدمی کیوں جمع ہیں کس بات کی دھوم ہے وہ جو وہاں گئے تو دیکھا کہ ایک آدمی کو زبردستی قبر میں گاڑتے ہیں اور
وہ گڑتا نہیں اور امیر سے آنکر کہا کہ ایسا حال ہے صاحبقران بھی دیکھنے کو گئے غور سے دیکھیں تو عادی کو زبردستی
لوگ قبر میں ڈھکیلتے ہیں امیر حیران ہوے کہ ایسا اسنے کیا گناہ کیا ہے جو اُسے زندہ گاڑتے ہیں اُسکی بنی بنائی صورت
بگاڑتے ہیں امیر نے اس سے پوچھا کہ اے پہلوان تو کون ہے اور یہ ماجرا کیا ہے ان لوگوں کا تیرے ساتھ معاملہ کیا ہے
عادی بولا کہ عادی کرب میرا نام ہے حمزہ نامے عرب کے پاس نوکر تھا وہ عمرو نامے عیار کو اپنا نائب کر کے مجھ کو اور اپنے
رفیقونکو اُسکے پاس چھوڑ کے پردۂ قاف پر گیا اب تک وہ عیار قوت لایموت دیتا تھا میں اُسکو کہا کے حمزہ کے انتظار میں
جیتا تھا بالفعل اُس عیار نے کہا کہ حمزہ کو گئے اٹھارہ برس پورے ہونے آئے ہیں کہانتک سر کھپی کروں تم سب کو کھانا
سے کھانا دوں جسقدر لوگونکو علوفہ ملتا ہے اُسکا نصف ملیگا اب مجھ کو زیادہ میسر نہیں ہوتا میں تم لوگوں کی کفالت سے
سر بر نہیں ہوتا میں نے دیکھا کہ اٹھارہ برس تک نصف پیٹ کھا کر مردہ ہو گیا سب طرف سے دل افسردہ ہو گیا اب جو تھائی پیٹ
جو ملیگا تو کاہیکو زندگی ہوگی کیونکر جیونگا آخر بھوک کے مارے ایک دن جان دونگا اس سے بھیک مانگ کر کھانا بہتر ہے
اسطرف نکل آیا مقدر نے نیا تماشا دکھایا یہاں کے بادشاہ نے اپنی بیٹی کا عقد مجھ سے کر دیا وہ قضائے الٰہی سے مرگئی
دنیا سے کوچ کر گئی اب چاہتے ہیں کہ اُسکے ساتھ مجھ کو بھی گاڑ دیں امیر نے فرمایا کہ تو حمزہ کو دیکھے تو پہچانے عادی نے
کہا کہ پہچانوں کیوں نہیں ہر چند اُسے اٹھارہ برس گئے ہوے ہیں ہیئت بدل گئی ہوگی لیکن تو بھی خال سبز ورگ ہاشمی دکھلاؤ تو بھی
سے پہچان لونگا امیر نے پیشانی کھجانے کے بہانے سے تاج کو سر سے سرکایا اس بہانے سے وہ اُسکو دکھایا عادی کی جو نگاہ اُس پر
پڑی قید کو توڑ کے امیر کے قدموں پر گر پڑا امیر نے اُسکو چھاتی سے لگا کر کہا کہ اب کسکی طاقت ہے جو تجھ پر دست درازی کرے
تجھ سے دست درازی کرے عادی کو اپنے پہلو میں کھڑا کر کے ایک نعرہ کیا ہر کہ داند داند وہر کہ نداند باید کہ بدانم صاحبقران

حمزہ نامدار قتل کنندۂ دیوان خونخوار شکنندۂ طلسم پریاں مہرنگار میعاد شاہ نعرے کی آواز سنکر اپنی بارگاہ سے نکلا اور امیر کے پاس آکر بولا کہ حمزہ میں نے جانا تھا کہ تو دیوان قاف کے ہاتھ سے مارا گیا مگر جیتا پھرا خیر وہاں سے جیتا پھرا تو میرے ہاتھ سے آج نہیں بچنے کا میرے ہاتھ سے ضرور مارا جائیگا آج اپنی حرکتوں کی سزا پائیگا یہ کہکر اپنے لوگوں سے کہا کہ اس عرب کو مارلو ہرگز اسکے قتل کرنے میں دریغ نہ کرو اور آپ بھی تلوار نکال کے ایک وار کیا امیر نے ہاتھ بڑھا کر قبضہ اسکی تلوار کا پکڑ جھٹکے تلوار چھین لی اور اسکو اٹھا کے اس زور سے زمین پر دے مارا کہ سر اسکا سینہ میں گھسکر گوشت کا لوتھڑا معلوم ہونے لگا امیر اسکو مار کر اسکی سپاہ کے اوپر گرے سب فوج کو قتل کر کے نیست و نابود کیا عادی نے بھی وہی تلوار جو امیر نے میعاد شاہ سے چھین لی تھی لیکر کافروں کو مارنا شروع کیا ہرگاہ بہت سے کافر جہنم واصل ہوئے عاقل خاں نے کہ میعاد شاہ کا وزیر و دانائی میں اسم بامسمیٰ تھا امیر سے مشرف ہوکر امان مانگی اور بخوشی مسلمان ہوکر امیر کو اپنے مکان میں لیگیا امیر نے زہرہ مصری کیواسطے ایک مکان خلوت کا دیا سب طرح کی خاطر داری کر کے اسکو خوش کیا اور سات دن پیہم عاقل کے گھر میں ضیافت کھائی ہر صورت سے راحت پائی چلتے وقت عاقل خاں کو تخت سلطنت پر بٹھلایا ہر چند اُسنے چاہا کہ امیر کے ہمراہ جاوے امیر نے فرمایا کہ ابھی نہیں پیچھے سے تم آنا جو میں کہوں وہ عمل میں لانا امیر نے دونوں ٹٹوؤں اور زہرہ مصری کو بدستور گھوڑے پر سوار کیا اور آپ مع عادی پیادہ روانہ ہوئے عاقل خاں نے تمام شہر کو مشرف باسلام کیا اسلام پر قائم رہنے پر سب سے عہد و پیمان لیا اور ایک عرضی بر امیر کے آنیکا حال لکھ کر مع سر میعاد شاہ مغربی نوشیرواں کے پاس روانہ کیا راوی لکھتا ہے کہ امیر تیسرے دن ایک ریگستان میں پہونچے جہاں پانی اور سایہ کا نام نہ تھا ایسے بیابان میں پہونچے دوپہر کیوقت تمازت آفتاب سے بیتاب ہوکر ایک درخت سایہ دار کے نیچے کہ لب دریا واقع تھا پوست گرگ بچھا کر بیٹھے وہ جگہ آرام کی پاکر بیٹھے عادی نے کہا کہ گرمی سے پگھلا جاتا ہوں اسوقت بڑی دیر سے بیٹھا تا ہوں اگر حکم ہو تو دریا میں غوطہ مار لوں ذرا طبیعت کو تسکین ہو دوں امیر نے فرمایا کہ اس سے کیا بہتر ہے بہت خوب جائیے اچھی طرح سے نہائیے عادی نے کپڑے اُتار کے دریا کے کنارے پر رکھے اور آپ نہانے لگا دل کھول کے غوطہ مارنے لگا ناگہاں ایک صندوق بہا چلا آتا تھا عادی نے اُسے روک کر کھولا تو اُسمیں سے ایک دیو نکل کے عادی کے لپٹ گیا بھوت کیطرح اُس سے چمٹ گیا عادی نے صاحبقران کو پکارا صاحبقران نے جاکر اس دیو کو پکڑ کے پھر صندوق میں بند کیا اور عادی کو دیدیا عادی نے اپنے دلمیں کہا کہ عمرو کا کہنا تو ہوا کہ میں زندہ زمین میں گاڑا جاتا تھا مجھ کو اپنا بچنا کسی صورت سے نظر نہیں آتا تھا مگر خدا نے مجھ کو بھی بچا لیا کہ یہ دیو مجھ کو ملا اس صندوق کو لے جاکر عمرو کو دوں گا یہ بلا اُس کے سپرد کروں گا جب وہ کھولے گا یہ اُس کو لپٹ جائے گا تب اُسکو میرا کہنا یاد آئے گا عادی نے اُس صندوق کو محافظت سے اپنے پاس رکھا امیر چلے چند منزلوں کے بعد ایک دن عادی سے معلوم ہوا کہ عمرو مع لشکر تنج مغرب میں مقام رکھتا ہے اس جگہ مع متعلقین قیام رکھتا ہے امیر نے زہرہ مصری وغیرہ کو عادی کے سپرد کر کے فرمایا کہ تم انکو ساتھ

لیکے آہستہ آہستہ آؤمیں آگے کا حال دریافت کروں وہاں کی سب کیفیت سے آگاہ ہوں یہ کہکر اشقر پر سوار ہوے تھوڑی ہی دیر میں قلعہ کے متصل پہونچے قلعہ کے سامنے ایک ٹیکرا تھا اُسپر کھڑے ہوکر قلعہ کو دیکھنے لگے دیکھا قلعہ تو چھوٹا سا ہے لیکن برج بارہ و فصیل پر تیاری ہے پرندہ اگر چاہے کہ اُسکے اوپر سے اُڑکر جاوے تو نصیب ہو وے اور قلعہ کے ایک طرف پہاڑ ہے اور دوسری طرف دریا ہے اور تیسری طرف صحرا ہے کوسوں تک ہزار گلہ کھلا نظر آتا ہے جسکا مقدار ہرگز قیاس میں نہیں سماتا ہے اور جا بجا میوہ دار درخت خوش اسلوب نظر آتے ہیں کھانا تو کیسا جنکے دیکھنے سے لوگ حیات تازہ پاتے ہیں اور چوتھی طرف کہ شاہ درہ ہے خشکی ہے اور زد سے بچا ہوا نوشیرواں بالشکر غدار پڑا ہوا ہے خیمہ ہر سردار کا اپنے اپنے موقع پر کھڑا ہوا ہے اور عمرو فیلبند دروازے پر زرد اطلس چینی کے شامیانے کے نیچے کرسی جواہر نگار پر اِس دماغ سے بیٹھا ہوا ہے کہ بادشاہ ہفت اقلیم کی اُسکے آگے کچھ حقیقت نہیں اسکی ہیبت و رعب سے کسی کو بات کرنیکی طاقت نہیں داہنی طرف تو شاہان و شہریاران ہمراہی دست بستہ کمر بستہ کھڑے ہوے ہیں اور بائیں طرف مقبل وفادار بارہ ہزار تیرانداز لیے کھڑا ہے امیر عمرو کو اس سج دھج سے دیکھ کر بہت ہنسے اور قلعہ کی دیوار کے نیچے پوست گرگ بچھاکر بیٹھ گئے فقیروں کیطرح سے اُسی دیوار کا تکیہ لگا کر بیٹھ گئے اور اشقر دیوزاد سے زبان جنی میں فرمایا کہ تو بھی اس صحرا میں کہ قلعہ کے نیچے ہے جاکر کچھ کھا پی آ جو کچھ ہاتھ لگے وہ جاکر کھا لیکن کسی کے ہاتھ نہ آنا اشقر نے صحرا کی راہ لی شاہ عیاران عیار کا حال سُنیے کہ اُسدن جاکر مہر نگار کو جو امیر کے غم میں بہت بدحال پایا بیٹھ کر آپ بھی خوب رویا اور اُسکو بھی خوب رُلایا اور کہنے لگا کہ ملکہ خدا کو یاد کرو اللہ کی رحمت پر بھروسا کرکے اپنی طبیعت کو شاد کرو دیکھو وہ کیا کرتا ہے جامع المتفرقین اُسکا نام ہے ناامیدوں کی تمنا بر لانا اُسی کارساز حقیقی کا کام ہے البتہ حمزہ کو تم سے ملادیگا ایکدن تمھارا مطلوب تمھارے پاس ضرور آدیگا مہر نگار نے کہا کہ اے خواجہ صبر کی بھی آخر کچھ انتہا ہے صبر کہانتک کروں کسطرح سے اپنی طبیعت کو تسکین دوں آج امیر کو گئے اٹھارہ برس پورے ہوے عمرو بولا کہ ابھی تو شام کو بڑا عرصہ باقی ہے اگر شام تک امیر پہونچ جائیں اور خیر و خوبی سے تشریف لادیں تو خدا کی قدرت سے کیا دور ہے ملکہ ذرا قلعہ کے بالاخانے پر جاکر صحرا کی سیر دیکھو دیکھو تو کیسا ہزار گلہ کھلا ہوا ہے اور گیاہ سے کوسوں تک مخمل سبز کا فرش بچھا ہوا ہے کسی طرح تو دلکو بہلاؤ خدارا میری خاطر سے بالاے بام جاؤ مہر نگار کے بھی اُسوقت کچھ جی میں آگیا کلام عمرو کا اُسوقت بھا گیا چاروں طرف نظر اُٹھاکے کیفیت صحرا کی دیکھنے لگیں سقف قلعہ پر جاکے صحرا کیطرف قدرت خدا کا تماشا دیکھنے لگیں اتفاقاً تین چار قازیں اُڑی چلی جاتی تھیں کسی طرف سے اُڑتی ہوئی آتی تھیں مہر نگار نے یہ کہکر تیر مارا کہ میں فال دیکھتی ہوں اگر بیچ کی قاز کو میں نے مارلیا تو آج امیر سے ملاقات ضرور ہوگی بعد مدت مدید اُنکے دیکھنے اور ملنے سے مسرور ہونگی تیر بیچ ہی کی قاز کے بازو میں ترازو ہوگیا اور وہ قاز امیر کے روبرو گری امیر نے قاز کو تو ذبح کرکے اپنے روبرو رکھا اور پیکان تیر پر مہر نگار کا نام دیکھ کر بوسہ لینے لگے اُس تیر کی بلائیں لینے لگے سامنے سے عمرو نے دیکھا طیش کھاتا ہوا امیر کے پاس آکر کہنے لگا کہ او قلندر بے پیر تو نہیں جانتا کہ اس تیر پر

کسکے ناموس کا نام ہے آبرو سنبھتا ہے لا تیر مجھکو دے ایکی مرتبہ تو فقیر سمجھکر معاف کیا اگر بار دیگر ایسی بے ادبی کریگا تو اپنی سزا کو
پہونچیگا اس دار فانی سے دار بقا کو پہونچیگا امیر بولے ابے جا میں نے تجھ ایسے عیار بہت دیکھے ہیں اُسکو جا کر دھمکا جو
تجھسے ڈر جاوے ایسے فریبی مکار بہت دیکھے ہیں میں بادشاہ ہفت کشور کو ذرہ کے برابر نہیں سمجھتا ہوں تو تو ادنی عیار ہے
تیرا کیا اعتبار ہے عمرو جو غیظ میں آیا فلاخن سر سے کھولکر ایک سنگ تراشیدہ خراشیدہ کفۂ فلاخن میں رکھ کر امیر کے اوپر مارا
امیر نے اُس پتھر کو نگاہ میں رکھا جب سینے کے نزدیک پہونچا دونوں ہاتھوں کے بیچ میں روکا اور للکار کر کہا او عیار کہاں جاتا
ہے سنبھل یہ فقیر بھی تجھے اپنی صنعت دکھاتا ہے وہی پتھر عمرو کے مارا عمرو نے دیکھا کہ پتھر بڑے زور سے آتا ہے اُچھلا الگ ہوگیا
اور دوسرا پتھر اور امیر پر مارا امیر نے اُسکو بھی رد کیا اور وہی پتھر عمرو کے مارا عمرو فوراً ہٹ گیا پتھر اوپر سے نکلگیا عمرو نے دیکھا کہ
یہ فقیر صاحب کمال معلوم ہوتا ہے اہل وجد و حال معلوم ہوتا ہے اُس سے یوں سر بر نہ ہونگا چلکر لالچ دیجیے اور تیر تو اس سے لیجیے
عمرو نے نزدیک آکر کہا کہ اے قلندر پانچسو روپیہ دیتا ہوں تیر مجھکو دے امیر نے نہ مانا تو کر عمرو نے کہا کہ ہزار روپیہ لے اور تیر دے
امیر نے کہا کہ میں نے قاف میں حمزہ کی بدولت ایسے ایسے روپیہ دنی ادنی کو دیڈالے ہیں سو تو مجھکو لالچ دلاتا ہے مجھے اپنی ناداری
دکھاتا ہے عمرو یہ بات سنکر بیٹھ گیا اور پوچھنے لگا کہ حمزہ کو دیکھے ہوے کتنا عرصہ ہوا امیر نے کہا ابھی چھ مہینے ہوے کہ میں اور
وہ ایک جا پر تھے عمرو نے کہا کہ کچھ تم سے امیر کہتے بھی تھے امیر بولے کہ چلتے وقت اتنا کہا تھا کہ جب مکے میں پہونچنا تو میرے باپ
سے سلام میرا کہکر خیریت میری کہدینا عمرو نے کہا کہ کچھ اور بھی کہا تھا بولے کہ ہاں یہ بھی کہا تھا کہ اگر ہمارے رفیقوں سے ملاقات
ہووے تو ہماری طرف سے اُنکو پوچھ دینا عمرو بولا کہ اور بھی کسی کو کچھ پیغام دیا ہے امیر نے فرمایا کہ ایک بات بتاکید تمام مہر نگار
سے کہنے کو کہی ہے عمرو نے پوچھا کہ وہ بات کیا ہے برائے خدا جلد کہیے امیر بولے کہ میں تجھ سے نہ کہونگا اُنکے خلاف حکم نہ کرونگا مہر نگار
کے کان میں کہونگا اسواسطے کہ امیر نے مجھکو یہی فرمایا ہے عمرو نے کہا کہ حضرت یہ آپ کیا فرماتے ہیں یہ کیسی بات زباں پر لاتے ہیں مہر نگار
آپکے سامنے کیونکر ہوگی وہ پردہ نشین ہے امیر نے کہا کہ نہ ہووے میں کہونگا بھی نہیں عمرو نے کہا کہ اے قلندر پانچسو تمن
لے اور امیر کے پیغام کو کہدے امیر نے کہا کہ میں نے ایک دفعہ کہدیا اور تجھکو بخوبی آگاہ کیا کہ اگر مہر نگار کو سننا منظور ہو
تو مجھے بلا کر اپنے کان میں سنے اور نہیں تو حجت کرنے سے کیا کام ہے پیام نہ سننے کا اُسی پر الزام ہے عمرو ناچار ہوکر محل میں
گیا دیکھے تو عجیب طرح کی خوشی مچ رہی ہے کوئی پھولے نہیں سماتا ہے ہر شخص نہایت شاداں اور خوش نظر آتا ہے عمرو نے پوچھا
کہ یہ خوشی کس بات کی ہے کیا کچھ کسی نے تم کو کوئی خوشخبری دی ہے ملکہ مہر نگار نے کہا کہ میں نے فال گوش کے طور پر ایک قاز پر تیر
لگایا تھا اپنے بخت کو آزمایا تھا وہ تیر قاز کے بازو پر لگ کر ترانہ ہوگیا اگر تیر مع صید قلعہ کی دیوار کے تلے گرا ہے ذرا اُسکو وہاں سے
لا دو اتنی مہربانی کرو اور خواجہ یہ فال بہت آزمائی ہوئی ہے یہ بات کئی مرتبہ میرے امتحان میں آئی ہوئی ہے ابھی تو دن بہت
ہے مہزار سبوہ شام نہ ہونے پائیگی کہ امیر آپہنچینگے عمرو نے دیکھا کہ عجب طرح کا ہنگامہ ہے کوئی آسمان پر آنکھ لگائے ابر کو دیکھتی ہے تو
کہتی ہے کہ امیر کا تخت اس ابر میں ضرور ہے کوئی کوٹھے پر چڑھی ہوئی صحرا کی طرف تک رہی ہے کہ امیر اگر خشکی کی راہ آوینگے تو

ادھر سے آ دینگے عمرو نے اپنے دلمیں کہا کہ غنیمت ہے مہر نگار کوٹھے پر جا کر بیٹھی تو اس میں پھر مہر نگار نے کہا کہ خواجہ میرا تیر و
صید قلعہ کی دیوار کے نیچے گرا ہے اُٹھوا کر منگا دو یا تم خود جا کر لا دو خواجہ نے کہا کہ آج دیوار کے نیچے ایک فقیر قلندر آکر بیٹھا
ہے قاز و تیر اُسی کے آگے گرا تھا اُس نے قاز کو تو ذبح کر کے روبرو رکھ لیا ہے اور تیر اُسکے ہاتھ میں ہے کہتا ہے کہ میں قاف
سے آیا ہوں حمزہ کا کچھ پیغام ملکہ مہر نگار کو لایا ہوں میں اُسکے کان میں کہونگا جیسا انھوں نے کہا ہے ویسا ہی کرونگا ہر چند
میں نے اُسکو لالچ دیا اور اُس سے اصرار و مبالغہ کیا بولا کہ میں نے بہت کچھ حمزہ کی بدولت قاف میں خرچ کیا ہے نہ تو تیر
دیتا ہے اور نہ حمزہ کا پیغام کہتا ہے مہر نگار نے بیقرار ہو کر عمرو سے کہا کہ خواجہ براے خدا اُس فقیر کو جلدی بلا لاؤ عمرو
نے پھر آکر امیر سے کہا کہ اے قلندر میں تجھ کو ہزار تمن دیتا ہوں اگر حمزہ کا پیام مجھ سے کہدے میرے کہنے پر عمل کرے
امیر نے کہا کہ گفتگوے لغو کرنا کیا ضرور ہے مجھ کو مہر نگار کے سامنے لے چل اگر پیغام کا سننا مجھ کو اور اُنکو منظور ہے
ایک دفعہ کیا ہزار دفعہ کہدیا کہ میں سواے مہر نگار کے کسی سے نہ کہونگا خلاف دستور کبھی نہیں کرونگا عمرو نے ناچار ہو کر
کہا کہ اچھا چلیے امیر نے قاز کو تو عمرو کو دیا اور تیر و پوست گرگ اپنے ہاتھ میں لیکر چلے عمرو نے امیر کو محل میں لیجا کر پردے
کے پاس بٹھلا کر کہا کہ اے قلندر پردے سے لگی ہوئی مہر نگار بیٹھی ہے حمزہ کا پیام ادا کر امیر نے کہا کہ حمزہ نے مجھ کو
اپنے سر کی قسم دی تھی کہ مہر نگار کے کان میں کہنا پس میں کیونکر قسم کے خلاف کروں اگر سننا ہو تو مہر نگار میرے سامنے آئے
اپنے شوہر کا پیام سن جائے اور نہیں تو میں جاتا ہوں یہ کہہ کے امیر وہاں سے اُٹھ کر چلے ناچار عمرو نے پردے کے اندر
جا کے فتنہ بانو دختر دایہ مہر نگار کو ایک چادر اُڑھا کے بٹھلایا بجاے مہر نگار اُس لڑکی کو امیر کے سامنے لایا اور کہا کہ
اے درویش مہر نگار حاضر ہے جو کچھ کہنا ہے کہہ اب خاموش نہ رہ امیر نے کہا کہ منہ کھولو میں دیکھوں کہ مہر نگار ہے یا
کوئی اور ہے عمرو نے فتنہ کے منہ سے چادر جو ہٹائی اُسکی صورت جو اُسکو دکھائی امیر نے کہا کہ یہ مہر نگار نہیں ہے یہ
فتنہ ہے حمزہ نے اُس کی صورت کا بھی نشان مجھ کو دیا تھا اُسکے حال سے بھی مجھ کو آگاہ کیا تھا اب تو ناچار ہو کر خود مہر نگار
امیر کے سامنے آئی بمجبوری اُسکو اپنی صورت دکھائی امیر نے دیکھا کہ عجب حالت ہے رنگ زرد لب خشک چشم تر میلے کپڑے
پہنے ہوے امیر کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے مگر آنکھ بچا کر اُن آنسوؤں کو پی گئے تا کہ راز نہاں فاش نہ ہو جاے کوئی شخص دانا ہو
دیکھ کر تاڑ نہ جائے عمرو نے کہا کہ اے درویش یہ تو مہر نگار ہے اب تو کہہ امیر نے کہا کہ وہی میری ایک بات ہے حمزہ کا
پیام مہر نگار کے کان میں کہونگا جو میں نے پہلے کہا ہے وہی کرونگا عمرو نے طیش کھا کر مقبل وغیرہ چند سرداروں کو بلا کر کہا
کہ تم لوگ تلوار کھینچے کھڑے رہو جسوقت یہ فقیر باہر نکلے اُسے مار لو ایسے گستاخ کے ٹکڑے کر دو اسمیں مہر نگار نے کان اپنا
جھکا دیا اپنا سر اُن کے نزدیک کیا امیر نے چپکے سے کہا اے جان میں حمزہ ہوں فقیر نہیں ہوں یہ کہکر تاج کو جو سر سے
ہٹا دیا خال سبز و رگ ہاشمی و کلالۂ ابراہیمی مہر نگار کو نظر آیا دیکھتے ہی مہر نگار نے ایک چیخ ماری اور اُدھر امیر نے ایک
آہ کا نعرہ مارا دونوں بیہوش ہو گئے کثرت اشتیاق سے مدہوش ہو گئے عمرو نے جو غور سے امیر کی پیشانی کو دیکھا پہچانا

کوہ قاف سے صاحبقراں کا قلعہ تیغ مغرب کیطرف ملکہ مہرنگار کے پاس آنا اور دفعتہ اپنے تئیں ظاہر کرنا اور مہرنگار و امیر کا بیہوش ہو جانا اور اُسکے بعد بصد خوشی جشن کرنا

اور بالیقین جانا کہ یہ خود حمزہ ہے دوڑ کر قدموں پر گر پڑا اور کئی بار تصدق ہوا سب کو امیر کا آنا معلوم ہوا گلاب و بید مشک مہرنگار و امیر کے منہ پر چھڑکا اور چار طرف سے پنکھا جھلنے لگے دونوں خود رفتہ آپ میں آئے امیر نے عمرو اور مقبل کو چھاتی سے لگایا سب کے حال پر التفات فرمایا اور بے اختیار رونے لگے سب کے سب زار زار رونے لگے اندر سے باہر تک اُس دن عید ہوگئی اُسیدم ملکہ مہرنگار نے جشن کی تیاری کا حکم دیکے حمام کیا اور پوشاک عروسانہ پہنکر اپنے کو ہر ہفت کیا امیر نے باہر جاکر ایک ایک سردار کو گلے سے لگایا اور خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا کوئی ایسا نہ تھا کہ جس نے اُس دن صاحبقراں پر سے زر و جواہر نثار نہیں کیا سامان تصدق تیار نہیں کیا حتی کہ عمرو تک نے دو پیسے تصدق کیے چونکہ عمرو کے مزاج میں خوش طبعی بہت تھی اسلیے اُسنے اسی قدر دیے فوراً عمرو نے نقارخانے میں نوبت بجانے کا حکم بھیجا ہر گاہ آواز مبارک و سلامت اور صدائے شادیانہ نوشیرواں کے کان میں پہونچی عیاروں سے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے انھوں نے عرض کی کہ صدا قلعہ کے شور و غل کی ہے سنتے ہیں کہ حمزہ قاف سے آیا بختک بولا کہ حضور پھر کوئی عیاری عمرو کو سوجھی ہوگی بادشاہ نے بزرچمہر سے پوچھا کہ آپ کیا کہتے ہیں بزرچمہر نے کہا کہ از روے حساب کے تو معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ آیا ہوا اور میں بھی یہی سوچکر بصرے سے آیا ہوں کہ امیر حمزہ سے ملاقات کروں اور قاف کی کیفیت اُنکی زبان سے سنوں اب اشقر دیوزاد کا حال سنیے وہ جو جنگل میں چرنے کو گیا وہاں نوشیرواں کے بھی گھوڑے

چر رہے تھے اشقر کو جو بُرا معلوم ہوا بہت سے گھوڑوں کو ٹاپوں سے مار ڈالا جو مقابلے میں آیا اُسکا بو گرا نکالا باقی جو بچ رہے
قریب شام وہ اپنے لشکر کی طرف بھاگے اشقر نے اُنکا پیچھا کیا گھوڑے جو بدحواس ہوکر اپنے لشکر میں داخل ہوے اکثر
خیموں کی طنابیں ٹوٹ گئیں لوگوں کے ہاتھ سے رسیاں چھوٹ گئیں لوگ اشقر کے اوپر دوڑے اشقر نے جسپر منھ مارا
اُسکو چیر کر پھینکدیا ایک ٹاپ سے پیٹ چاک کیا جسکے سر پر ٹاپ ماری کاسہ اُسکے سر کا جھن سے الگ جاتا رہا اوندھا
زمین پر آرہا جسکی گردن پکڑ کے جھٹکا مارا سر اُسکا دھڑ سے الگ ہوگیا اسیطرح ہزاروں کا فر اشقر نے مارے نوشیرواں کے
لشکر نے جانا کہ مسلمانوں نے سر شام شبخون مارا تیار ہوکر اپنی ہی فوج کو غنیم کی فوج سمجھ کر صبح تک بایکدیگر کشتا مرا کیے آپسمیں
جنگ جدال کیا کیے صبح کو جو دیکھا تو سواے اپنی فوج کے دوسرے کا کشتہ نظر نہ آیا ایک بھی غیر شخص کو مقتول نہ پایا نوشیرواں
اشقر کو دیکھ کر عاشق ہوگیا حکم کیا کہ اس گھوڑے کو کسیطرح سے پکڑنا چاہیے جس طرح سے بنے قبضے میں لانا چاہیے جو اس کو
پکڑنے جاتا تھا ضرب شدید اُٹھاتا تھا اپنی جان گنواتا تھا امیر نے عمرو سے کہا کہ رات سے اسوقت تک نوشیرواں کے
لشکر میں شور و غل برپا ہے دریافت تو کرو کہ ماجرا کیا ہے یہ کیسا ہنگامہ و فساد ہو رہا ہے اسمیں ایک عیار نے آکر مفصل
حال بیان کیا صاحبقراں نے عمرو سے کہا کہ وہ گھوڑا میرا ہے تم جاؤ اُس سے کہنا کہ اے فرزند ناٹیس و لانیسہ
تجھ کو صاحبقراں نے بلایا ہے یہ تابعدار تیرے بلانے کو آیا ہے وہ اُسی دم تمھارے ساتھ ہوگا تم اُسکو یہاں لے آنا
کسی طرح کا خوف نہ کھانا عمرو نے جو حسب الحکم امیر کے گھوڑے کو پیغام دیا اور اسکو طلبی سے آگاہ کیا اشقر عمرو کے ساتھ
ہوا امیر قلعہ سے نیچے اُتر آئے اشقر کو گلے سے لگایا اور عمرو کی تعریف کر کے فرمایا کہ اے اشقر عمرو تمھاری خدمت
کیا کریگا تم کو سب طرح کا آرام دیا کریگا اور عمرو کو حکم دیا کہ اشقر کو سب گھوڑوں کے آگے باندھ کر اس کے کھانے پینے
کی تم خود خبر رکھنا اُس کے دوسرے دن عادی مع زہرہ مصری و خواجہ آشوب و بہلول پہونچا زہرہ مصری کو
تو امیر نے مہر نگار کے پاس محل میں بھجوادیا اُسکے اندر رہنے کا حکم دیا اور خواجہ آشوب و بہلول کو بلا کر اپنے پاس رکھا
عادی آپ چپکے سے عمرو کو بلا لیگیا اور وہ صندوق دیکر کہا کہ اسمیں بہت سا زر و جواہر ہے مجھے جس طرح سے ملا ہے اُسطرح
میں نے تمھارے واسطے امانت رکھا ہے اس صندوق کو لیجیے اور سب جواہرات کو تصرف کیجیے عمرو صندوق کو لے کر
عادی سے بہت خوش ہوا اور ایک کوٹھری میں لیجا کر کُنڈی اُس کی اندر سے دیدی اور اُس صندوق کو کھولا کھولنا تھا
کہ اُسمیں سے ایک دیو نکلکر لپٹ گیا بے اختیار اُسکو چمٹ گیا عمرو نے سفید مہرہ بجایا اور غل مچایا امیر اُسوقت مہر نگار کے پاس
داد عیش و عشرت دے رہے تھے ناگاہ سفید مہرہ کی آواز جو کان میں آئی ہڑبڑا کر دوڑے بہت بدحواس گھبرا کر دوڑے
کہ عمرو پر کیا حادثہ ہوا جو وہ سفید مہرہ بجاتا ہے کسی آفت میں شاید گرفتار ہوا جو مجھ کو آواز سناتا ہے مہر نگار کو بیٹے
ہوے صحن میں نکل آئے اور مقبل بھی زہرہ مصری سے اختلاط کر رہا تھا امیر کی آہٹ پاکر نکل آیا وہ بھی بہت
گھبرایا امیر نے کان رکھ کر جو سنا معلوم ہوا کہ فلانے حجرے سے سفید مہرہ کی آواز آتی ہے اُسی طرف آہٹ پائی جاتی ہے

امیر اُس حجرے کیطرف گئے دروازہ اُسکا اندر سے بند تھا ایک لات ماری دروازہ ٹوٹ گیا دیکھیں تو وہی دیو جسکو پکڑ کے عادی کے حوالہ کیا تھا اُسکو قید کرنے کو دیا تھا کونے سے لگا ہوا کھڑا ہے عمرو پر حملہ کرنے کو اڑا ہے اور ایک کونے میں عمرو کھڑا ہوا سفید مہرہ بجا رہا ہے کہ میں اُسکی مدد کو پہونچوں اسلیے وہ مجھکو آواز اسکی سنا رہا ہے امیر کمر بند اُسکا پکڑ کے ملکہ کے سامنے لے گئے اور بوسیدہ کپڑے کیطرح سے ملکہ کے روبرو اُسکو چیر ڈالا کلیجہ اُسکا اُسکے پیٹ سے نکالا سبھوں نے امیر کی قوت پر آفرین کی اُنکی جرأت پر شاباش دی اور مہر نگار نے بہت کچھ امیر پر سے نثار کیا چونکہ عمرو اس صدمے سے بیہوش ہو گیا تھا جب لوگ گلاب چھڑک کر اُسکو ہوش میں لائے عادی سے کہنے لگا کہ بھلا اے شکم بزرگ تونے مجھ سے یہ حرکت کی مجھکو خوب اذیت دی لیکن دیکھ تو میں بھی کیسا عوض لیتا ہوں تجھکو بھی کیسا صدمہ دیتا ہوں عادی نے ہنسکر کہا کہ خواجہ میں تمھارے کہنے سے زندہ قبر میں گاڑا گیا تھا کسی طرح میرا کہنا بھی تو ہوتا یا نہیں بارے امیر نے دونوں کو ملوا دیا اُنکو باہم موافق کیا اور فرمایا کہ عمرو خاطر جمع رکھ آسمان پری تیرے واسطے بہت سے تحفے قاف سے لاویگی جسکے دیکھنے سے تیری طبیعت بہت حظ اُٹھاوے گی عمرو بہت خوش ہوا اور امیر کو دعائیں دینے لگا کمال محبت و اخلاص سے بلائیں لینے لگا

تمام ہوا دفتر تیسرا باقی حال چوتھے دفتر میں

لکھا جائے گا انشاء اللہ تعالےٰ
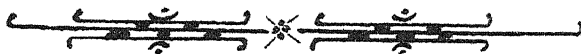
بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
دفتر چہارم
داستان امیر حمزہ
بار نہم
مطبع منشی تیجکمار لکھنؤ میں طبع ہو کر مطبوع جہان ہوا
AMIR 49
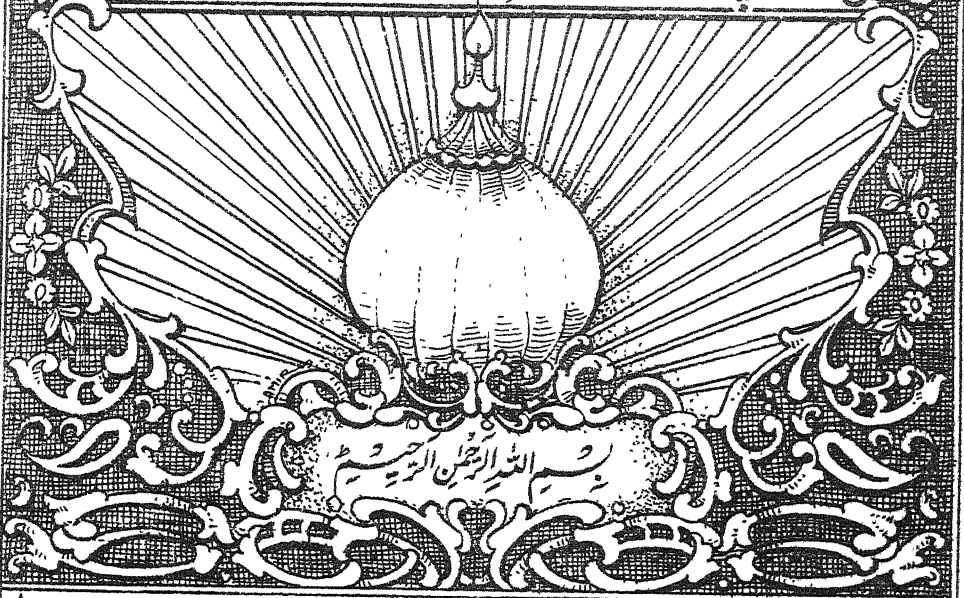
راویان صدق مقال کہتے ہیں کہ جب نوشیرواں اور بختک وغیرہ امرائے نوشیرواں پر آنا صاحبقران کا پردۂ قاف سے ظاہر ہوا اور ہر شخص اُن کے تشریف لانیکے حال سے ماہر ہوا بختک نے نوشیرواں سے کہا کہ حمزہ اٹھارہ برس کے بعد قاف سے آیا اور حضور سے شرف ملازمت نہ پایا پس بادشاہ ہفت کشور کی بیٹی زبردستی لیا چاہتا ہے یعنی زور و قوت کے غرور سے یہ کام کیا چاہتا ہے ایسے میں طبل جنگ بجوائیے اُس سے برسرمقابلہ آئیے کہ وہ تھکا ماندہ ہے اور حضور کی رکاب میں فوج قہار ہے آپ کا تمام لشکر دلیر اور جنگ پر تیار ہے بہت آسانی سے اُسکو مار لیتے ہیں اُسکو شکست فاش دیتے ہیں نوشیرواں بھی اُسکے فقرے میں آگیا اُسکے دلمیں بھی خیال سما گیا طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نفیر و سرنا و گج نفیر و شتر و بوق و قرنا و جھانجھ و ترئی بجنے کا اذن دیا صاحبقراں گیتی ستان نے بھی یہ خبر سنکر طبل جنگ بجوایا جھانجھ افراسیاب و بوق ترکی و نفیر جمشیدی نے صدائے صور کو یاد دلایا کیا یہ صینی قلایہ جینی نے اٹھارہ من تبریزی کی چوب اُٹھا کر اس زور سے طبل سکندری پر ماری کہ چونسٹھ کوس تک آواز اسکی گئی اور لشکریان نوشیرواں میں سے اکثروں کے کان کے پردے پھٹ گئے اس آوازہ کے صدمے سے مارے خوف کے خون بہادروں کے گھٹ گئے اور بہت آدمی بہرے ہوگئے دونوں لشکروں میں رات بھر تیاری رہی نوشیرواں کو اس دن ایسی حرارت تھی کہ ہنوز صبح نہ ہونے پائی تھی پچھلی رات کو چاندنی میں شاہان و

شہریاران ساسانی و کیانی و لہراسپی و کیخسروی کو مع فوج غدار لیکر معرکۂ کارزار میں آیا امیر نے بھی یہ خبر سنکر مقبل سے صندوق سلاح طلب کر کے سلاح کارزار اپنے بدن پر لگایا اور اپنے کو خوب اوپچی بنایا اور اشقر دیوزاد پر سوار ہوے فوج نوشیرواں کے ساتھ مقابلہ کو تیار ہوے خواجہ عمرو عیار بن امیہ ضمیری کسوت عیاری لگائے نیم تاج مرصع سر پر دھرے اُسپر سیمرغ کے پر کی کلغی لگائے چارسو عیاران ذیل کے مقام کا زمزمہ کرتا ہوا امیر کے گھوڑے کا شکار بند پکڑ کے ہمراہ رکاب چلا القصہ صاحبقراں اس صورت سے بکمال طاقت و تاب چالیس سرداران و شاہان شہریار کیطرح صاحبقراں کو گھیرے ہوے چلے جاتے تھے صاحبقراں نوشاہ معلوم ہوتے تھے اور اہل لشکر براتی نظر آتے تھے ہرگاہ دونوں طرف کے لشکروں نے میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنڈول وغیرہ چودہ صفیں آراستہ کیں آفتاب نکلا تو تبرداروں نے بھاڑ بوٹا میدان کا صاف کیا زمین کو مثل چادر چاندنی کے شفاف کیا بیلداروں نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سطح زمین کو مانند اطلس چرخ کے زیبا نگار کیا سقوں نے ہزار ہا مشکوں کے منھ میں باندھ کر آبپاشی کی خیمہ ملک الموت کا ناف میدان میں استادہ ہوا قابض ارواح جان نکالنے پر آمادہ ہوا مریخ ہر ایک کی پیشانی پر چمکنے لگا نقیب باواز بلند پکارنے لگا کہ کہاں ہیں علاقہ اور کہاں ہے الامان کہاں ہے سام و نریمان اور کہاں ہے سہراب یل ورستم پہلوان آج میدان میں آکر اپنا جوہر دکھادیں بڑے بہادر ہیں تو اس فوج جرار کے سامنے آویں لشکروں میں ایک حشر برپا ہو گیا میدان کارزار گویا میدان رستخیز سب کی آنکھوں میں نظر آنے لگا بازار موت کا گرم دیکھ کر زہرے گلوں میں موم ہو گئیں نوشیرواں کیطرف سے ایک جوان ساسانی کوہ پیکر نام گھوڑا اچھکا کر اپنی صف سے نکلا اور بادشاہ کے تخت کو بوسہ دیکر رخصت طلب ہوا نوشیرواں نے جام شراب کا اپنے ہاتھ سے دیکر میدان کی اجازت دی اُسکی اس جرأت پر بہت تعریف کی اسکا تو جام عمر معمور ہی ہو چکا تھا اُسنے اُس جام کو پی لیا اور میدان میں آکر للکارا کہ جسکو آرزوے مرگ ہو وہ میرے سامنے آوے صاحبقراں نے فاتحہ خیر پڑھ کر اشقر دیوزاد کو اُسکے گھوڑے کے برابر لاکر ایک دو چھڑ سپر کی اُسکے گھوڑے کی پیشانی پر ایسی دی کہ گھوڑا اُسکا پسپا ہو گیا صاحبقراں سے کہنے لگا حمزہ از بسکہ تو زورآور و جوان جمیل ہے انصاف یہ ہے کہ تو چستی و چالاکی و قوت و دلیری میں شہرۂ آفاق و بےعدیل ہے بادشاہ سے باغی نہ ہو قصور اپنا معاف کرواکے رکاب سعادت انتساب شاہنشاہ ہفت کشور میں حاضر رہ ایسے سلطان والا اتبار جہاں دار ہیں حاضر رہ صاحبقراں نے فرمایا کہ تو لڑنے آیا ہے یا پند و وعظ کرنے اگر لڑنا ہے تو سیدھی طرح سے لڑ نہیں تو اپنے لشکر کی راہ لے یہ کسی اور احمق کو فریب دے اُسنے اپنے عیار سے نیزہ لیکر گھوڑے کو دونوں باگوں پر لگایا خوب گھوڑے کو پھرایا صاحبقراں نے بھی شاہ عیاران عیار کے ہاتھ سے نیزہ لے کر اشقر دیوزاد کو چچکارا اس نے برابر آکر صاحبقراں پر نیزے کا وار کیا صاحبقراں نے اپنے نیزے سے اُسکو رد کیا دو دو طعن نیزے کے چلے تھے امیر نے اُسکے داہنے پہلو کو خالی دیکھ کر گھوڑے کو کاوا دیا اور اُسکے خالی پہلو کیطرف جا کے نیزہ مارنیکا ارادہ کیا وہ بھی نیزہ بازی میں مشاق تھا سب طرح سے ہوشیار و چالاک تھا امیر کی یہ حرکت دیکھ کر امیر کے بائیں پہلو میں کہ اُسوقت

مرکب گردش سے خالی ہوگیا تھا نیزہ مارا امیر کاٹھی کو خالی کر کے گھوڑے کے پٹھے پر جا رہے نیزے کی انی پہلو کے برابر ہاتھ بھر چھاتی کے آگے سے نکل گئی ادھر سے اُدھر چلی گئی امیر نے فوراً زین پر قائم ہو کے اُسکے نیزے کو بغل میں دبا کر گھوڑے کو جو پھیرا اُسکا نیزہ بیچ سے ٹوٹ کر نصف زمین پر گر پڑا اور نصف اُس کے ہاتھ میں رہا امیر کی اس پھرتی کو دوست کیا دشمن نے بھی شاباش و مرحبا کہا عمرو نے دیکھا کہ نیزے میں جواہرات جڑا ہے گرے ہوئے ٹکڑے کو دوڑ کر اُٹھا لیا اور چوم کر زنبیل کے حوالے کیا اور کوہ پیکر سے کہنے لگا کہ لا وہ بھی ٹکڑا امیر کے حوالے کر تیرے کس کام کا ہے میرے کام آئیگا مجھکو تو فائدہ دکھائیگا اُسنے جواہر کی طمع سے کہا کہ او ساربان ناقہ تجھکو کیا سودا ہوا ہے ایک تو میرے نیزے کا ٹکڑا اُٹھا کر زنبیل میں رکھ لیا اپنے قبضہ میں کیا دوسرا ٹکڑا ابھی مانگتا ہے عمرو نے کہا کہ تو جانتا نہیں میں گرے پڑے کا مالک اور رزمگاہ کا کوتوال ہوں تو خوشی سے دیگا تو بہتر ہے نہیں تو میں زبردستی لونگا اور تجھکو خوب ذلیل کرونگا وہ خفا ہو کر بولا کہ تو کیونکر لیگا میں بھی دیکھتا ہوں یہ کہکر وہ ٹکڑا جو اُسکے پاس تھا اُسکی بوٹی کو عمرو کیطرف کر کے چلایا کہ ہوا دے اسکو ذرا کرے عمرو نے فلاخن کے ڈورے کو نیم تاج سے کھولکر ایک پتھر اُسمیں رکھ کے اُسکے ہاتھ پر اس زور سے مارا کہ ہاتھ اُسکا سُن ہوگیا اور وہ ٹکڑا نیزے کا زمین پر گر پڑا عمرو نے دوڑ کر اُسکو اُٹھا لیا چٹ اپنے قبضے میں کیا اور کہا دیکھا یوں لیتے ہیں احمقوں کو اس طرح سے زک دیتے ہیں یہ کہکر اپنی صف میں جا کھڑا ہوا اُسنے کھسیانا ہو کر امیر سے کہا کہ او عرب ہر چند کہ نیزہ بازی خلال بازی اور گرز بازی حمال بازی ہے مگر معلوم ہوا کہ نیزہ بازی میں تو یگانۂ روزگار ہے تو اس فن میں مشتہر ہر شہر و دیار ہے ہرگز میں تجھ سے نیزہ بازی و گرز بازی نہ کرونگا اس امر میں تجھ سے ہرگز سر بر نہ ہونگا میرے تیرے تلوار چلے کہ تیغ بازی راستبازی ہے اس ترکیب میں امتحان یکہ تازی ہے امیر نے فرمایا کہ اس سے کیا بہتر ہے یہ تو میری عین آرزو ہے اس بات کی مجھے بھی جستجو ہے دیکھوں تو کہ تیری تلوار میں کیسا جوہر ہے اور تو اس صنعت میں کیسا دلاور ہے اُس نے تلوار آبدار مانند تختہ دکان عطار میان سے لیکر امیر کے سر پر وار کیا امیر نے اُسکو سپر پر روک کے رد کیا اور اپنی تیغ صمصام کو کھینچکر نعرہ کیا کہ او گبر خبردار ہو جا اپنے ہتھیار سنبھال کر ہوشیار ہو جا یہ نہ کہنا کہ مجھکو غفلت میں مارا دیکھ تلوار اور وار اس کو کہتے ہیں شمشیر آبدار

لشکر نوشیرواں سے کوہ پیکر پہلوان کا بمقابلہ صاحبقراں آنا اور ایک ہاتھ میں مارا جانا اُسکا

اور قاتل کفار اسکو کہتے ہیں یہ کہکر ایک ہاتھ اُسکے سر پر لگایا کمال قوت سے ضرب کو جمایا ہر چند اُس نے سپر کو بنیاد سر کیا لیکن وہ تلوار کیا تھی کہ برق تھی سپر و خود وکاسہ سر کو کاٹ کر زین کی کاٹھی میں جا بیٹھی اُسکا زمین پر گرنا تھا کہ نوشیرواں نے ایک بارگی فوج سے کہا کہ ہاں یہ عرب جانے نہ پائے کسی صورت سے بچ نہ جائے اُسکو ہاتھوں ہاتھ مار لو اسکو جیسے ہوسکے قتل کرو فوج حکم پاتے ہی امیر پر آگری گویا ٹیڑی ایک کھیت پر جا گری فوج اسلام بھی سپر و شمشیر و گرز و خنجر نیزہ و تیر دوش پر لیکر اللہ اکبر کہکر ٹوٹ پڑی اور شپا شپ تلوار چلنے لگی ایک ساعت کے عرصہ میں چالیس ہزار سوار نوشیرواں کے لشکر کا مارا گیا اور فوج کے پاؤں اُٹھ گئے اہل اسلام کی تلوار کی تاب کوئی نہ لاسکا اُنکی شمشیر خونخوار کی ضرب کوئی نہ اُٹھا سکا امیر نے خلاف معمول اُسدن فوج متفرو کا تعاقب کیا اُنکو بھاگ جانے پر بھی بچنے نہ دیا چار کوس تک کشتوں کے پشتے باندھتے چلے گئے اور وہاں سے فتحیاب شادیانے بجاتے ہوئے پھرے اسقدر غنیمت لشکر اسلام کے اُس دن ہاتھ آئی اور اتنی دولت پائی کہ امیران لشکر نوشیرواں فقیر اور فقیران فوج اسلام امیر ہوگئے امیر بارگاہ جمیدی میں آکر دنگل رستم پر جلوہ افروز ہوئے اور جہانتک سرداران لشکر اسلام تھے دو رویہ امیر کے پہلو میں کرسیوں پر بیٹھے اپنے اپنے موقع پر سب دلیر ولاور بیٹھے اور جشن کی تیاری ہونے لگی راوی لکھتا ہے کہ امیر نے بعد انفراغ جشن عمرو سے پوچھا کہ ہمارے پیچھے تم پر کیا گذری اُسنے مفصل سرگذشت بیان کی اپنے حال کی ابتدا سے انتہا تک اُنکو اطلاع دی امیں خواجہ آشوب بہلول کو امیر نے بلاکر فرمایا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے تمہاری طبیعت کس بات پر آمادہ ہے وہ بولے کہ ہم چاہتے ہیں کہ تجارت کریں سوداگری کے مال سے نفع لیں امیر نے کئی ہزار اشرفیاں اُنکو دیکر رخصت کیا اور پروانہ راہداری کا لکھدیا کہ ان سے کبھی کوئی شخص مزاحم نہ ہووے بعد ازاں امیر نے عمرو سے پوچھا کہ ہمارے پیچھے کبھی لندھور و بہرام بھی تمہاری مدد کرنے کو آئے تھے کبھی کچھ تحفہ تمہارے لیے لائے تھے عمرو نے کہا کہ میں نے بارہا اُن کو اپنا حال خستہ مآل لکھکر بلایا مگر کسی نے جواب تک نہ لکھا نہ کوئی آدمی اُنکا میرے پاس آیا جب مجھ پر حریف کی چڑھائی ہوتی تھی ایک نقابدار نارنجی پوش چالیس ہزار سوار سے آکر میری مدد کرتا تھا جسکے ہاتھ سے ہزاروں آدمی مخالفین کا مرتا تھا ہر چند میں نے چاہا کہ دریافت کروں کہ یہ کون شخص ہے اُسنے یہی جوابدیا کہ مجھ سے آج تک کوئی کار نمایاں نہیں ہوا کہ میں اپنے کو ظاہر کروں اپنے حال سے تم کو ماہر کروں جب زیادہ میں نے اصرار کیا تو بولا کہ جب خدا امیر کو لاویگا اُسوقت تجھ کو میرا حال معلوم ہوجاویگا امیر نے برہم ہوکر فرمایا کہ اگر آج سے کسی نے ہمارے لشکر میں لندھور و بہرام کا نام لیا یا اُنکا کچھ مذکور کیا تو زبان اُسکی گدی کے پیچھے سے نکلوا ڈالونگا اُسکو نہایت ذلیل کرونگا چونکہ امیر کے آنے کی خبر جا بجا ملکوں میں پہونچگئی تھی بڑے بڑے بادشاہ گردنکش مبارکباد دینے کیواسطے امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو حاضر نہ ہوسکے اُنھوں نے زر و جواہر بطریق نثار تہنیت ناموں کے ساتھ بھیجا انواع و اقسام کا اسباب نفیس معتمدوں کے ہاتھ بھیجا لندھور و بہرام سنکر بہت خوش ہوئے لندھور نے بہرام سے کہا کہ ہم کو بائیس برس کا عرصہ اس ملک میں آئے ہوئے ہوا اور حیف ہے کہ ابتک یہ خس و خاشاک سے پاک نہ ہوا ہم سے کوئی کام خاک نہ ہوا اور اس عرصہ میں کیا کیا نہ کفاروں نے عمرو پر چڑھائی کی اور

اسکو کبھی کبھی اذیت دی اور ہم بھی تم میں سے ایک ہیں اسکی مدد کو نہ پہونچا صاحبقران نے جو یہ حال سنا ہوگا بلا شبہہ رنجیدہ ہوئے ہونگے
ہم سے اپنے دلمیں بہت کشیدہ خاطر ہوئے ہونگے پھر حال جو ہونی ہو سو ہو صاحبقران کی قدمبوسی کے لیے جانا ضرور ہے اُن سے
اپنی تقصیر معاف کروانا ضرور ہے نہیں تو لوگ نمک حرام کہینگے ہم ہمیشہ سب کی نظروں میں ذلیل رہینگے بہرام نے کہا بہتر ہے تم آگے
چلو میں بھی پیچھے سے آتا ہوں امیر کی دولت قدمبوسی سے افتخار پاتا ہوں یہ کہکر بہرام تو چین کیطرف گیا اور لندھور فوج جرار
غنیم تقصیر کر کے امیر کے پاس روانہ ہوا چند روز میں امیر کے دردولت پر پہونچا امیر نے اپنے روبرو بلا کر بکمال غیظ شکوہ کیا
سب کے سامنے اُسکو زیر عتاب کیا لندھور نے سرگذشت اپنی بیان کر کے بہت سا عذر کیا اور بہرام کا بھی حال عرض کیا بارے
امیر نے قصور اُسکا معاف فرما کر اپنے پاس بٹھلایا اُسکو مرتبۂ مصاحبت دیا اور عمرو سے پوچھا کہ کچھ معلوم ہوا کہ نوشیرواں
کہاں گیا عمرو نے دست ادب باندھکر عرض کی کہ مغرب کیطرف گیا ہے وہاں کے بادشاہ نے ایک پہلوان کو پانچ لاکھ کا
افسر کر کے نوشیرواں کی مدد کو بھیجا ہے بڑے زور و شور کا لشکر تمھاری سرحد کو بھیجا ہے سو کچھ لوگ تو لشکر نوشیرواں اور
شاہ مغرب کی فوج کے دریا کے اسطرف پڑے ہوئے ہیں اور کچھ اسطرف ہیں فرمایا کہ ہماری بارگاہ بھی زیر کوہ عین سبزہ زار
میں لب دریا استادہ ہو اور سامان جشن وہاں سب طرح کا آمادہ ہو اور ہمارے لشکر کو حکم دو کہ نوشیرواں کے لشکر پر متصرف
نہ ہو دیں فوراً بارگاہ کیخسروی جس جگہ امیر نے فرمایا تھا نصب کی گئی اور سامان جشن کا مہیا کیا گیا ہر شخص کو حکم اہتمام دیا گیا
صاحبقران مع سرداران نامدار و گردان باوقار دربار میں داخل ہوئے سب دوست باخلاص اُس محفل نشاط میں شامل
ہوئے اور ساقیان گلعذار و مطربان ناہید وش ارشیشہ ہائے زرنگار و جامہائے مرصع کار لیکر با سازہائے رنگارنگ مجلس
میں حاضر ہوئے صاحبقران سرگرم صحبت بزم تھے کہ عیاروں نے آکر خبر دی جلد پہنچکر اطلاع دی کہ مقبل وفادار ہرمز
تاجدار و بختک نابکار کو اسیر کیے لیے آتا ہے اُن دونوں کو مقید کر کے حضور میں لاتا ہے امیر یہ خبر سنکر نہایت خوش ہوئے
واضح ہو کہ جس دن جنگ مغلوبہ ہوئی تھی عین جنگ میں ہرمز تاجدار و بختک سیہ کار اپنی دانست میں قلعہ کو خالی
جانکر پانچہزار سوار ہمراہ لیکر مفر نگار کے لانیکے واسطے قلعہ میں گئے تھے وہاں مقبل وفادار چالیس ہزار سوار سے موجود و مستعد
تھا اُس نے سواروں کو مار کر ہرمز و بختک کی مشکیں باندھ لیں اور امیر کے پاس لے آیا امیر کو یہ کام اُسکا دل سے بھایا کہ
صاحبقران نے ہرمز سے کہا کہ آپ مسلمان ہوویں تو یہ تخت آپ ہی کیواسطے ہے سلطنت لیجیے اور خوشی سے حکومت کیجیے
بختک نے دیکھا کہ ہرمز تو جیسا آیسا مگر تو آج جانبر ہوتا نظر نہیں آتا ہرمز کو قبول کرنے کے لیے اشارہ کیا ہر گاہ ہرمز و بختک
خوف جان سے کینہ دلمیں رکھکر مسلمان ہوئے ظاہر میں داخل فرقۂ اسلام و اہل ایمان ہوئے صاحبقران نے ہرمز کو
تخت کیخسروی پر بٹھلا کر اپنے لشکر کا بادشاہ کیا سب کارخانہ اُسکے قبضہ میں دیا اور آپ نذر دیکر سب شاہان و شہریاران
و سرداران لشکر سے نذر دلوائی اور بختک کو اُسکا وزیر کیا سب کام میں اُسکا مشیر کیا اور شادیانے بجنے کا حکم دیا الغرض
صاحبقران کو ایسی خوشی ہوئی کہ برنگ گل پیراہن میں نہ سماتے تھے پھولوں کی طرح پھولے جاتے تھے تیسرے دن

چار گھڑی دن آیا ہوگا کہ امیر خوش و خرم بیٹھے ہوئے سبزہ زار کی سیر دیکھ رہے تھے لطف و تماشا وہاں کا بے مزاحمت غیر دیکھ رہے
تھے کہ فلک پر سے تین طاؤس خوش رنگ اُس سبزہ زار میں اُترے امیر نے مقبل وفادار و عمرو عیار کو اُنکے دیکھنے کے
لیے بھیجا وہ اُنکو دیکھ کر غائب ہو گئے ناظرین یہ حال دیکھ کر متحیر ہوئے راوی لکھتا ہے کہ وہ طاؤس نہ تھے آسمان پری مع لشکر جرار
وہاں سے دو کوس کے فاصلے پر ایک کوہ کے دامن میں وارد ہوئی تھی اور اس جگہ واسطے سیر کے آئی تھی کہ وہ زمین بسبب سرسبزی
کے اُسکو بہت بھائی تھی اُسنے عبدالرحمن جنی و سلاسل پریزاد و اکوانہ کو امیر کی خبر لانے کیواسطے بھیجا تھا وہ طاؤس بن کر
امیر کے دیکھنے کو آئے تھے اپنی صورت اس بھیس میں چھپا لئے تھے چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد بصورت اصلی بارگاہ میں حاضر
ہوکر امیر کو مجرا کیا قاعدہ تعظیم و اکرام کا ادا کیا اور آسمان پری کے آنیکی خبر دی امیر نہایت خوش ہوئے اور بغلگیر ہو کر
اُنھیں اپنے پہلو میں کرسیوں پر بٹھلایا اُنکے حال پر بہت التفات فرمایا اور ہرمز تاجدار اور اپنے لشکر کے سرداروں کو
آسمان پری کے آنیکا مژدہ سنایا اور عمرو سے فرمایا کہ مبارک ہو آسمان پری تمھارے واسطے قاف کی سوغات
لائی ہے بڑی دھوم سے آئی ہے عمرو بھی یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہوا تمام رات صحبت عیش و نشاط کی گرم رہی صبح ہوتے
ہی امیر سوار ہوئے آسمان پری کے پاس جانیکو تیار ہوئے جہانتک کہ شاہ و شہریار و سردار و سپہ سالار تھے سوائے
ہرمز تاجدار مرصع پوش ہوکر صاحبقران کے جلو میں چلے خواجہ عبدالرحمن جنی و سلاسل پریزاد و اکوانہ پری نے
پہلے سے جاکر آسمان پری کو خبر دی کہ صاحبقران تشریف لاتے ہیں بڑے احتشام و تزک سے آتے ہیں آسمان
پری بہت خوش ہوئی اور اپنی بارگاہ سے امیر کے لشکر تک مخمل و قاقم و زربفت و کمخواب کا پا انداز بچھوایا تمام راہ کو نمونہ
باغ ارم بنایا جسوقت امیر بارگاہ سلیمانی پر پہونچے سب کو دروازے پر چھوڑ کے آپ خیمہ کے اندر گئے آسمان پری
قریشہ کو لیکر بارگاہ کے دروازے تک امیر کے استقبال کو آئی سب خواصوں اور مصاحبوں کو ساتھ لائی اور ہنسکر امیر سے
کہا کہ آپ تو ہمکو چھوڑ آئے تھے لیکن آخر ہم آپ ہی آئے ہیں اور ملکہ مہرنگار کی عروسی کا سامان بھی اپنے ساتھ لائے ہیں امیر نے
پوچھا کہ کیا کیا لائی ہو مجھ کو پہلے سب کی تفصیل بتاؤ بعد ازاں ہر ایک چیز مجھے دکھاؤ آسمان پری نے کہا کہ بارگاہ سلیمانی نقارخانہ
سلیمانی چار بازار بلقیس اور ہر قسم کا جواہر و تحائف قاف و قاقم و سنجاف و مخمل و اطلس زرنگار امیر بہت محظوظ ہوئے
قریشہ کی پیشانی پر بوسہ دیکر گلے سے لگایا اور آسمان پری کو بھی سینہ سے لگا کر بہت پیار کیا آسمان پری نے کہا کہ
آپ تخت پر بیٹھیں امیر نے قبول نہ کیا آصف برخیا کی کرسی پر بیٹھے جہانتک دیو جن پری آسمان پری کے ساتھ آئے تھے
سبھوں کے سرداروں نے امیر کو آکر مجرا کیا امیر نے سب کو بنگاہ سرفرازی دیکھا اور ہر ایک سے خیر و عافیت پوچھی سب کی جدا جدا
خیریت پوچھی اور آسمان پری سے کہا کہ جو ہم اکثر عمرو عیار کی تعریف تم سے کیا کرتے تھے وہ بھی تمھاری ملاقات کا مشتاق
ہو کر آیا ہے اُسکو قبول کرنا چاہیے جو کچھ تمھارے لیے پیشکش لایا ہے آسمان پری نے کہا کہ اُسکو بلوا لو اندر آنیکی اجازت دو
عمرو جو بارگاہ کے اندر آیا بارگاہ کو دیکھکر اُسکے ہوش اُڑ گئے ایسا خیمہ بے نظیر پایا دیکھے تو سوائے امیر کے کوئی نظر نہیں آتا ہے

جس طرف اپنی آنکھ اٹھاتا ہے امیر سے پوچھنے لگا کہ ملکۂ آفاق کہاں رونق افروز ہیں جنکی آپ ہمیشہ تعریف کیا کرتے ہیں آخر میں
بھی تو دیکھوں کہ وہ کیسی ہیں جنھوں نے اٹھارہ برس تک قاف میں آپکو بٹھا رکھا تھا اپنے دام محبت میں پھنسا رکھا تھا امیر نے
فرمایا کہ اے عمرو ملکہ آسمان پری تخت پر جلوہ فرما ہیں تو سلام کیوں نہیں کرتا عمرو نے کہا کہ مجھکو تو دکھائی دیتی نہیں کسکو سلام کروں
میں خود اس مقدمہ میں حیران ہوں ایسا کیا میرا اسلام مفت کا ہے کہ میں تخت و کرسیوں کو سلام کیا کروں میری عادت یہ نہیں ہے
کہ میں ایسے عبث کام کیا کروں ملکہ نے حکم کیا اپنے کارگزاروں کہ اذن دیا سرمہ سلیمانی عمرو کی داہنی آنکھ میں لگادو اس سرمہ کا
تماشا ذرا اسکو دکھادو واضح ہو کہ سرمہ سلیمانی داہنی آنکھ میں لگانے سے دیو نظر آتے ہیں اور بائیں آنکھ میں دینے سے پریزاد و
پریاں نظر آتی ہیں عمرو کی داہنی آنکھ میں جو سرمہ لگایا عمرو کو دیووں کی صورت دکھائی دینے لگی سب مجمع دیو ؤنکا عمرو
کی نظر میں آیا بہت سی توبہ استغفار کر کے امیر سے پوچھنے لگا کہ انمیں آپ کی حرم خاص ملکہ صاحب کون سی ہیں برائے خدا
مجھے جلد تبلائیے انکی صورت مجھے دکھلائیے امیر عمرو کے اس کلام پر بہت ہنسے اور ملکہ بھی ہنستے ہنستے تخت پر لوٹ لوٹ
گئی حکم کیا کہ اسکی بائیں آنکھ میں بھی سرمہ لگادو اب اسکو ہماری صورت دیکھنے کا بینا کرو ہرگاہ بائیں آنکھ میں سرمہ لگایا گیا عمرو
کو پریوں اور پریزادوں کا جماؤ نگاہ میں نظر آیا دیکھا کہ تخت پر ایک ملکہ صاحب جمال خورشید تمثال بیٹھی ہوئی ہے با کمال جاہ
و جلال بیٹھی ہوئی ہے اور ایک لڑکی رشک ماہ چہاردہ بالکل امیر کی شباہت ملکہ کے پہلو میں جلوہ افگن ہے جسکا حسن دل افروز
دیکھنے والوں کو حیرت افزا ہے دلمیں کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے یہ لڑکی امیر کی ہے تخت کے نزدیک جا کے ملکہ کو سلام کیا اور
صاحبقران سے کہنے لگا کہ ملکہ آسمان پری یہی ہیں اے صاحبقران اس صورت کیواسطے تو نے اٹھارہ برس قاف
میں اوقات ضائع کی لاحول ولا قوۃ میں تو ایسی صورت کیواسطے ایک دن بھی نہ رہتا ہرگز تمھاری طرح مصیبتیں نہ سہتا میں تو
ایسی عورت سے جائے ضرور کا لوٹا بھی نہ اٹھواؤں ان کے ہاتھ کے چھوئے ہوے بیر بھی نہ کھاؤں ملکہ کھسیانی ہو کر آبدیدہ ہو گئی امیر
نے زبان جنی میں آسمان پری سے کہا کہ تم آزردہ کیوں ہوتی ہو یہ ایک مسخرا ہے یہ اسکی ایک ادنیٰ خوش طبعی ہے ابھی ہوا کیا ہے تم
دیکھو گی کہ کیا کیا سوانگ لاتا ہے کیسے کیسے شعبدے تم کو دکھاتا ہے اور یہی تم سے قاف میں جب اسکا ذکر کیا تھا کہا نہیں تھا
ایسا قبیلہ ہے کہ جس کی حرکات سے لوگ حیران ہوتے ہیں اپنے ہوش و حواس کھوتے ہیں ایک کام کرو تم اسوقت کچھ اسکو دو
پھر کیفیت دیکھو آسمان پری نے آنسو پونچھ کر ایک خلعت مرصع باچند جواہر عمرو کو عنایت کیا اُسکے ساتھ زر نقد بھی دیا عمرو
نے خلعت پہنکر تسلیم کی اور چٹکی بجا بجا کر اس شعر کو مکرر سہ کرر گانے لگا اور مسخراپن کر کے تالیاں بجانے لگا **شعر** کیا ترے حسن کی
تصویر ہے اللہ اللہ + سورۂ نور کی تصویر ہے اللہ + اور امیر کیطرف دیکھ کر کہنے لگا اے صاحبقران میں پہلے ہی سمجھا تھا
کہ صاحبقران کے ہاتھ کوئی ماہ پیکر ایسی لگی ہے کہ جسکو چھوڑ کر آنیکو جی نہیں چاہتا نفس الامر میں جسکو ایسی معشوقہ جمیلہ میسر
آوے وہ دنیا و مافیہا سے کیوں نہ بیخبر ہو جائے پہلے میں جانتا تھا کہ مہر نگار ہی دنیا میں صاحب جمال ہے یہی خوبصورتی
میں بیمثال ہے مگر اس ملکہ خورشید تمثال کے روبرو تو ذرہ کے موافق بھی وہ چمک دمک نہیں رکھتی مہر نگار ایسی صورت شباہت

کہ جسکی روشنی اور نزاکت کے آگے خورشید شرمائے ماہ تاباں کی کیا حقیقت جو مقابلے میں آئے بیشک نہیں رکھتی آخر کیوں نہ ہو کہاں
آدم زاد کہاں پریزاد آسمان پری عمرو کی اس گفتگو سے بہت خوش ہوئی اور بے اختیار یہ حکم منہی کہ پھر بے گھوڑے بیس بیس بھر
کر اسقدر جواہر اور رقاف کا تحفہ عمرو کو دیا کہ عمرو نہال ہوگیا بعد ازاں آسمان پری نے امیر کے لشکر کے امیروں اور سرداروں پہلوانوں
کو بلا کر ہر ایک کے مرتبہ کے موافق مخلع کیا ہر ایک کو بقدر مرتبہ اُسکے زر نقد و انعام دیا کہ چشم و ہم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا اور امیر کو
تاکید کی کہ مہر نگار سے عقد کرنے کے لیے جلدی کرو سامان کے جمع کرنیکا اپنے کارگزاروں پر حکم جاری کرو اگرچہ میں اسباب عروسی
قاف سے اپنے ساتھ لائی ہوں اور اس کام کے انجام کرنے کیلیے مستعد ہو کر آئی ہوں لیکن اس اقلیم کی رسم سے تو آگاہ نہیں
ہوں یہاں کے دستور کے مطابق بھی تیاری ضرور ہے مجکو اس تقریب کی رونق اور آرائش بخوبی منظور ہے امیر تین دن
آسمان پری کے پاس رہکر چوتھے دن اپنے لشکر میں آئے چار دن تک آسمان پری کے پاس سے چھٹنے نہ پائے اور
مہر نگار سے جاکر فرمایا نہایت خوش بیانی سے یہ مضمون اُسکو سنایا کہ آسمان پری تمھارے واسطے سامان عروسی قاف
سے لیکر آئی ہے اور بہت سا اسباب نفیس و نایاب اپنے ساتھ لائی ہے اور تاکید پر تاکید کرتی ہے کہ جلد شادی کرو ہرگز اب
اسمیں توقف نہ ہو مہر نگار تو سر نیچے کر کے چپکی ہو رہی امیر نے باہر آکر یہی تقریر ہرمز تاجدار سے کی اور اس کیفیت سے مفصل اطلاع دی
اور طبل عروسی بجنے کا حکم دیا جمع ہونے سامان شادی کا حکم کیا اور ایک عرضی اس مضمون کی نوشیرواں کو لکھی کہ نفس الامر میں مہر نگار
کو آپ مجھکو دے چکے تھے مگر گردش فلک سے اکثر حوادثات مکروہ واقع ہوے کہ میں عقد کرنے سے مجبور رہا ایسے امور نا مناسب پیش آئے
کہ اس کام کے انجام میں فتور رہا بہر حال گذشتہ را صلوات اب عرض یہ ہے کہ بالفعل فدوی مہر نگار سے عقد کرتا ہے امیدوار ہوں
کہ حسب دستور روزگار مکرر اجازت دیجیے میرے حال پر عنایت کیجیے کہ خوشی خوشی اس کار خیر کو انجام دوں بڑی شان و
شوکت سے اُسکے ساتھ عقد کروں اور مجلس بہشت آئین و بزم بہجت قرین میں حضور کا بھی قدم رنجہ فرمانا ضرور ہے اگر فدوی کو
قدم رنجہ فرما کر سرفراز کریں تو آپ کی عنایت سے کیا دور ہے عمرو نے بادشاہ ہفت کشور کی خدمت میں جاکر عرضی گذرانی بادشاہ نے
اُسکو پڑھکر عمرو سے پوچھا کہ میں نے سنا ہے کہ آسمان پری سامان عروسی و تحائف قاف مہر نگار کیواسطے لائی ہے وہ بڑے
سامان سے آئی ہے یہ خبر سچ ہے یا جھوٹ عمرو نے عرض کی کہ راست ہے اسمیں ایک سرمو فرق نہیں اس عرصے میں ایک عرضی
ہرمز و بختک کی بھی پہونچی اُسمیں لکھا تھا کہ آپ امیر کو شادی کی اجازت دیجیے گا کہ بات میں فرق نہ آوے اور وہ بھی کشتنی
نہ ہووے کیونکہ اگر حکم بھی نہ دیجیے گا تو بھی حمزہ مہر نگار سے شادی کریگا اُسوقت موجب سبکی کا ہوگا بادشاہ نے رفیقوں اور
سرداروں کو بلا کر ہرمز کی عرضی دکھلائی اُسکی سب عبارت پڑھکر سنائی سبھوں نے بالاتفاق شاہزادے کی رائے کو پسند کیا
نوشیرواں نے قلمدان منگا کر امیر کی عرضی کا جواب لکھا اور شادی کی اجازت نامہ دی مگر محفل میں جانے سے انکار کیا اکثر رفقا
نے کہا کہ ہم نے تو ایسی شادی فقیر کی بھی نہیں دیکھی نہ کہ امیر کی شادی ہوتی ہے معلوم ہوا کہ امرا شادی آپ ہی آپ کر لیا کرتے ہیں
ایسے امر عظیم کو یوں سرا سری انجام دیتے ہیں بزرجمہر نے کہا کہ اگر آپ لوگ جاوینگے تو امیر بعزت و توقیر ٹھہلا دیں گے اور

تماشا دکھلا دینگے دو چار دن کیفیت دیکھکر چلے آیئے گا بہت دنوں قیام نہ فرمائیے گا اور نوشیروان سے کہا کہ اگر حضور علانیہ اپنا
جانا مناسب نہیں جانتے تو عمرو کو کچھ انعام دیجیے کچھ اُسکے ساتھ سلوک کیجیے کہ وہ اپنے مکان میں بٹھلا کر تماشا دکھلا دیگا بہت
ادب سے پیش آویگا بادشاہ نے کہا کہ اسکا مضائقہ نہیں ہے عمرو سے فرمایا کہ ہم آزاد کی صورت بنکر آوینگے عمرو نے قبول کیا
بادشاہ نے عمرو کو خلعت دے کر رخصت کیا اور بزرجمہر عمرو کیساتھ ہوے راوی لکھتا ہے کہ جب امیر نے اپنے خط کا جواب باصواب
پایا بہت خوش ہوے اور ہر شخص کو دکھلایا اور بزرجمہر سے بغلگیر ہوکر ان دونوں تپونکا عرق جو حضرت خضر نے دیے تھے اپنے
ہاتھ سے بزرجمہر کی آنکھوں میں ٹپکایا آنکھیں اُسی دم روشن ہوگئیں دم بھر میں اُنکو بینا بنایا بزرجمہر نے امیر کو مبارکباد دی لگی نوبت
عروسی جھڑ جھڑ بجنے دیو و پریزادوں نے ملکہ آسمان پری کے حکم سے بارگاہ سلیمانی کو ایک بلند ٹیکرے پر استادہ کیا سامان
جلوس اور آرایش کا حد سے زیادہ کیا اور چار طاق بازار بلقیس اُسکے متصل قائم ہوا چار سو دیو اُس بارگاہ میں فرش بچھانے
اور جاروب کشی کے لیے متعین ہوے نقار خانۂ سلیمانی میں نوبت شادیانہ عروسی بجنے لگی چپے چپے پر رنگارنگ جواہر کے انبار
لگ گئے اپنے اپنے موقع پر گوہر شاہوار لگ گئے ملکہ آسمان پری مہر نگار کو خلوت خانۂ سلیمانی میں لیگئی اور بزم جشن عروسی مرتب ہوئی
جو جو بات کہ محفل عروسی کیواسطے لازم ہے وہ سب ہوئی برات کے دن امیر خلعت شاہانہ پہنکر اشقر دیوزاد پر سوار ہوے اور
شاہ اور شہریاران روزگار امیر پر سے زر و جواہر نثار کرتے ہوے گرد گھوڑے کے چلے بارہ ہزار جن بچہ حسین و جمیل جھاڑ ہاے
بلورین اور رنگارنگ جواہر کی لالٹینوں میں مومی کافوری بتیاں روشن کیے ہوے امیر کے گھوڑے کے آگے جاتے تھے سب
اہلکار جس جس کام پر مستعد اور متعین تھے وہ کل انتظام و اہتمام سے سب امور کا انجام بخوبی فرماتے تھے اور چالیس ہزار جن قاف
کی آتشبازی ہوا پر چھوڑتے بایکدیگر کلکاریاں کرتے چلے جاتے تھے اور بیس ہزار تخت رواں پریزاد سواری کے دورویہ گانا بجانا
ناچنا مناتے دکھاتے تھے اور شترہاے نر پر نوبت خانۂ سلیمانی سرہوا بجا جاتا تھا وہ سامان کہ کسی نے نہ دیکھا نہ سنا سب کو نظر
آتا تھا اور شاہ عیاران عیار دشمن شکار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری چار ہزار چار سو چوالیس
عیار بلباس مرصع کار ہمراہ لیے امیر کی سواری کا اہتمام کرتا جاتا تھا کمال خوشی و مسرت سے ہر چیز کا انصرام
کرتا جاتا تھا اور اشقر دیوزاد اسطرح سے قدم بقدم شاہ گام کلائیاں مارتا طاؤس رقاص کی صورت اپنے کو بناتا خوش رفتار
تھا کہ ہر قدم پر کبک دری وجد کرتا تھا اور ہزار جان سے نثار تھا نظم خوشی سے وہ گھوڑے کا چلنا سنبھل + ہما کے
وہ دونوں طرف مورچھل + طرق کے طرق اور پرے کے پرے + ادھر اور اُدھر کچھ ورے کچھ پرے + غرض اس طرح
سے سواری چلی + کہے تو کہ بادِ بہاری چلی + القصہ جب اس شان و شوکت سے امیر کی سواری بارگاہ سلیمانی میں داخل ہوئی
اور اعزاز و اکرام سے ایوان سلیمانی میں داخل ہوئی امیر مرکب سے اُترے ہرمز تاجدار کے پہلو میں تخت پر جا بیٹھے اُسکے زانو
سے زانو ملا بیٹھے اور پریوں کا ناچ ہونے لگا ملکہ آسمان پری نے قریشہ اور اپنی مصاحبوں سمیت چار طاق بلقیس میں مہر نگار
کے پاس جا کر مہر نگار کو زر و جواہر قاف کہ سوائے شاہنشاہ قاف کے حرم کے چشم فلک نے نہ دیکھا تھا پہنا کر ہر ہفت کیا

کہ اس آرائش کو دیکھ کر آسمان نے آسمان پری کا ہاتھ چوم لیا اور مہرنگار کو بنی نیا طبق طبق خوانچے جواہر کے مہرنگار پر سے
نثار کیے تصدق و خیرات کیے زر و جواہر کے انبار کیے اور اُسوقت کا عالم مہرنگار کا دیکھ کر آسمان پری خود شیفتہ ہوگئی
بیخود اور فریفتہ ہوگئی اور خوش خوش محفل شادی کی ترتیب میں مصروف ہوئی اب نوشیرواں کا حال سنیے کہ سات آدمیوں
سے الف آزادی کا ماتھے پر کھینچ منکا ٹھنکا سمرن سیلی پہن رومال چھڑی اُداسی کی ہاتھ میں لے کلاہ سوزنی سر پر رکھ مجلس شادی
کا تماشا دیکھنے کیواسطے گیا عمرو نے نوشیرواں کو پہچان کر کہا کہ آپ چلکر مجلس میں بیٹھیے اور تماشا دیکھیے نوشیرواں نے قبول نہ کیا
تب عمرو نے کہا کہ آئیے میں آپ کو ایسی جگہ بٹھلا دوں کہ آپ سب کو دیکھیں و آپ کو کوئی نہ دیکھے یہ بات نوشیرواں کو قبول
و پسند ہوئی اسکے سننے سے طبیعت اُسکی خرسند ہوئی عمرو نوشیرواں کو بارگاہ سلیمانی میں لے آیا او کرسی ہاے جواہر نگار بچھا کر
بصد تعظیم و تکریم بٹھلایا اور ساقیان گلعذار سیمیں اندام کو حکم دیا کہ جام ہاے رنگا رنگ کو گردش میں لا دیں بادۂ گلگوں ان
سب کو یکساں بے تکلف پلا دیں نوشیرواں چار گھڑی بیٹھ کے اُٹھ کھڑا ہوا اور امیر کو دعا دیکر کہا کہ بابا ہم فقیر ہیں سیر کیواسطے
آئے تھے اب رخصت ہوتے ہیں معاف کیجیے او بخوشی اجازت دیجیے امیر نے زبان عیاری میں عمرو سے کہا کہ انکو چار طاق
کے بالاخانہ پر لیجا کر بٹھلا دو اور انکی بہت سی خاطرداری کرو کہ یہ جمیعن سے الگ تھلگ رکھیں اور اسباب عیش و طرب اُنکے
روبرو مہیا کردو کہ انکی طبیعت اُداس نہ ہووے کسیطرح کا ہراس نہ ہووے عمرو نے نوشیرواں کو چار طاق کے بالاخانہ
پر بٹھا کر جو سامان کہ چاہیے تھا روبرو اُنکے موجود کر دیا اُنکو ہر صورت سے مطمئن کیا چار گھڑی پچھلی رات باقی رہے
خواجہ بزرجمہر نے حسب شرع شریف امیر کا عقد مہرنگار سے باندھا صبح ہوتے ہوتے محل میں نوشہ کی پکار ہوئی امیر
محل کے دروازۂ اول پر جو پہونچے ملکہ آسمان پری نے دروازہ بند کیا اور کہا دروازہ اُسوقت کھلے گا جب دم مہرنگار
کا مہر دے لوگے یہ قرض شرعی ادا کروگے امیر نے مقبل وفادار کو چالیس ہزار سوار غلام زرین کمر بمعیت مہرنگار کے مہر
میں دیا ملکہ آسمان پری نے دروازہ کھول دیا پھر دوسرے دروازے کو بند کرکے مہرنگار کی رونمائی چاہی امیر نے شمشیر عقرب سلیمانی کو مع
مرکب سیاہ قرطاس دیا جو جو آسمان پری نے کہا وہ کیا الغرض اسیطرح سات دروازے پر سات چیزیں مہرنگار کیواسطے آسمان پری نے لیں
انھوں نے بے تکرار دیں تب حجلۂ تخانہ میں قدم رکھنے دیا امیر مہرنگار کو لباس عروسی حلقہ ہاے پریان پری تمثال میں مسند پر بیٹھے دیکھ کر برنگ گل پیرہن میں
نہ سمائے اُس حور فریب کے حاصل ہونے پر شکر خدا بجا لائے بعد رسم نبات و آرسی مصحف امیر عروس کو گودی میں اُٹھا کر چھپر کھٹ پر لیگئے اور مجنوں وار اس لیلی وش
پر نثار ہو کے چھاتی سے چھاتی ملا کر عناب لب کو چوسنے لگے ایک گھڑی کے بعد حسب دستور عروس و نوشاہ میں ہاتھا پائی ہونے لگی امیر نے دم لا سا
دیکر اس دریاے خوبی سے گوہر مقصود حاصل کیا بکمال اطمینان و فراغت سے کام دل لیا اور خدا کی قدرت سے اُسی شب کو صدف دریاے محبوبی
حامل در نایاب ہوئی صبح کو امیر نے حمام کیا اور پوشاک بدلکر شگفتہ و خنداں بارگاہ سلیمانی میں آئے سب حواشی نے
حاضر ہوکر شرف و افتخار پائے دن بھر جشن میں رہے رات کو ملکہ آسمان پری کی سیج پر گئے اور اُسکے دوسرے دن
ملکہ ریحان پری کو لیکر بغل گرم کی اُس سے بھی لذت لی اور تیسرے دن سمن سیما پریزاد سے ہمبستر ہوئے اُسکی صحبت سے

بھی بہرہ ور ہوئے اسیطرح امیر ہر روز ایک حرم کیساتھ داد عیش کی دیتے رہے سب حظ زندگانی لیتے رہے چالیس دن تک
شاہان قاف و شہریاران دنیا امیر کے ساتھ جشن میں مصروف رہے سوائے سامان عیش و نشاط کے اور سب کام
موقوف رہے ایک دن بعد انفراغ جشن امیر چار طاق کی سیر کو سوار ہوئے اردلی میں سب نقیب و چوبدار ہو کے
نقارخانے باہر گئے تھے کہ دفعۃً آسمان پر سے ایک پور عصد شاطر کا بھائی کہ جسکو امیر نے مار ڈالا تھا زمین پر اترا اور امیر کو
تنہا دیکھ کر ایک چوبدست امیر کے سر پر ماری امیر نے گھوڑے سے الگ ہو کر اسکے حربے کو خالی دیا اور اسکی کمر میں ہاتھ
دیکے تین چرخ سر پر دیکر اس زور سے زمین پر پٹکا کہ سب اسکے ہڈی کے دو دھرے تر ہو گئے سارے ہوش و حواس ابتر ہو گئے
چاہتا تھا کہ اٹھ کر بھاگے امیر نے اسکا ایک پاؤں اپنے پاؤں کے نیچے دبا کر دوسرے پاؤں کو ہاتھ میں لیکر پارچہ بوسیدہ
کیطرح سے بسہولت چیر کر پھینک دیا یا خدا کا غضب کے دو ٹکڑے کیا دیکھنے والوں کا سکتا ہو گیا سب حیران رہے بڑے بڑے بہادر
اور دلاور سر در گریبان رہے نوشیرواں بھی اس زور و قوت کو دیکھ کر بیہوش ہو گیا بعد ازاں پھر پھرا کر بارگاہ میں داخل
ہوئے سب کو اس فتحیابی سے بہت سے سرور حاصل ہوئے عمرو گلاب و بید مشک چھڑک کر نوشیرواں کو ہوش
میں لایا دیوانہ ہو گیا تھا عاقل بنایا اور امیر کے پاس رخصت کیواسطے آیا اور خوش تقریری سے یہ سخن زبان پر
لایا اور سنایا امیر نے نوشیرواں کو جامۂ آزادی پہنے دیکھ کر نصیحتاً کہا کہ اے شاہ شہریاران ہفت کشور بت پرستی سے توبہ کر
خدا کو واحد جان میں تیرے کمترین نوکروں کی اطاعت کرونگا ہمیشہ تیری تابعداری کرونگا مگر نوشیرواں نے قبول نکیا اور
صاف جواب دیا کہ مجھکو تبدیل مذہب منظور نہیں ہے ہمارے خاندان کا یہ دستور نہیں ہے آخر الامر عمرو نے مجبور ہو کر بہت سے
جواہر و تحائف قاف نوشیرواں کے روبرو پیشکش کیا اور اسکے رفیقوں کو خلعت سلیمانی دیا نوشیرواں رخصت ہو کر
اپنے لشکر میں آیا اور تمام لشکر کو جمع کرنیکا حکم فرمایا اور اسکے دوسرے دن مدائن کیطرف کوچ کیا ملکہ آسمان پری نے
امیر کے لیے جو تحفہ لائی تھی پیشکش کر کے رخصت طلب ہوئی امیر نے اسکو گلے سے لگا کر کہا کہ جیسا میں تم سے ملول ہوا
تھا ویسا ہی خوش و ممنون ہوا تیرے احسان کا مرہون ہوا جسوقت تم مجھکو یاد کرو گی اگر کسی جنگ میں پھنسا نہ ہونگا
تو میں اسیدم تمہارے پاس روانہ ہونگا ہرگز آنے میں توقف نہ کرونگا اور تمہارا تو گھر ہی ہے جسوقت چاہو تو فوراً
ہو میری ملاقات سے مسرت اندوز ہو اور قریشیہ کو گلے سے لگا کر اسکی پیشانی کے بوسے لیے اور رخصت کیا اور جواب
اسکے دینے کے قابل تھا وہ دیا ریحان پری و سمن سیماپری بھی امیر سے رخصت ہو کر ملکہ کے ہمراہ ہوئیں صاحبقران
نے تمام ملک مغرب شاہ تیغ مغرب کو دیا اس مملکت کا اسکو مالک کیا مگر وہ اپنا نائب چھوڑ کر امیر کے ہمراہ رکاب
ہوا امیر نے دوسرے دن پیش خیمہ مکہ معظمہ کیطرف روانہ کیا اور عمرو بن حمزہ نامے اپنے بیٹے کو کہ ملکہ ناہید مریم دختر
فریدون شاہ والی یونان کے بطن سے تھا اپنے قائم مقام کر کے مہرنگار کے ساتھ عیش و عشرت میں مصروف ہو
خود سب امور سلطنت کو ترک کیا اپنے بیٹے کو اختیار کل دیا ایک دن عمرو بن حمزہ محفل میں بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا

ناگاہ معدیکرب نے تیوری چڑھا کر لندھور سے کہا کہ اے دراز قد تو نے بھی یہ حوصلہ پایا اور تیرے سر میں یہ سودا سمایا کہ میری کرسی پر متکی ہوا لندھور بولا تو چار ہی پیالوں میں بدمست ہو کر فیل لایا یہ تیرا دعوے باطل ہے ارے او شکم بزرگ تو نے بھی یہ چاٹ چانہ پایا کہ مجھ سے ترش رو ہو کر گفتگو کرتا ہے میرے جلال و جبروت سے نہیں ڈرتا ہے میں جو اس کرسی پر بیٹھا ہوں باجازت امیر کے بیٹھا ہوں معدی نے پھر بآواز بلند کہا کہ ہرگز امیر نے تجھکو میری جاگہ بیٹھنے کو نہیں کہا ہے یہ تیرا دعویٰ باطل و بیجا ہے لندھور بولا کہ اے معدی تو دو چار ہی پیالوں میں بدمست ہو کر فیل لایا آخر کو تو نے اپنا جوہر دکھلایا معدی نے اُٹھکر لندھور کو ایک مکا مارا لندھور نے ہنسکر کہا کہ معدی کیوں دیوانہ ہوا ہے ذرا ہوش میں آ اپنے تئیں بھول نہ جا عمرو بن حمزہ نے یہ کیفیت دیکھکر معدی کو للکارا کہ کیوں بدمستی کرتا ہے کسلیے اتنی خود پرستی کرتا ہے معدی نشہ کے عالم میں تو تھا ہی بے تحاشا بولا کہ تم کو ان باتوں سے کیا کام ہے میں جانوں و لندھور جانے آپ خاموش رہیے اس مقدمہ میں کچھ نہ کہیے امیرزادہ نے اُٹھکر ایک گھونسا معدی کے مارا کہ معدی زمین پر گر پڑا معدی سر اپنا پیٹنے لگا اور کہنے لگا کہ جب امیرزادہ اس طرح سے ہماری بےحرمتی چاہیگا تو ہم اس دربار میں رہ چکے ایسے ظلم بیجا سہ چکے چونکہ یہ حرکت امیرزادہ کی تمام سرداران اور پہلوانان کو بری معلوم ہوئی تھی عجب طرح کا شور و غل مجلس میں برپا ہوا امیر گھبرا کر باہر نکل آئے یہ حال دیکھکر بہت گھبرائے اور کم و کیف سے مطلع ہو کر بیٹے سے فرمانے لگے کہ خبردار اگر پھر کسی سے ایسی حرکت کی لندھور و معدی با یکدیگر سمجھ لیتے تم کو اُنکے بیچ میں دخل دینے سے کیا علاقہ تھا امیرزادہ طیش میں آکر بولا کہ اگر پھر کبھی معدی نے ایسی بے ادبی مجھ سے کی تو میں معدی کے کان کاٹ ڈالونگا اس شہر سے اسکو نکال دونگا امیر نے ناخوش ہو کر فرمایا کہ ایسی زبان درازی خوب نہیں ہے یہ گفتگو ہمکو مرغوب نہیں ہے بار دیگر ایسی گفتگو کروگے تو اُٹھا کر زمین پر دے مارونگا کہ کان سے مغز نکل آویگا سب شیخی بھول جاویگا امیرزادہ کا شباب تھا باپ کا نصیحت کرنا اسکو برا معلوم ہوا بے تحاشا بولا کہ مجھ کو کون مار سکتا ہے یہ کسکی تاب و طاقت ہے ایسی کسکی قدرت ہے امیر غیظ میں آکر عمرو کے ہاتھ پکڑ کے میدان میں لے آئے دونوں باپ بیٹے گھوڑوں پر سوار ہوئے لڑنے پر تیار ہوئے حاضرین باپ بیٹے کی لڑائی دیکھنے لگے دونوں کے ہاتھوں کی صفائی دیکھنے لگے امیر نے عمرو کو آگے بلایا اُس نے ہر چند گھوڑے کو تازیانہ کیا لیکن گھوڑے نے آگے قدم نہ بڑھایا امیر نے فرمایا اے نادان سفید حیوان سے ادب سیکھ عمرو گھوڑے سے کود پڑا امیر بھی پیادہ ہوئے کشتی لڑنے پر آمادہ ہوئے عمرو نے امیر کا کمربند پکڑ کے جہاں تک زور کرنیکا حق تھا کیا مگر امیر کا لنگر نہ اُٹھ سکا ناچار ہو کر چھوڑ دیا اپنے تئیں اُسنے علیحدہ کیا مگر امیر نے عمرو کی کمر میں ہاتھ ڈالکر سر پر اُٹھا کے آہستہ سے زمین پر رکھدیا اور اُسکی پیشانی کا بوسہ لیا امیرزادے نے بھی باپ کے قدم پر سر جھکا دیا اپنی گستاخی کا بہت عذر کیا امیر نے اُسکو چھاتی سے لگا کر فرمایا کہ جان بابا پہلوانوں ہی سے سرداری ہے اُنھیں لوگوں کی ذات سے ہر طرح کی کاربرآری ہے ہر عالم میں اُنکی خاطر اور لحاظ حرمت ضرور ہے ہر صورت سے اُنکی دلجوئی اور عزت ضرور ہے امیرزادہ منفعل ہو کر پھر مجلس میں آکے ناچ دیکھنے لگا اس کیفیت کے واقع ہونے سے اپنے دل میں بہت شرمندہ ہوا مخبران اخبار لکھتے ہیں کہ نویں مہینے زوجہ امیرزادہ و مہرنگار کے بطن سے بیٹے پیدا ہوئے امیر اس مژدے کو سنکر

بہت خوش ہوئے پوتے کا نام تو سعد رکھا مگر اپنے بیٹے کا نام آپ نہ رکھا عمرو عیار سے فرمایا کہ تم نوشیروان کو خبر دو اور اُس سے
جاکر کہو کہ نام نبی اسکا آپ ہی رکھیں عمرو چند روز میں مدائن پہونچا اور نوشیرواں سے بعد تسلیم کے عرض کی کہ نواسا مبارک
ہوا اور امیر نے التماس کیا ہے کہ نام اسکا حضور رکھیں میری خاطر سے ضرور رکھیں نوشیرواں اس تہنیت سے بہت خوش ہوا اور عمرو
کو خلعت فاخرہ عطا کرکے چالیس دن کے بعد جشن کا حکم دیا اور سامان محفل نشاط مہیا کیا اور نام اسکا قباد رکھا مہر انگیز بانو نے یہ خبر
فرحت اثر سنکر عمرو کو اپنے روبرو بلا کے مہر نگار او امیر کی خیریت اور نواسے کی صورت و شکل پوچھکر عمرو کو خلعت و جواہر گرانمایہ دیا نقد
و جنس دیکے اُسکو بہت خوش کیا عمرو رخصت ہوکر جلد جلد امیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ نوشیرواں و مہر انگیز بانو نے کہا تھا
بیان کیا کل حال وہاں کا مفصل عرض کیا جب قباد و سعد چار چار برس کے ہوئے امیر نے دونوں لڑکوں کو ادب سکھانے کیواسطے عمرو
کو تفویض کیا ہرگاہ پانچ برس کا سن ہوا دیکھنے والے انکو دیکھ کر کہتے تھے کہ ایسے حسین و صاحب جمال و اہل تمیز لڑکے کبھی دیکھنے
سننے میں نہ آئے چشم فلک نے بھی دیکھے نہ ہونگے ابھی سے آثار شجاعت اُنکے چہروں سے آشکار ہیں علامات دلاوری اُنکی صورتوں سے
نمودار ہیں امیر صبح و شام آیۂ ان یکاد اُنپر دم کیا کرتے تھے ہر دم پیار سے اُنکی بلائیں لیا کرتے تھے راوی لکھتا ہے کہ ژوبین
نے قباد کے پیدا ہونیکی خبر سنکے نوشیرواں کو عرضی لکھکر بھیجی کہ حمزہ نے ابتک جو آپکو تخت پر بیٹھنے دیا اور کچھ تعرض نہ کیا سبب
اسکا یہ تھا کہ کوئی فرزند اُسکے نہ تھا اب اُسکے آپکی بیٹی سے بیٹا پیدا ہوا خلاف قیاس ہے کہ آپ کو سلطنت کرنے دیوے اور وہ
مملکت تم سے نہ لیوے بلا شک و لاریب آپکو مار کر اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھلادیگا تم کو اس سلطنت سے اُٹھادیگا لہذا میرے نزدیک مناسب ہے
کہ آپ فی الفور بہمن جاسپ کے پاس جاکے اعانت چاہیں اطلاع شرط تھی کیگئی آئندہ آپکو اختیار ہے بندہ مجبور ہے آقا مختار ہے
نوشیرواں نے ژوبین کی عرضی پڑھ کر کہا کہ حمزہ مجھ سے کبھی بدی نہ کریگا مجھکو اُس سے اطمینان ہے اُسپر میرا بڑا احسان ہے بزرجمہر نے
کہا کہ راست و درست ہے مگر بختک اور دوسرے سرداران ساسانی نے بادشاہ کو بہکا کر مدائن سے نکالا باتیں مکر و فریب کی کرکے
اُسکو وسوسہ میں ڈالا جب نوشیرواں بہمن کے شہر میں داخل ہوا اور بہمن نے سنا کہ نوشیرواں متصل پہونچا بہمن بڑی دھوم دھام
سے سوار ہوا اُسکی پیشوائی کرنیکو تیار ہوا بادشاہ ہفت کشور کو استقبال کرکے قلعہ میں لایا اور تخت پر بٹھلایا کہا آپ مطمئن رہیں حمزہ
اگر یہاں آویگا تو مارا جاویگا یہ میرا ذمہ ہے اور اُسیدم حمزہ کو ایک خط لکھا کہ تیرے ظلم و ستم سے نوشیرواں و ژوبین نے میرے
پاس آکر پناہ لی ہے اور تیرے جور و تعدی کی بہت شکایت کی ہے اسواسطے مجھکو لازم ہے کہ تجھ کو باندھ کر نوشیرواں کے حوالے
کردوں تجھے مقید کرکے اُسے دوں اگر نشہ مردی رکھتا ہے تو جلد یہاں آ کر مجھ سے مقابلہ کر دیکھیں امیر خط کو پڑھ کر بہت ہنسے اور فرمایا
افسوس خدا جانتا ہے کہ میں کبھی اس امر کا خواہاں نہ تھا کہ نوشیرواں کو تخت پر سے اُتار کے قباد کو بٹھلاؤں اُسکے ساتھ اسطرح
پیش آؤں مگر ہرگاہ اُسنے بہمن کے پاس جاکر پناہ لی اور میری شکایت اُس سے کی مجھپر واجب ہوا کہ میں قباد کو تخت پر بٹھلا کے
اُسکا استیصال کروں اس ملک سے اُسکو نکالدوں حالی و موالی و ارکان دولت نے کہا کہ صاحبقران اس سے بہتر کوئی صلاح
نہیں ہے پہلے آپ قباد شہزادے کو تخت پر بٹھلادیں اپنا ولیعہد بناکر سب سے نذریں دلوادیں بعد اُسکے کوئی اور کام کریں جس امر کا

چاہیں اہتمام کریں امیر نے ساعت سعید دیکھ کر شاہزادہ قباد کو تخت پر بٹھلایا ہر شخص نذر دینے کو آیا اور لاانتہا زر و جواہر اُسکے اوپر سے
نثار کیا بہت محتاجوں اور مساکین کو دیا چالیس دن تک جشن کر کے بہمن کے شہر کیطرف روانہ ہوئے جب کوہستان کے متصل پہونچے
خیمہ زن ہوئے بہمن جاسیپ نے ہومان نامے اپنے بیٹے کو مع فوج جرار بھیجا کہ تم جاکے پہاڑ پر اپنا بندوبست کرو حمزہ کا لشکر
پہاڑ کے اوپر چڑھنے نہ پاوے پہاڑ اُسکے ہاتھ نہ آوے اور معدیکرب نے چاہا کہ کوہ کے اوپر جاوے ہومان نے پہونچکر اوپر سے
پتھر مارنے شروع کیے معدیکرب کا قدم آگے نہ بڑھ سکا پہاڑ پر چڑھ نہ سکا آمیں عمرو بن حمزہ و ملک لندھور مع فوج
پہونچے دیکھا کہ پہاڑ پر سے پتھر پڑ رہے ہیں معدیکرب پہاڑ کے دامن میں کھڑا ہے اپنی جرأت سے اڑ لیے عمرو بن حمزہ و
ملک لندھور و استفتانوش پہاڑ کیطرف چلے ہرچند ہومان نے پتھر مارے لیکن یہ تینوں شخص سپر ونکی پناہ کر کے پہاڑ
پر چڑھ گئے اور تلواریں کھینچ کھینچ کر کفار پر گرے مثل برق خاطف فرقہ اشرار پر گرے اور ہزاروں گبر دل کو جہنم واصل کیا
سرنگوں طبقہ دوزخ میں داخل کیا آخر ہومان بیتاب ہوکر بھاگا اور بہمن سے جا کر تمام ماجرا بیان کیا بہمن نے خفا ہوکر
ہومان سے کہا کہ معلوم ہوا تو میرا نطفہ نہیں ہے والا تلوار سے منھ نہ موڑتا میدان کو کبھی نہ چھوڑتا اور تکلف یہ ہے کہ خوشی
خوشی اپنی بزدلی اور ہزیمت بیان کرتا ہے آمیں سامنے سے ایک گرد غلیظ اٹھی اور گرد کے گریبان سے ہزاروں علم نکلے
معلوم ہوا کہ صاحبقران آتے ہیں بڑے جاہ و حشم سے تشریف لاتے ہیں بہمن نے بختک سے کہا کہ کسیطرح سے صاحبقران
کو میں بھی دیکھوں نام تو بہت سنتا ہوں دیکھا چاہیے کہ صورت کیسی ہے شکل و شباہت کیسی ہے بختک نے کہا کہ سوار ہوکر
سر راہ کھڑے ہو جیے میں آپکو دکھلا دونگا بخوبی روشناس کرا دونگا بہمن سوار ہوکر بختک کے ہمراہ ہوا پہلے علم اژدہا پیکر کے سائے
کے نیچے معدیکرب نکلا بہمن نے پوچھا کہ یہی صاحبقران ہے جنکی تمام زمانے میں دھوم ہے وہ یہی جوان ہے بختک نے
کہا کہ یہ پہلوان اُسکی فوج کا ہراول اُسکے لشکر جرار کا یہی سردار ہے مختصر جو پہلوان نکلتا تھا بختک اسکا نام و نشان بہمن کو
بتاتا تھا اُسکی حقیقت سناتا تھا پہلوانوں کے پیچھے خواجہ عمرو عیار بن امیہ ضمری کی سواری نکلی بہمن نے پوچھا کہ یہ عجیب الہیئت
کون ہے بختک بولا کہ عمرو عیار یہی ہے جسکی عیاری کا شہرہ تمام زمانے میں ہے وہ نامدار باوقار یہی ہے اسی سے شاہان
ہفت اقلیم ڈرتے ہیں اسی کی چالاکی اور کارسازی سے خوف کرتے ہیں بعد ازاں شاہزادہ قباد کا تخت نمودار ہوا گویا آفتاب
درخشاں زمین پر آشکار ہوا بختک نے بہمن سے کہا کہ شاہزادہ قباد فرزند ارجمند حمزہ و نبیرۂ نوشیرواں یہی ہے صاحب جاہ و
جلال محبوب پیر و جواں یہی ہے اسکے بعد امیر اشقر دیوزاد پر سوار بکمال شان و شوکت نکلے بختک نے کہا کہ حمزہ یہی ہے
جو تم نے سنا تھا اچھی طرح سے انکو دیکھو بہمن امیر کو دیکھ کر ششدر رہ گیا اُنکی ہیبت و جبروت دیکھ کر متحیر ہو گیا اور کہنے لگا کہ
اسی قد و قامت پر دیوان قاف کو مارا ہے اور ایسے ایسے پہلوانوں کو زیر کیا ہے تمام سرکشان قاف کو اپنی شہرت و دلاوری
سے کیونکر صدمہ عظیم دیا ہے بختک بولا کہ جب مقابلہ ہوگا تب معلوم ہوگا کہ یہ کیسا کوتاہ قامت و ضعیف الجثہ ہے اے
بہمن اس کی تلوار کی پناہ نہیں ہے جسوقت یہ تلوار پکڑ لیتا ہے ہزاروں کا منھ پھیر دیتا ہے اور بازو میں اسکے وہ قوت ہے

اگر رستم بھی ہوتا تو اس سے امان مانگتا دوسرے کی کیا حقیقت ہے آئیں نہ وہ جرأت نہ شجاعت ہے بہمن بولا کہ خیر آج تو کچھ بولنا مناسب نہیں ہے کہ تھکا ماندہ آیا ہے سفر کا رنج اٹھایا ہے مگر کل صبح کو حمزہ ہے اور میں ہوں وہ بھی جانے ایسا ذلیل ہونا
امیر نے دوسرے دن بہمن کو خط لکھا پہلے اسمیں ہو انجات قاف ثبت کیے بعد ازاں سخر کرنا پہلوانان پردہ دنیا کا تحریر کیا اسکے بعد لکھا کہ میں حسب الطلب تیرے آیا ہوں تجھ کو مناسب ہے کہ نوشیرواں و بختک و زوبین کو باندھ کر میرے پاس بھیجدے اور خود مع خزانہ کے حضور میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو نہیں تو روز بد دیکھیگا یاد رکھ کہ ذلت بجد دیکھیگا امیر نے یہ خط اسواسطے عمرو کے ہاتھ نہ بھیجا کہ عمرو اسکو حیران و پریشان و ذلیل کریگا یہ بھلا اس سے کب ڈریگا امیر زادہ کے ہاتھ بھیجا اور ایک شخص دانشمند بھی اُسکے ساتھ بھیجا ہر گاہ عمرو بن حمزہ سوار ہوا اثنائے راہ میں دیکھا کہ امیر کے لشکر کا گھوڑ و نکا گلہ بان امیر کا نام لیکر دہائی دے رہا ہے عمرو بن حمزہ نے پوچھا کہ کیوں دہائی دیتا ہے اُسنے کہا کہ حضور کا گلہ بان ہوں گھوڑے سبزہ زار میں چرا رہا تھا کہ بہمن کے لوگ کئی گر کے گھوڑوں کو ہنکالے گئے امیر زادے نے پوچھا کہ وہ کتنی دور گئے ہونگے بولا کہ وہ سامنے لیے جاتے ہیں گرد و غبار جو معلوم ہوتا ہے اُنھیں کے ٹاپوں کا ہے غور سے دیکھیے وہ کیا نظر آتے ہیں امیر زادے نے تعاقب کیا جب قریب پہونچے اس زور سے ڈانٹا کہ اُن لوگوں کا زہرہ آب ہو گیا خوف سے ہر شخص بیتاب ہو گیا ہومان عمرو بن حمزہ کو تنہا دیکھ کر کھڑا ہو گیا جب قریب پہونچے تو پوچھنے لگا کہ تو کون ہے امیر زادے نے فرمایا کہ پسر حمزہ اور تیری جان کا ملک الموت ہومان یہ سخن سنکر امیر زادے پر تلوار کھینچکر دوڑا امیر زادے نے بھی گھوڑا ملا کر قاش زین سے اُسکو معلق اُٹھا لیا اور بالا گردان سر کر کے زمین سے پشت آشنا کیا اور خنجر اُسکی ذبح گاہ پر رکھکے فرمایا کہ خدائے وحدہ لاشریک کو واحد جان اور دین ابراہیم کو برحق پہچان نہیں تو ابھی ذبح کرتا ہوں تیرے خون ناپاک سے خنجر آبدار کو بھرتا ہوں ہومان جگی جگی کرنے اور کہنے لگا کہ اے امیر زادے اسوقت تو میری جان بخشی کر میرے قتل سے درگذر ہر گاہ باپ میرا مسلمان ہو گا مجھ کو کیا عذر ہے میں بھی بے حجت ایمان لاؤنگا تمھارے دائرہ اطاعت سے ہر گز باہر نہ جاؤنگا عمرو بن حمزہ اُسکی چھاتی پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اُسنے قدمبوس ہو کر پوچھا کہ آپ کہاں جاتے ہیں کہاں سے تشریف لاتے ہیں امیر زادے نے کہا کہ تیرے باپ کے پاس جاتا ہوں صاحبقران کا ایک پیغام اُسکو جا کر سناتا ہوں ہومان نے کہا کہ استدعا میری یہ ہے کہ اسوقت کی سرگذشت کسی سے گوش زد نہ کیجیے گا امیر زادے نے منظور کیا وہ اپنے باپ کے پاس گیا اور امیر زادہ گھوڑے کا گلہ رکھوالے کے حوالے کر کے بہمن کیطرف گیا بہمن دربار میں بیٹھا ہوا تھا اور نوشیرواں و زوبین و بختک و بزرجمہر بھی موجود تھے آپسمیں گفتگو کر رہے تھے اور صحبت سے خوشنود تھے عمرو بن حمزہ نے بزرجمہر سے سلام علیک کر کے امیر کا نامہ بہمن کے آگے پھینکدیا اور اسمیں کچھ کلام نہ کیا بہمن نے پڑھ کر نامہ کو چاک کر ڈالا اپنے دل کا بخار اس نامے کے پھاڑنے سے نکالا امیر زادے نے کہا کہ افسوس صد افسوس دست درازی کو میرے باپ نے منع کیا ہے نہیں تو نامہ کیطرح سے تجھکو بھی چیر ڈالتا تیرا مغز بے مغز تیرے سر سے نکالتا بہمن نے ہومان کو اشارہ کیا وہ تلوار کھینچکر امیر زادے پر دوڑا اور ایک ہاتھ کمال چستی و چالاکی سے چھوڑا امیر زادے نے تلوار تو ہاتھ مروڑ کر چھین لی اور یہ پھرتی کی کہ اُسکو اُٹھا کر چرخے کیطرح چرخ دیکر زمین پر دے مارا

چھوٹا بھائی اُسکا تلوار میان سے لیکر دوڑا اُسکا بھی یہی حال ہوا وہ جرأت کرنا اُسپر وبال ہوا بھمن عمرو بن حمزہ کی شجاعت و
طاقت دیکھکر عشعش کر گیا اور بیساختہ بولا کہ کیوں نہ ہو شیر کے بچے شیر ہی ہوتے ہیں دلیرزادے دلیر ہی ہوتے ہیں یہ کہکر اپنے
ہاتھ سے امیرزادے کو خلعت پہنا کر رخصت کیا چلتے وقت ہاتھ پر بوسہ دیا امیرزادے نے تمام سرگذشت امیر سے آکر بیان کی
بالکل وہاں کے آنے جانے سے اطلاع دی امیر نے اپنے جگر بند کو سینے سے لگا کر بہت زر و جواہر نثار کیا بہت پیار کیا دوسرے
دن بھمن لشکر لیکر میدان میں نکلا امیر بھی اپنی فوج لیکر صف آرا ہوئے امیرزادے نے پایۂ تخت کو بوسہ دیکر گھوڑے کو میدان
کیطرف چھچکارا میدان قتال میں للکارا بھمن نے ہومان کو اشارہ کیا وہ گرز اُٹھا کر امیرزادے کے سر پر آیا گرز کے مارنے کو
ہاتھ اُٹھایا امیرزادے نے گرز کی ضرب کو رد کر کے اُسکا کمربند پکڑ کے معلق قاش زین سے اُٹھا لیا اور سات چرخ دیکر زمین پر
دے مارا اور مشکیں باندھ کر امیر کے پاس لیگیا امیر نے اُسکو عمرو کے حوالے کیا بھمن نے اپنے دوسرے بیٹے کو میدان میں بھیجا اُسکا
بھی یہی حال ہوا بھمن طبل بازگشت بجوا کر مغموم اپنے گھر کو گیا اور امیر مظفر و منصور شادیانے بجاتے ہوئے اپنے لشکر
میں آئے سب لوگ فتح کی نذریں لائے اور شب کو محفل میں بھمن کے بیٹوں کو طلب کر کے فرمایا اُنکو یہ کلام سنایا کہ دین اسلام
قبول کرو آتش پرستی چھوڑ دو وہ بولے کہ یا امیر جب ہمارا باپ مسلمان ہوگا ہم بھی مسلمان ہونگے اسوقت ہم کو معاف رکھو
اتنی مہربانی کرو امیر نے اُسیوقت اُنکو مخلع کر کے رخصت کیا وہ دونوں اپنے باپ کے پاس آکر قدمبوس ہوئے اور جو گذرا تھا
بیان کیا بھمن نے امیر پر آفرین کی دوسرے دن پھر طبل جنگ بجوا کر میدان میں نکلا امیر بھی بدستور صف آرا ہوئے امیرزادے
نے گھوڑا رزمگاہ میں نکالا ضرب کیواسطے نیزہ سنبھالا اُسدن بھمن خود مقابل ہوا اور حربہ طلب کیا امیرزادے نے کہا
کہ یہ ہمارا دستور نہیں ہے ہم کو ہرگز منظور نہیں ہے کہ پیشدستی کریں اول تو حربہ کر پھر ہماری دلاوری دیکھنا آنکھ کھول کے
جنگ آوری دیکھنا بھمن نے بقوت تمام امیرزادے کے سر پر گرز مارا امیرزادے نے خالی دیکر بھمن سے کہا کہ اور
دو حربے کر لے پھر ہماری باری ہوگی بھمن نے متواتر دو حملے اور کئے امیرزادے نے بہزار محنت وہ وقت اسکے حملوں کو
رد کیا اور خنگ سحاق کو کاوا دیکر کہا کہ اے بھمن خبردار ہو جا جلد ہوشیار ہو جا اب باری میری ہے وہ ضرب لگاؤں
کہ تجھ کو کنوئیں جھکاؤں یہ کہکر اس زور سے گرز بھمن کے سر پر مارا کہ بھمن کے ہر بن مو سے عرق ٹپکنے لگا بارے تا شام ایسی
دونوں کی گرز بازی ہوئی کہ گرز ٹوٹ گئے لڑتے لڑتے چھکے چھوٹ گئے مگر کوئی کسی پر مظفر و منصور نہ ہوا ایک کو دوسرے
پر قابو پانیکا مقدور نہ ہوا دونوں پھر کر اپنے اپنے مقام پر گئے امیر نے بیٹے کو گلے سے لگا کر بہت کچھ اُسکے اوپر سے
تصدق کیا غریبوں فقیروں کو بہت کچھ دیا اور پوچھا کہ بھمن کیسا پہلوان ہے اُسمیں کیسی طاقت و تواں ہے امیرزادے
نے کہا کہ بعد آپ کے اگر پہلوان ہے تو بھمن ہے حقیقت میں وہ بڑا شمشیر زن ہے صبحکو پھر دونوں لشکروں میں نقارہ جنگ کا
بجا اور بھمن جنگ گاہ میں آکر مبارز طلب ہوا پھر میدان جنگ میں وہی شور و شغب ہوا لندھور رخصت ہو کر اُسکے
سامنے گیا بھمن نے پوچھا کہ اے پہلوان اپنا نام و نشان بتا لندھور بولا کہ خسرو ہند ملک لندھور بن سعدان گرد

میرا نام ہے بڑے بڑے بہادروں اور دلاوروں کا زیر کرنا میرا کام ہے بہمن نے کہا کہ میں نے تعریف تو تیری بہت سی سنی ہے مگر آج راویوں کا راست و دروغ معلوم ہو جائیگا جس وقت تو میرے مقابلہ میں آئیگا یہ کہکر اس زور سے لندھور پر گرز مارا گرز سے شعلہ بلند ہوا دیکھنے والوں کا دم بند ہوا اور دونوں لشکروں کے کانوں تک آواز گئی لندھور نے بھی اُسکو روکر کے ایسا جواب اُسکا دیا کہ شعلے آگ کے گردوں تک پہونچے اور انہوں نے بھی عشعش کیا بہمن نے کہا کہ فی الحقیقت جیسا میں نے سنا تھا ویسا ہی دیکھا واقعی تو بڑا مرد ہے تیرے سامنے بڑا دلاوروں کا سر جھکا ہے بارے شام و شام تک ہر حربہ سے دونوں پہلوان لڑا کیے مگر ایک دوسرے سے بازی نہ لیجا سکا کچھ ضرر نہ پہونچا سکا جب طبل بازگشت بجوا کر اپنے اپنے مقام پر گئے امیر نے لندھور سے پوچھا کہو بہمن کیسا پہلوان ہے بیان کرو کہ کیسا جوان ہے لندھور نے عرض کی کہ قول امیر زادگان کا سچ ہے صبح کو پھر دونوں لشکروں نے صف جنگ آراستہ کی بہمن میدان میں نکلکر مبارز طلب ہوا معدیکرب نے گھوڑے کی باگ لیکر اُسکا مقابلہ کیا بہمن نے پوچھا کہ تو کون ہے معدیکرب بولا کہ میں سرلشکر صاحبقراں ہوں اُنکا تابع فرمان ہوں اور نام میرا عمرو معدیکرب ہے بہمن نے کہا کہ او شکم بزرگ تجھ کو کھانا کھانا چاہیے نہ کہ پہلوانوں سے مقابلہ کرنا آمیرے باورچیخانہ میں تو آج مہمان ہو میرے ساتھ شریک آب و نان ہو معدیکرب نے کہا کہ یہ تیرا خیال خام ہے بیہودہ دماغ کیوں پکاتا ہے گفتگو لاطائل سے کیوں میرا سر کھپاتا ہے مثل مشہور ہے کہ جو دیگ میں ہوگا وہ ڈوئی میں نکل آویگا ذرا ذائقہ تو میری تلوار کا چکھ دیکھ تو کیسا زندگی سے سیر ہوتا ہے اور اگر جیتا بچا تو میری مہمانی کر لینا اور اپنی زندگی پر شادمانی کر لینا لا کیا حربہ رکھتا ہے پہلے دونوں میں گرزبازی ہوئی آخر بہمن نے کمربند پکڑ کے معدیکرب کو بزور تمام زمین سے زانو تک اُٹھایا لیکن معدیکرب اُسکے سر پر اس دبسے گھونسے مارنے لگا کہ بہمن نے عاجز ہو کر چھوڑ دیا اور طبل بازگشت بجا کر اپنے مکان میں آیا پھر اُسکی تاب مقابلہ نہ لایا الغرض دوسرے دن چھ بھائی معدیکرب کے بہمن نے باندھے امیر کو اپنے پہلوانوں کے لیے کمال ملال ہوا انکی گرفتاری کا قلق کمال ہوا عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں پہلوانوں کو چھڑا لاؤں آپکو اپنی عیاری دکھاؤں امیر نے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہے عمرو کوہستانی لباس پہنکر بہمن کی محفل میں در آمد ہوا اُس شب کو بہمن کمال مسرور تھا حکم کیا کہ حمزہ کے پہلوانوں کو لاؤ سب کو اکٹھا بلاؤ اول نوشیرواں سے پوچھا اُنکے مقدمے میں آپ کیا فرماتے ہیں نوشیرواں بولا کہ مار ڈالنا اصلاح ہے جسقدر حمزہ کے لشکر سے پہلوان کم ہو ویں غنیمت ہے ان سب کا قتل کرنا عین مصلحت ہے بختک نے کہا کہ ان کو سولی دیجاوے تو بہتر ہے زوبین بولا کہ انکا پوست نکالا جاوے ہر ایک انمیں سے یہی سزا پائے اور گوشت ان سبھوں کا بہت چربی دار ہے دیکھو تو ہر ایک کیسا فربہ اور تیار ہے شکاری کتوں کو کھلایا جائے یہ گوشت مزہ دار انھیں کو چکھایا جائے بزرجمہر نے کہا کہ حکم حاکم مرگ مفاجات جو مردانگی سے مناسب ہو وہ کیجیے جو انصاف و معدلت ہو ایسا حکم دیجیے بہمن نے اپنے بیٹوں اور بھائیوں سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو تمہاری صلاح اس مقدمہ میں کیا ہے قتل کرنا بجا ہے یا بیجا ہے وہ بولے کہ ان کے سر کاٹکر قلعہ کے کنگروں پر چڑھا دیے جاویں تا لشکریان حریف کو دیکھ کر

عبرت ہو اُن کے دلونمیں ہماری غالب ہشت ہو بہمن نے اپنے ہیبتوں سے کہا کہ اپنے سر تخت بادشاہی پر حمزہ و نے تم کو چھوڑ دیا
امیر کتنا بڑا احسان کیا اور تم اُسکے پہلوانونکو مارنیکو کہتے ہو کچھ بھی تم کو شرم نہ آئی ابھی تمھارے دلونمیں تیرگی چھائی
بہمن نے ان سب پہلوانوں کو مخلع کرکے رخصت کیا سب کو بکشم چھوڑ دیا اُسوقت عمرو نے اپنے کو ظاہر کرکے
بہمن سے کہا کہ آفریں صد آفریں تیری عقل و کیاست پر آخر بہادر ہے کیوں نہ ہو مگر میں بھی ابھی پہونچا تھا اگر تو آپ سے
انکو نہ چھوڑتا تو میں زبردستی اُنکو چھڑا کر لیجاتا تو اُنکے قتل کرنے پر ہرگز قدرت نہ پاتا یہ کہکر بختک سے مخاطب ہوکر کہا کہ تو
صاحبقران کے پہلوانونکو سولی دینے کی صلاح دیتا تھا دوسرے شخصوں سے اپنی رائے کے موافق مشورہ لیتا
تھا بھلا مردک اگر کسی دن سولی ہی کی آئی تیرے پیٹ میں نہ کی تو کچھ کام نہ کیا وہ کانپ گیا اور لگا جھک جھک کر
سلام کرنے اور کہنے لگا کہ میں نے اس سبب سے یہ کلمہ کہا کہ بہمن ناخوش نہ ہووے نہیں تو عین صلاح یہی تھی جو بہمن نے
کیا بہت مناسب کیا جو اُنکو چھوڑ دیا عمرو نے چلتے وقت بختک کے سر کا تاج اُتار لیا اور دھول مار کے کہا کہ ڈاڑھی کا
خراج ابھی تک نہیں پہونچا ہے جلد بھیجے کہ مجھکو تیرے خیمے میں آنا نہ پڑے یہاں پھر دوبارہ تمکو مشقت اُٹھانا
پڑے پہلوانوں نے امیر کے پاس حاضر ہوکر تمام کیفیت بیان کی امیر بہمن کی تعریف کرکے فرمانے لگے کہ خدا کرے یہ
مسلمان ہو جائے پہلوان اچھا ہے توفیق الٰہی سے دولت ایمان پاوے الغرض صبح کو پھر دونوں دریائے لشکر
جوش میں آئے اور نہنگان شجاعت نے مستعد یہ شناوری دریائے جنگ ہوکر بہت جائے بہمن نے میدان میں آکر کہا
کہ حمزہ تو آپ میدان میں کیوں نہیں آتا معرکہ میں آکر اپنا جوہر شجاعت کیوں نہیں دکھاتا پہلوانونکو بھیجتا ہے امیر نے یہ کلمہ سنتے ہی اشقر
دیوزاد کی باگ لی خود اُس سے مقابلہ کی نیت کی بہمن نے حربہ طلب کیا امیر نے فرمایا کہ خدا پرستونکا ایسا دستور نہیں ہے
کہ پیشدستی کریں مگر جس حربہ میں تو مشاق ہو وہ کر بہمن امیر کے اس کلام سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ حمزہ میں جانتا ہوں
تو بڑا سپاہی ہے اور حربے کا مشاق ہے شجاعت و دلاوری میں شہرۂ آفاق ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ تو میرا لنگر
اُٹھا اور میں تیرا لنگر اُٹھاؤں جو زیردست ہووے وہ زبردست کی اطاعت کرے اُسکے سامنے اپنے ہتھیار رکھ کر
دھرے امیر نے خوش ہوکر قبول کیا اور کہا کہ پہلے تو میرا لنگر اُٹھا اپنی قوت آزما بہمن نے امیر کا کمربند پکڑ کے جہانتک زور
تھا کیا مگر امیر کو جنبش تک نہ ہوئی امیر نے عمرو عیار سے زبان عیاری میں فرمایا کہ ہمارے لشکریوں سے کہدو کہ اپنے کانونمیں
روئی دے لیویں عمرو نے فی الفور تعمیل حکم کی امیر نے ایک نعرہ اللہ اکبر کا کیا کہ اکثر لشکریان بہمن میں سے لوگونکے کان کے
پردے پھٹ گئے اُس جنگل کے جانور بھی مارے خوف کے ہٹ گئے اور اگر بہمن اپنے کانونمیں انگلیاں نہ دے لیتا تو
اُسکے کان کے بھی پردے پھٹ کر لہو نکل آتا اور بہرا ہو جاتا امیر نے نعرہ کرکے بہمن کی کمر میں ہاتھ ڈالکے اُٹھا لیا اور
سات مرتبہ بلا گردان سر کیا بعد ازاں مشکیں باندھ کے عمرو کے حوالے کیا اُسکو مقید کرکے عیار کو دیا بہمن کی فوج نے
چاہا کہ امیر پر آگریں بہمن نے اشارہ سے منع کیا فوج کو امیر پر گرنے نہ دیا امیر طبل بازگشت بجوا کر شادیانے

بجاتے ہوئے اپنے خیمے میں آئے بخیر و خوبی تشریف لائے اور بہمن کو طلب کرکے کرسی مرصع نگار پہلو میں بٹھایا اور بہت سا التفات فرمایا اور کہا کہ اے بہمن مشہور ہے کہ مرد باش یا پاے مرد باش ہاں کہہ کہ خدا وحدہ لاشریک ہے اور دین ابراہیم برحق ہے بہمن نے کہا کہ یا امیر ظاہر ہے کہ نوشیرواں و ثروپین نے میرے پاس آکر پناہ لی ہے اور میں نے بمقتضاے مروت انکی حمایت کی ہے پس اب آپ انکا بھی قصور معاف کریں تو مجھ پر بڑا احسان ہوگا بندہ بدل و جان مرہون احسان ہوگا امیر نے فرمایا کہ بشرطیکہ وہ مسلمان ہوویں نہیں تو اپنے ہاتھ سے انکو قتل کرونگا ہرگز انکو اپنی شمشیر قاتل کفار سے نجات نہ دونگا بہمن نے کہا کہ اگر مجھ کو حکم ہو تو میں انکو سمجھا کرکے آؤں انکو بر سر راہ راست لاؤں ایک ہی جلسے میں سب مسلمان ہوں سب اسلام کے تابع فرمان ہوں امیر نے بہمن کو خلعت جمشیدی پہنا کر رخصت کیا اُس سے اس کام پر عہد لیا بہمن نے نوشیرواں و ثروپین سے تمام حقیقت کہی اور کہا کہ جب میں حمزہ سے سر بر نہ ہو سکا تو میں جانتا ہوں کہ دنیا میں کوئی اُسپر مظفر و منصور نہ ہوگا اور نہ اُسپر غالب آئے گا لہذا تم بھی میرے ساتھ مسلمان ہو نوشیرواں و ثروپین نے قبول کیا اور بہمن کے ساتھ امیر کے پاس آئے اور اپنے ساتھ اور بھی آدمی بلوا لائے امیر نے نوشیرواں کو استقبال کرکے تخت پر لاکے بٹھلایا اور بہت عجز و نیاز سے پیش آیا بہمن کو کرسی جہاں پہلوانی بیٹھنے کو دی اُسکی بھی بہت عزت اور توقیر کی اور بختک و ثروپین کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا ہر شخص کو اسکے مرتبے کے موافق مقام نشستگاہ دیا بہمن نے امیر سے کہا کہ فرمایئے کیا حکم ہوتا ہے امیر نے نوشیرواں و بہمن و ثروپین و بختک کو کلمہ تلقین کیا اور شادیانے بجنے کا حکم دیا اور ہفتے کامل نوشیرواں اور بہمن کیواسطے محفل جشن برپا رکھی۔

روانہ ہونا امیر کا مکہ کیطرف اور گرفتار کرنا شداد بوعمر و حبشی کو اور اسلام قبول کرنا اُسکا

راوی لکھتا ہے کہ بعد جشن کے عمرو معدیکرب نے امیر سے عرض کی کہ اس نواح میں چارہ بہت کم ہے جانور بھی بھوکے رہتے ہیں بھوکے رہنے سے سب چھوٹے بڑے تکلیف سہتے ہیں یہاں سے اور کسی طرف ڈیرہ کیجیے امیر نے فرمایا کہ بہتر کاؤس حصار کیطرف پیشخیمہ روانہ ہو نوشیرواں نے امیر سے کہا کہ یا ابو العلا اب میں ضعیف ہوا چاہتا ہوں کہ گوشہ میں بیٹھ کر یاد الٰہی میں بقیہ حیات مستعار بسر کروں اور تخت قباد کو دوں اُسکو اس سلطنت کا مالک کروں امیر نے التماس کیا کہ جیسی آپکی مرضی تابعدار آپکی رضا کا ہوں نوشیرواں نے قباد کو تخت پر بٹھایا اپنا قائم مقام بنایا اور خود رخصت ہوکر مع بزرجمہر مدائن کیطرف روانہ ہوا امیر نے کاؤس حصار کیجانب کوچ کیا اپنے تمام لشکر کو حکم کوچ کا دیا چند مدت تک امیر کاؤس حصار میں رہکر دنکو شکار کھیلا کیے اور شب کو جشن کرتے رہے ایک دن خبر ہوئی کہ مکے سے قاصد آیا ہے کسی کا کچھ پیغام لایا ہے امیر نے طلب کیا اور خواجہ عبد المطلب کا خط لیکر پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند سعادتمند جس دن سے تم نے ہوش سنبھالا ہے کبھی کسی کافر نے تمہارے خوف سے اسطرف رخ نہیں کیا مگر بالفعل شداد بوعمر و حبشی نے ہمارے شہر کو بھی لوٹ لیا ہے اور مکے کے بھی خراب کرنیکا قصد رکھتا ہے اگر جلد پہونچو تو بہتر ہے نہیں تو کوئی مسلمان نہ بچے گا اُس کافر ظالم کے ظلم سے کوئی اہل ایمان نہ بچیگا اطلاع شرط تھی کیگئی امیر نے وہ خط تمام سرداروں

اور پہلوانوں کو دکھا کر بہمن سے فرمایا کہ جب تک میں آؤں تم میری مسند پر بیٹھو کے حکمرانی کرو یہاں کے امورات کو نہایت خوبی سے
انتظام دیوا اور میرے یاروں کو اپنا رفیق اور فرزند و کو اپنا فرزند سمجھ کر انکی برداشت کرو میں بالفعل مکہ کی مہم پر جاتا ہوں اللہ
کی مدد سے کفار پر فتح پاتا ہوں انشاء اللہ تعالےٰ بہت جلد آؤنگا تم خاطر جمع رکھو میں وہاں بہت دن نہ لگاؤنگا بہمن نے
دست بستہ ہو کر عذر کیا نہایت ادب سے انکو جوابدیا کہ خادم کا کیا مقدور ہے کہ مخدوم کی جگہ کو گرم کرے آقا کے تخت پر گستاخ ہو کر قدم
دھرے امیر نے اُسکو سمجھا کر فوج و فرزند سب اُسکے پاس چھوڑے سب نشیب و فراز انتظام کا سمجھا دیا ہر ایک بات سے آگاہ کیا
اور آپ عمرو کو ہمراہ لیکر مکہ کیطرف روانہ ہوئے جب منازل و مراحل طے کر کے مکہ کے متصل پہونچے عمرو سے فرمایا کہ اب کیا کیا
چاہیے کیا سامان دفع کفار کا مہیا کیا چاہیے عمرو نے کہا کہ اشقر دیوزاد کو اسی جنگل میں یلہ کیجیے اُسکو اسی بیابان میں چھوڑ دیجیے
اور آپ پیدل چلیے امیر نے اشقر دیوزاد سے زبان جنی میں فرمایا اُسکو یہ سمجھایا کہ تو یہاں پر کسی طرح کا اندیشہ نہ کر جب میرے نعرے
کی آواز سننا میرے پاس حاضر ہونا اور آپ عمرو کو ساتھ لیکر پیدل روانہ ہوئے ہر گاہ لشکر حبش میں پہونچے ناگہاں عمرو سے
ایک بازیگر سے ملاقات ہوئی بایکدیگر بات ہوئی عمرو نے چرب زبانی کر کے اُس سے آشتی پیدا کی محبت دلی پیدا کی امیر سے کہا
کہ میں بارگاہ شاہ حبش میں جاتا ہوں وہاں پہونچکر ایک نیا سوانگ لاتا ہوں جب فولاد پہلوان کہکر بلاؤں تب تم جلدی سے
میرے نزدیک آنا آنے میں ہرگز توقف نہ لگانا امیر کو سمجھا کے آپ بازیگروں کے گروہ کا افسر بنا اور اُس قافلہ کو لیکر آستانہ
شاہ حبش پر آیا دردولت پر اپنے تئیں پہونچایا اور دربانوں سے کہا کہ میری خبر کرو میرے حاضر ہونیکی اطلاع کرو میں بھی بھلا
شاہ سے کامیاب ہوں دور سے نام سنکر آیا ہوں نئے نئے تماشے بادشاہ کے دکھلانیکو لایا ہوں عرض بیگی نے اطلاع کی اُسنے
حاضر ہونیکا حکم دیا عمرو نے بادشاہ حبش کے دربار میں جاکر تماشا بازیگری کا شروع کیا شداد نے محظوظ ہو کر عمرو کو انعام دلوایا عمرو
نے نہ لیا اور شداد کے روبرو کھڑا ہوا شداد بولا کہ انعام تجھ کو دلوایا تھا سو تو لیتا نہیں آخر مانگتا کیا ہے عرض کر تیرا مدعا کیا ہے
عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ میرے چچا کا ایک غلام ہے فن مورونی کو چھوڑ کر پہلوان بنا ہے اور شب و روز مجھ کو ستاتا ہے مجھ سے
کمال بدسلوکی سے پیش آتا ہے ذرا اُسکو آپ تنبیہ کر دیویں تو درست ہو جاوے راہ راست پر آوے شداد بولا کہ پھر وہ کہاں ہے
اُسکو بلا میرے پاس لا عمرو نے پکارا کہ فولاد پہلوان ادھر آؤ امیر موجود ہوئے شداد کو سلام جو نہ کیا تو شداد نے ترش رو ہو کر
کہا کہ اے غلام بازیگر تو کیوں اپنے مالک کو ستاتا ہے اپنے تئیں نمکحرام بناتا ہے امیر نے فرمایا کہ میں تو غلام نہیں ہوں مگر تو غلام
ہو گا کو رنگی تیرا ہی کام ہو گا عمرو بولا کہ دیکھو صاحب آپ تک سے بے ادبی کرتا ہے ایسا شوخ چشم ہے کہ آپ سے بھی ذرا نہیں
ڈرتا ہے شداد نے ایک زنگی غلام سے کہا کہ اسکا سر کاٹ ڈال شداد کے حکم کے سنتے ہی شمشیر زن نام ایک پہلوان تھا
تلوار کھینچ کر امیر کے سر پر آیا ان کے قتل پر اُسنے ہاتھ اُٹھایا امیر نے ایک ہاتھ سے اُسکو اُٹھا کر تصدق کرنا شروع کیا یہانتک
چکر دیے کہ وہ سست و نرم ہو گیا بعد ازاں دوسرے ہاتھ سے اُسی سرگردانی کے عالم میں ایک گھونسا مارا کہ وہ زمین پر گر کے
دوزانو بیٹھ گیا اور دم اُسکا نتھنوں کی راہ سے نکل گیا شداد نے دوسرے زنگی کو بھیجا امیر نے اُسکو بھی اُسی راہ سے جہنم کو روانہ کیا

اسی طرح سے اُس نے چالیس حبشی بھیجے اور امیر نے سب کو ایک ہی جام کا شربت پلایا سب کو جہنم میں پہونچایا اب ہر چند شداد اپنے پہلوانوں سے کہتا ہے کہ جاکر اس غلام کا سر کاٹ لاؤ کوئی قدم آگے کو نہیں بڑھاتا خوف کے مارے کوئی سامنے نہیں آتا تب تو شداد خود تلوار کھینچکر امیر پر دوڑا امیر نے نعرہ کر کے اُسکے کمر بند کو پکڑا اور سر گردان کر کے زمین پر دیمارا اور خنجر نکالکر اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ میں حمزہ ہوں تیری تو کیا حقیقت ہے اگر رستم بھی میرے سامنے آوے تو اُسکو بھی عاجز کروں شداد نے کہا کہ یا امیر میں نوشیرواں کے لکھنے سے یہاں آیا تھا اُسکے بہکانے سے میں اپنی فوج یہاں لایا تھا اگر میری جان بخشی کرو تو پھر کبھی نہیں آئینگا کبھی ارادہ جنگ کا اپنے دل میں نہیں لاؤنگا امیر نے فرمایا کہ جب تک تو مسلمان نہیں ہوگا میں کبھی تجھکو جیتا نہیں چھوڑونگا تیرا سر گرز کا فرکش سے توڑونگا شداد مجبوراً مسلمان ہوا پذیرائے فرمان ہوا امیر نے اُسکی چھاتی پر سے اُتر کر اُسکو سینے سے لگایا اُسکے قتل سے ہاتھ اُٹھایا مکے کے لوگوں نے جو امیر کے نعرے کی آواز سنی سب خواجہ عبدالمطلب کو لے کر موجود ہوے امیر دوڑکر اپنے باپ کے قدموں پر گرے تصدق ہونے کیلیے آس پاس پھرے خواجہ عبدالمطلب نے امیر کو گلے لگایا اور سر و چشم پر بوسے دیے اور امیر کو لیکر مکے میں آئے سب لوگ صدقہ اور نچھاور لائے امیر نے شاہ حبش کو خلعت فاخرہ سے مخلع کر کے مکہ کی مرمت کیواسطے حکم کیا اور مکہ کے چھوٹے بزرگ کو اسقدر انعام دیا کہ فقیر غنی ہوگئے دولت سے دھنی ہوگئے عمرو بھی اپنے والد کی خدمت میں آکر مشرف ہوا راوی لکھتا ہے کہ جب شاہ حبش مکہ کے قلعہ کی مرمت کر چکا امیر سے عرض کی کہ یا امیر اگر مجھکو حکم ہو تو میں اپنے گھر جاکر مع اہل و عیال و مال و اثقال حاضر ہوں سب کو آپ کی قدمبوسی سے مشرف کروں امیر نے خلعت رخصتانہ دے کے فرمایا کہ کہیں رہو مسلمان رہو دین اسلام کے تابع فرمان رہو شداد رخصت ہو کے اپنے ملک کیطرف روانہ ہوا جب مدائن کے قریب پہونچا دلمیں سوچا کہ اگر نوشیرواں بختک مجھکو مکہ پر نہ بھیجتا تو کاہیکو ایسا ذلیل و خوار ہوتا سب کی نظروں میں بے اعتبار ہوتا اُن سے بدلہ لینا ضرور ہے اُنکو بھی زک دینا ضرور ہے نوشیرواں کے آستانہ پر جاکے دربانوں سے کہا کہ بادشاہ کو خبر دو کہ شداد بو عمرو حبشی اپنے ملک کو جاتا ہے رخصت ہونے آیا ہے نوشیرواں نے سنکر اُسے بلالیا اُسکے حاضر ہونیکا حکم دیا شداد نے پایہ تخت کو بوسہ دیکر کہا کہ حضور نے مجھکو حمزہ کے ہاتھوں بے عزت کروایا اُسکے ہاتھ سے میں نے بڑا صدمہ اُٹھایا یہ کہکر بادشاہ کا کمر بند پکڑ کے بارگاہ باہر کیا غلامان شاہی دست بقبضہ ہوے شداد نے کہا کہ اگر کسی نے مجھ پر ہاتھ ڈالا تو میں نے بادشاہ کو زمین پر دے ٹپکا کہ بیدم ہو جائیگا سارا کارخانہ سلطنت کا برہم ہو جائیگا کوئی اس خوف سے مزاحم نہ ہوا شداد نوشیرواں کو لے کر اپنے ملک کو چلا گیا اور پنجرہ آہنی بنواکر اسمیں نوشیرواں کو پابزنجیر رکھ کے سر دربار لٹکا دیا اُسکا یہ حال کیا اور شام و صبح ایک روٹی جو کی اور ایک پیالہ پانی کا بادشاہ کے کھانے پینے کو مقرر کیا شداد نے ایسا رنج شدید نوشیرواں کو دیا نوشیرواں نے پوچھا کہ اے شداد میں نے تیرے ساتھ کیا بدی کی ہے کہ جس کے عوض میں تو مجھ سے ایسا سلوک کرتا ہے غضب الٰہی سے نہیں ڈرتا ہے شداد بولا کہ اگر تو مجھکو نہ بلاتا اور مکہ کے خراب کرنے کو نہ بھیجتا تو میں ایسا فضیحت کاہیکو ہوتا اپنی آبرو

شداد کا دربار نوشیرواں میں آکر اسکو گرفتار کرکے لیجانا اور قفس آہنی میں بند کرنا
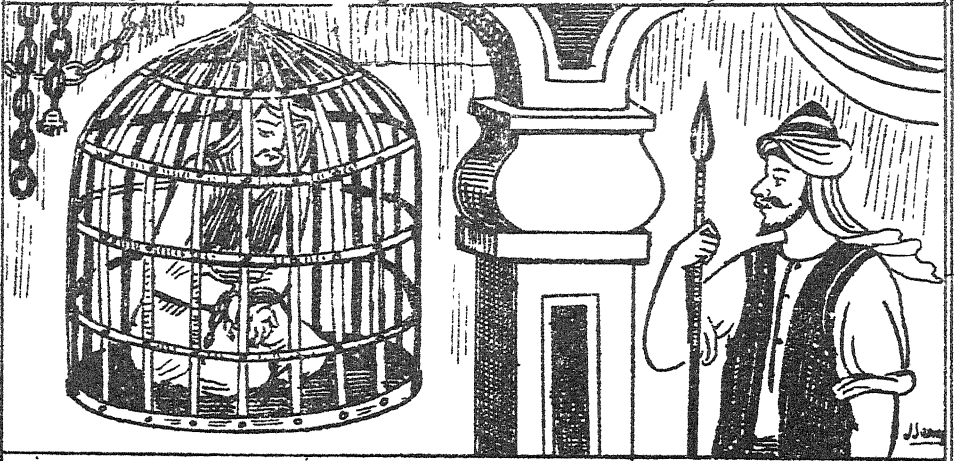
صفت میں کیوں کھوتا نوشیرواں نے کہا کہ حاشا مجھ کو خبر بھی نہیں ہے اگر بلایا ہوگا تو بختک نے بلایا ہوگا اُسی کے سبب سے تجھ پر یہ تہلکہ آیا ہوگا شداد بولا کہ ہرگاہ ایسا ہے تو بختک کو بلا کر میرے حوالے کر میں تجھ کو چھوڑ دوں اور اُسکو اسی پنجرے میں قید کروں نوشیرواں قہر درویش برجان درویش سمجھ کر خاموش ہو رہا اس بات کو سنکر پنبہ در گوش ہو رہا امیر کا حال سنیے چند روز رہکر اپنے والد سے رخصت مانگی خواجہ عبدالمطلب نے کہا کہ اے فرزند دلبند مدت کے بعد جو دیکھا ہے اس سے ہنوز دل کو سیری نہیں ہوئی ایک برس اور رہتے تو اچھا تھا امیر نے قبول کیا یہ خبر بختک کو پہونچی کہ خواجہ عبدالمطلب نے امیر کو رخصت نہیں کیا اُنکو اپنے پاس سے جانے نہیں دیا ایک برس اور باپ کی خدمت میں رہینگے سوچا کہ میدان خالی ہے کچھ کام کیا چاہیے امیر کو کچھ فریب دیا چاہیے نوشیرواں کیطرف سے ایک خط جعلی ثروبین و ہرمز کے نام لکھ کر ایک قاصد کے حوالے کیا اور اُسے سمجھا دیا کہ تو کہنا میں مدائن سے آتا ہوں نوشیرواں کیطرف سے یہ پیغام لاتا ہوں اور خط میں لکھا کہ معلوم ہووے تم کو میں نے شداد بو عمرو حبشی کو بھیجکر مکہ کو خراب و تمام مسلمانوں کو قتل اور برباد کروایا سب اہل مکہ کو روز بد دکھلایا اور شداد نے حمزہ اور عمرو کو گرفتار کرکے اپنے ملک میں لیجا کر سولی پر چڑھایا اُسکے ساتھ اسطرح سے پیش آیا پس تم حمزہ کے مسلمانوں کو بے وسواس قتل کرو اُنکو ہرگز نجات نہ دو اور رہزنگار کو بہمن کو دیدو اتفاقاً اثنائے راہ میں قاصد اور ثروبین سے کہ سیر کے واسطے سوار ہوا تھا ملاقات ہوئی قاصد نے وہ خط ثروبین کے حوالے کیا وہیں راہ میں دیا وہ پڑھکر سیدھا بہمن کے پاس چلا گیا بہمن نے خط پڑھکر ثروبین سے کہا کہ یہ تیرا فریب ہے میں تجھ کو خوب جانتا ہوں تیری بات کب مانتا ہوں ثروبین قسمیں کھانے لگا کہ میں کچھ نہیں جانتا مگر یہ خط قاصد کے ہاتھ سے میں نے پایا ہے اُسکے ہاتھ سے میرے ہاتھ آیا ہے آئندہ سچ ہو یا جھوٹ ہرگاہ بہمن پر امیر کا مرنا ثابت ہوا اُنکا دنیا سے گذرنا ثابت ہوا بولا کہ افسوس ہزار افسوس حمزہ اپنے ساتھ مجھ کو نہ لیگیا میرے دلکو بڑا داغ دیگیا بعد ازاں کہنے لگا کہ خیر جو مرضی اللہ کی تھی سو ہوا

حکم الٰہی سے کیا چارہ ہے اُسکی مشیت میں دم مارنیکا کسکو یارا ہے اب امیر کی جاپر میں اُسکے دونوں بیٹوں اور تیسرے پوتے کو سمجھونگا انھیں کی اطاعت کرونگا یہ کہکر قاصد سے پوچھا کہ سچ کہہ ماجرا کیا ہے واقع میں یہ معاملہ کیا ہے قاصد تو بختک کا سکھایا پڑھایا تھا اُس سے فریب کی باتیں سیکھ آیا تھا اُسنے بسوگند کہا کہ میرے روبرو حمزہ کو سولی دی گئی اُسکے ساتھ یہ حرکت ضرور کیگئی بختک نے بہمن سے کہا کہ حمزہ کی تابعداری اگر آپ نے اختیار کی تو زیبا بھی تھا مگر ان لڑکونکی اطاعت آپ پہلوان اور زور آور کیواسطے مزیّب نہیں ہے ان کے زیر حکم رہنا تم سے شخص نامور کو ہرگز مناسب نہیں ہے سوائے اسکے نوشیرواں نے آپ کو اپنی دامادی میں قبول کیا ہے تم کو کتنا بڑا رتبہ دیا ہے پس نوشیرواں کا داماد کہلانا بہتر ہے کہ لڑکوں کی اطاعت کرنا بارے نوشیرواں کی دامادی کے نام سے بہمن کا دل کچھ ڈانواں ڈول ہوا بختک سے بولا کہ اگر تمھاری یہی صلاح ہے تو تدبیر اُسکی کیا ہے بختک نے کہا ابھی اس بات کو مخفی رکھو ہرگز کسی سے نہ کہو تاکہ مہر نگار آسانی سے ہاتھ آوے اس امر عظیم سے ہماری طبیعت اطمینان پاوے ثروہین نے کہا کہ آج دربار میں جاکر ہرمز اور قباد شہریار سے کہونگا کہ کل میرے باپ کا عرس ہے اگر امیر زادے بسمیت پہلوانوں کو میرے مکان تک لے آویں تو میری سرفرازی ہوتی ہے بہمن بولا کہ صلاح تو نیک ہے ثروہین جورات کو محفل میں گیا ہرمز و قباد شہریار و عمرو بن حمزہ سے مستدعی دعوت کا ہوا سبھوں نے قبول کیا چنانچہ دوسرے دن ہرمز تاجدار و قباد شہریار و عمرو بن حمزہ مع پہلوانان گردن کش ثروہین کے مکان پر گئے ثروہین نے سب کو کھانا کھلایا سب سے اچھی طرح پیش آیا پھر شراب طلب کی جب سب کو سرور ہوا ثروہین نے اٹھکر امیر زادے اور قباد شہریار سے عرض کی کہ جس طرح حضور نے مجھ کو سرفراز کیا ہے اگر ملکہ مہر نگار بھی قدم رنجہ فرمائیں از راہ عنایت تشریف لاویں تو میری عزت بڑھتی ہے سب کے نزدیک میری حرمت بڑھتی ہے دونوں امیر زادوں نے ملکہ مہر نگار سے کہلا بھیجا کہ اگر آپ تشریف لائیے تو آپ کے لیے موجب ہتک کا نہیں ہے ثروہین کی عزت افزائی ہے مہر نگار سوار ہوکر ثروہین کے گھر میں آئی حسب استدعا اُسکے تشریف لائی ناگاہ کسی کے منھ سے نکل گیا کہ اسوقت تو ملکہ خوش خوش تخت پر بیٹھی ہیں دو گھڑی کے بعد معلوم ہوگا کیا ہوا کیسا فتنہ برپا ہوا مہر نگار کے کانوں میں جو اس بات کی بھنک پڑی فی الفور مجلی کی معرفت قباد شہریار سے بلاکر کہا کہ جلد سواری منگوادو محافہ وغیرہ حاضر کرو میں یہاں کا رنگ اچھا نہیں دیکھتی ہوں فساد برپا ہونے والا دیکھتی ہوں قباد شہریار نے سواری طلب کی اسی میں کچھ خیریت تھی ملکہ سوار ہوکر قلعہ میں پہونچی یہ خبر ثروہین و بہمن کو معلوم ہوئی کہ مہر نگار آئی تھی اور چلی گئی دونوں دست تاسف ملنے لگے اُنکے دل پر آسے افسوس و حسرت کے چلنے لگے کہ آئی ہوئی دولت ہاتھ سے نکل گئی بختک نے سنکر بہمن کی تشفی کی کہ بے پروا رہو کہاں جائیگی آخر کو ایک دن ہاتھ آئیگی بہمن نے حسب مشورہ بختک ہاتھ ملکر کہا کہ افسوس ہے ہرمز تاجدار کہ مستحق سلطنت ہے وہ تخت پر تو نہ بیٹھے اور قباد نواسا ہوکر فرمانروائی کرے غیر مستحق بادشاہی کرے عمرو بن حمزہ نے کہا اے بہمن تیرا کیا نقصان ہے اسمیں تیرا کیا زیان ہے بہمن نے کہا کہ سچ

کہتا ہوں یہ عرب زادہ تخت پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہے اُسکو ایسی سلطنت ملنے کا استحقاق حاصل نہیں ہے ملک لندھور
نے جو یہ تقریر سنی جھنجلا کر بہمن سے کہنے لگا کہ او کوہستانی حیف ہے تجھ کو امیر نے اپنی کرسی پر بٹھلایا تجھ کو ایسا صاحب مرتبہ
بنایا کیوں تجھ کو اپنے رتبے پر نہ رکھا نہیں تو آج ایسا بیہودہ کلمہ زبان پر لاتا ایسے کلمے لاف و گزاف کے لوگوں کو
سناتا بہمن نے طیش میں آکر ایک وار تلوار کا لندھور پر مارا لندھور نے اس زور سے گرز اٹھا کر بہمن پر لگایا کہ ہاتھ
بہمن کا بیکار ہوگیا اور اُسنے بڑا صدمہ اُٹھایا مجلس میں تلوار چلنے لگی بہت سے عرب و بہمنی زخمی ہوئے اور بہمن کے لوگ
بہمن کو اُٹھا لیگئے اُسکی جان بچا کرلے گئے اتفاقاً یہ خبر نور بانو بہمن کی بہن کو کہ عمرو بن حمزہ پر عاشق تھی پہونچی کہ کفار نے مسلمانوں کو
فریب و دغا سے قید و زخمی کیا ہے اُنکو اپنی مکاری اور بدذاتی سے بڑا رنج دیا ہے گھر سے نکلکر اسقدر شمشیر زنی کی کہ کفاروں کے
کشتوں کے پشتے باندھ دیے ہزاروں آدمی اس مرد افگن نے اپنی شمشیر آبدار سے جرأت کرکے کشتے کیے ہومان نے اُسکے
پاس جاکر کہا تو کیا دیوانی ہوئی ہے جا گھر میں بیٹھ اُسنے ایک تلوار ایسی ہومان کے لگائی کہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑا اسمیں
سانس نہ آئی اُسکے چھوٹے بھائی نے جو ہومان کو دو ٹکڑے دیکھا تلوار کھینچ کر نور بانو پر دوڑا نور بانو نے اُسکے وار کو

لڑنا بہمن کا عمرو بن حمزہ اور لندھور سے اور آنا نور بانو کا بلباس مردانہ بہ بہانہ حمزہ کے اور مارنا ہومان کا اور بھاگنا بہمن کا مع فوج کے

خالی دیکر ایک تلوار اُسکو بھی ایسی ماری کہ اپنے بڑے بھائی کے پاس وہ بھی پہونچا ہر گاہ نور بانو اُن دونونکو مار چکی پہلوانان عرب
کو ہمراہ لیکر قلعہ میں آئی اور خندق کو پانی سے لبریز کرکے پانی سے لبالب بھروایا فوج کفار نے قلعہ کو محاصرہ کیا ہر گاہ پہلوانان
عرب کے زخم اچھے ہوئے قلعہ کی دیوار پر چڑھ کے کفار کو مارنے لگے کمال شجاعت و دلاوری سے اُس فرقہ اشرار و فجار کو
مارنے لگے کفار قلعہ کی زد سے ہٹکر اُتر پڑے ایکدن کفاروں نے قلعہ پر حملہ کیا قباد شہریار نے اپنی ماں سے کہا کہ کفار
کا غلبہ ہے اگر فرمائیے تو میں جاکر اُنکو ماروں مہر نگار نے کہا کہ صدقہ گئی تو ابھی بچہ ہے کیونکر تجھے اجازت دوں اس سن
میں تجھے کیونکر جنگ کیواسطے رخصت کروں قباد بولا کہ ہمارے باپ نے کمسنی میں کیسے کیسے پہلوان زیر کیے ہیں آخر ہم بھی تو اُسی کے
بیٹے ہیں اور اگر آپ نہ جانے دینگی تو میں اپنا خون کرونگا تمھارے سامنے مرونگا نور بانو نے مہر نگار سے کہا کیا مضائقہ ہے
آپ قباد کو جانے دیجیے انکو بخوشی رخصت کیجیے میں اسکے ساتھ ہوں اُنکی مدد کے لیے مستعد اور تیار ہونگی بہر صورت مددگار و
خبر دار ہونگی مہر نگار نے قباد کو لڑنیکی اجازت دی قباد ہتھیار لگاکر کفار کے روبرو گیا اور للکارا کہ اے کافرو تم میں سے
کون مرگ خواہ ہے میرے سامنے آوے مجھ کو اپنی بہادری دکھاوے بہمن نے قباد کو دیکھ کر اپنے دلمیں کہا کہ خوب ہے قباد
لڑنیکو آیا اپنی ماں سے اُسنے میدانمیں آنیکا حکم پایا میں اُسکو گرفتار کرکے اپنے پاس رکھونگا تو ضرور مہر نگار در دفرزندی سے
میرے پاس آویگی ہر گز اُنکی مفارقت کی تاب نہ لائیگی یہ سوچکر قباد کے روبرو گیا اور کہنے لگا کہ او عرب بچے لا کیا حربہ کھتا ہے
قباد بولا کہ میرا باپ کبھی پیشدستی نہیں کرتا ہے پس میں بھی پیشدستی نہیں کرونگا باپ کے طریقے سے قدم باہر نہ دھرونگا تو حربہ کر اگر
اسمیں جیتا بچونگا تو تجھ کو مارونگا تیرے سر کا بوجھ تیری گردن سے اُتارونگا بہمن نے گرز قباد کے سر پر مارا قباد نے اُسکو
ڈھال پر روک کے ایک ہاتھ تلوار کا ایسا لگایا کہ وہ ضربہ اُسکے جسم پر کمال زور سے آیا بہمن زخم کاری کھاکر بھاگا اپنی جان
بچاکر بھاگا امیرزادہ چار کوس تک اُسکے لشکر کو مارتا چلا گیا جب دیکھا کہ کفار اُسکو ہوا کیطرح سے اُڑے مجبور پھر کر اپنی ماں کے
پاس آیا اس معرکہ کا تمام حال سنایا مہر نگار نے بہت زر و جواہر اپنے بیٹے پر سے نثار کیا بہت سا زر و جواہر و اسباب محتاجوں
کو دیا چند روز کے بعد عمرو بن حمزہ ولندھور مہر نگار کی خدمت میں گئے اور عرض کی کہ اسمیں کچھ قصور بہمن کا
نہیں ہے یہ بخشک و زوبین کی بدذاتی ہے ایسی شرارت اُسکے دلمیں آئی ہے امیرزادے نے کہا آخر اب کیا کیا جاوے
کونسی تدبیر عمل میں آئے قلعہ کو کفار گھیرے ہوئے پڑے ہیں اور ہم لوگ زخمی ہیں اس حالت میں ہم سے کچھ بن نہیں آتا ہے
اس سبب سے ہمارا دل خوف کھاتا ہے قباد نے کہا کہ دروازہ قلعہ کا کھولدو اور میدانمیں نکلکر صف آرائی کرو سردار مع فوج
حاضر ہوئے اور طبل جنگ بجنے لگا کوس جنگ مثل رعد گرجنے لگا بہمن نے سر میدان پکار کر کہا کہ اے عربو کسواسطے
جان دیتے ہو حمزہ تو مدت کا مارا گیا خیر اسمیں ہے کہ مہر نگار کو میرے حوالے کرکے اپنی راہ لو اب ہم سے مقابلہ کا ارادہ
نہ کرو نہیں تو ایک ایک کا مغز سر سے نکالونگا تم سب کو مار ڈالونگا لندھور نے بہمن کی بیہودہ گوئی سنکر عمرو بن حمزہ
سے رخصت طلب کی امیرزادے نے کہا خدا حافظ ہے میدان میں جائیے اور کفار کو زیر شمشیر لائیے لندھور میدانمیں جاکر

بہمن سے بیانحنک گرز بگرز لڑا اکر زخم اسکے بدن کے آئے ہوگئے حیران وششدر دیکھنے والے ہوگئے بہمن آفتاب نے نقاب شب کو منہ پر ڈالا دونوں لشکروں میں طبل بازگشت بجا فوجوں نے لشکرگاہ میں آکر استراحت کی اپنی اپنی طبیعت کو تسکین دی صبح کو پھر صف آرائی ہوئی ہنوز کوئی میدان سے نہ نکلا تھا کہ جنگل کیطرف سے گرد اٹھی دونوں طرف کے عیار خبر لانیکو دوڑے معلوم ہوا فرہد عکہ ژوپین کی مدد کو آیا ہے بڑا لشکر جرار ساتھ لایا ہے سات سومن کا گرز باندھتا ہے امیرزادے نے فرمایا کہ ہماری مدد کو خدا ہے ہمکو کیا پروا ہے ژوپین فرہد عکہ کو پیشوائی کر کے لشکر میں لایا سب ماجرائے گذشتہ سنایا فرہاد بن لندھور امیرزادے سے رخصت لیکر فرہد عکہ سے رزم طلب ہوا فرہد عکہ نے نام پوچھا اُسنے کہا کہ میرا نام فرہاد بن خسرو مہندملک لندھور بن سعدان شاہ ہے تمام زمانہ جانتا ہے جیسا کہ وہ صاحب حشمت وجاہ ہے فرہد عکہ بولا کہ تیرا باپ کہاں ہے فرہاد نے کہا کہ لشکر میں ہے فرہد عکہ نے کہا کہ تیرے باپ نے تجھ سے خردسال کو مرنے کو بھیجا اور آپ نہ آیا معلوم ہوا کہ مرنے سے اپنا جی چرایا فرہاد بولا کہ او مردک بیہودہ کیوں بکتا ہے میرے باپ کے سامنے کوئی ٹھہر سکتا ہے حربہ کر فرہد نے جھنجھلا کر سات سومنی گرز اپنا اُسکے سر پر مارا فرہاد نے اُسکی ضرب کو رد کر کے کہا کہ اور دو حربے کرنے وار کر کے خوب اپنا جی بھر لے پھر میری باری ہے دیکھنا کہ میری تلوار میں کیسی آبداری ہے فرہد نے دو حربے اُسی گرز سے کیے مگر فرہاد نے جہاں کھڑا تھا وہاں سے جنبش نہ کی اپنے پاؤں کو حرکت نہ دی اور اُسکے حربوں کو رد کر کے کہا کہ دیکھ سنبھل جانا اب میں گرز مارتا ہوں یہ کہکر اس زور سے گرز مارا کہ گرز سے شرارے اُٹھنے لگے فرہد نے خالی دیکر کہا کہ حقیقت میں تو بڑے باپ کا بیٹا ہے تجھ کو ہزار مرحبا ہے اور دونوں کے گرزبازی ہونے لگی جب وزیر روشن نے نقاب سیاہ شب چہرہ پر ڈالا ماہ تاباں نے سیر کے لیے اپنا پاؤں باہر نکالا دونوں طرف طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے صبح کو شیروانی نامے پہلوان فرہد عکہ سے مبارز طلب ہوا تا شام دونوں نے داد جنگ کی دی خوب باہم جنگ کی بعد ازاں اپنے اپنے خیموں میں گئے اب ان فوجوں کو لڑنے دو تھوڑا احال صاحبقران کا سنو اتفاقاً ایک شب کو عالم رویا میں امیر نے دیکھا کہ کافروں نے اہل اسلام پر شبخون مارا ہے اور اکثر پہلوان میرے زخمی ہوئے ہیں چونک کر عمرو سے خواب بیان کیا عمرو نے کہا کہ یا امیر آپکا خواب کبھی غلط نہیں ہوتا ہے اگر حکم ہو تو خبر لاؤں میں حال دریافت کرنے کیواسطے جاؤں امیر نے عمرو کو رخصت کیا وہاں کے حالات سے بخوبی آگاہ کر کے سب حسن قبیح سمجھا دیا جنگاہ کا حال سنیے کہ فرہد عکہ اور استفتا نوش سے مقابلہ ہوا عین جنگ میں عمرو پہونچا عمرو کو دیکھ کر فوج اسلام میں شادیانے بجنے لگے سب کو جو اپنی قلت جمعیت سے ہراس تھا تقویت ہوئی دلونکو قوت ہوئی بہمن نے بختک سے کہا کہ او بدذات تو نے نہ کہا تھا کہ عمرو اور حمزہ مارے گئے بختک بولا کہ میں کیا جانوں نوشیرواں کے لکھنے سے میں نے بھی جانا تھا اُسنے مجھ کو تحقیق لکھا تھا بہمن نے بختک کو اُٹھا کر ژوپین کے سر پر دے مارا چونکہ حیات دونوں کی باقی تھی بختک زمین پر گرا بہمن اپنی اس حرکت سے پچھتانے لگا اپنے اس فعل نامناسب سے افسوس کھانے لگا عمرو کیفیت دریافت کر کے قباد شہریار اور عمرو بن حمزہ کو تشفی دیکے اور زخموں پر پہلوانوں کے نوشدارو کی پٹی رکھ کر امیر کے پاس روانہ ہوا

شبانہ روز چلا ہی گیا کہیں اثنائے راہ میں نہ ٹھہرا ہرگاہ امیر کے پاس پہونچا امیر نے کم وکیف دریافت کرکے والد سے رخصت لی اور اہل اسلام کی مدد کے لیے وہاں کے جانے کی تیاری کی اور اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر مع عمرو کاؤس حصار کیطرف روانہ ہوئے ہمراہ رکاب سب یگانہ او بیگانہ ہوئے اب رزمگاہ کا حال سنیے کہ دونوں طرف کے لشکر صفیں باندھے کھڑے ہوئے تھے کہ جنگل کیطرف سے ایک غبار اُٹھا گرد کا بگولا میثار اُٹھا دونوں لشکر کے ہرکارے خبر لینے کو دوڑے معلوم ہوا کہ سرکوب ترک نامے مع فوج جرار نوشیرواں کی مدد کو آیا ہے اور لشکر کثیر اپنے ساتھ لایا ہے کفار خوشی خوشی سرکوب کو استقبال کرکے اپنے لشکر میں لے آئے اُسکی فوج نے بھی میدان جنگ میں اپنے خیمے لگائے سرکوب نے پوچھا کہ حمزہ کہاں ہے اسکا نشان تو مجھکو بتاؤ اسکی صورت تو مجھکو دکھاؤ شروین بولا کہ حمزہ تو نہیں ہے مگر اُسکے دو بیٹے لڑ رہے ہیں سرکوب نے کہا کہ آج تو لشکر میرا تھکا ماندا ہے مگر کل سمجھ لونگا وہ بھی یاد کرینگے ایسا لڑونگا اسمیں فرہد عکہ میدانمیں گھوڑا نکالکر مبارز طلب ہوا سعد بن عمرو بن حمزہ نے اپنے باپ سے رخصت مانگی عمرو نے کہا کہ جان پدر ابھی عمر تمھاری لائق لڑنیکے نہیں ہے تم جنگ کا ارادہ نہ کرو اپنے تئیں لڑنے پر آمادہ نہ کرو اُسنے ہاتھ باندھ کر کہا کہ میرا اور قباد چچا کا ایک ہی سن وسال ہے میرا اُنکا ایک سا حال ہے حیف ہے وہ تو لڑیں اور میں تماشا دیکھا کروں وہ تو معرکے میں جاکے سرخرو ہوں اور میں بیٹھا رہوں عمرو بن حمزہ نے مجبوراً سعد کو رخصت رزم دی سعد بسم اللہ کرکے میدانمیں آیا اور حریف سے مبارز طلب ہوا کفار اسکو دیکھکر کہنے لگے کہ یہ عجب قوم ہے جسکے ایسے ایسے کمسن لڑکے بیخوف وخطر صف جنگ میں لڑتے ہیں ہم سے پہلوانوں کے مقابلے میں آکے اڑتے ہیں سرکوب نے پوچھا یہ لڑکا کون ہے کہ میدان میں آیا ہے بہمن نے کہا یہ حمزہ کا پوتا ہے فرہد عکہ سے لڑنیکو آیا ہے اُسکے دلمیں بھی ارادہ سمایا ہے سرکوب بولا کہ یہ بچہ کیونکر فرہد عکہ سے لڑیگا بہمن بولا کہ تماشا دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ گفتگو ہی تھی کہ سعد نے للکارا اے کافر جس کو شربت مرگ پینا ہو وہ میرے سامنے آوے میدانمیں آکر اپنی بہادری دکھاوے فرہد عکہ نے گھوڑے کی باگ لیکر سعد پر ایک گرز مار کر کہا کہ مارا اور پست کیا سعد نے گرد سے نکلکر کہا او گبرو جھوٹ بولتا ہے جھوٹے دعوے پر زبان کیوں کھولتا ہے کسکو مارا اور کسکو پست کیا میں تو تیری جان کا ملک الموت موجود ہوں یہ کہکر گھوڑا دبا کر ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ ہاتھ فرہد عکہ کا بازو سے کٹ کر مع گرز زمین پر جا رہا فرہد عکہ نے چاہا کہ اپنے لشکر کی راہ لیوے بھاگ کر لشکر کو پیٹھ دیوے سعد نے گھوڑے کو چمکا کر دوسرا ہاتھ بھی فرہد عکہ کا قلم کیا اُسکو مسافر ملک عدم کیا ساتھ کے عیاروں نے چالاکی کرکے فرہد عکہ کا سر کاٹ لیا اُسکے جسم ناپاک کو بے سر کیا امیر کے لشکر میں شادیانے بجنے لگے اور کفار کے لشکر سے صدائے گریہ وزاری بلند ہوئی سبکی زبان لاف ونفی سے بند ہوئی لشکر کفار حیرت میں تھا کہ ایسا کمسن بچہ فرہد عکہ سے پہلوان کو اس آسانی سے مارے اُسپر کبھی زخم نہ آئے ہلکا سا بھی ایک زخم کا نہ کھائے سرکوب نے بہمن سے کہا کہ آفریں ہو اُسکے پدر ومادر کو کہ جسکے گھر میں ایسا بہادر اور شہ زور فرزند پیدا ہو کیونکر نہ باپ اُنکا اُسپر شیدا ہو یہ کہہ کر طبل بازگشت بجا کر دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے ہرمز نے پہلوانوں اور سرداروں کو لیکر کھانا کھایا اس نے طرح کا لطف اُٹھایا بعد ازاں بزم شراب وکباب قائم ہوئی جب نشہ نے دماغ کو گرم کیا اور مقدار سے زیادہ

جنگ کرنا سعد بن عمرو کا فرہد عکہ سے اور مارا جانا فرہد عکہ کا

جام شراب پیا سرکوب نے بہمن کو ہرمز کے پہلو میں بیٹھا دیکھ کر کہا کہ او کوہستانی تو نے بھی یہ حوصلہ پیدا کیا کہ مجھ سے بالا دست ہو کر بیٹھا ہے بادہ غرور سے ایسا بدمست ہو کر بیٹھا ہے بہمن بولا کہ سرکوب تجھ کو کیا خبط نے لیا ہے کہ مجھ سے گفتگو نا ملائم کرتا ہے میری قوت و شجاعت سے نہیں ڈرتا ہے سرکوب نے اٹھ کر ایک گھونسا بہمن کے مارا بہمن نے اُسکی کمر میں ہاتھ دے کر اٹھا لیا اور زمین پر دے ٹپکا ہرمز نے بیچ بچاؤ کر کے قضیہ فیصل کر دیا دونوں کو سمجھا کر رفع فساد کیا اور مجلس برخاست کی صبح کو پھر دونوں لشکر فنکی بدستور صفیں آراستہ ہوئیں کہ ناگاہ ایک گرد زمین سے بلند ہوئی جسکی کثرت سے ہوا کی راہ بھی بند ہوئی دونوں لشکر کے عیار خبر لانے کو دوڑے معلوم ہوا کہ حمزہ و عمرو آتے ہیں ایک انبوہ کثیر اپنے ساتھ لاتے ہیں لشکر اسلام میں عجب طرح کی خوشی ہوئی اُسیدم شادیانے بجنے لگے ہر ایک سردار و پہلوان امیر کے قدمبوس ہوا امیر نے انکو چھاتی سے لگایا اُن کے پہونچنے سے سب نے کمال اطمینان پایا اور اشقر کی باگ لیکر جنگاہ میں گئے اور پکار کے بہمن سے کہا کہ او کوہستانی میں نے تیرے حق میں کیا برائی کی تھی میں نے تجھ کو کونسی اذیت دی تھی کہ تو نے اُسکے عوض میں ایسا مجھ سے کیا اُس بات کا مجھے انتقام لینا اب مرد ہے تو میرے سامنے آ مقابلے میں آ کر اپنی جوانمردی دکھا بہمن نے ہرمز سے کہا کہ میری تو حمزہ سے چار آنکھیں نہیں ہو سکتی ہیں میں تو حمزہ سے مقابلہ نہیں کرونگا وہ مقابلہ کرے جسنے یہ فساد برپا کیا ہے ایک بیٹھے بٹھائے آفت کا سر پر لیا ہے اب تم جانو تمھارا کام جانے ہرمز نے کہا کہ میں کیا جانوں بختک جانے آخرش سرکوب نے امیر کے مقابل ہو کر گرز امیر کے اوپر مارا امیر نے اُسے خالی دیکر فرمایا کہ اے پہلوان دو حربے تیرے اور باقی ہیں وہ بھی کرتے تاکہ تیرے دل میں کچھ ارمان نہ رہے سرکوب نے دوسری مرتبہ گرز چلایا امیر نے اُسکو بھی رد کیا تیسری مرتبہ ایسا جھنجھلا کر اُسنے گرز مارا کہ گرز سے شعلہ آگ کا نکلا اور اُسکے صدمہ سے اسقدر گرد و غبار اُٹھا کہ جسکے دھوئیں سے دونوں لشکروں پر سیاہی چھا گئی سب کی آنکھوں میں تاریکی آ گئی سرکوب نے نعرہ کر کے کہا کہ مارا میں نے حمزہ کو خاک اُسکی خاک میں مل گئی یہ تو آدھی

اگر پہاڑ پر گرز مارتا تو پہاڑ سے گرد اُٹھتی امیر نے گھوڑے کو کاوہ دیکر گرد سے نکال کے کہا کہ او گبر کسکو تو نے مارا ہاں سنبھل جا کہ اب باری میری ہے اور دیکھ ضرب اسکو کہتے ہیں اگر بچے بھی تو چھٹی کے دودھ سے لب خشک تیرے تر ہو جاویں قیامت تک تجھ میں ہوش و حواس نہ آئیں یہ کہکر گرز جو اُسکے سر پر لگا یا وہ زین سے جدا ہو کر گھوڑے کے پیچھے پر جا رہا گرز گھوڑے پر پڑا گھوڑا خاک میں پست ہو گیا سرکوب نے چاہا کہ امیر کے گھوڑے کو بھی بے کرے امیر جھپٹ مرکب کی پیٹھ سے الگ ہو کر اُسکے مقابل جا کھڑے ہوے نصف النہار تک گرز بازی ہوا کی بعد ازاں نوبت تلوار کی پہونچی دو ساعت کامل تلوار چلا کی خوب ہی باہم شمشیر آبدار چلی مگر کسی کے ہاتھ سے ضرر نہ پہونچا کسی پر کوئی زخم کارگر نہ پہونچا امیر نے فرمایا کہ اے سرکوب حربے سب ہو چکے اب بات یہ باقی ہے کہ اگر تو میرے لنگر کو اُٹھا لیوے تو میں تیری اطاعت کروں پھر کبھی تجھ سے لڑنیکا نام نہ لوں اور اگر میں تیرا لنگر اُٹھا لوں تو تو میری فرمانبرداری کر اس امر پر قول و قرار کر اگر کچھ پہلوانی کا دعویٰ ہے تو نہ ہرگز انکار کر سرکوب نے خوشی خوشی قبول کیا اور امیر کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسقدر زور کیا کہ ٹخنوں تک زمین میں گڑ گیا اور نتھنوں سے خون ٹپکنے لگا مگر امیر کو ذرا بھی جنبش نہ ہوئی اسی طرح کھڑے رہے پاؤں اُنکے زمین میں گڑے رہے بعد ازاں امیر نے اُسکی کمر میں ہاتھ ڈالکے اس زور سے نعرہ کیا کہ اکثر لشکر کفار میں سے لوگوں کے کان کے پردے پھٹ گئے مارے دہشت کے خون جسم سے گھٹ گئے سرکوب نے جانا کہ اسرافیل نے صور پھونکا اور فلک ہفتم زمین پر گر پڑا آسمان کو دیکھنے لگا امیر نے اُسکو معلق زمین سے اُٹھا کر سات مرتبہ ملاگردان کر کے زمین پر دے مارا اور باندھ کر عمرو کے حوالے کیا ایسا عاجز اور ذلیل کر کے اُن کو دیا چونکہ تاریکی آسمان پر دوڑ گئی تھی کوس بازگشت بجا کر امیر مظفر و منصور قلعہ میں گئے اور کفار بھی گریاں و نالاں اپنے خیموں میں داخل ہوے اللہ کی عنایت سے مسلمانوں کو اسباب سرور و نشاط حاصل ہوے شب کو شراب و کباب کی محفل مرتب ہوئی امیر نے سرکوب کو طلب کر کے پوچھا کہ میں نے تجھ کو کسطرح زیر کیا اُسنے سر قدم پر رکھکر کہا کہ یا امیر آپکو دنیا میں کوئی زیر نہ کر سکیگا ننانوے حصہ قوت آپکو خدا نے عطا کی ہے اور ایک حصہ تمام دنیا کو دی ہے ارکان اسلام مجھ کو تلقین کیجیے اب مجھ کو دولت ایمان دیجیے میں نے بت پرستی اور بتوں سے تبرا کیا امیر نے اُسے کلمہ پڑھا کر اپنے گلے سے لگایا اور خلعت مرصع پہنا کر سونے کی کرسی پر بٹھلایا سب لوگوں میں اُسے ممتاز بنایا اور تین شبانہ روز جشن کیا چوتھے دن امیر نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا پھر اپنے لشکر کو کفار کی جنگ پر مستعد اور آمادہ کیا اور چودہ صفیں میدان میں جا کر آراستہ کیں لشکر کفار بھی صف آرا ہوا گویا مقابلہ سکندر و دارا ہوا امیر نے اُسدن پھر للکار کر کہا نعرہ اللہ اکبر مار کر کہا کہ اے بہمن تو نے سلوک کے عوض مجھ سے بدسلوکی کی اب مرد ہے تو میرے سامنے آ لڑنے سے جی مت چرا بہمن نے ہرمز سے کہا کہ میں ہرگز حمزہ کے سامنے نہ جاؤنگا میں اب اُسکے ہاتھ سے ذلت نہ اُٹھاؤنگا فوج کو حکم دیجیے سب لشکر کو مستعد کیجیے کہ ایک بار حمزہ پر جا گرے بغیر قتل کیے حمزہ کے ہرگز نہ پھرے ہرمز کے اشارہ کرتے ہی تمام فوج نے گھوڑے اُٹھائے امیر بھی صمصام و قمقام کھینچ کر لشکر کفار کے سامنے آئے اور دو دستی تلوار مارنے لگے دو پہر کامل امیر نے

یکہ وتنہا فوج کفار سے تلوار کی خوب ہی داد شجاعت دی ہزارہا کفار مارے گئے حتی کہ اشقر دریا سے خون میں تیرنے لگا سینہ تک دشمنوں کے لہو میں پیرنے لگا بہمن نے ثروہین سے کہا کہ امیر اسوقت لڑتے لڑتے تھک گئے ہیں اور منہ سے کف جاری ہے اور خود فنگی انپر طاری ہے لیکن شمشیر زنی میں مصروف ہیں مطلق اپنے بدن کی خبر نہیں ہے بیہوشی میں تلوار مار رہے ہیں خود تک سر پر سے ڈھل گیا ہے سر رشتۂ اختیار اُنکے ہاتھ سے نکلگیا ہے عمرو وقار ورۂ نفط مار مار کر پشت پر کسی کو آنے نہیں دیتا ہے اگر تو عمرو کو امیر سے جدا کرے تو میں اسوقت امیر کو مار لیتا ہوں اُنکا سر اُنکے بدن سے ابھی اُتار لیتا ہوں ثروہین نے سات سو ہاتھی عمرو پر پلوا دیے عمرو وقار ورہائے نفط اُنکو مارنے لگا بہمن نے پیچھے جا کر ایک بود ستی تلوار اس زور سے امیر کے سر پر ماری کہ چار اُنگل تلوار امیر کے سر میں در آئی اور اُسی دم یہ کہتا ہوا امیر کے آگے سے بھاگا کہ یارو میں نے حمزہ کا کام تمام کیا دیکھو تو میں نے کتنا بڑا کام کیا ایسی تلوار لگائی ہے کہ حلق تک پہونچی ہے کیا ہاتھ کی صفائی ہے امیر کے یاروں نے جو یہ سخن سنا کمال مغموم و پریشان خاطر ہوے امیر نے دیکھا کہ زخم کاری ہے غش آیا اور غش پر غش چلا آتا ہے اشقر سے زبان جنی میں کہا کہ مجھ کو لشکر سے باہر لیچل جسطرح ہو اس حلقے سے نکل یہ کہکر اشقر کے گلے سے لپٹ گئے اشقر امیر کو وہاں سے لیچلا جو کوئی آگے آیا اُسکو دانت سے اور پیچھے آنے والونکو لاتوں سے مارتا ہوا لشکر سے نکل کر جنگل کیطرف قدم زن ہوا کئی کوس نکل کے ایک دریا دیکھا اشقر ازبسکہ پیاسا تھا دریا سے پانی پی کر جو نکلا امیر لب دریا پانی میں گر پڑے پانی خون سے لال ہوگیا اشقر امیر کو کھینچکر کنارے پر لے آیا اُنکو غرق ہونے سے بچایا اتفاقاً سیہ شیر نامے شبان اپنی بکریوں کے گلے کو پانی پلانے اُسطرف لایا اُسکو یہ طرفہ ماجرا نظر آیا کہ پانی دریا کا لال ہو رہا ہے اور ایک شخص زخمی لب دریا پڑا ہے گھوڑا اُسکا بہو میں لیٹا ہوا دانتوں سے اُسکو کھینچتا ہے کمال قوت سے اپنی طرف کھینچتا ہے چاہتا ہے کہ اپنی پیٹھ پر سوار کرے مگر وہ جوان بیہوش ہے زخم کی شدت سے مدہوش ہے سیہ شیر نے یہ ماجرا دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ یہ شخص مقرر کسی ملک کا بادشاہ ہے اسکی شان سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب شوکت و جاہ ہے لڑائی میں کہیں زخمی ہوا ہے گھوڑا اُسکو یہاں لے آیا ہے دشمنوں کے ہاتھ سے بچایا ہے اگر میں اسکی خدمت کرونگا اور راحت دونگا تو صحت کے بعد انعام پاؤنگا اُسکے عوض میں بہت فائدہ اُٹھاؤنگا یہ سوچکر امیر کے پاس آیا اور بہزار خرابی بصد امیر کو گھوڑے کی پیٹھ پر لادا اور ایک رسی سے امیر کو زین سے باندھکر اپنے گھر لیگیا اُنکے لیجانے میں اپنی بہتری سوچکر لیگیا اُسکی ماں نے کہا کہ بیٹا یہ کسکو لایا ہے یہ کیسا شخص تیرے ساتھ آیا ہے اُسنے سب کیفیت اپنی ماں سے بیان کی اور امیر کے حال سے بالکل اطلاع دی اور کہا کہ اگر یہ اچھا ہو گا تو یقیناً میرے ساتھ بہت سلوک کریگا اور اگر مر گیا تو گھوڑا اور سلاح اُسکا میرے ہاتھ آویگا بہرکیف اسکے رہنے سے کچھ میرا نقصان نہ ہو جاویگا یہ کہکر ہتھیار امیر کے بدن سے کھولے اور ایک پٹی زخم پر باندھی اشقر سرہانے کھڑا ہوا دیکھتا تھا ایک قدم امیر کے پاس سے سرکتا نہ تھا اگر سیہ شیر اُسکو باہر لیجانا چاہتا تو گھوڑا اُسپر آنکھیں نکالتا تھا سیہ شیر ڈر کے مارے جدا ہو جاتا تھا پھر اُسکے پاس نہ آتا تھا المختصر ساتویں دن امیر نے آنکھیں کھولیں دیکھا کہ اشقر اور ایک شخص غیر میرے سرہانے کھڑا ہے امیر نے سیہ شیر سے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ کس کا مکان ہے اسکا کیا نام ہے اور یہ کون جوان ہے وہ بولا کہ سیہ شیر میرا نام ہے چوپانی کرتا ہوں جنگل میں جانوروں کی نگہبانی کرتا ہوں

آپ کو دریا کے کنارے پڑے ہوے دیکھ کر ترس آیا اسلیے اپنے گھر میں اُٹھا لایا خدا آپکو اچھا کردے تو میرے بھی دن پھریں آپکی بدولت کچھ رتبہ پاؤں تھوڑے دن لطف زندگی اُٹھاؤں امیر نے فرمایا کہ گھوڑے پر سے زین اُتارے اور اشقر سے کہا کہ تو اس نواح کے سبزہ زار میں جاکر چرائی کر اور سیہ شیر سے ارشاد کیا کہ تو نے جو محنت کی ہے اکارت نہ جائیگی یہ خدمت تیری تجھ کو بہت نفع دکھائے گی میں اچھا ہو جاؤنگا تو بہت تجھ کو خوش کرونگا خاطر جمع رکھ تجھ کو بہت کچھ دونگا ایک بکری اپنے گلے سے لاکر میں اُسکو ذبح کروں موافق حکم خدا کے اُسکو حلال کروں تو اُسکا شوربا میرے واسطے پکا لا ایک بکری کے عوض دو چند دونگا یہ نہ سمجھ کہ میں مفت میں لونگا سیہ شیر نے بکری امیر سے ذبح کروا کے شوربا اُسکا پکایا اور امیر کو کھلایا دوسرے دن ایک و بکری کا شوربا تیار کرا کے امیر کو دیا تیسرے دن بھی ایسا ہی کیا چوتھے دن اپنی ماں سے پوچھنے لگا کہ یہ زخمی تین دن میں تین بکریونکا شوربا پی چکا آج چوتھا دن ہے اب تو کیا کہتی ہے آج بھی اسکو کھلاؤں یا ٹال جاؤں ماں اُسکی امیر کے پاس آئی اور پوچھنے لگی کہ اے شخص تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے امیر نے فرمایا میرا نام **سعد شامی** ہے اور میں حمزہ کا چچیرا بھائی ہوں تو میری خدمت کر میں بہت تیرے ساتھ سلوک کرونگا تیری خدمتگزاری نہ بھولونگا اور میرے اچھے ہونے تک ایک بکری کا شوربا روز مجھ کو دیا کر تیری ایک ایک بکری کے عوض دس دس بکری دونگا سوا اسکے اور بھی سلوک کرونگا اس پیرزالہ نے حمزہ کا نام سنکر کہا کہ صدقے گئی بکریاں بھی میری حاضر ہیں اور میں بھی خدمت کرنیکو موجود ہوں میں تمہاری غمخواری اور تیمارداری سے بجان و دل خوشنود ہوں ہر روز ایک بکری کا شوربا امیر کو پلانے لگی اور غذا حسب لخواہ کھلانے لگی اب امیر کے لشکر کا حال سنیے عمرو نے جو امیر کو لشکر میں نہ دیکھا تمام گنج شہیداں میں ڈھونڈھ کر لشکر سے باہر نکلا نہایت پریشان و مضطر نکلا اثنائے راہ میں خون جو امیر کے سر سے ٹپکتا گیا تھا اُسی نشان پر دریا کے کنارے پہونچا دیکھا کہ پانی دریا کا سرخ ہے سمجھا کہ گھوڑا امیر کو یہاں لے آیا ہے اس دریا تک پہونچایا ہے اور پانی اُسکے لہو سے لال ہو گیا ہے لگا ادھر اُدھر ڈھونڈھنے ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اشقر تک پہونچا اشقر عمرو کو سیہ شیر کے مکان پر لے آیا اُنکے رہنے کا مکان عمرو کو دکھایا عمرو امیر کو دیکھکر قدمبوس ہوا اور جب اُنکا زخم سر دیکھا تو عمرو کو بہت افسوس ہوا مگر اُنکے سلامت رہنے پر سجدۂ شکر بجا لا کر کہا کہ یا امیر آپ لشکر میں چلیے کہ تمام لشکر اور ملکہ مہر نگار آپکے واسطے گریاں ہیں نہایت بیقرار اور آنکھوں سے اشک فشاں ہیں امیر نے فرمایا کہ خواجہ تم جاکر سب کو اس جگہ لے آؤ ان سب کو میرے پاس پہونچاؤ عمرو نے فی الفور لشکر میں آکر امیر کی سلامتی کی مبارکباد دی اور اُن کے محفوظ رہنے کی اطلاع کی و ملکہ مہر نگار کو مع لشکر امیر کے پاس لے آیا تمام وابستگان امیر کو وہاں پہونچایا ہر ایک یار امیر کے قدمبوس ہوا اور ملکہ مہر نگار گلے سے لپٹ کر زار زار رونے لگی اُنکا حال دیکھ کر بے اختیار رونے لگی امیر نے ہر ایک کو تسلی دیکر فرمایا کہ اس چوپان نے میری بڑی خدمت کی ہے مجھ کو اپنے گھر میں رکھ کر بڑی راحت دی ہے ہر ایک حوصلے کے موافق اس سے سلوک کرو جس سے جو ہو سکے اسکو دو جتنے سردار تھے سبھوں نے اپنی اپنی حیثیت کے لائق چوپان سے سلوک کیا اور ملکہ مہر نگار نے بھی امیر سے بہت ساز و جواہر و خلعت چوپان کو اور اُسکی ماں کو دلوایا کہ وہ اسباب اُسکے

گھر میں نہ سمایا اور امیر نے حساب کر کے ایک ایک بکری کے بدلے دس دس بکریاں اُسکو منگوا دیں اور فرمایا کہ تو میرا دینی بھائی ہے چوپان امیر کبیر ہو گیا اور خوش گذران کرنے لگا ہر گاہ امیر کے سر کا زخم اچھا ہوا امیر وہاں سے کوچ کر کے جنگاہ میں آئے پھر اپنا لشکر واسطے مقابلے کے لائے اور طبل جنگ بجنے کا حکم دیا فوج کفار نے بھی اپنی صفیں قائم کیں امیر نے اپنے یاروں سے فرمایا کہ فوج کفار کو اپنے حلقے میں لیکر چار طرف سے اُنپر ٹوٹ پڑو کہ یہ نامرد بھاگنے نہ پائیں تمھارے ہاتھ سے سلامت نہ جائیں عمرو بن حمزہ نے کہا کہ بہمن جانے اور میں جانوں لندھور بولا کہ زردہین کا مقابلہ مجھ سے متعلق ہے الغرض لشکر اسلام کفار پر اس طرح سے گرا جیسے شیر بکریوں کے گلے پر دو پہر کے عرصے میں بیشمار کفار جہنم واصل ہوئے آخر جسنے جس طرف سینگ سمایا یا سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا مگر مسلمانوں نے اُنکا پیچھا نہ چھوڑا اُن کے قتل کرنے سے منھ نہ موڑا ایک منزل تک مارتے چلے گئے جز دی لوگ فوج کفار میں سے بھاگ کر بچے اتفاقاً بہمن امیر زادے کیطرف سے جو بھاگا امیر زادے نے اُسکا تعاقب کیا تھوڑی دور پر جا کے بہمن بخیال اسکے کہ یہ میرا مقابلہ کب کر سکیگا عمرو بن حمزہ پر پھرا امیر زادے نے ایک ہاتھ تلوار کا سو تواں اُسپر لگایا اُسنے خالی دیا گھوڑا اُسکا مارا گیا بہمن نے خنگ اسحاق کو پے کیا امیر زادہ بھی پیادہ ہوا اُسکے مقابلہ پر آمادہ ہوا اور پیتر ابدلکر ایسا ہاتھ سو تواں لگایا کہ بہمن دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گر پڑا اُسنے بھاگنے کا بھی موقع نپایا عمرو بن حمزہ اُسکا سر کاٹکر امیر کے سامنے لے آیا اپنی شجاعت کا جوہر اُنکو دکھایا اور خنگ اسحاق کے پے ہونیکا حال التماس کیا امیر نے خنگ اسحاق اور بہمن کیواسطے تاسف کر کے فرمایا کہ ایسا گھوڑا اور ایسا پہلوان کم میسر ہوتا ہے ایسی چیزیں کمیاب کوئی کہاں پاتا ہے بعد ازاں جتنے سردار تھے اُنھوں نے بھی سرداران کفار کے سر امیر کے قدموں پر لا کر رکھدیے ہزاروں جسم کفار کے بے سر کیے امیر کوس ظفر بجاتے ہوئے اپنے مقام پر آئے لشکر اسلام نے اس فتحیابی پر شادیانے بجائے جسوقت امیر بہمن کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے قضاءکار اُسوقت ایک پریزاد کا گذر اسطرف سے ہوا تھا اُسنے یہ کیفیت ملکہ آسمان پری سے جا کر کہی امیر کے مجروح ہونے اور اذیت اُٹھانیکی اسکو اطلاع دی ملکہ آسمان پری دست پاچہ ہو کر قریشہ اور پریزادوں اور خواجہ عبدالرحمٰن جنی کو لیکر مع فوج جرار دیوان وجنات قاف سے روانہ ہوئی اسلیے کہ اُنکو اپنی آنکھ سے دیکھ آئے جو لازمہ غمخواری ہے اُسکو بجا لائے بارگاہ متصل پہونچی دو کوس کے فاصلے پر خیمہ زن ہو کر عبدالرحمٰن کو امیر کے پاس بھیجا خواجہ جو نہیں آکر قدمبوس ہوا امیر بہت متعجب ہوئے کہ خواجہ کوہ قاف سے کیونکر آیا یہاں میرا حال کس نے پہونچایا اُس سے ملکہ اور قریشہ کی خیر و عافیت پوچھی اُسکے آنیکی وجہ اور کیفیت پوچھی خواجہ نے کہا کہ ملکہ و قریشہ مع فوج جرار یہاں سے دو کوس کے فاصلہ پر پڑی ہوئی ہیں ایک پریزاد نے آپکے زخمی ہونے کا حال ملکہ سے جا کر کہا تھا ملکہ اُسیدم اسطرف کو روانہ ہوئیں تمھارا حال سنکر کمال اضطراب سے یہاں آئی ہیں امیر سوار ہو کر مع سرداران و پہلوانان بڑے تزک سے ملکہ کے پاس گئے اور آسمان پری کو گلے سے لگایا اور قریشہ کی پیشانی کا بوسہ لے کے گود میں بٹھا کر بہت سا پیار فرمایا پریاں امیر کی سواری کی شان و شوکت دیکھ کر دنگ ہو گئیں اور کہنے لگیں کہ یہی سبب تھا جو امیر بےدہ قاف پر پریشان خاطر رہتے تھے اور قاف سے

دنیا میں آپکے لیے ہمیشہ کہتے تھے امیر سے استدعا کی کہ آپ کے یاروں اور رفیقوں کو تو دیکھا اگر ملکہ مہر نگار کے دیکھنے کے ہم بہت
شائق ہیں بغیر دیکھے ہوئے ہم اُنکے عاشق ہیں امیر نے فرمایا کہ جسطرح تم ملکہ مہر نگار کے دیکھنے کی مشتاق ہو اُسیطرح سے میرے یار تمھارے
طالب دیدار ہیں کمال منت و شوق سے اس بات کے خواستگار ہیں پس تم پردہ حجاب کا اُنکے سامنے سے اُٹھا لو یا سرمۂ سلیمانی اُنکی
آنکھوں میں لگا دو کہ وہ تمکو دیکھ کے مسرور ہوں آنکھیں اُنکی تمھارے جمال بیمثال سے پرنور ہوں پریزادوں نے کہا کہ یا امیر ایسا نہو
تمھارے رفیق ہمکو دیکھ کر پاؤں پھیلائیں دست درازی کرنی شروع کریں خیال فاسد اپنے دلمیں لائیں امیر نے فرمایا کیا مقدور
ہے تم اس بات سے خاطر جمع رکھو ایسے تردد اور اندیشہ کو اپنے دلمیں جگہ نہ دو پریوں نے پردہ حجاب کا اپنے منھ سے اٹھا لیا اپنے
دیدار سے اُنھیں محظوظ کیا پہلوانوں نے جو اُنکو دیکھا ہر ایک کو سکتہ سا ہو گیا جب حواس درست ہوئے امیر کا شکر ادا کرنے لگے کہ آپکی
بدولت ہم خاکیوں نے ناریوں کو دیکھا ورنہ ہم لوگ یہ دولت دیدار پریونکی کیونکر پا سکتے اور کوہ قاف میں ہم کس طرح جا سکتے امیر مع ملکہ
آسمان پری و قریشہ و پریزادان ہمراہی سوار ہو کر مہر نگار کے محل میں داخل ہوئے سب کو با یکدیگر اسباب عیش و نشاط
حاصل ہوئے اول تو مہر نگار ملکہ سے بغلگیر ہوئی اور **قریشہ** کے لب و جبین پر بوسے دیے بعد ازاں سب پریوں نے ملاقات
کر کے شرط مہمانداری بجا لائی بہت مروت و خاطر داری سے پیش آئی تین شبانہ روز تک ملکہ **آسمان پری** مع ہمراہیان جشن میں
مصروف رہے اور سب کارخانے موقوف رہے چوتھے دن تحائف و سوغات قاف سے جو اپنے ساتھ لائی تھی مہر نگار کو دیکر
رخصت ہوئی بعد جانے ملکہ آسمان پری کے امیر نے یاروں سے سر دربار پوچھا کہ معلوم نہیں کہ یہ کفار کدھر کو گئے **عمرو** نے
عرض کی کہ سننے میں آیا ہے کشمیر کیطرف گئے ہیں اور **جعفر** نامے حاکم کشمیر سے پناہ لی ہے اُسنے اُن کافروں کی حمایت کی ہے **عمرو**
بن حمزہ بول اُٹھا کہ مجھکو اگر حکم ہووے تو میں کشمیر جا کر اُنکا قلع قمع کروں اللہ کی عنایت سے ایک کافر کو زندہ نہ چھوڑوں امیر نے
فرمایا بہتر ہے امیر زادہ **عمرو و معدیکرب و فرہاد بن لندھور و استفتانوش** وغیرہ سات پہلوانوں کو اُنکی فوج سمیت
ساتھ لیکر کشمیر کیطرف روانہ ہوا ہر گاہ امیر زادہ کشمیر میں داخل ہوا کفار دہشت سے قلعہ بند ہوئے امیر زادہ نے چاروں طرف سے
قلعہ کو گھیر لیا اپنے لشکر سے خوب محاصرہ کیا اتفاقاً ایک دن جنگل کیطرف سے ایک گورخر لشکر اسلام میں آیا اور بہتوں کو دندان و
پا سے زخمی کیا کسیکو لاتیں ماریں کسیکو کاٹ کھایا یہ خبر امیر زادہ کو پہونچی امیر زادے نے سوار ہو کر اُسکا تعاقب کیا اُسکے پکڑنے کے لیے
اُسکا پیچھا کیا گورخر جب پہاڑ کے متصل پہونچا دوڑ کے پہاڑ پر چڑھ گیا امیر زادہ بھی پہاڑ پر گیا دیکھے تو گورخر نہیں ہے ادھر اُدھر
جھاڑیوں میں ڈھونڈھنے لگا حتی کہ شام ہو گئی اور وہ نظر نہ آیا کہیں سے نشان اُسکا نہ پایا امیر زادہ ایک درخت کے نیچے اُتر پڑا اور
شکار کر کے کباب لگا کھایا اُسی درخت کے نیچے سو رہا جب فجر ہوئی پھر وہ گورخر نمودار ہوا پھر وہ روز اول کیطرح اس پہاڑ پر
آشکار ہوا امیر زادہ اُسکی گرفتاری کے درپے ہوا ہر گاہ آفتاب عالمتاب نصف النہار پر پہونچا پھر وہ گورخر نظروں سے غائب ہو گیا
ہر چند امیر زادے نے ڈھونڈھا لیکن نہ پایا ہر چند تلاش کیا کہیں دیکھنے میں نہ آیا ناچار وہاں سے معاودت کی اثنائے راہ میں
ایک شہر آباد نظر آیا آبادی اور فضا اُسکی اُنکو بہت بھائی لوگوں سے اس شہر کا نام پوچھا اُنھوں نے کہا کہ اسکو **فرخار** کہتے ہیں

رشک خرمائے بہشت گلزار کہتے ہیں اور گلچہرہ نام زرمہین کی بہن یہاں رہتی ہے تمام خلق اسکو اپنا بادشاہ کہتی ہے ناگاہ اُسنے
بھی جھروکوں سے امیرزادیکو دیکھا دیکھتے ہی خود رفتہ ہوگئی عاشق و آشفتہ ہوگئی محلی کو بھیجا کہ اس جوان کو بلالا جس طرح سے ہوسکے
اُسکو اپنے ساتھ لیکر آ خواجہ سرانے امیرزادیکو مجرا کیا اور کہا کہ آپکو غلام کی بی بی بلاتی ہے تمہارے اشتیاق ملاقات میں بچین
ہوئی جاتی ہے امیرزادے نے انکار کیا اُسکو جواب صاف دیا خواجہ سرا دوبارہ آیا پھر وہی پیغام لایا اور زمین ادب چوم کے
لجاجت کرنے لگا کہ حضور بات کی بات کیواسطے قدم رنجہ فرمائیں ایکدم بھر کیواسطے اُسکے پاس تشریف لیجائیں آخر کہہ سنکر امیرزادہ
کو لیگیا گلچہرہ نے بہت سی امیرزادیکی خاطرداری کی اور پوچھا کہ آپکا نام کیا ہے اور کس ملک سے تشریف لائے ہیں یہاں کس
کام کیواسطے آئے ہیں امیرزادہ بولا کہ عمرو بن حمزہ میرا نام ہے میرے باپ کی ناموری زبان زد خاص و عام ہے وہ بولی
کہ مدت سے تمہارے اشتیاق میں شب و روز گریاں و نالاں و جویاں رہتی تھی آپ کے شوق ملاقات میں ہزاروں طرح کے رنج
والم سہتی تھی سو آج خدا نے گھر بیٹھے مراد دی میری تمنا پوری کی یہ کہکر خاصہ طلب کیا دسترخوان بچھانیکا حکم دیا آپ بھی کھایا
اور امیرزادیکو بھی کھلایا بعدازاں دور ساغر گلنار ہوا امیرزادہ نشہ میں سرشار ہوا اور خود بھی بدمست ہوئی طالب مباشرت
ہوئی امیرزادے نے کہا تمہاری ایک بہن میرے پاس ہے میں تم سے ملوث نہیں ہونگا ایسی حرکت خلاف شرع ہرگز نہ کرونگا
اُسنے مبالغہ کیا ناچار امیرزادے نے کہا اچھا پہلوان میرے قلعہ کشمیر کو محاصرہ کیے ہوے ہیں میں اُنکو بلاکر پوچھوں دیکھوں اس
امر میں اُنکی کیا رائے ہے اگر وہ رضا دینگے تو میں تجھ سے ہمبستر ہونگا تیری ملاقات سے بہرہ ور ہونگا گلچہرہ خانہ خراب نے
اُسیوقت قاصد بھیجکر اُن کو بلوایا اور یہ سخن سنا یا قضائے کار اسی شہر میں ایک بوڑھا فرخار سرشبان نامے رہتا تھا اُسکو
ہر شخص پیر مغاں کہتا تھا اُسنے سنا کہ حمزہ کا بیٹا آیا ہے کسی تقریب سے اتفاقاً یہاں تشریف لایا ہے اپنے دونوں بیٹوں سے بلاکر کہا
زرمہین کی بہن کے ساتھ شراب پی رہا ہے جاکر اُسے پکڑ لاؤ اور زندہ نہ لاسکو تو سر اُسکا کاٹ لاؤ بہرکیف اس مقدمہ میں اپنی دلاوری
دکھلاؤ دونوں بیٹے اُسکے کہ ایک کا نام مہردار سرشبان تھا اور دوسرے کو دینار سرشبان کہتے تھے لٹھ ہاتھ میں لیکر
زرمہین کی بہن کے گھر میں گئے اور عمرو بن حمزہ سے کہنے لگے کہ اے جوان تیرا مقدور ہے کہ ہماری سرحد میں آکر فتنہ کار کرے
ہمارے ملک میں آکر اپنی شجاعت آشکار کرے امیرزادے نے کچھ جواب نہ دیا ہرگز اس سے کچھ کلام نہ کیا ایک نے اُن دونوں میں
سے امیرزادیکو لٹھ مارا امیرزادے نے لٹھ پکڑکر جو گھسیٹا تو وہ منہ کے بھل آرہا اوپر سے ایک سیلی اس زور سے اُسکی گردن پر
ماری کہ وہ زمین پر لیٹ گیا پھر مقابلے کی طاقت نہ رہی ہرگز حملہ کرنے کی قدرت نہ رہی دوسرے بھائی نے بھی لٹھ چلایا اُسکا
بھی یہی حال ہوا جب غش سے افاقہ ہوا دونوں نے جاکر سرگذشت اپنی اپنے باپ سے کہی فرخار سرشبان اُنکی تقریر سُنکر
ہنس دیا کہ مجھے کام حمزہ سے ہے اُسکے بیٹے سے کیا کام ہے مگر حمزہ پر تسلط پاؤں یہ میرا محض خیال خام ہے دوسرے دن معدیکرب
وغیرہ امیرزادے کے پاس حاضر ہوے گلچہرہ تعظیم و تکریم سے پیش آئی سب نے اُسکی ملاقات سے بڑی کیفیت اُٹھائی اور بتکلف اُنکی ضیافت
اور اپنا تعشق امیرزادے سے ظاہر کیا اپنے مافی الضمیر سے اُنکو ماہر کیا معدیکرب نے امیرزادے سے کہا کیوں اس بیچاری کو

بن موت مارے ڈالتا ہے اپنے عاشق کو کوئی بھی ایسا ستاتا ہے ایسے کنوئیں میں جھونکتا ہے امیرزادہ یہ جملہ سنکر ہنسا اور بولا کہ اے
معدیکرب جو کام نہیں کرنیکا ہے اُسے کیونکر کروں گمراہی کی راہ میں قدم دھروں معدیکرب نے کہا کہ کرنا نہ کرنا تیرے اختیار ہے
مجھکو اسکی زار نالی پر ترس آیا اُسکا اضطراب دیکھ کر میں نے افسوس کیا اسواسطے میں نے تجھ کو کہا الغرض شب کو جو امیرزادہ نشہ شراب
سے بیہوش ہوگیا گلچہرہ بدمست ہوکر امیرزادے سے لپٹ گئی کثرت شوق سے بے اختیار ہوکر چمٹ گئی امیرزادے نے کہا کہ او بیحیا یہ
کیا بیحیائی ہے یہ کیا بات بیشرمی کی تیرے دلمیں سمائی ہے مجھ سے ایسا فعل بد نہوگا اور ایکدم بھول بھی اختلاط ماری گلچہرہ اپنے عیش سے
مایوس ہوئی دلمیں سوچی کہ یہ میری بہن پر عاشق ہے اور میں اسکی آتش محبت میں جلتی ہوں رات دن اس حسرت میں کف افسوس ملتی
ہوں اس سے یہی بہتر ہے کہ بقول شخصے نہ تمکو نہ ہمکو یہ جو لیے میں جھونکو دفعۃً واحدۃً تلوار کھینچکر ایک ہاتھ جو امیرزادے کی گردن پر
لگایا سر امیرزادے کا تن سے جدا ہوگیا دیکھا کہ پہلوان امیرزادے کے مجھکو مار ڈالینگے شور و غل مچانے لگی چلا چلا کے لوگوں کو سنانے لگی کہ
ہائے ہائے امیرزادے کو کون بیری مار گیا یار دوڑے امیرزادے کو موا دیکھ کر گریبان چاک بر سر خاک ہوئے اُسکے قتل ہونے سے بہت
غمناک ہوئے عادی نے کہا یہاں غیر تو کوئی آیا ہی نہیں کسی دشمن نے یہاں دخل پایا ہی نہیں کہ امیرزادے کو مار گیا ہو یہ ہو اسی خانہ خراب
نے کام دل حاصل نہ ہونے سے غیظ میں آکر نشہ کی جھونک میں مارا ہے اسی بدذات کا یہ فساد سارا ہے دوسرے یاروں نے
معدیکرب کی رائے کیساتھ اتفاق کیا اور اُس قحبہ کی مشکیں باندھ کر پوچھا کہ تو نے امیرزادے کو کیوں مارا بولی کہ غلبۂ عشق
سے برداشت نہ ہوئی مجبور ایسی خطا کر بیٹھی اب جو تم چاہو سو مجھ کو سزا دو اُنکے عوض میں مجھکو بھی قتل کر دو یاروں نے بایکدیگر کہا کہ
عورت پر ہاتھ اُٹھانا مردوں کو لازم نہیں ہے اسے ماریں تو کیونکر ماریں اس مقدمہ میں سخت حیران ہیں نہایت متردد اور پریشان ہیں ناگاہ
امیر نے خواب میں دیکھا کہ عمرو خون کے دریا میں تڑپ رہا ہے گھبرا کے چونک پڑے اور عمرو سے خواب کو دہرایا عمرو اُسی دم وہاں سے
کشمیر کیطرف چلا ہر گاہ کشمیر میں پہونچا معلوم ہوا کہ امیرزادہ شہر فرخار میں ثروبین کے گھر میں اُسکی بہن کے پاس ہے فی الفور وہاں سے
ہوا ہوکر اُس ناکارہ کے محل میں پہونچا معدیکرب وغیرہ اُسکے قدموں پر گرے اور شرح حال اُس سے بیان کیا عمرو خاک اُڑاتا
سر پیٹتا وہاں سے امیر کے پاس آیا اور کہا شاہزادہ فرخار ثروبین کے گھر میں ہے مگر زخمی ہے اور آپکو بہت جلد بلایا ہے تاکہ بعد آپ
کے لینے کو آیا ہے امیر فی الفور اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے وہاں جانے پر تیار ہوئے اور فرخار میں جا پہونچے عمرو نے اپنے دلمیں
کہا کہ اگر یکایک امیر پر مرنا امیرزادے کا ظاہر ہوا تو خدا جانے امیر کا کیا حال ہوگا آپکو حد سے زیادہ ملال ہوگا اس سے کچھ بہلا
بہلا کر لیچلنا چاہیے عمرو نے امیر سے کہا کہ تھوڑی دیر کسی باغ میں توقف کیجیے ذرا طبیعت کو آرام دیجیے پھر گلچہرہ کے مکان پر تشریف
لیچلیے امیر عمرو کے کہنے سے ایک باغ میں جا اترے اُس باغ میں ایک گلہ بکریوں کا چرتا تھا عمرو ایک بکری کو ذبح کر کے کباب لگانے لگا
اسی حیلے سے امیر کی طبیعت کو بہلانے لگا گلہ بان نے جو باغ کے اندر دھواں اُٹھتے دیکھا دوڑ کر امیر و عمرو کے سر پر پہونچا اس
کیفیت کو دیکھ کر حیران و متردد باغمیں جلد تر پہونچا دیکھا دو جوان سرکاری بکریوں کا کباب بھون رہے ہیں جلد دوڑ کر فرخار سرشبان
کو کہ وہ باغ و گلہ اُسی کا تھا خبر کی اُسکو جا کر اطلاع دی کہ دو شخص باغ میں کسی طرف سے وارد ہوئے ہیں سرکاری بکریوں کو

ذبح کرکے کباب بھون رہے ہیں عجب طرح کا اُنکا حال ہے گویا اُنھیں کا مال ہے فرخار سر شبان یہ سنتے ہی وہاں سے ہرن ہوا
باغ میں آکر دیکھا تو واقعی دو شخص بیٹھے ہوئے کباب بھون بھون کر کھا رہے ہیں بے تکلف مزا اڑا رہے ہیں بیٹوں کو حکم دیا کہ ان
وحشیوں کو پکڑ لاؤ جلد اُنکے گرفتار کرنیکو جاؤ اُن دونوں نے امیر کے سر پر پہونچکر لٹھ مارے امیر نے بیٹھے بیٹھے لٹھ اُنکے چھین کر ایسا زمین
پر دے پٹکا کہ بیہوش ہو گئے ہوش و حواس اُنکے کھو گئے فرخار آتش غضب سے جل بھنکر کباب ہو گیا فی الفور سات سو منی گرز لیکر
امیر پر دوڑا اور کہنے لگا کہ اے وحشیو معلوم ہوا کہ تم دونوں کی قضا یہاں لے آئی ہے تب تو ملک الموت کی بکری ذبح کر کے
کھائی ہے یہ کہکر امیر پر گرز مارا امیر نے گرز کو پکڑ لیا اُسکا حربہ اپنے اوپر آنے نہ دیا ہر چند اُسنے زور کیا چھڑا نہ سکا گرز کو
اُنکے ہاتھ سے پا نہ سکا ناچار گرز کو چھوڑ کر امیر کا کمر بند پکڑ کے زور کرنے لگا امیر نے بیٹھے بیٹھے فرخار کو اُٹھا کر سرگردان کر کے
زمین پر دے پٹکا کہ بدن اُسکا اُس صدمے سے چور ہو گیا پھر حملہ کرنیکی تاب نہ رہی مجبور ہو گیا تب تو فرخار نے پوچھا اے مرد تو کون ہے
اور تیرا کیا نام ہے سچ بتا کہ تیرا کہاں مقام ہے فرمایا کہ حمزہ بن عبد المطلب لوگ مجھ کو کہتے ہیں سب آدمی تابع فرمان رہتے
ہیں فرخار بولا کہ سوائے حمزہ کے اور کسکی طاقت ہے کہ میری پیٹھ زمین کو لگا دے میرے مقابلے میں آوے امیر نے اسکو مسلمان
کیا اپنی مہربانی سے ممنون احسان کیا چاہتا تھا کہ امیر زادیکے مرنیکی خبر سنا دے ذکر عمرو کے مارے جانیکا زبان پر لائے عمرو نے
اشارے سے منع کیا امیر وہاں سے اُٹھکر آگے کو چلے فرخار بھی اپنے دونوں بیٹوں سمیت امیر کے ہمرکاب ہوا جب شہر کے
اندر گیا یاروں نے امیر کو دیکھا واویلا و مصیبتا کرنا شروع کیا امیر نے پوچھا خیر تو ہے یہ اتنی گریۂ و زاری کیواسطے ہے عرض کی امیر زادہ
ثمین کی بہن کے ہاتھ سے مارا گیا فرمایا کہ اُسکو اُس مغفور کی ماں کے پاس لیجاؤ اور اُس قحبہ کو بھی اُنکے پاس پہونچاؤ اور کہدو
کہ اسی نے تمھارے بیٹے کو مارا ہے عمرو نے گلچہرہ کو لا کے امیر زادیکی ماں کے حوالے کیا اور کہا کہ آپکے فرزند جگر بند کی قاتل یہی ہے
وہ یہ سخن سنتے ہی ہائے پسر کہکے مر گئی یہ خبر آتے ہی اپنی جان سے گذر گئی امیر کو دونا غم و الم پیدا ہوا چالیس دن تک بیٹے کا ماتم
کیا اور امیر زادیکی لاش کو مع گلچہرہ کاؤس حصار میں سعدان کے پاس بھیجا اُسنے اپنی بہن کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا عمرو بن حمزہ
کے خون کا یوں انتقام لیا امیر نے فرمایا کہ اس جائے منحوس کو ویران کرنا چاہیے کہ یہاں بیٹا میرا مارا گیا اسکو ضرور خراب
کرونگا اس مکان کو ہرگز رہنے نہ دونگا یہ کہکر گرز سے دروازے کو پاش پاش کیا اور قلعہ میں گھسکر قتل عام شروع کیا ہرمز
تو چور دروازے سے بھاگ کر مدائن کیطرف روانہ ہوا اور ہمراہیان ہرمز اکثر امیر کے ہاتھ سے مارے گئے اور بعضے مسلمان
ہوئے آخر کشمیریوں پر امیر نے تیغ سنبھالی سب کے قتل کرنیکو تلوار نکالی حاکم نے وہاں کے امیر سے پناہ مانگی امیر نے
اُسکو امان دی رحمدلی سے اُسکی جان بخشی کی اور کاؤس حصار کیطرف راہی ہوئے

پہونچنا ہرمز کا مدائن میں اور فتنہ برپا کرنا حال گرفتاری نوشیرواں کا اور جانا امیر کا نوشیرواں کی رہائی کیواسطے

راوی لکھتا ہے کہ جب ہرمز قلعہ کشمیر سے بھاگ کر مدائن میں گیا معلوم ہوا کہ شداد حبشی نوشیرواں کو پکڑ کے لیگیا ہے

اُسکو اپنے پاس قید کیا ہے بزرجمہر سے جو تدبیر پوچھی بزرجمہر نے کہا کہ بے حمزہ کے گئے مخلصی نوشیرواں کی غیر ممکن ہے
ہرمز نے کہا کہ حمزہ کاہیکو جاویگا وہ ہمارے کہنے سے اپنی محنت و مشقت کیوں اُٹھاویگا بزرجمہر نے کہا کہ اگر تم اپنی ماں
سے خط لکھوا کر بھیجو تو حمزہ شرماکر خواہ مخواہ نوشیرواں کو اُس موذی کے پنجے سے نجات دیگا اُن کے لکھنے پر ضرور عمل
کریگا ہرمز نے اپنی ماں سے جاکر کہا بزرجمہر اسطرح کہتے ہیں آپکی ہمیں کیا رائے ہے انکا مشورہ بجا ہے یا بیجا ہے ملکہ مہر انگیز بانو
نے خط حمزہ کو لکھا کہ اے فرزند دلبند شداد حبشی نے نوشیرواں کو واقعی مدت سے قید کر رکھا ہے اور ہر روز ایک نئی ایذا
دیتا ہے معلوم نہیں کہ وہ مردود نوشیرواں سے کس دشمنی کا انتقام لیتا ہے پس حیف ہے کہ تمہارے ہوتے غیر شخص نوشیرواں
کو تکلیف دے ایسے بادشاہ جمجاہ کو اسطرح سے ذلیل کرے امیر نے خط پڑھ کر فرمایا کہ ہرچند نوشیرواں نے سوائے بدی کے کچھ
میرے ساتھ نہیں کیا مگر میں اُسکے ساتھ نیکی ہی کیے جاؤنگا اُسکو اس قید سے ضرور چھڑاؤنگا اگر وہ اپنی بدی سے ہاتھ نہیں
اُٹھاتا تو میں اپنی نیکی سے کاہیکو دستبردار ہوں وہ اگر بدکار ہے تو میں نیکوکار ہوں امیر مقبل کو ساتھ لیکر حبش کیطرف
روانہ ہوئے ہرچند عمرو نے منع کیا لیکن نہ مانا اس کام کا کرنا بہت مناسب جانا ناگاہ حبش میں پہونچے متصل شہر کے
ایک باغ میں اُتر کر گھوڑے کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور حصول مقصود میں تامل اور اندیشہ کیا شب کو مقبل سے کہا کہ عیار بنکر
شداد کے دربار میں جائیے اور نوشیرواں کو چھڑا لائیے مقبل نے کہا جیسی صلاح دولت ہو ویسا کیجیے جس صورت سے
ممکن ہو نوشیرواں کو رہائی دیجیے امیر نے لباس شب روی کا پہنا اور کمند خضری قلعہ کے کنگرے پر اٹکا کے اوپر چڑھے اور
دیکھا کہ شداد تخت پر سوتا ہے اور شراب و کباب و نقل و میوہ تخت کے نیچے خوانوں میں دھرا ہے اور نوشیرواں تخت کے سامنے
ایک پنجرۂ آہنی میں ہے نگہبان جو غرائے اُنکو مانع ہوئے امیر نے اُنکو قتل کیا اور کباب و شراب و میوہ نوشجان فرماکے ایک پرچہ
کاغذ پر لکھا کہ میں آیا اور کباب و شراب و میوہ کھاکر نوشیرواں کو چھڑا لے گیا تمہاری قید سے اپنے شفیق مہربان کو چھڑا لے گیا اور
اُس کاغذ کو شداد کے پہلو میں رکھکر نوشیرواں کو پنجرے سمیت مقبل کے پاس لائے اور فرمایا کہ تم اس سے خبردار رہنا اور طرح
ہوشیار رہنا میں گھوڑیکو ڈھونڈھنے جاتا ہوں کوئی گھوڑا صبا رفتار انکے لیے لاتا ہوں امیر تو گھوڑے کے ڈھونڈھنے کو گئے
ادھر شداد جاگا تو دیکھا نوشیرواں پنجرے سمیت غائب ہے اور نگہبان گردن کٹے پڑے ہیں متحیر ہوا کہ یہ کسکا کام ہے ناگاہ نگاہ
اُس پرچہ کاغذ پر پڑی اُسکو پڑھکر آگ بگولا ہوگیا فوراً چار ہزار سوار جرار ہمراہ اپنے لیکر امیر کی تلاش میں نکلا پھرتے پھرتے
باغ میں جو گیا دیکھا کہ نوشیرواں کا پنجرہ رکھا ہوا ہے نوشیرواں سے پوچھا کہ حمزہ کہاں ہے نوشیرواں نے کہا کہ مجھکو
نہیں معلوم اتنا جانتا ہوں کہ وہ اپنا گھوڑا ڈھونڈھنے کو گیا ہے شداد نوشیرواں کو قید سے مخلصی دیکے امیر کے ڈھونڈھنے
کو نکلا اثناء راہ میں مقبل کو دیکھا کہ گھوڑا چلا آتا ہے نہایت بیدھڑک چلا آتا ہے بولا کہ اے چور اب تو مجھ سے کب بچ کے جا سکتا
ہے بھلا اب میرے ہاتھ سے اپنی جان بچا سکتا ہے مقبل گھوڑے کو ہلکا کرکے بھاگا شداد کے سواروں نے سات سو حلقے کمند
کے پھینک کر گھوڑیکو مع مقبل اسیر کیا مقبل کو حمزہ سمجھ کر اشقر کے ساتھ مضبوط باندھا مقبل نے کہا میرا نام مقبل ہے

حمزہ میں نہیں ہوں اگر تمھیں یقین نہیں ہے تو میں قسم کھا کر کہوں شداد نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے حمزہ ریگستان میں پھنسا یقیناً پیاس کے مارے مرگیا ہوگا گرمی کی شدت سے بے شبہہ جان سے گذر گیا ہوگا اسمیں شام ہوگئی شداد اپنے مکان میں جاکر شراب پی کر سو رہا صبح کو نوشیرواں کو لیکر کاؤس حصار کیطرف روانہ ہوا یہ خیال کہ حمزہ تو مرگیا ہوگا میں حمزہ کے فرزندوں کو مار کر مہرنگار کو اپنے تصرف میں لاؤں اُسکی صحبت سے مزہ طبیعت کا اُٹھاؤں اُسنے تو ایسا ارادہ فاسد کیا اور امیر واقع میں بقول شداد راہ بھول کر ریگستان میں جارہے تھے تنہائی اور دھوپ کی شدت اور پیاس کی تکلیف سے نہایت گھبرا رہے تھے جدھر دیکھتے تھے سوائے ویرانے کے کچھ نظر نہیں آتا تھا اور سایہ کا نام و نشان وہاں نہ تھا جہانتک تا نگاہ جاتا تھا شب کو عمرو بن امیہ ضمری نے امیر کو خواب میں سراسیمہ و حیران ریگستان میں پھرتے دیکھا سرگشتہ و پریشان ایک بیابان میں پھرتے دیکھا صبح کو یاروں سے خواب بیان کرکے کہا کہ تم لوگ ہوشیار رہنا ہر طرح سے خبردار رہنا میں امیر کی خبر کو جاتا ہوں اُن کی خیر و عافیت لاتا ہوں یہ کہکر چلتا ہوا اثناء راہ میں لشکر دیکھا معلوم ہوا کہ شداد حبشی نوشیرواں کو لیکر بطمع مہرنگار کاؤس حصار کیطرف جاتا ہے اور حمزہ ریگستان میں سراسیمہ ہے اور غلام اُسکا مع مرکب شداد کی قید میں ہے عمرو یہ خبر بد سنکر اور بھی پریشان ہوا جلد ریگستان میں پہونچا سات شبانہ روز عمرو امیر کو ڈھونڈھا کیا آٹھویں دن ہتھیار امیر کے پڑے پائے وہاں اُنکے نشان قیام کچھ نظر آئے اُسی نواح میں پکار پکار کے کہنے لگا کہ حمزہ کدھر ہو اگر زندہ ہو تو جلد جواب دو میں تم کو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے یہانتک پہونچا ہوں برائے خدا اپنے حال سے مجھکو آگاہ کرو امیر عمرو کی آواز سنتے تھے مگر شدت تشنگی سے بآواز بلند عمرو کو جواب نہ دے سکتے تھے پڑے پڑے آسمان کو تکتے تھے آخر رفتہ رفتہ عمرو امیر کے پاس پہونچا دیکھا کہ تشنگی سے آنکھیں امیر کی نکل آئی ہیں زبان میں کانٹے پڑگئے ہیں شدت ضعف سے غش میں پڑے ہیں عمرو امیر کو دیکھ کر بہت رویا اور جلد ایک جام شربت کا زنبیل سے نکالکر امیر کے حلق میں قطرہ قطرہ چوایا بارے امیر نے آنکھیں کھولدیں اور اُنکو کچھ ہوش آیا عمرو سے شکایت تشنگی کی عمرو نے ایک جام اور شربت کا پلایا امیر کے حواس درست ہوئے سلاح بدن میں لگا کر وہاں سے حبش میں آئے دیکھا مقبل و اشقر بندھے ہوئے ہیں اشقر نے امیر کو دیکھ کر اپنے دست و پا کے بند توڑ ڈالے امیر اشقر پر سوار ہوئے شہر میں جانیکو تیار رہوے مقبل و عمرو کو ساتھ لیکر شہر میں گھسے چوکیداروں نے شداد کے بیٹے کو خبر دی اُنکے پہونچنے کی اطلاع کی وہ ہزار سوار لیکر امیر کے سر پر پہونچا امیر نے کہا کہ او ناخلف ایک مرتبہ تو تو جانتا ہے کہ تیرے باپ کو حلقہ بگوش کرچکا ہوں تو اُسپر مجھ سے بے ادبی کرتا ہے اپنی بدذاتی سے نہیں گذرتا ہے اُسنے کچھ نہ سنا تلوار کمر سے کھینچکر امیر کے سر پر چلائی امیر نے تلوار اُسکی چھین کر ایک مکا اس زور سے مارا کہ زمین پر بیٹھ گیا عمرو نے امیر کے حکم سے اسکو باندھ لیا جھٹ پٹ اُسکو قید کیا اُسنے امیر سے کہا کہ آپنے مجھے کیوں باندھا ہے مجھے آپکی اطاعت منظور ہے آپکی نافرمانی کروں یہ میرا کیا مقدور ہے امیر نے اُسے کلمہ پڑھایا وہ بصدق دل مسلمان ہوا خدا اور رسول پر ایمان لایا اور امیر کو قلعہ میں لیجاکر جشن کیا تین دن تک امیر وہاں رہے چوتھے دن کاؤس حصار کیطرف روانہ ہوئے شداد جو نوشیرواں کو لیکر کاؤس حصار کو گیا تھا اُسنے اثناء راہ میں ہرمز کو لکھا کہ میں حمزہ کو مار کر

نوشیرواں کو ساتھ لیے ہوے کاؤس حصار کیطرف جاتا ہوں تم بھی زوبین کو ہمراہ لیکر مع فوج جلد اپنے کو پہونچاؤ جسطرح
ہو جلد آؤ کہ مسلمانوں کو قتل کر کے مہر نگار کو اپنے قبضے میں لاؤں اپنے قبضہ پاؤں ہرمز اس نوشتہ کو دیکھ کر فوراً مع زوبین و
فوج روانہ ہوکے چند روز میں کاؤس حصار پہ پہونچکر خدمت نوشیرواں سے مشرف ہوا شداد نے اُسی دم نقارہ
جنگ کا بجوا کر شبرنگ کو کہ ایک سو بیس من کا نعل اُس کے پاؤں میں باندھا جاتا تھا اور نفس لا امر میں گھوڑا بمثل و بے مانند
تھا میدان میں کودا کر کہا کہ اے عربو میں شداد ابو عمرو حبشی ہوں حمزہ کو مار کر برضامندی نوشیرواں مہر نگار کے لینے کو
آیا ہوں اُسی کے حکم سے میں لشکر لایا ہوں تم کیوں اپنی ناحق جان دو گے اولیٰ یہ ہے کہ تم جیتی جان اپنے گھر کا رستہ لو اور اگر قضا تمہارے
سر پر کھیلتی ہے تو مجھ سے مقابلہ کرو لندھور اُسکے سامنے آیا شداد نے ایک گرز تولکر لندھور کے سر پر مارا کہ عاجز ہو جائے تاب مقابلے
کی نہ لائے لندھور نے اُسکے گرز کو رد کر کے اس زور سے گرز مارا کہ گھوڑا اُسکا چاروں پاؤں سے زمین میں دھنس گیا گویا دلدل میں
پھنس گیا شداد گھوڑے سے کود کر لندھور سے گرز بازی کرنے لگا جب گرز بازی سے سر نہ ہوا کوئی زخم اسپر کارگر نہوا تلوار کھینچکر ایسا ہاتھ
لندھور کے شانے پر لگایا کہ لندھور نے زخم کاری کھایا لیکن لندھور نے باوجود زخمی ہونیکے شام تک لڑائی سے ہاتھ نہ کھینچا اُسکے سامنے سے
پاؤں نہ ہٹایا آخر شداد نے طبل بازگشت بجوایا لڑنیسے جی چرایا لڑائی موقوف کر دیا لشکر حکم سنا یا دونوں لشکر اپنے اپنے خیموں میں گئے دوسرے دن
فرہاد بن لندھور نے شداد کا مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا اسیطرح کئی پہلوان اُسدن شداد کے ہاتھ سے مجروح ہوے جو بارادہ جنگ سامنے آیا
وہ ٹھہر نسکی تاب نہ لایا فرخار نے دیکھا کہ شداد چند پہلوانونکو زخمی کر کے پھولا نہیں سماتا ہے کسیکو مارے غرور کے خیال میں نہیں لاتا ہے اپنے
گھوڑے کو میدان میں نکالا لڑنے کیواسطے نیزہ سنبھالا شداد نے پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے فرخار بولا کہ میرا نام فرخار شیر ساماں
ہے میرا مثل شجاعت میں مرد لاور ہی میرے کہاں ہے رہنے والا شہر فرخار کا ہوں بیٹا بڑے پہلوان نامدار کا ہوں لیکن یہ کہتا ہی شداد نے فرخار پر گرز کا
وار کیا اُسنے رد کر کے سات سو من کا گرز اپنا اس زور سے مارا کہ دونوں لشکر اسکی آواز سے چونک پڑے اور تعریف کرنے لگے اگر شداد خالی نہ دیتا تو ہڈیاں
اسکی ریزہ ریزہ ہو جاتیں کسیکی نظر میں بھی نہ آتیں شام تک دونوں سے جنگ رہی مگر کوئی کسی سے مجروح نہوا شداد نے طبل بازگشت بجوایا
دونوں لشکر میدان سے پھرے دوسرے دن پھر شداد و فرخار سے جنگ ہوئی شداد نے عاجز ہو کر کہا کہ تو لڑچکا جا اب اور کسی کو بھیج
فرخار بولا کہ میں بے تیرے مارے کب جاتا ہوں تیرے قتل کیے بغیر کب چین پاتا ہوں آخر شداد اُسکے آگے سے بھاگ کھڑا ہوا فرخار نے اُسکے
لشکر تک اُسکا تعاقب کیا اسمیں شام ہوگئی دونوں لشکر اپنے خیمہ گاہ پر گئے صبح کو پھر شداد و فرخار سے مقابلہ ہوا تمام دن باہم دیگر لڑا کیے
آپسمیں تیغ بازی کیا کیے قریب شام فرخار نے قابو پا کر ایسی تلوار شداد پر لگائی کہ شداد کا بازو کٹ کے زمین پر گر پڑا اور اسکی آنکھوں میں تاریکی چھائی
دوسرا ہاتھ فرخار لگایا چاہتا تھا کہ شداد نے بھاگ کر اپنے لشکر میں پناہ لی اُسکے مقابلے سے وپوشی کی فرخار مظفر و منصور اپنے
خیمے میں داخل ہوا اُسکی فتحیابی سے سب کو اطمینان حاصل ہوا اُس دن سے جنگ موقوف ہوئی اتفاقاً ایک عیار نے کہ نام اسکا
گلیم پوش نے نوشیرواں سے کہا اگر حکم ہو تو عرب کے ایک ایک سردار کا سر کاٹ لاؤں سب کو ملک عدم دکھاؤں نوشیرواں
نے کہا اس سے کیا بہتر ہے اُسی دن نصف شب گذرے وہ عیار عرب کے لشکر میں پہونچکر قباد شہریار کے خیمے میں گیا دیکھا کہ دو عیار

ظفر و فتح نامے قباد کے گرد پھر رہے ہیں گلیم اُنکی آنکھ بچا کر ایک طرف کا پاٹرہ اُکھیڑ کے خیمے کے اندر گیا اور قباد کو غفلت میں پا کر خنجر سے سر کاٹ کر خیمے سے نکلا عیاران عمرو نے کہ طلایہ پھر رہے تھے اُسکو گرفتار کیا اُسکو نکلکر جانے نہ دیا قباد کا سر اُسکے ہاتھ میں دیکھ کر شور و فغاں کرنے لگے سرداران عرب اپنے اپنے خیمے سے نکلکر قباد کے خیمے میں آئے سب جمع ہوکر تشریف لائے دیکھا کہ قباد بے سر پلنگ پر پڑا ہے لشکر اسلام میں اُسیدم آثار قیامت کے قائم ہوگئے چاروں طرف شور و نوحہ و ماتم ہوا سب چھوٹوں بڑونکو نہایت رنج و غم ہوا مہر نگار نے جو سنا اُسکا ایسا حال ابتر ہوا آتش غم سے اُسکا کباب دل و جگر ہوا کہ کسیکا حال اپنے بیٹے کے غم میں ایسا بہت کم ہوا ہوگا صبح کو گلیم کے ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے نوشیرواں نے جو یہ خبر سنی اُسنے بھی نواسے کا ماتم کیا حد سے زیادہ غم کیا چالیس دن تک دونوں لشکروں میں قباد کا ماتم رہا بڑا رنج و الم رہا بعد چہلم کے دونوں لشکروں میں صف آرائی ہوئی خوب لڑائی ہوئی اُسدن بھی شداد و فرخار سے لڑائی ہونے لگی کہ جنگل کیطرف سے گرد اُڑی عیار خبر لائے کہ امیر و عمرو آتے ہیں بڑے لاؤ لشکر سے تشریف لاتے ہیں فرخار جنگ موقوف کرکے مع سرداران دیگر امیر کے استقبال کیواسطے گیا ادھر شداد فرصت پاکر مفرور ہوا اُسکو وہاں ٹھہرنا پھر نہ منظور ہوا امیر نے بعد از ملاقات یاران فرخار سے پوچھا کہ شداد کہاں ہے آج کیوں نہیں نعرہ زن ہے فرخار نے کہا کہ میدان میں چھوڑ کر آیا تھا میں نے تو اُسکو میدان میں پایا تھا امیر نے ہر چند رزمگاہ دیکھا کی لیکن شداد نظر نہ آیا کہیں اُسکا پتہ نہ پایا فرمایا کہ معلوم ہوا امیر کے آنے سے وہ بھاگا سوار ہوکر اُسکے پیچھے چلے شداد تو دور نکل گیا تھا اشقر سے زبان حبشی میں کہا کہ بیٹا جلد اس موذی تک پہونچ اشقر نے جو پرواز کی دم مارنے میں شداد کے متصل پہونچا اُسنے دیکھا کہ حمزہ سر پر آپہونچا اب صورت بھاگنے کی کہاں ہے معلوم ہوا کہ اب موت آگئی آنکھوں میں اندھیری چھاگئی ایک بتخانہ کا مٹھ اُسکو دکھائی دیا جان بچانیکو مٹھ میں گھسنے لگا کہ اُنکے ہاتھ سے نجات پائے کسی طرح اپنی جان بچائے امیر نے مرکب کو آسن سے دبا کر لچھا کمند کا اُسکے گلے میں ڈالا لندھور بھی آپہونچا امیر نے کمند اُسکے ہاتھ میں دیکر فرمایا کہ اے خسرو ہند اسکو کھینچو لندھور نے جو کھینچا شداد کی روح جہنم میں پہونچی کمند کی رسی ایسی گلے میں پھنسی کہ اُسیدم جان فنا ہوئی وہ کشش اُسکے حق میں دام بلا ہوئی امیر نے شبرنگ گھوڑا شداد کا لندھور کو عطا کیا لندھور نے عرض کی کہ حقیقت میں یہ گھوڑا آپ کی سواری کے قابل ہے اتنے میں عمرو بھی پہونچا شداد کا سر کاٹ کر نیزے پر چڑھایا اور امیر مظفر و منصور یاروں سے باتیں کرتے ہوئے آہستہ آہستہ وہاں سے چلے کہ پھر کوئی اُنکے مقابلے کو نہ آیا ادھر زوبین نے دیکھا کہ مطلع صاف ہے سوا مہر نگار کے لشکر میں کوئی نہیں ہے چلیے مہر نگار کو لے آئیے ایسے وقت میں اسیر قابو پائیے یہ منصوبہ کرکے لشکر اسلام میں گھسا چند دربان جو در خیمہ پر تھے اُنکو مار کر مہر نگار کی بارگاہ تک جا پہونچا اُسکی بارگاہ خاص میں آپہونچا مہر نگار نے اسقدر تیر اُسکے سینۂ پر کینہ پر مارے کہ سینہ اُسکا خانۂ زنبور ہوگیا زوبین نے جانا کہ یہ میری راضی نہیں ہے کھسیانا ہوکر ایک وار تلوار کا مہر نگار کے جسم نازنین پر لگایا دوسرا ہاتھ چاہتا تھا کہ مارے امیر اُسکے سر پر جا پہونچے زوبین نے بھاگنے کی فرصت نہ پائی ناچار ہوکر امیر پر بھی ایک وار کیا امیر نے اُسکے وار کو رد کرکے ایک ہاتھ ایسا بھاگتے میں اُسکے لگایا کہ سر کو گدی کو پیٹھ کی ہڈی کو کاٹ کر شرمگاہ کی ہڈی کو جا ملا وہ تو اُسی جگہ ڈھیر ہوا

امیر اپنے لشکر میں آئے محل میں جاکر دیکھا کہ مہر نگار قریب بہلاکت ہے فی الفور عمر وکو بھیجا کہ خواجہ بزرجمہر کو لے آؤ مہر نگار کا حال اُنکو دکھاؤ عمرو تو خواجہ کے لانے کیواسطے گیا ادھر مہر نگار جان بحق تسلیم ہوئی حوروں کے ساتھ جنت میں مقیم ہوئی امیر ایک آہ کا نعرہ مارکر بیہوش ہو گئے ایک ساعت کے بعد ہوش آیا تو دیوانہ وار کبھی ہنستے تھے کبھی روتے تھے اُسکے فراق میں اپنی جان کھوتے تھے عمرو جو بزرجمہر کو لیکے آیا دیکھے تو مہر نگار میں دم نہیں اور امیر اُسکے غم میں مجنون ہوگئے ہیں بزرجمہر سے گھبرا کر کہنے لگا کہ یا حضرت یہ کیا ہوا کسی طرح تو امیر کا جنون دفع کیا چاہیے انکو حالت اصلی پر لایا چاہیے بزرجمہر نے کہا اے عمرو آج کے اکیسویں دن امیر آپ سے آپ اچھے ہوجائینگے خود بخود صحت پائینگے تو غم نہ کر امیر ایک تابوت مہر نگار کے لیے اور دوسرا قباد شہریار کے لیے تیسرا عمرو کیواسطے تیار کرواکے مکہ کیطرف روانہ ہوئے ہمراہ اُنکے یگانہ و بیگانہ ہوئے ہرگاہ مکہ کے متصل پہونچے امیر نے ایک میدان خوش فضا میں قبریں کھدواکے تینوں تابوت دفن کیے اور وہیں شب باش ہوئے شہر میں جانا خوش نہ آیا اسیواسطے جنگل میں مقام فرمایا راوی لکھتا ہے کہ اکیس دن گذر گئے تھے بائیسویں شب تھی کہ امیر نے حضرت ابراہیم کو خواب میں دیکھا اور جام شراب کا اُنکے ہاتھ سے پیا حضرت نے امیر سے یہ ارشاد کیا کہ اے فرزند ایک عورت کیواسطے حال زبوں کرنا دانائی سے بہت بعید ہے اگر تو زندہ ہے تو اُس سی ہزاروں ملجائینگی مہر نگار سے بہتر اور افضل تیری خدمت میں آئینگی امیر کی جو آنکھ کھل گئی عمرو بن اُمیہ سے پوچھنے لگے کہ میں کہاں ہوں اور مجھ کو کیا ہو گیا تھا سچ بتا کہ میرا حال کیا تھا عمرو نے تمام کیفیت بیان کی اُنپر جو گذرا تھا اُس سے اطلاع دی امیر نے عالم رویا میں جو کچھ دیکھا تھا سب کے روبرو بیان کیا یاروں نے کہا یا حضرت آپ اُنکے فرزند ہیں اگر وہ سمجھانے نہ آویں تو کون آوے یہ ممکن ہے کہ کوئی اپنی اولاد کا غم نہ کھاوے امیر نے کہا کچھ ہو میں نے مہر نگار سے وعدہ کیا تھا اُسکے وفا کرنے کے واسطے مہر نگار کی قبر کی مجاوری ضرور کرونگا اُسی کی قبر پر بیٹھے بیٹھے مرونگا تم لوگ اپنے اپنے گھر چلے جاؤ برائے خدا اب مجھے مت ستاؤ ہرچند عمرو نے بھی سمجھایا لیکن اُسکا سمجھانا اُنکے خیال میں نہ آیا سب کو رخصت کرکے سعد بن عمرو اپنے پوتے کو تخت پر بٹھا کے مصر کیطرف روانہ کیا عمرو نے کہا کہ یا امیر مجھ کو تو اپنے سے جدا نہ کرو اپنی جدائی کا داغ مجھے نہ دو امیر نے فرمایا کہ مقبل کا رہنا میرے پاس کفایت کرتا ہے دوسرے شخص کی مجھے حاجت نہیں تمھارے رہنے کی کچھ ضرورت نہیں جب سب رخصت ہوے امیر نے سر منڈوایا فقیروں کا سا حال بنایا اور ایک کفنی پہنکر شب و روز قبر مہر نگار کی جاروب کشی کرنے لگے وہیں اوقات بسر کرنے لگے ہرگاہ نیند کا غلبہ ہوتا مہر نگار کی قبر کے پائنتی پڑ رہتے

پہونچنا قارون بن فرہد عکہ ورکلیات بن گلیم عیار کا امیر کے پاس اور گرفتار کرکے لیجانا امیر اور مقبل کا

راویان خوش تقریر و دبیران صاحب تحریر کمیت قلم کو اسطرح میدان بیان میں جولان کرتے ہیں کہ ملکہ مہر نگار کی قبر پر امیر کے بیٹھ رہنے کی خبر تمام دیار و امصار میں پہونچی ہر طرف سے سرکشان روزگار نے سر اُٹھایا مفسدوں نے فساد کرنیکا موقع پایا اور امیر کے قتل

کرنیکے درپے ہوے چنانچہ قارون بن فرہد عکہ کہ اپنے زور کے روبرو رستم کے افسانے پر چشمک کرتا تھا آدمی تو کیا دیوؤں سے بھی نہیں ڈرتا تھا بعزم قتل امیر بافوج کثیر اپنے گھر سے روانہ ہوا اثناء راہ میں کلیات بن گلیم عیار قاتل قباد شہریار سے ملاقات ہوئی پوچھا کہ تو کہاں جاتا ہے کس قصد سے یہ مصیبت سفر اُٹھاتا ہے بولا کہ میرے باپ کو حمزہ کے رفیقوں نے مار ڈالا ہے گویا میرا کلیجہ نکالا ہے سو بالفعل میں نے سُنا ہے کہ حمزہ قبر مہر نگار پر کمر کھولکر بیٹھا ہے اُسکے مارنے کو جاتا ہوں یا قتل کرتا ہوں یا قید کرکے لاتا ہوں قارون نے کہا کہ میں بھی اسی ارادے سے گھر سے نکلا ہوں بہتر ہے کہ تو میرے ساتھ چل کہ ہم تم دونوں اس کام کا انجام کریں اُسنے قبول کرکے منزلیں طے کرنی شروع کیں چند روز میں مکہ کے متصل پہونچے کلیات نے قارون سے کہا کہ تم اس جا پر خیمہ زن ہو کیونکہ اگر حمزہ تم کو اس لشکر جرار سے دیکھے گا تو ہوشیار ہو جائیگا پھر مشکل سے قابو میں آئیگا اور بھی تدبیر اسکی سہل ہے قارون وہیں اُتر پڑا کلیات بلباس درویشانہ روضۂ مہر نگار پر گیا دیکھا کہ امیر سر نہوڑائے گوشۂ قبر پر بیٹھے ہوے ہیں جا کر سلام کیا امیر نے پوچھا تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور مطلب کیا ہے خود آیا ہے یا کسی نے بھیجا ہے بولا کہ میں فقیر سیاح ہوں بیت المقدس سے آتا ہوں چاہتا ہوں چند روز کی حیات جو باقی ہے اُسکو آپ کی خدمت میں بسر کروں رات دن یہیں رہوں امیر نے فرمایا کہ میری خدمتگزاری کیواسطے ایک مقبل بس ہے اور دوسرے کی ضرورت نہیں ہے بابا مجھے کسی کی حاجت نہیں ہے کلیات بولا کہ میں تو حضور کے قدم چھوڑ کر کہیں جانیکا نہیں اب یہاں سے ہرگز قدم اُٹھانیکا نہیں امیر ناچار چپ ہو رہے تھوڑی دیر کے بعد مقبل نے دسترخوان بچھایا جو کچھ پکایا تھا سامنے لایا امیر نے اُسکی بھی صلاح کی تینوں شخص ملکر کھانے لگے جب امیر نے پانی مانگا کلیات نے اُٹھکر آب داروے بیہوشی آمیختہ امیر و مقبل کو پلایا اُن دونوں کو اپنی چالاکی سے بیہوش بنایا اور آپ بحیلہ استنجا وہاں سے چلتا ہوا قارون سے آکر کہا کہ جلد سوار ہو جیے میرے ساتھ چلنے پر تیار ہو جیے میں حمزہ و مقبل کو داروے بیہوشی پلا آیا ہوں اُنکو غافل بنا آیا ہوں قارون عکہ کلیات کیساتھ مہر نگار کے روضے پر گیا اور تلوار کھینچکر امیر کے مارنے پر مستعد ہوا مقبل دیکھ کر اسیر دست بقبضہ ہو کر دوڑا چرخ کھا کے زمین پر گر پڑا امیر نے قارون عکہ کو دیکھ کر چاہا کہ ایک گردنی دیویں اُٹھنا تھا کہ دوران سر نے زمین پر گرا دیا اُسپر حربہ کرنیکا قابو نہ پایا قارون نے مقبل و امیر کو قید آہن سے مسلسل کسکر باندھا اور اپنے لشکر میں لیجا کر رفع بیہوشی کرکے امیر کو کلمات سخت کہکر کہا کہ او عرب بے سرمایہ تیری یہ قدرت ہے کہ میرے باپ کو مارے اور سلاطین روزگار کو مار کے زبردستی داماد نوشیرواں کہلاکے فرمانروائی کرے یوں بے کھٹکے بادشاہی کرے دیکھ تو اب تجھ کو کس ایذا سے مارتا ہوں دیکھ تو تجھ کو کس گھاٹ اُتارتا ہوں امیر نے فرمایا کہ او کمبخت فی الحقیقت میں نے اُن سلاطین روزگار کو کہ جنھوں نے میرا مقابلہ کیا اور زیر ہو کر مسلمان نہوے تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور تو مجھ کو کیا ماریگا میری مرگ خدائے عزوجل کے حکم پر موقوف ہے نہ کہ تجھ جیفہ خوار کے ہاتھ میں ہے معلوم ہوا کہ تو سخت بیوقوف ہے قارون نامرد اپنے ہاتھ سے امیر کو چابک مارنے لگا امیر نے فرمایا کہ او گبر اتنا مار کہ تو بھی برداشت کرسکے وہ خیرہ سر بولا کہ مجھکو کون مار سکتا ہے یہ کہکر امیر کو ہمہ تن چابک سے مجروح کیا ایسا صدمۂ عظیم دیا اور نشتر کی کھال کھینچکر نمک چھڑکا اور ایک شبانہ روز تک امیر کو

اسمیں لپیٹ رکھا دوسرے دن بدستور وزرا دل امیر کو چابک رکے تازہ چمڑے میں نمک چھڑک کر لپیٹ دیا اور ایک ستون ایک سو بیس گز کا بنوا کر جا بجا زنگوے نصب کیے اور سر ستون پر امیر کو لٹکا دیا اور دستور رکھا کہ ہر روز امیر کو اتار کے تازیانوں سے مجروح کرتا اور تازہ چمڑے میں نمک چھڑک کے لپیٹتا اور حقابین ستون پر لٹکا دیتا امیر سے اپنے بزرگوں کا اسطرح سے انتقام لیتا چند روز کے بعد نوشیرواں کو اس کیفیت سے مطلع کیا نوشیرواں نے اپنے ندیموں سے پوچھا کہ کیا صلاح ہے آیا امیر کو قتل کراؤں یا اسکو رہائی دیواؤں بعضوں نے ایک زبان ہوکر کہا کہ اب تو ملکہ مہرنگار بھی زندہ نہیں ہے کہ جسکا پاس حضور کریں ہمارے نزدیک تو مناسب یہ ہے کہ حضور خود تشریف لیجا کر اپنے روبرو اس عرب کو سزا دیویں جیسا آپ کے ساتھ اس نے کیا ویسا ہی آپ بھی اسکو ذلیل کریں نوشیرواں بے ایمان ان ناعاقبت اندیشوں کی رائے کو صائب سمجھ کر مع لشکر مکہ کیطرف روانہ ہوا چند روز میں منزل مقصود پر پہونچکر قارون عکہ پر بہت سی مہربانی کی اور ہر روز امیر کو تازیانے لگوا کر اپنے روبرو ایک پوست تازہ نمک پاشیدہ میں لپٹوا کر ستون کی چوٹی سے لٹکواتا اُسنے اس بدسلوکی سے پیش آتا ساکنان مکہ پر دست ستم دراز کرتا ہر روز نئی طرح کے ظلم کرنا آغاز کرتا یہ خبر کسی سوداگر سے عمرو کو کہ ایک جہاز پر سوار تھا پہونچی عمرو تو اُسیدم جہاز پر سے اُتر کے مکہ کیطرف روانہ ہوا امیر کا یہ حال خراب سنکر نہایت مضطرب بلکہ دیوانہ ہوا یہاں خواجہ عبد المطلب نے امیر کے پہلوانان و رفیقان قدیم کو بیان حال نامے لکھکر طلب کیا سب نے امیر کا ایسا حال سنکر بہت عجب کیا اور ایک خط امیہ ضمری پدر عمرو عیار کو دیکر کوہ کرب کیطرف بھیجا کہ انکو بھی اطلاع ہوجاوے ہر شخص انکی مدد کرنیکو آئے ناگہاں اثنا راہ میں کلیات بن کلیم عیار نے امیہ ضمری کو گرم رفتار دیکھا بصورت سے اسکو چالاک ہوشیار دیکھا سوچا کہ امیہ ضمری کی گرم رفتاری خالی از علت نہیں ہے یہ جلدروی اسکی بے حکمت نہیں ہے کچھ دال میں کالا ہے اور اگر نہیں تو میں اپنے باپ کا بدلا لونگا دشمن کو مار کے اپنی طبیعت خوش کرونگا امیہ ضمری کو گرفتار کرکے نوشیرواں کے پاس لیگیا نوشیرواں نے اس سے بزور شلاق پوچھا کہ سچ کہہ تو کہاں جاتا ہے کس کے پاس سے آتا ہے جان تو بڑی پیاری ہوتی ہے اس نے جانا کہ بتا دینے سے چھوٹ جاؤنگا ان ظالموں کے ہاتھ سے نجات پاؤنگا وہ خط جو جوتے میں رکھے ہیے جاتا تھا نوشیرواں کے حوالے کیا بے غور و تامل اس کو دیدیا نوشیرواں نے خط پڑھکر امیہ ضمری کو قتل کیا اس کے قتل کا وبال اپنی گردن پر لیا بختک نے کلیات سے کہا کہ اے کلیات تو جانتا ہے کہ امیہ ضمری عمرو کا باپ ہے تو نے امیہ ضمری کو قتل کرایا ہے یہ کام بُرا تیری ذات سے ظہور میں آیا ہے اب ذرا عمرو سے ہوشیار رہنا اُسکے غضب سے خوب خبردار رہنا کلیات بولا کہ میں نے عمرو سے بہتیر ذکو تعلیم کیا ہے اُسکی عیاری مجھ سے نہیں چل سکے گی اُسکو بھی یہی شربت پلاؤنگا اُسکو بھی اُسی کے پاس پہونچاؤنگا ذرا آتو لیوے وہ اپنے کو یہانتک تو پہونچاوے قضائے کار دوسرے ہی دن عمرو مکہ میں پہونچا اور اپنے باپ کے مارے جانے سے مشرح مطلع ہوا کلیات نے عمرو کے آنیسے آگاہ ہوکر اپنے عیاروں کو حکم دیا کہ جہاں عمرو کو پاؤ باندھ کے لے آؤ ہر شخص عمرو کے درپے ہوا ایک دن کلیات نے عمرو کو جاتے دیکھا فوراً اُسکے پیچھے دوڑا شتابہ بھی آگے آگے تو عمرو گرم رفتار تھا پیچھے پیچھے اُسکے کلیات تیز قدمی سے جاتا تھا عمرو نے

ایک پھول داروے بیہوشی آمیختہ زنبیل سے نکالکر اثنائے راہ میں پھینکدیا کلیات نے اُس پھول کو زمین سے اُٹھاکر سونگھ لیا
سونگھنا تھا اور بیہوش ہوتا تھا عمرو نے آکر سر اُسکا کاٹ لیا اور وہاں سے عقابین کے نیچے آیا دیکھتا کیا ہے کہ مقبل
بندھے ہوئے پڑے ہیں عمرو نے سلام علیک کی مقبل نے عمرو کی آواز سنکر بہت خوش ہوکے جواب سلام علیک کا دیا اور کہا
کہ اے چراغ لشکر عرب ایک تیرے نہ ہونے سے اس اندھیر میں ہم اور امیر گرفتار ہوئے اور اسقدر مجبور و ناچار ہوئے عمرو بولا
کہ اب غم نہ کھاؤ میں تم کو اور امیر کو چھڑاتا ہوں تم کو اس بلا سے رہائی دلواتا ہوں یہ کہکر مقبل کی قید بدن سے جدا کی اور کلیات
عیار کے سر کو عقابین پر لٹکا کے ستون پر چڑھ گیا جہاں گھنٹے لگے تھے انمیں روئی بھردی کہ آواز نہ دیویں جب امیر کو جاکر سلام کیا امیر
بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ دیکھنا گھنٹہ نہ ہلنے پائے اسکی آواز انکے کان تک نہ جائے عمرو نے کہا کہ میں نے گھنٹوں کے منہ کو روئی
سے بند کردیا ہے اُن سب کو بے آواز کیا ہے مگر ایک گھنٹہ جو امیر کے سر پر تھا اُسکو عمرو نے نہ دیکھا تھا وہ دہن کشادہ تھا جب امیر کو
عمرو اُتارنے لگا وہ گھنٹہ عمرو کے سر سے لگ کر بولا کفار اُسکی آواز سنکر چہار جانب سے دوڑے اور تیر مارنے لگے عمرو ستون پر سے
کود کر غائب ہوگیا کفار جو ستون کے نیچے آئے کلیات عیار کا سر ستون سے بندھا دیکھکر قارون کو خبر دی اُسکو کلیات عیار
کے قتل ہونے سے اطلاع کی بختک نے کہا کہ سوائے عمرو کے کسی کا کام نہیں ہے قارون عکہ بولا کہ اگر کہو تو حمزہ کو مار ڈالوں
بختک نے لرز کر کہا کہ جب تک عمرو ہاتھ نہ آوے ایسا کام کبھی نہ کرنا چاہیے عمرو سے بہت ڈرنا چاہیے عمرو تم کو اور نوشیرواں
اور بزرجمہر کو کبھی جیتا نہ چھوڑیگا سب کا سر توڑیگا بزرجمہر نے بختک سے کہا کہ او بدذات میں نے اُسکا کیا بگاڑا ہے کہ مجھ کو ماریگا
مارے گا اُسکو جو کوئی اُس سے برائی کریگا عمرو کا حال سنیے کہ مکہ میں آکر جابجا امیر کے پہلوانوں و سرداروں کو خط لکھے کہ امیر بہت دن سے
قارون عکہ کی قید شدید میں گرفتار ہیں تم لوگوں کو لازم ہے کہ اگر کھانا وہاں کھاؤ تو ہاتھ یہاں آکر دھوؤ ہرگز اس امر میں غافل نہ ہو ملک لندھور
ہنوز اثنائے راہ میں تھا کہ عمرو کا خط پاکر اُسی مقام سے پھرا خلاصہ جس جسنے یہ خبر سنی وہ مکہ کو روانہ ہوا اور ہر روز پہلوان پہونچنے لگے
بہادر جوان پہونچنے لگے قارون نے نوشیرواں سے کہا کہ اب عمرو آیا ہے بلاشبہ فوجیں جمع کریگا اور اُسوقت کام مشکل ہوجائیگا
وہ بڑی آفت لائیگا میرے نزدیک حمزہ کو مار ڈالنا عین صلاح ہے یا حمزہ کو لیکر میرے شہر چلو بہرکیف یہاں نہ رہو نوشیرواں نے کہا
کہ حمزہ کا مارنا تو کسی طرح سے صلاح نہیں ہے اس حرکت میں ہرگز فلاح نہیں ہے مگر شہر میں لیجانیکا مضائقہ نہیں ہے قارون عکہ
نے اُسیوقت وہاں سے کوچ کیا اور حمزہ کو بھی اپنے ساتھ لیا اور چند روز میں اپنے شہر میں پہونچکر ہر روز امیر کو آگے سے زیادہ
شلاق کرنے اور تکلیف دینے لگا ایک دن پھر امیر نے قارون ملعون سے کہا کہ مشہور ہے اتنا کھاوے جتنا ہضم ہوسکے اسقدر مجھ کو
مار جسقدر کہ تو خود بھی برداشت کرسکے قارون نے ہنسکر کہا کہ اب بھی تجھ کو امید رہائی کی ہے مجھ سے اسکا عوض لیگا اسکے بدلے میں مجھ کو
سزا دیگا یہ کہکر امیر کو دروازے پر لٹکا کر چوبدار کو حکم دیا کہ اسکو آٹھ پہر میں ایک روٹی جو کی اور ایک جام پانی کا ملا کرے کہ اس عرب کی ذلت
سے مجھ کو راحت ہے یہ ہمیشہ اسطرح کے عذاب میں گرفتار رہے یہی میری نیت ہے امیر کے لشکر کا حال سنیے سعد بن عمرو بن حمزہ مکہ
میں داخل ہوا اور روز بروز پہلوان و شاہ و شہریار آنے لگے حتی کہ بدستور قدیم لشکر قائم ہوا قارون ملعون کا کلیجہ امیر کے لشکر کو

دیکھ کر دہل گیا وہ سودائے خام اُسکے سر سے بغرنے سراسر نکل گیا نوشیرواں سے کہنے لگا کہ یاور حمزہ کے کثرت سے پہونچے ہیں
اُنسے کسیطرح مقابلہ نہیں کر سکتا مجبور قلعہ بند ہوتا ہوں یہ کہکر اپنی فوج سمیت قلعہ بند ہوا اور برج بارہ قلعہ کا درست
کرکے بیٹھا سب سامان حفاظت کے چست کر کے بیٹھا اتفاقاً ایک رات کو خواجہ عمرو بن امیہ کہ شبانہ روز تاک جھانک میں
لگا رہتا تھا نگاہبانوں کی آنکھ بچاکر قلعہ میں گھس گیا اور تاجر بنکر ایک پارچہ فروش سے آشتی پیدا کی اُس سے اپنی دوستی اور
آشنائی قدیمی ہویدا کی اور اُسکا شریک ہوکر دوکانداری کرنے لگا ہر چند امیر کا جویا ہوا لیکن پتہ اُسکو نہ لگا کہ امیر کہاں مقید ہیں
خدا کی قدرت کو دیکھیے کہ ایک شب کو فرزانہ نام ہمشیرہ قارون نے خواب دیکھا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ مجھکو کلمہ پڑھا کر فرماتے
ہیں اور مژدہ سناتے ہیں کہ اے فرزانہ حمزہ تیرا جفت ہوگا اور آفریدگار حمزہ کے نطفے سے تجھکو ایک فرزند ارجمند عطا کریگا جلد جاکر
اُسکو قید سے چھڑا اس امر میں بہت مستعد ہو ہرگز دیر نہ لگا فرزانہ خواب سے جاگ کر فی الفور اپنے بھائی کے گھر میں گئی اور محافظان امیر
کو بہت کچھ مال و متاع دیکر امیر کو قید سے نکال کے اپنے گھر میں لیگئی اور بدل و جان خدمتگزاری کرنے لگی صبح کو قارون نے
سنا کہ حمزہ غائب ہے بہت سے لوگ ادھر اُدھر تلاش کو بھیجے مگر پتہ کہیں نہ لگا اپنے وزیر سے کہا کہ حمزہ اگر اپنے لشکر میں جاتا تو
شادیانے بجتے رمل سے دریافت کیا چاہیے کہ حمزہ کہاں ہے وزیر رمل دیکھکر ہنسنے لگا قارون نے پوچھا کہ سبب اس ہنسی کا کیا ہے
سچ سچ کہو کہ یہ معاملہ کیا ہے بولا کہ حمزہ کو فرزانہ بانو چھڑا کر لیگئی اور اُسکے ساتھ عیش و عشرت کر رہی ہے قارون نے اپنی ایک خواص
کو فرزانہ کے گھر میں بھیجا کہ دریافت تو کرو حمزہ فرزانہ کے پاس ہے یا کسی اور جگہ چلا گیا اس قید سے کس نے رہا کیا اُسنے جاکر
فرزانہ سے پوچھا کہ حمزہ کو کیا تم چھڑا لائی ہو وزیر نے ازروے رمل تمھارے بھائی سے کہا ہے کہ حمزہ فرزانہ بانو کے پاس ہے
فرزانہ فیل لائی اور بڑے غصے میں آئی اپنے بال نوچ کھسوٹ کر روئی کہنے لگی کہ کیا خوب میری ایسی آبرو ہوئی کہ وزیر مجھپر
تہمت چھنالے کی کرنے لگا اپنی حد سے گذرنے لگا میں نے جو اپنی عزت اُسکو نہ دی اُسکی خوشی خاطر نہ کی تو وہ اسطرح سے
مجھکو بے عزت کرتا ہے وہ نالائق مجھکو اسوجہ سے فضیحت کرتا ہے بھلا میں کہاں اور حمزہ کہاں آخر یہ گھر تو یہی ہے
جسکا جی چاہے وہ ڈھونڈھ لیوے اگر وہ میرے پاس نکلے تو مجھکو الزام دیوے خواص نے جو کچھ دیکھا سنا تھا قارون
سے جاکر کہا قارون نے اُسیوقت عالم غیظ میں وزیر کو قتل کیا فرزانہ کی خاطر سے اُس بیچارہ شریر کو قتل کیا اور امیر کی تلاش
میں رہا امیر نے فرزانہ سے کہا کہ معلوم نہیں عمرو قلعہ میں پہونچا یا نہیں یہ کہکر فرزانہ کی ایک ہوشیار لونڈی سے عمرو
کا حلیہ بیان کر کے فرمایا اور اُسکے چہرے کا سب پتہ نشان بتایا کہ قلعہ کے بازار میں دیکھو تو اس صورت کا کوئی آدمی ہے یا
نہیں اگر ہووے تو اپنی بی بی کے نام سے بلا لا اسے جلد یہاں اپنے ساتھ لے آ وہ جاریہ بازار میں پھرتے پھرتے عمرو کی
دوکان پر جا پہونچی جہاں یہ بیٹھے تھے وہاں آ پہونچی عمرو کو بغور دیکھکر تجویز کیا یہ وہی شخص ہے جسکے حمزہ طالب ہیں عمرو سے بولی
کہ بزاز فلانے قماش کا کپڑا ہماری بی بی کو درکار ہے لیکر چل کہ نفع بہت اُٹھائیگا قیمت اپنے اسباب کی خاطر خواہ
پائیگا عمرو نے گٹھری باندھ کر بغل میں دبائی اور اُسکے ساتھ فرزانہ بانو کے محل میں آکر لگا کپڑا دکھا دکھا کر قیمت کرنے

امیر عمرو کی آواز سنکر گوشے سے نکل آئے عمرو امیر کے قدمبوس ہوکر زار زار رونے لگے امیر کیحالت دیکھکر بے اختیار رونے لگے امیر نے اُسکو چھاتی سے لگایا اور پوچھا کہ ہمارے لشکر کی کیا خبر ہے حال فوج کس طور پر ہے عمرو بولا کہ لشکر تیار ہے چھوٹے بڑے کو آپ کا انتظار ہے امیر نے فرمایا کہ یہاں سے نکلنے کی کیا تدبیر ہے عمرو نے کہا میری دوکان پر چلکر ٹھہریے کوئی نہ کوئی راہ نکل ہی آویگی امیر نے کہا تیری دوکان پر سوائے کپڑے کے کوئی سلاح نہیں ہے وہاں جاکر کیا کرونگا بدون ہتھیاروں کے کیونکر سر ہوونگا مگر مجھ کو کسی لوہار کی دوکان پر لیچل عمرو امیر کو ایک لوہار کی دوکان پر لیگیا ایک کاریگر کے مکان پر لیگیا امیر نے وہاں بیٹھ کر ہتھوڑا اُٹھا لیا اور لوہا پیٹنے لگے ناگہاں اسیوقت قارون نے بختک سے کہا کہ تم تو رمل دیکھ کر بتاؤ کہ حمزہ کہاں ہے بختک نے رمل دیکھ کر کہا کہ حمزہ قلعہ کی بازار میں ہے قارون مع بختک سوار ہوکر بازار کی دوکانوں کو دیکھنے لگا بازار کے سب مکانوں کو دیکھنے لگا قارون شدہ شدہ اس لوہار کی دوکان پر پہونچا جہاں امیر بیٹھے تھے نعرہ کرکے بولا کہ حمزہ اب مجھ سے بچکر کہاں جا سکتا ہے بتلا تو اب مجھ سے اپنی جان کیونکر بچا سکتا ہے امیر وہی ہتھوڑا لیکر اُٹھے اور فرمایا کہ او کافر کیا بیہودہ بکتا ہے تو میرا کیا کر سکتا ہے حملہ کر قارون نے امیر پر تلوار کھینچی امیر نے ہاتھ بڑھا کر میان ہی سے تلوار اُسکی چھین لی اور ہتھوڑا اس زور سے اُسکے سینے پر مارا کہ قارون انٹا چت ہوکر زمین پر لیٹ گیا امیر نے اُسکو باندھ لیا اُسیوقت قید کیا بختک وہاں سے بھاگ کر نوشیرواں کے پاس آیا اور قارون کی گرفتاری بیان کرکے کہا کہ قلعہ کے چور دروازے سے نکلکر بھاگیے نہیں تو کوئی دم میں مارے جائیے گا امیر اور عمرو کے ہاتھ سے ہرگز نجات نہ پائیے گا نوشیرواں مع بختک قلعہ سے نکلکر بھاگا امیر نے کھڑے ہوکر ایک نعرہ اس زور سے کیا کہ قلعہ کو جنبش ہوگئی ساکنان قلعہ نے جانا کہ آسمان پھٹ کر زمین پر گر پڑا اہر گاہ امیر کے لشکر میں آواز پہونچی سبھوں نے جانا اور اُس آواز سے پہچانا کہ امیر قید سے چھوٹے چھوٹے بڑے دروازے توڑ کر قلعہ میں داخل ہوے اور کافروں کو قتل کرنے اور لوٹنے لگے کہ اس دن اسقدر لشکر اسلام کے اتنا مال و اسباب ہاتھ آیا کہ باربرداری پر بھی لیجا نہ سکتے تھے جب باقیماندگان قلعہ نے اسلام قبول کیا امان ملی سب کی جان بخشی ہوئی امیر تخت پر بیٹھے اور قارون کو حاضر کرکے فرمایا کہ کیوں قارون میں نہ کہتا تھا کہ اسقدر مار جسقدر تجھ سے برداشت ہو سکے اب تو کیا کہتا ہے بتلا کہ تیرا حال کیا کروں اُس مار کا تجھ سے عوض لوں قارون زار نالی کرنے لگا امیر نے فرمایا کہ اگر تو اسلام قبول کرے تو میں تیری جان بخشی کرتا ہوں تیرے قتل سے درگذرتا ہوں وہ گردن زدنی بولا کہ یہ تو کبھی مجھ سے نہ ہوگا جان جائے یا رہے اپنے باپ دادا کا مذہب تو نہ چھوڑونگا اپنے دین سے منھ نہ موڑونگا امیر نے اُسکو معدیکرب کے حوالہ کرکے فرمایا کہ اسکو گرزوں سے مارکر جہنم کو روانہ کرو اسکے اعمال کی اسکو سزا دو معدی نے ایک گرز ایسا مارا کہ قارون زمین پر پست ہوگیا امیر نے اُسکا سر کاٹکر قلعہ کے فیلبند دروازے پر لٹکوا دیا اور اُسکا بدن آگ میں جلوا دیا اور آپ جشن میں مشغول ہوے سب مطلب دلی حصول ہوے اب نوشیرواں کا حال سنیے بھاگا ہوا مدائن کو جاتا تھا کہ اثناے راہ میں ایک لشکر عظیم الشان پڑا دیکھا خیمہ و خرگاہ ہر جگہ کھڑا دیکھا عیاروں کو خبر لانیکے واسطے بھیجا کہ دیکھو تو یہ لشکر کسکا ہے کہاں جاتا ہے اور یہ صاحب لشکر

کس ملک سے آتا ہے عیار خبر لائے کہ اس لشکر کے دو بھائی حقیقی سردار ہیں بڑے بہادر اور جرار ہیں ایک کا نام سر برہنہ تبتیشی اور دوسریکا نام دیوانہ تبتیشی ہے اور حضور کی مدد کو آئے ہیں سب لشکر اپنا ساتھ لائے ہیں نوشیرواں نے اس جگہ ڈیرا ڈالا اور اُن سے ملاقات کر کے بانواع لطف و نوازش پیش آیا اُنکو تمام قصہ ابتدا سے انتہا تک سنایا بختک بولا کہ اب حمزہ جانبر نہیں ہوسکتا ایسے پہلوان کبھی آئے نتھے دونوں بھائی ہاتھ باندھ کر کہنے لگے کہ ہم شہنشاہ کے جان نثار ہیں بہر صورت آپکے تابعدار ہیں حمزہ تو کیا اگر ہفت اقلیم کے سرکش آویں تو ہم اُنکا سر توڑیں بادشاہ نے اس کلام سے خوش ہو کر اُنکو خلعت گرانمایہ عنایت کیا بہت سا تحفہ اور انعام دیا اور اپنے ساتھ شراب پلانے لگا اب امیر کا حال سنیے کہ فرزانہ بانو سے بساعت سعید عقد کر کے چالیس شبانہ روز تک داد عیش کی دیا کیے اکتالیسویں دن دربار عام کیا اور فرمایا کہ کچھ نوشیرواں کا بھی حال کسی کو معلوم ہے عمرو نے عرض کی کہ دو شہزادے ملک تبتیش کے رہنے والے بافوج کثیر نوشیرواں سے آکر ملے ہیں اور اثناء راہ میں انتظار آپ کا کر رہے ہیں امیر نے معدیکرب سے فرمایا کہ پیش خیمہ ہمارا روانہ کرو اور لشکر کو بھی تیاری کا حکم دو معدیکرب نے فی الفور تعمیل کی دوسرے دن امیر وہاں سے روانہ ہوئے تیسرے دن فاصلہ میدان جنگ کا چھوڑ کر شاہزادگان تبتیش کی فوج کے مقابل خیمہ زن ہوکے نقارۂ حرب بجوایا اپنے آنیکا آوازہ سنایا اور صبح ہوتے ہی صفیں قائم کیں شہزادگان تبتیش نے بھی صف آرائی کی پہلے سر برہنہ تبتیشی نے میدانیں گھوڑا کودا کر بعد رجز خوانی مبارز طلبی کی لندھور نے شبرنگ کو میدانیں نکالا سر برہنہ تبتیشی نے کہا کہ او نامرد نام اپنا بتا کہ گمنام مارا نہ جاوے لندھور نے کہا کہ او حیوان میرا نام لندھور بن سعدان ہے لا کیا ضرب رکھتا ہے اُسنے لندھور کے سر پر گرز چلایا لندھور نے اُسکو تو ڈھال پر ڈالا مگر ایک وار سات سو منی گرز کا اس زور سے اُسپر کیا کہ اگر پہاڑ پر پڑتا تو سرمہ ہو جاتا مگر سر برہنہ تبتیشی کا بال بھی ٹیڑھا نہ ہوا تا شام دونوں گرز بگرز لڑا کیے بایکدیگر جنگ کیا کیے آخر طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے امیر نے لندھور سے پوچھا کہ تم نے سر برہنہ تبتیشی کو کیسا پایا لندھور نے کہا یا صاحبقراں آدمی کیا میں نے تو قاف میں بھی کوئی دیو ایسا نہیں دیکھا میری عقل حیران ہے یہ کس خلقت کا انسان ہے امیر نے ہنسکر کہا کہ یا لندھور اسکا بدن فولاد کا ہے اُسپر نیزہ تلوار گرز اثر نہیں کریگا وہ ان ہتھیاروں کے مارنے سے نہیں مریگا دوسرے دن سر برہنہ سے معدی کا مقابلہ ہوا باہم مقاتلہ ہوا جب معدی گرز مارتا تھا سر برہنہ سر پر روکتا تھا معدیکرب گرز مارتے مارتے تھک گیا مگر سر برہنہ کے سر کو خبر نہ ہوئی اسمیں جنگل کیطرف سے گرد اُٹھی دونوں لشکر کے عیار خبر لائے کہ الجوش بربری چالیس ہزار سوار سے نوشیرواں کی مدد کو آیا ہے منتخب اور چیدہ پہلوان اپنے ساتھ لایا ہے نوشیرواں نے کئی بادشاہوں کو اُسکے استقبال کیواسطے بھیجا ہر گاہ وہ حاضر ہوا دیکھا کہ نوے گز کا قد و قامت رکھتا ہے آدمی کاہیکو ہے ایک کوہچہ ہے نوشیرواں بکمال عزت و توقیر پیش آیا اور امیر حمزہ اور عمرو عیار کا حال اُسکو مفصل سنایا اور طبل بازگشت بجوا کر خیمہ گاہ میں اُسکو لا کے صحبت شراب و کباب و رقص و سرود کی اُسکے واسطے مہیا کی سب چیز عیش و آرام کی مہیا کی صبح کو سر برہنہ تبتیشی میدان میں آکر للکارا بڑے زور و شور سے ایک نعرہ مارا

کہ حمزہ تو آپ کیوں نہیں مجھ سے مقابلہ کرتا ہے ایسے ایسے پہلوانوں کو بھیجکر اپنے دن کاٹتا ہے مردانگی اسیکا نام ہے اور جوانمردوں کا
یہی کام ہے ہنوز امیر صف سے نہ نکلے تھے کہ جنگل کیطرف سے ایک تتق گرد کا اٹھا جب مقراض بادنے دامن گرد کو چاک کیا
چالیس نشان نارنجی پھریرول کے دکھائی دیئے عمرو نے دیکھ کر امیر سے کہا یا صاحبقران یہ وہی نقابدار نارنجی پوش
ہے جو تمہارے پیچھے گاڑھے وقت مدد کو آتا تھا مجھ کو دشمنوں کے ہاتھ سے بچاتا تھا اسمیں نقابدار نے آکر ایک طرف سے
اپنے لشکر کی صف بندی کی سب پہلوانوں کو اپنے اپنے موقع پر جگہ دی اور لشکر کفار کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ جسکو جرأت کا
گھمنڈ ہو وہ پہلے مجھ سے لڑے پیچھے اہل اسلام سے جنگ کرے امیر نے عمرو کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ جیسے ہم نے تمہارے اوصاف
سنے ہیں شب و روز یہی تمنا رہی کہ کب تم آؤ ہم سے تم سے ملاقات ہو اور تمہاری شجاعت و ہمت و مروت کا حال ہمپر بوجہ
احسن روشن ہو چکا ہے اسوقت ہم چاہتے ہیں کہ تم ہماری کارزار کا تماشا دیکھو کہ وہ گبر ہمکو للکار چکا ہے ہمارا نام لیکر پکار چکا ہے
اور بروقت طبل بازگشت کے ہماری ملاقات کیے چلے نہ جایئے گا میری ملاقات ضرور فرمایئے گا عمرو نے امیر کا پیغام جو نارنجی پوش
کو دیا اُسنے بدل و جان قبول کیا امیر نے اشقر دیوزاد کی باگ لی اور فرمایا کہ تجھسے سلاح سے لڑنا اوقات ضائع کرنا ہے
میرے تیرے زور ہوئے اگر تو میرے پاؤں زمین سے اُٹھالیوے تو میں تیری اطاعت کروں اور اگر میں تجھ کو اٹھالوں تو
تو میری تابعداری کر اس بات پر تو رضامند ہے سر برہنہ تیغشی نے خوشی خوشی قبول کیا اور اُنکو جواب باصواب دیا امیر گھوڑے پر سے
کود پڑے اور وہ بھی زمین پر آیا امیر کی کمر پکڑ کے زور کرنے لگا یہانتک زور کیا کہ گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا امیر کو جنبش
نہ ہوئی مجبور ہوکر امیر سے ہاتھ اُٹھایا اُنکے اُٹھا لینے سے عاجز آیا عمرو نے لشکر سے پکار کے کہا کہ یارو خبردار ہو جاؤ اب کوئی دم
میں امیر نعرہ کرتے ہیں عمرو کے کلام سننے سے جتنے کفار تھے متعجب ہوئے کہ اس عیار نے یہ کیا کہا اگر حمزہ نعرہ کریگا تو کریگا
سب ہی پہلوان نعرہ کرتے ہیں کہیں پہلوان بھی آواز کے سننے سے مرتے ہیں اس میں امیر نے
نعرہ کیا اکثر لشکر کفار میں سے غش ہوئے بہتیروں کے کان کے پردے پھٹ گئے ہزارہا آدمی بہرا ہو گیا اس نعرے کے
سننے سے بہت آدمی حیران ہوئے ہوش و حواس سب کے پران ہوئے الغرض امیر نے سر برہنہ تیغشی کی کمر میں ہاتھ
ڈالکر جو زور کیا تو پہلے ہی حملے میں سر سے اونچا اُٹھا کر سات مرتبہ بالا گردان سر کیا اور زمین پر لٹا کے مشکیں باندھ کے عمرو کو دیا
دیوانہ تیغشی اپنے بھائی کا یہ حال دیکھ کر تلوار کھینچکر دوڑا امیر نے اُسکے ہاتھ کو معلق پکڑ کے ایک لات اُسکے گھوڑے کو ماری
کہ گھوڑا دس قدم پسپا ہوا اور دیوانہ تیغشی زمین پر آرہا امیر نے سنبھلنے نہ دیا اُسکی بھی مشکیں باندھ کے عمرو کے حوالہ کیا نوشیرواں
نے غمگین ہوکر طبل بازگشت بجوادیا اپنی فرودگاہ پر آیا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام کیطرف پھرے نقابدار نارنجی پوش نے اپنے لشکر
کو حکم دیا اور سب سے اشارہ کیا کہ صاحبقران کے لشکر کے متصل اپنے ڈیرے جماؤ اور خود براہ راست بخط مستقیم امیر کے خیمے
میں داخل ہوا باخود ہا سب کو لطف ملاقات حاصل ہوا امیر بتعظیم و تکریم اُس سے پیش آئے اور بہت سے عجائبات قاف
کے اُسکو دکھلائے اور اپنی غیبت میں عمرو کی اعانت کرنیکا شکر ادا کرنے لگے نقابدار نارنجی پوش نے التماس کیا کہ یا امیر بس

زیادہ مجھکو خجل نہ کرو اب حد سے زیادہ مجھکو منفعل نہ کرو کوئی کام قابل شکرگذاری کے مجھ سے ظہور میں نہیں آیا میں خود
نادم و خجل ہوں کہ آپکو قاف سے تشریف لائے ہوئے عرصہ دراز ہوا اور کیا کیا اس عرصہ میں رنج اُٹھائے اور میں
پہونچ نہ سکا امیر نے نرمی آواز سے گمان کیا کہ شاید نقابدار عورت ہے فی الفور ہاتھ پکڑکے دوسرے خیمے میں تشریف
لیگئے اور یہ کہہ کے اب رہ نہیں سکتا اور یہ راز بھی برملا کہہ نہیں سکتا گستاخی معاف کیجیے گا مجھکو الزام نہ دیجیے گا
جھٹ پٹ بند نقاب کھولکر اُلٹ دیا اُسکے رخسارۂ رشک قمر کو بیحجاب کیا اُسکے چہرۂ خورشید منظر کو دیکھتے ہی غش کھاکر
گر پڑے عمرو کی آنکھوں میں بھی چکا چوند سی آگئی نگاہ پر خیرگی چھاگئی مگر اپنے کو سنبھالکر فوراً امیر کے منہ پر عرق بید مشک
و گلاب چھڑکا اور نقابدار سے بولا کہ قصور بے ادبی معاف ذرا امیر کے منہ سے منہ ملائیے برائے خدا اس امر میں تامل نہ فرمائیے
کہ حضور کی خوشبو امیر کے دماغ میں پہونچے اور ہوش میں آویں تمہاری مواصلت جسمانی سے تسکین پاویں نارنجی پوش نے کہ
ایک مدت سے اسی آرزو میں شب کو روز اور روز کو شب کرتی تھی فوراً شرمسارانہ امیر کے منہ سے منہ ملایا
انکی طبیعت کو بوس و کنار سے خوش کیا امیر نے آنکھیں کھولدیں عمرو نے جھٹ پٹ دختر رز کو کہ ایک ہی مشاطہ ہے لاکر
حاضر کیا دو دو جام پیے تھے کہ پردۂ حجاب درمیان سے اُٹھ گیا امیر نے آغوش میں لیکر احوال پوچھنا شروع کیا نقابدار
نے بیان کرنا شروع کیا کہ نارنج پری میرا نام ہے ایک مدت سے قاف کو چھوڑکر کوہ سیلان پر رہتی ہوں آپکے فراق میں ہزاروں
رنج سہتی ہوں جسدن آپ گستہم سے لڑتے تھے میرا تخت ہوا پر اُڑا جاتا تھا آپ کے چہرۂ خورشید منظر کو دیکھکر میں نے غش کیا
نیرنج پری میری وزیرزادی میرے ساتھ تھی مجھکو غش دیکھکر کوہ سیلان پر لیگئی جب میں ہوش میں آئی آپکے اشتیاق میں
پھر اُسی مقام پر جہاں آپکا نظارہ کیا تھا آئی اپنے ساتھ اور لوگ بھی لائی اور اپنی عیارچی کو آپ کا حال دریافت کرنیکو بھیجا
معلوم ہوا کہ ادھر وزیرزادی میری مجھکو میرے مکان پر لیگئی اُدھر آپ عبدالرحمن جنی کے ساتھ پردۂ قاف پر سدھارے
میں کیا کہوں کہ اس عرصہ تک کیا کیا رنج فراق میں نے اُٹھائے کیسے کیسے صدمے تمہاری مفارقت میں پائے ناچار آپکی
سلامتی اور آنا آپکا منایا کرتی تھی ہمیشہ اسی فکر و اندیشے میں رہا کرتی تھی جب مجھکو معلوم ہوا کہ آپ ناموس اپنا عمرو عیار
کو سونپ گئے ہیں اور نوشیرواں چاہتا ہے کہ آپ کے ناموس کو کہ اُسکی بیٹی ہے بزور شمشیر چھین لے میں نے چند پریزادوں
پیک کی ڈاک بٹھائی کہ جب عمرو پر کوئی غلبہ کرے مجھکو خبر دیویں بہت جلد اطلاع کریں چنانچہ ایسا ہی ہوتا تھا کہ جب
میں سنتی تھی کہ عمرو حریف سے قریب ہے کہ مغلوب ہو میں چڑھ دوڑتی تھی اور آپکے اقبال سے حریف کا قلع و قمع کرکے
عمرو کو دشمنوں کے ہاتھ سے بچاتی تھی اُن کی مدد کرنے کیلیے جلد آتی تھی امیر نے یہ تقریر سنکر نارنج پری کے لب شیریں کا
بوسہ لیکر کہا کہ اے جان تم نے حریف کو تو تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور مجھکو تہ تیغ احسان و اخلاق کیا یہ کہکر اُسیوقت
عمرو سے خطبۂ عقد پڑھوا کر اُسکو اپنے نکاح میں لائے دوسرے روز صبح کو دربار کرکے سر برہنہ تیشی و دیوانہ بیشی کو
طلب فرمایا اُن دونوں کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں نے تم کو کیونکر گرفتار کیا دونوں بھائیوں نے دست بستہ ہوکر کہا

جس طرح سے مردونکو مرد زیر کرتے ہیں جیسی دلاوری مرد دلیر کرتے ہیں اب آپ ہمارے حاکم ہیں اور ہم محکوم امیر نے دونوکو
کلمہ تلقین کیا اور خلعت جمشیدی پہنا کر دونوں شاہزادوں کو اپنے پہلو میں طلائی کرسیوں پر بٹھایا اور بہت سی نوازش اُنکے
حال پر کی ہر صورت سے تسلی دی اور آپ محل میں جا کر ملکہ ناریخ پری کے ساتھ عیش میں مشغول ہوئے ایک دن لشکر کفار سے طبل
کی آواز آئی پھر اُنھوں نے نقارہ جنگ کی صدا سنائی فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی کوس حربی پر چوب پڑے پہلوانان قوی زور
نقارہ جنگ کی آواز سنتے ہی سج سجا کر حاضر ہوئے امیر کی خدمت میں لڑنے کے لیے ہتھیار لگا کر حاضر ہوئے امیر نے
میدان میں جا کر حریف کے مقابلے میں چودہ صفیں آراستہ کیں الجوش میدان میں آکر مبارز طلب ہوا امیر کیطرف سے سرکوب
ترک اُسکے مقابل ہوا الجوش گھوڑے پر سے ایک سو ستر گز بلند اُچھلا اور بائیں آتے وقت دولتی اور چوبدستی اس زور سے
سرکوب کے سر پر ماری کہ سرکوب مثل مار چوب خوردہ زمین پر گر کے پیچ کھانے لگا اس ضرب کے صدمے سے اُسکو غش آنے لگا
اور الجوش گھوڑے کی پیٹھ پر جا رہا سرکوب نے اُٹھکر چاہا کہ گرز الجوش پر مارے الجوش نے پھر بدستور اول کو دکر دو لاتیں
سرکوب کو ماریں اور گھوڑے پر جا رہا سرکوب ترک اس حرکت سے اُسکی کمال عاجز ہوا اور دونوں لشکر بے اختیار ہنسنے
لگے کہ یہ نئی وضع لڑائی کی ہے اتنے میں جنگل کیطرف سے گرد اُٹھی دونوں لشکر کے عیار حال دریافت کرنے لگے معلوم ہوا
کہ سموم عادی و سینا عادی و قباد عادی و میعاد زر عادی کہ چاروں بھائی حقیقی ہیں کوہ البرز سے نوشیرواں
کی مدد کو آتے ہیں بڑا سامان جنگ و جدال اپنے ہمراہ لاتے ہیں چار ہزار عادی ہمراہ ہے سب اسباب حرب حسب دلخواہ ہے
نوشیرواں نے کئی سردار اُنکے استقبال کیواسطے بھیجے اور عند الملاقات بہت سی تعظیم و تکریم اُنکی کی ناگاہ لشکر اسلام میں غل ہوا کہ
ایک گورخر نے صحرا سے آکر صدہا آدمی زخمی کیے ہیں امیر اُسکی طرف متوجہ ہوئے آگے آگے تو وہ اور پیچھے پیچھے اُسکے امیر اشقر
کو ڈپٹائے ہوئے چلے گئے اُس گورخر کے مارنیکے واسطے گھوڑا دوڑائے ہوئے چلے گئے گورخر نے شام تک اسقدر راہ طے کی
کہ امیر دوسری سرحد میں جا رہے اور رنگ شام کے ہوتے ہی گورخر نظروں سے غائب ہو گیا امیر سخت متحیر ہوئے کہ گورخر کدھر
گیا جب اُسکا ٹھکانا نہ لگا مجبور شکار کر کباب لگا کھایا کے رات کی رات ایک درخت کے نیچے سو رہے صبح کو جو اُٹھے تو پھر گورخر
دکھائی دیا امیر نے پھر اسکا پیچھا کیا جاتے جاتے ایک باغ میں گورخر گھس گیا امیر بھی اُسکے پیچھے باغ میں گئے پتا پتا بوٹا بوٹا جھاڑی
جھاڑی باغ کی ڈھونڈھ ماری مگر گورخر گدھے کے سینگ کسطرح سے غائب ہو گیا امیر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے لیکن بھوک سے
کلیجہ ملا جاتا تھا ضعف کے سبب سے غش پر غش آتا تھا ایک طرف باغ کے گوشے میں بکریوں کا گلہ نظر آیا اُسکے دیکھنے سے اُسکے دل نے
قرار پایا امیر نے اُسمیں سے ایک بکری کو ذبح کیا اور درخت کی لکڑی توڑ کر آگ سلگا کے کباب بھوننا شروع کیا گلہ بان نے
دیکھا کہ ایک شخص اجنبی باغ میں بیٹھا ہوا بکری کے کباب بھون رہا ہے قندز شبان کو کہ اُسکا وہ نوکر تھا خبر دی جلدی سے
جا کر اُسکو اطلاع کی قندز سنتے ہی سات سو منی گرز لیکر امیر کے سر پر آیا اور بزور تمام امیر کے سر پر گرز لگایا امیر نے اُسکو اُٹھا کر
تالاب میں پھینکدیا پانی میں اُسکو تر بتر کیا وہ متعجب ہو کر پوچھنے لگا کہ اے جوان سچ بتا تو کون ہے آج تک کسی نے میری پیٹھ زمین سے

نہیں لگائی میں نے کسی سے کبھی شکست نہیں پائی مگر تو نے بآسانی مجھ کو اُٹھا کر تالاب میں ڈالدیا اور میرے نوکروں کے آگے مجھ کو بے آبرو کیا امیر نے فرمایا میرا نام سعد شامی ہے میں حمزہ کا بھائی ہوں مجھ میں زور خداداد ہے میرا جسم سختی میں فولاد ہے قندز دوڑ کے امیر کے قدموں پر گر پڑا اور بولا کہ سوائے حمزہ کے دوسرے نے یہ طاقت کہاں پائی ہے ایسی صفت دنیا میں کب کسی کو میسر آئی ہے کہ مجھ کو پچھاڑے میرا نام و نشان اسطرح سے بگاڑے بلاشک تو حمزہ ہے امیر نے مکرر کہا کہ میں حمزہ کا بھائی ہوں قندز نے امیر سے کہا کہ اب میں جیتے جی تمھارے قدم سے جدا نہ ہونگا میں نے عہد کیا ہے کہ اب تم سے مفارقت نہ کرونگا امیر نے فرمایا بشرطیکہ تو مسلمان ہووے دین حق کا تابع فرمان ہووے اُسنے اُسیدم بصدق دل کلمہ پڑھا اور چند روز تک امیر کو اپنا مہمان رکھا بہت خاطرداری کی ہر طرح سے تابعداری کی امیر نے ایک روز پوچھا کہ یہ سرحد کس ملک کی ہے قندز نے کہا کہ یہ سرحد خرسنہ کی ہے اور فتح توش بادشاہ کا نام ہے اور ایک بیٹی ایسی حسین و صاحب جمال رکھتا ہے کہ اگر اُس سے خورشید و ماہ کسب نور کریں تو بجا ہے صورت شکل میں یکتا ہے مگر وہ کسی کو قبول نہیں کرتی کس کس ملک کے بادشاہوں اور شاہزادوں نے اُسکی خواہش نہیں کی مگر اُسنے سوائے انکار کے حرف اقرار کا آشنائے زبان نہیں کیا سب کو جواب صاف دیا امیر نے فرمایا کہ اے قندز مجھ کو اُسکے شہر میں لیچل قندز بولا بہت خوب میں لیچلنے کو تیار ہوں آپکا تابعدار ہوں دوسرے دن امیر شہر کیطرف قندز کے ساتھ روانہ ہوئے دس کوس گئے ہونگے کہ قندز نے کہا اب کہیں اُتریئے کچھ کھائیے ذرا آرام فرمائیے امیر نے ایک مقام پر توقف کیا اور دو بکریوں کا کباب لگایا امیر تو مسلم ایک بکری نہ کھا سکے مگر قندز نے اپنے حصے کی بکری کھا کے امیر کے آگے سے جسقدر کباب بچے تھے اُسکو بھی کھایا امیر کو اُسکے کھانے پر تعجب آیا اور وہاں سے پھر چلے تھوڑی دور گئے ہونگے کہ قندز نے امیر سے کہا اپنا تو بھوک کے مارے قدم نہیں اُٹھتا ہے میرا تو آپ کے ساتھ میں دم گھٹتا ہے امیر اس سخن سے بہت متعجب ہوئے دلمیں کہا کہ قندز بھی جوع البقر میں کچھ معدیکرب سے کم نہیں ہے اسکو بھی بھوک کا تحمل ایکدم نہیں ہے امیر نے فرمایا کہ یہاں کیا ہے کہ تجھے کھانیکو دوں بھلا اس جنگل میں تیرے کھانے کی کیا تدبیر کروں آگے چل کے دیکھا جائیگا کچھ تو آخر ہاتھ آئیگا وہ چند قدم چل کے بیٹھ گیا کہ میری کمر بھوک کے مارے ٹوٹی جاتی ہے قل ہو اللہ پڑھتی ہیں امیر سخت حیران اسکی درماندگی سے سخت پریشان ہوئے ایک طرف دیکھا کہ تاجر اُترے ہوئے ہیں امیر نے کارواں سالار سے ملاقات کر کے کہا کہ مجھکو تھوڑا سا کھانا دے سکتے ہو کارواں سالار بہت شریف و سیر چشم تھا بولا تھوڑا کیا بہت سا کھانا حاضر ہے بسم اللہ تشریف لائیے اور دل کھول کے نوشجان فرمائیے امیر نے قندز سے فرمایا کہ پیٹ بھر کے کھالے اُسنے خوب سیر ہو کے کھایا امیر نے کارواں سالار سے پوچھا کہ تم لوگ کہاں جاؤگے وہ بولے کہ ارادہ ہمارا خرسنہ کا ہے مگر سنا ہے کہ فولاد نام غلام قیصر روم کا قیصر سے بغاوت کر کے رہزنی کرتا ہے اور مال و اسباب ہمارے ساتھ بہت سا ہے ڈرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو وہ غارت کر کے لیجاوے ہمکو فقیر بنا دے امیر نے فرمایا کہ ہر گاہ میں تمھارے ساتھ ہوں جو حق روز سے ڈرنا تم کو نہیں چاہیے کسی طرح خوف کرنا تم کو نہیں چاہیے کارواں سالار نے پوچھا کہ اے جوان آخر تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور کدھر جائیگا اپنا حال مفصل بیان کر کہ کس شہر میں قیام فرمائیگا امیر نے کہا کہ سعد شامی میرا نام ہے حمزہ کا بھائی

ہوں ایک گور خر مجھکو اس دیار میں لے آیا ہے اُسنے مجھ کو یہانتک پہونچایا ہے شہر خرسنہ کی تعریف سنکر دل مشتاق ہوا کہ اُس کو
دیکھا چاہیے لہذا خرسنہ کو جاتا ہوں اپنا ارادہ سچ سچ تمکو بتاتا ہوں کاوساں زال بشاش ہوکر کہنے لگا الحمد للہ کہ تم بیٹے خواجہ
عبد المطلب کے ہو اور عبد المطلب میرا بڑا دوست ہے پس تم ہمارے فرزند کی جگہ ہو یہ سب مال تمھارا ہی ہے کچھ تہیدستی کا اندیشہ
نہ کرو ہر طرح سے خاطر جمع رکھو اور انشاء اللہ المستعان شہر خرسنہ میں پہونچکر پنجم حصہ اس مال کا میں تم کو دونگا اپنے مال و متاع
حق السعی میں تم کو شریک کرونگا امیر نے فرمایا کہ ہرگاہ گفتگو فرزندی و پدری درمیان میں آئی تم نے میرے حال پر ایسی مہربانی
فرمائی حق سعی لینے دینے سے کیا علاقہ رہا تم خاطر جمع رکھو فولاد کیا مال ہے اگر اُسکا آقا قیصر چاہے کہ تمھاری بے رضامندی
کے ایک تنکا اس مال و متاع میں سے لیوے تو ہاتھ اُسکے قلم کر ڈالوں تمام اُسکی سلطنت کو برہم کر ڈالوں کاروان سالار خوش ہوکر
دعائیں دینے لگا قندز نے امیر سے کہا کہ اُسنے حصہ پنجم دینے کا وعدہ کیا آپ انکار کیوں کرتے ہیں مال کثیر ہاتھ آوے تو اُسکو کیوں
چھوڑیے اللہ جب غیب سے عنایت فرمائے تو اُس سے کیوں منھ موڑیے میں تو شہر میں پہونچکر سوداگروں سے اقرار بموجب حصہ
لونگا ہرگز لینے میں دریغ نہ کرونگا امیر نے کہا اے قندز تو کتنا مال لیویگا گھبراتا کیوں ہے اُٹھا بھی تو نہ سکیگا اسقدر مال ہاتھ
آئیگا کہ اسکا رکھنا مشکل ہو جائیگا اُسدن تو امیر نے بھی کاروانیوں کے کہنے سے وہیں مقام کیا دوسرے دن کارواں کے
ہمراہ ہوئے ناگہاں یہ خبر کسی نے فولاد کو دی کارواں کے پہونچنے سے اطلاع کی کہ ایک قافلہ سوداگروں کا با مال و متاع کثیر خرسنہ
کو جاتا ہے اُسکے ساتھ بہت سا مال و زر نظر آتا ہے فولاد نے کاروانیوں کو آگھیرا قندز مزاحم ہوا ایک چور نے اُسکا مقابلہ کیا
قندز نے ایک گرز ایسا اُسکے سر پر مارا کہ کان کی راہ سے مغز کا گودا نکل گیا ایک ہی ضرب میں گردن کا منکا ڈھل گیا ہنوز نہیں
شور و غل پڑا فولاد خود قندز کے سامنے آیا اسپر اپنا حربہ چلایا امیر نے پہونچکر فولاد کی کمر میں ہاتھ ڈالکے پاؤں رکاب سے نکالکر
ایک لات ایسی اُسکے مرکب کو ماری کہ گھوڑا پچاس قدم پسپا ہو گیا اور فولاد امیر کے ہاتھ میں رہا امیر نے اُسکو سرگردان کر کے
زمین پر دے مارا چاہتا تھا کہ اُٹھ کر بھاگے قندز نے ایک گرز جو مارا سر اُسکا زمین میں پست ہو گیا امیر نے قندز سے کہا کہ پھر
کبھی ایسا کام نہ کرنا کیونکہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو تیرا یار ہوتا بے جواب لیے کسی کافر کو نہ مارنا چاہیے چند روز کے بعد شہر خرسنہ
میں پہونچکر ایک سرا میں اُترکے عیش و عشرت کرنے لگے ایام زندگی بکمال اطمینان سے گذرنے لگے کارواں سالار پنجم حصہ اپنے
مال کا امیر کے سامنے لایا کہ حسب وعدہ یہ حاضر ہے امیر نے وہ مال کثیر اُسی کو معاف کیا ہر چند اُسنے منت و سماجت کی لیکن امیر
نے کچھ نہ لیا اور فقرا کو اسقدر مال اپنے پاس سے خیرات کیا کہ ہر ایک غنی ہو گیا رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ فتح نوش کو بھی پہونچی
کہ ایک شخص نو وارد کارواں سرا میں بیٹھا ہوا ایسی داد و دہش کر رہا ہے رابعہ پلاس پوش دختر فتح نوش نے بھی سنا اُسنے اپنے
دل میں کہا کہ بارہا مجھ سے نجومیوں نے کہا ہے کہ حمزہ خود اس شہر میں آکر تیرے ساتھ شادی کریگا شاید یہ شخص حمزہ ہو لونڈیوں
سے کہا کہ دیکھو تو کون شخص ایسا آیا ہے کہ سخاوت میں گور حاتم پر لات مار رہا ہے فقیر و دوڑو چلو ہو ہر دم یہی پکار رہا ہے
لونڈیوں نے سرا میں جاکر امیر کی صورت جو دیکھی آپس میں کہنے لگیں کہ ملکہ کے پاس جو تصویر ہے اس جوان سے کتنی مشابہ ہے

یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تصویر خواہ مخواہ اسی جوان کی ہے سبھوں نے جا کر ملکہ سے کہا کہ ملکہ صاحبہ مبارک ہو جسکی تصویر آپ کے پاس ہے وہی شخص داد و دہش کر رہا ہے اسقدر خیرات کی ہے اور اتنی دولت دی ہے کہ ہر مفلس تونگر ہو گیا زردار میں قارون کے برابر ہو گیا پلاس پوش بہت اپنے دل میں مسرور ہوئی قضارا اسی دن نسائی نام غلفت شاہ فرنگ با لشکر بیشمار آ کے شہر کو تاراج اور رعیت کو مارنے لگا یہ خبر فتح نوش کو پہونچی اُسنے رعیت کو قلعہ کے اندر لیکے دروازہ قلعہ کا بند کر دیا شدہ شدہ شور و غل امیر کے کانوں تک بھی پہونچا امیر نے وہاں کے باشندوں سے پوچھا کہ آخر سبب نزاع کا کیا ہے یہ کیسا شور و ہنگامہ ہے کیا ماجرا ہے واقفکاروں نے کہا کہ شاہ فرنگ نے اس اپنے بیٹے کے لیے دختر بادشاہ طلب کی تھی بادشاہ کو تو کچھ عذر نہ تھا مگر دختر شاہ نے قبول نہیں کیا اسواسطے وہ چڑھ آیا ہے اُسکے تاراج کرنے کیواسطے اپنا لشکر لایا ہے اکثر محلے شہر کے تو تاراج کر چکا ہے اب قصد قلعہ کے اندر جانیکا رکھتا ہے سیکڑوں تونگروں کو محتاج کر چکا ہے امیر نے یہ کیفیت سنکر قندز سے کہا کہ اشقر پر زین رکھو اور ان کافروں کو یہاں سے دور کرو قندز نے حسب ارشاد امیر اشقر کو تیار کر کے سلاح امیر کے آگے رکھدیے سب ہتھیار اُنکے حوالے کیے امیر سلاح بدن پر لگا کے اشقر پر سوار ہوے اور لڑنے پر تیار ہوے اور قندز کو ساتھ لیکر شاہ دروازے پر گئے کوتوال سے کہا دروازہ کھولدے کہ میں باہر جاؤں ذرا اس مخمصہ کو دیکھ آؤں کوتوال نے کہا کہ آپ دیکھتے ہیں آشوب کیسا ہو رہا ہے یہ وقت شہر سے باہر جانیکا نہیں ہے موقع قدم اُٹھانیکا نہیں ہے ہرچند امیر نے اصرار کیا لیکن کوتوال نے دروازہ نہ کھولا قندز نے جھنجھلا کر ایک گرز جو کوتوال کو مارا سراسکا پست ہو کر بھیجا ناک کی راہ سے نکل آیا ایسا زخم کاری کھایا امیر نے کہا کہ ظالم اس جز وضعیف کو کیوں مارا قندز بولا کہ اُسنے دروازہ کیوں نہ کھولا یہ خبر فتح نوش کو پہونچی کہ وہ مسافر جو کئی دن سے سرا میں خیرات کیا کرتا تھا شاہزادۂ فرنگ سے لڑنیکو جاتا ہے اپنی شجاعت و جوانمردی دکھاتا ہے فتح نوش اُسیدم سوار ہو کے امیر کے پاس آیا اور کہا کہ اے عزیز مسافر غریب الوطن ہو کے یکہ و تنہا اتنی فوج کثیر سے لڑنیکو کیوں جاتا ہے ایسی محنت شاقہ کیوں اُٹھاتا ہے نہ میرا نوکر ہے کہ حق نمک ادا کرتا ہے نہ کبھی کی ملاقات ہے کہ پاس ملاقات دامنگیر ہے پس تو اپنی جان عزیز کس لیے گنواتا ہے مفت میں اپنے کو بلا میں پھنساتا ہے اور اگر یہی ارادہ ہے تو میں اپنی فوج کو اگرچہ غنیم کے مقابلے میں بہت قلیل ہے اور یہی وجہ میرے قلعہ بند ہونیکی ہے تیرے ساتھ کر دوں جہانتک ممکن ہو تیری مدد کروں امیر نے کہا کہ فوج کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ قلعہ کی فصیل پر چڑھ کے تماشا دیکھیے ہرگاہ غنیم شکست اُٹھا کر بھاگے اسوقت قلعہ سے نکلکر اُسکا مال و اسباب تاراج کیجیے دشمنوں کا سب مال و زر لیجیے فتح نوش نے مجبور ہو کر کہا کہ اچھا اگر یہی مرضی ہے تو میں ناچار ہوں جو آپ فرماتے ہیں میں تابعدار ہوں امیر مع قندز رزمگاہ میں آئے جسقدر فوج تھی اُسکے پرے جمائے یہ خبر دختر فتح نوش کو بھی پہونچی ایک بلندی پر چڑھکے سر کے بال کھولکر زیر آسمان دعائیں مانگنے لگی کہ بار الٰہا اس جوان کو اپنی پناہ میں رکھنا کہ للہ لڑنیکو جاتا ہے غیر شخص کیواسطے ایسی مصیبت اُٹھاتا ہے اور دوربین لگا کے امیر کی لڑائی کا تماشا دیکھنے لگی فرنگیوں نے جانا کہ یہ

دونوں آدمی صلح کا پیغام دینے کو آتے ہیں احتیاطاً ایک سوار کو بھیجا کہ اُن سے دریافت کرآؤ کہ کس ارادے پر اسطرف آتے ہیں کیا کچھ پیام ہمارے پاس لاتے ہیں اُسنے جو امیر سے پوچھا کہ سردار ہمارا پوچھتا ہے کہ آپ کا ارادہ کیا ہے کیوں تم آتے ہو کس نے تم کو بھیجا ہے قندز بولا کہ تیرا کیا ارادہ ہے اگر مرد ہے تو میرے سامنے آ میدان میں آ کر اپنی بہادری دکھا فرنگی سوار بولا کہ چیونٹی کو بھی پر لگے یہ کہکر قندز پر کرچ چلائی قندز نے اُسکی ضرب کو رد کر کے ایک ایسا گرز مارا کہ وہ فرنگی مع مرکب زمین میں پست ہو گیا نسائی نے یہ حال دیکھ کر ایک پہلوان کو حکم دیا کہ ان دونوں کو پکڑ لاؤ ان کے پکڑنے میں دیر نہ لگاؤ قندز نے اُسکو بھی اُسکے پاس بھیجدیا تھوڑی دیر کے عرصہ میں چالیس پہلوان فرنگی قندز کے ہاتھ سے مارے گئے فرنگی گھبرا کر کہنے لگے کہ یہ دونوں آدمی نہیں ہیں بلاشبہہ یہ قوم جنات سے ہیں یا بلائے آسمانی ہمپر نازل ہوئی ہے ہم کسیطرح سے انکے ہاتھ سے نجات نہ پائینگے سیدھے ملک عدم کو جائینگے شاہ خرشنہ اس کیفیت کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور وزیر سے پوچھا کہ یہ دونوں شخص کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں اور کدھر کو جاتے ہیں مفصل بیان کر کہ کس ملک سے تشریف لاتے ہیں وزیر نے کہا کہ ایک قافلہ سوداگروں کا سرا میں آ کر اُترا ہے شاید اُنھیں کے ساتھ یہ بھی ہیں بادشاہ نے فرمایا قافلہ سالار کو حاضر کرو کہ میں اس سے ملاقات کروں اُسکے حال سے مطلع ہوں ہرگاہ قافلہ سالار حاضر ہوا بادشاہ نے فرمایا سچ بتا دے یہ دونوں جوان کون ہیں ایسے بیمثل پہلوان کون ہیں اُسنے تمام کیفیت اثنائے راہ کی بیان کر کے عرض کی کہ یہ جو گھوڑے پر سوار ہے حمزہ کا بھائی ہے اور وہ جو پیادہ ہے اسی سوار کا ہمراہی ہے انکے حال سے اسقدر بندہ تو آگاہ ہے بادشاہ نے کہا کہ قیاس چاہتا ہے کہ یہی حمزہ ہے کیونکہ یہ شجاعت و ہمت سوائے حمزہ کے کس نے پائی ہے جسکی بہادری کی قائل ساری خدائی ہے حیف ہے کہ اتنے دن سے میرے شہر میں وارد تھا اور مجھ کو کم و کیف اسکا مطلق معلوم نہ ہوا نہیں تو میں اسکی مہمانداری کرتا ہر طرح سے اُسکی خاطرداری کرتا بہرحال یار زندہ صحبت باقی القصہ جب چالیس پہلوان فرنگ قندز کے بھیجے ہوئے جہنم کو گئے نشان بردار فوج فرنگ غیظ میں آ کر خود قندز کے سامنے آیا اُن سے لڑنے کیلیے قدم بڑھایا قندز نے اُسپر بھی وار کیا اُسنے گرز پکڑ لیا اور چھیننے لگا قندز نے امیر کو پکارا کہ بھائی سعد شامی جلد اعانت کرو نہیں تو گرز ہاتھ سے جاتا ہے یہ کافر مجھ پر قابو پاتا ہے امیر نے اس زور سے نعرہ کیا کہ تمام دشت کانپ گیا اور سواران فرنگ ہیبت سے گھوڑوں کے نیچے آ رہے گڑھوں میں جا رہے اور گھوڑے خالی کا ٹھی جنگل کیطرف بھاگے اور لشکر فرنگ کے نشان بردار کا ہاتھ ڈھیلا ہو گیا قندز نے گرز اپنا اُسکے ہاتھ سے کھینچ لیا ایسا زور کیا نشان بردار نے کرچ میان سے لیکر قندز پر وار کیا امیر نے قندز کو پیچھے ہٹا کر ایک وار تلوار کا ایسا مارا کہ نشان بردار کا ہاتھ شانہ سے جدا ہو گیا تمام فوج میں شور و ہنگامہ محشر بپا ہو گیا تب تو نسائی پسر شاہ فرنگ بھاگا امیر و قندز نے چار کوس تک اُنکا پیچھا کر کے ہزارہا فرنگی کو قتل کیا کسی کو بچنے نہ دیا فتح نوش اس ظفر کو دیکھکر حسب گفتہ امیر مع فوج قلعہ سے باہر نکلا اور مال و منال فرنگیوں کا خوب لوٹا تمام لشکر اسباب غنیمت پر ٹوٹا اور کہا کہ یہ سب مال سعد شامی کا ہے خبردار اسپر کوئی دست انداز نہ ہوئے اس مال و متاع کے لینے پر کسی کا ہاتھ دراز نہ ہوئے اور رابعہ پلاس پوش نے دروازہ

خزانہ کا بیت تصدق امیر کھولدیا روپیہ پیسا بے انتہا محتاجوں کو دیا کوئی فقیر اس شہر میں ایسا نہ تھا کہ امیر نہیں ہو گیا ہر گاہ امیر مظفر و منصور شہر کیطرف پھرے فتح نوش امیر کو لیکر قلعہ میں داخل ہوا دشمنوں کی طرف سے اسکو اطمینان حاصل ہوا اور مرکب سے اُتر کے قدمبوس ہوا اور جسقدر لوٹ اہل فرنگ کی تھی امیر کے روبرو رکھی امیر نے اُسے گلے سے لگا کر کہا کہ اس متاع کو اپنی فوج پر تقسیم کر دو سب لشکر کو بطور انعام مرحمت کرو قندز حیران ہو کر چپ ہو رہا فتح نوش نے بڑے تکلف سے امیر کی مہمانی کی اور آپ بھی امیر کے ساتھ شراب کباب نوش کیا قندز کو جو نشہ غالب ہوا فتح نوش کے ایلان نامی پہلوان سے کج بحثی کرنیلگا امیر نے اُسکو منع کیا ایسی گفتگو کرنے سے ڈانٹ دیا القصہ کئی روز جشن رہا فتح نوش نے وزیر سے علیحدہ ہو کر کہا کہ گر رابعہ اتنی تو اس سے بہتر جفت میسر نہیں ہوتا ہے جاؤ تو اُسکا استمزاج تو لو اگر وہ مانے تو میں اس جوان کو پیغام دوں اس عقد کرنیکا ذکر کروں وزیر نے رابعہ سے جا کر کہا رابعہ نے سر نیچا کر کے کہا جو مرضی بادشاہ کی میں تابعدار ہوں بادشاہ جو ارشاد فرمائینگے اُسکے قبول کرنیمیں ناچار ہوں بادشاہ نے سنکر امیر سے دامادی کی استدعا کی امیر نے برضا و رغبت قبول کیا اُسی وقت سے شادی کی تیاری ہونے لگی اور نجومیوں کو بلا کر ایک روز ٹھہرایا اہل نجوم سے ایک دن نیک اس کام کیلیے استفسار فرمایا محفل عقد کے دن امیر نے عمرو کو اپنے دلمیں یاد کیا کہ حیف ہے کہ آج عمرو نہیں اگر وہ موجود ہوتا تو نہایت خوشنود ہوتا اب عمرو کا حال سنیے کہ جس دن سے امیر نے گور خر پر گھوڑا اُٹھایا تھا اشقر اُسکے پیچھے دوڑا یا تھا اُسی دن سے وہ بھی امیر کی تلاش کو نکلا تھا اور جہاں جہاں اثنائے راہ میں امیر کا گذر ہوا تھا وہاں وہ بھی پہونچکر امیر کا حال دریافت کرتا چلا آتا تھا جہاں سُراغ پاتا تھا اُسی طرف جاتا تھا جب قندز کے باغ میں پہونچا چوپان نے عندالاستفسار کہا کہ امیر صاحبقران کو تو ہم نہیں جانتے اس نام کے شخص کو تو ہم نہیں پہچانتے مگر ایک شخص سعد شامی نام برادر حمزہ یہاں آیا تھا ہمارے یہاں کچھ قیام فرمایا تھا چند روز رہ کر ہمارے آقا کو اپنے ہمراہ لیکر شہر خرسنہ کیطرف گیا ہے عمرو سمجھا کہ امیر تھے اُسیدم قدم مارتا وہاں سے چلا اور شہر خرسنہ میں آپہونچا خدا کی قدرت دیکھا چاہیے کہ دو ساعت قبل از نکاح فتح نوش کی ڈیوڑھی پر پہونچا اور دربانوں سے کہا کہ جاؤ اپنے بادشاہ سے کہدو کہ سعد شامی نام میرا غلام بھاگ کر تمہارے پاس آیا ہے اُس نے اپنے تئیں چھپایا ہے اسکو گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیجدو اسمیں ہرگز تامل نہ کرو نہیں تو اچھا نہ ہوگا دربانوں نے اسیطرح بادشاہ سے کہا امیر نے پوچھا کہ اسکی وضع و ہیئت و لباس کیا ہے انداز کیسا ہے دربانوں نے کہا کہ تیرہ گز کا تو قد ہے اور سُرخ بانات سقرلاتی کی پانچ گز لمبی ٹوپی سر پر ہے اور اُسپر دو پر لگے ہوے ہیں ہر دم بے ہوا ہلتے ہیں اور نمد کی قبا گلے میں ہے اور ایک تو بڑا حمائل کیے ہوے ہے کمان چند جا سے بندھی ہوئی دوش پر اور چند تیر بے پر و پیکان کمر میں کاغذ کی ڈھال پشت پر اٹھارہ من کا سونٹا ہاتھ میں لیے ہوے قبائے نمدی پر ایک پیراہن سیاہ رنگ ایسا ڈھیلا ڈھالا پہنے ہے کہ بلا مبالغہ اُسکی آستین میں شیر کا بچہ رہ سکتا ہے اُسکے سامنے کسکی مجال ہے اور کون کوئی بات کہہ سکتا ہے امیر ہیئت سنکر بارگاہ سے نکل آئے سب لوگ بڑا تعجب لائے عمرو دوڑ کر قدموں پر گر پڑا امیر نے اُسکو سینے سے لگایا بہت التفات اور پیار فرمایا اور ہاتھ پکڑ کے

بارگاہ میں لاکر بادشاہ سے ملاقات کروائی انکی عیاری اور چالاکی اور محبت کی سب کیفیت سنائی بادشاہ نے کہا کہ انکی
تعریف تو کیجیے یہ کون ہیں امیر نے فرمایا کہ یہ نوشیرواں کا مسخرہ ہے عمرو بولا کہ مسخرے تو امیر و بادشاہ ہوتے ہیں بڑے
صاحب عزت و جاہ ہوتے ہیں مجھ غریب نے یہ رتبہ کہاں پایا ساری محفل ہنس پڑی جب وقت نکاح کا قریب آیا امیر نے
عمرو سے کہا کہ جلد جا کر کسی قاضی کو عقد پڑھنے کو واسطے لے آؤ اسمیں ہرگز دیر نہ لگاؤ مگر وہ مسلمان ہو صاحب ایمان ہو
عمرو نے بارگاہ سے نکلکر صورت اپنی تبدیل کی اور سفید براق بالوں کی دو گز لمبی داڑھی اپنے چہرے پر لگائی مشائخوں کی
صورت بنائی اور ایک کرتا ایسا ڈھیلا ڈھالا کہ جسکی آستین میں بچہ سیمرغ رہ سکے پہنا اور بمقدار گنبد ایک عمامہ سر پر باندھا
کئی گز کا عصا ہاتھ میں لیکے لنگ کرتا ہوا بارگاہ میں آیا جتنے حاضرین تھے مع امیر و فتح نوش تعظیم و تکریم پیش آئے تمام
اہل محفل ایک زبان ہو کر بولے کہ ہم نے آج کے سوا کبھی ایسا مرد بزرگ اس شہر میں نہیں دیکھا معلوم نہیں کہ حضرت
کہاں سے اسوقت رونق افروز ہوے کہ ہم سب لوگ آپکی خدمت سے بہرہ اندوز ہوے امیر نے اپنے بالادست قاضی جی
کو بٹھلا کر حکم عقد خوانی کا دیا عمرو نے تعمیل ارشاد کیا اور اس خوش الحانی و قرأت سے خطبہ پڑھا کہ سامعین کو رقت آگئی سب
اہل محفل پر ایک حالت وجد چھا گئی بادشاہ نے ہزار درم عمرو کے آگے رکھے عمرو نے کہا کہ میں بغیر پانچہزار دینار کے نہ لونگا
قلیل ہرگز قبول نہ کرونگا قندز بولا کہ اے مولوی صاحب اگر یہ ہزار درم آپ کے کام کے نہیں ہیں تو مجھ کو عنایت کرو آپکے
نزدیک گر انکی کچھ حقیقت نہیں ہے تو مجھ ہی کو دیدو عمرو نے اُسیوقت دو درم اُٹھا کے اپنی جوتی کے اندر ڈالدیے اور ایک
عصا قندز کو ایسا مارا کہ قندز داد بیداد کرنے لگا عمرو تو وہاں سے غائب ہوا قندز بڑبڑانے لگا کہ کیا مضائقہ ہے کبھی تو
قاضی صاحب راہ باٹ میں ملینگے اسکا بدلا ایسا لونگا اور اتنا ذلیل کرونگا کہ زندگی بھر یاد کرینگے بادشاہ نے امیر سے پوچھا کہ
آخر یہ شخص کہاں سے آیا تھا امیر نے کہا کہ غیب سے آیا تھا اللہ نے اُس اپنے بندے کو بھجوایا تھا پھر قندز نے پوچھا کہ وہ
مسخرہ جو آیا تھا معلوم نہیں کدھر کو گیا ایسے قاضی کو لایا کہ جس نے بے قصور مجھ کو عصا مارا میرا جسم اب تک درد کرتا ہے
ایسا بے تحاشا مارا اگر قاضی نہ ملیگا تو میں اُسی سے سمجھونگا بہت بُری طرح سے پیش آؤنگا عمرو تھوڑی دیر کے بعد پھر بارگاہ
میں آیا اور نیا رنگ لایا کہ قندز کے سر پر سر رکھ کر پاؤں اوپر اُٹھا کے ایسا ناچا کہ اہل محفل دیکھ کر ہنسی کے مارے لوٹ لوٹ
گئے اسکی چالاکی اور مسخرگی سے حیرت میں رہے بادشاہ بھی عمرو کی حرکتوں سے بہت محظوظ ہوا اور وزیر سے کہنے لگا کہ ایسا
بےنظیر آدمی کبھی نہ دیکھا تھا واقعی یہ شخص قسم عیاری میں کامل ہے اسکو ہر طرح کی مہارت حاصل ہے بعد ازاں دور ساغر
مے زنگار رنگ چلنے لگا اور ارباب محفل بدمست ہو کر ناچنے لگے بادشاہ نے بہت سا انعام عمرو کو دیا سب کو ہر صورت
خوش کیا اور سات شبانہ روز جشن رہا آٹھویں دن امیر نے عمرو سے کہا کہ تم لشکر میں جاؤ میں بھی چند روز کے بعد آتا ہوں
کچھ یہاں کی کیفیت اُٹھاتا ہوں عمرو تو لشکر کی طرف روانہ ہوا امیر محل میں جا کر رات دن رابعہ پلاس پوش کے ساتھ عیش کرنے لگے
تھوڑے دنوں کے بعد محلداروں نے حاضر ہو کر امیر کو مژدہ دیا کہ ملکہ صاحبہ حاملہ ہیں امیر نے فرمایا کہ جبتک لڑکا پیدا نہ ہووے گا

تب تک میں یہیں رہونگا کہیں جانیکا قصد نہ کرونگا رابعہ بولی کہ اے سعد شامی میری بھی یہی خوشی ہے کیونکہ میں نے تمھارے عشق میں [illegible] دن کاٹے ہیں اب تھوڑے دن تو بھلا عیش میں اوقات کٹے

جانا امیر کا فتح یار برادر فتح نوش کے ملک میں اور مارنا اژدہے کو اور پیدا ہونا شاہزادہ علم شیروی کا

راویان شیریں سخن و نغمہ سرایان داستان کہن اس طرح سخن پرداز ہیں کہ ہشتم یار نامی فتح نوش کا چھوٹا بھائی کہ خرسنہ کے قریب اسکا بھی مالک تھا اُسنے سنا کہ فتح نوش نے رابعہ کی شادی ایک مسافر کے ساتھ کردی اور یہ بات اُسنے خلاف قاعدہ اپنی قوم کے کی بھائی کو نامہ لکھا کہ میں بھی داماد کی ملاقات کا شائق ہوں تھوڑے دنوں کے واسطے میرے پاس بھیجدو کہ ہم لوگ بھی انکی ملاقات سے حظ اُٹھائیں یہاں ضرور تشریف لائیں فتح نوش نے وہ نامہ امیر کو دکھلایا اُنکے اشتیاق و ملاقات کا حال اُنکو سنایا امیر نے کہا کیا مضائقہ ہے میں جاؤنگا اُنکی خاطر سے تکلیف سفر اُٹھاؤنگا چنانچہ دوسرے دن امیر فتح یار کے ملک کیطرف روانہ ہوئے جب شہر میں داخل ہوئے فتح یار استقبال کرکے امیر کو لیگیا اور بہت سی عزت و تعظیم و توقیر و خاطر داری امیر کی کی امیر کو طلائی کرسی پہ بٹھلایا اور باتیں کرنے لگا کہ دفعۃً واحدۃً شور غل کی آواز آئی امیر نے پوچھا کہ یہ شور وغل کیسا ہے فتح یار نے کہا کہ اس شہر کے قریب ایک اژدہا رہتا ہے جب وہ سانس چھوڑتا ہے سات کوس تک شعلہ اُسکے منہ کا جاتا ہے جو چیز پاتا ہے اُسکو جلاتا ہے اور جب دم کھینچتا ہے تو اس فاصلے تک میں جو چیز ہوتی ہے وہ اُسکے حلق کے اندر جاتی ہے اس شہر پر مدت سے یہ آفت آئی ہے آدمی جمادات ہو یا نباتات ہو یا حیوانات ہو سو آج اُسنے سانس چھوڑی ہے اسی کا شور وغل شہر میں پایا ہے تمام خلائق تہ و بالا ہے امیر نے کہا حیف ہے آجتک کبھی اسکا ذکر فتح نوش نے مجھسے نہیں کیا نہیں کب کا اس بلا کو میں نے دور کیا ہوتا اُس اژدہے کا سر مار کے چور کیا ہوتا بہرحال آپ کسیکو میرے ساتھ کر دیجیے کہ وہ اُس غار کو مجھے دور سے بتا دے اُسکے رہنے کی جگہ مجھکو دکھا دے فتح یار نے کہا کہ میں خود آپکے ہمراہ چلونگا امیر اشقر پر زین کھواکے قندز کو ہمراہ لیکر سوار ہوئے اور جانے پر تیار ہوئے فتح یار بھی اپنی فوج سمیت امیر کے ساتھ ہوا لیکن ہر ایک اپنے دلمیں متحیر و متعجب تھا کہ یہ شخص کیونکر اژدہے کو ماریگا ایسی بلا پر کسطرح قابو پائیگا امیر نے جب دیکھا کہ وہ سانس کھینچنے لگا مرکب سے اُترکر اژدہے کیطرف چلے جب متصل پہونچے خنجر نکالکر دوڑے اور اُسکے کلیجہ میں خنجر کو رکھ کر تا کمر چیر ڈالا اس چالاکی سے اُسکا دم نکالا اژدہے کے منہ سے اسقدر دھواں نکلا کہ کوسوں تک اندھیرا ہوگیا آسمان گویا دھوئیں کا غبار ہوگیا جب ہوا دھوئیں کا اثر اُڑا لیگئی امیر پھر کر فتح یار کے پاس آئے اور کہا کہ الحمد للہ وہ موذی مارا گیا فتح یار نے مع لشکر جا کر دیکھا جہاں وہ پڑا تھا وہاں آکر دیکھا کہ مثل کوہ کے اژدہا ڈھیر ہوا پڑا ہے فتح یار نے امیر کے دست و بازو کو بوسہ دیا اور اس بلا کے دفع ہونے پر شکر کیا اور تمام خلقت امیر کی مدح خوان ہوئی سب کی طبیعت خوش اور شادماں ہوئی بعد ازاں امیر چند روز فتحیار کے پاس رہکر شہر خرسنہ میں آئے اس عرصہ میں

حمل کی بھی مدت آخر ہوئی اور بساعت سعید فرزند ارجمند پیدا ہوا آسمان تمنا پر کوکب مقصود ہویدا ہوا امیر نے اسکا
نام علم شیر رومی رکھا فتح نوش نے خزانوں کا منھ کھلوا دیا جنے جسقدر چاہا خزانہ لیا جب چالیس دن کا امیر زادہ ہوا
امیر بادشاہ اور رابعہ پلاس پوش سے رخصت ہوئے اور فرمایا کہ ہرگاہ یہ لڑکا بالغ ہو اسکو حمزہ کے لشکر میں بھیجنا
فتح نوش نے امیر سے بسوگند پوچھا کہ سچ کہو تمہارا نام سعد شامی ہے یا حمزہ ہے امیر نے فرمایا کہ فی الحقیقت حمزہ میں
ہی ہوں فتح نوش نہایت خوش ہوا اور قندز بغلیں بجانے لگا اور فخر سے سبکو سنانے لگا کہ سچ ہے مجھکو سوائے حمزہ کے کسکی
طاقت تھی کہ زیر کرتا الحمدللہ کہ میں حلقہ بگوش بھی ہوا تو حمزہ کا ہوا سوائے حمزہ کے دوسرے کی تابعداری مجھے ناگوار تھی یہ بات
مجھ پر سخت دشوار تھی رابعہ نے بھی سنکر سجدہ شکر ادا کیا کہ حمزہ میرا شوہر ہے جو تمام زمانہ میں نامور ہے القصہ امیر قندز
کو لیکر اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوئے وہاں ہر روز لڑائی ہوتی تھی ایک دن دونوں لشکروں کی صفیں آراستہ ہوئی تھیں کہ امیر
مع قندز لشکر میں داخل ہوئے یاروں نے قدمبوس ہو کر لڑائی کی سرگذشت بیان کی امیر نے سب تحسن تسلی کا فرمایا ہر ایک
کو گلے سے لگایا اور با آواز بلند پکارا اور قندز کو لڑنے کیواسطے بھیجا الجوش گھوڑے پر سے جست کر کے دو لاتیں اور ایک
جو بدستی قندز کے سینے پر مارے گھوڑے کی پیٹھ پر چار ہا قندز نوشن کبوتر کیطرح لوٹنے لگا ہرگاہ پھر سنبھل کر مقابل ہوا انہنے
پھر وہی حرکت کی غرضکہ شام تک اسیطرح سے الجوش و قندز کی جنگ رہی جب طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے
مقام پر گئے دوسرے دن الجوش میدان میں آکے للکارا کہ حمزہ مجھکو اپنی بہادری دکھا اگر تو مرد ہے تو تو آپ میرے سامنے آ

لات مارنا اڑکر الجوش کا امیر کو اور پاؤں پکڑ کر چرخ دینا امیر کا اور گرفتار کرنا الجوش کو

بہت پہلوانوں کو تو نے زیر کیا ہے اب تو مجھ سے زیر ہوا امیر اشقر دیوزاد کو جھجکار کر اُسکے روبرو گئے اُسنے دو وار امیر پر کیے امیر کچھ نہ بولے چپکے کھڑے رہے جب اُسنے تیسرے حملے میں لات مارنیکا ارادہ کیا امیر نے اُسکا پاؤں پکڑکے چرخ دیا ہر گاہ وہ سُست ہوا زمین پر دے مارکے مشکیں باندھلیں خوب زور سے ٹنڈیاں کسیں اور عمرو کے حوالے کیا قید رکھنے کے لیے اُنکو دیا عمرو نے الجوش سے کہا کہ اُٹھ میرے ساتھ چل وہ بولا کہ اگر طاقت ہے تو مجھ کو لیجا ذرا اپنی طاقت دکھا عمرو نے دو تین کوڑے ایسے زور سے لگائے کہ الجوش اُٹھ کے دوڑتا ہوا عمرو کے ساتھ ہوا ناظرین ہنسنے لگے امیر طبل بازگشت بجوا کر شاداں و فرحاں اپنے خیمے میں داخل ہوے شب کو امیر نے الجوش کو طلب کیا اور فرمایا کیا ارادہ ہے اُس نے کہا کہ تابعداری کا ارادہ کیا ہوگا جب تک زندہ ہوں غلام ہوں امیر نے اُسکو مشرف باسلام کرکے اپنے پہلو میں کرسی مرصع پر بٹھلایا اُسکو سب میں معزز فرمایا اور عمرو نے حلقہ غلامی کا اُسکے کان میں ڈالدیا اُسکو غلاموں کے زمرہ میں داخل کیا اور بحکم امیر مجلس جشن برپا کی سب کارگزاروں کو سامان جمع کرنیکی اجازت دی راوی لکھتا ہے کہ عین جشن میں محلی نے حاضر ہو کر بطن تاریخ پری سے تولد فرزند کی مبارکباد دی امیر نے شادیانے بجنے کا حکم دیا سب کو اُنکے موافق انعام دیکر خوش کیا اور ایک سن طلا کا طوق بنوا کر امیرزادے کو پہنایا اور طوق زرین نام رکھکر پرورش کرنیوالوں کے سپرد فرمایا اور حفاظت و پرورش کے لیے لوگ مقرر کیے بہت سے روپیہ بطور انعام دیے اور آپ سوار ہو کر یاروں سمیت رزمگاہ میں گئے ایک عادی نے میدان میں آکر مبارزطلبی کی زور سے اہل لشکر کو آواز دی استفتا نوش نے جاکر اُسکا مقابلہ کیا اتنے میں جنگل کیطرف سے گرد اڑی عیاروں نے دونوں طرف خبر پہونچائی دوڑ کر یہ کیفیت سُنائی کہ شاہزادۂ روم بالشکر جرار آیا ہے بڑی جمعیت اپنے ساتھ لایا ہے اور دونوں لشکروں کے سرداروں سے ارادہ جنگ کا رکھتا ہے عیار یہ کہہ رہے تھے کہ شاہزادے نے دونوں لشکروں کے درمیان میں اپنے لشکر کی صفونکو قائم کرکے گھوڑا میدان میں کُدایا کمال تزک سے برسر مقابلہ آیا اور لشکر کفار کیطرف رُخ کرکے کہا کہ اے نوشیرواں بھیج کسی کو کہ بہادرونکی تلوار کا جوہر دیکھے دلاوروں کی جرأت اور جوانمردونکی ہمت کر دیکھے نوشیرواں کیطرف سے ایک عادی میدان میں آیا اور گرز تول کر چاہتا تھا کہ شاہزادے کے سر پر مارے شاہزادے نے گرز چھین کر زمین پر پھینک دیا اور اُسکے گھوڑے کے زین کے زیربند میں ہاتھ دیکر مرکب و راکب کو اُٹھالیا اور اس زور سے زمین پر ٹپکا کہ راکب و مرکب کی ہڈیاں چور ہوگئیں دونوں لشکروں سے بانگ تحسین و آفرین کی بلند ہوئی زبان دعویٰ دلیرونکی بند ہوئی راوی لکھتا ہے کہ دوپہر کے عرصہ میں ایک سو کئی پہلوان عادیونکا اسی طرح شاہزادے کے ہاتھ سے مارا گیا نوشیرواں کے تمام لشکر کا جی چھوٹ گیا لڑنے والونکا دل خوف سے ٹوٹ گیا دو ساعت تک شاہزادہ مبارزطلب رہا لیکن فوج کفار سے کوئی اُسکے سامنے نہ آیا تاب مقابلہ کی نہ لایا مجبور لشکر اسلام کی طرف گھوڑے کی باگ پھیر کر للکارا آواز بلند سے پکارا کہ اے عربو تم میں سے جسکو جنگ کا حوصلہ ہو وہ میرے سامنے آوے اپنی پہلوانی اور سپاہگری دکھاوے فرہاد نے امیر سے اجازت لیکر اپنا ہاتھی ہولا شاہزادے نے پوچھا اے طویل القامت

اپنا نام بتلا کہ گمنام مارا نہ جائے تیری گمنامی پر کوئی تاسف نہ کھائے فرہاد بولا کہ میرا نام فرہاد بن لندھور ہے میری لڑائی کا سب سے نرالا طور ہے شاہزادۂ روم نے کہا کہ جس حربہ کا تو مشاق ہو وہ حربہ کر فرہاد بولا کہ پہلے حریف پر حربہ کرنا اپنا دستور نہیں ہے تو حربہ کرے تو میں بشرط حیات حربہ کرونگا دیکھا کیسا صدمہ دونگا شاہزادۂ روم نے بسم اللہ کر کے ایک وار گرز کا فرہاد پر کیا فرہاد نے تو ہاتھی کے پیچھے پر جا کر گرز کو خالی دیا مگر گرز ہاتھی کی مستک پر پڑا ہاتھی کا مغز کان کی راہ سے نکل گیا فرہاد کود کر زمین پر آیا ہاتھی اسیدم گر کے مر گیا جہان سے فوراً کوچ کر گیا فرہاد نے چاہا کہ شاہزادۂ روم کے گھوڑے کو پے کرے شاہزادہ گھوڑے سے الگ ہو کر اسکے سامنے آیا فرہاد دوسرے ہاتھی پر سوار ہو لڑنے پر تیار ہوا شاہزادہ پھر مرکب کی پیٹھ پر جا بیٹھا دونوں گرز بگرز لڑنے لگے شاہزادے نے دیکھا کہ گرز بازی میں یہ بھی مشاق ہے گھوڑے سے کود کر ہاتھی سمیت فرہاد کو اٹھا لیا اور نعرہ کر کے زمین پر دے مارا اور کہا کہ اب تو جا کر جلد کسی دوسرے کو بھیجدے کہ تجھ میں اب طاقت نہیں رہی لڑنیکی قدرت نہیں رہی راوی لکھتا ہے کہ اگر فرہاد پھرتی کر کے ہاتھی سے جدا نہ ہوتا تو ہاتھی کی طرح سے اسکی بھی ہڈی پسلی ٹوٹ جاتی کھوپڑی ضرب سے پھوٹ جاتی مگر تو بھی کسیقدر فرہاد کے چوٹ آئی اس ضرب کی بڑی اذیت اٹھائی دونوں لشکروں میں شور احسنت و آفرین کا بلند ہوا امیر نے فرمایا کہ ہم نے رستم کو سنا تھا کہ حریف کو ہاتھی سمیت اٹھا لیتا تھا پھر زمین پر پھینکدیتا تھا مگر اس شہزادے کو آنکھوں سے دیکھا لوگ بولے کہ ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ + وہ افسانہ و بیان ہے یہ موجود و عیاں ہے فرہاد نے امیر سے عرض کی کہ شاہزادے نے کہا تھا کہ تو جا اور کسی کو میرے مقابلہ کیواسطے بھیجدے امیر نے ملک لندھور کو اشارہ کیا اسکو لڑنیکا حکم دیا لندھور شبرنگ کی باگ لیکر شاہزادہ روم کے سامنے گیا شاہزادے نے گھوڑے کو آسن سے دبا کر رکاب سے رکاب ملا لندھور کو کمر پکڑ کے زین سے اٹھا لیا کئی ہاتھ سر سے اونچا کیا اور زمین پر ٹپک کے کہا کہ جا اپنے لشکر سے کسی اور کو بھیج سعد بن عمرو بن حمزہ اپنے گھوڑے کو اٹھا کر شاہزادے سے مقابل ہوا دونوں بایکدیگر کمر بند پکڑ کے زور کرنے لگے یہانتک زور کیا کہ دونوں کے مرکب تا بزانو زمین میں دھنس گئے کئی مرتبہ اسیطرح پھنس پھنس گئے شاہزادہ روم نے سعد کو چھوڑ کر کہا کہ جاؤ حمزہ کو بھیجدو دیکھوں وہ کیسا زور آور ہے میں سنتا ہوں کہ بڑا دلیر و دلاور ہے سعد نے آکر پیغام اسکا امیر کو دیا اسکے قصد اور دعوی سے مطلع کیا لندھور نے امیر سے کہا کہ یا صاحبقران یہ شاہزادہ مجھ کو آپ کی نسل سے معلوم ہوتا ہے امیر نے فرمایا کہ اگر میری نسل سے ہوتا تو میرے یاروں سے نہ لڑتا لندھور نے کہا کہ عمرو بھی تو آپ سے لڑا تھا اسکو اپنا امتحان منظور ہوگا بارے امیر نے اشقر کو میدان میں شہسواروں کیطرح جولان کیا بختک نے نوشیرواں سے کہا کہ یہ شاہزادہ بلاشک و ریب امیر کی نسل میں سے ہے اکثر امیر کے فرزند ایسے ہی ہوتے ہیں باپ بیٹے کی لڑائی کی سیر دیکھیے کہ یہ لڑائی لاجواب ہے گویا معرکہ رستم و سہراب ہے نوشیرواں بولا کہ کیا عجب ہے القصہ امیر نے اپنے مرکب کو شاہزادے کے مرکب سے ملایا وہ اسکی مٹ بھیڑ میں آیا شاہزادے نے امیر کی کمر پر ہاتھ ڈالا امیر نے بھی شاہزادے کی دوال کمر تھامی باپ بیٹوں میں زور ہونے لگا آخر امیر نے

نعرہ مارکے شاہزادیکو اُٹھالیا اور سر سے اونچا کیا چاہتے ہیں کہ زمین پر دے ماریں کہ ایک آواز غیب سے آئی اس وقت نے یہ خوشخبری سنائی
خبردار عمرو زرہ سے ٹپکنا تیرا اپنا بیٹا ہے امیر نے سروش غیبی سنکر آہستہ سے زمین پر چھوڑ دیا پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے بولا کہ
تخلص شیر دو میں ہوں یہ سنکر امیر کے قدموں پر گرا امیر نے اُسکو سینے سے لگا کر اُسکے منھ کے بوسے لیے اور شادیانے بجاتے ہوے
لشکر گاہ میں داخل ہوے اُسکے ملنے سے بڑے اطمینان حاصل ہوے اور شاہزادے کا نام رستم پیلتن رکھا شیر صف شکن
رکھا اور کہا کہ تم نے بڑی بے ادبی کی میرے یاروں کو صف جنگ میں زیر کیا اور میرا بھی مقابلہ کیا شاہزادے نے عرض
کی کہ بھائی عمرو نے بھی تو ایسی گستاخی کی تھی مجھ سے بھی قصور ہوا امیر نے سب یاروں سے ملوا کر شاہزادے سے عذر کروایا
اس سبب سے کہ امیر کا فرزند دلبند ہے ہر شخص بہت محبت سے پیش آیا اور سات شبانہ روز تک جشن کیا آٹھویں دن لشکر
کفار سے کوس حربی کی آواز آئی امیر نے بھی طبل جنگ بجوایا اور میدان میں جاکر اپنے لشکر کی صف بندی کی نوشیرواں
کے لشکر سے ایک پہلوان عادی میدان میں آکر مبارز طلب ہوا رستم پیلتن امیر سے رخصت ہوکر سامنے گیا تین ضربیں
اُسکی رد کرکے ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ حریف ایک کا دو ہوگیا راوی لکھتا ہے کہ اُس دن رستم پیلتن نے پچاس پہلوان
قتل کیے اپنی شمشیر آبدار سے چیدہ چیدہ جوان قتل کیے اور دو ساعت تک میدان میں کھڑا ہوا مبارز طلب کیا کیا مگر
کفار کے لشکر سے کوئی نہ نکلا ناچار ہوکر گھوڑے کی باگ لیکے لشکر کفار پر جا گرا امیر نے یاروں سے کہا کہ رستم تنہا فوج کفار
میں گھس گیا ہے تم لوگ بھی اسکی اعانت کرو ایسی حالت میں اُسکو اکیلا نہ چھوڑو حکم کی دیر تھی پہلوان لشکر امیر شیر درندہ کی صورت
لشکر کفار پر جا گرے اور ایسی تیغ زنی کی کہ کشتوں سے پشتے باندھ دیے اور بقیۃ السیف سر پر پاؤں رکھ کے بھاگے
رستم پیلتن چار کوس تک اُنکو بھگا کر مظفر و منصور پھرا اُس دن اسقدر لوٹ امیر کے لشکر کے ہاتھ آئی کہ اُٹھا نہ سکتے تھے
اپنے خیمہ گاہ تک نہ لے جا سکتے تھے زر و مال حمالوں سے اُٹھوایا جس طرح سے ہوسکا خیموں تک پہونچایا رستم آکر امیر کے
قدمبوس ہوا امیر نے اُسکو چھاتی سے لگایا بیقیاس زر و جواہر اُسکے اوپر سے نثار کیا اور جشن میں مصروف ہوے اور کام سب
موقوف ہوے نوشیرواں نے بختک سے کہا کہ بڑی شکست فاش ہوئی لشکر بالکل تباہ ہوگیا اسباب سامان جنگ جدال
خاک سیاہ ہوگیا اور جو بچے بھی ہیں اُنکا دل چھوٹ گیا اب کیا کیجیے بختک نے کہا کہ یہاں سے شہر خاور بہت نزدیک ہے
اور حاکم وہاں کا قیماز شاہ خاوری بڑا بہادر صاحب مروت ہے تمام زمانہ میں اُسکے اخلاق و ہمت کی شہرت ہے
اگر آپ اُسکی پناہ میں جاوینگے اور اُسکو سب حال سناوینگے تو یقیناً وہ اپنا فخر سمجھے گا آپ کا اوپرالا کریگا خوب مستعد ہوکر
آپکی اطاعت میں قدم دھریگا نوشیرواں شہر خاور کیطرف روانہ ہوا جب قریب پہونچا خبرداروں نے قیماز شاہ خاوری
کو خبر دی اُسکے پہونچنے کی اطلاع کی کہ نوشیرواں شہنشاہ ہفت اقلیم حمزہ کے ظلم و ستم سے آپ کے پاس پناہ لینے کو
آیا ہے آپکی تعریف سنکر یہاں رجوع لایا ہے قیماز شاہ بڑے تزک سے سوار ہوا نوشیرواں کو استقبال کرکے اپنے
مکان پر لیگیا اور تخت پر بٹھلا کے بعد دریافت حال بہت سی دلجمعی کرکے کہا کہ اگر حمزہ یہاں آویگا اپنے کیے کی سزا پاویگا

بختک بولا کہ اگر ایسی امید نہ ہوتی تو شاہنشاہ کا ہیکو آپ کے آستانے پر آتا اسقدر سفر کی تکلیف اُٹھاتا

روانہ ہونا امیر کا شہر خاور کیطرف نوشیرواں کے تعاقب میں اور مسلمان کرنا قیماز شاہ والی خاور کو

راوی لکھتا ہے کہ امیر جب جشن سے فارغ ہوئے عمرو سے پوچھا کچھ معلوم ہے کہ نوشیرواں کہاں گیا عمرو نے کہا سنتے ہیں کہ قیماز شاہ خاوری کے پاس گیا ہے اور اُسنے بہت سی تشفی کی ہے کمال محبت سے پیش آیا ہے اور یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اگر حمزہ یہاں آویگا تو حمزہ کو باندھ کر آپکے حوالہ کر دونگا اُس سے آپکا بدلا اچھی طرح سے لونگا امیر نے ہنسکر فرمایا کہ ہمارا پیش خیمہ خاور کیطرف روانہ ہو دوسرے دن مع فوج قہار خاور کیطرف چلے ہر گاہ قریب خاور کے پہونچے قیماز شاہ خاوری کو نامہ لکھکر بھیجا کہ اے قیماز شاہ واضح ہووے کہ نوشیرواں میرا دشمن جانی ہے ایکی مرتبہ مجھ کو اُسسے ضرور سزا دکھانی ہے اور چند بار اُسنے عفو قصور چاہا اور مسلمان ہوا اور پھر بت پرستی کی اور کس کس طرح کی میرے ساتھ خصومت نہیں کی اور کیسی کیسی اذیت نہیں دی مگر ہمیشہ مخذول و منکوب با سوائے ذلت اور شکست کے کچھ اسکو حاصل نہ ہوا اب سنتا ہوں کہ تیرے پاس آکر پناہ لی ہے تو نے اُسکی حمایت کی ہے لازم ہے کہ میرا نامہ دیکھتے ہی اُسکو مع بختک بد اختر میرے پاس باندھ کر بھیجدے ورنہ تجھ کو تخت کے بدلے تختۂ تابوت نصیب ہوگا پھر نہ کوئی دوست ہوگا نہ قریب ہوگا عمرو نامہ لیکر آستانۂ قیماز شاہ پر گیا اور دربانوں سے کہا کہ میری اطلاع کر دو جلد بادشاہ کو خبر کر دو دربانوں نے قیماز شاہ کو اطلاع دی کہ ایک پیک حمزہ کا نامہ لایا ہے بڑے تزک سے آیا ہے قیماز شاہ دربار میں بیٹھا ہوا تھا حکم دیا اُسے حاضر کرو عمرو اُسکی بارگاہ میں گیا قیماز شاہ نے نامہ طلب کیا عمرو نے کہا کہ پہلے تعظیم کر اور نثار حاضر لا تب نامہ تیرے ہاتھ میں دیا جائیگا جو کچھ امیر نے فرمایا ہے وہی عمل میں آئیگا جانتا نہیں کہ یہ نامہ شاہ مرداں تاج بخش شاہاں حلقہ فگن در گوش گردن کشاں زندہ اژدہا آتش بار صید کنندۂ شیر خونخوار شکنندۂ طلسمات کشندۂ دیوان قاف و ظلمات پہلوان جہاں صاحبقراں زماں زلازل قاف کوچک سلیمان ابو العلا امیر حمزہ بن عبد المطلب سردار عربستان کا ہے ایسے صاحب شوکت و شان کا ہے قیماز شاہ کو کچھ چارہ نہ ہوا سوائے اسکے کہ زر و جواہر بہر نثار نامہ منگوائے اور نامہ کی تعظیم کرے اور آنکھوں سے لگائے ہر گاہ اس تمکو و عظمت سے عمرو نے نامہ قیماز شاہ کے ہاتھ میں دیا قیماز شاہ نے پڑھ کر نامہ کو پھاڑ ڈالا اور کہا کہ مجھ کو لکھا ہے کہ اگر نوشیرواں و بختک کو باندھ کر میرے حضور میں حاضر نہ کریگا تو تخت تیرا تختۂ تابوت ہوگا میں حمزہ کا کچھ تابعدار نہیں ہوں اور نہ اس سے ڈرتا ہوں کہ اُسکے حکم کی تعمیل کروں نوشیرواں اور بختک کو قید کر کے اُسے دوں عمرو نے کہا کہ اے قیماز شاہ کیا کروں سخت مجبور ہوں کہ صاحبقراں کا حکم نہیں ہے نہیں تو جیسا تو نے نامہ کو پھاڑ ڈالا دیا ہی تیرا پیٹ پھاڑتا قیماز شاہ نے اپنے غلاموں سے کہ دست بستہ کھڑے تھے کہا کہ اس پیادے زبان دراز کو پکڑ لو ہرگز جانے نہ دو چار طرف سے غلاموں نے عمرو کو گھیر لیا

سب نے متفق ہوکر محاصرہ کیا عمرو نے خنجر فولادی کمر سے کھینچکر کتنے غلاموں کو ایذا ے اطاعت قیماز شاہ سے آزاد کیا بہت سے غلاموں کا برق شمشیر سے خرمن ہستی برباد کیا اور قیماز شاہ کے سر پر دھول مار کے تاج اُتار لیا اُسکو اسطرح سے ذلیل کیا اور وہاں سے چلتا ہوا ہر چند لوگ اُسکے پکڑنیکو دوڑے مگر عمرو کب ہاتھ آتا تھا اُسپر کوئی کب قابو پاتا تھا ہوا تو اُسکی گرد کا دامن چھو سکتی تھی بختک نے قیماز شاہ سے کہا کہ حضور اس پیادے سے واقف نہیں ہیں یہ وہ بلاے بد ہے کہ چشم احول فلک نے اُسکا ثانی نہیں دیکھا کسی نے ایسا چالاک علامۂ زمانی نہیں دیکھا اس سے تمام شہریار و شاہ بید کے مانند کانپتے اور الامان مانگتے ہیں آپنے دیکھا کہ کیا حرکت ناملائم کرکے اتنی جمعیت میں سے نکلگیا قیماز شاہ بولا کہ دیر آے درست آئے تم دیکھوگے کہ میں اس سے اور اُسکے صاحب سے کیا سلوک کرتا ہوں کیسا اسکے خون سے اپنی تلوار کو بھرتا ہوں المختصر عمرو نے آکر امیر سے تمام ماجرا بیان کیا دوسرے دن قیماز شاہ کوس حربی بجاتا ہوا مع فوج میدان میں نکلا امیر نے بھی اپنے لشکر کا پرا اُسکے مقابل میں باندھا پہلے سب سے خورشید خاوری ہمشیرہ قیماز شاہ کہ اپنے روبرو پہلوانان روزگار کو ذرہ کے برابر بھی نہ سمجھتی تھی شجاعت اور دلاوری میں کسی کو دنیا میں اپنا ہمسر نہ سمجھتی تھی اور نیزہ بازی میں فی المثل تھی ہر فن میں بے بدل تھی میدان میں آکر للکاری بڑے تکبر اور غرور سے آواز ماری کہ اے پہلوانو جسکو میرے نیزے کی انی اپنے سینے میں چبھوانی ہو وہ میرے سامنے آوے اپنی مردانگی دکھاوے شیر مار پہلوان شیروانی قوم امیر سے رخصت ہوکر اُسکے سامنے آیا میدان میں آکر نیزے کو چمکایا خورشید خاوری نے گھوڑے کو کاوہ دیکر ایک نیزہ مارا شیر مار نے تو خالی دیا مگر وہ نیزہ اُسکے گھوڑے کے لگا گھوڑا گر پڑا فی الفور دوسرا نیزہ مارکے شیر مار کو زخمی کیا نیزہ سے زخم کاری دیا عمرو بن امیہ ضمری دوڑکر شیر مار کو اُٹھا لیگیا القصہ چند پہلوان ایک ساعت کے عرصے میں اُسکے ہاتھوں زخمی ہوے رستم پیلتن کو غیظ سے تاب نہ رہی کہ اور کوئی اُس سے مقابلہ کرے برق آسا اُسکے سر پر پہونچا خورشید خاوری نے شاہزادے پر بھی نیزہ چلایا اُسپر بھی حربہ اُٹھایا شاہزادے نے نیزہ اُسکا پکڑ لیا ہر چند اُسنے زور کیا چھڑا نہ سکی شاہزادہ نے نیزہ چھین کر زہر اُسکی انی سے دور کیا اور اُسیکے نیزے کی ڈانڈ مار کے گھوڑے سے اُسکو گرا دیا اور مرکب سے کود کر اُسپر جا رہا باندھنے کا قصد کیا معلوم ہوا کہ عورت ہے گود میں اُٹھا کر امیر کے پاس لے آیا اُسکو سب شخصوں کو دکھایا امیر نے اُس سے پوچھا کہ اے عورت تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے لڑنے سے تجھے کیا کام ہے بولی قیماز شاہ کی بہن ہوں اور خورشید خاوری میرا نام ہے امیر نے حکم کیا کہ اسکو رستم کی ماں کے پاس پہونچا دو اسکے حوالے کردو خورشید خاوری تو والدۂ رستم کے پاس محل میں بھیجی گئی ادھر قیماز شاہ کے بھائی سے رستم پیلتن کا مقابلہ ہوا رستم نے اسکو بھی باندھا اور فوج کفار کو للکارا کہ اے نامرد عورت کو لڑوا کر تماشا دیکھتے ہو اگر نشۂ مردی ہو تو خود آکر مقابلہ کرو اس میدان میں آکر قدم دھرو شمیم تن خاوری پدر قیماز شاہ خاوری نے میدان میں آکر شہزادے پر گرز چلایا اُسکے مارنے پر ہاتھ اُٹھایا شاہزادے نے گرز سمیت اُسکا ہاتھ پکڑ کے ایک گھونسا اُسکی گردن پر ایسا مارا کہ وہ بیہوش ہوکر گھوڑے سے زمین پر گرا شاہزادے نے اُسکو باندھ کر عمرو کے حوالے کیا

اُسکو بھی انھیں کو دیا ہومان خاوری خورشید خاوری کا بڑا بھائی جو شاہزادے سے لڑنے آیا ہاتھوں ہاتھ باندھا گیا
قیماز شاہ نے کہا کہ حمزہ کے فرزند کے برابر بھی شجاع و زور آور کم کوئی دیکھنے میں آیا ہے یہ زور اشد کی طرف سے اُسنے
پایا ہے ایک ساعت میں چند پہلوانان قوی بازو کو بآسانی تمام باندھ لیا کیسے کیسے پہلوانوں کو زیر کیا معلوم ہوا کہ بڑی
نیک ساعت سے آج یہ میدان میں آیا ہے تب تو اسنے سب پر قابو پایا ہے آج اس سے نہ لڑنا چاہیے اسکے ہاتھ سے
بچا رہنا چاہیے یہ کہکر طبل بازگشت بجوایا اپنے خیمہ میں آیا دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لڑائی کی زحمت سے
آرام پائے امیر نے رستم کو گلے سے لگا کر بہت سا زر و جواہر نثار کیا اُسکے شکریہ و سلامتی میں بہت کچھ دیا اور محفل شب میں
نیم تن خاوری و ہومان خاوری کو طلب کر کے کہا کہ اب کیا ارادہ ہے تمہارا دل کس بات پر آمادہ ہے وہ بولے کہ جبتک
قیماز شاہ حاضر نہ ہووے اور اسلام قبول نہ کرے تب تک ہمکو معاف رکھیے امیر نے اُن دونوں کو معدیکرب کے سپرد کیا اُسکی
حوالات میں دیا اور خود جشن میں مصروف ہوئے اور خورشید خاوری سے کہلا بھیجا کہ رستم پیلتن سے تجھکو عقد کرنا منظور ہے
اس سے تیری طبیعت مسرور ہے اسنے جواب دیا کہ زہے طالع میرے کہ ایسا بے نظیر شوہر پاؤں اُسکی ملاقات سے حظ زندگانی اُٹھاؤں
امیر نے بساعت سعید رستم کا عقد خورشید خاوری سے کر دیا اور جشن شادی میں مصروف ہوئے رستم سات دن تک شبانہ روز
محل میں رہا آٹھویں دن کوس حربی کی آواز سنکر محل سے باہر آیا سلاح حرب اپنے بدن پر لگایا امیر نے میدان میں جا کر صف آرائی
کی قیماز شاہ نے گھوڑا میدان میں نکالکر آواز دی کہ اے عرب زادے میرے سامنے آ میں تجھکو لڑائی کے تبد تعلیم کروں تو فن
جنگ سے ناواقف ہے آ تو تجھ کو طرز لڑائی کے سکھاؤں رستم نے اپنے مرکب کو جولان کیا قیماز شاہ خاوری نے آٹھ سومنی گرز
بقوت تمام شاہزادے پر مارا شاہزادہ تو گرز کو ڈھال پر روک کے بچگیا مگر مرکب زخمی ہوا شاہزادے نے گھوڑے سے
کود کے ایسی تلوار قیماز شاہ کے مرکب کے لگائی کہ چاروں پاؤں اُسکے قلم ہو گئے تلوار زمین پر آئی پھر دونوں دوسرے گھوڑوں
پر سوار ہو کر لڑنے لگے رستم نے ہزار منی گرز اس زور سے قیماز شاہ پر مارا کہ اگر پہاڑ پر وہ ضرب پڑتی تو سرمہ ہو جاتا کوئی
اُسکے صدمے سے نجات نہ پاتا مگر قیماز شاہ کے کچھ بھاویں بھی نہ ہوا ہنسکر بولا کہ اے فرزند حمزہ اسی زور و قوت پر مجھ
سے لڑنے آیا ہے اسی طاقت پر یہ غرور تیرے دل میں سمایا ہے جا اپنے باپ کو بھیجدے کہ وہ مجھ سے لڑے رستم بولا کہ تو نے میرا کیا کیا
کہ میرے باپکو بلاتا ہے ایسا کلمہ تکبر زبان پر لاتا ہے ابھی تو میں تیرا حریف زندہ و سلامت ہوں جب مجھ سے زبول نہ ہوگا تب
میرے باپ کو تکلیف دیجیو اُن سے لڑائی کا ارادہ کیجیو بارے نصف النہار تک دونوں سے گرز بازی ہوا کی بعد ازاں شمشیر زنی
کی نوبت پہونچی جب تلواریں آرہ ہو گئیں نیزے سنبھالے شام تک ایسے لڑے کہ پوریو نیزوں کی جدا ہو گئی سب دیکھنے والوں کی
روح فنا ہو گئی قیماز شاہ نے طبل بازگشت بجوا دیا دوسرے دن پھر میدان آرائی ہوئی بایکدیگر تیغ آزمائی ہوئی لندھور
امیر سے رخصت لیکر قیماز شاہ کے مقابل ہوا قیماز شاہ نے لندھور پر گرز مارا لندھور نے بہزار مشقت اُسکو رد
کر کے قیماز شاہ پر ایک وار کیا قیماز شاہ بولا کہ اے لندھور سچ ہے دور کے ڈھول سہاونے ہوتے ہیں جیسا تیرا آوازہ

سنا تھا ویسا تجھ کو نہ پایا مجھ پر تو ایک زخم بھی کاری نہ آیا لندھور نے کہا کہ اے قیماز شاہ یہی گرز میں نے ایک مرتبہ سراندیپ کے
برج پر مارا تھا کہ بیخ و بنیاد قائم نہ رہی تھی مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ تیرا بدن فولاد کا ہے یا کس کا ہے یہ معاملہ بڑا حیرت افزا ہے یہ
کہکر شام تک دونوں بہادر ایسے لڑے کہ ہر بار صدائے احسنت دونوں لشکروں سے بلند ہوتی تھی نقارچیوں نے تاریکی
دیکھکر طبل بازگشت بجائے دونوں بہادر اپنے اپنے خیمونکو پھرے اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے امیر نے رستم و لندھور
سے پوچھا کہ تم نے قیماز شاہ کو کیسا پایا عرض کی بعد آپکے اگر پہلوان ہے تو قیماز شاہ ہے اُسکی حرب و ضرب سے خدا کی پناہ
ہے دوسرے دن پھر دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے ہنوز کسی نے عزم میدان کا نہیں کیا تھا کہ ناگاہ ایک جوان
چالیس گز کا قد دریائے آہن میں غرق جنگل کیطرف سے آکر دونوں لشکروں کے درمیان میں کھڑا ہوکے فوج کفار کیطرف
دیکھکر پکارا شیرونکی طرح للکارا کہ اے نوشیرواں کسی پہلوان کو میرے مقابلے کیواسطے بھیج نوشیرواں نے ایک عادی کو
بھیجا اُس سوار نے عادی کو اُٹھاکے اس زور سے زمین پر ٹپکا کہ کوئی ہڈی اُسکی سلامت نہ رہی اُٹھ کھڑے ہونیکی طاقت
نہ رہی دوسرے عادی نے مقابلہ کیا اُسکا بھی وہی حال ہوا پھر تو کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ اُسکے سامنے آوے اُس پر کوئی
حربہ چلاوے ایک ساعت تک اُسنے انتظار کرکے لشکر اسلام کیطرف رُخ کیا اور آواز دی کہ اے عربو تم میں سے جسکو حوصلہ
جنگ کا ہو وہ میرے سامنے آوے میدان قتال سے سرخرو ہوکر جاوے سرکوب تُرک امیر سے رخصت لیکر اُس سے
مقابل ہوا میدان جنگ میں آکر مقابل ہوا سرکوب کو بھی اُسنے اُٹھاکر زمین پر دیا مارا پھر چھوڑکر اُس سے کہا کہ اب تو جا
اور کسی کو بھیجدے کہ وہ آکر میرا مقابلہ کرے امیر نے سرکوب سے پوچھا کہ یہ جوان کیسا ہے سرکوب نے کہا کہ یا صاحبقران کیا بتاؤں
ایک آفت ناگہانی ہے بہادری اور جرأت اور فن سپاہ گری میں لاثانی ہے قندز سر شبان امیر سے اجازت لیکے اُسکے سامنے
گیا اُس سوار جنگی نے قندز کو الگ تھلگ گھوڑے سے اُٹھاکے زمین پر چھوڑ دیا کسی حربہ سے اُسکو مجروح نہ کیا اور کہا
کہ تو جا اور اب اور کسیکو بھیجدے قندز نے آکر امیر سے عرض حال کیا امیر نے فرمایا کہ مجھکو شکل و شباہت سے تیرا بیٹا معلوم
ہوتا ہے قندز بولا کہ اگر حقیقت میں یہ میرا بیٹا ہے تو میں اسکو جیتا نہ چھوڑونگا اس نالائق کا سر گرز سے توڑونگا کہ مجھکو دونوں
لشکروں کے روبرو ذلیل و خوار کیا سب کے نزدیک بے اعتبار کیا اسمیں رستم پیلتن نے اس صحرائی سوار سے جاکر مقابلہ کیا اُسنے
چھوٹتے ہی شاہزادے کی بھی کمر میں ہاتھ ڈالا اور جہانتک قوت تھی اُتنا زور کیا مگر شاہزادے کو جنبش بھی نہ ہوئی رستم پیلتن
نے ہاتھ اُسکی کمر میں ڈالکے ایک نعرہ کرکے اُسکو قاش زین سے اُٹھالیا اور کئی ہاتھ سر سے اونچا کیا اور زمین پر سبک
چھوڑ دیا اور پوچھا کہ سچ کہہ تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اور کہاں تیرا مقام ہے بولا کہ نام میرا شبان طائفی ہے قندز
سر شبان کا بیٹا ہوں شاہزادہ اُسکو لیکے امیر کیخدمت میں آیا اُنکے قدمبوس کروایا اور حال بیان کیا امیر نے اُسکو گلے سے
لگایا بہت پیار فرمایا اور طبل بازگشت بجاکے اپنے خیمے میں داخل ہوئے اور شبان طائفی کو حمزہ کوچک خطاب دیکے
اپنے بیٹے عمرو کی کرسی پر بٹھلایا سب کی نظر میں اُسکا رتبہ بڑھایا اور سات دن تک اُسکے لیے جشن کیا آٹھویں دن

پھر دونوں لشکر صف آرا ہوئے شبان طائفی نے قیماز خاوری کا مقابلہ کیا تمام دن جنگ ہی لیکن کوئی کسی پر غالب ہوا
شام کو اپنے اپنے خیمے میں گئے صبح کو صف آرا ہوئے قیماز شاہ میدان میں آکر للکارا کہ حمزہ تو آپ کیوں نہیں مقابلہ کرتا
لڑکوں کو مرے مقابلہ کیواسطے کیوں بھیجتا ہے امیر نے اشقر کو برق آسا چمکا کر نکالا قیماز شاہ نے بکمال قوت امیر پر گرز مارا
امیر نے اُسکو اپنے گرز پر رد کر کے آپ بھی گرز کا اُسپر وار کیا اُسنے اپنے سر پر روکا مگر چاروں پاؤں اُسکے گھوڑے کے
ٹوٹ گئے اور بہر بن مو سے عرق ٹپکنے لگا قیماز شاہ نے مرکب سے کود کر چاہا کہ اشقر کو بھی بے کرے امیر جھٹ اشقر کی پیٹھ سے
جدا ہو کر اُسکے سامنے ہوئے نصف النہار تک گرز بازی ہوئی پھر تلواریں چلنے لگیں اسمیں بھی مطلب حاصل نہوا قیماز شاہ
امیر کی تعریف کرنے لگا امیر نے کہا کہ سلاح بازی تو ہو چکی ایک بات باقی رہی قیماز شاہ بولا وہ کیا ہے اُسے بیان فرمائیے
مجھ کو سنائیے امیر نے کہا کہ تو میری کمر پکڑ کے زور کر اور میں تیرا کمربند پکڑ کے زور کروں جسکا لنگر اُٹھ جائے وہ دوسرے کی
اطاعت اُسکی تابعداری سے تا دم زیست نہ پھرے قیماز شاہ نے قبول کر کے کہا کہ حمزہ اس شرط میں تو بہت چوکا
حقیقت میں تو نے بہت خطا کی یہ بڑی بلا تو نے اپنے سر پر لی یہ کہکر امیر کی کمر میں ہاتھ ڈالا امیر نے بھی اُسکا کمربند تھاما
جہانتک قوت تھی قیماز شاہ نے صرف کی لیکن امیر کا لنگر اُٹھ نہ سکا تب تو سخت مجبور ہوا اسب غرور کافور ہوا امیر سے
کہنے لگا کہ مجھ میں جتنا زور تھا میں نے صرف کیا اب تمھاری باری ہے اب تم زور آزمائی کرو میری کمر پر ہاتھ دھرو

امیر حمزہ کا قیماز شاہ کو زیر کرنا اور اسیر کر کے حوالہ عمرو کرنا

امیر نے نعرہ کرکے اسکو سر تک لیجا کر سات چرخ دیے اور زمین پر پھینک کر مشکیں کسکر عمرو کے حوالے کیا اور شادیانے بجاتے ہوے خیمہ گاہ کو پھرے اور حکم کیا کہ خاور یونکو لاؤ سب کو میرے سامنے بلاؤ عمرو نے حاضر کیا امیر نے قیماز شاہ سے کہا کہ میں شرط تجھ سے جیتا اور تو ہارا پس اسلام قبول کر اُسنے کہا کہ آپ اگر مجھکو قتل کیجیے تو قبول ہے لیکن مسلمان ہونا قبول نہیں ہے اپنے باپ دادا کا مذہب ترک کرے یہ ہمارے خاندان کا معمول نہیں ہے امیر نے طیش کھا کے لندھور و معدیکرب سے کہا کہ اسکو گرز مار کر ہلاک کرو اس کافر کو جہنم بھیجو دونوں پہلوان گرز اُسکو مارنے لگے مگر اُسکو مطلق خبر نہ ہوئی امیر نے یہ حال دیکھکر کمال تاسف کیا کہ ایسا قوی پہلوان مفت ہاتھ سے جاتا ہے افسوس کہ میرا کہنا عمل میں نہیں لاتا ہے فرمایا کہ اسکو معدیکرب کے سپرد کرو قیماز شاہ بولا کہ کب تک قید رکھوگے مجھے قید کرکے کیا کروگے امیر نے کہا کہ جبتک تو جیتا رہیگا قید سے نہ چھوڑونگا تیرے ستانے سے منھ نہ موڑونگا اسمیں قیماز شاہ نے امیر سے کہا کہ میں پیاسا ہوں امیر نے شربت بنواکر صحیفہ ابراہیم اُسپر دم کرکے اُسکو پلوایا شربت کا پینا تھا کہ اُسکا دل سنگین موم ہوگیا اُسکو حق ہونا دین اسلام کا معلوم ہوگیا امیر سے کہنے لگا کہ آپ مجھکو قتل کیوں نہیں کرتے امیر نے کہا کہ مجھکو افسوس آتا ہے تیرے حال پر میرا دل بہت پچھتاتا ہے کہ تجھ سا قوی ہیکل دلاور وجوانمرد مارا جاوے اپنا نیک و بد تیرے خیال میں نہ آوے قیماز شاہ ہنسا اور بولا کہ حمزہ مجھکو یقین ہوا تو بڑا بہادر قدر دان ہے بندگان خدا کے حال پر بڑا مہربان ہے بہرحال مجھکو تیری اطاعت منظور ہے کہہ کیا کہتا ہے امیر نے کہا دین ابراہیم قبول کر وہ اُسیدم مع پدر و فرزند و برادر مشرف باسلام ہوا امیر نے ہر ایک کو خلعت فاخرہ عطا کیا اور اُسکو خلعت جمشید پہنا کر اپنے برابر کرسی پر بٹھایا اور جشن جمشیدی برپا کیا سامان عیش سب مہیا کیا نوشیرواں نے بختک سے کہا کہ اب یہاں ٹھہرنا اپنے پاؤں میں آپ کلہاڑی مارنا ہے کوئی دم میں قید ہوجاوینگے یہاں سے کسی طرف کو چلا چاہیے اُن کے ہاتھ سے بچا چاہیے بختک نے کہا کہ یہاں سے شہر کیومرث نزدیک ہے وہانکا بادشاہ کیومرث نیزہ باز ہے اور ایسا شجاع و قوی ہیکل ہے کہ ہمیشہ جسکے خوف سے قیماز شاہ بھاگ جایا کرتا تھا اپنی جان اُس سے بچایا کرتا تھا اُسکے پاس چلیے اگر حمزہ وہاں آیا تو جانیے کہ قضا اُسکی لے آئی اُسکی تقدیر نے اُسکو یہ مصیبت دکھائی نوشیرواں اُسیدم مع بختک وہاں سے بھاگا چند روز کے عرصہ میں متصل شہر کے پہونچا کیومرث شاہ نوشیرواں کی خبر سنکر استقبال کیواسطے شہر سے نکلا اور بکمال عزت و توقیر نوشیرواں کو لیجا کر اپنی بارگاہ میں تخت پر بٹھلایا بہت اخلاق سے پیش آیا اور احوال دریافت کرکے کہا کہ اگر حمزہ یہاں آیا تو آپ جان لیجیے کہ اُسکی موت اسکو لے آئی نوشیرواں اُسکی تقریر سے بہت خوش ہوا اور حمزہ کا انتظار کرنے لگا امیر چند روز خاور میں دنکو تو سیر و شکار اور شب کو عیش و عشرت میں مصروف رہے ایک دن سر محفل عمرو سے پوچھا کہ اب نوشیرواں نے کس جگہ جاکر پناہ لی ہے کس نے اُسکی حمایت کی ہے عمرو نے عرض کی کہ کیومرث شاہ نیزے باز کے پاس گیا ہے اُسنے بہت سی خاطر داری کرکے اقرار کیا ہے اسکو اپنی محبت پر بھروسا دیا ہے کہ حمزہ اگر یہاں آیا تو میں نے اپنے نہنگ نیزہ کا طعمہ اُسکو بنایا امیر نے تبسم کرکے کہا کہ پیش خیمہ ہمارا اُسیطرف کو روانہ کیا جائے کہ اُسکو بھی بزور شمشیر تابعدار کریں اگر اسلام

قبول نہ کرے تو خوب سا ذلیل و خوار کریں رستم پیلتن نے عرض کی کہ خورشید خاوری حاملہ ہے اسکے لیے کیا حکم ہوتا ہے فرمایا
کہ اُس کے ماں باپ کے سپرد کر دو اور تم پیش خیمہ کے ساتھ روانہ ہو رستم پیلتن نے خورشید خاوری کو اُسکے گھر میں بھیج دیا
اُنکے سپرد کیا اور آپ پیش خیمہ کے ساتھ روانہ ہوا دوسرے دن امیر نے بھی کوچ کیا سب اپنے لشکر کو ساتھ لیا قیماز شاہ
اپنے بھائی بیٹوں سمیت ہمراہ رکاب ہوا راوی لکھتا ہے کہ جب امیر نے شہر سے چار کوس کے فاصلہ پر خیمہ ڈالا اعیاروں
نے کیومرث کو خبر دی جلد دوڑ کر اطلاع کی کہ حمزہ فوج جرار سے متصل شہر کے خیمہ زن ہوا ہے مستعد جنگ جدال ہر ایک
صف شکن ہوا ہے کیومرث نے نوشیرواں سے کہا کہ طبل جنگ بجوائیے اور آپ بھی اپنا لشکر صف آرا فرمائیے امیر نے سنا کہ
کیومرث لشکر لیکر میدان میں آیا اپنی فوج کا عرصہ قتال میں پرا جمایا امیر بھی مسلح ہو کر مع سپاہ رزمگاہ کیطرف روانہ ہوئے
کیومرث نے دیکھا کہ ایک گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ اُٹھی ہر گاہ گرد کے گریبان کو مقراض باد نے چاک کیا نشان معدیکرب
نمودار ہوا گویا درفش کاویانی پیدا ہوا نشان کے نیچے دیکھا کہ ایک جوان بڑا ہی طویل القامت و قوی الجثہ گھوڑے پر
سوار ہے جسکے چہرے سے بڑی سطوت و ہیبت آشکار ہے اور پینتالیس پہلوان اُسکے گھوڑے کے گرد ہیں اور پیچھے
اُسکے چودہ ہزار سوار زرہ پوش ہے مانند رستم و اسفندیار کے ہر ایک کا تن و توش ہے کیومرث نے نوشیرواں سے
پوچھا کہ یہی حمزہ ہے جسکی شجاعت کا تمام زمانہ میں شہرہ ہے نوشیرواں نے کہا کہ یہ حمزہ کی فوج کا ہراول ہے عمرو معدیکرب
اسکا نام ہے اسکی بہادری زبان زد ہر خاص و عام ہے اور پینتالیس پہلوان جو اُسکے گھوڑے کے گرد ہیں سب اسکے
برادر حقیقی ہیں بعد ازاں ایک جوان سات سو ہاتھی کے حلقے میں ہاتھی پر سوار ایک سو بیس چتر شاہی اُسکے سر پر لگے بارہ سو
منی گرز ہاتھ میں لیے ہوئے پیدا ہوا اس شان و شوکت سے معرکہ میں ہویدا ہوا کیومرث نے پوچھا کہ کیا حمزہ ہے بختک
بولا کہ حمزہ کی سواری ابھی بہت دور ہے یہ خسرو ہند ملک لندھور بن سعدان گرد چودہ ہزار جزیرہ کا بادشاہ
ہے یہ پہلوان بڑا صاحب صولت و جاہ ہے بعد اُسکے دو بھائی شاہزادہ یونان بڑے طمطراق سے ظاہر ہوئے
کیومرث نے پوچھا کہ یہ کون ہیں بختک نے کہا کہ یہ دونوں شاہزادے یونان کے ہیں دیکھو تو کیسی شان سے ہیں ایک کا
نام استقفتانوش اور دوسرے کا نام اسقیفونوش ہے پیچھے دو پہلوان اور نکلے بختک نے بتایا کہ یہی دونوں شاہزادے
ہیں پھر سات بھائی زابلی بڑے زرق برق سے دکھائی دیے کیومرث نے پوچھا کہ یہ کون ہیں بختک نے کہا کہ یہ ساتوں
بھائی حلب کے شاہزادے ہیں بعد اُسکے شیرمار شروانی نکلا بختک نے بتایا کہ یہ شروان کا شاہزادہ اور نوشیرواں کا
سالا ہے انکا سامان سب سے نرالا ہے بعد ازاں مقبال شاہ مصری اور ریحان شاہ اور بیر فرخاری اور قندز
سرشبان اور سرکوب ترک شاہزادہ ترکستان بعد اسکے سر برہنہ حبشی و دیوانہ حبشی شاہزادگان حبش اور اُنکے بعد
الجوش نو گزی قامت و سعد زرین کہ جسکے چہرہ کی چمک سے آفتاب شرمندہ نقاب ابر اپنے منہ پر ڈالے اپنے اپنے
لشکر سمیت برآمد ہوئے بختک نے ہر ایک کا نام و نشان بتلا کر کہا کہ یہ سب سے پیچھے طوق زرین جو گلے میں ڈالے ہوئے ہے

یہ پسر حمزہ ہے اسکی بہادری کا بیان از بس محال ہے اسکی تعریف میں زبان ناطقہ سراسر لال ہے الغرض اسطرح سے جو پہلوان مثل مشعل آتا جاتا تھا بختک کیومرث کو اسکا نام و نشان بتاتا تھا ہرگاہ رستم پیلتن و سعد بن عمرو کی سواری نمود ہوئی دیکھا کہ دو پہلوان قوی ہیکل حسین دو تختوں پر سوار ہیں جنکے حسن و جمال پر مہر و ماہ نثار ہیں اور کئی سو چتر کا اُنکے سر پر سایہ ہے جنمیں طرح طرح کا جواہرات بیش قیمت لگایا ہے اور کئی ہزار پہلوان زرہ بکتر چار آئینہ پہنے ہوے گھوڑوں پر سوار تختوں کے گرد ہیں بختک سے پوچھا کہ یہ کون ہیں بولا کہ ایک تخت پر رستم پیلتن نام حمزہ کا بیٹا ہے اور دوسرے تخت پر سعد بن عمرو حمزہ کا پوتا لشکر اسلام کا بادشاہ ہے بعد ازاں قیماز شاہ خاوری نکلا اور آواز دورباش کی بلند ہوئی جسکی فوج و لشکر کی کثرت سے ہوا کی راہ بھی بند ہوئی پوچھا کہ یہ کون ہے اُسنے کہا کہ پہلے جو نمودار ہوا ہے وہ قیماز شاہ خاوری ہے اسکی طبیعت میں بڑی جرأت اور دلاوری ہے اور پیچھے اُسکے جسکی سواری کے ساتھ بارہ ہزار غلام زرین قبا زرین کلاہ گھوڑوں پر سوار صدائے دورباش بلند کیے جاتے ہیں آدمیونکو راہ سے ہٹاتے ہیں یہ شاہ عیاران عیار حلقہ فلکن بگوش شہریاران روزگار شاطر بے ہیرو رنگ قلعہ گیر بے جنگ خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری افسر عیاران عیار حمزہ ہے یہ شخص فرط لیاقت سے سردار و سرآمد سرداران حمزہ ہے بعد ازاں علم اژدہا پیکر کی آواز آئی جسکے سننے سے سبکے دلمیں ایک ہیبت سمائی کیومرث نے بختک سے پوچھا کہ یہ آواز کیسی ہے بختک بولا کہ یہ آواز حمزہ کے نشان کی ہے معلوم ہوا کہ حمزہ آتا ہے اسکی وہ شان و شوکت ہے کہ جس سے کوہ قاف تھراتا ہے کیومرث نے پوچھا کہ یہ نشان کس نے بنایا ہے یہ رایت بے مثل کہاں سے اسکے ہاتھ آیا ہے بختک نے کہا کہ بزرجمہر نے اسکو تیار کیا ہے طلسم اُسی اُسکو دیا ہے کیومرث نے بزرجمہر سے کہا کہ میرے واسطے بھی ایک نشان ایسا بنا میرے لیے بھی ایک ایسا ہی علم تیار کر بزرجمہر بولے کہ جب حمزہ پر فتحیاب ہوگے تب میں نشان تمھارے واسطے بنادونگا آپکے ارشاد کی تعمیل کردونگا یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ نشان اژدہا پیکر نمود ہوا اور اُسکے سائے میں خورشید عالم حمزہ نامدار اشقر دیوزاد پر سوار نمودار ہوے اور پچاس ہزار غلام زرین قبا زرین کلاہ ترکی تاتاری حبشی چینی ختنی شامی رومی مصری لچنی بخاری ہندی تاتاری آسامی حلبی زنگی امیر کے گھوڑے کے گرد جلو ریز تھے کیومرث شاہ نے بختک سے کہا کہ میں نہ جانتا تھا کہ حمزہ کے ساتھ ایسی جمعیت ہے اُسکو اسقدر تقویت ہے ناظرین بے تکلف امیر کی تعریف کرنے لگے القصہ جب امیر کے لشکر کی صف بندی ہوئی کیومرث نیزہ ہاتھ میں لیکر نکلا اور باواز بلند کہنے لگا کہ اے قوم عرب جسکے سر پر قضا کھیلتی ہو وہ میرے سامنے آوے اپنی دلاوری دکھادے قیماز شاہ نے تسلیم کرکے امیر سے عرض کی اگر حکم ہو تو آپکے اقبال سے کیومرث کو باندھ لاؤں اُسکے مقابلے کو جاؤں امیر نے فرمایا کہ جاؤ خدا کے حوالے کیا اللہ کی حفاظت میں تم کو دیا قیماز شاہ جو کیومرث کے سامنے آیا کیومرث نے کہا کہ او نامرد تجھ کو کیا حماقت نے لیا ہے یہ تو نے کیا ذلت کا کام کیا ہے کہ تو بھی حلقہ بگوشان حمزہ میں محسوب ہوا قیماز شاہ بولا کہ مجھ سے بہتر بہتر حمزہ کی حلقہ بگوشی میں در آئے ہیں اُسکی سرکار سے

بڑے بڑے منصب پائے ہیں اور تو کبھی آجکل میں حلقۂ اطاعت حمزہ اپنے کان میں ڈالیگا وہ یہ سب تیرا غرور نکالیگا گھبراتا کاہیکو
ہے کیومرث نے برا مان کر کہا کہ مجھ کو کون حلقہ بگوش کر سکتا ہے کون ایسا ہے جو میرے سامنے دم بھا در ی کا بھر سکتا ہے چل
حربہ کر قیماز شاہ نے کہا کہ اسلام کا دستور پیش دستی کا نہیں تجھکو جو حربہ کرنا ہو سو کر کیومرث نے گھوڑے کو کا وہ دیکر ایک وار
نیزے کا قیماز شاہ پر کیا قیماز شاہ نے ہر چند اپنی دانست میں اُسکے نیزے کو رد کیا مگر انی نیزے کی قیماز شاہ کے پاؤں
میں کسی قدر چبھ گئی چونکہ سنان نیزے کی زہر ہلاہل میں بجھی ہوئی تھی قیماز شاہ سوزش سے بیتاب ہوکر اپنے لشکر کیطرف پھر گیا
اور خیمہ میں آتے ہی بیہوش ہوگیا عمرو نے نوشدارو کی پٹی اُسکے زخم پر باندھی اور کیومرث سے آکر مقابل ہوا کیومرث
اسکی ہیئت کذائی دیکھ کر بولا کہ اے مسخرے تجھ کو کیا خبط نے گھیرا ہے کہ میرے سامنے آیا ہے معلوم ہوا کہ ملک الموت تجھ کو
میرے سامنے لایا ہے اگر آتا تو محفل میں آتا کہ محظوظ کر کے انعام لیجاتا یہاں سوائے مار دھاڑ کے اور کیا پائیگا مفت میں
اپنی جان سے مارا جائیگا عمرو نے کہا کہ اگر آپ جیتے بچیے گا تو محفل میں بھی حاضر ہوکر آپکی خدمتگزاری کرونگا دیکھنا کیسی عیاری
کرونگا اور اسوقت بھی مقدور بھر مجھ سے کوتاہی نہ ہوگی کیومرث نے ہنسکر کہا کہ دیوانہ ہوا ہے جا دوسرے کو بھیجدے عمرو
بولا کہ آپنے میرا کیا بنا لیا ہے کہ دوسرے کا بنا لیجیے گا تب تو کیومرث کو غیظ آیا نیزے کو گردان کر عمرو پر چلایا عمرو نے کاغذ
کی ڈھال منھ پر رکھ کے ایک جست ایسی کی کہ اُسکے سر پر پہونچا اور اس زور سے سونٹا اُسکے سر پر مارا کہ وہ تیورا گیا اور
لگے ہاتھوں دوسرا سونٹا اُسکے ہاتھ پر مارا کہ نیزہ اُسکے ہاتھ سے گر گیا عمرو نے جلدی سے لپک کر نیزہ اُٹھا لیا چونکہ اُسکے
نیزہ میں بہت جواہرات بیش قیمت جڑے تھے اسلیے اُسکو اپنے قبضے میں کیا کیومرث بولا کہ لا میرا نیزہ میرے حوالے کر اب
میں تجھ سے نہ لڑوں گا پھر کبھی تیرا مقابلہ نہ کرونگا عمرو بولا کہ معلوم ہوا تو مجھ سے واقف نہیں اے بھلے آدمی جو چیز کہ
زمین پر گرے اُسکا مالک میں ہوں ہر چند کیومرث نے دم دلاسا دیا لیکن کچھ مفید نہ ہوا اُسکا کہنا ہرگز قبول نہ کیا اسمیں
شام کا ڈنکا بجا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے عمرو نے وہ نیزہ لاکر امیر کی خدمت میں گذرانا امیر نے فرمایا کہ زہر اس کا
دور کر کے سعد یمانی کو دو کہ وہ بھی نیزہ باز ہے سب نیزہ بازوں میں ممتاز ہے شب کیوقت ایک عیار نے آکر نوشیرواں سے
کہا کہ بادشاہ تصوران نے اپنی بیٹی کو کہ آج حسن و جمال میں اپنا ثانی نہیں رکھتی آپ کے ساتھ عقد کرنے کیواسطے بھیجا
ہے اُسکو اپنے پاس بلوائیے اُسکے آنے کیلیے اجازت فرمائیے نوشیرواں یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہوا اور خواجہ بزرجمہر کو
اُسکے لانے کیواسطے بھیجا خواجہ نے اُسکو محلسرا میں لاکر داخل کیا اُسکے آنے سے نوشیرواں کو بہت سرور حاصل ہوا راوی
لکھتا ہے کہ وہ شاہزادی پیشتر سے حمزہ کی تصویر دیکھ کر بصد دل و جان مشتاق دیدار حمزہ تھی چند روز کے بعد ایک
شب کو فرصت پاکے لباس خبروی پہنکر حمزہ کے لشکر میں داخل ہوئی اور پشت خیمہ سے ایک پائزہ اُکھیڑا حمزہ کے خیمہ
میں گئی دیکھا کہ امیر بیخبر سوتے ہیں دارو بیہوشی نتھنوں میں امیر کے جو دی تو امیر چھینک مار کر بیہوش ہوگئے امیر کا پشتارہ
باندھ کر جسطرف سے گئی تھی اسی طرف سے نکلکر ایک خندق کے اندر لیگئی سب کی نظروں سے چھپا کر لیگئی اور امیر کی رفع بیہوشی

کر کے اپنے عاشق ہونیکا حال بیان کیا اپنے دلکا راز نہاں عیاں کیا امیر نے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے کہا کہ میرا نام مہر انگیز بنت شاہ تصوران ہے حسن و جمال میں میرا نظیر کہاں ہے اور اب زوجہ نوشیروال کی ہوں امیر نے فرمایا کہ وہ امیر اخسر ہے دوسرے تو شوہر دار ٹھہری ایسا گناہ تو مجھسے کبھی نہ ہوگا ایسا فعل ہمارے مذہب میں حرام ہے ہرچند اسنے امیر سے عشق انگیز باتیں کیں مگر امیر نے مطلق اسکی طرف التفات نہ کیا اُسکا کہنا بالکل سماعت نہ فرمایا جب اُس نے دیکھا کہ امیر مانتے ہی نہیں ہیں تب اُسنے دھمکایا یہ سخن اُن کو سنایا کہ اگر تو مجھ کو قبول نہ کریگا تو حمزہ میں تجھ کو مار ڈالونگی امیر نے فرمایا کہ اگر میری یونہی بدی ہے تو چارہ کیا ہے مگر تیری بدی کرنے سے کچھ نہ ہوگا اسی تکرار میں صبح ہوگئی وہ امیر کو اسی جگہ سفید چھوڑ کے اپنے خیمے میں چلی گئی صبح کو امیر کے لشکر میں غل مچگیا کہ امیر اپنے خیمے سے غائب ہیں ہر شخص ہر طرف ڈھونڈھنے لگا شدہ شدہ یہ خبر کفار کے لشکر میں بھی پہونچی وہ بھی متعجب ہوئے کیومرث نوشیروال کے آگے لنترانی کی لینے لگا کہ حمزہ میرے نیزۂ زہر آلود کے خوف سے جان بچاکر بھاگ گیا مرنے سے جی چھپاکر بھاگ گیا یہ کہکر نقارہ جنگ کا بجاکر میدان میں صف آرا ہوا پھر لشکر کا مقابلہ دوبارہ ہوا لشکر اسلام نے امیر کی جا پر رستم پیلتن کو قرار دیکر صف آرائی کی لندھور بن سعدان شاہزادہ سے رخصت ہوکر کیومرث کے مقابل ہوا کیومرث نے گھوڑے کو کدا دیکر نیزہ لندھور کے سر پر مارا لندھور نے ڈھال کے جھٹکے سے اسکو رد کیا اپنی چالاکی سے وار اسکا خالی دیا اور چاہا کہ گرز اُسکو مارے اُسنے گھوڑے کی باگ پھیر کر دوسرا وار لندھور پر کرکے لندھور کو زخمی کیا لندھور مجروح اپنے خیمہ میں پہونچکر بیہوش ہوگیا زخم کی شدت سے مدہوش ہوگیا عمرو نے جھٹ پٹ ایک پٹی نوشدارو کی لندھور کے زخم پر چڑھادی کہ اس درد کی تکلیف سے اُسکو تسکین ہوئی فرہاد بن لندھور نے اپنے باپ کو مجروح دیکھ کر کیومرث سے مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوکر پھرا اُسکے بعد سرکوب ترک نے اُسکا سامنا کیا وہ بھی مجروح ہوا جو اُسکے مقابل ہوا مجروح ہوا اتنے میں شام ہوگئی دونوں لشکروں میں طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنے اپنے مقام پر آیا شب کو وہ فاحشہ پھر امیر کے پاس گئی اور خبر دی کہ آج تمھارے لشکر کے فلانے فلانے تین پہلوان کیومرث کے ہاتھ سے زخمی ہوئے مجھ کو اس بات کا بڑا ملال ہوا کہ ایسے پہلوانوں کا ایسا حال ہوا امیر نے کہا کہ حیف ہے اسوقت میں تو نے مجھ کو قید کر رکھا ہے مجھے چھوڑ دے کہ میں کیومرث کو نیزہ بازی کا مزہ دکھاؤں اپنی شمشیر آبدار سے اُسکو شربت مرگ چکھاؤں وہ قحبہ بولی کہ جب تک میں کامیاب نہ ہونگی ہرگز ہرگز نہ چھوڑونگی اپنے حصول مقصد سے کبھی منھ نہ موڑونگی امیر نے کہا کہ چھوڑ یا نہ چھوڑ مجھ سے تو ایسی حرکت ہویت نہ ہوگی یہ کام خلاف شرع ہرگز نہ کرونگا غرضکہ وہ شب بھی اسی میں آخر ہوگئی وہ بدمست بدستور امیر کو چھوڑ کر اپنے خیمے میں گئی کیومرث پھر میدان میں آکر للکارا بڑے زور سے ایک نعرہ مارا کہ جسکے سر پر قضا کھیلتی ہو وہ میرے سامنے آوے میدان جنگ میں آکر گھوڑا کدا وے سعد یمانی شاہزادے سے رخصت ہوکر کیومرث کے روبرو گیا کیومرث نے نیزہ اُسپر چلایا اُسکے اوپر ہاتھ اُٹھایا سعد نے رد کیا چار پانچ طعن کے بعد کیومرث نے غافل پاکر سعد کو بھی زخمی کیا اسمیں شام ہوگئی دونوں لشکر رزمگاہ سے پھرے رات کو پھر وہ فاحشہ

امیر کی خدمت میں گئی اور باشتیاق بصد زاری و نالی بیان کرنے لگی اُسکے پاؤں پر سر دھرنے لگی اتفاقاً عمرو بن امیہ امیر کی تلاش کرتے کرتے اُدھر کو جا نکلا باتیں اُس مکارہ کی سنکر اُسکے سامنے گیا وہ عمرو کی صورت دیکھتے ہی وہاں سے بھاگی عمرو نے امیر سے پوچھا کہ یہ کون تھا اگر حکم ہو تو مار ڈالوں اُسکا بھیجا اُسکے سر سے نکالوں امیر نے فرمایا جانے دو مت مارو یہ عورت ہے اس سے درگذر کرو یہ فاحشہ زوجۂ عال نوشیروال ہے وہ اسکے حال پر بہت مہربان ہے عمرو نے چاہا کہ بند امیر کے کھولے امیر نے خود زور کیا تمام بند چٹ چٹ ٹوٹ گئے عمرو نے کہا دور و ز سے کیوں نہ زور کر کے قید سے چھوٹے کیا سبب تھا کہ بند پہلے تم سے نہ ٹوٹے امیر نے کہا کہ تمام امر وقت پر موقوف ہیں اور خدا کی مرضی یوں ہی تھی کہ مجھ کو ایک عورت بے حقیقت باندھے یہ کہکر خندق سے باہر آئے اور شکر خدا کا بجا لائے اور سلاح و اشقر کو منگوا کے وہیں سے سوار ہو کر رزمگاہ میں گئے یاروں نے امیر کو دیکھ کر شادیانے بجوائے سب کے دلوں نے آرام پائے کیومرث نے میدان میں نکلکر باواز بلند کہا کہ اے عرب میرے خوف سے کہاں بھاگ گیا تھا امیر نے مسکرا کر اشقر کو چمکا کر اُسکے مقابل جا کے فرمایا لے یاوہ گو حربہ کر اُسنے گھوڑے کو کاوے پر لگا کر امیر کے سر پر نیزہ چلایا امیر نے نیزے کو پکڑ لیا اُسکے ہاتھ کو خوب جھٹکا دیا کیومرث بولا کہ حمزہ اسقدر میرے نیزے کا خوف تیرے دل پر غالب ہوا کہ نیزہ میرا پکڑ لیا یہی بہادری کا کام کیا امیر نے ہنسکر فرمایا کہ تجھ سے کیوں نہیں لیتا کیومرث نے اپنی قوت بھر زور کیا مگر نیزہ نہ چھین سکا امیر نے ایک جھٹکا دیکر نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور زہر

جنگ باہم کرنا امیر حمزہ و کیومرث کا اور گرفتار ہونا کیومرث کا پنجۂ عمرو میں

نیزے کی انی سے دور کر کے کہا کہ اے کیومرث تو نیزہ بازی میں مطلق ناقص ہے فن نیزہ بازی تو ہرگز نہیں جانتا سپاہ گری
کا طرز کچھ نہیں پہچانتا اب مجھ سے سیکھ لے یہ کہکر ڈانڈ نیزے کی اس زور سے ماری کہ کیومرث تیورا گیا اُسکی آنکھوں میں اندھیرا
چھا گیا اور مرکب سے گر کر مرغ نیم بسمل کیطرح تڑپنے لگا امیر مرکب کو دوڑا کر اُسکے سینے پر چڑھ بیٹھے اور مشکیں کسکر عمرو کے حوالے
کیا بے دست و پا کر کے عمرو کو دیا نوشیرواں نے دیکھا کہ کیومرث گرفتار ہو گیا بختک سے کہا کہ کیومرث تو گرفتار ہو گیا
اب اپنا سو بیتا کرنا چاہیے اب یہاں سے نکلنا چاہیے بختک نے کہا کہ گیلان کو چلیے شاہ گنجال وہانکا حاکم ہے اور
اُسکی ایک بیٹی ہے کہ پری بھی حسن و جمال میں اُس سے لگا نہیں کھاتی چشم فلک کو بھی ایسی صورت نظر نہیں آتی
اور نیزہ بازی اور شمشیر بازی و گرز بازی وغیرہ جتنے فنون سپاہ گری کے ہیں کوئی اس سے سیکھ لے کیا مجال ہے کہ کوئی
اُسکا مقابلہ کرے اور ایسی شجاع اور زور آور ہے کہ بڑے بڑے پہلوانوں کو اُسنے زیر کیا ہے حمزہ کی قوت اور سپاہ گری
کو اُسکے آگے ہیچ سمجھنا چاہیے اُسکی تعریف کس زبان سے کیا چاہیے نوشیرواں نے اُسی دم وہاں سے کوچ کیا اور شبانہ روز
منزل طے کر کے گیلان میں پہونچا اور ایک نامہ بمضمون زیادتی حمزہ و شکستہ حالی خود بہ استدعاے اعانت شاہ گنجال
کو لکھا شاہ گنجال نامہ پڑھ کر نوشیرواں کو استقبال کر کے اپنی بارگاہ میں لے آیا اور بہت سا اطمینان دلایا اور بڑے
اخلاق و مروت سے پیش آیا نوشیرواں تو خوش و خرم ہو کر حمزہ کا انتظار کرنے لگا وہاں امیر نے کیومرث سے کہا
اب کیا ارادہ ہے تمھاری طبیعت کس بات پر آمادہ ہے کیومرث نے عرض کی ارادہ مسلمان ہونیکا اور تا حیات مستعار آپ کی
خدمتگزاری کریگا ہے تمام عمر قصد تمھاری تابعداری کرنیکا ہے امیر نے اُسیدم اُسکو مشرف باسلام کیا اور بند اُسکے کھولکر خلعت فاخرہ
پہنایا اور اپنے پہلو میں طلائی کرسی پر بٹھلایا عمرو نے حلقہ غلامی اُسکے کان میں پہنایا اُسکو بھی امیر کے حلقہ بگوشوں میں داخل کیا بعد
تناول طعام جام مے گلرنگ چلنے لگا اور مطربان خوش آہنگ نے مجلس کو گرم کیا کیومرث نے ہاتھ باندھکر امیر سے کہا کہ
امیدوار ہوں کہ میرے شہر میں تشریف لے چلیے کہ خدمت بجا لاؤں اُس شہر بے نظیر کی سیر تم کو دکھلاؤں امیر دوسرے دن اُسکی
بارگاہ میں گئے اُسنے امیر کو تخت پر بٹھلایا آپ دامن گردان کے مثل چاکران کمتر خدمتگزاری میں مصروف ہوا۔

روانہ ہونا امیر کا شہر گیلان کیطرف اور مسلمان ہونا شاہ گنجال کا اور شادی کرنا امیر کا گیلی سوار دختر شاہ گنجال سے

راوی لکھتا ہے کہ اُسکے شہر کے متصل مرغزار کثرت سے تھے امیر بطمع شکار مدت تک وہاں رہے دن سیر و شکار میں کٹتا تھا
اور شب عیش و عشرت میں گذرتی تھی اوقات بڑی راحت سے گذرتی تھی ایکدن عمرو سے پوچھا کہ کچھ نوشیرواں کی خبر ہے اب اُس کو
بختک کہاں لیگیا عمرو نے کہا کہ گیلان میں شاہ گنجال کے پاس ہے امیر نے فرمایا کہ گیلان کی بھی سیر کیا چاہیے وہاں بھی ضرور
چلا چاہیے اُسیدن پیش خیمہ روانہ ہوا دوسرے دن امیر چلے چند روز میں شہر گیلان کے متصل خیمہ زن ہوئے جاسوسوں
نے شاہ گنجال کو امیر کے پہونچنے کی خبر دی اُنکے حال سے اطلاع دی نوشیرواں نے اُسی دن طبل جنگ بجوایا گیلان و

مازندران کا لشکر لیکر میدان میں صف آرا ہوا امیر نے بھی اُسکے مقابل اپنے لشکر کو قائم کیا ہنوز دونوں طرف سے کوئی میدان میں نہ نکلا تھا کہ جنگل کیطرف سے گرد اُٹھی دونوں لشکر دیکھنے لگے کہ کون کسکی مدد کو آتا ہے اسقدر لشکر کثیر کون کس کا آشنا اُسکی مدد کے لیے لاتا ہے گرد کا دامن چاک ہوتے ہی ایک سوار نیزہ ہاتھ میں لیے ہوئے نظر آیا جسکا رعب سب کے دلیں سمایا اور خراماں خراماں میدان میں آکر دونوں طرف کے لشکر کو دیکھ کر لشکر اسلام سے مبارز طلب ہوا اُسکی جرأت دلاوری سے سب کو عجب ہوا شیر مار شیروانی امیر سے اجازت لیکر اُس سے مقابل ہوا اُس سوار صحرائی نے پہلے ہی وار میں شیر مار کو نیزہ مار کے گھوڑے سے گرا دیا اُسکو اپنی قوت سے مجروح کیا اور کہا تجھے کیا ماروں جا اور کسیکو بھیج دے تازترک نے اُسکا سامنا کیا اُسنے کمر میں ہاتھ ڈال کے تازترک کو زمین پر دے مارا اور کہا کہ جا دوسرے کو بھیج کاؤس شیروانی نے جا کر مقابلہ کیا یہی حال کاؤس کا بھی ہوا کہ اسمیں شام ہو گئی لڑائی تمام ہو گئی کاؤس اپنے خیمہ گاہ کیطرف اور وہ سوار جنگل کیطرف پھرا امیر عمرو کو ساتھ لیکر دریافت حال کیواسطے اُسکے پیچھے روانہ ہوئے اُس سوار نے آہٹ پاکر پیچھے پھر کے جو دیکھا دو سوار اُسکو نظر آئے بہت مستعد جوان پائے جلدی سے ایک باغ میں گھس گیا امیر بھی اُسکے متعاقب باغ میں گئے باغ کو کمال تکلف سے آراستہ پایا نہایت خوشنما باغ نظر آیا ایک گوشے میں کھڑے ہو کر دیکھنے لگے دیکھا کہ وہ سوار مرکب سے اُتر کر لب حوض کھڑا ہوا چار طرف سے چوبدار یساول و خدمتگار دوڑے مگر سب عورتیں تھیں مرد کا وہاں نام بھی نہ تھا امیر نے عمرو سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے یہ سوار عورت ہے ناگاہ اُسکی بھی نگاہ امیر پر پڑی خواجہ سرا کو بھیجا کہ دریافت کرو یہ دونوں سوار کون ہیں اور نام اُنکا کیا ہے اور یہاں آنے سے کیا مطلب ہے اس جگہ آنے کا کیا سبب ہے خواجہ سرا نے امیر سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے اور یہاں کیوں آئے ہو امیر نے فرمایا کہ حمزہ میرا نام ہے اور یہ رفیق میرا خواجہ عمرو عیار بن امیہ ضمیری کہلاتا ہے اسکی چالاکی کو کون پاتا ہے مگر اے محلی تو کہہ تیری شاہزادی کا کیا نام ہے وہ بولا کہ میری شاہزادی کو گیلی سوار کہتے ہیں یہ کہکر شاہزادی کے پاس دوڑا گیا اور حقیقت حال بیان کی اُسکے حالات سے اطلاع دی شاہزادی نے بارہ دری میں جا کر لباس مردانہ و سلاح اُتار کے پوشاک زنانہ پہنی اور امیر کو استقبال کر کے بارہ دری میں لیجا کر مسند پر بٹھایا اور بہت اعزاز و اکرام امیر کا کیا اور خاصہ امیر کے ساتھ تناول کر کے ساقیان سیمین و شوخ کو طلب کیا پہلے جام بلورین مے گلرنگ سے بھر کے اپنے ہاتھ سے امیر کو دیا نشۂ شراب سے اُنکو مست کیا بعد ازاں آپ پیا جب دو چار جام کے پینے کی نوبت پہونچی شاہزادی کو سرور ہوا نقاب چہرہ سے اُٹھا کر امیر کی گود میں آبیٹھی سب شرم و حیا اُٹھا بیٹھی امیر نے جو اُس ماہ پارہ سے چار آنکھیں کیں ناوک مژگان اُس کمان ابرو کا امیر کے جگر میں گیا تالب معشوق غرق ہو گیا بیساختہ عقد کی استدعا کی درخواست نکاح بر ملا کی وہاں تو مادہ موجود ہی تھا اُسنے قبول کیا خواجہ نے فی الفور عقد پڑھا با کمال رغبت سے اُسکو نکاح میں لایا دونوں نے چھپر کھٹ پر جا کے داد عیش کی دی اُسکے ساتھ عیش و عشرت کی ناگاہ یہ خبر شاہ گنجال کو پہونچی فی الفور چار ہزار سوار سے باغ کو آکر گھیر لیا بڑی جمعیت سے محاصرہ کیا شاہزادی نے امیر سے کہا کہ اگر کہو تو اسکا سر کاٹ لاؤں ابھی اسکو ملک عدم میں پہونچاؤں امیر نے کہا کہ

لا اگر ہو جیتا تمھارا باپ ہے تمھارا ہاتھ کبھی اس پر نہ اٹھے گا مگر میں جاتا ہوں اسکو اس جرات کا مزہ چکھاتا ہوں یہ کہکر باغ کے
باہر آیا شاہ کہنے لگا الٰہی امیر حمزہ و نوشیرواں کو بچانا ادھر عرب بیٹھی تو نے نوشیرواں کی بیٹی بنائی کہ زبردستی اپنے عقد میں لایا وہی غرور اب
بھی تیرے دل میں سمایا دیکھ تو کیسی سزا دیتا ہوں تجھ سے ان حرکتوں کا کیسا انتقام لیتا ہوں یہ کہکر تلوار کھینچکر امیر کیطرف دوڑا
امیر نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اس زور سے کمان ماری کہ گھوڑے پر سے گر پڑا امیر خنجر نکال کے اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور کہا
کہ خدائے عزوجل لا شریک ہے اور دین ابراہیم کا برحق ہے اسنے خوشی تمام امیر کے قول کا اعادہ کیا امیر نے اسکو چھوڑ دیا
وہ اپنی بیٹی کے پاس آیا اور اسکو اپنے مسلمان ہونیکا سب حال سنایا یہ خبر تمام اطراف واکناف میں منتشر ہوگئی سب چھوٹے
بڑے کو اس حال کی خبر ہوگئی ایک شب کو امیر گیتی سوار کے ساتھ باغ میں سوتے تھے کہ زرانگیز زوجہ نوشیرواں جس نے تین
دن تک امیر کو خندق میں قید رکھا تھا لباس شب روی پہن کے خنجر و کمان ہاتھ میں لیکر باغ میں آئی اسکو وہاں یہ کیفیت نظر آئی کہ امیر
گیتی سوار ہمنوا کو دیکھا ایسے سوتے ہیں سانپ سا لوٹنے لگی پیچ و تاب میں کہا کہ حمزہ نے مجھکو قبول نہ کیا اور گیتی سوار کے ساتھ عقد
کیا مجھکو بڑا رنج دیا وہ نوکرانی یہ ہم شکل کہ اب کسی طرح ان سے درگذر نکر چاہتی تھی کہ وار اپنا کرے گیتی سوار کی آنکھ کھل گئی
گیتی سوار اسکو دیکھ کر چھپر کھٹ پر سے اٹھی وہ سقف بام سے نیچے پہونچی ہرگاہ گیتی سوار کو شک سے اتری وہ گھوڑے
پر سوار ہو کے جلدی مارے ڈر کے اپنی راہ لی گیتی سوار نے بھی گھوڑے پر سوار ہو کے اسکا پیچھا کیا جب باغ سے نکلا میدان میں
دونوں پہنچیں وہ پیچھے پھر کر کھڑی ہوئی اور بولی کہ میں باغ سے حمزہ کی دہشت سے بھاگی تجھ سے مجھے کیا ڈر ہے اور تیرا مجھکو کیا
خوف و خطر ہے یہ کہکر ایک تیر گیتی سوار پر چلایا گیتی سوار نے اسکو تلوار سے کاٹکر گھوڑے کو آسن سے دبایا گھوڑا بجلی کیطرح سے کوندکر
سر پر آیا گیتی سوار نے رکاب سے رکاب ملا کر ایک ہاتھ ایسا مارا کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑی ایک ہی ہاتھ میں پھر اسنے
سانس نہ لی دنیا سے سیر ملک عدم کی کی امیر بھی دور سے کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے جب گیتی سوار نے زرانگیز کو مارا امیر
نے پکار کر کہا کہ اے گیتی سوار یہ تم نے کیا کیا نوشیرواں جانیگا کہ حمزہ نے مارا اور مفت میں خجل ہوگا اس بات سے بہت منفعل
ہوگا گیتی سوار بولی کہ اب تو جو ہونا تھا سو ہوا چارہ کیا ہے امیر گیتی سوار کو لیکر باغ میں داخل ہوئے اور آرام کیا صبح کو نوشیرواں
کو خبر ہوئی کہ زرانگیز موئی ہوئی میدان میں پڑی ہے بے گور و کفن بیابان میں پڑی ہے عیاروں سے لاش اٹھوا کر منگوائی اور
[illegible] معلوم ہو چکا تھا جبرہ حمزہ کے پاس آئی تھی اسنے اسکو مارا ہے یہ کہکر اپنے غلاموں سے کہا کہ
بہت دن سلطنت کی اب جی چاہتا ہے کہ ملک بملک سیر کرتے پھریے وہ بولے کہ ہم فرمانبردار ہیں بہرصورت تابعدار ہیں جیسا
حکم ہوگا بجا لائیں گے وہی کرینگے جو آپ فرمائینگے نوشیرواں نے آدھی رات گئے بہت مال و جواہر و زر نقد خرجیوں میں بھر کر
ہزار نفر غلام کو ساتھ لیا اور شہر سے باہر نکلکر ختن کی راہ لی اگر کوئی پوچھتا تو سوداگر اپنے کو بتاتا تھا اپنا حال واقعی سب سے
چھپاتا تھا یہاں لشکر میں صبح کو غل مچا کہ نوشیرواں غائب ہے کسی نے کہا کہ امیر نے مار ڈالا کوئی بولا کہ عمرو چرا لیگیا مگر
بزرجمہر نے کہا کہ اگر حمزہ مار ڈالتا یا عمرو چرا لیجاتا تو ہزار سوار کیا ہو جاتے نوشیرواں زرانگیز کی اس حرکت سے خجل ہوکر

کسی طرف چلا گیا ہر مرتا جدار نے چار طرف لوگ تلاش کرنیکو بھیجے اور خود بمشورہ اہالی اور موالی وارکان دولت تخت پر بیٹھا سلطنت کا انتظام کرنے لگا نوشیرواں کی جگہ سب کام کرنے لگا نوشیرواں کا حال سنیے کہ یہ جا بجا اپنے کو سوداگر بتاتا منزل بمنزل چلا جاتا تھا ہزاروں طرح کی تکلیف سفر اُٹھاتا تھا اتفاقاً جاسوسوں نے یہ خبر بہرام نامے راہزن کو پہونچائی کہ ایک سوداگر بڑے طمطراق سے ختن کو جاتا ہے وہ کئی ہزار رہزن ہمراہ لے کر سد راہ ہوا نوشیرواں نے رہزنوں کی خبر پاکر اُسدن اُسی مقام پر قیام کیا اپنی حفاظت کا انتظام کیا بہرام نصف شب کو مع فوج نوشیرواں کے اوپر آگرا اکثر غلام مارے گئے اور تمام مال واسباب غارت ہوا اور نوشیرواں کو بھی پکڑ کے لے گیا اپنے مقام پر جاکے پوچھا کہ اے بوڑھے سچ کہہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور کس طرف جاتا ہے نوشیرواں نے کہا کہ میں نوشیرواں بن قباد ہوں بادشاہ باعدل وداد ہوں بہرام نے کہا کہ اے پیر بے پیر جھوٹ کیوں بولتا ہے کہاں تو نوشیرواں اور کہاں تو نوشیرواں ہفت اقلیم کا بادشاہ ہے وہ بڑا صاحب شوکت وجاہ ہے اُسکو سوداگری سے کیا کام ہے یہ کہکے گردنیاں دیکر نکالدیا سب اسباب ومال لوٹ کر ایک ایک پیسے کا محتاج کیا نوشیرواں لباس فقیری پہنکر ایک دن کی راہ چار دن میں قطع کرکے ختن میں پہونچا اجنبی دیکھکر ہر شخص پوچھتا تھا کہ اے درویش تیرا کہاں سے آنا ہوا نوشیرواں کہتا تھا کہ میں نوشیرواں بن قباد ہوں بہیئیہ تجارت اختیار کرکے اسطرف کو چلا تھا اثناء راہ میں بہرام رہزن نے مجھکو لوٹ لیا اسباب مال وزر کیا جب کچھ نہ رہا مجبور ہو کر فقیری اختیار کی اس ملک کی راہ لی سامع اُسکو جھوٹا سمجھکر دُتکارتا تھا ذلت سے نام لیکر پکارتا تھا شدہ شدہ یہ خبر بادشاہ ختن کو پہونچی کہ ایک فقیر اس شہر میں وارد ہوا ہے جو کوئی اُس سے پوچھتا ہے کہ تو کون ہے تو کہتا ہے کہ میں نوشیرواں بن قباد ہوں بادشاہ نے اپنے روبرو بلایا جب نوشیرواں اُسکے سامنے آیا کیفیت پوچھی اُسنے اُس سے بھی وہی کہا جو کہتا تھا بادشاہ کو یقین نہ ہوا حکم کیا کہ اس جھوٹے درویش کو ہماری سرحد سے نکالدو اس ملک سے اُسکو باہر کردو الغرض جس شہر یا گاؤں میں جاتا تھا اور لوگوں سے سچ سچ حال بیان کرتا تھا لوگ اُسے کاذب سمجھکر اس مقام سے نکالدیتے تھے پھرتے پھرتے آتشکدہ مزدوپر پہونچا وہاں معمول تھا کہ جو مسافر وارد ہووے تین دن اُسکو کھانا ملے چوتھے دن رخصت کردیتے تھے اور اگر کوئی رہا تو اُسکو جنگل سے لکڑی آتشکدہ کے مصرف کیواسطے لانی پڑتی تھی حکم حاکم سے یہ مشقت اُٹھانی پڑتی تھی اس سبب سے تین دن نوشیرواں کو کھانا ملا چوتھے دن جواب دیا اور کہا کہ اگر لکڑی جنگل سے لا تو البتہ کھانا ملیگا اس شرط پر تجھکو کھانا ملیگا نوشیرواں نے کبھی کاہیکو لکڑی کاٹی تھی مگر پیٹ بڑی چیز ہے مجبوراً جنگل میں گیا اور کسیقدر لکڑی کاٹ کر لایا مجبوری سے یہ رنج اُٹھایا داروغہ نے کہا کہ یہ فقیر لکڑی بہت کم لایا ہے اُسی مقدار پر اسکو کھانا بھی دیا جائے لکڑی کم لایا ہے کھانا بھی کم پائے نوشیرواں اُس دن بھوکا رہا دوسرے دن جو لکڑی کاٹنے گیا اپنے سے تو نہ ہوسکا اور ونکی کاٹی ہوئی لکڑی میں سے چراکر اپنے گٹھے میں رکھنے لگا ناگہاں کسی نے دیکھلیا سبھوں نے ملکر خوب نوشیرواں کی ہڈیاں نرم کیں اور کہا کہ او فقیر تو چوری کرتا ہے ہماری کاٹی ہوئی لکڑیاں چرا چراکر اپنے گٹھے میں رکھتا ہے مثل مشہور ہے بانس کے بانس ملاحی کی ملاحی مار اتو مارا

لکڑیاں بھی اُن لوگوں نے چھین لیں نوشیرواں پہلے دن سے بھی کم لکڑیاں لا یا اُسدن اور بھی کھانا کم پایا الغرض جسقدر لکڑیاں جنگل سے کاٹ کر لاتا تھا اُسیقدر کھانا بھی ملتا تھا اب ذرا نوشیرواں کے لشکر کا حال سنیے ہرمز نے بزرجمہر سے کہا کہ لوگوں نے ہرچند تلاش کیا مگر بادشاہ کا سراغ نہ ملا آپ تورمل سے دریافت کیجیے اُن کے حال سے اطلاع ہمیں دیجیے بزرجمہر نے کہا کہ میں پہلے ہی دریافت کرچکا ہوں نوشیرواں آتشکدۂ نمرود میں ہے اور بڑی تکلیف میں ہے اگر کوئی معین نہ پہونچیگا تو صبح شام میں مرجائیگا پھر اُسکو کوئی زندہ نہ پائیگا ہرمز نے کہا کہ خواجہ تم نوشیرواں کو جاکر لے آؤ لازم ہے کہ اتنی مشقت تم اُٹھاؤ بزرجمہر نے کہا کہ میرے یا تمھارے جانے سے کام نہ نکلے گا جب تک حمزہ نہ جائیگا نوشیرواں ہرگز نہ آئیگا ہرمز بولا کہ حمزہ کا ہیکو جائیگا وہ بھلا ایسی محنت کیوں اُٹھائیگا بزرجمہر نے کہا کہ اگر تمھاری ماں حمزہ کو لکھیں گی تو بلاشبہ حمزہ جاکر نوشیرواں کو لے آئیگا انکا کہنا یقین ہے کہ عمل میں لائیگا کہ وہ بے مروت نہیں بداخلاقی اسکی عادت نہیں ہرمز نے جاکر اپنی ماں سے مشرح حال بیان کیا مہر انگیز بانو نے ایک خط حمزہ کو اس مضمون کا لکھا کہ اے فرزند سعادتمند اگرچہ مہرنگار کے مرنے سے رشتہ ٹوٹ گیا تمھارا علاقہ ہم سے چھوٹ گیا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ بختک بدذات وبجیا کے کہنے سے نوشیرواں نے سوا بدی کے تمھارے ساتھ نیکی نہیں کی مفسدوں کے بہکانے سے ہمیشہ تمھیں اذیت دی لیکن چونکہ تم کو خدا نے سعادتمند والوالعزم وصاحب مروت وہمت پیدا کیا ہے اسواسطے لکھتی ہوں کہ تم جاکر آتشکدۂ نمرود سے بادشاہ کو لے آؤ اُسکو اس مصیبت سے چھڑاؤ نہیں تو اُسکا کام تمام ہوجائیگا وہ یہانتک کیونکر آنے پائیگا اور یہ تکلیف مالایطاق جو اُٹھاؤ گے اور اُسکو اُس بلاے جانستان سے چھڑاؤ گے تو لوگ جا بجا یہ نیکی تمھارا چرچا کرینگے اور ثواب بھی ہوگا کیونکہ اسوقت بادشاہ بڑی مصیبت میں گرفتار ہے دشمنوں کے ہاتھ سے سخت مجبور وناچار ہے امیر نے خط پڑھکر عمرو کو بزرجمہر کے پاس بھیجا کہ آپکے نزدیک بادشاہ کہاں ہے اُسکے قیام کا پتہ لگائیے مفصل وہاں کا حال بیان فرمائیے بزرجمہر نے کہا کہ اُنسے کہدینا نوشیرواں آتشکدۂ نمرود میں ہے اگر فوراً جاؤ گے اور جلد پہونچو گے تو نوشیرواں کو پاؤ گے نہیں تو خدا جانے اُس کا کیا حال ہوگا پھر تم کو بڑا ملال ہوگا

جانا امیر کا آتشکدۂ نمرود کیطرف نوشیرواں کے لانے کیواسطے اور بعد مراجعت شادی کرنا نوشیرواں کی دوسری بیٹی سے

راوی روایت کرتا ہے کہ امیر پوشاک اسفار تہمد باندھ وثق ہیں بساعت سعید نمرود کے آتشکدہ کی طرف روانہ ہوے اثناء راہ میں امیر کو معلوم ہوا کہ بہرام رہزن نے نوشیرواں کو لوٹا تھا کمال سنگدلی سے ایسے بادشاہ عالی مکان کو لوٹا تھا لہذا بہرام کے قلعہ کے نیچے جاکر اس زور سے نعرہ مارا کہ قلعہ تھرا گیا جس نے وہ آواز سنی خوف کے مارے گھبرا گیا بہرام گھبرا کر ہزار سوار ساتھ لیکے قلعہ سے باہر نکلا امیر کو تنہا دیکھ کر گرز اُٹھا کر مارا امیر نے گرز اُسکا چوبدستی سے رد کیا اور دہی

لکڑی اس زور سے ماری کہ بہرام چاروں شانے چت زمین پر گر پڑا فوراً چھاتی پر چڑھ کے کہا کہ کہہ خدا واحد ہے اور دین براہیم
برحق ہے نہیں تو ابھی تیری گردن پر چھری چلاتا ہوں تجھ کو ملک عدم میں پہونچاتا ہوں بہرام بولا کہ پہلے آپ اپنا نام بتایئے
اپنا مفصل حال بیان فرمایئے پیچھے جو کہنا ہوگا کہونگا جو آپ کہیے گا وہی کرونگا امیر نے فرمایا میرا نام حمزہ ہے بہرام نے
حمزہ کا نام سنتے ہی بصدق دل کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کیا اور امیر کو اپنے قلعہ میں لیجا کر کئی دن تک عزت کی ہر طرح سے
راحت دی امیر نے نوشیرواں کا حال پوچھا اُسنے کہا کہ یا امیر نوشیرواں کے باب میں میرا ہی قصور ہے میں نے سوداگر
سمجھ کر اُسکو لوٹا جب اُسنے کہا کہ میں نوشیرواں بن قباد ہوں مجھ کو یقین نہ آیا میں اُسکے کہنے پر ہرگز اعتبار نہ لایا جھوٹا سمجھکر
اُسکو بذلت و خواری نکالدیا اُسکو بیدست و پا کیا شاید ختن کیطرف گیا ہے یہ سنکر امیر عازم ختن ہوے بہرام بھی ایک ہزار
دینار کمر میں باندھ کر امیر کے ہمراہ ہوا چندروز میں ختن پہونچے ہر ایک سے حلیہ بتا کے پوچھنا شروع کیا لوگوں نے کہا کہ
فی الحقیقت ایک بوڑھا فقیر اس شہر میں آیا تھا اپنے کو نوشیرواں بن قباد بتاتا تھا حاکم نے اس شہر کے اُسکی دروغگوئی
پر شہر بدر کردیا اُسکے قول پر مطلق اعتماد نہ کیا پھر نہیں معلوم کہ وہ کدھر گیا امیر و بہرام شہر کے باہر نکلے اثنائے راہ
میں دو شخص آپسمیں باتیں کرتے آتے اور کسی طرف کو جاتے تھے ایک شخص نے کہا کہ ایسا خبطی فقیر بھی نہیں دیکھا کہ
اس سن اور اس حالت میں ایسی لن ترانی کی لیتا ہے دوسرا بولا کہ بھائی تعجب کیا ہے کہ وہ راست گو ہو اور گردش فلکی
نے یہانتک نوبت پہونچائی ہو برگشتہ بختی سے اُسپر یہ مصیبت آئی ہو امیر نے اُنکی باتیں سنکر اُن سے پوچھا کہ تم کون ہو
اور کہاں سے آتے ہو اور یہ کسکا ذکر ہے ذرا ہم سے صاف صاف کہو اس شخص کے حال سے ہمکو اطلاع دو دونوں نے
کہا ہم اہل حرفہ ہیں آتشکدۂ نمرود سے آتے ہیں وہاں ایک بوڑھا فقیر کسی طرف سے وارد ہوا ہے اپنے کو نوشیرواں
بن قباد بتاتا ہے اپنی عالی خاندانی اور سلطنت موروثی کا حال سب کو سناتا ہے لوگ اُسکی دروغگوئی پر اُسکو بھیک بھی
نہیں دیتے ہیں خارکشی کرتا ہے تو آتشکدہ سے قوت لایموت اُسکو ملتا ہے اس طرح پر اپنی اوقات بسر کرتا ہے یہ معلا اُسپر
گزرتا ہے امیر یہ سنکر آتشکدہ کیطرف روانہ ہوے آتشکدہ میں پہونچے خادموں نے امیر کو دیکھ کر کھانا لا کے سامنے رکھا امیر
نے مع بہرام کھانا نوش فرمایا دونوں شخصوں نے ملکر کھانا کھایا اور وہیں بیٹھکر آیندہ و روند کو دیکھنے لگے شام کو خارکش لکڑیونکا
بوجھ لیکر پہونچے آتشکدہ کے خادم نے ایک ایک روٹی سب کو دی حسب معمول تقسیم کی سب کے پیچھے نوشیرواں بھی تھوڑی
سی لکڑیاں سر پر رکھے پہونچا آتشکدہ کے خادم نے لکڑیوں کو دیکھ کر کہا کہ اے بوڑھے تو لکڑیاں تو سب کے برابر لا نہیں سکتا
سب کی طرح تو مشقت اُٹھا نہیں سکتا تجھ کو ایک روٹی کیونکر ملیگی ظاہر ہے کہ سب سے کمتر ملے گی یہ کہکر آدھی روٹی نوشیرواں
کو دی نوشیرواں نے آدھی روٹی کو غنیمت جانا خادم سے لیکر کھا کے ایک گوشے میں بیٹھ رہا کسی سے کچھ نہ کہا امیر
نوشیرواں کو دیکھ کر آبدیدہ ہوے اور فرمایا کہ وتعز من تشاء وتذل من تشاء وہی نوشیرواں ہے کہ جسکے دسترخوان پر
ہزاروں قسم کا کھانا چنا جاتا تھا ہزاروں آدمی بے تکلف کھانا کھاتا تھا اسمیں ایک خوان کھانیکا بڑے تکلف سے خادم آتشکدہ نے

امیر کیواسطے بھیجا امیر نے بہرام سے کہا تم جاکر نوشیرواں کو بلا لاؤ بہت جلد جاؤ مگر میرا ذکر اس سے نہ کرنا اور اسکو بھی نوشیرواں
کہکر نہ پکارنا کہنا کہ اے بوڑھے یہاں آ کھانا کھا جا بہرام نے حسب الارشاد امیر نوشیرواں کو پکارا وہ کھانیکا نام سنتے ہی دوڑکر
امیر کے سامنے آیا کھانیکی لالچ سے اپنے تئیں جلدی سے اُن کے پاس پہونچایا امیر نوشیرواں کی تعظیم کرکے بے اختیار رونیلگے
اُسکی خستہ حالی دیکھکر زار زار رونے لگے نوشیرواں بولا کہ اے جوان صاحب ہمت مجھ پر نوازش کرکے روتا کیوں ہے
امیر نے کہا کہ آپ کی صورت میرے باپ کی صورت سے بہت مشابہ ہے اس سے مجھکو رونا آیا اُنکو یاد کرکے میرا دل تاب نلایا
امیر نوشیرواں کو اپنے پاس بٹھا کر اپنے ہاتھ سے نوالے کھلانے لگے چپکے چپکے آنسو بہانے لگے جب نوشیرواں سیر ہوکر کھا چکا
امیر سے پوچھنے لگا کہ اے جوان سچ بتا تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے کس ضرورت سے تو نے اپنے تئیں یہاں تک
پہونچایا ہے امیر نے فرمایا کہ سپاہی ہوں اور ہمیشہ سفر میں رہتا ہوں مگر تو بتا کہ کون ہے اور تیرا کیا نام ہے وہ بولا کہ اے جوان میرے
نام سے تجھکو کیا کام ہے اگر راست کہونگا تو ابھی مارپیٹ کر اپنے پاس سے دور کریگا امیر نے سوگند یاد کی کہ میں ہرگز تم کو کچھ نہ
کہونگا سچ سچ کہو اور میری طرف سے مطمئن رہو خاطر جمع رکھو میں تمکو کبھی آزردہ نہ کرونگا بوڑھا بولا کہ میں نوشیرواں بن قباد
ہوں گردش آسمانی سے اس نوبت کو پہونچا ہوں امیر نے کہا کہ تم نے اپنا جاہ و حشم و ملک و مال چھوڑکر کیوں اپنے کو اس خرابی
میں ڈالا اپنے وہاں سے اپنے کو نکالا نوشیرواں بولا کہ حمزہ نامے ایک عرب کے ظلم سے سلطنت چھوڑکر چندے روز سوداگری میں
گذرانی جنگل جنگل کی خاک چھانی ایک دن بہرام نامے رہزن نے لوٹ لیا مجھکو مفلس محض کیا وہاں سے افتان و خیزاں
یہانتک پہونچا سچ ہے کہ تدبیر تابع تقدیر ہے امیر نے پوچھا کہ حمزہ نے تیرا کیا ظلم کیا تم کو کس طرح کا رنج دیا نوشیرواں بولا کہ پہلے
وہ میرا تابعدار تھا پھر وہ میری بیٹی پر عاشق ہوا اور بے اجازت میرے اُسکو نکال کر لے گیا اُسکی مفارقت کا داغ میرے دل میں
دیگیا میں تنگ سمجھ کر اُسکے لیے شہر بشہر گھومتا پھرا امیر نے کہا کہ میں نے سنا ہے وہ تمہارے تخت کا ارادہ نہیں رکھتا ہے بلکہ
تم ہی اُسکے دشمن ہو ہمیشہ اسکے قتل کرنیکی فکر میں رہتے ہو اب ہمارے سامنے اُلٹی بات کہتے ہو نوشیرواں بولا کہ اے جوان
راست تو یہی ہے کہ وہ کبھی میری جان و حکومت کا خواہاں نہیں ہوا مگر بختک نامے میرا ایک وزیر تھا وہ نالائق بڑا شریر
تھا اُس بدبخت نے میرے اور حمزہ کے درمیان میں عداوت ڈلوائی امیر نے فرمایا کہ اگر میں حمزہ کو باندھ کر تمہارے حوالے کردوں
تو مجھکو کیا دوگے سچ کہو میرے ساتھ کیا سلوک کروگے نوشیرواں خوش ہوکر بولا کہ اے فرزند ارجمند لات و منات کے فضل و کرم
سے وہ بھی دن میں دیکھونگا کہ وہ سرکش میرے قابو میں آئیگا میرے ہاتھ سے اپنے کردار کا بدلا پائیگا امیر نے فرمایا کہ تم خاطر جمع
رکھو میں حمزہ کو باندھ کر تمہاری خدمت میں حاضر کردونگا نوشیرواں نے کہا کہ اے جوان اگر حمزہ کو تو مجھے پکڑ دے گا
ویسا احسان مجھ پر کرے گا تو میں اپنی بیٹی مہرافروز سے تیرا عقد کر دونگا اور زیست بھر تیرا ممنون منت رہوں گا
امیر بانواع تلطف و مدارا نوشیرواں سے پیش آئے اور دوسرے دن سے لکڑیاں لانیکو جانے نہ دیا مگر ابھی تک اپنے حال سے
آگاہ بھی نہیں کیا دونوں وقت کھانا اپنے ساتھ بٹھلا کر کھلانا عزت سے اپنے ساتھ بٹھلانا جب تین دن امیر مہمانی کھا چکے اور سب

طرح کی راحت اُٹھا چکے چوتھے دن آتشکدہ کے خادم نے حسب دستور امیر و بہرام سے کہا کہ موافق معمول کے تین دن مہمانی ہو چکی اب اگر یہاں رہنا منظور ہو تو جنگل سے لکڑیاں لاؤ سب کے ساتھ جنگل میں جاؤ حسب دستور روٹی پاؤ گے بغیر طیکے برابر لکڑی لاؤ گے امیر مع بہرام و نوشیرواں جنگل کیطرف گئے اور ایک درخت کے سائے میں پاؤں پھیلا کے سو رہے جب تھوڑا سا دن باقی رہا نوشیرواں نے امیر سے کہا کہ اے جوان کبتک سویا کریگا مفت میں اپنی اوقات کھویا کریگا دن تھوڑا ہے لکڑی جنگل سے توڑ کر آتشکدہ میں پہونچائیں اور کچھ کھانا پائیں امیر نے کہا کہ تم بھی سو رہو ہم تمھارے حصے کی بھی لکڑیاں توڑ دیں گے تمھارے بدلے بھی ہمیں محنت اٹھا دینگے امیر تو یہ کہکر سو رہے مگر نوشیرواں نے اُٹھ کر کچھ لکڑیاں ادھر اُدھر سے جمع کیں اور دوسرے خارکشوں کی آنکھ بچا کر اُنکے بوجھے میں سے چرا کے اپنے گٹھے میں رکھیں امیر نے یہ حرکت نحیف نوشیرواں کی دیکھ کر فلک کیطرف نگاہ کر کے فرمایا کمال غیرت سے یہ کلمہ زبان پر آیا کہ تیری گردش بادشاہ ہفت کشور سے بھی چوری کراتی ہے تیری ذات سے نئی نئی بات ظہور میں آتی ہے امیر یہ کہکر پھر سو رہے جب آفتاب غروب ہونے لگا نوشیرواں نے امیر کو جگایا اور کہا کہ اے فرزند تمام دن تم نے سو کے کاٹا اب سب خارکش بوجھا اپنا لیکے چلے جاتے ہیں تم لکڑیاں کب توڑ دوگے اور چلو گے میں نے تو نا چار ہوکر تھوڑی سی لکڑی توڑ کر رکھی ہے امیر نے کہا کہ تم کو تو منع کیا تھا کہ تم اس محنت سے اپنے کو دور رکھو پھر تم نے کیوں محنت کی اپنے تئیں تکلیف عبث دی آخر بہرام نے اُٹھ کر سوکھے سوکھے درختونکو اُکھیڑ اُکھاڑ زمین پر مار کے توڑ تاڑ بڑے بڑے بوجھے باندھے لکڑہارے دیکھ کر کمال متحیر ہوے اور آپسمیں کہنے لگے کہ یہ آدمی ہیں یا دیو ہیں کہ بڑے بڑے درختونکو جڑ سے اُکھیڑ ڈالا ایسے درخت کہ جو مثل کوہ ہیں اُنکو تہ زمین سے نکالا القصہ ایک بوجھ امیر نے نوشیرواں کو دیا اور ایک بوجھ بہرام کے حوالے کیا اور ایک بوجھ اپنے سر پر رکھ کر خارکشوں کے ساتھ آتشکدہ کی طرف چلے اثنائے راہ میں دیکھا کہ نوشیرواں لکڑیوں کے بوجھ سے دبا جاتا ہے بہزار خرابی آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا ہے امیر نے نوشیرواں کا بھی بوجھ بہمیت اپنے سر پر بٹھا لیا اُسکو راہ چلنے کی اذیت سے بھی آرام دیا جب آتشکدہ کے قریب پہونچے نوشیرواں کو سر سے اُتار کر بوجھ لکڑیونکے آتشکدہ میں ڈالدیے خادمان آتشکدہ دیکھکر بولے کہ یہی دو آدمی لکڑیاں لانے کیواسطے بس ہیں دوسرے خارکشوں کی حاجت نہیں ہے اور آدمیونکی کچھ ضرورت نہیں ہے یہ کہکر طعام لذیذ کثرت سے امیر و بہرام کیواسطے بھیجا امیر نے مع نوشیرواں و بہرام کھانا تناول فرمایا سب کے دلونمیں آرام آیا شب کو امیر نے نوشیرواں سے پوچھا کہ اس آتشکدہ کا خرچ کس سے متعلق ہے اسکا صرف کہاں سے آتا ہے مہتمم یہاں کا کس سے پاتا ہے نوشیرواں بولا کہ اے فرزند یہ خادم جو ہیں سب میرے غلام ہیں اور خرچ اسکا میری سرکار سے ملتا ہے امیر نے فرمایا کہ تم اپنے کو ظاہر کیوں نہیں کرتے نوشیرواں نے کہا کہ اے فرزند جب میں آیا تھا میں نے اپنا نام بتایا تھا مگر کسی نے باور نہ کیا رہنے تک کا ٹھکانا نہ دیا اور اسقدر خادموں نے مارا کہ سر سے پاؤں تک سوج کر کپّا ہو گیا امیر نے کہا کہ اگر تم قسم کھاؤ کہ میں پھر کبھی آتش پرستی نہ کرونگا اور خدا کو واحد اور دین ابراہیم

کو برحق جانونگا تو میں ان خادموں کو ادر آتشکدہ کو خراب کروں اور تمکو تخت پر بٹھلاؤں ان سب کو تمھارا فرمانبردار بناؤں
نوشیرواں قسمیہ ہوا امیر نے اُسیدم آتشکدہ میں جاکر ایک خادم کو آگ میں ڈالدیا اور بہتیر ونکو جہنم واصل کیا اور آتشکدہ
کو بتخانہ سمیت کہ اُسکے گرد و پیش تھے مسمار کیا سب آتش پرستوں کو ذلیل و خوار کیا لوگوں نے امان مانگی امیر نے امان دیکر کہا کہ
بدبختو تم نہیں جانتے تھے کہ نوشیرواں شاہنشاہ ہفت اقلیم گردش فلکی سے بھاگ کر یہاں آیا ہے بخت کی برگشتگی نے اُسکا یہ
حال بنایا ہے تم نے اُس سے خارکشی کروا کے بھی پیٹ بھر کے روٹی نہ دی اپنے مالک اور آقا کے ساتھ ایسی بدسلوکی کی سب آنکر
بادشاہ کے قدموں پر گرے اور عرض کی کہ ہم مطلق ناواقف تھے امیدوار معافی کے ہیں برائے خدا ہماری تقصیر معاف کیجیے اور کدورت
سے اپنے دلکو صاف کیجیے نوشیرواں نے سب کو معاف کیا اور وہاں کے تحصیلدار سے خزانہ طلب کر کے لٹانا شروع کیا اور
ہر فقیر کو تونگر بنانا شروع کیا اور سامان سلطنت تیار کر کے بڑی دھوم سے شہر ختن میں داخل ہوا امیر کی حمایت سے سب طرح کا
اطمینان اُسکو حاصل ہوا وہانکا بادشاہ نوشیرواں کے استقبال کیواسطے اپنے دولتخانہ سے نکلا نوشیرواں نے امیر سے کہا کہ اے
فرزند اس بادشاہ نے مجھ کو کیا کیا ایذا و ذلت پہنچائی ہے کیسی کیسی بُرائی میرے ساتھ نہیں کی ہے اسکو قتل کرو ہرگز اسکو جیتا
نہ چھوڑو شاہ ختن نے امیر کو اپنا شفیع کر کے قصور معاف کروایا اور بہت سا عذر کیا کہ میں نے پہچانا نہ تھا اور سبب نہ پہچاننے
کا یہ ہے کہ کبھی حضور کی زیارت نہ کی تھی بارے بادشاہ نے امیر کی خاطر سے شاہ ختن کا قصور معاف کیا اور امیر سے کہا
کہ شاہ ختن کا قصور تمھاری خاطر سے معاف کرتا ہوں لیکن تمکو بھی اتنا میرا کام کرنا ہوگا کہ حمزہ کو گرفتار کر کے میرے
حوالے کردینا امیر نے کہا کہ بسر و چشم میں آپکے ارشاد کی تعمیل کرونگا اور حمزہ کی گرفتاری میں بہت سی تعجیل کرونگا بعد ازاں
امیر نے فرمایا کہ ہم تم تنہا تمھارے لشکر میں جاویں اور نیا بھیس بناویں دیکھیں تو کوئی پہچانتا ہے یا نہیں امیر و نوشیرواں
لشکر کے بازار میں ایک نانبائی کی دوکان پر روٹی مول لیکر کھانے لگے اتفاقاً مقبل اشقر کو پانی پلانے کیلیے جاتا تھا اشقر
امیر کی بو پاکر کھڑا ہو گیا اور عمرو کا بھی اسوقت اسطرف گذر ہوا دیکھا کہ امیر و نوشیرواں ایک اجنبی آدمی کو ساتھ لیکر کھانا
کھا رہے ہیں عمرو نے سلام کر کے امیر سے کہا کہ یا امیر خوش آمدی و خوش رفتی نوشیرواں نے اُسوقت امیر کو پہچانا عمرو
نے جب نام لیا تب نوشیرواں نے جانا پھر اپنے دلمیں کہا کہ اتنے دنوں تک حمزہ کا اور میرا ساتھ رہا مگر میں نے حمزہ کو نہ
پہچانا اور کیا کیا نہ حمزہ کی بدگوئی حمزہ سے کی البتہ حمزہ اپنے دلمیں ناخوش ہوا ہوگا کہ اُسنے کیا کیا نہ مجھ کو کہا اور میں چپ ہی رہا
یہ سوچکر وہاں سے اُٹھ کے اپنے لشکر میں گیا ارکان دولت نوشیرواں کو دیکھ کر باغ باغ ہوے اور اُسیدم تخت پر بٹھلا کے
شادیانے بجوائے سب امیر امرا نذریں لائے امیر بھی اپنے لشکر میں جاکر اپنے یاروں سے ملے اور تمام سرگذشت بیان کی سبکو
تمام سرگذشت سے اطلاع کی دوسرے دن امیر نے سعد سے فرمایا کہ میرے ہاتھ باندھ کر نوشیرواں کے پاس لیچلو کہ ایفائے عہد
ہو عمرو بولا کہ میری راے نہیں ہے کہ تم اسطرح سے نوشیرواں کے پاس جاؤ مبادا اقابو پاکر بدی پیش آوے کسی طرح کی
آفت تمھارے سر پر لاوے امیر نے فرمایا کہ میں اپنی تقدیر پر شاکر ہوں جب تک خدا کا فضل ہے وہ میرا کیا کرسکتا ہے

آخر الامر سعد امیر کو باندھ کر نوشیرواں کے پاس لیگیا نوشیرواں نے ہکا بکا ہو کر پوچھا کہ یہ ماجرا کیا ہے امیر کو کیوں مقید کیا
ہے امیر نے کہا کہ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ حمزہ کو باندھ کر تمھارے حوالہ کرونگا سو اقرار پورا کرنے کیواسطے اپنے کو
بندھوا کر آپکے پاس حاضر کیا اب آپ بھی اپنا وعدہ وفا کیجیے اور اسلام قبول کرنے میں تامل کو دخل نہ دیجیے بختک نے
اٹھکر نوشیرواں کے کان میں کہا کہ حمزہ اسوقت باسانی تمام مارا جاسکتا ہے اپنے کردار کی سہل میں سزا پاسکتا ہے پھر ایسا
وقت ہاتھ نہ آئیگا بعد اسکے کوئی حمزہ پر قابو نہ پائیگا نوشیرواں نے کچھ جواب نہ دیا امیر نے عقل سے دریافت کیا کہ نوشیرواں
مجھ سے صاف نہیں ہے ہاتھ کھولکر سعد سے فرمایا کہ بختک بدبخت کو پکڑ کے شلاق کرو اس بدذات کو اسکی شرارت کی
سزا دو سعد نے فوراً حکم کی تعمیل کی نوشیرواں بختک کا حال دیکھ کر محل میں چلا گیا بختک بداختر کی اعانت کرنیکو جتنے
چاہا وہ امیر کے ہاتھ سے مارا گیا القصہ امیر اپنے لشکر میں آئے اور دوسرے دن عمرو کو نوشیرواں کے پاس بھیجا کہ میں نے اپنا
وعدہ وفا کیا اب آپسے بھی ایفاے وعدہ چاہتا ہوں یعنی ملکہ مہرافروز سے میرا عقد کر دیجیے جو زبان سے کہا ہے وہ کیجیے
عمرو نے نوشیرواں کے پاس جاکر امیر کا پیغام ادا کیا پہلے نوشیرواں نے عمرو کو اس بات کا جواب کچھ نہ دیا اور وزرا دربار سے
بیان کیا کہ میں نے حمزہ سے وعدہ کیا ہے کہ مہرافروز کا عقد تیرے ساتھ کر دونگا پس اس امر میں تمھاری کیا صلاح ہے کروں
یا نکروں کون سی بات موجب فلاح ہے ایک منھ ہو کر سب بولے کہ ایک بیٹی دیکر تو حضور آجتک ملک بملک خراب و خستہ پھرتے
ہیں دوسری بیٹی دیکر دیکھا چاہیے کہ کیا گت ہوتی ہے اب دوبارہ کیسی کیسی ذلت ہوتی ہے اور سوا اسکے شاہان امصار حضور کو
کیا کہینگے اس حال کو سنکر سب نفرین کرینگے نوشیرواں بولا کہ ہرگاہ ایک بیٹی دی دوسری بیٹی دینے میں کیا قباحت ہے ذلت و خواری
کیا ہے کہ میرے نزدیک حمزہ سے بہتر داماد میسر نہ آئیگا اسکی سی لیاقت کون پائیگا یہ کہکر عمرو سے کہا کہ جاؤ حمزہ سے کہو کہ
شادی کی تیاری کرے اور اپنے یہاں بھی سامان عروسی تیار کرنیکا حکم دیا سب سامان شادی جیسا چاہیے مہیا کیا دوسرے
دن ساعت نیک دیکھ کر عمرو نے امیر کی عقد خوانی کی کمال رغبت سے نوشیرواں نے اپنی لڑکی اسکے نکاح میں دی امیر مہرافروز
کو اپنی بارگاہ میں لیگئے بختک نے جابجا خط بھیجے کہ اے شاہو اے شاہزادو حیف ہے کہ تمھارے ہوتے ایک ادنی عرب
نوشیرواں کی دو بیٹیوں سے عقد کرے اور شاہنشاہ ہفت کشور کا داماد کہلاوے اور ایسا مزہ اٹھاوے اب بھی
کچھ نہیں گیا ہے اگر ہمت ہو تو آکر اس عرب سے مہرافروز کو چھین لو اتنی ہمت ضرور کرو جمیع رؤسا نے باہم مشورہ کرکے ہرمز سے
کہا کہ بادشاہ کی تو کبر سنی سے عقل مارگئی ہے مگر تم جوان عقل اور جوان بخت ہو اگر قصد کرو تو ابھی حمزہ مار لیا جاتا ہے
اپنے افعال ناشائستہ کا عوض پاتا ہے والا یہ سلطنت ایک نہ ایک دن تمھارے ہاتھ سے جاتی رہیگی ہرمز نے پوچھا اصلاح
کیا ہے سبھوں نے کہا کہ بادشاہ سے کہیے کہ البرز میں جاکر شاہ البرز سے پناہ لیویں اگر حمزہ سے ہزار دن جاوینگے تو پہلوان
عادی کے ہاتھ سے مارے جاوینگے اور شاہ البرز پر قابو نہ پاوینگے اور اگر بادشاہ یہ امر قبول نہ کرے تو بادشاہ کو مدائن کیطرف
بھیجدیجیے یہ تدبیر ضرور کیجیے اور آپ تخت پر بیٹھ کے کوہ البرز کیطرف روانہ ہوجیے دیکھیے تو ہوتا کیا ہے ہرمز نے

ارکان دولت کے مشورہ کو بادشاہ سے کہا نوشیرواں بولا کہ صاحبو مجھ سے کیا کہتے ہو میں نے کیا کیا تدبیر حمزہ کے مارنیکی نہیں کی مگر حمزہ کا بال بھی ٹیڑھا نہ ہوا اسکو میں کیا کروں اسمیں مجبور ہوں تقدیر بھی کچھ چیز ہے یا نہیں باقی البرز جانے سے اگر حمزہ مارا جائے اور وہ اُسکے ہاتھ سے نجات نہ پائے تو اس سے کیا بہتر ہے کوہ البرز کیطرف پیش خیمہ روانہ کرو سب کو تیاری کا حکم دو الغرض اُسدن تو پیش خیمہ روانہ ہوا دوسرے دن بادشاہ نے کوچ کیا اور جابجا سے مدد طلب کی

روانہ ہونا امیر کا کوہ البرز کیطرف

راوی لکھتا ہے کہ عمرو نے امیر کو خبر دی کہ نوشیرواں کو بختک ورغلا کر کوہ البرز کیطرف لیگیا منصوبہ یہ ہے کہ حمزہ اگر وہاں جاوے تو جیتا پلٹ کر نہ آوے امیر نے یہ خبر سنکر تبسم کیا اور حکم دیا کہ ہمارا بھی پیش خیمہ اس طرف روانہ ہووے دو شبانہ روز عیش و عشرت میں کاٹا صبح کوچ کیا جب کوہ البرز کے دامن میں پہونچے دیکھا کہ نوشیرواں دامن کوہ میں خیمہ زن ہے جان لیجئے کہ موجود ہر صف شکن ہے امیر بھی کچھ فاصلہ دیکر اُتر پڑے ہر روز اطراف و جوانب سے نوشیرواں کی مدد آنے لگی جو فوج آئی اپنے موقع پر پڑے جانے لگی ہر گاہ بہرام چوب گرداں و عادی چوب گرداں کہ پہلوانان ہمعصر میں ضرب المثل تھے شجاعت و دلاوری میں بے بدل تھے چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے پہونچے مدد کرنیکی نیت سے پہونچے نوشیرواں نے طبل جنگ بجوایا اور لشکر کو رزمگاہ میں صف آرا کیا سب لشکر مقابلہ کو آیا امیر بھی اُسکے مقابل جا کھڑے ہوئے نقیب صفوں کے سامنے پکارنے لگے باواز بلند للکارنے لگے کہ اے پہلوانو اے بہادرو آج ننگ و ناموس رکھنے اور باپ دادا کا نام روشن کرنیکا دن ہے چاہیے کہ حریف روبرو آکر حقیقانہ بھرنے پاوے اسی میدان میں قتل ہو کر ڈھیر ہو جاوے عادی چوب گرداں کو جوش شجاعت جو آیا صف آرا ہو کر مبارز طلب ہوا اور عرصہ قتال میں گھوڑا کودایا قیماز شاہ خاوری نے کہ عادیوں کے ملک کا بادشاہ ہے امیر سے رخصت لیکر عادی چوب گرداں کا مقابلہ کیا اس اثنا میں جنگل کیطرف سے ایک سوار آیا اور دونوں لشکروں کے درمیان میں کھڑا ہو کر لشکر کفار سے مبارز طلب ہوا عادی چوب گرداں نے قیماز شاہ کو چھوڑ کر اُسکا مقابلہ کیا اور ہزار منی گرز اُس سوار کے سر پہ مارا اُس نے سپر پہ روک کے رد کیا اور رکاب سے رکاب ملا اُسکی دوال کمر پکڑ کے باسانی تمام گھوڑے پر سے اُٹھا کے چرخ دیکر اس زور سے زمین پر دیمارا کہ گویا ہڈیاں اُسکی سرمہ ہو گئیں ایک ہی وار میں اُسکا کام تمام کیا بہرام چوب گرداں نے اپنے بھائی کا حال دیکھ کے میدان میں آکر اس سوار پر حربہ کیا اُسنے اسکا بھی وہی حال کیا تب تو نوشیرواں کے لشکر میں شور پیدا ہوا سب کے دلوں سے ہراس ہویدا ہوا اور کسی نے اُس سوار سے لڑنیکی جرأت نہ کی سبکی ہمت پست ہوئی اپنے اپنے خیموں کی راہ لی اُس سوار نے جب دیکھا کہ لشکر کفار سے کوئی نہیں آتا ہے اور ہر شخص لڑنے سے جی چراتا ہے تب لشکر اسلام کیطرف رخ کرکے مبارز طلب ہوا رستم پیلتن نے آکر اُسکی کمر پکڑی اور اُسنے بھی رستم کی کمر پہ ہاتھ ڈالا دونوں زور ہونے لگا ہر گاہ گھوڑے نے انو تک زمین میں دھنس گئے اور ایک نے دوسرے پر غالب نہ ہوا جنگی سوار نے

رستم سے کہا کہ اب آپ جا کر لشکر میں ستانیے تھوڑی دیر آرام فرمائیے سعد طوقی کو بھیجیے بھیجے سعد طوقی سے بھی دو ساعت
تک اُس سوار نے زور کیا جب کوئی کسی پر بالا دست نہ ہوا تب اُس سوار نے سعد بن عمرو کو طلب کیا وہ بھی آ کر برابر رہا آخرش
سوار نے امیر کو بلوایا جب امیر اُسکے مقابلہ پر آیا امیر کی کمر پکڑ کے زور کرنے لگا امیر نے ایک نعرہ کیا کہ تمام دشت کانپ گیا
اس آواز کو سنکر ہر شخص گھبرایا سب کے ذہن میں خوف سمایا اور اُسکی کمر پکڑ کے سر پر اُٹھا لیا اور سر سے اونچا کیا پھر چرخ دیکر زمین
پر دے مارا اور چھاتی پر چڑھ گئے چاہا کہ خنجر اُسکی گردن میں ماریں کہ جان فنا ہو جائے ملک عدم میں جگہ پائے وہ جوان
بولا کہ مجھ کو نہ ماریے میں آپکا پوتا ہوں پوچھا کس کا بیٹا ہے التماس کیا رستم پیلتن کا فرزند ہوں آپکے فرزند ارجمند کا
دلبند ہوں اور نام میرا قاسم خاوری ہے مجھ کو خدا داد دلاوری ہے امیر نے اُٹھکر اُسکو گلے سے لگایا اور سر و رو کے بوسے
لیے اور رستم پیلتن سے بلا کر فرمایا کہ اے فرزند دلبند مبارک ہو یہ تمہارا لخت جگر ہے میرا بھی نور نظر ہے اتنے میں ایک سوار چالیس
گز کا قد و قامت پشت لشکر کفار سے برآمد ہوا اور میدان میں کھڑا ہو کر ہومان خاور کو للکارا کہ اگر مرد میدان کارزار ہے
تو میرے سامنے آ اپنی بہادری دکھا ہومان اُسکے مقابل ہوا اس سوار نے کمر پکڑ کے ہومان کو اُٹھا لیا اور آہستہ سے
زمین پر چھوڑ کے کہا کہ جا قیماز شاہ خاوری کو بھیجدے کہ وہ آ کر میرا مقابلہ کرے قیماز شاہ آ کر اُس سے زور کرنے لگا یہاں تک
دونوں نے زور کیا کہ ماندے ہو گئے قیماز شاہ کو چھوڑ کر اُسنے کہا کہ جا حمزہ کو بھیجدے دیکھوں وہ کتنا زور رکھتا ہے
امیر یہ سنکر میدان میں آئے اُس جوان نے دوڑ کر امیر کی کمر پکڑ لی امیر نے بھی اُسکی دوال کمر پر ہاتھ ڈالا اور طرفین سے زور
ہونے لگا جب امیر نے دیکھا کہ یہ زیر نہیں ہوتا ہے نعرہ کر کے اُٹھا لیا اور پوچھا کہ تو کون ہے بتا نہیں تو زمین پر پٹک کے
ہڈیاں سرمہ کر دونگا دم بھر میں خاک سیاہ کر دونگا وہ بولا کہ قیس قیماز خاوری میرا نام ہے اور قیماز شاہ کا بیٹا ہوں اُسی
بادشاہ والا جاہ کا بیٹا ہوں امیر نے آہستہ سے اُسے چھوڑ کے گلے سے لگایا اور اچھی طرح سے اُسے پیار کیا اور قیماز شاہ
کو بلا کر فرمایا کہ بیٹا تم کو مبارک ہوئے قیماز شاہ بہت خوش ہوا امیر طبل بازگشت بجوا کر اُسکو لشکر میں لے آئے
اُس دن مجلس جشن کی ترتیب دی محفل عیش و نشاط کی تیاری کی دوسرے دن جو میدان میں صف بندی ہوئی عادی
چوب گردان لشکر کفار سے نکلا اور لشکر اسلام میں سے فرخاری شبان باہر آیا شام تک دونوں میں جنگ رہی مگر کوئی
کسی پر مظفر و منصور نہ ہوا دونوں میں سے ایک بھی مغلوب و مقہور نہ ہوا رات کو دونوں لشکروں نے آرام کیا
صبح کو پھر صف آرائی ہوئی عادی چوب گردان نے میدان میں آ کر امیر کو للکارا بڑے زور و شور سے نام لیکر پکارا امیر نے
اشقر کو اس طرح میدان میں ڈپٹایا کہ میدان کی زمین اشقر کی ٹاپوں سے اُڑ گئی عادی چوب گردان نے اپنی چوب کو چرخ
دیکر امیر کے سر پر مارا امیر نے اُسکی چوب دست چھین لی جھٹ پٹ اپنے قبضے میں کی اور اُسی چوب کو اس زور سے اُسکے
بازو پر مارا کہ وہ بیتاب ہو کر زمین پر گر پڑا عمرو نے باندھ لیا اپنے پاس قید کیا بہرام چوب گردان نے میدان میں آ کر امیر کا
سامنا کیا وہ بھی باندھا گیا امیر نقارۂ ظفر بجاتے ہوئے لشکر گاہ کو پھرے شب کو سر محفل بہرام و عادی کو طلب کر کے

پوچھا کہ اب کیا ارادہ ہے تمہاری طبیعت کس بات پر آمادہ ہے وہ بولے کہ سوائے اطاعت کے اور کیا ارادہ ہوگا امیر نے انکو مسلمان کیا اور عمرو نے اُنکے کانوں میں حلقہ غلامی کا ڈالدیا امیر نے انکو خلعت دیکر اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور اپنے پہلو میں بہت اعزاز واکرام سے بٹھلایا اور دور ساغر شروع ہوا بہرام و عادی نے اپنے لشکر سے کہلا بھیجا کہ آج لشکر نوشیرواں پر شبخون مار کے لشکر اسلام میں داخل ہو کہ تمکو دولت دین و دنیا کی حاصل ہو

داستان پیدا ہونا شاہزادہ بدیع الزمان کا گیلی سوار دختر گنجال کے بطن سے اور بہا دینا شاہزادے کو صندوق میں بند کر کے دریا میں اور لیجا کر پرورش کرنا قریشہ بنت آسمان پری کا شہزادے کو حضرت خضر کے حکم سے

راوی لکھتا ہے کہ امیر نے جب کوہ البرز کیطرف کوچ کیا تھا گیلی سوار کو کہ حاملہ تھی گنجال کے سپرد کر آئے تھے گویا کہ یہ اپنی ایک امانت اُس کے پاس دھر آئے تھے گنجال احسان فروش نے لونڈیوں اور دایہ کو بلا کر حکم دیا اور اُن سے اقرار لیا کہ جب گیلی سوار کے لڑکا ہووے بجنسہ میرے پاس لے آنا ہرگز اس بات میں دیر نہ لگانا انھوں نے جانا کہ شاید کوئی بات نیک وسعد اُس کے لیے تجویز کی ہوگی کسی نجومی نے کچھ سعادت یا نحوست کی خبر دی ہوگی لڑکے کو پیدا ہوتے ہی اُس کے پاس حاضر کیا اُس بیرحم نے کہ ترس جان سے بسبب ظاہر مسلمان ہوا تھا حکم کیا کہ اسکو مار ڈالو اس لڑکے کو اسیوقت قتل کرو دایہ کو اُسکی پیاری پیاری صورت دیکھکر ترس آیا اُسکا کہنا اُسکو ہرگز نہ بھایا اُسنے شاہ گنجال سے کہا کہ اگر حکم ہو تو اُسکو جیتا زمین میں گاڑ دوں اگر فرمائیے تو ایسا کروں بولا کہ بہت اچھی بات ہے دایہ نے ایک صندوق میں بند کر کے دریا میں بہا دیا اُس بچے کو خدا کے سپرد کیا اتفاقاً اُسدن آسمان پری کی دختر قریشہ دریا کی سیر کو آئی تھیں وہ صندوق بہتے بہتے اسی کنارے سے جا لگا جہاں وہ وارد تھیں صندوق کو دریا سے نکلوا کر جو کھولا تو ایک لڑکا رشک خورشید و غیرت ماہ ہاتھ کے انگوٹھے چوستا نظر آیا اُنکے دل میں اس لڑکے کا پیار سمایا اُسکی پیشانی پر جو سیاہ داغ چمکتا ہوا دیکھا آسمان پری بولی کہ یہ داغ علامت خلیل اللہی ہے اُسپر بڑا فضل الٰہی ہے اتنے میں حضرت خضر نے ظاہر ہو کر آسمان پری سے کہا کہ یہ لڑکا حمزہ کا بیٹا ہے تم اسے اچھی طرح سے پرورش کیجیو جب بالغ ہوئے تب حمزہ کے پاس اسکو بھیجدیجیو اور نام اسکا بدیع الزمان رکھنا یہ کہکر حضرت خضر تو غائب ہوگئے قریشہ گود میں اُٹھا کے بدیع الزمان کو قاف پر لے گئی اور پریوں کا دودھ پلا کر حفاظت واحتیاط سے پرورش کرنے لگی جب سات برس کا ہوا قریشہ نے فنون سپاہ گری میں طاق کر کے ہتھیار بند ہوائے جتنے فن سپاہ گری کے تھے سب اُسکو سکھائے اور جب کسی مہم پر اُسکا جانا ہوتا تو اُسکو بھی لیجاتی اُس معرکے کا اُسکو تماشا دکھاتی جب گیارھویں برس میں پاؤں رکھا قریشہ سے کہا کہ میرے باپ ماں کا کیا نام ہے اور کہاں ہیں اور اُنکا کس شہر میں قیام ہے اور بتاؤ وہ جہاں ہیں قریشہ بولی کہ باپ تو میرا تیرا ایک ہی ہے پردہ دنیا میں سلطنت کرتا ہے صاحبقران گیتی ستان زلازل قاف کوچک سلیمان ابو العلا عرف امیر حمزہ بن عبد المطلب ہے باقی تیری ماں کے نام سے میں واقف نہیں ہوں کہ وہ کون ہے اور کہاں ہے

اُسکا کیا پتہ کیا نشان ہے اور تمام کیفیت صندوق کی مفصل اُس سے بیان کی اُس تمام ماجرے سے اطلاع دی بدیع الزمان
نے کہا کہ مجھکو میرے باپ کے پاس بھیجدو اتنی مہربانی میرے حال پر کرو آسمان پری نے بہت سا تحفہ قاف کا ساتھ کر کے
قریشہ اور پریوں کے سپرد کیا کہ اسکو بحفاظت تمام کوہ البرز پر لشکر اسلام میں پہونچا دو اسکو راہ میں کسیطرح کی تکلیف نہ ہو
اور چلتے وقت سمجھا دیا اور یہ قصہ سنا دیا کہ تیرے جتنے بھائی ہیں سب پہلی ملاقات میں امیر سے لڑے ہیں تو بھی لڑ کر ملازمت
کیجیو اپنے خاندان کا رسم ہاتھ سے نہ دیجیو اور جمیع اقربا کے نام بتا دیے القصہ بدیع الزمان ملکہ آسمان پری سے رخصت
ہو کر کوہ البرز پر پہونچا دیکھا کہ دونوں طرف کے لشکر صف آرا ہیں جوانان تیغ آزما معرکہ پیرا ہیں پریوں نے بدیع الزمان
کو دونوں لشکروں کا نشان بتا دیا قرارگاہ فوج سب دکھا دیا کہ یہ لشکر تیرے باپ کا ہے اور وہ لشکر حریف کا ہے اور آپ
سب کی نظروں سے پوشیدہ ہو کر تماشا دیکھنے لگیں بدیع الزمان دونوں فوج کے بیچ میں کھڑا ہو کے لشکر اسلام کی طرف
رخ کر کے للکارا آواز بلند پکارا کہ اے عزیزو جسکو آرزوے وصال شاہد مرگ ہو وہ میرے سامنے آوے اپنی شجاعت اور
دلیری دکھاوے دونوں لشکر بدیع الزمان کا حسن و جمال و لباس و سلاح دیکھ کر متعجب ہوے کہ نہ ایسا جوان دیکھا اور
نہ ایسا سلاح و لباس کبھی نظر آیا ہے یہ شخص کس ملک کا ہے اور یہ سامان اُسنے کہاں پایا ہے اسمیں بدیع الزمان نے پھر
للکارا کہ اے مسلمانو اتنی دیر سے میں مبارز طلب ہوں کوئی تم میں سے نہیں آتا ہے میرے مقابلے کی تاب نہیں لاتا ہے
ایسی جان پیاری ہے تو سلاح لگا کر میدان میں کیوں آتے ہو اوڑھنی اوڑھ کر گوشے میں کیوں نہیں بیٹھتے ہو یہ آواز سنکر
کیومرث نیزہ باز امیر سے رخصت ہو کر بدیع الزمان کے سامنے آیا میدان جنگ میں آکر گھوڑا کودایا بدیع الزمان
نے نام پوچھا وہ بولا کہ کیومرث کہتے ہیں بدیع الزمان نے حملہ طلب کیا اُسنے عذر کیا کہ ہمارے مذہب میں پیشدستی
جائز نہیں ہے پہلے تم حربہ کرو بشرط حیات میں جواب دونگا بعد تمہارے حملے کے میں حربہ کرونگا بدیع الزمان نے ہاتھ بڑھا کر
اُسکو گھوڑے سے اُٹھا لیا اور سر گردان کر کے بسہولت تمام زمین پر چھوڑ دیا کہا جا دوسرے کو بھیجدے کہ وہ مجھ سے مقابلہ
کرے قیماز خاوری نے آکر مقابلہ کیا اُسکو بھی شاہزادے نے مثل کیومرث گھوڑے پر سے اُٹھا کے چرخ دیکر کہا کہ جا
دوسرے کو بھیجدے لندھور نے آکر سامنا کیا شاہزادے نے نام پوچھکر مانند خلال مرکب سے اُٹھا کر زمین پر دے پٹکا مثل اوروں کے
اُسکو بھی زیر کیا اور کہا کہ حمزہ کے فرزندوں میں سے کسی کو بھیج میں نے سنا ہے کہ وہ بہت زورآور ہیں بڑے صاحب جرأت اور
دلاور ہیں لندھور نے امیر سے آکر کہا کہ وہ جوان آپکی اولاد سے خواہان جنگ ہے قاسم خاوری نے امیر سے رن
کی اجازت طلب کی امیر نے فرمایا کہ خدا کے سپرد کیا دیکھو بہت ہوشیاری سے لڑنا یہ جوان کچھ بے طرح مجھکو معلوم ہوتا ہے اس سے
سر بر ہونا مشکل نظر آتا ہے بارے قاسم میدان میں جا کر اُسکے مقابل ہوا اُسنے ہتھیار تہ کر کے کمربند پر قاسم کے ہاتھ ڈالا قاسم
نے بھی اُسکے دوال کمر کو پکڑا دونوں بایکدیگر زور کرنے لگے جب مرکب زانو تک زمین میں دھنس گئے تب دونوں گھوڑے
سے نیچے آئے اور ہاتھ سے ہاتھ ملائے آخرش بدیع الزمان نے قاسم کا لنگر اُٹھا کے سر پر لیجا کے چرخ دے کے زمین پر

چھوڑ دیا اور انکا سا حال اُسکا بھی کیا اور کہا کہ جا رستم پیلتن کو بھیج کہ میں اُسکا بہت مشتاق ہوں ذرا وہ بھی میری تیغ آزمائی
دیکھے رستم نے آکر بدیع الزماں کا سامنا کیا پہر بھر کی محنت میں رستم کو بھی بدیع الزماں نے زیر کیا اور کہا کہ سعد بن عمرو
کو بھیجدے سعد بن عمرو نے اُس سے مقابلہ کیا اور بدیع الزماں سے زیر ہو گیا سعد سے کہا کہ اپنے دادا حمزہ کو بھیج
کہ زور کا مزہ بھی ملے سعد نے امیر سے آکر کہا امیر میدان میں آئے اُسکے مقابلے پر پاؤں جمائے بدیع الزماں بجلی کی طرح
مرکب کو کڑکا کے امیر کے پہلو میں پہونچا اور جھٹ کمربند امیر کا پکڑ لیا امیر نے بھی اُسکی کمر پر ہاتھ ڈالا یہانتک دونوں نے
زور کیا کہ مرکب بدحواس ہو گئے اگر اُتر نہ پڑتے تو یقین تھا کہ کمر مرکبوں کی ٹوٹ جاتی جب امیر عرق عرق ہو گئے نعرہ کر کے
بدیع الزماں کے لنگر اُٹھانیکا قصد کیا اُسکو سر سے اونچا لیجانیکا قصد کیا لیکن تب بھی بدیع الزماں کو جنبش نہ ہوئی امیر نے
دوسرا نعرہ کیا اس سے بھی کچھ سود نہ ہوا بختک کہنے لگا کہ تعجب نہیں اگر حمزہ اس جوان کے ہاتھ سے مارا جاوے اور آج
اس جوان کے ہاتھ سے شکست پاوے راوی لکھتا ہے کہ اُسدن امیر نے متعدد نعرے کیے مگر بدیع الزماں کو اُس نعرہ
کی ہیبت سے اثر نہ ہوا اور ابھی خبر نہ ہوا آخرش امیر نے طیش میں آکر صمصام و قمقام کو میان سے لیکر چاہا کہ بدیع الزماں پر وار
کریں اپنی شمشیر آبدار کا اُس جوان پر وار کریں کہ قریشہ نے ظاہر ہو کر امیر کا ہاتھ پکڑ لیا اور انکو اس امر سے آگاہ کیا کہ بابا جان
یہ تمہارا بیٹا میرا بھائی ہے امیر متحیر ہوے کہ یہ کس کے بطن سے ہے قریشہ نے تمام قصہ صندوق کا اور جو کہ حضرت خضرؑ
نے فرمایا تھا من و عن امیر سے بیان کیا اُس راز نہاں کو امیر پر عیاں کیا امیر نے بکمال بشاشت بدیع الزماں کو
گلے سے لگایا اُسکی محبت نے اُنکے دلمیں جوش کھایا اور عمرو سے پکار کر کہا کہ یہ فرزند ارجمند میرا ہے آفریدگار نے میری مدد
کیواسطے بھیجا ہے یہ کہکر شادیانے بجواتے ہوے خیمے میں داخل ہوے اور جشن چہل روزہ ترتیب دیکر مصروف عیش و عشرت
ہوے مہیا سب سامان راحت ہوے راوی لکھتا ہے کہ سمندون دیو جو امیر کے ڈر کے مارے کوہ قاف سے بھاگا تھا
کوہ البرز پر آنکے اُسنے قیام کیا تھا وہاں پناہ جانکر آرام کیا تھا اُسکو امیر کے آنیکی خبر پہونچی دو پہر رات گئے امیر کے لشکر
میں آیا اور کسی حکمت سے اپنے کو فوج کے اندر پہونچایا اتفاقاً سعد بن عمرو کا خیمہ اُسکے مدنظر ہوا خیمے کے اندر گیا دیکھا کہ سعد
بن عمرو بیخبر سوتا ہے سعد کو بیہوش کر کے اپنے مکان پر لیگیا صبح کو امیر کو خبر پہونچی کہ سعد اپنے خیمے سے گم ہے امیر بہت
متردد ہوے کہ سعد کو کون لیگیا عمرو سے فرمایا کہ سعد کا حال بزرجمہر سے دریافت کیا چاہیے ضرور اس سے اُسکا حال
پوچھا چاہیے بزرجمہر نے عمرو سے کہا کہ امیر جن دنوں کوہ قاف پر دیو کشی کرتے تھے سمندون نامے دیو نے امیر سے ڈر
کر کوہ قاف کو چھوڑ دیا تھا اور کوہ البرز میں آکر رہنا اختیار کیا تھا بالفعل دریا البرز کا جو جوش میں آیا اُس دیو نے بھاگ کر
امیر کے لشکر میں اپنے تئیں پہونچایا جب اُسکو یہ معلوم ہوا کہ یہ لشکر صاحبقران کا ہے وہ امیر کو ڈھونڈھنے لگا امیر کو جب نہ پایا وہ
مطلب اُسکے ہاتھ نہ آیا تب سعد بن عمرو کو اُٹھا لیجا کر دریا کے پار قلعہ میں قید کیا اگر امیر تنہا جاوینگے تو سعد بن عمرو کو زندہ پاوینگے
امیر عمرو سے یہ خبر سنکر فی الفور یاروں سے رخصت ہوے اور اشقر کو دریا پیرا کر پار گئے اشقر کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا

اُسکو مطلق العنان کیا اور شکار کے کباب لگائے اور خوب اطمینان سے کھائے اور رات کو ایک درخت کے نیچے سو رہے صبح سوار ہو کر بزرجمہر نے جو نشان دیا تھا اُسی پتے پر چلے گئے جب قلعہ کے قریب پہونچے دیووں نے کہ امیر کو پہچانتے تھے سمندون کو خبر دی جلد دوڑ کر اطلاع کی کہ صاحبقران عفریت کش آ پہونچا سمندون کئی ہزار دیو لیکر قلعہ سے نکلا امیر نے اُس کو دیکھ کر فرمایا کہ او ملعون یہ تو نے کیا حرکت کی مجھ کو اس سفر کی اذیت دی بھلا اب میرے ہاتھ سے تو جا نبر ہوگا دیکھنا کہ اب تیرا حال کیسا ابتر ہوگا سمندون نے ایک دیو کو کہ پہلوان مشہور تھا حکم دیا کہ اس آدمی کو پکڑ لاؤ ابھی جلد تم سب جاؤ وہ جو امیر کی گرفتاری کو آیا امیر کے ہاتھ سے مارا گیا پھر ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اسیطرح سات دیو بدفعات امیر کے پکڑنے کے لیے آئے امیر نے سب کے سب جہنم میں پہونچائے پھر ہر چند سمندون نے ایک ایک سے کہا مگر کسی نے امیر کے پاس آنے کی جرأت نہ کی سمندون نے خوف سے کئی سو من کا پتھر امیر کے سر پر پھینکا امیر نے اسکو رد کر کے ایک تلوار ایسی لگائی کہ سات ہاتھ اُسکے ضرب میں کٹ گئے اور دیووں کے یہ حال دیکھ کر کلیجے پھٹ گئے وہ دیو وہاں سے غائب ہو کر ایک ساعت کے بعد تندرست ہو کر پھر امیر کے سامنے آیا اور امیر سے لڑنے لگا القصہ اُس دن شام تک یہی سوانگ رہا کیا

سمندون دیو ہزار دست کا حمزہ کی ضرب شمشیر سے زخمی ہو کر حوض آبحیات پر جانا پھر صحیح و سالم ہو کے بمقابلہ صاحبقران آنا

شب کو دیو قلعے کے اندر چلے گئے اور امیر ایک درخت کے نیچے سو رہے خواب میں حضرت خضرؑ نے امیر سے فرمایا کہ قلعے کے اندر ایک چشمہ آبحیات کا ہے پہلے جا کر اُسکو بند کرو تب اس سے لڑو نہیں تو تمام عمر یوں ہی لڑا کرو گے اور وہ مارا نہ جائیگا تمھاری تلوار کے تلے نہ آئیگا امیر اس خواب کے دیکھتے ہی چونک اُٹھے اُسیوقت قلعہ میں جا کر اُس چشمے کو کوڑے کرکٹ سے بند کر دیا

جو حضرت خضرؑ نے فرمایا تھا اُسپر عمل کیا اور بدستور درخت کے نیچے آکر سو رہے اطمینان سے بیٹھ لگا کر سو رہے صبح کو سمندون اپنی فوج لیکر قلعے سے باہر آیا میدان میں آکر پڑا جایا اور بدستور روز اول ایک پتھر ہزار من کا امیر کے سرپر پھینکا امیر نے اُسکو روکر کے ایک ہاتھ ایسا لگایا کہ آدھی گردن اُسکی کٹ کر لٹک پڑی وہ امیر کے روبرو سے بھاگا امیر نے بھی اُسکا پیچھا کیا دیکھا کہ اُس دیو نے چشمہ کو جو نہ پایا سر ٹپک کے مر گیا اسیوقت اپنی جان سے گذر گیا اور دیو جو اُسکے رفیق تھے مانند شتر بے مہار بھاگ گئے امیر نے اُسکے سرکو کاٹ کر شکار بند میں لٹکا دیا اور جسم ناپاک اُسکا خوراک جانوران صحرائی کیا اور سعد بن عمرو کو قلعے میں تلاش کرنے لگے آخر ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایک حجرے میں پہونچے دیکھا کہ سعد بیہوش پڑا ہے کچھ تن بدن کی خبر نہیں مدہوش پڑا ہے امیر نے سیفی حضرت ابراہیم کی پانی پر دم کر کے اُسکا منھ دُھلایا سعد کو ہوش آیا آنکھ کھولکر اپنے جد بزرگوار کو دیکھ کے شکر خدا کا بجا لایا اُنکے دیکھنے سے جی میں جی آیا امیر سعد کو قلعے سے باہر لائے اور کباب شکار کر کے آپ بھی کھائے اور اُسکو بھی کھلائے دوسرے دن سعد کو اشقر پر سوار کر کے لشکر کیطرف لیچلے جب دریا پر پہونچے سعد سے فرمایا کہ تم سوار ہو کہ تم کو پیرنا نہیں آتا ہے آپ اشقر کی دم پکڑ کے پار اُترے جسوقت لشکر میں پہونچے دیکھا کہ بازار کار زار گرم ہے امیر نے سر دیو سمندون کا حریف کے لشکر کیطرف پھینک کر فرمایا کہ یہی دیو میرے پوتے کو اُٹھا لیگیا تھا سو میں اُسکو مار کے لے آیا میرے ہاتھ سے اُسنے اپنے کردار کا بدلا پایا لشکر کفار دیو کا سر دیکھ کر متحیر و متعجب ہوا کہ جبکا ایسا سر ہے وہ دیو کیسا ہوگا جسم اُسکا مثل کوہ فلک فرسا ہوگا حمزہ نے اس قد و قامت پر اُسکو مارا یہ جو آدمی کہ دیو کش ہو اُس سے آدمی کیونکر لڑ سکے یہ کہہ رہے تھے کہ جنگل کی طرف سے ایک گرد اُٹھی دونوں لشکر کے جاسوس خبر لینے کو دوڑے کہ دوست ہے یا دشمن معلوم ہوا کہ بخیہ شتربان اور مالک اشتر با فوج جرار نوشیرواں کی مدد کو آئے ہیں اُسکی کمک کیلیے جمعیت کثیر اپنے ساتھ لائے ہیں نوشیرواں نے ہرمز اور کئی بادشاہوں کو استقبال کے واسطے بھیجا جب دونوں شاہزادے مع فوج لشکر کفار میں داخل ہوئے اُنکے آنیسے ہزار طرح کے اطمینان اُنکو حاصل ہوئے نوشیرواں طبل بازگشت بجوا کے اپنی بارگاہ میں اُنکو لیگیا اور بانواع عزت و احترام پیش آکر خلعت فاخرہ سے اُنکو سرفراز کیا عنایت و نوازش فرما کے اپنے سب سرداروں سے اُن کو ممتاز کیا اور مجلس جشن کی اُنکے لیے ترتیب دی تیاری بزم عیش و نشاط کی کی

داستان عجل بن عبد المطلب برادر کوچک امیر حمزہ صاحبقران

راویان شیریں سخن اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ امیر کے آنے کے بعد خواجہ عبد المطلب کے بیٹا پیدا ہوا گویا صدف شرافت سے درشاہوار ہویدا ہوا خواجہ عبد المطلب نے نام اُسکا عجل رکھا اور پرورش کرنے لگے عجل نے بارہ مرحلہ اپنی عمر سے طے کیے تھے کہ قلماق شاہ نے مکہ پر چڑھائی کی اُن سے لڑنے کے لیے صف آرائی کی اہل مکہ صف جنگ میں اُس سے سر بر نہ آسکے قلعہ بند ہوئے قلت جمعیت سے مستمند ہوئے یہ خبر عجل تک پہونچی خواجہ عبد المطلب سے سائل ہوا کہ ایک گھوڑا اور ہتھیار مجھ کو دیتے تو میں اس کافر سے لڑتا ایک ایک کو چن چن کے مار ڈالتا خواجہ عبد المطلب نے ہنسکر کہا کہ تم اپنے

سن وسال کو دیکھو اور ایسے زبردست سے لڑنیکو ذرا دلمیں خیال کرو سولہ اسکے گیارہ بیٹے میرے اور بھی ہیں بات حمزہ ہی پر ختم ہے کہ ہزاروں کا مقابلہ کرے لاکھوں سے نہ ڈرے عجل نے کہا کہ خدا ہمارا یاور ہے آخر ہم بھی حمزہ ہی کے بھائی ہیں جب اسنے بہت اصرار کیا لوگوں نے عبد المطلب سے کہا کہ آپ عجل کو کیوں روکتے ہیں جانے نہیں دیتے سچ ہے کہ جسکا خدا یاور ہے اسکو کیا پروا ہے معلوم ہوا کہ یہ بڑا شجاع ہے دلیری میں یکتا ہے عبد المطلب لوگوں کے کہنے سننے سے مجبور ہوئے اور عجل کو ایک مرکب اور اسکے لائق ہتھیار دیکے فاتحہ خیر پڑھا خدا کی پناہ میں سونپا عجل پوشاک پہن اور ہتھیار لگا کے گھوڑے پر سوار ہو کے قلعے کے باہر نکلا بڑی شان سے ودودلاور نکلا یا جو عجل کے تھے وہ بھی ہمراہ ہوئے جب میدان میں پہونچا قلماق شاہ نے دیکھا کہ ایک سوار کمسن چند پیادے ہمراہ لیکے قلعے کے باہر نکلکر اس طرف کو آتا ہے سمجھا کہ صلح کا پیغام دینے کو آتا ہوگا کوئی پیغام طرف ثانی کی جانب سے لاتا ہوگا ایک سوار کو حکم دیا کہ خبر تو لاؤ یہ لڑکا کس ارادے پر آتا ہے کون کام اس کو یہاں لاتا ہے سوار نے عجل کے نزدیک آکر پوچھا کہ اے جوان کس ارادے پر آئے ہو اگر صلح منظور ہے تو میرے ہمراہ ہو کر چلو میں صلح کرا دوں تمھارے درمیان میں مصالحہ کرا دوں اور بادشاہ سے خلعت بھی تم کو دلوا دوں عجل نے کہا کہ اے کافر صلح کس سے کروائیگا اور خلعت کسکو پہنوائیگا تو نہیں جانتا کہ عجل میرا نام ہے اور حمزہ کا چھوٹا بھائی اور عبد المطلب کا بیٹا ہوں کیسے شخص عالی نسب کا بیٹا ہوں کافروں کی جان کا ملک الموت ہوں اگر مرد ہے تو حربہ کر اُس کافر نے خیرہ ہو کر عجل پر تلوار لگائی عجل نے ڈھال کے جھٹکے سے اُسکو رد کیا اُسکا زخم اپنے اوپر آنے نہ دیا اور کمربند پکڑ کے اُسکو معلق گھوڑے پر سے اُٹھا کے زمین پر دے مارا یاروں نے عجل کے اسکو باندھ لیا فوراً قید کیا قلماق شاہ نے دوسرے سوار کو حکم دیا کہ ہاں جلد جا کر اس لڑکے کو کہ میرے پہلوان کو باندھے لیے جاتا ہے پکڑ لاؤ اُسنے بھی مقابل ہو کر عجل کے سر پر تلوار چلائی عجل نے اُسکو بھی اسی طرح سے باندھا حتی کہ ایک ایک کر کے چالیس پہلوان عجل نے باندھے جو جو اُسکے روبرو آئے سب اس بے بدل بہادر نے باندھے تب تو قلماق شاہ طیش کھا کر خود عجل سے مقابل ہوا اور گرز عجل کے سر پر مارا عجل نے اُسکی ضرب کو رد کر کے ایک گرز ایسا مارا کہ گھوڑا قلماق شاہ کا مر گیا گرز کے لگتے ہی جان سے گذر گیا قلماق شاہ نے چاہا کہ عجل کے گھوڑے کو بے کرے عجل نے کود کر قلماق شاہ کی کمر میں ہاتھ دیکے اُٹھا لیا اپنی قوت بدنی سے سر سے اونچا کیا اور چرخ دیکے زمین پر دیمارا اور سینہ پر چڑھ کے مشکیں باندھ لیں قلماق شاہ کے لشکر میں خبر ہوئی لشکر نے چاہا کہ اس ایک پر سب آگریں قلماق شاہ نے اشارے سے منع کیا کسی کو اُسپر حملہ کرنے نہ دیا عجل نے قلماق شاہ سے کہا کہ اگر تو مسلمان ہوتا ہے تو تیری جان بچتی ہے ورنہ ابھی تجھ کو قتل کرونگا میں ہرگز تیرے فوج و لشکر سے نہ ڈرونگا قلماق شاہ بولا کہ اے عجل میں اس شرط پر مسلمان ہوتا ہوں اگر تو مجھے حمزہ کے پاس لیچلے یہ التماس میری قبول کرے عجل نے کہا یہ تو بے استدعا تیرے شدنی ہے قلماق شاہ ایمان لایا عجل نے اُسکو قید سے رہا کر کے گلے سے لگایا اور اپنے باپ کے پاس لیگیا عبد المطلب نے عجل اور قلماق شاہ کو مخلع کیا بہت سا جواہرات دیا اور بڑے تکلف سے قلماق شاہ کی ضیافت کی اُسکی بڑی عزت

اور حرمت کی دوسرے دن عجل نے عبد المطلب سے کہا کہ میں اپنے بھائی حمزہ کے پاس جاؤنگا ان کو یہ سب سرگذشت
سناؤنگا خواجہ عبد المطلب نے اُسکو خوشی خوشی رخصت کیا جانیکا حکم دیا دو منزل گئے ہونگے کہ سامنے سے ایک فوج نظر آئی
عجل نے عیاروں کو بھیج کر خبر منگائی معلوم ہوا کہ کرب معدی نام عادی کرب کا بیٹا کہ گستہم کی بیٹی کے بطن سے ہے اپنے باپ کی
ملاقات کیواسطے کوہ البرز کا عازم ہے عجل نے اپنے دلمیں کہا کہ اس سے ملاقات کرنا لازم ہے عجل خود اُس سے جا کر بغلگیر ہوا
اور کہا کہ میں بھی حمزہ سے ملنے کیلیے کوہ البرز کیطرف جاتا ہوں اسی ارادے سے وطن سے آتا ہوں چلو خوب ہوا ہمارا تمھارا ساتھ
ہوا تکلیف سفر راحت سے کٹے گی یہ راہ بہت فراغت سے کٹیگی کرب معدی بولا کہ اگر مجھکو ہمراہ رکاب لیچلنا منظور ہے تو دو تین
دن یہاں مقام کرو تکلیف ہے چند روز آرام کرو میں مکہ کی زیارت کر آؤں عجل نے اُسجگہ خیمہ ڈالا اور کرب معدی چوتھے دن مکہ
کی زیارت کر کے عجل کے پاس حاضر ہوا دوسرے دن دونوں لشکر باہم ہو کر کوہ البرز کیطرف چلے عجل نے اثناء راہ میں کرب معدی
سے کہا کہ میں نے سنا ہے جو فرزند حمزہ کا پہلے پہل جا کر ملا ہے پہلے ان سے زور آزمائی کی ہے پس ہم تم بھی حمزہ سے زور آزمائی کر کے
ملاقات کریں سب کی رسم کو ہاتھ سے نہ دیں کرب معدی نے کہا بہت بہتر اسی جا خیمہ استادہ کیا چاہیے آگے چلنے کی اجازت
نہ دیا چاہیے کہ حمزہ کے لشکر سے چار کوس کا فاصلہ ہے عجل نے کہا پہلے میں تنہا جاتا ہوں پیچھے سے تم بھی آنا مگر تنہا لشکر کو اسی
جگہ چھوڑنا القصہ عجل دونوں فوجوں کے بیچ میں جا کر کھڑا ہوا اور امیر کیطرف مخاطب ہو کر پکارا کہ حمزہ کے فرزندونمیں جس کو
دعوی شجاعت ہو وہ میرے سامنے آئے شاہزادہ رستم پیلتن امیر سے رخصت ہو کر گیا عجل نے دوڑ کر رستم کی کمر میں ہاتھ ڈالا
رستم نے اُسکی کمر کی دوال تھامی دونوں میں زور ہونے لگا دونوں لشکر دونوں پہلوانونکا زور دیکھ کر وجد کرتے تھے آخر عجل
نے رستم سے کہا کہ تیرا زور میں نے دیکھا اب اور کسی اپنے بھائی کو بھیج رستم نے میدان سے پھر کر تقریر اُسکی امیر سے بیان کی
امیر نے بدیع الزمان کو بھیجا جب دونوں میں زور ہوا بدیع الزماں عجل پر غالب ہا عجل نے کہا کہ اے بدیع الزمان تیرا بھی
زور میں نے دیکھا ماشاء اللہ اللھم زد اب تو جا حمزہ کو بھیج اُسکا بھی زور آزماؤں اپنی قوت دکھاؤں بدیع الزمان نے آکر امیر سے کہا
کہ اسطرح سے وہ پہلوان کہتا ہے امیر اشقر کو صف سے نکالکر اُسکے سامنے گئے اور بایکدیگر کمریں پکڑ کے زور کرنے لگے امیر نے دیکھا کہ
کسی طرح سے اُسکا لنگر نہیں اُٹھتا ہر چند زور کرتا ہوں مگر یہ دلاور نہیں اُٹھتا ایک نعرہ کر کے جو زور کیا عجل کو اُٹھا لیا اور پوچھا
کہ سچ کہہ تو کون ہے جلد اپنا نام بتا اپنے باپ دادا کا مقام بتلا عجل بولا کہ میں تیرا بھائی اور عبد المطلب کا بیٹا ہوں امیر نے
اُسے آہستہ زمین پر چھوڑ کے گلے سے لگایا آنکھوں اُسکے اوپر بہت سا پیار آیا اور کہا اسطرح کیا آنا تھا پہلے مجھکو خبر کی ہوتی تا میں
فوج یہاں سے بھیجدیتا اور خود استقبال کر کے لے آتا تیرے لینے کو بڑی شان و شوکت سے مع لشکر جاتا یہ گفتگو دونوں
بھائیوں میں ہو رہی تھی کہ ایک جوان مانند شیر نر کے غراں میدان میں آ کھڑا ہوا امیر نے عجل سے پوچھا کہ تم اسکو پہچانتے ہو
عجل نے نا واقفیت بیان کی اسمیں کرب معدی نے اس زور سے گرز مارا کہ تمام بدنمیں امیر کے عرق آگیا آنکھوں میں اندھیرا
چھا گیا امیر نے گرز کو رد کر کے اُسکی کمر پکڑ کے اور ایک لات اُسکے گھوڑے کو اس زور سے ماری کہ گھوڑا دس قدم پیچھے ہٹ گیا

اُس صدمے سے کلیجہ اُسکا پھٹ گیا اور اُسکو سر پر اُٹھالیا اُسنے عرض کی یا امیر مجکو زمین پر نہ ٹپکیے گا میں آپکا خانہ زاد پسر معدیکرب ہوں امیر نے اُسکو آہستہ سے زمین پر چھوڑ کے گلے سے لگایا اور عمرو نے معد یکرب سے پکار کر فرمایا کہ بیٹا مبارک ہو اُسنے کہا کہ یا امیر اُسنے بڑی بے ادبی کی اسکو مار ڈالو اسکا بھیجا اسکے سر سے نکالو امیر نے کہا کہ میں نے اُسکی تقصیر معاف کی اور اسکو نجات دی اتنے میں قلماق شاہ مع لشکر حاضر ہوکے آداب بجالایا بہت عجز و نیاز سے پیش آیا امیر تینوں پہلوانوں کو ساتھ لیکر خیمہ گاہ میں آئے بڑی عزت و حرمت سے اُنکو اپنی فرودگاہ میں لائے اور ہر ایک کے بیٹھنے کو طلائی کرسی عنایت کی اور جشن کا حکم دیا رات بھر تو امیر جشن میں رہے صبح کو آواز طبل جنگ کی سنکر رزمگاہ میں گئے بخیہ شتربان میدان میں آکر للکارا شیروں کی طرح باواز بلند پکارا کہ اے عرب جسکو آرزو مرگ کی ہو وہ میرے سامنے آئے سید ھا ملک عدم کو جائے شبان طائفی امیر سے رخصت ہوکر اُسکے سامنے گیا اور کہا کہ اے شتربان اسقدر کیوں بلبلاتا ہے سخن بیہودہ کیوں زبان پر لاتا ہے لا کیا حربہ رکھتا ہے اُسنے ایک گرز بقوت تمام شبان طائفی کو مارا مگر اُسکو کچھ خبر بھی نہ ہوئی جیسا کھڑا تھا اُسیطرح کھڑا رہا اُسی جگہ اڑا رہا اُسنے دوسرا اور تیسرا وار کیا شبان طائفی نے سب کو رد کرکے ایک گرز بخیہ کے گھوڑے کو مارا کہ ہڈیاں اُسکی ریزہ ریزہ ہوگئیں بخیہ پیادہ ہوگیا شبان طائفی بھی اپنے گھوڑے سے کود اور گرز بگرز لڑا کیا شام کیوقت دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے صبح کو بدستور بخیہ میدان میں آیا پھر اہل فوج کو وہی اپنا زور دکھایا ادھر سے قیس قیماز جاکر اُس سے مقابل ہوا دونوں پہلوان دو پہر کامل گرز بگرز لڑے بعد ازاں بایکدیگر کمر پکڑ کے زور کرنے لگے بخیہ نے بڑی محنت سے قیس قیماز کو اُٹھا کر دے مارا چاہتا تھا کہ مشکیں باندھے قیس نے لات مار کے بخیہ کو گرادیا اسکو زیر لیا اور آپ اُسکی چھاتی پر چڑھ کے قصد باندھنے کا کیا بخیہ نے بھی دونوں پاؤں ملاکر قیس کے لنگر کو ایسا اچھالا کہ قیس زمین پر گر پڑا الغرض شام تک اسیطرح سے دونوں پہلوان لڑا کیے باخود ہا مقابلہ کیا کیے کوئی کسی پر غالب نہ ہوا رات کو فوجوں نے آرام کیا صبح کو پھر صف آرائی کی بدستور میدان میں آکر تیغ آزمائی کی بدیع الزماں نے جاکر بخیہ کا مقابلہ کیا بخیہ نے سات سومنی گرز بدیع الزماں پر چلایا اُسکے سر پر یہ گرز گراں لایا بدیع الزماں نے اُسکو رد کرکے کہا کہ دو حملے اور بھی کرلے بخیہ نے بقوت تمام دو حملے اور کیے مگر بدیع الزماں کے کچھ بھی نقصان نہ ہوا آخر بدیع الزماں نے نعرہ کرکے بخیہ کو سر پر اُٹھالیا بے تکلف سر سے اونچا کیا اور پھر چکر دیکر عمرو کے حوالے کیا عمرو باندھ کر اپنے خیمے میں لے آیا اُسکو اپنا قیدی بنایا مالک اشتر نے جب اپنے چچا کا یہ حال دیکھا نوشیرواں سے کہا کہ حمزہ کے فرزند بہت زور آور و بہادر ہیں اسوقت میرے چچا کو کس بہادری سے اس جوان نے باندھا نوشیرواں بولا کہ حمزہ کی جتنی اولاد ہے سب ایسی ہی ہے مالک اشتر نے کہا کہ آج جنگ موقوف رہے کل میں اس جوان سے لڑونگا تا لوگ یہ نہ کہیں کہ پسر حمزہ کا تھکا ہوا تھا اس سے باندھا گیا نوشیرواں طبل بازگشت بجواکر اپنے خیمے میں داخل ہوا امیر بھی اپنی بارگاہ میں گئے اور بہت کچھ بدیع الزماں پر سے نثار کیا محتاجوں فقیروں کو بہت کچھ دیا اور سہیلانی کی کرسی پر بخیہ کو طلب کیا اور مکلف اسلام کے ہوئے اُسنے عرض کیا کہ تا آنے مالک اشتر کے مجھ کو معاف رکھیے امیر نے اُسکو

معدیکرب کے سپرد کیا اسمیں عرض بیگی نے حاضر ہوکر عرض کی کہ ایک قاصد خرسنہ سے آیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ وہاں کے
لوگونکا پیام لایا ہے امیر نے اسکو بلوایا اُسنے حاضر ہوکر فتحنوش کا خط گذرانا لکھا تھا کہ مرزوق فرنگی نے یہانتک
ہماری نوبت پہونچائی ہے کہ ہم قلعہ بند ہوئے اُسکے جور و ستم سے بہت مستمند ہوئے یا تو آپ آئیے یا رستم یا بلیتن کو بھیجئے
نہیں تو ملک بھی ہاتھ سے جائیگا اور لوگوں کے اسلام میں بھی فرق آئیگا امیر نے باواز بلند اس خط کو پڑھکر یارو نکو
فرمایا سب کو سنایا کہ میں خرسنہ کو جاتا ہوں اُس مردود کو اُسکی سرکشی کی سزا دکھاتا ہوں میری جگہ پر رستم کو سمجھنا رستم نے ہاتھ
باندھکر کہا کہ مجھہی کو حکم ہووے خرسنہ میں جاکر اس کافر کو سزا دے آؤں اس نالائق کا سر کاٹ لاؤں امیر نے فرمایا کہ اچھا
پچاس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیتے جاؤ جلد وہاں اپنے تئیں پہونچاؤ رستم نے کہا کہ حاجت فوج کی نہیں ہے آپکے اقبال سے
میں اکیلا اس کافر کے قتل کرنے کیواسطے کافی ہوں امیر نے کہا کہ لشکر کی کثرت سے حریف خائف ہوتا ہے لہذا تنہا جانا
تمہارا نازیبا ہے ایسے حریف زبردست کے مقابلے پر بغیر لشکر حملہ لانا نازیبا ہے رستم نے نہ مانا اور اکیلا رخصت ہوکر دیدہ
خرسنہ کیطرف راہی ہوا چندروز میں جا پہونچا اُس ملک میں بکمال جرأت سے جا پہونچا دیکھا کہ لشکر فرنگ قلعہ کو محاصرہ کیے
ہوئے پڑا ہے اُس قلعہ کے لینے کو اڑا ہے جاتے ہی اُسکی فوج میں نعرہ کرکے مبارز طلب ہوا مرزوق شاہ نے مالیا نام
اپنے خلعت اکبر کو کہ پچاس گز کا قد تھا رستم سے مقابلہ کرنے کیواسطے بھیجا مالیا نے امیر زادہ کا نام پوچھا رستم نے اپنا نام
بتایا اپنا حسب و نسب اسکو سنایا مالیا نے قبضہ پر ہاتھ ڈال کے رستم پر وار کیا رستم نے اُسکا ہاتھ پکڑ کے تلوار چھین لی اور وہی تلوار
اس صفائی سے اُسکے سر پر ماری کہ خود و سر و سینہ و شکم کو کاٹتی ہوئی زانو سے نکلگئی اس حال کے دیکھنے سے سب فوج مارے خوف
کے دہل گئی اور مالیا مانند خیار تر دو پھانک ہوکر گر پڑا لشکر فرنگ اُسکی ضرب دیکھکر خائف ہوا کوئی اس سے مقابلہ کرنے نہ آیا
اُسکے مقابلے کی تاب نہ لایا تب تو رستم تلوار کھینچکر اسطرح سے لشکر فرنگ پر گر پڑا جیسے شیر گلے میں بکریونکے گھستا ہے جسکے سر پر
وار لگاتا تھا اسکو کھیرے کی طرح سے سراپا دو پھانک کرتا تھا اور وہ زمین پر آتا تھا جس سوار کی کمر پر ہاتھ جماتا تھا وہ دو
ٹکڑے ہوا دھر اُدھر گرتا تھا سیدھا ملک عدم کو جاتا تھا لشکر فرنگ میں عجب طرح کی چلبلی مچی مرزوق نے دیکھا کہ مالیا
کے مارے جانے سے فوج کا جی چھوٹ گیا دست ہمت سب کا ٹوٹ گیا اُسنے شاہزادے کیطرف رخ کیا اسپر بھی لشکریوں کے
پاؤں نہ ٹھہرے مثل گلہ روباہ بھاگ کھڑے ہوئے مرزوق سمجھا کہ میں تنہا حریف پر غالب نہ ہونگا وہ بھی اپنے ہمراہیونکے
ساتھ بھاگا رستم نے اُسکا تعاقب کیا اور چار کوس تک کشتوں سے پشتے باندھتا چلا گیا فتحنوش بھی فوج لیکر شاہزادے کے پاس
پہونچا اور کہا کہ بس چار کوس تک تم نے حریف کا پیچھا کیا اُنکو خوب صدمہ دیا اس سے زیادہ دستور نہیں ہے اب آگے ہمکو
منظور نہیں ہے رستم نے نہ مانا اور کہا کہ آپ جائیے قلعہ کی مضبوطی کیجیے وہانکی خبر لیجیے ایسا نہ ہو کہ حریف قلعہ خالی سنکر فوج
کو بھیجکر اپنا بندوبست کرکے پھر کہیں دھوکا دے فتحنوش تو قلعہ کیطرف پھرا اور رستم حریف کے پیچھے گیا فتحنوش نے اُسی دم
یہ کیفیت امیر کو لکھ بھیجی القصہ شاہزادہ کفار کو مارکے شام تک دوسرے حاکم کی سرحد میں پہونچا اور شب کے لحاظ سے ایک

درخت کے نیچے سو رہا صبح کو اٹھ کر شکار کے کباب کھا کر پھر گھوڑے پر سوار ہوا سیطرف جا نکلتا تھا ہوا و کفار کا تعاقب کیا انکو بھگا گئے نہ دیا اب تھوڑا احوال امیر کا سنیے کہ جسدن رستم کو شہر خرسنہ کیطرف روانہ کیا اُسی شب کو مہر افروز بنت نوشیروان کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا امیر نے اُسکا نام مہر شاہ رکھا اور چالیس شبانہ روز کے جشن کا حکم دیا بڑا سامان محفل عیش جمع کیا بعد انفراغ جشن آواز کوس حربی کو سنکر امیر نے اپنے لشکر میں کوس سکندری بجوایا سب کو تیاری کا حکم فرمایا ۔ فوج لیکر میدان رزم میں صف آرا ہوئے ہنوز لڑائی شروع نہ ہوئی تھی کہ قاصد فتحنوش کا مع نامہ پہونچا امیر نے اُس خط کو پڑھ کر یاروں سے کہا کہ دیکھو رستم کا لڑکپن باوجود جاننے کے کہ مرزوق شاہ کے ساتھ فوج کثیر ہے تنہا اُسکا تعاقب کیا ہے دیدہ و دانستہ اپنے تئیں ایک بلا میں پھنسا دیا ہے خدا جانے ابتک کیا ہوا ہوگا بہرحال اب مجھکو جانا ضرور ہوا تم لوگ میری جا بدیع الزماں کو سمجھنا اور عمرو سے فرمایا کہ میں پانچ پہلوان اپنے ساتھ لیے جاتا ہوں باقی سب فوج یہاں موجود ہے جو ابدی لشکر کی تمہارے ذمے ہے تم جانو اور تمہارا کام جانے جمیع امور میں تم کو اختیار ہے تمہارے حکم میں ہر پیادہ اور سوار ہے یہ کہکر ملک لندھور و شبان طائفی و کرب معدی و استفتانوش و قیماز خاوری کو ہمراہ لیکے دو اسپہ خرسنہ کیطرف روانہ ہوئے دو روزہ و سہ روزہ راہ کو ایک دن میں طے کرتے ہوئے خرسنہ کے متصل پہونچے فتحنوش استقبال کرکے امیر کو قلعہ میں لیگیا اور جشن کا حکم دیا سامان دعوت ہر طرح کا مہیا کیا امیر نے فرمایا کہ مجھکو کھانا تک خوش نہیں آتا جشن کیسا انشاء اللہ تعالےٰ پھرتے وقت سمجھا جائیگا جبتک میں اپنے حریف کو قتل نہ کرونگا مجھکو چین نہ آئیگا جشن موقوف رہا رات کی رات وہاں آرام کیا صبح کو مرزوق شاہ کے لشکر کیطرف چلے مرزوق شاہ کا حال سنیے اُسنے رستم کے منزلوں تعاقب کرنے سے معلوم کیا کہ یہ حمزہ نہیں ہے حمزہ کا بیٹا ہے کیونکہ حمزہ حریف کا تعاقب چار کوس سے زیادہ نہیں کرتے ہیں اور مرد دانشمند تجربہ کار ایسی جرأتوں سے ڈرتے ہیں اور یہ بسبب ناکردہ کاری کے منزلوں سے پیچھا کیے چلا آتا ہے اُسکے دلمیں کسیطرح کا اندیشہ نہیں سماتا ہے یہ سمجھکر رستم کیطرف پلٹا اور کہا کہ او عرب زادے میں سمجھتا تھا کہ تو حمزہ ہے نہیں تو میں تیرے سامنے سے روگرداں ہوتا تیرے ہاتھ سے میں عاجز اور پریشان ہوتا یہ کہکر رستم پر حربہ کیا رستم نے اُسکے حربے کو خالی دیکر ایک ہتھکٹی جو ماری ہاتھ اُسکا قلم ہوگیا اُسنے اپنے گھوڑے کو ہٹا کر لشکر سے کہا کہ ہاں اسے مارو یہ جانے نہ پائے آگے قدم بڑھانے نہ پائے تمام لشکر نے رستم پر یورش کی رستم نے دونوں ہاتھوں سے اسقدر تلواریں ماریں کہ کشتوں کے پشتے بندھ گئے مگر امیرزادہ بھی مجروح ہوا اور گھوڑا بھی ملا گیا کفار نے چاہا کہ رستم کو گرفتار کریں لیکن کسیکو جرأت نہ ہوئی اُسکے باندھ لینے کی کسیکو قدرت نہ ہوئی آخر رستم ایک ٹیکرے پر چڑھ کر تیر سے مارنے لگا ہر تیر میں چار چار یا پانچ پانچ کا فرچھیدتے تھے مگر اُسپر بھی مرزوق شاہ اپنے لشکر کو للکارتا تھا کہ جسطرح ہو اس عرب زادے کو پکڑ لو اسکو ہرگز جانے نہ دو ہرگاہ تیروں سے ترکش خالی ہوگیا اُسوقت امیرزادہ نے متردد ہوکر دست دعا کا بلند کیا کہ اے معین و یاور بیکساں یہ وقت مدد کا ہے میں سوا تیرے کس سے اعانت چاہوں ہنوز دست دعا کو نہ کھینچا تھا کہ امیر مع پہلوانان سامی نژاد آ پہونچے رستم کو مجروح دیکھ کر کفار پر جا گرے مع ہمراہیان اُس فرقۂ اشرار پر جا گرے اور نعرہ کرکے

کہا کہ جو کوئی جانتا ہو تو جانے اور جو نہ جانتا ہو تو اب جانے کہ میں حمزہ بن عبد المطلب ہوں اور کافرو تمہارے قتل کیلیے برسر غضب
ہوں لشکر کفار نے جو امیر کا نعرہ سنا ایک تلاطم ہو گیا سب کا ہوش گم ہو گیا ایسے بدحواس ہوے کہ تلوار سیدھی اُلٹی میں امتیاز نہ تھا امیر
نے ہزار ہا کافروں کو قتل کیا ہزاروں نے اُنکے ہاتھ سے شربت مرگ پیا آخر مرزوق شاہ بھاگ کر قلعہ بند ہوا امیر رستم کے پاس آئے
اور زخموں نیں پھاہے بندھوا کے لگا کر قلعہ کیطرف متوجہ ہوے مرزوق نے دیکھا کہ حمزہ بے قلعہ لیے نہ رہیگا نہیں اسوقت قتل عام
کریگا زن و بچہ و لواحق میرے سب بار ریجاوینگے اُسکے ہاتھ سے ہرگز نجات نپاوینگے اپنے بیٹوں پوتوں سمیت کرمیں دانتوں میں
دبا کر قلعہ کے باہر آیا اور اپنے سب بال و عیال کو امیر کے سامنے لایا اور امیر کے قدموں پر گر کے امان خواہ ہوا امیر نے فرمایا کہ اگر
تو فرزندان و متعلقین سمیت مسلمان ہو اور میرے بیٹے رستم پیلتن کو اپنی بیٹی دے تو البتہ میں تیرے اور تیرے لواحقوں کے
قتل سے درگزروں اور تیرا سب قصور معاف کروں مرزوق اُسیوقت مع فرزندان ہمراہی مسلمان ہوا اور رستم کو بیٹی دینے
کا اقرار کیا امیر کو یاروں سمیت قلعہ کے اندر لیجا کر مجلس عروسی مرتب کی امیر نے لندھور کو بھیجکر رستم کو طلب کر کے اسکی بیٹی کے
ساتھ منعقد کیا امیر زادہ تو محل میں داد عیش کی دینے لگا اور امیر مع یاران دیوان عام میں مصروف بجشن ہوے چند روز
کے بعد مرزوق کو ساتھ لیکر خرسنہ میں آئے اُن سب کو اپنے ساتھ لائے اور فتحنوش سے صلح ملوا دیا دونوں کو متفق کرایا اور
ایک شبانہ روز فتحنوش کی دعوت کھائی وہاں کی خوب کیفیت اُٹھائی دوسرے دن مع رستم پیلتن و یاران ہمراہی مرزوق
شاہ کوہ البرز کیطرف روانہ ہوے عین صف جنگ میں پہونچے امیر کے لشکر کے سردار امیر کو دیکھ کر بہت قوی دل و خوش و خرم
ہوے اور ہر ایک قدمبوس ہوا امیر نے اُنکو گلے سے لگا کر تمام سرگذشت بیان کی وہاں کے حال سے ہر ایک کو اطلاع دی مالک
اشتر نے امیر کو دیکھ کر نعرہ مار کر کہا کہ حمزہ تو میری دہشت سے کہاں بھاگ گیا تھا بارے اجل تیری تجھ کو گھیر لائی تیری تقدیر نے
اب میرے ہاتھ سے چاشنی مرگ چکھائی امیر نے فرمایا کہ اے پہلوان جنگجو بیہودہ لاف زنی نہیں کرتے ہیں لا کیا حربہ رکھتا ہے
اُسنے گرز گھما کر اس زور سے امیر پر مارا کہ گرز سے شرارے اُڑنے لگے امیر نے سپر پر روک کے اسکو رد کیا اور کہا کہ اے پہلوان
دو حملے اور تجھ کو معاف ہیں پھر باری میری ہے اُسنے دوبار گرز سے حملہ کیا لیکن امیر کو کچھ بھی خبر نہ ہوئی جب باری امیر کی آئی اور اسکے
حملوں سے فرصت پائی امیر نے اسکو ہوشیار کر کے گیارہ سو منی گرز سام کا اس قوت سے اُسکو مارا کہ جسکے صدمے سے اُسکے گھوڑے کی کمر
ٹوٹ گئی عنان اختیار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ سپر روک کے مرکب سے الگ جا کر کھڑا ہوا امیر بھی اپنے مرکب سے کود کے
مالک اشتر بولا آفریں صد آفریں حمزہ تیرے دست و بازو کو سچ ہے کہ مثل تیرا جہاں میں کہاں ہے تو منتخب پہلوانان جہان ہے امیر نے
دوسرا گرز اُسکے حوالہ کیا اُسنے بہزار مشقت اُسکو بھی رد کیا پھر دونوں پہلوانوں میں گرز بازی ہونے لگی دوپہر کے بعد گرز پھینک دیا اور
تلوار بایکدیگر چلنے لگی آخر مالک اشتر کی تلوار ٹوٹ گئی قبضہ تلوار کا مع ڈانڈوں کے اُسکے ہاتھ میں رہ گیا اُسنے امیر پر پھینک مارا
عمرو بن امیہ نے دوڑ کر اُٹھا لیا مالک اشتر نے ایک تیر عمرو بن امیہ کو مارا عمرو نے اپنی کاغذی سپر پر اُسکو روکا اور ایک
جست ایسی کی کہ بہتر گز زمین سے اونچا گیا اور اُترتے وقت ایسی گردنی مالک اشتر کی گردن پر ماری کہ مالک کی آنکھوں میں اندھیرا آگیا

ایک خوف وہراس اُسکے دل پر چھائی مالک نے سنبھلکر ایک تیر او چلایا عمرو نے شنو بی کا نمذ کی سپر پر روکا مالک نے امیر سے کہا کہ حمزہ ونے عجب شخص بلا کو ایچی۔ قاقت میں رکھنے کہ عقل اسکی پڑلک سے حیران ہے یہ آفت کا جوان ہے یہ کہکر ایک وار تلوار آبدار کا امیر پر کیا امیر نے سپر پر روکا سپر امیر کی چار انگل کٹ گئی لیکن مالک کی تلوار بیچ ٹوٹ گئی عمرو نے پکارا کہ مالک قبضہ تلوار کا تیرے ہاتھ میں بدنما معلوم ہوتا ہے اور اب یہ میرا حق ہے اسکو ہاتھ سے پھینکدے مالک نے ہنسکر قبضہ کو اسکی طرف پھینکدیا عمرو نے اسکو زمین سے اٹھا کر پونچھ کے زنبیل کے حوالے کیا پھر مالک نے نیزہ ہاتھ میں لیکر امیر پر چلایا اُسکا صدمہ پہنچا امیر پر نہ آیا امیر نے اسکو پکڑ کے ایک جھٹکا ایسا دیا کہ نیزہ مالک کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اسکو نہتا کیا امیر نے اُسکے بھلں کو نکالکر ڈانڈ اسکی اس زور سے مالک کو ماری کہ نیزہ کی پور پور جدا ہو گئی لیکن مالک نے مردانہ وار اپنے کو سنبھالکر کمند امیر پر پھینکی امیر نے کمند کو پکڑ لیا طرفین نے اسقدر زور کیا کہ کمند ٹوٹ گئی امیر نے مالک سے کہا کہ اے پہلوان جتنے ہنر سپاہگری کے تھے وہ سب ہو چکے اب آ میرے تیرے زور ہو کہ میں تیری کمر پکڑوں اور تو میری کمر میں ہاتھ دے جو جسکو اٹھا لیوے وہ اُسکی فرمانبرداری کرے مغلوب جب تک زندہ رہے تابعداری کرے مالک نے بکشادہ پیشانی اس شرط کو قبول کر کے امیر کی کمر میں ہاتھ ڈالا امیر نے بھی دوال کمر تھاما دونوں پہلوانوں میں زور ہونے لگا ان دونوں کی زور آزمائی کا تمام لشکر میں شور ہونے لگا جب امیر کو جنبش نہ ہوئی امیر نے فرمایا کہ ہوشیار ہو جاؤ میں نعرہ کرتا ہوں مالک بولا کہ آپکی فریاد وفغاں سے لڑکے ڈرتے ہونگے مردان جنگ نا دیدہ تجھ سے خوف کرتے ہونگے اور میں نے تو بہت سے نعرے سنے ہیں امیر نے نعرہ اللہ اکبر کر کے پہلے ہی ہلہ میں مالک کو سر پر اٹھا لیا اور کئی ہاتھ سے اونچا کیا او چرخ دیکر اس زور سے زمین پر دے ٹپکا کہ مالک بیہوش ہو گیا اُسکے صدمے سے مدہوش ہو گیا امیر نے جھٹ پٹ دست بازو اُسکے کمند سے باندھ دیے

مالک اشتر اور امیر حمزہ کی لڑائی اور عمرو کی گردنی دینا مالک کو پھر زیر اور مسلمان ہونا اُسکا

مالک بولا کہ یا امیر مجھے باندھنے سے کیا فائدہ ہے اب میں تا زیست آپکا غلام ہونگا جب تک زندہ ہوں آپکی اطاعت جان و دل سے کرونگا امیر نے اُسیدم کلمہ تلقین کر کے اپنے گلے سے لگایا اُسکے حال پر بہت التفات فرمایا اور عمرو نے اُسی جا پر

حلقہ غلامی کا اسکے کان میں ڈالدیا اور غلاموں کے زمرہ میں داخل کیا امیر شادیانے بجواتے ہوئے اسکو اپنے خیمے میں لے آئے اور کرسی طلائی پر بٹھا کے بخیہ کو طلب کیا وہ بھی بلا عذر مسلمان ہوا اور حلقہ غلامی کا اپنے کان میں ڈالا امیر نے اُسکو بھی بادیکے کرسی طلائی پر بٹھلایا اور تھوڑی دیر کے بعد باہم بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا اور تمام رات شراب چلا کی اور رقص ہوا کیا صبح ہوتے ہی خبر ہوئی کہ زوبین فولاد تن با فوج کثیر نوشیرواں کی مدد کو آیا ہے اور لشکر کثیر اپنے ساتھ لایا ہے امیر سنکر چپ ہو رہے اور عیش و عشرت میں مصروف ہوئے ایک دن سر دربار امیر سے عرض بیگی نے عرض کی کہ ایک شخص دروازے پر کھڑا کہتا ہے کہ میں حمزہ کا باپ ہوں ذرا میری خبر امیر کو کردو جلد انکو اطلاع کردو امیر سنکر بہت بھبھا نک ہوئے کہ سوائے خواجہ عبد المطلب کے کون میرا باپ ہے مجھ کو اُسکی بات سے کمال حیرت ہے بلکہ مقام غیرت ہے مقبل نے یاد دلایا کہ یا امیر وہ جو سوداگروں کا قافلہ خرسنہ کی راہ میں ملا تھا اور آپنے خواجہ عبد المطلب کا دوست سنکر قافلہ سالار کو باپ کہا تھا شاید وہی ہوگا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی صورت سے یہاں آیا ہے اپنے تئیں تم تک پہونچایا ہے امیر نے فرمایا کہ جاؤ دیکھو اگر وہ ہو تو اُسکو لے آؤ ہرگز توقف نہ لگاؤ مقبل زجو بارگاہ سے نکلا دیکھا کہ وہی قافلہ سالار ہے اُسکو لے آیا بارگاہ میں پہونچایا امیر نے بکمال عزت و توقیر اُسکو اپنے پاس بٹھلایا اور بہت التفات فرمایا اور احوال پرسی کر کے نوازا اور پوچھا کہ آپ کا رنگ کیوں زرد ہے کیا بیمار تھے یا کسی بلا میں گرفتار تھے اُسنے کہا کہ مبتلائے بلائے تپ عشق ہوں اُسکے بدولت یہ میرا حال ہے کیا کہوں جو مجھ کو ملال ہے امیر نے فرمایا آخر مفصل بیان کرو میں تو سنوں اُسکا حتی الامکان تدارک کروں اُسنے امیر کو ایک تصویر نکالکر دکھلائی اور کہا کہ یہ جسکی تصویر ہے وہ شہر بردع کے فرمانروا کی ہمشیر ہے اور نام اُس بادشاہ کا ہردم ہے اُسکے باپ کی وصیت ہے کہ جو کوئی ہردم کو پچھاڑے وہ اُس شخص کی بیٹی کے ساتھ شادی کرے قضارا کار میرا شہر بردع میں گذر ہوا ایک دن اُسکے جھروکے کے نیچے سے جو ہو کر نکلا میرے اور اُسکے چار آنکھیں ہوئیں دیکھتے ہی جنون نے آکر مجھ کو سلام کیا اُسکے عشق نے مجھ پر خواب و خور حرام کیا گریبان صبر و طاقت کو تا بدامن ہوش چاک کر کے مجھے اس حال کو پہونچایا یہ میرا حال بنایا میں نے اپنے میں یہ قوت نہ دیکھی کہ ہردم مجھ سے زیر ہوئے آپ کے پاس حاضر ہوا کہ آپکی مدد سے وہ نازنین مجھ کو ملے تصویر اُسکی کھنچوا کر میں نے اپنے پاس رکھی ہے جب بیتاب زیادہ ہوتا ہوں تصویر کو دیکھتا ہوں کسی قدر تسکین ہوتی ہے فی الجملہ تسلی پذیر میری خاطر اندوہگین ہوتی ہے جتنے سردار امیر کی محفل میں حاضر تھے تصویر کو دیکھ کر بولے کہ حق بجانب اس سوداگر بیچارے کے ہے ایسے معشوق کو دیکھ کر کیونکر دل از دست دادہ نہ ہو کسواسطے جان دینے پر آمادہ نہ ہو امیر نے اُس سوداگر کو کھانا کھلوا کر رخصت کیا اور انجام اس مہم کا قول دیا راوی لکھتا ہے کہ سعد بن عمرو اس تصویر کو دیکھتے ہی ایک جان چھوڑ ہزار جان سے عاشق ہو گیا جب دو پہر رات گذری دربار سے اُٹھکر گھوڑے پر سوار ہوا اور بردع کی راہ لی اُس ملک کے جانیکی تیاری کی اور تنگ و گورنگ طلایہ پھر رہے تھے سعد کو دیکھ کر پوچھا کہ اے بادشاہ اسوقت کدھر کا عزم ہے سعد نے کہا کہ اگر میرے ساتھ چلنا منظور ہو چپکے چلے آؤ کچھ وسوسہ اپنے دلمیں نہ لاؤ باقی کچھ پوچھو نہیں جہاں کہیں جاتا ہوں آپ کو خود معلوم ہو جائیگا جو ارادہ میرے دلمیں ہے

تمھارے سامنے آئیگا دونوں سعد کے ہمراہ روانہ ہوئے چند روز میں بمدرع کی سرحد میں پہونچے ایک باغ عالیشان نظر آیا
اسکا چمن اور فضا نہایت ان کے دلکو بھائی اُسکے اندر جاکر سیر کرنے لگے ایک طرف کو لب تالاب بکریونکا گلہ نظر آیا گویا سامان شکم سیری
کا پایا سعد نے کہا ازبسکہ اسدم اشتہا غالب ہے چار پانچ بکریاں اُس گلے سے پکڑکے کباب کرو اب اسمیں کمی ہے نہ ڈرو اورنگ و
گورنگ اپنے بادشاہ کا حکم بجالائے جھٹ پٹ اُن بکریونکے کباب لگائے رکھوالے نے جو دیکھا کہ تین آدمی بکریوں کے کباب
لگا رہے ہیں بے تکلف کھا رہے ہیں آگ ہوگیا نزدیک جاکر کہنے لگا کہ اے مسافرو کیا تمھاری موت یہاں لے آئی ہے یہ کیا بات
تمھارے دلمیں سمائی ہے نہیں جانتے ہو کہ یہ بکریاں ہردم ملک الموت کی ہیں سعد نے کہا کہ کیوں بیہودہ بکتا ہے جا اپنے ہردم
کو خبر کردے کہ حمزہ کا پوتا آیا ہے اور تجھ کو بلاتا ہے دیکھ تو وہ اسکا جواب کیا تجھ کو سناتا ہے رکھوالے نے ہردم سے جاکر کہا ہردم
نے ہفت زرہ داؤدی پہنی اور گرز کو ہاتھ میں لیکر دیوانہ وار جھومتا ہوا باغ میں آیا اسکے پاس جلد اپنے تئیں پہونچایا سعد
و اورنگ و گورنگ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ اے جوانوں تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو سچ بتاؤ یہاں کیوں تشریف لائے ہو
سعد بولا کہ میں حمزہ کا پوتا ہوں اور نام میرا سعد بن عمرو ہے تجھ کو گرفتار کرنے آیا ہوں اس جرأت کو دیکھ کہ فقط دو آدمی اپنے
ساتھ لایا ہوں ہردم یہ سنکر بہت ہنسا اور بولا کہ اے عرب زادے اتنی فضولی کیوں بکتا ہے میری کثرت لشکر سے نہیں ڈرتا ہے
حمزہ نے کیا میرا آوازہ نہیں سنا کہ تجھ سے لڑکے کو میرے پاس بھیجا ہے سعد نے کہا کہ پہلے تو مجھکو جواب دیلے پیچھے حمزہ کا نام
لینا ہردم اسکا سامنا کرنیکو موجود ہوا اورنگ و گورنگ بولے کہ بادشاہ ہم سرفروش جو ہمراہ ہیں کس دن کے لیے ہیں پہلے یہ
ہم سے لڑلیوے بعد ازاں آپسے مقابلہ کرے ہرچند سعد نے منع کیا مگر ان اجل گرفتہ نے نہ مانا پہلے ہردم کا مقابلہ
اورنگ نے کیا ہردم نے اورنگ کو ایک ہی ضرب میں ٹھنڈا کیا گورنگ مقابل ہوا اُسکا بھی وہی حال ہوا جب یہ
دونوں مارے گئے تو سعد کو بہت ملال ہوا سعد خشمگین ہوکر ہردم کے سامنے آیا اُسنے گرز گھماکر سعد پر مارا سعد نے اسکو رد کیا
اور پیچھے ہٹکر اسقدر تیر مارے کہ ساتوں زرہ ہردم کی سوراخدار ہوگئیں ہردم نے کمر پکڑکر سعد کو اُٹھا لیا اور زمین پر پھینک
کر کہا کہ جا حمزہ کو بھیج تیرے اوپر مجھ کو رحم آتا ہے میرے ہاتھ سے تو قتل ہوگا یہ کام مجھ کو نہیں بھاتا ہے یہ کہکر اپنی بہن سے
جاکر کہا کہ حمزہ کا پوتا دو رفیقوں سے آیا تھا سو رفیق تو اُسکے میرے ہاتھ سے مارے گئے ہیں مگر میں نے اسکو پچھاڑ کر چھوڑ دیا
اسکو قتل نہ کیا اور کہا جا حمزہ کو بھیجدے کہ وہ آکر میرا مقابلہ کرے وہ بولی کہ بہت خوب کیا سعد جو اس باغ سے نکلا دو کوس
گیا ہوگا کہ دلمیں خیال آیا کہ تو امیر کو جاکر کیا منھ دکھائیگا کیونکر اُنکے سامنے جائیگا اس سے بہتر ہے کہ کسی اور ملک میں چل
اور نام و نشان سے اپنے کسیکو واقف نہ کر یہ سوچکر جنگل کی راہ لی کئی فرسنگ گیا ہوگا کہ ایک باغ نظر آیا باغ کے اندر گیا تو
نمونہ بہشت پایا گھوڑے کو نہر سے پانی پلاکر چرنے کیلیے چھوڑ دیا اور آپ لب حوض زین پوش بچھاکے بیٹھا فکر و تردد میں اپنے
عصا پہ تکیہ لگاکے بیٹھا اُسیوقت صاحب باغ کہ ہردم کی بھانجی تھی چند خواصوں کو ساتھ لیے ہوئے اس طرف آئی بطریق
سیر وہاں تشریف لائی دیکھا کہ ایک جوان رعنا لب حوض بیٹھا ہوا ہے سعد بن عمرو کے پاس آکر مستفسر ہوئی کہ اے جوان

تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے کس ضرورت نے تجھ کو یہاں تک پہونچایا ہے سعد نے اسکو دیکھ کر جھٹ پٹ سلاح اپنے بدن سے لگائے
اور اُسکے مقابل ہوا اس ماہ پارہ نے چھوٹتے ہی سعد پر نیزہ چلایا سعد نے نیزہ چھین کر ایسی ڈانڈ ماری کہ وہ نازنین چٹ پٹ
ہو گئی سعد اُسکے سینہ پر چڑھ بیٹھا اور قصد باندھنے کا کیا کہ ہاتھ اُسکے سینے پر جا پڑا فوراً اسکے سینے پر سے اتر کے نقاب
اُلٹ کر دیکھا کہ ماہ چہار دہم اس ماہ چہاردہ سالہ کے پرتو حسن سے کسب ضیا کرتا ہے اس کے سامنے آنے سے حیا کرتا ہے
اُسکو دیکھ کر ہردم کی بہن کو بھول گیا اسکی صورت دلفریب دیکھکر مارے خوشی کے پھول گیا پوچھا کہ اے جہاں افروز تو کون ہے
وہ بولی کہ ہردم کی بھانجی ہوں سعد نے کہا کہ ہردم کی بہن کی تو ہنوز شادی نہیں ہوئی تو کیونکر پیدا ہوئی اس غیرت ماہ نے
کہا کہ وہ میری خالہ ہے سعد نے کہا کہ اگر مجھ غریب مسافر پر کرم کیا ہے تو ایک ساعت اپنے نور جمال سے میری آنکھوں کو
روشن کر میرے ویرانہ دلکو اپنا جمال دکھا کر گلشن کر وہ بولی تمام عمر لونڈی گری میں حاضر ہوں مگر تو سچ سچ اپنا نام ونشان
بتا اپنا حسب و نسب ٹھیک ٹھیک جتا سعد بولا کہ میں حمزہ کا پوتا ہوں سعد بن عمرو میرا نام ہے میرے آبا و اجداد کا مکہ
معظمہ مقام ہے یہ کہکر کیفیت اپنے آنیکی مفصل بیان کی اپنے قصد و ارادے سے اسکو اطلاع دی وہ مہ پارہ سعد کو اپنے
مکان پر لیگئی اور خوشی خوشی سعد کے نکاح میں در آئی امیر کا حال سنیے سعد کے گم ہونیکی خبر سنکر نہایت متردد ہوئے
چارطرف آدمی تلاش کو دوڑائے لیکن سعد کا کہیں پتہ نہ ملا کسی نے اسکا نشان کچھ نہ دیا الندھور نے عرض کی کہ جسوقت
اس سوداگر نے تصویر دکھائی تھی میں نے دیکھا تھا کہ سعد کے حواس درست نہ تھے کیا عجب ہے اگر سعد نے بروع کی راہ لی
ہو اسکے شہر میں پہونچنے کی نیت کی ہو اتنے میں خبر پہونچی کہ اورنگ و گورنگ بھی لشکر سے غائب ہیں امیر نے فرمایا کہ بلا شبہہ
سعد بروع کیطرف گیا اورنگ و گورنگ بھی اُسکے ساتھ گئے عمرو بولا کہ میں نے سنا ہے کہ ہردم بڑا زبردست پہلوان ہے
اسکے لشکر کا منتخب زمانہ ہر ایک جوان ہے ایسا نہ ہو کہ سعد کے دشمنوں کو کچھ چشم زخم پہونچے امیر نے رستم پیلتن کو اپنا قائم مقام
کیا اور اپنے سب کاروبار کا اسکو اختیار دیا اور عمرو کو ہمراہ لیکر بروع کیطرف روانہ ہوئے چند روز کے بعد بروع کی سرحد
میں پہونچکر اسی باغ میں وارد ہوئے جہاں سعد پہونچا تھا دیکھا کہ اورنگ و گورنگ کی لاشیں پڑی ہیں عمرو سے کہا کہ
سعد بھی مارا گیا عمرو بولا کہ اگر سعد مارا جاتا تو اُسکی بھی لاش یہیں ہوتی مگر ہردم نے اُسکو زندہ پکڑ کے قید کیا ہو تو عجب نہیں ہے
امیر نے اورنگ و گورنگ کو اسی باغ میں دفن کیا اور بہت سا اُنکے لیے روئے اُسمیں وہی گلہ بکریوں کا نظر آیا عمرو نے
چار بکریاں پکڑ کے ذبح کیں اور کباب لگانے لگا اور نہایت اطمینان سے وہ کباب کھانے لگا رکھوالا چار بکریاں گلے میں کم دیکھ کر
باغ میں تلاش کرنے لگا دیکھا کہ دو شخص بیٹھے ہوئے بکریوں کے کباب لگا رہے ہیں بہت مزے سے کھا رہے ہیں دوڑ کر
امیر کے پاس آیا اور گھڑک کر امیر سے کہنے لگا کہ اے مرنیوالو کیا اجل تمھاری دامنگیر ہو رہی ہے کہ بکریوں کو ذبح کر کے کباب لگاتے ہو
پرایا مال اپنا سمجھ کر قبضہ میں لاتے ہو ابھی کئی دن ہوئے کہ حمزہ کا پوتا دو رفیقوں سے یہاں وارد ہوا تھا اور اُسنے بھی تین بکریوں کے
کباب لگائے تھے ہردم نے آکر انکو جان سے ہلاک کیا کسی سے کچھ خوف و باک نہ کیا امیر نے پوچھا کہ حمزہ کا پوتا بھی مارا گیا یا زندہ

گرفتار ہوا اُسنے کہا کہ ہردم نے اسکے رفیقوں کو مارا حمزہ کے پاس و لحاظ سے اسکو جیتا چھوڑ دیا اُسکے قتل کا ارادہ نہ کیا پھر معلوم نہیں کہ وہ کدھر کو گیا امیر نے سجدہ شکر کیا کہ بارے سعد زندہ ہے مارا نہیں گیا گھوڑے سے فرمایا کہ جا کر ہردم کو خبر کر دے کہ حمزہ آیا ہے اور تجھے بلاتا ہے کچھ سخن ضروری تجھ کو سنانا ہے گھوڑے نے ہردم کو القصہ جا کر حمزہ کے آنیکی خبر دی ہردم آ گرز اُٹھا کر باغ میں آیا امیر ہردم کو دیکھ کر سلاح لگا کے گھوڑے پر سوار ہوے ہردم امیر کو دیکھ کر ہنسا اور کہنے لگا کہ حمزہ جب سے میں نے تیرا نام سنا تھا میں تیرا مشتاق تھا کہ تجھ سے ملاقات ہوئے تو میں تجھ سے لڑوں تیری شجاعت و بہادری دیکھوں ہاں حربہ کر امیر نے کہا کہ پیشدستی کرنیکا اپنا معمول نہیں ہے پہلے تو حربہ کر پھر میں کرونگا تیرے حربہ کا جواب دونگا ہردم نے گرز کو چرخ دیکر امیر کے سر پر مارا امیر نے اپنے گرز پر روکا تو زنجیر اُسکے گرز کی امیر کے گرز میں لپٹ گئی دونوں آدمی اپنی اپنی طرف کھینچنے لگے زنجیر ہردم کے گرز کی چٹ چٹ ٹوٹ گئی اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی ہردم نے قبضہ اسکا امیر کے اوپر پھینک مارا امیر نے اسکو خالی دیا ہردم جب نہتا ہو گیا باغ سے درخت اُکھیڑ کر امیر پر پھینکا امیر جب بچ گئے اسکی دست لگ گئے درخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا

امیر پر ہردم کا ایک درخت اکھاڑ کر پھینکنا اور امیر کا اس سے بچنا

ہردم نے کہا کہ حمزہ آفریں صد آفریں تیرے دست و بازو کو جیسا میں نے سنا تھا ویسا ہی پایا تجھ سا جوان دلیر آج تک نظر نہیں آیا ذرا اپنے چہرہ سے نقاب اُٹھا دے اپنا جمال باکمال برائے خدا مجھ کو دکھا دے کہ میں تیری زیارت کروں اپنی آنکھوں کو جلا دے وافر دوں امیر نے اپنے چہرہ انور سے نقاب کو اُٹھا دیا اپنا چہرہ پر نور اسکو دکھا دیا ہردم نے دیکھا کہ چہرہ امیر کا آفتاب کو شرماتا ہے مگر سن رسیدہ ہے ایک مرد دانشمند اور جہاندیدہ ہے ہردم نے کہا کہ آج تو رات ہوئی اب کل تجھ سے لڑونگا صبح پھر تیرا مقابلہ کرونگا یہ کہکر اپنے مکان پر گیا اور چند بکریاں مجرب و صراحیاں گوناگوں شراب کی امیر کے واسطے بھیجیں عمرو نے اُنکے کباب لگائے امیر نے عمرو کو ہمراہ لیکر کباب و شراب کھا پی کے چین سے آرام کیا اور ہردم نے بہت ہی تعریف امیر کی اپنی بہن سے کی

اور کہا کہ ہرچند حُسن ہے مگر ایسا ذی قدرت و صاحب جمال نہ دیکھنے میں آیا کبھی سننے میں نہیں آیا اللہ نے اسکو سب باتوں میں بے مثل بنایا
ہے وہ سنکر بہت خوش ہوئی دوسرے دن پھر ہردم گرز لیکر امیر کے پاس آیا اور مستعد بجنگ ہوا آخر لڑتے لڑتے شام ہوگئی
قریب شام گرز ہردم کا ٹوٹ گیا ہردم نے امیر سے کہا کہ میرے پاس دو گرز تھے سو وہ دونوں ٹوٹ گئے اب جب تک
گرز تیار نہ ہو مجھکو مہلت ملے لڑائی سے دو ایک روز فرصت ملے امیر نے کہا بہت بہتر ہے مگر سچ بتا کہ تو امیر کیا ہوا ہردم بولا
کہ حمزہ تیرا نام لشکر میں نے تیرے پاس سنا تھا ہردم نے چھپا دیا اس کے ساتھ سلوک بد نہ کیا مگر یہ نہیں معلوم کہ وہ کدھر گیا یہ کہہ کر
ہردم اپنے گھر گیا اور چند دانے شربت کے امیر کے واسطے بھیجدیے اس دن بھی امیر کی جوانمردی کا حال اپنی بہن سے
بیان کیا اور کہا کہ اس سے بہتر تیرے واسطے دنیا میں جفت نہ ہوگا اور لوہار کو بلا کر حکم دیا اور اسکو اس بات پر آمادہ کیا کہ
راتوں رات تو سو من بوجھ کا گرز تیار کردے اسکی مزدوری جو مانگے سو دے لوہار نے صبح ہوتے ہوتے گرز تیار کردیا ہردم
کا حکم تعمیل کیا ہردم ضروریات شرع سے فراغت کرکے باغ میں آیا اور امیر سے کہنے لگا کہ دو گرز تو میرے ٹوٹ چکے ہیں اگر یہ گرز
بھی ٹوٹ جائیگا تو مجھکو بڑی دقت ہوگی کیونکہ تم اپنے گرز پر میرے گرز کو روکتے ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ تم اپنے گرز کو الگ
رکھدو اگر بہادری کا دعوی ہے تو میرا کہنا کرو امیر نے قبول کیا اور گرز اُسکا سر پر روکا امیر کے سر میں چار انگل گرز در آیا
اس ضرب سے انکھوں نے بڑا صدمہ پایا امیر نے جھنجھلا کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ساتوں زرہیں ہردم کی کٹ گئیں وہ مجروح ہوا
ہردم نے دم سرد کھینچکر امیر سے کہا یہ سن ہو امیر الڑتے لڑتے مگر آج میں زخمی ہوا دونوں پہلوان اپنے اپنے زخم اچھا کرنے
مصروف ہوئے مقابلے موقوف رہے چند روز میں ہردم و امیر اچھے ہوئے اور باہمدیگر لڑنے لگے ہردم نے چاہا کہ پھر اُسی
زخم پر گرز مارے امیر نے دوڑ کر دونوں بازو اُسکے پکڑ لیے اور نعرہ کرکے سر پر اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر دے مارا اور چھاتی
پر چڑھ کے دعوت اسلام کی کی اسلام لانے پر اس سے قسم لی وہ صدق دل سے مسلمان ہوا ہر طرح سے تابع فرمان ہوا
اور امیر و عمرو کو اپنے مکان میں لیجا کر بڑے تکلف سے دعوت کی اور کہا کہ میرے باپ کی وصیت تھی جو کوئی تیری پیٹھ زمین
کو لگا دے تیرے اوپر غالب آئے اُسکے ساتھ اپنی بہن کی شادی کر دینا یہ لڑکی بیخوف و خطر دینا سو آپ نے مجھکو پچھاڑا اب
میری بہن کے ساتھ شادی کیجیے اسکو اپنے عقد میں لیجیے امیر کی اجازت سے عمرو نے خطبہ پڑھا امیر محل میں جا کر مصروف عیش
ہوئے یہ خبر سعد کو پہونچی کہ امیر یہاں تک پہونچے اور ہردم کی بہن کے ساتھ عقد کیا اسکو اپنے نکاح میں لیا سعد مسلح ہوکر
اپنے گھوڑے پر سوار ہو ہردم کے پاس جانیکو تیار ہوا اور شہر بردع کی راہ لی ہرگاہ ہردم کے دروازے پر پہونچا ایک نعرہ
اس زور سے کیا کہ امیر کے کانوں میں آواز پہونچی اور امیر نے ہردم سے کہا دیکھو یہ نعرہ کس پہلوان نے کیا ایسا قصد دلیرانہ کس
جوان نے کیا ہردم اپنا گرز اُٹھا کر باہر آیا ایک جری کو اپنے دروازے پر کھڑا پایا سعد نے مرکب سے کود کر دونوں بازو ہردم کے
پکڑ لیے اور کہہ دیکر زمین سے اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر دے مارا اور سینے پر چڑھ بیٹھا ہردم بولا کہ اے بہادر اپنا نام بتا کہ تو کون
ہے سعد نے کہا کہ میں سعد بن عمرو بن حمزہ ہوں ہردم نے کہا کہ میرے سینے سے اتر تا تجھکو تیرے دادا سے ملا دوں

تیرے سہارے ہم یہ احسان کروں سعد کے سینے سے اتر کر ہم زانو ہوا جب امیر سے چار آنکھیں ہوئیں دوڑ کر قدموں پر گرا امیر نے سعد کو
چھاتی سے لگا لیا اسکے دیکھنے سے انکے قلب کو چین آیا اور سرور حاصل ہوا بعد اسکے ہردم نے امیر سے عرض کی کہ یا امیر میں گمان
سمجھ ہوں پہلے آپکے پوتے سعد کو سات آدمیوں نے اٹھایا تھا اور آج سعد نے اس صورت سے مجھ کو اٹھا لیا جیسے کوئی پہلوان
کسی بچہ شیرخوار کو اٹھا لے اس دن کیا تھا اور آج کیا ہے اسکا باعث مجھ سے کہیئے کہ کیا ماجرا ہے امیر نے فرمایا کہ آگے وہ بیمار
عشق خانہ خراب تھا حواس خمسہ منتشر تھے طاقت سلب تھی دل میں خلجان اور اضطراب تھا اور آج بفضلہ تعالے تندرستی
اور قوت اصلی موجود ہے یہ کہکر ہردم کو سعد سے بغلگیر کرا دیا اور دونوں کو آپس میں ملوا دیا اور کھانا منگوا کے سبھوں نے ایک
دسترخوان پر تناول کیا ساقیان مہوش خورشید منظر صراحیاں بادہ گلفام کی لیکر حاضر ہوئے اور مطربان خوش آہنگ
رقاصان پری پیکر مجرا کرنے لگے صبح کو امیر نے ہردم سے کہا کہ اب میں اپنے لشکر میں جاونگا اپنا ارادہ بتا کہ کیا ہے تو کس بات
پر مائل ہے اس نے عرض کی یا امیر ہردم آپکے ساتھ موجود ہے جب تک دم میں دم ہے ایکدم تو جدا ہونیکا نہیں امیر ہردم کی
بہن سے رخصت ہوئے اور ہردم و سعد کو ہمراہ لیکر اپنے لشکر کیطرف چلے اسوقت پہونچے کہ ژوبین اور مرزوق شاہ فرنگ سے
صف جنگ میں لڑائی ہو رہی تھی دوبدو تیغ آزمائی ہو رہی تھی امیر کو دیکھ کر جتنے سردار تھے سب خوش ہو گئے اور آکر قدمبوس ہوئے
ژوبین فولادتن نے مرزوق کو اٹھا کر زمین پر دے مارا کہا کہ اے فرنگی تجھ کو کیا ماروں جا اور کسی کو بھیج مرزوق تو لشکر میں
آیا اپنا حال خراب سب کو سنایا مالک اشتر نے جاکر ژوبین کا مقابلہ کیا ژوبین فولادتن نے مالک اشتر پر ایسا گرز مارا کہ بدن سے
عرق ٹپکنے لگا مالک اشتر نے بھی اپنے کو سنبھالکر ایسا جواب دیا کہ ژوبین بھی حیران ہو گیا دوپہر تک دونوں پہلوان گرز بگرز
لڑے پھر تلوار پکڑی ژوبین فولادتن نے قریب شام کے مالک کے ہاتھ کو زخمی کیا جرأت کر کے زخم کاری دیا اسمیں شہسوار فلک
اول نے درمیان میں آکر مصالحہ کیا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے جب شہنشاہ فلک چہارم پہلوانوں کی جنگ کا تماشا
دیکھنے کیواسطے تخت زر پر جلوہ افروز ہوا اور اسکی روشنی سے سطح روے زمین بہرہ اندوز ہوا دونوں لشکروں نے صف آرائی کی
نیت زور آزمائی کی ژوبین اور بخیہ شتربان سے مقابلہ ہوا ژوبین نے نیزہ سے مرکب بخیہ کو گرا کر کہا کہ جا اور کسی کو بھیج بخیہ لشکر
میں آیا قندز سرشبان ژوبین کے سامنے گیا قندز نے ژوبین کے وار کو رد کر کے ایک گرز مارا ژوبین نے خالی دیکر کمند
کا پھانسا پھینک کر قندز کو گھوڑے سے کھینچ لیا کمند کا بند پیچ اسکی گردن میں ڈالکر اپنی طرف اینچ لیا لندھور کو برداشت نہ ہوئی میدان
میں جاکر ژوبین سے تا شام گرز بگرز اس چابک دستی سے لڑا کہ دونوں لشکروں میں آواز احسنت و آفرین کی بلند ہوئی ہر ایک جوان
کی زبان سے صدا تحسین کی بلند ہوئی ہرگاہ دونوں لشکر اپنے اپنے خیمہ گاہ کیطرف پھرے بختک نے نوشیرواں سے کہا کہ کل ژوبین
فولادتن سے اور بدیع الزماں سے ضرور جنگ ہوگی کہ اس لڑائی کے دیکھنے سے عقل بہادروں کی دنگ ہوگی نوشیرواں نے کہا
تعجب کیا ہے میرا دل بھی اس بات پر گواہی دیتا ہے بارے رات گذر گئی جب صبح ہوئی اور میدان میں طرفین کے لشکر آئے ژوبین نے
گھوڑا میدان میں نکالا اپنے تئیں خوب سنبھالا اور مبارز طلب ہوا ادھر سے شاہزادہ بدیع الزماں اپنے مرکب کو اٹھا کر اس سے

مقابل ہوا ژوبین بولا کہ او پست قد تو کون ہے اپنا نام بتا کہ بے نام و نشان مارا نہ جاوے تیرے قتل پر ہر شخص افسوس کھائے امیرزادہ بولا کہ بدیع الزمان بن حمزہ میرا نام ہے لا کیا حربہ رکھتا ہے ژوبین نے ایک گرز امیرزادہ کے ایسا مارا کہ تین سو ساٹھ رگ میں خون دوڑ گیا اور بن مو سے خون ٹپکنے لگا مگر امیرزادہ نے مردانہ وار اپنے کو قائم رکھ کر کہا کہ ہاں اور دو حربہ کرلے ژوبین نے کمال گرماگرمی سے دو حربے اور شاہزادے پر کیے اور چند گرز متواتر اُسکے بدن پر مارے شاہزادے نے اُسکے حربے کو رد کرکے ایسا گرز مارا کہ سپر ژوبین کی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور ژوبین کی آنکھوں میں اندھیرا آگیا سیاہی کا عالم اُسپر چھا گیا اسیطرح دو پہر کامل تک دونوں پہلوان گرز بگرز لڑتے پھر نوبت تلوار کی آئی معرکہ جنگ نے اور ہی صورت دکھائی تلواریں بھی لڑتے لڑتے آرہ ہو گئیں کمندیں چلنے لگیں بعد ازاں دونوں بہادر پیادہ ہو کر باہم دیگر زور کرنے لگے امیرزادے نے دوبار ژوبین کو تا بزانو اٹھا لیا بڑے زور سے گھٹنوں تک لایا لیکن زیادہ اس سے نہ اٹھا سکا کسی طرح وہ سر تک نہ آسکا اسمیں شام ہو گئی دونوں لشکروں میں طبل بازگشت بجا صبح کو پھر بدستور صف آرائی ہوئی ژوبین رزمگاہ میں جا کر للکارنے لگا ہر ایک کا نام لیکر پکارنے لگا کہ جسکی موت ہو میرے سامنے آئے ممکن ہے کہ میرے سامنے سے بچکر زندہ جاوے امیر نے اشقر دیوزاد کو قلب لشکر سے نکالا اور ژوبین نے چھوٹتے ہی امیر کی کمر پکڑی امیر بھی اسکی کمر پر دست انداز ہوے اور باہم دیگر زور کرنے لگے جب دونوں کے مرکب تا بزانو زمین میں دھنس گئے دونوں بہادر پیادہ ہوے کشتی کرنے پر آمادہ ہوے دیر تک داؤ پیچ چلا کیے آخر امیر نے نعرہ کرکے ژوبین کو اُٹھا کر سرگرداں کیا اور زمین پر دے مارکے چھاتی پر چڑھ بیٹھے عمرو بن امیہ نے کمند سے باندھ لیا فی الفور اسیر کیا امیر نقارہ شادمانی کا بجواتے ہوے خیمہ گاہ کیطرف پھرے اور سیدھے محلسرا میں چلے گئے یہاں پہلوانوں نے جمع ہو کر عمرو بن امیہ سے کہا کہ ژوبین نے ہم سب کو ذلیل و سبک جنگ میں کیا ہے بڑا صدمہ دیا ہے اگر یہ زندہ رہے گا تو ہمیشہ آنکھ اس سے جھپکتی رہیگی کسی تدبیر سے یہ مرواڈالا جاتا تو رنج مٹتا عمرو نے کہا کہ امیر کبھی ژوبین سے پہلوانوں کو نہ مارینگے بلکہ بہ نسبت سب کے زیادہ عزیز رکھیں گے کہ ایسے پہلوان شہ زور میسر نہیں آتے ہیں قدر شناس بہادران ایسے جوان جری کا قتل کبھی خیال میں بھی نہیں لاتے ہیں جب لوگوں نے عمرو کو لالچ دیا عمرو نے ہردم سے کہا کہ تو سیسہ گرم کرکے ژوبین کو پلا دے اگر امیر کچھ آزردہ ہونگے تو میں جوابدہی کرونگا انکو ہر صورت رضامند کرونگا ہردم نے سیسہ گرم کرا کے ژوبین کو پلا دیا ژوبین کا دل و جگر اسی وقت گھل گیا امیر جو محل سے برآمد ہوے ژوبین کو طلب کیا معلوم ہوا کہ ہردم نے اسکو سیسہ پلاکر بیدم کر دیا اسکے ساتھ ایسا سلوک نامناسب کیا امیر ہردم سے بہت ناراض ہوے ہردم نے عرض کی کہ میں نے عمرو بن امیہ کے کہنے سے عمل کیا انکے کہنے سے میں نے اسکو سیسہ پلا دیا میرا کچھ اسمیں قصور نہیں ہے ایسا کام از خود کرنا میرا مقدور نہیں ہے خون اسکا عمرو بن امیہ کی گردن پر ہوگا امیر نے عمرو سے ناخوش ہو کر کہا کہ اس نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو تو نے اسکو مروا ڈالا عمرو بولا کہ یا امیر یہ گردن زدنی اسی قابل تھا کہ مارا جائے تا مخلوق اسکے دست ظلم سے نجات پائے امیر نے ارشاد کیا کہ کیا کروں اگر عمرو کی جا پر کوئی اور ہوتا تو رب کعبہ اسکو بھی سیسہ پلا کر مار ڈالتا مگر اسپر بھی سات چابک عمرو کو مارے اور فرمایا کہ اگر بار دگر

اس طرح کی حرکت بے حکم میرے کی تو بہت بُری طرح سے پیش آؤنگا ایک بلائے عظیم تیرے سر پر لاؤنگا عمرو نے کہا کہ سات کوڑوں کے بدلے ستر کوڑے امیر کو نہ مارے تو امیہ ضمری کے نطفے سے نہیں یہ کہکر سیدھا نوشیرواں کے پاس چلاگیا اور کہا کہ اے شاہنشاہ میں نے اس عرب کیلیے کیا کیا سر کھپی اور جانفشانی کی اسکا نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ ایک کافر کیواسطے سات کوڑے مجھ کو مارے تمام پہلوانوں کی آنکھوں میں مجھ کو سبک و ذلیل کیا اگر حضور مجھ کو رکھیں تو خدمتگزاری میں حاضر رہوں دل و جان سے آپکی تابعداری میں حاضر رہوں نوشیرواں نے خوش ہوکر کہا کہ اے عمرو تو میری آنکھوں پر رہ یہ کہکر خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا سب مصاحبوں سے اسکو ممتاز کیا اور کرسی بیٹھنے کو دی بہت توقیر اور عزت کی امیر نے جو یہ خبر سنی اُسکی دہشت سے شب بیداری اختیار کی ہر طرح سے ہوشیاری اختیار کی اور عمرو ہر شب امیر کی فکر میں آتا مگر بیدار پاکر چپکا چلا جاتا آخر ایک شب کو امیر سو گئے بمقتضائے بشریت غافل ہو گئے عمرو تو اسی تاک جھانک میں رہتا تھا امیر کو غافل پاکر تفنگ سے داروے بیہوشی نتھنوں میں پھونک کر بیہوش کیا اور کمند سے باندھ کر جنگل کیطرف لیجا کر ایک درخت تنہ وار سے مضبوط باندھ کر رفع بیہوشی کی ان کوڑوں کے عوض میں یہ ذلت دی امیر نے اپنے کو درخت سے بندھا دیکھ کر انگلی دانتوں میں دبائی انکو بڑی غیرت آئی عمرو ایک ٹہنی درخت سے کاٹ لایا اور ستر لکڑیاں گن کر امیر کو ماریں امیر نے تبسم کر کے کہا کہ بھلا اے دزد مکار

بدلہ لینا عمرو کا صاحبقران سے اور معاف کرانا اپنے قصور کا صاحبقران سے بعجز و انکساری

اگر جوان تیرا نہ کروں تو میرا حمزہ نام نہیں اب بغیر قتل کیے تیرے مجھ کو چین و آرام نہیں یہ کہکر زور کر کے کمند کو توڑ ڈالا عمرو مثل خضر بے رہا امیر کے سامنے سے بھاگا امیر نے تیر و کمان کو ہاتھ میں لیا عمرو نے جانا کہ تیر امیر کا بیخطا ہوتا ہے مفت میں تو مارا جائیگا اسکے ہاتھ سے نجات نہ پائیگا دوڑ کر امیر کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یا امیر میرا قصور معاف کرو امیر نے فرمایا کہ میں نے سوگند کھائی ہے کہ تیرے بدن سے خون نکالونگا تجھ کو عذاب میں ڈالوں گا عمرو نے کہا کہ اگر یہی مرضی ہے تو میں حاضر ہوں میری گردن ماریے بے تامل سر میرا میرے تن سے اُتاریے امیر نے سوگند اُتارنے کیواسطے نشتر نکال کے عمرو کی رگ سے قدرے خون نکالا اور بعد ازاں عمرو کو لیکر لشکر میں آئے

آنا مزدک حکیم کا لشکر امیر میں اشارے سے بختک کے اور اندھا کردینا امیر کو مع سرداروں کے

راوی لکھتا ہے کہ ایک دن مزدک نامی حکیم کہ بختک سے بہت دوستی رکھتا تھا بختک کے پاس آیا اور یہ سخن اسکو سنایا کہ اگر نوشیرواں کہے تو میں امیر کو اسکے یاروں سمیت اندھا کروں ایک تدبیر سے سب کو نابینا کروں نوشیرواں نے بختک سے یہ تقریر سنکر کہا کہ اندھا کیا چاہیے دو آنکھیں انکو کور کیا چاہیے مزدک کو بلا کر خلعت دیا اور بہت سی نوازش کی اور انعام دیکر بہت خوش کیا مزدک عمرو بن امیہ کے پاس گیا اور اپنی بیکسی و مصیبت بیان کر کے بہت سی زاری و نالی کی اور کہا کہ اگر آپ کی عنایت سے امیر کی خدمت میں میرا رہنا ہوتا تو لشکریوں کی دوا کر کے اوقات بسر کرتا عمرو نے موقع پاکر امیر سے عرض کی امیر نے کہا کیا مضائقہ ہے اگر وہ حکمت کر کے اپنی اوقات بسری لشکر میں کریگا تو خالی از ثواب نہیں ہے بارے عمرو حکیم مزدک کو امیر کے پاس لے آیا اور اسکی تعریف کر کے انسے ملایا امیر نے اسکے حال پر بہت سی نوازش کی اور فرمایا کہ بہتر ہے ہمارے لشکر میں رہکر بیماریوں کا علاج کیا کرو جو بیمار ہو اسکو دوا دو مزدک لشکر میں رہنے لگا اتفاقاً امیر کی آنکھوں میں کچھ غبار سا آگیا انکی بینائی پر جالا سا چھا گیا امیر نے مزدک سے بلا کر بیان کیا مزدک نے ایک سرمہ معقول تیار کر کے امیر کی آنکھوں میں لگایا امیر کی آنکھیں تارسی روشن ہوگئیں اس تکلیف سے افاقہ پایا امیر نے دوبارہ سہ بارہ اس سرمہ کا استعمال کیا اور مزدک کو بہت کچھ انعام دیا بہر صورت سے خوش کیا یاروں نے بھی امیر سے سرمہ کی تعریف سنکر اپنی آنکھوں میں اس سرمہ کو لگایا ہر شخص اپنی حاجت اسکے پاس لایا سب نے فائدہ دیکھ کر حسب استطاعت مزدک کو پیشکش کیا جسکو جو میسر ہوا اسکو دیا بعد ازاں مزدک نے اس سرمہ میں اندھے ہونیکی دوائیاں شامل کیں اور امیر سے جاکر عرض کی کہ بالفعل جو سرمہ میں نے بنایا ہے ایک جز اعظم اسمیں ملایا ہے پہلے سرمہ سے کہیں بہتر ہے حقیقت میں اکسیر کے برابر ہے زیادہ تر صفت اسمیں یہ ہے کہ ایک دفعہ کے لگانے سے زندگی بھر آنکھوں میں سرمہ لگانیکی احتیاج نہ ہوگی پھر کبھی آنکھ سرمہ کی محتاج نہ ہوگی امیر نے یاروں سمیت اس سرمہ کو لگایا سب کے استعمال میں وہ سرمہ آیا مزدک نے دیکھا کہ میں اپنا کام کر چکا سب کا کام تمام کر چکا اب اگر یہاں رہونگا تو امیر آنکھیں میری نکلوا لینگے اس میری حرکت کی کسر نکالینگے وہاں سے چلتا ہوا کہ اب یہاں رہنا نامناسب ہے اس جگہ سے بھاگنا واجب ہے نوشیرواں سے آکر کہا کہ میں نے امیر کو یاروں سمیت نابینا کردیا سب کو یک قلم اندھا کیا نوشیرواں نے کہا کیونکر معلوم ہو کہ قول تیرا راست ہے جو تو کہتا ہے بے کم و کاست ہے اسنے عرض کی کہ طبل جنگ بجوائیے آپ ہی معلوم ہوجائیگا سارا لشکر اندھا ہے مقابلے کو کون آئیگا نوشیرواں نے اسیوقت طبل جنگ بجوایا امیر نے معہ یاروں کے طبل جنگ کی آواز سنکر پانی منہ دھونیکو منگوا کر منہ دھویا دیکھیں تو کچھ نظر نہیں آتا ایک سرے سے سب نے اپنے تئیں اندھا پایا امیر نے فرمایا کہ ہاں مزدک کو دیکھو تو کہاں ہے مزدک مردک اب کب دکھائی دیتا ہے امیر نے کہا کہ یارو بڑا ظلم ہوا آنکھوں سے نظر نہیں آتا اور حریف کے لشکر میں طبل جنگ بجا اگر میدان میں نہیں جاتے ہیں تو وہ دن دہاڑے لشکر پر آگرینگے سب اسباب لوٹ لیجائینگے اور سب کو ایک ایک کوڑی کا محتاج کرینگے بہر حال جو کچھ ہو صف آرائی کیا چاہیے امیر یہ سوچکر میدان میں آئے اور لشکر کی صفوں کو قائم کیا نوشیرواں نے مزدک سے کہا کہ اگر یہ لوگ اندھے ہوتے تو میدان میں نہ آتے اندھوں کو لڑنے کے لیے

نہ لاتے وہ مرد کب بولا کسی کو لڑنے کیواسطے بھیجیے معلوم ہوجائیگا نوشیرواں نے عادیونیس سے ایک پہلوان کو بھیجا اُسنے
میدان میں آکر با آواز بلند کہا کہ اے عربو تم کیا ایک مدت سے اندھے ہوگئے ہو کوئی سامنے نہیں آتا میں طالب ہوں جو تم میں سے
کوئی نہیں آتا میدان میں آکر اپنی بہادری نہیں دکھاتا ہردم کو اُسکا کہنا ناگوار ہوا اپنے گھوڑے کو اُٹھا کر اُسکے روبرو آیا اور
گرز اپنا گھما کر ایسا اُس عادی کے سر پر مارا کہ عادی مع مرکب پست ہوگیا تو نوشیرواں نے پے در پے چھ پہلوان
عادیونیس سے ایک ایک کرکے اور بھیجے ہردم نے سبکو طعمۂ گرز شیر کیا نوشیرواں نے فوج کو حکم دیا کہ ہردم کو گھیر کے
مارو ہرگز جانے نہ دو جب لشکر نوشیرواں کا ہردم پر آگرا ہردم نے وہ ہتھ گرز مارنا شروع کیا سینکڑوں کافر مارے گئے
آخر تاب نہ لاکر ہردم کے سامنے سے بھاگے اور ایک پرتاب تیر کے فاصلے سے تیر مارنے لگے ہردم کے گلے میں ہفت زرہ
داؤدی تھی تیر کب اثر کرتا تھا اُنکا تیر مارنا اُسکو کب ضرر کرتا تھا آخر بختک بولا کہ یارو ہردم ہفت زرہ داؤدی پہنے ہوئے ہے
اُسکے بدن میں تیر نہ لگے گا مگر ہاں پاؤں میں تیر مارو تو ابھی گر پڑتا ہے تیر اندازوں نے ایسا ہی کیا ہردم نے امیر کو آواز دی کہ یا امیر
اسدم وقت مدد کا ہے جلد آئیے اور کافروں کے ہاتھ سے بچائیے امیر نے اشقر کی باگ لیکر زبان جنی میں کہا کہ اسدم میں نابینا ہوں
تو جہاں کافروں کو دیکھتا اُسطرف جا تا ان کافروں کو عاجز بنانا ہے امیر نے لشکر کفار میں گھسکر کشتوں سے پشتے باندھ دیے
ہزاروں بیدین قتل کیے نوشیرواں نے لشکریوں سے کہا کہ حریف کیطرف سب اندھے ہیں کبتک لڑینگے آخر ٹھوکریں کھا کھا کر
گر پڑینگے اسوقت تم لوگ ہمت کو نہ ہارنا ایک ایک کو چن چن کے مارنا ہرچند کفار نوشیرواں کے کہنے سے لڑے مگر آخر بھاگ
کھڑے ہوئے امیر مظفر و منصور اپنے خیمے میں داخل ہوئے اور یاروں سے کہنے لگے کہ جبتک آنکھیں روشن نہ ہوں تب تک یہاں
رہنا اچھا نہیں ہے جو شہر کہ یہاں سے نزدیک ہو وہاں چلکر آنکھونکا علاج کیا چاہیے پھر سمجھ لیا جائیگا بعد اطمینان کے سامان
جنگ کا کیا جاویگا چوب گردان پہلوان نے عرض کی کہ یہاں سے تین منزل پر میرا شہر ہے نام اُسکا آردبیل ہے اور قلعہ اُسکا
بہت مستحکم ہے اگر مرضی مبارک ہو تو صحت تک وہاں چلکے تشریف رکھیے امیر نے فرمایا کہ اچھا تم پیش خیمہ مع لشکر لیکر روانہ ہو
اور آگے سے جا کر قلعہ کو مستحکم کرو میں بھی آتا ہوں سب لوگوں کو آرام سے اپنے ساتھ لاتا ہوں اُسیدن امیر کے لشکر نے وہاں
سے کوچ کیا تمام فوج و لشکر کو اپنے ساتھ لیا اور آردبیل کیطرف راہی ہوئے نوشیرواں نے اندھا سمجھ کر انکا تعاقب کیا
فوج کو اُنکے پیچھے جانیکا حکم دیا امیر چار پہلوانوں سے رہ گئے تھے لشکر کفار پر جا گرے اور اسقدر تیغ زنی کی اور کافر مارے
کہ عالم بینائی میں بھی کبھی ایسا کشت و خون نکیا ہوگا آخر فوج کفار بھاگ کھڑی ہوئی ایک بھی نہ ٹھہرا سب فرار ہوئے بھاگنے
میں بے اختیار ہوئے امیر بظفر و فیروزی قلعہ آردبیل میں داخل ہوئے جب وہاں پہونچے تو سب طرح کے اطمینان حاصل
ہوئے اور قلعہ کے دروازے کو مستحکم کرکے خندق کو پانی سے لبریز کردیا حریف کے آنے جانیکا راستہ بالکل بند کردیا اور جابجا
فصیلوں پر مورچہ بندی کرکے آنکھونکی بینائی کیواسطے بارگاہ الٰہی میں مناجات کرنے لگے نوشیرواں نے جاکر پہلے تو قلعہ سے
لڑائی ڈالی جب قلعگیوں نے اُسکے بہت سے لوگ مارے تب محاصرہ کرکے اُتر پڑا قلعہ کے لینے پر اڑا

آنا ہاشم بن حمزہ اور حارث بن سعد کا امیر کی ملازمت کیواسطے اور اچھا ہونا امیر کی آنکھ کا حضرت خضر کی مدد سے

راوی لکھتا ہے کہ ہردم کی بہن کے بطن سے امیر کا بیٹا ہوا تھا اُسنے نام ہاشم رکھا تھا اور سعد بن عمرو بن حمزہ کی منکوحہ بھی بیٹا جنی تھی اُسنے نام اُسکا حارث رکھا تھا دونوں دادا پوتے نو برس کے ہوے تھے بسبب ہمسنی کے دونوں میں باہم بڑی محبت تھی یا خود با کمال الفت تھی شکار کھیلنے کو بھی دونوں ساتھ ہی جاتے تھے کھانا بھی ہر روز ساتھ ہی کھاتے تھے ہاشم بن حمزہ کا معمول تھا کہ جب شیر کا شکار کرتا اُسکا کلیجہ بھون کر کھاتا ہمیشہ یہی عمل میں لاتا اس سے ہاشم شیر خوار اُسکا لقب ہوگیا تھا جب امیر کے قلعہ بند ہونیکی خبر لشکر میں پہونچی دونوں دادا پوتے لشکر جرار لیکر آردبیل کیطرف روانہ ہوے چند روز میں قلعہ آردبیل پر پہونچے دیکھا کہ کفار قلعہ کو محاصرہ کیے پڑے ہیں فوج کے نشان جا بجا گڑے ہیں جسطرح شیر غراں بکریوں کے گلے میں گھستا ہے ہاشم اور حارث تلواریں کھینچ کر لشکر کفار میں گھس پڑے اور اسقدر تیغ زنی کی ایسی داد شجاعت دی کہ کافروں کے حواس بجا نہ رہے ہزارہا کافر طعمۂ نہنگ شمشیر ہوے آخر قلعہ کے نیچے سے بھاگ کر کئی پرتاب تیر کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوے لشکر اسلام نے جانا کہ غیب سے ہماری مدد آئی قلعہ کا دروازہ کھول کر ہاشم و حارث کو قلعہ کے اندر لیا اُن دونوں کو داخل قلعہ کر لیا دونوں جاکر امیر کے قدموں پر گر پڑے اور اپنے نام و نشان سے امیر کو آگاہ کیا امیر کو عجیب طرح کی خوشی ہوئی کہ جسکا پایان نہیں دونوں کو دونوں زانوؤں پر بٹھلا کر پیار کرنے لگے اور لوگ اُن پر زر و جواہر نثار کرنے لگے ہاشم نے عرض کی کہ یہ مقام اچھا نہیں ہے ہمارے لشکر کو کمال تکلیف ہوگی اس سے بہتر ہے کہ بردع میں تشریف لیچلیے کہ وہاں لشکر کو آرام ملیگا امیر نے نقارہ کوچ کا بجوایا اور بردع کیطرف روانہ ہوے لشکر کفار بھی پیچھے پیچھے چلا گیا جب امیر مع حالی و موالی قلعہ بردع میں داخل ہوئے لشکر کفار قلعہ کو محاصرہ کر کے اُتر پڑا امیر شب و روز اپنی آنکھوں کی بینائی کیواسطے رو رو کر مناجات کیا کرتے تھے درگاہ الٰہی میں بصارت کیلیے دعا کرتے تھے ایکدن خواجہ خضرؑ وارد ہوے اور ایک پتا ملکے اپنے ہاتھ سے چند قطرے عرق کے امیر کی آنکھوں میں ڈالے امیر کی آنکھیں تارا سی روشن ہوگئیں سب غبار اور اندھیرا دور ہوگیا خانۂ چشم پر نور ہوگیا امیر نے خواجہ خضر سے مشرف ہوکر کہا کہ میں تو آپکی بدولت اچھا ہوا لیکن میرے جتنے یار ہیں سب اندھے ہو ہیں بیکار ہیں بینائی کے جانے سے سخت مجبور و لاچار ہیں اور ظاہر ہے کہ بے یار سردار بیچارہ ہے خواجہ خضر نے چند پتے دیکر فرمایا کہ انکا عرق سبکی آنکھوں میں ٹپکا دو بس یہی دوا کرو سب بینا ہو جائینگے اللہ کی عنایت سے بینائی پائینگے یہ کہکر غائب ہوگئے امیر نے سب یاروں کی آنکھوں میں اُن پتوں کا عرق ٹپکایا سب نابینا بینا ہوگئے حضرت خضر کی عنایت سے مقصود دلی پایا عمرو بن امیہ نے امیر سے کہا کہ معلوم ہوا یہ سب شرارت بختک کو رباطن کی تھی اگر حکم ہو تو اُسکو کچھ سزا دوں اُس سے اس حرکت کا انتقام لوں امیر نے فرمایا کہ وہ آپ اپنی سزا کو پہونچ رہیگا کسیکو رنج دینا کیا ضرور ہے عمرو تو اُسپر زہر کھائے ہوے تھا اُسکو چین کہاں تھا اُسوقت تو چپ ہو رہا امیر کے خوف سے کچھ نہ کہا شب کو باورچی کی صورت بنکر بختک کے خیمے پر گیا دربانوں سے کہا کہ وزیر سے عرض کرو جلد اطلاع دو کہ ایک باورچی روم سے آیا ہے اگرچہ نمکین و شیرین خوب پکاتا ہے لیکن ہریسہ ایسا پکاتا ہے کہ دنیا میں

اُسکا جواب نہیں ہے بختک نے اُسکو خیمے میں تو بلا لیا اپنے پاس آنیکا حکم دیا مگر ڈرا کہ ایسا نہ ہو عمرو ہو پھر دلمیں سمجھا کہ عمرو تو نابینا ہے البتہ یہ باورچی ہی ہوگا مگر اُسپر بھی کئی عیار بھیجے کہ دیکھو عمرو حمزہ کے پاس ہے یا نہیں عیار خیمے سے نکلا یا کیدیگر مشورہ کرنے لگے کہ اگر شاید یہ شخص عمرو ہی ہووے تو ہمارے ساتھ آیندہ کو عداوت کریگا یہ سوچکر تھوڑی دور جا کے پھر آئے اور بختک سے کہا کہ حمزہ کے پاس عمرو ہے بختک کو اطمینان ہوا عمرو کو ہریسہ پکانیکا حکم دیا سب سامان اُسکا فوراً مہیا کیا عمرو نے بہت عمدہ ہریسہ پکایا بختک نے نوشیرواں سے جا کر بکمال صفت و ثنا اُسکی تقریب کی اور اُسکے کمالات سے اطلاع دی نوشیرواں نے اپنے باورچیخانہ کا اُسکو داروغہ کیا سب طرح کا اسکو اختیار دیا عمرو ہر روز نئی طرح کے کھانے پکا کر کھلانے لگا ایک شب کو سمنی دیگ چولھے پر چڑھائی مگر سوائے ادھن کے اُسمیں گوشت وغیرہ کچھ نہ ڈالا جب نصف شب گذری باورچیونکو بیہوش کر کے بختک کے خیمے میں گیا دیکھا کہ بختک کی نفیر خواب بلند ہے جوش خواب سے سب کی آنکھ بند ہے کئی مثقال عبیر بیہوشی اسکی ناک میں دیا چھینک مارکر وہ بیہوش ہوگیا عمرو اُسکو چادر میں لپیٹ کر باورچیخانہ میں لایا اور اُسی دیگ میں کہ پانی جوش کھا رہا تھا ڈالدیا جب وہ ادلمہ ہوگیا تب پوست و سر کو تو زمین میں گاڑ دیا حکمت عملی سے تہ خاک کیا باقی اعضا کا ہریسہ پکا کر صبح کو بادشاہ کے دسترخوان پر لگا دیا بادشاہ نے اکثر امرا کو اسمیں سے عنایت کیا اور تعریفیں کر کے کھانے لگا اُسکی کاریگری کی تعریف سب کو سنانے لگا اتفاقاً ایک اُنگلی ہریسہ میں سے نکلی اور اُس اُنگلی میں انگوٹھی عنایتی بادشاہ کی تھی نوشیرواں نے اُس اُنگلی کو دیکھ کر ہاتھ کھانے سے کھینچا باورچی سے پوچھا کہ یہ اُنگلی کسکی ہے اس کھانے میں کہاں سے آئی ہے تو نے کیوں پکائی ہے باورچی تو کچھ نہ بولا مگر انگوٹھی سے پہچانا کہ بختک کی ہے حکم کیا کہ دیکھو تو بختک کیا کرتا ہے بلا لاؤ اُسکو میرے پاس جلد لاؤ لوگ بختک کے خیمے میں گئے تو بختک کا پلنگ خالی پایا معلوم نہیں کیا ہوا کس بلا میں مبتلا ہوا ادھر اُدھر ڈھونڈھ کر عرض کی کہ بختک اپنے خیمے سے غائب ہے بادشاہ نے معلوم کیا کہ یہ ہریسہ بختک کے گوشت کا تیار ہوا تھا قے کرتے کرتے بیمار ہوگیا اس تکلیف شدید سے حال اُسکا زار ہوگیا اور عمرو وہاں سے اُڑنچھو ہو کے امیر کے پاس جا کے موجود ہوا اسمیں بزرجمہر آئے نوشیرواں نے اول بزرجمہر سے فرمایا کہ تمھارے حصے کا ہریسہ رکھا ہے اسے کھاؤ تم بھی اس غذائے لطیف سے مزہ اُٹھاؤ جناب بزرجمہر نے عذر کیا کہ میں کھانا کھا کے آیا ہوں اور غذا پر غذا کھانے سے تداخل واقع ہوتا ہے نوشیرواں نے کہا کہ میں نے جانا جس سبب سے تم نہیں کھاتے ہو یقیناً تم نے از روئے رمل دریافت کیا ہوگا مگر مجھ سے اطلاع نہ کی کچھ سمجھ کے خبر نہ دی بزرجمہر نے کہا کہ حکما کا دستور نہیں ہے کہ بے پوچھے کچھ کہیں اور جب پوچھیں تو خاموش رہیں نہ کہ ایسی خبر دینا نوشیرواں جب واقف ہوا اور بزرجمہر کے اس کلام سے ثابت ہوا برہم ہو کر بزرجمہر کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اُسکی آنکھیں اندھی کروا دیں ولیعہد ہرمز کو اپنا قائم مقام کر کے خود مدائن کو چلا گیا بزرجمہر نے امیر سے آکر کہا کہ اے فرزند میں نے سنا ہے کہ خاتم النبیین نے ظہور کیا ہے پس مجھ کو مکہ بھیجدو کہ زیارت حاصل کروں انکی قدمبوسی سے سعادت حاصل کروں امیر نے لوگ ہمراہ کر کے بڑے اہتمام سے بزرجمہر کو مکہ میں بھیجدیا بخوشی خاطر رخصت کیا خواجہ عبدالمطلب نے بزرجمہر سے ملاقات کر کے

بکمال تواضع و تکریم پیش آئے اور پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدمبوس بکر دیا جب بزرجمہر کو جمال باکمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظر آیا بزرجمہر نے تہ نعلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے خاک اُٹھا کر اپنی آنکھوں میں لگائی فوراً بزرجمہر کی آنکھیں روشن ہو گئیں و نور اُسکی برکت سے آنکھوں میں روشنی اور دلمیں معرفت آلہی بھی سما گئی اور یہ معجزہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ملک بملک مشہور ہوا اب ہرمز کا حال سنیے نوشیرواں ہرمز کو تخت پر بٹھلا کے آپ مدائن کیطرف گیا ہرمز نے سیاؤش بن بزرجمہر کو خلعت وزارت دیکر وزیر اول کیا اور اپنے دہنے کرسی بیٹھنے کو دی بہت سی عزت و توقیر کی اور بختیارک بن بختک کو کہ فریب شیطنت میں اپنے باپ کا باپ تھا وزیر دوم کرکے بائیں طرف کرسی بیٹھنے کو عنایت کی بختیارک نے چند روز میں ایسا ہرمز کے مزاج میں دخل کیا کہ گویا خود بادشاہ ہو گیا بے اُسکی اجازت کے کوئی امر ہرمز ہرگز نہ کرتا تھا اتفاقاً ایک دن ہرمز نے بختیارک سے کہا کہ اے وزیر صاحب تدبیر ایسی فکر کیا چاہیے کہ حمزہ مع فرزندان و عزیزان و رفقا مارا جائے تب میرے دلکو قرار آئے اُسنے عرض کی کہ باخبری مشہور ہے کہ آدم خور میں اگر وہ لوگ یہاں آویں تو بلاشبہہ مطلب حضور کا حاصل ہو یہ کہکر ایک نامہ ہرمز کیطرف سے گاؤ لنگی بادشاہ رخام کو شکایت حمزہ کا لکھا اور اُسمیں درج کیا کہ یہاں تو ایسا ایسا اس عرب نے کیا ہے مگر آپکے ملک کو بھی تاخت و تاراج کیا چاہتا ہے ہرگاہ گاؤ لنگی نامہ کے مضمون سے آگاہ ہوا اپنے بیٹوں کی طرف دیکھ کر کہا کہ کوئی جاکر حمزہ کو میرے پاس پکڑ لائے اس مقدمہ میں اپنی دلاوری دکھائے مرزبان زردہشت نام گاؤ لنگی کا داماد اُٹھ کھڑا ہوا اور زمین ادب چوم کر بولا کہ یہ کام میرا ہے گاؤ لنگی نے تیس ہزار شیر سوار ہمراہ کرکے روانہ کیا جب مرزبان شہر بدیع کے متصل پہونچا ہرمز استقبال کرکے اسکو اپنے لشکر میں لے آیا اور خلعت فاخرہ پہنا کر شرط مہمانداری بجا لایا اور لشکر میں شادیانے بجنے کا حکم دیا امیر نے عمرو سے پوچھا کہ آج لشکر کفار میں شادیانے کیسے بجتے ہیں اُسنے دریافت کرکے عرض کی کہ بختیارک نے نامہ مضمون استعانت ہرمز کیطرف سے گاؤ لنگی بادشاہ رخام کو بھیجا تھا سو اُسنے مرزبان زردہشت نامی اپنے داماد کو ہرمز کی مدد کیواسطے بھیجا ہے اُسکے آنیکی خوشی لشکر کفار میں ہو رہی ہے امیر تبسم کرکے چپ ہو رہے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا اور ہرگز کچھ اندیشہ نہ کیا جب صبح کو لشکر کفار سے طبل جنگ کی آواز آئی سب بہادروں نے خبر پائی امیر نے بھی میدان میں جاکر اپنے لشکر کی صف آرائی کی مرزبان نے ایک شیر سوار میدان میں بھیجا اُسنے لشکر عرب کیطرف رخ کرکے آواز دی کہ جسکو روح قبض کروانی ہووے وہ خود ملک الموت کے سامنے آوے امیر سے یاروں نے کہا کہ گھوڑے ہمارے شیر کی بو سے بھڑکیں گے کبھی شیر کی صورت نہیں دیکھی ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ ہم پیادہ ہو کر شیر سوار سے لڑیں امیر بولے کہ پیدل اور سوار کی لڑائی کیونکر بنیگی ہردم نے عرض کی کہ یا امیر آپ جانتے ہیں کہ میں ہمیشہ پیادہ ہو کر لڑتا ہوں مجھکو حکم ہو کہ اس شیر سوار سے جاکر مقابلہ کروں پیادہ ہو کر لڑوں امیر نے فرمایا کہ جاؤ خدا کو سونپا ہردم نے شیر سوار سے جاکر مقابلہ کیا اُسنے ہردم پر حملہ کیا ہردم نے اُسکے حربے کو اپنے گرز کی زنجیر سے لپٹا کر چھین لیا چالاکی کرکے اپنے قبضے میں کیا اور گرز گھما کر اُسنے اس زور سے مارا کہ اُس کو

شیر سمیت پست کر دیا عمرو بن امیہ دوڑ کے شیر کی گردن کاٹ لایا اور گھوڑوں کی بو سنگھانے لگا امیر نے کہا کہ یہ مسخرگی
کیا ہے اس حرکت سے کیا فائدہ ہے بولا کہ بو سنگھا کر گھوڑوں کو دلیر کرتا ہوں کہ پھر شیر کی بو سے نہ ڈریں بجرأت کرکے مقابلہ
کریں امیر ہنسنے لگے اُسمیں دوسرا شیر سوار ہردم سے لڑکر پہلے شیر سوار کے پاس پہونچا اسی طرح سے ایک ایک کر کے
چالیس شیر سوار ہردم نے شام تک جہنم واصل کیے اپنی شجاعت و دلیری سے دوزخ میں داخل کیے شام کو دونوں
لشکروں نے طبل بازگشت بجایا ہر ایک لشکر اپنی اپنی جگہ پر آیا ہردم کو امیر نے گلے سے لگا کر بہت سی شاباشی دی
صبح پھر بدستور ہردم اور ایک شیر سوار سے مقابلہ ہوا وہ بھی ہردم کے ہاتھ سے مارا گیا پھر تو کسی شیر سوار نے جرأت کی
ہر چند مرزبان نے حکم دیا لیکن کسی نے نہ سنا اور عذر کرنے لگے کہ جو اس پہلوان دیوانہ کے سامنے جاتا ہے وہ جیتا نہیں
پھرتا ہے بس ہمکو اپنی جان بھاری نہیں ہے کہ اس پہلوان سے مقابلہ کریں تو مرزبان خود کھسیانا ہو کر ہردم کے سامنے
آیا اور بقوت تمام ہردم پر حملہ کیا ہردم نے بدستور اول اُس کے حربے کو گرز کی زنجیر سے لپیٹ کر چاہا کہ حربہ
مرزبان کا چھین لے مگر چھین نہ سکا بلکہ اور لینے کے دینے پڑ گئے یعنی گرز ہردم کے ہاتھ سے چھوٹنے لگا بے اختیار امیر
کو پکارا کہ جلد آیئے مجھ تک اپنے تئیں پہونچایئے ورنہ گرز میرا میرے ہاتھ سے جاتا ہے حریف مجھ پر قابو پاتا ہے امیر
نے اشقر کی باگ لی اور متصل جا کر ایک نعرہ اس زور سے کیا کہ مرزبان فلک کو اس گمان سے دیکھنے لگا کہ شاید
ہفت فلک ٹوٹ کر زمین پر گر پڑے اور ہاتھ مرزبان کا سست ہو گیا بلکہ ہر عضو اُس جوان کا سست ہو گیا ہردم
نے گرز اپنا اُسکے ہاتھ سے کھینچ لیا مرزبان امیر کیطرف مخاطب ہو کر بولا کہ اے جوان تو کون ہے کہ میرے شکار کو مجھ سے
چھڑا دیا یہ تو نے بڑا غضب کیا بھلا اب اُسکے بدلے تو ہی میرا صید ہے یہ کہکر امیر پر حربہ کیا اور بولا کہ اگر سد سکندری
ہوتی تو اس ضرب سے بیٹھ جاتی اس کوتاہ قد کی کیا حقیقت تھی کہ تاب لاتا ہر گز میرے ہاتھ سے نجات نہ پاتا امیر نے فرمایا
کہ اے مردک دو حربے اور بھی کر لے تب تجھ کو معلوم ہوگا کہ ضرب اسکو کہتے ہیں بہادر لوگ پہلوانوں کے حربے یوں سہتے
ہیں مرزبان نے پے در پے دو حربے اور کیے امیر جیسے کھڑے تھے ویسے ہی کھڑے رہے جس جگہ پر اڑے تھے اڑے
رہے بارے امیر کی باری آئی امیر نے گرز کھینچکر اس زور سے مرزبان پر مارا اور اس تو سے اس پہلوان پر مارا کہ اکثر آدمی
لشکر کفار کے اسکی دھمک سے بہرے ہو گئے اور مرزبان کے ہر بن مو سے عرق ٹپکنے لگا اُسوقت مرزبان نے اپنے دلمیں
اندیشہ کیا کہ حمزہ بڑا زبردست ہے گویا کہ ایک فیل مست ہے اسکا زبردست ہونا معلوم اور اپنے واسطے اُسکے ہاتھ سے
ضرر پہونچنا تعجب نہیں ہے پس غیرت کیواسطے اپنی جان شیریں دینا مطلق دانائی سے بعید ہے یہ سوچکر امیر کے سامنے سے
گھوڑا اُٹھا کر بھاگا اپنی جان بچا کر بھاگا امیر نے اپنے مرکب کو اُسکے مرکب کے پیچھے تک لیجا کر اس زور سے گرز مارا کہ مرزبان
کا بازو ٹوٹ گیا حربہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور ایک قدح بھر کر خون منھ سے نکل پڑا مرزبان اس ہیئت کذائی سے
ہردم کے پاس گیا اور کہا کہ اے شاہزادے حمزہ مجھ سے بہت زور آور ہے وہ شخص بڑا دلاور ہے میں اس سے

لڑ نہیں سکتا اگر تم کو اُس سے اپنی نجات منظور ہے تو قضا و قدر میں سریال بن صلصال کے پاس جا کر پناہ لو اُس سے التجا کرو وہ البتہ حمزہ پر غالب آویگا یقین ہے کہ وہ اسیر قابو یاویگا ہرمز نے پوچھا کہ قضا و قدر کہاں ہے ہرزبان نے کہا کہ باختر کے نزدیک ہے اور وہاں کا بادشاہ سریال بن صلصال ہے بڑا زبردست پہلوان اور قد اُسکا ایک سو چالیس گز کا اور نہایت صاحب جاہ و جلال ہے اگر ارادہ آپکا ہو تو میں وہاں آپکو پہونچا دوں آپکا حال مفصل اُس سے کہوں ہرمز نے لوگوں سے شورہ کیا سب نے بالاتفاق کہا کہ جسمیں حمزہ مارا جائے وہ کام کیجیے اس سے ضرور انتقام لیجیے سیاوُش بن بزرجمہر نے کہا کہ میری صلاح وہاں جانیکی نہیں ہے اور اگر جائیے گا تو پشیمان ہوجیے گا میں کہے دیتا ہوں بہت حیران ہوجیے گا بختیارک بولا کہ ہاں یہ تو کہا ہی چاہیں اپنے ہم مذہب کا سب کو پاس ہوتا ہے سیاوُش یہ سنکر چپکا ہو رہا دوسرے دن ہرمز نے وہاں سے کوچ کیا سب فوج کو ساتھ چلنے کا حکم دیا اور چند روز میں مسافت قطع کر کے قضا و قدر کی سرحد میں پہونچا ہرزبان نے پہلے سے جا کر سریال سے ہرمز کی تعریف کی اُسکی پریشان حالی کی اطلاع دی سریال ہرمز کو استقبال کر کے لیگیا شب کو جب کھانا کھانے بیٹھے ہرمز نے دیکھا کہ سموچہ سور کباب کیا ہوا سریال کے روبرو رکھا ہے سریال نے اپنے ہاتھ سے تھوڑا سا گوشت کا ٹکڑا ہرمز کو دیا ہرمز نے کچھ عذر کیا ہرزبان نے ہرمز کے کان میں کہا کہ اگر نہ کھائیے گا تو سریال بہت ناراض ہوگا ہرمز نے مجبورًا ایک لقمہ اپنے منھ میں ڈالا مگر اُسی دم قے کی سریال کو بہت ناگوار ہوا اور اپنے ہمنشینوں کو حکم دیا کہ لات و منات نے یہ نعمتیں تمھارے لیے بھیجی ہیں تم شوق سے ہرمز کے لشکر میں جا کر نوش کرو نرم غذاؤں سے طبیعت کو لذت دو لوگ اُسکے ہرمز کے لشکر میں جا کر آدمیوں کو پکڑ پکڑ کے کھانے لگے یہ آفت اُنکے سر پر لانے لگے ہرمز کمال خائف و عاجز ہوا اور ہزار ہزار لعنت بختیارک کی عقل پر کی بعد ازاں سیاوُش سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے خواجہ زادے نفس الامر میں اگر میں تمھارا کہنا مانتا تو یہ ذلت و خواری و انفعال نہ اُٹھاتا اپنے تمام لشکر کو اس بلا میں نہ پھنساتا مگر اب کسیطرح یہاں سے نکلنا چاہیے کوئی تدبیر یہاں سے چلنے کی کیا چاہیے سیاوُش بولا کہ بغیر اعانت حمزہ آپکا نکلنا یہاں سے دشوار ہے بندہ اس امر میں مجبور و لاچار ہے ہرمز نے کہا کہ حمزہ کا ہیکو بھلا میری مدد کریگا وہ تو مجھ سے ناراض ہے البتہ اگر آپ کہیے گا تو عذر نہ کریگا سیاوُش نے عرض کی کہ حمزہ از بسکہ صاحب مروت ہے آپ جانتے ہیں کہ بڑا عالی ہمت ہے البتہ اگر آپ کہیے گا تو عذر نہ کریگا ہرمز نے کہا کہ اگر ایسا جانتے ہو تو تمھیں میری طرف سے جا کر کہو میری خرابی سے اُسکو اطلاع دو سیاوُش نے امیر سے جا کر بہت کچھ ہرمز کی سفارش کی امیر نے فرمایا کہ ایک شرط سے میں اُسکی اعانت کرتا ہوں کہ وہ بصدق دل مسلمان ہو دین اسلام کا تابع فرمان ہو سیاوُش نے ہرمز سے جو کچھ امیر نے کہا تھا بیان کیا ہرمز نصف شب کو امیر کے پاس گیا اور بہت سے زار و نالی کی شرح خستہ حالی کی امیر نے اُسکو کلمہ پڑھا کر تسلی تمام تخت پر بٹھلایا اور کھانا منگا کر بالاتفاق نوش جان فرمایا ہرمز نے کہا کہ یا امیر مجھکو مدائن پہونچا دیجیے اتنی مہربانی میرے حال پر کیجیے امیر نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے جہاں جی چاہے وہاں رہو جیسا مناسب جانو وہ کرو مگر دین اسلام سے نہ پھرنا نہیں تو پچھتاؤ گے بہت افسوس کھاؤ گے یہ کہکر ہرمز کو رخصت کیا سریال ہرمز کے

بے رخصت چلے جانے سے بہت برہم ہوا اس بات کا اسکو بہت بڑا غم ہوا اور اسی دم طبل جنگ بجوا کر میدان میں آیا سب لشکر کو
معرکے میں لایا امیر نے بھی اپنے لشکر کی صف بندی کی سرپال نے امیر کو دیکھکر خود ہی گھوڑے کی باگ لی اور میدان میں
کھڑے ہو کر للکارا کہ اے عرب جسکو ذبح ہونیکی اذیت منظور نہ ہو وہ میرے سامنے آوے میں بے ذبح کیے اُسکو کچا چباؤں گا
ہڈی چمڑا سب کھا جاؤنگا شیر شاہ سراندیپ تاجدار ہندوستان ملک لندھور بن سعدان امیر سے رخصت لیکر سرپال
کے سامنے گیا سرپال نے اسکو دراز قامت دیکھکر پوچھا کہ حمزہ تو ہی ہے لندھور نے کہا کہ میرا نام لندھور بن سعدان ہے
میری جوانمردی سے واقف سارا جہان ہے سرپال نے گرز لندھور پر مارا لندھور نے بہزار محنت و مشقت اُسکو رد کیا اُسکا
صدمہ اپنے اوپر آنے نہ دیا سرپال بولا کہ معلوم ہوا تو جوانمرد ہے لا کیا ضرب رکھتا ہے لندھور نے سرپال پر گرز چلایا اپنا
زور دکھایا سرپال قہقہہ مار کے ہنسنے لگا اور کہنے لگا کہ اے لندھور تو اس قد و قامت کا آدمی ہو کر ایسا کم قوت ہے معلوم
ہوا کہ تیرا جسم بالکل بے طاقت ہے۔ بارے دونوں کے گرز چلنے لگے شام تک کوئی کسی سے مجروح نہوا لشکروں نے بعد غروب آفتاب
کے لشکرگاہ میں جا کر استراحت کی اپنے اپنے مقام پر پہونچکر اقامت کی دوسرے دن پھر صف آرائی ہوئی قیماز خاوری نے
سرپال کا جا کر مقابلہ کیا اور سرپال کے گرز کی ضرب کو رد کر کے سرپال کے مرکب کے چاروں پاؤں تلوار مار کے قلم کیے وہ
گھوڑے پر سے کود کر سرپال سے لپٹا سرپال نے قیماز کو اُٹھا کر زمین پر دے مارا امیر نے نعرہ کر کے قیماز کو سرپال سے
چھڑایا اُس ظالم کے ہاتھ سے بچایا سرپال دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کے امیر سے کہنے لگا کہ او کوتاہ قامت تو نے میرے
شکار کو کیوں مجھ سے چھڑایا تو نے مجھ کو بڑا رنج دکھایا اب واجب ہوا کہ تجھ کو صید کروں ہرگز زندہ نہ چھوڑوں جلد اپنا نام
بتا کہ بے نام و نشان مارا نہ جاوے تیرے بے نشان مرنے پر کوئی تاسف نہ کھاوے امیر نے فرمایا کہ حمزہ بن عبدالمطلب
میرا ہی نام ہے سرپال نے گرز امیر پر چلایا امیر نے ڈھال کے جھٹکے سے اُسکو رد کیا اور کہا کہ او کافر دو حربے اور کرلے پھر
میری باری ہے سرپال نے دوسرا گرز امیر کو مارا امیر نے اُسکو بھی خالی دیا جب تیسرا گرز چلایا امیر نے ہاتھ بڑھا کے اُسکے
گرز کے قبضے کو پکڑ لیا اور کمان کو گلے میں ڈالکر جو کھینچا سرپال زمین پر آرہا عمرو نے لپکے کمند کے اسیر مار کے دست و بازو
اُسکے باندھ لیے امیر مظفر و منصور شادیانے بجواتے ہوئے خیمے میں داخل ہوئے فضل الٰہی سے سب طرح کے اطمینان حاصل
ہوئے اور سرپال سے کہا کہ اب کیا کہتا ہے وہ بولا کہ سلک غلامی میں منسلک کیجیے اپنی تابعداری میں مجھ کو لیجیے امیر نے
اُسکو مسلمان کر کے خلعت دیا اُسکو فرقہ اسلام میں داخل کیا اور طلائی کرسی لندھور کے زیردست بچھوا کے بیٹھنے کو حکم کیا
عمرو نے حلقہ غلامی کا اُسکے کان میں ڈالدیا سرپال نے امیر کو اپنے شہر میں لیجا کر جشن ترتیب دیا امیر نے بعد جشن کے
فرمایا کہ اے سرپال تیرے ملک میں کچھ عجائبات ہوں تو اُسکا تماشا مجھ کو دکھلا نوادرات اس دیار کے میرے سامنے
لا سرپال نے عرض کی کہ یہاں سے تین منزل پر طلسمات جمشیدی واقع ہے چلیے اُسکی سیر کیجیے اس طلسم کے دیکھنے سے
اپنی طبیعت کو مسرور کیجیے امیر نے کہا کہ اگر تو نے اُس طلسم کو دیکھا ہو تو پہلے اُسکی کیفیت بیان کر کسکا بنایا ہوا ہے اور کس نے

بنوایا ہے سب اُسکی حقیقت بیان کرو وہ بولا کہ جمشید نے قریب بمرگ اپنے شہر کو رعایا سے خالی کر کے سوار پیادے چوبدار جمعدار چوبی بنوا کر جابجا قائم کیے اور قبر میں کہ اپنے لیے اُسنے بنوائی تھی جا کر سو رہا اس مکان میں تمام دنیا سے ال اُٹھا کر سو رہا اور دوسرا تماشا یہ ہے کہ جنگل میں جادوئے جمشیدیہ ہے کہ اُسکا ومادہ علم تمام ہے وہ بھی عجیب ایک مقام ہے اور بھی اس بیابان میں ایک دیو سفید رہتا ہے کہ اُسکو ہر شخص ظالم مردار خوار کہتا ہے امیر نے فرمایا کہ وہ دیو میری دہشت سے کوہ قاف سے بھاگا تھا معلوم ہوا کہ یہاں آکر چھپا ہے امیر نے لشکر تو وہیں چھوڑا اور آپ عمرو و سرپال سمیت جادوئے جمشیدیہ کیطرف روانہ ہوے جب جمشیدیہ میں پہونچے ایک آواز مہیب امیر کے کان میں آئی کہ سب سننے والوں نے دہشت کھائی پوچھا کہ یہ آواز کسکی ہے سرپال نے کہا کہ یہ آواز طلسم کی ہے جب دروازے پر پہونچے امیر نے چاہا کہ اس طلسم کے اندر جاویں اسکے عجائبات دیکھ پائیں دروازے پر جو سپاہی کھڑا تھا اُسنے امیر پر تلوار چلائی امیر کو دکر الگ ہوے سرپال نے کہا کہ میں نے اپنے دادا سے سنا ہے کہ اس شہر میں مطلق آدمی طلسم کے ہیں اور اس گنبد پر جو سامنے دکھائی دیتا ہے ایک مرغ طلسم کا رہتا ہے جسکو دیکھتا ہے آواز دیتا ہے اگر اسکو کوئی مار سکے تو تمام طلسم کا حال معلوم ہو جائے پھر تم پر کوئی صدمہ نہ آئے امیر نے گنبد پر جو نگاہ کی تو واقع میں ایک جانور بجوش آواز تمام بول رہا ہے امیر نے سوفار تیر کمان میں جوڑ کر ایسا نشانہ لگایا خوب شست جوڑ کے ہدف بنایا کہ وہ مرغ مر کر گنبد سے نیچے آ رہا اُسکا گرنا تھا اور طلسم کا ٹوٹنا تھا امیر دروازے کھولکر اندر گئے جن آدمیوں نے امیر پر حملہ کیا تھا اُنکو مع سلاح زمین پر گرا پایا بجمیع وجوہ اس طلسم پر قبضہ کیا امیر نے سرپال کے روبرو خزانہ کی کوٹھریوں کو جو کھولا تو اسمیں لکھو کھا سانپ اور بچھو دیکھے امیر نے بدستور مقفل کر دیا اُسکو بدستور بند کر دیا اور سرپال سے کہا کہ تماشا جادوئے جمشیدیہ کا دیکھا اب سفید دیو کو بتاؤ کہ کہاں ہے اسکے رہنے کا کون مکان ہے سرپال نے امیر کو بیابان اخضر میں لیجا کے ایک کنوئیں کو دکھا کر کہا کہ اسمیں دیو سفید رہتا ہے امیر نے سرپال سے فرمایا کہ اس کنوئیں کے منھ پر جو پتھر ہے اُسکو تو ہٹاؤ ذرا زور لگاؤ سرپال نے ہر چند زور کیا لیکن پتھر اپنی جگہ سے نہ ٹسکا امیر نے جو ٹھوکر ماری پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا سرپال سے کہا کہ میں اسکے اندر اُترتا ہوں تم اسی جگہ پر بہ ہوشیاری تمام حاضر رہنا اور اشقر سے زبان جنی میں کہا کہ خبردار یہاں سے نہ ٹلنا اور کسی دیو کو اس کنوئیں کے اندر جانے نہ دینا ہرگز کسی کو آنے نہ دینا یہ کہکر کمند کے سہارے سے کنوئیں میں اُترے ایک دروازہ دیکھا اُسپر ایک تختہ سنگ کا لگا ہوا تھا اُس تختے کو جو ہٹایا یہ نظر آیا کہ سفید دیو ششدر و متحیر سر نیچے کیے ہوے مشوش تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور جب دیو نے امیر کے آنیکی خبر سنی پہونچائی تھی اور امیر کے اس جگہ پہونچنے کی کیفیت سنائی تھی اُس سے پوچھتا ہے کہ تو نے زلازل قاف کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور پہچانا اُسنے کہا کہ زلازل قاف گھوڑے پر سوار تھے اور آدمی پیادہ ہمراہ تھے اور میں بخوبی زلازل قاف کو پہچانتا ہوں اُنکو خوب جانتا ہوں بولا کہ اس آدمی نے اٹھارہ برس قاف میں رہ کر تمام دیوان قاف کا کھوج کھویا لاکھوں کو دریاے ہلاکت میں ڈبویا چنانچہ اُسی کی دہشت سے میں نے یہاں آکر سکونت اختیار کی تھی سو بلاے آسمانی کیطرح سے یہاں بھی نازل ہوا اس جرأت کو تو دیکھو کہ کنوئیں کے اندر داخل ہوا معلوم ہوا کہ اپنی زندگی سے

ایام آخر ہوئے سب موت کے نشان ظاہر ہوئے یہ کہتا ہی تھا کہ صاحبقران نے نعرہ کیا سفید دیو ہوا کہ اے زلازل قاف میں تیرے خوف سے جلا وطن ہوا اور یہاں گوشے میں بیٹھنا اختیار کیا سب عزیز و اقربا کو چھوڑ دیا تو نے یہاں بھی میرا پیچھا کیا اس گوشہ تنگ و تاریک میں گھیر لیا بہر حال مجھ سے بھی جہاں تک ہو سکیگا تقصیر نہ کرونگا حتی الامکان بہت سی اذیت دونگا یہ کہکر سو من کا پتھر اٹھا کے امیر کے سر پر مارا امیر کود کے الگ ہوئے پتھر زمین پر گرا پھر تو پتھر لینے کو دیو پر جھکا امیر نے پیچھے سے ایک تلوار ایسی لگائی کہ سر پر سے کمر میں در آئی اور وہ دیو ہو کر گرا بولا کہ ایک ہاتھ اور بھی لگاؤ اتنی مہربانی فرماؤ کہ جلد اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو جاؤں ان زخموں کی اذیت نہ اٹھاؤں امیر نے فرمایا میں تیری عمر

پتھر اٹھانے میں ایک ضرب شمشیر لگانا صاحبقران کا سفید دیو کو اور سر ٹپک کر مرنا اسکا

بخوبی واقف ہوں جو تیرا مطلب ہے سو نہ ہوگا سفید دیو مایوس ہو کے سر ٹپک کے مر گیا اور اپنی جان سے گذر گیا اور دیو جو اسکے ساتھ تھے اکثر مارے گئے بعضوں نے بھاگ کر اپنا راستہ لیا بعضے امان طلب ہوئے امیر نے انکو مسلمان کر کے اپنا فرمانبردار بنایا اور فرمایا کہ تم قاف میں جا کر قریشہ کے پاس حاضر ہو وہاں جا کر اسکی اطاعت کرو بعد ازاں سفید دیو کا سر لیکر کنوئیں کے باہر آئے اور سر یال کو دکھا کر شکار بند میں لٹکا دیا دیوؤں کو اسطرح زیر کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کے وہاں سے روانہ ہوئے تھوڑی دور جا کے ایک مرغزار دیکھ کر شکار کھیلنے میں مصروف ہوئے سب کھٹکے دل سے موقوف ہوئے

شہید ہونا رستم پیلتن کا اہرمن شیر گردان والی باختر کی جنگ میں اور مارا جانا قندز شاہ و الجوش کا اہرمن کے ہاتھ سے

راویان سخن سنج اسطرح قصہ پرداز ہیں کہ رستم پیلتن نے دیکھا کہ امیر کو گئے ہوئے عرصہ ہوا انکی اب تک کچھ خبر نہ پائی کچھ انکی کیفیت سننے میں نہ آئی بس ہم یہاں بیٹھ کر کیا کرینگے اس سے بہتر یہ ہے کہ جمشیدیہ میں جا کر طلسمات کی سیر کریں سریال کے بیٹوں کو رہبر کر کے قضا و قدر سے مع فوج روانہ ہوا چند روز کے عرصہ میں طلسمات جمشیدیہ میں پہونچا اسکو ٹوٹا دیکھ کر کہا کہ معلوم ہوا کہ امیر اسکو توڑ کر اور طرف گئے یہاں کے سب دیوؤں کا کام تمام کیا تب دوسرے ملک کا راستہ لیا مع فوج شہر کے

اندر جا کر گنبد کا جو دروازہ توڑا تو ایک تخت پر جمشید کی لاش دیکھی وہاں سے نکلکر خزانیکی کوٹھریاں کھولیں سانپ بچھوؤں کو
مارا او سرپال کے بیٹوں سے کہا کہ باختر چلا چاہیے وہانکی بھی سیر کیا چاہیے اُنھوں نے کہا کہ اہرمن شیر گرداں نامے وہانکا
بادشاہ ہے بڑا صاحب حشمت و جاہ ہے اور ایک سو پچیس گز کا قد و قامت ہے اور تمام فوج و رعایا اُسکی آدمخوار ہے وہ شہر گویا
قہر پروردگار ہے وہاں جانا اچھا نہیں ہے وہاں سے کوئی زندہ پھرا نہیں ہے رستم نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے سرپال کا وہ ہمزور
ہے جب تو اُسکا ایسا زور و شور ہے اُنھوں نے کہا کہ سرپال سے کہیں زیادہ تر زور آور ہے وہ اُس سے ہزار درجے بڑھ کے
دلاور ہے جب وہ ہمارے ملک میں آتا ہے باپ ہمارا اُسکی دہشت سے پہاڑ پر بھاگ جاتا ہے رستم نے پوچھا کہ مرزبان زردہشت
کہاں گیا وہ بولے کہ جب دن امیر نے سرپال کو مسخر کیا اُس دن وہ بھاگ کر اہرمن شیر گرداں کے پاس گیا وہیں اُسنے قرار لیا
رستم نے یاروں اور برادروں سے کہا کہ امیر تو سفید دیو کو مارنے گئے ہیں اور یقیناً پھرتے وقت باختر کو جاوینگے وہ اپنے
تئیں اُس شہر میں بھی ضرور پہونچا دینگے اگر امیر کے آنے تک ہم جا کر اہرمن شیر گرداں کو زیر کریں تو کیا نیکنامی حاصل ہو
ہمارا نام بھی شجاعوں میں داخل ہو سبھوں نے کہا رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ ہم تابعدار ہیں جیسا حکم ملیگا ویسا کرینگے آپکی اطاعت
سے کبھی نہ پھرینگے رستم نے اُسیدم کوچ کیا اور چند روز میں باختر کے متصل پہونچا مرزبان تو وہاں موجود ہی تھا اُس نے
رستم کے پہونچنے کی خبر اہرمن شیر گرداں کو دی اُسکو اُنکے پہونچنے سے اطلاع کی وہ مردک بہت ہنسا اور مرزبان کو ہمراہ
لیکر رستم کے لشکر کے قریب آکر للکارا کہ اے بکریو جسکو زندگی کا گھٹوانے کی ہے وہ میرے سامنے آوے اُس میدان میں آکر اپنا
گلا کٹوا دے قند زمر شبان رستم سے رخصت لیکر اُس سے مقابل ہوا اور شہید ہوا آدمخواروں نے دوڑ کر اُسکی بوٹی بوٹی تقسیم
کر لی ہڈی پسلی سب نوش کی الجوش نے جا کر اہرمن شیر گرداں کے شکم میں اس زور سے پیش قبض ماری کہ ہاتھ تک الجوش
کا گھس گیا لیکن اُسکو کچھ ضرر نہ ہوا اس صدمہ سے وہ ہرگز خبر نہ ہوا اہرمن شیر گرداں نے الجوش کو پکڑ کے چاہا کہ اُسکو
بھی چبا ڈالے مگر وہ ہزار وقت اُس سے الگ ہوا اور حربے کرنیلگا آخر لڑتے لڑتے اس آدمخوار نے الجوش کو پکڑ کے کچا
چبا ڈالا رستم نے دیکھا کہ دو پہلوان نامی شہید ہوے جھنجھلا کر گھوڑے کی باگ لی اُسکے مقابلہ کی جرأت کی اہرمن شیر گرداں
نے گرز رستم کو مارا رستم نے اُسکو ڈھال سے رد کرکے ایک تلوار ایسی لگائی کہ اگر اُسپر پڑتی تو وہ دو ٹکڑے ہو جاتا کہیں
نشان تک نظر نہ آتا مگر اُسنے خالی دی رستم نے گھوڑے سے کود کر اُسکے دونوں بازو پکڑ کے یہاں تک زور کیا کہ پردہ شکم
پھٹ گیا قاسم خاوری نے دیکھا کہ رستم سُست ہو گیا ہے ایسا نہ ہو کہ مارا جائے گھوڑا کود اکر ایک نعرہ مارا اور
اپنے باپ کو پیچھے ہٹا کر آپ اُس سے لڑنے لگا رستم کو لشکر میں لیگئے اہرمن شیر گرداں نے قاسم سے پوچھا کہ وہ کون تھا
اور تو کون ہے قاسم نے کہا کہ وہ میرا باپ تھا اور حمزہ کا بیٹا تھا اہرمن بولا کہ باوجود رہنے حمزہ کے اُسنے کیوں اپنی
جان دی اُسکے باپ نے مدد کیوں نہ کی قاسم بولا کہ امیر سفید دیو کے مارنیکو گئے ہیں لشکر میں نہیں ہیں اہرمن بولا کہ حمزہ
لشکر میں نہیں ہے تو میں تم لڑکوں کے ساتھ کیا لڑوں مجھکو لازم نہیں ہے کہ تمھارا مقابلہ کروں یہ کہکر اپنے گھر کو چلا گیا

وہ تو اودھر گیا قاسم مع سپاہ اپنے لشکر میں آیا دیکھا کہ رستم جان بحق تسلیم ہوا اسی صدمہ سے موتجیب خرد کا لشکر اسلام میں ماتم
پڑا کہ جسکی تحریر سے جگر خامہ شق ہوتا ہے سننے والونکا کثرت غم سے دل پھٹا جاتا ہے القصہ رستم کو تجہیز و تکفین کر کے سب
لوگ امیر کا انتظار کرنے لگے امیر جب شکار سے فارغ ہوکر جمشیدیہ کو آکے لشکر کے اندر کی علامت دیکھ کر مکروہ سے فرمانے لگے کہ
معلوم ہوتا ہے کہ رستم یہانتک آیا بلا شبہہ اُسنے اپنے تئیں یہانتک پہونچایا ہائے جمشیدیہ کو زیر و زبر کر کے باختر لیکر
گیا خدا اُسکو چشم زخم روزگار سے بچا دے مجھکو اُسے صحیح و سالم دکھائے کیونکہ میرا دل خود بخود بیٹھا جاتا ہے کچھ میرا منھ کو آتا ہے
یہ کہکر امیر باختر کیطرف روانہ ہوئے جب قریب پہونچے جتنے یار و فرزند تھے سب سر و پا برہنہ روتے ہوئے امیر کے قدموں پر
گرے امیر رستم و قند زو الجوش کی سنانی سنکر مرکب سے زمین پر گر پڑے اور خاک پر لوٹنے لگے نہایت بیقرار ہوئے بڑے غم
و اندوہ میں گرفتار ہوئے یاروں نے دیکھا کہ امیر کا حال ابتر ہے بالاتفاق کہا کہ یا امیر اگرچہ قضاء و قدر سے چارہ نہیں ہے
اللہ کے حکم میں دم مارنیکا یارا نہیں ہے لیکن تمام یار و فرزند تمہارے رستم کے غم میں گرفتار ہیں اور سب سے زیادہ تر تمہارا حال
دگرگوں ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ چندے جنگل کیطرف چل کے سیر و شکار سے غم غلط کیجیے اپنے دل بیقرار کو تسکین دیجیے آخر
ہر طرح سے سمجھا کر امیر کو لوگ جنگل کیطرف لیگئے ناگہاں مرزبان زردہشت اہرمن سے رخصت ہوکر شہر رخام کو جاتا تھا
اثناء راہ میں اُسنے سُنا کہ حمزہ مع یاران و فرزند شکار میں مشغول ہے بیٹے کے رنج میں اُسکو بڑی زحمت اور سب طرح سے غفلت
ہے یہی وقت فرصت ہے ایک جادوگر کو بلا کر ایک گھوڑا جادو کا مع زین و سازہ مرصع تیار کروایا اور اُسکو صحرا میں ایک طرف
کھڑا کر کے آپ کچھ لوگوں سے کمینگاہ میں بیٹھا جو اُن کے آنیکی راہ تھی اُسی راہ میں بیٹھا اتفاقاً سعد بن عمرو شکار کرتے کرتے اُس
طرف کو جا نکلا گھوڑے کو دیکھتے ہی اچھل پڑا فوراً اپنے گھوڑے سے اُتر کر اُسپر سوار ہوکر ایک چابک لگایا وہ گھوڑا ہوا سے
ہوا ہوا ہرچند سعد نے اُسکی لگام کو کھینچا لیکن گھوڑا نہ تھما سعد نے تلوار نکالکر اُس گھوڑے کی گردن پر ماری گھوڑا سوار سمیت
زمین پر گر پڑا مرزبان نے دوڑ کر سعد کو باندھ لیا اُسکو قید کیا اور رخام کیطرف روانہ ہوا جسوقت گاؤ لنگی کے پاس
پہونچا سعد کو حاضر کر کے کہا کہ یہ پوتا حمزہ کا ہے اور لشکر اسلام کا بادشاہ ہے اُسکو زیر کر کے میں لایا ہوں سعد بولا کہ اے گاؤ لنگی
یہ جو کہتا ہے کہ میں زیر کر کے لایا ہوں اسکو حکم دے کہ تیرے سامنے یہ مجھ سے لڑے زیر کرنا معلوم ہو جائیگا جب میرا اس کا
مقابلہ ہوگا تب تو جھوٹ سچ میں امتیاز ہوگا گاؤ لنگی بولا کہ راست ہے مجھکو منظور ہے جو کچھ تیری درخواست ہے سعد کے بند
کھلوا دیے سعد نے یہ سب حال سبھوں سے بیان کیا مرزبان نے گرز اُٹھا کر سعد پر مارا سعد نے خالی دیکر مرزبان کے
دونوں بازو پکڑ لیے اور نعرہ کر کے سر پر اُٹھا لیا کئی ہاتھ سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر زمین پر دے مارا مرزبان نے چاہا کہ اُٹھے
گاؤ لنگی نے کہ منصف مزاج تھا مرزبان کو گرز مار کر مار ڈالا اور سعد کو احسنت و آفرین کر کے گلے سے لگایا اور اپنے پہلو
میں تخت پر بٹھلایا اور کہا کہ اے فرزند یہ تیرا گھر ہے خاطر جمعی سے رہ میں تجھکو رخصت کرتا مگر اسواسطے رکھتا ہوں کہ
حمزہ تیرے واسطے یہاں ضرور آویگا تیرے دیکھنے کے لیے وہ یہاں آنیکی مشقت ضرور اُٹھاویگا اور میں مدت سے

حمزہ کا مشتاق ہوں پس تیرے سبب سے حمزہ سے ملاقات ہوگی بہت خوش ہونگا جب مجھ سے اُس سے بات ہوگی سعد
گاؤ لنگی کی اُلفت و محبت دیکھ کر بجوشی رہنے لگا اُسکے التفات کا شکر ہر دم کرنے لگا بدیع الزمان نے جو سعد کے گھوڑے کو
خالی اور رجادو کے گھوڑے کو مرا دیکھا حیران ہوا اس حال کو دیکھ کر بہت پریشان ہوا کہ سعد کہاں گیا ادھر اُدھر خوب سی
تلاش کی مگر کہیں ٹھکانا نہ لگا دست پاچہ ہو کر یاروں سے کہا کہ بڑا غضب ہوا سعد غائب ہے مجھکو اُسکی تلاش واجب ہے امیر
ہنوز رستم کے ماتم سے فارغ نہیں ہوے ہیں سعد کے گم ہونیکی جو خبر سن لینگے تو اور بھی حال اپنا زبوں کرینگے فرط غم و الم سے جگر
اپنا خون کرینگے چلیے سعد کو تلاش کر کے آیا چاہیے قیاس چاہتا ہے کہ یہ بدذاتی مرزبان کی ہے خیر کیا مضائقہ ہے اگر اللہ
چاہے تو وہ میرے ہاتھ سے بڑی ذلت اور خفت اُٹھائے یہ کہکر سعد کی تلاش میں نکلا کئی دن کے بعد ایک شہر نظر آیا معلوم ہوا
کہ یہاں کا حاکم طاؤس باختری داماد دوم گاؤ لنگی ہے یاروں سے کہا کہ سعد کو یہاں دریافت کرنا ضروری ہے شاید مرزبان
نے یہاں لاکر رکھا ہو یہ سوچکر ایک نامہ طاؤس باختری کو لکھا کہ اے طاؤس باختری آگاہ ہو کہ سعد نامے میرے بھتیجے کو مرزبان
قرسب کر کے لے آیا ہے میرے گمان میں ہے کہ اُسکو یہاں چھپایا ہے اگر تیرے پاس لاکر رکھا ہو تو اُسکو میرے پاس بھیجدے اور
مرزبان کو بھی باندھ کر میرے یاروں کے حوالے کر نہیں تو تیرے ملک کو بے چراغ کر دونگا اور تجھ کو بھی ذلیل کرونگا فقط ہر دم
بردعی نے جاکر طاؤس باختری کے ہاتھ میں نامہ دیا اُسنے پڑھکر پھاڑ ڈالا ہر دم نے گرز گھماکر اس زور سے طاؤس باختری
کو مارا کہ تخت اسکا تختہ تابوت ہو گیا کفار نے ایک ہنگامہ برپا کیا اور ہر دم کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہر دم نے گرز گھمانا
اور کفار کو مارنا شروع کیا بدیع الزمان یہ خبر سنکر یاروں سمیت ہر دم کی مدد کو دوڑے اور کفار کو طعمۂ نہنگ شمشیر کرنے لگے
جب صدہا کفار مارے گئے بقیۃ السیف نے امان مانگی بدیع الزمان نے انکو امان دی اور کفار کے سروں کو کاٹ کر ڈھیر کردیا اور سب کے
اوپر طاؤس باختری کا سر رکھا اور وہاں سے آگے کو چلے دو دن کے بعد تیسرے شہر میں پہونچے وہاں تیسرا داماد گاؤ لنگی کا حکومت
کرتا تھا اُسکو بھی بدیع الزمان نے مضمون سابق خط لکھکر ہر دم بردعی کے ہاتھ بھیجا اور وہ بھی بقصور بے اعتدالی ہر دم
کے ہاتھ سے مارا گیا اور بدیع الزمان نے جاکر اس شہر کے سکنہ کو زیر و زبر کیا اور بقیۃ السیف کو امان دیکر آگے کو روانہ ہوا
چند روز میں شہر رخام میں پہونچا اور نامہ مضمون بالا گاؤ لنگی کے نام لکھکر ہر دم کے ہاتھ بھیجا اور زبانی پیام دیا کہ اگر میرے
کہنے پر عمل نہ کریگا تو میرے ہاتھ سے بے موت مریگا ہر دم نے دیکھا کہ ایک ہی تخت پر گاؤ لنگی و سعد بیٹھے ہوے ہیں ہر دم
گاؤ لنگی کا قد و قامت دیکھ کر متحیر ہوا کہ اس قدر کا آدمی بھی خدا نے پیدا کیا ہے کہ جسکے دیکھنے سے خوف آتا ہے گاؤ لنگی نے
ہر دم کو سمجھا دیکھ کر بکمال نرمی و اخلاق کہا کہ ہر دم خوش آمدی بیا خانہ تست یہ کہکر بملائمت اُس سے کہا کہ اگرچہ بدیع الزمان
نے میرے دو داماد کو مارا ہے مگر میں بپاس حمزہ اُنکے خون سے درگذرا باوجود قدرت کے اُن سے انتقام نہ لیا ہر دم اخلاق
گاؤ لنگی کا دیکھ کر بکمال خجل ہوا کہ اسکا یہ اخلاق اور نامہ کا وہ مضمون مگر مجبور نامہ بغیر دیے نہ بنتا تھا کہ نامہ بر ہو کے گیا تھا نامہ گاؤ لنگی
کے ہاتھ میں دیا اور پیام زبانی بھی ادا کیا گاؤ لنگی نامہ پڑھ کر سعد سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے سعد میں نے تمھارے ساتھ

کیا بُرائی کی ایسی کیا اذیت دی کہ جسکے عوض میں تمہارے چچا نے اسطرح کا نامہ لکھا ہے کہ اُسکے پڑھنے سے مجھکو ملال ہوا سعد نے کہا کہ وہ تو واقف نہیں ہیں کہ تم نے اس لطف و کرم سے مجھکو رکھا ہے اگر ایسا جانتے تو ہرگز ایسا نہ لکھتے گاؤلنگی بولا کہ البتہ یہ بات بھی سچ ہے ہردم کو خلعت دیکر کہا کہ اچھا تم جاؤ اور میری طرف سے بدیع الزمان کو بعد سلام کے یہ پیغام سناؤ کہ فی الحقیقت سعد کو مرزبان دغا سے لایا تھا میں نے اُسکو اُس قصور پر جہنم واصل کیا اور سعد کو تا آنے حمزہ کے اپنا مہمان کیا اور کہا آپ یہاں آرام فرمایئے ہرگز نہ گھبرایئے کہ مجھکو حمزہ سے ضرورت داعی ہے پس تم بھی تا آنے حمزہ کے سیر و شکار میں مصروف رہو رسد تمہارے واسطے پہونچا کریگی اور اگر مجھ سے لڑنیکا قصد کروگے تو انجام اُسکا پشیمانی ہے بدیع الزمان نے پیام گاؤلنگی کا سنکر کہا کہ نقارہ کوچ کا بجایا جائے میدان میں افوج کا جمایا جائے میں بھی کھڑے کھڑے سعد کو اُس سے لونگا کوئی عذر اُسکا نہ سنونگا ہرگاہ بدیع الزمان مع فوج قلعہ کے متصل پہونچے گاؤلنگی نے سعد سے کہا کہ معلوم ہوا کہ بدیع الزمان محض نادان ہے بہرحال تم قلعہ کے برج میں بیٹھکر تماشا دیکھو میں تنہا جاکر بدیع الزمان کو گوشمالی دے آتا ہوں یہ کہکر گاؤلنگی نرگاؤ پر سوار ہو کے قلعہ سے نکلا تمام یاروں نے بدیع الزمان کو منع کیا کہ آپ گاؤلنگی سے نہ لڑیں مگر بدیع الزمان نے نہ مانا گھوڑے کی باگ اُٹھائی لندھور نے گھوڑے کی باگ پکڑ کے کہا کہ آخر ہم کس دن کے لیے ہیں ہرچند بدیع الزمان نے انکار کیا لیکن لندھور نے نہ مانا خود جاکر گاؤلنگی سے مقابلہ کیا گاؤلنگی نے پوچھا کہ اے جوان اپنا نام و نشان بتا کہ تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے اور تیرا کہاں مقام ہے بولا کہ خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان گرد میرا نام ہے ہرچند اٹھارہ ہزار جزیرے کا بادشاہ ہوں لیکن امیر حمزہ کا غلام ہوں گاؤلنگی بولا کہ آوازہ تیرا میرے کان تک پہونچا تھا اچھا لا کیا حربہ رکھتا ہے لندھور نے کہا کہ حمزہ کے آئین و مذہب میں پیشدستی منع ہے پہلے تو حربہ کر پیچھے میں سمجھ لونگا جو کچھ مجھ سے بن آئیگا کرونگا یہ سنکر گاؤلنگی نے ایک گرز بقوت تمام لندھور کے سر پر مارا لندھور نے بمشقت تمام اُسکے گرز کو رد کیا اور اپنی جگہ پر قائم رہا گاؤلنگی نے کہا کہ اب تو وار کر لندھور نے کہا کہ ابھی دو حملے تو اور کرے تو میں جواب دونگا گاؤلنگی نے تعریف کرکے کہا کہ اے لندھور سچ ہے کہ تو بڑا بہادر ہے نہیں تو آج تک کوئی میرا گرز کھا کر سامنے میرے قائم نہیں رہا اچھا تو جاکر اپنے خیمے میں آرام کر دوسرے پہلوان کو بھیج لندھور نے کہا کہ میں بے پھیرے تیرے خیمے کیطرف منہ نہیں پھیر سکتا گاؤلنگی نے قبول کیا اور میدان سے پھر گیا ملک لندھور اپنے خیمے میں آیا یہ حال سب کو سنایا ہرگاہ پھر گاؤلنگی میدان میں آکر للکارا مالک اشتر اُس سے مقابل ہوا اور گرز کھا کر سُست ہوا گاؤلنگی نے دوسرا پہلوان طلب کیا سر برہنہ تیغشی میدان میں آیا نہایت دلاوری سے گھوڑا کودایا گاؤلنگی نے کہا کہ اے پہلوان سپر سر کی پناہ کر میں گرز مارتا ہوں سر برہنہ تیغشی بولا کہ میں سر ہی پر گرز کو روکا کرتا ہوں ایسے حربوں سے نہیں ڈرتا ہوں تو حربہ کر گاؤلنگی نے گرز گھما کر جو مارا سینہ سر برہنہ تیغشی کا صندوق سر ہو گیا دیوانہ تیغشی نے جاکر مقابلہ کیا گاؤلنگی نے ضرب گرز سے اُسکو بھی مع اسپ پست کیا اُسکو بھی زیردست کیا اور بیل پر سے اُتر کر دونوں

لاشیں لیجا کر بدیع الزمان کے سامنے رکھ کر بولا کہ اے شاہزادے تونے یہ دو پہلوان قوی ہیکل عبث میرے ہاتھوں برباد کروائے مفت میں جان سے مروائے اور مجھ کو اپنے باپ سے شرمندہ کیا بہر حال جو ہوا سو ہوا اب بھی لڑنے سے باز آ اور جنگ کا ارادہ ہرگز اپنے دل میں نہ لا اور اگر تجھ کو میرا قتل کرنا منظور ہے تو میں اسی واسطے تنہا آیا ہوں لے مجھ کو مار شوق سے میرا سر میری گردن سے اُتار بدیع الزمان نے کہا کہ میں جلاد تو ہوں نہیں کہ بے بس کر کے ماروں تو ہتھیار باندھ کر میرے سامنے آ تا میں ابھی جوہر تجھے معلوم ہو گا ڈولنگی مجبور مسلح ہو کر اپنے بیل پر سوار ہوا اُسکے مقابلہ کو تیار ہوا اور شاہزادے کے سامنے آکر بہت عذر کرنے لگا کہ امیر کے غائبانہ جنگ کرنا اچھا نہیں ہے حمزہ کے روبرو ارمان نکال لینا بدیع الزمان کب مانتا تھا آخر گاؤلنگی نے گرز بدیع الزمان کو مارا بدیع الزمان نے اُسکو رد کیا اور کہا کہ دو حملے اور کر گاؤلنگی نے دو حملے اور کیے شاہزادے نے اُنکو بھی رد کیا تب تو گاؤلنگی بر سر حساب ہو کر شاہزادے کی تعریف کرنے لگا اور کہا کہ دعوی جنگ کا غلط نہ تھا بدیع الزمان نے گرز اُٹھا کر گاؤلنگی پر اس زور سے مارا کہ اُسکے صدمہ سے گاؤلنگی کا بیل مر گیا اور گاؤلنگی کے ہر بن مو سے عرق ٹپکنے لگا شاہزادہ اپنے مرکب سے کود کر شام تک گاؤلنگی سے گرز بگرز تیغ بہ تیغ نیزہ بہ نیزہ لڑا کیا معرکہ قتال میں داد شجاعت دیا کیا یہ خبر امیر کو ہوئی کہ مرزبان سعد کو دغا سے پکڑ لے گیا اور بدیع الزمان اُسکے تعاقب میں تا رخام پہونچا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ میں تو جب تک ہرمن شیر گرداں کی مہم سر نہ کرونگا تب تک یہاں سے نہ ٹلونگا لیکن تم جا کر میرے فرزندوں اور یاروں کی خبر لاؤ عمرو بن امیہ ہوا کے مانند وہاں سے ہوا ہوا اور بہت جلد رخام میں پہونچا دیکھا کہ بدیع الزمان اور گاؤلنگی سے لڑائی ہو رہی ہے با خود ہا تیغ آزمائی ہو رہی ہے سرداران لشکر دوڑ کر عمرو سے بغلگیر ہوئے گاؤلنگی نے عمرو کو دیکھا ہاتھ لڑائی سے کھینچا اور عمرو سے باتیں کرنے لگا عمرو نے کہا کہ فضل الٰہی سے آپ کوتاہ قامت ہیں اس سے بات سنائی نہیں دیتی آپکے پاس آکر بیٹھوں تو آپ کے کلام سے محظوظ ہوں یہ کہکر ایک جست کر کے گاؤلنگی کے ہاتھ پر جا بیٹھا اور کہنے لگا کہ میں نے تیری جوانمردی کا شہرہ جب سے سنا تھا تب سے تیرے دیکھنے کا مشتاق تھا مگر بڑا تعجب ہے کہ تو امیر کے غائبانہ امیر کے فرزند سے لڑتا ہے اور امیر کے پہلوانوں کو شہید کرتا ہے گاؤلنگی بولا کہ میرا اسمیں کچھ قصور نہیں ہے کوئی بات امیر کے خلاف کروں یہ ہرگز میرا مقدور نہیں ہے جو کچھ کیا شاہزادے کے اصرار نے کیا ورنہ میں نے کیا کیا غدر نہیں کیا اور نہایت عجز کرتا رہا کہ میرے کلام کا تمام لشکر امیر کا گواہ ہے اب تم آئے ہو خدا کے لیے شاہزادہ کو منع کر دو مجھ کو امیر سے خجالت نہ ہووے عمرو نے بدیع الزمان کو سمجھا کر رزمگاہ سے پھیرا اور آپ گاؤلنگی کے ساتھ قلعہ میں گیا ہر چند عمرو نے رخصت طلب کی مگر گاؤلنگی نے نہ مانا اُس شب کو اپنے یہاں مہمان رکھ کر کہا کہ میں آج تمہارا تماشا دیکھا چاہتا ہوں مجھ سے لوگوں نے تمہاری تعریف زیادہ از حد بیان کی ہے یہ کہکر کھانا منگوا کے مع سعد و عمرو نوش جان کیا اور شراب و کباب کھا پی کے کہا کہ اور تو تجھ میں سب خوبیاں ہیں مگر ایک عیب ہے کہ تو داڑھی منڈواتا ہے اپنے اس فعل قبیح سے مردوں کے سامنے نہیں شرماتا ہے عمرو بولا کہ سات سو درم اپنی داڑھی کا بھی خراج دلوایئے اس دن

واجب الادا کے دینے میں ہرگز دیر نہ لگائیے ورنہ یہ داڑھی روئے مبارک پر نہ ہوگی گاؤلنگی نے کہا سچ ہے میں تجھکو مرد
جانونگا جب تو میری داڑھی مونڈیگا اور میں ہرگز آزردہ نہ ہونگا عمرو بولا کہ کیا داڑھی مونڈنا مجھکو مشکل نہیں ہے بہت
اچھا آج میں رات کو آپ کی داڑھی مونڈونگا خبردار رہیےگا اس بات سے بہت ہشیار رہیےگا گاؤلنگی ارکان دولت کو
رخصت کرکے تنہا تخت پر بیٹھکر شراب پینے لگا غرض یہ تھی کہ جاگ کر سحر کر دیجیے کسی طرح سے غفلت نہ کیجیے ایسا نہ ہو
کہ عمرو غافل پاکر اپنے کہے پر عمل کرے عمرو کی سنیے اُسنے دیکھا کہ گاؤلنگی تنہا تخت پر بیٹھا ہے اور شراب پی رہا ہے
تاج سر پر رکھکر اُسکے قریب آیا اور باتونمیں بہلایا پھر چند مثقال دارو بیہوشی صراحی میں ڈالدی دانشمندی سے
ایسی چالاکی کی گاؤلنگی نے تین چار جام پیے تھے کہ بیہوش ہوکر تخت پر گرپڑا عمرو نے نصف داڑھی مونڈکر گاؤلنگی
کو ہوش میں لاکے دور سے سلام کیا اور کہا کہ ذرا آئینہ دیکھیے گاؤلنگی نے جو آئینہ دیکھا تو نصف داڑھی منڈی پائی
عمرو کی تعریف کرکے بولا کہ حقیقت میں تو شاہ عیاران روزگار ہے جیسا میں نے سنا تھا اُس سے زیادہ پایا مگر
اب کوئی تدبیر ایسی کیا چاہیے کہ داڑھی بدستور میرے منھ پر ہو جائے کوئی اس بات سے اطلاع نہ پائے نہیں تو ارکان دولت
کے روبرو سخت مجھکو خجالت ہوگی عمرو نے وہ نصف بھی مونڈ ڈالی اور داڑھی جعلی زنبیل سے نکالکر اُسکے چہرے
پر لگادی مثل اصلی داڑھی کے بنادی اور کہا کہ جبتک گرم پانی سے نہ دھوئیےگا یہ داڑھی قائم رہیگی مخلوق اسکو ہرگز
داڑھی جعلی نہ کہیگی گاؤلنگی نے جو آئینہ دیکھا تو واقعی داڑھی بدستور چہرے پر موجود ہے جب صبح ہوئی گاؤلنگی نے
سر دربار سات سو تھان خلعت پر اضافہ کرکے عمرو کو دیے اور رخصت کیا عمرو نے وہاں سے آکر بدیع الزمان کو
بخوبی سمجھا دیا کہ جب تک امیر نہ آویں یہاں تشریف نہ لاویں خبردار خبردار گاؤلنگی سے نہ لڑنا یہ کہکر امیر کے پاس
روانہ ہوا کئی دن میں پہونچکر تمام کیفیت مفصل بیان کی یہاں کے حال سے اُنکو خبر دی امیر نے دیوانہ حبشی سر برہنہ حبشی
کے لیے بہت غم کیا اُن دونوں کا بڑا ماتم کیا صبح کو اہرمن شیرگردان کوس جنگ بجواکر میدان میں آیا بہت سے کلمے فخر کے زبان پر
لایا امیر بھی صف آرائی کرکے اہرمن شیرگردان سے مقابل ہوے امیر پر اُسنے گرز چلایا امیر نے اُسکو خالی دیکر فرمایا کہ اور
دو حملے کرلے اُسنے جھنجھلا کر اس زور سے گرز مارا کہ اشقر فریاد کرنے لگا الغرض تیسرا حملہ بھی جب کرچکا امیر نے پہلے ہی اُسکے مرکب
کو پہچان کیا اور خود اشقر پر سے کود کر اُسکے مقابل ہوے تھوڑی دیر تلک گرز چلا بعد ازاں تلوار چلی پھر نیزہ بازی کرکے
کمند کے پیچھے ایک نے دوسرے پر پھینکے لیکن کسی سے باندھا نہ گیا شام ہوتے سے دونوں لشکر اپنے اپنے خیمہ گاہ کیطرف
پھرے دوسرے دن بھی لڑتے لڑتے شام ہوگئی اور کوئی کسی پر غالب نہ ہوا تیسرے دن بھی علی ہذا القیاس چوتھے
دن امیر نے نعرہ کرکے اُسکو سر پر اٹھالیا اور چرخ دیکر زمین پر دے مارا اور عمرو سے کہا کہ باندھ لے عمرو اہرمن کو باندھ کر لے گیا
اور امیر تلوار کھینچکر اُسکے لشکر میں گھسے جو مسلمان ہوا اُسکو امان ملی باقیماندہ تہ تیغ بیدریغ کیے گئے یاروں نے عمرو سے
کہا کہ امیر اہرمن کو بھی نہ مارینگے تو رستم کے خون کا قصاص کر عمرو نے اُسیدم سیسہ گرم کرکے اُسکے کانوں میں ڈالدیا

وہ مردک واصل جہنم ہوا امیر نے اگر عمرو سے فرمایا کہ اہرمن کو میرے سامنے لاؤ عمرو نے کہا کہ اُس سے خون رستم کا قصاص لیا گیا امیر چپکے ہو رہے دوسرے دن امیر نے فرمایا کہ آدم خورے جو قلعہ بند ہوئے ہیں انکو مع قلعہ سرنگ لگا کر اُڑا دو عمرو نے فی الفور سرنگ کھدوا باروت بچھا قلعہ کو اُڑا دیا امیر کے کہنے پر عمل کیا جتنے آدم خورے تھے سب فی النار والسقر ہوئے امیر نے اہرمن شیر گردان کی لڑائی فتح کر کے کوچ کیا چند روز میں رخام کے متصل پہونچے گاؤلنگی نے امیر کے آنیکی خبر سنکر سعد کو لباس فاخرہ پہنا کے با تحائف و سوغات امیر کے پاس بھیجدیا اور اُنکے ہمراہیوں کو بھی نقد و جنس دیکے بہت خوش کیا امیر نے سعد کو گلے سے لگایا اور گاؤلنگی کے سلوکات سنکر بہت راضی و شاکر ہوئے صبح کو گاؤلنگی کوس حربی بجا کر میدان میں آیا معرکہ قتال میں اپنی فوج کا پرا جمایا امیر بھی مسلح ہو کر رزمگاہ میں گئے گاؤلنگی نے امیر کو کوتاہ قامت دیکھ کر گمان دوسرے پہلوان کا کیا کہنے لگا کہ اے پہلوان مجھ کو کام حمزہ سے ہے تجھ سے سروکار نہیں ہے ایسے ایسے پہلوانوں سے لڑنا میرا شعار نہیں ہے تو جا حمزہ کو بھیجدے کہ وہ آکر میرا مقابلہ کرے امیر نے فرمایا کہ حمزہ بن عبد المطلب میں ہی ہوں گاؤلنگی بولا کہ یا امیر میں سمجھا تھا کہ تم مجھ سے طویل القامت قوی ہیکل ہو گے اسی قد و قامت پر تم نے ہزاروں پہلوان گردنکش کو خستہ و مطیع اور قاف میں دیوان زبردست کو زیر دست کیا ہے امیر نے فرمایا کہ اگر میں ضعیف الجثہ ہوں تو کیا ہوا میرا باور تو بہت بڑا توانا ہے جسکے سامنے آسمان و زمین کا وجود کچھ اصل نہیں رکھتا ہے ہاں کیا حربہ رکھتا ہے لا میرے سامنے آکر ذرا اپنی جوانمردی دکھا گاؤلنگی نے کہا کہ پہلے تم حربہ کرو میں تمھاری قوت کو دیکھوں کہ کیسی ہے امیر بولے کہ ہم خدا پرستوں میں سبقت کرنیکا دستور نہیں ہے گاؤلنگی نے متواتر متوالی تین حربے امیر پر کیے امیر کے ہر بن مو سے عرق تو نکل آیا مگر مردانہ وار سامنے اُسکے قائم رہے پیچھے پاؤں نہ ہٹایا گاؤلنگی بکمال متعجب ہوا کہ اسقدر قوت ہے اللہ کی قدرت ہے بارے امیر نے گیارہ سو منی گرز گاؤلنگی پر اس زور سے لگایا کہ اُسکی دھمک سے گاؤلنگی کی سواری کا بیل مرگیا اور اُسپر بھی صدمہ آیا گاؤلنگی نے چاہا کہ امیر کے مرکب کو بھی پے کرے امیر کود کر اُسکے سامنے ہوئے گاؤلنگی نے دو تلواریں امیر کو ماریں اگرچہ چار انگل سپر امیر کی کٹ گئی مگر اُسکی بھی تلوار ٹوٹ گئی شمشیر اُسکے قبضے سے چھوٹ گئی گاؤلنگی نے قبضہ پھینک کر امیر کی کمر میں ہاتھ ڈالا امیر نے اُسکی دوال کمر بھتامی شام تک بایکدیگر زور ہوا گاؤلنگی نے کہا کہ یا امیر شب استراحت کے لیے ہے اسوقت آرام کیجیے اب مجھ کو مہلت دیجیے صبح کو جو ہونی ہوگی سو ہوگی امیر نے فرمایا کہ بے یکسوئی کیے میں نہیں پھرنیکا دونوں کے مطبخ سے کھانا آیا بایکدیگر بیٹھ کر کھانا کھایا اور چند شراب کے ساغر پیکر مشعلونکی روشنی میں پھر نبرد کرنے لگے راوی لکھتا ہے کہ اکیس شبانہ روز برابر امیر و گاؤلنگی لڑے دونوں شخص خوب میدان میں اڑے کوئی فن سپاہگری کا ایسا نہ تھا کہ طرفین سے باقی رہگیا ہو آخر بائیسویں دن امیر نے گاؤلنگی سے فرمایا کہ کوئی فن سپاہگری کا باقی نہیں رہا اب تم ہمارا لنگر اُٹھا دو اور ہم تمھارا جس سے جسکا لنگر اُٹھ جائے وہ حلقۂ اطاعت میں درآئے گاؤلنگی نے بخوشی تمام قبول کیا اور ہنسکر امیر کو

جواب دیا اور کہا کہ یا امیر اس شرط سے تم چوکے اور بڑی خطا کی جو یہ شرط ٹھہری میدان میں دو دو بڑے بڑے عظیم الشان درخت
جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیتا ہوں تنکے کیطرح جڑ سے اکھیڑ لیتا ہوں آپکا لنگر ان درختوں سے زیادہ نہیں ہے امیر نے فرمایا
کہ اچھا کیا مضائقہ ہے ابھی معلوم ہوا جاتا ہے گاؤ لنگی نے اسقدر زور کیا کہ انگلیاں پھٹ کر خون نکل آیا اور
ناک و کان سے بھی خون جاری ہوا غش اُسکے اوپر طاری ہوا لیکن امیر کا لنگر اُٹھ نہ سکا امیر کا لنگر زمین میں دھنس
گئے گاؤ لنگی سست ہو کر بولا کہ یا امیر مجھ میں جہانتک زور تھا کر چکا امیر نے فرمایا کہ ہوشیار ہو جا میں نعرہ کرتا ہوں
وہ بولا کہ جتنا جی چاہے اُتنا شور و غل کیجیے میں لڑکا تو ہوں نہیں کہ دہل جاؤنگا تمھاری آواز سے خوف کھاؤنگا
امیر نے نعرہ اللہ اکبر جو کیا سولہ کوس تک دشت کانپ گیا اور گاؤ لنگی کو سر پر اُٹھا کے چرخ دے کے بسہولت
زمین پر رکھ دیا اُسکا سب دعویٰ باطل کر دیا پھر عمرو سے فرمایا کہ اسکو باندھ لے اب اسکو ذرا مہلت نہ دے گاؤ لنگی
بولا کہ امیر مجھے باندھتے کسواسطے ہو میں تو آپکے رشتۂ اطاعت میں بندھا ہوا ہوں امیر نے فرمایا کہ تو پھر اسلام
قبول کر اُسنے اُسیدم بصدق دل کلمہ پڑھا امیر نے اُسکو گلے سے لگایا اور سب کو اُسکے مسلمان ہونیکا مژدہ سنایا
اور خیمے میں لیجا کر تمام پہلوانوں سے ملوایا گاؤ لنگی امیر کو مع یاروں کے اپنے شہر میں لے گیا اور چالیس دن
امیر کو جشن میں مشغول رکھا

روانہ ہونا امیر کا باختر کیطرف اور قتل کرنا کاخ باختر نامے وہانکے بادشاہ کو

راوی لکھتا ہے کہ بعد جشن کے امیر نے گاؤ لنگی سے پوچھا کہ اب یہاں سے آگے کون شہر ہے اُسنے کہا کہ کاخ باختر
شہر ہے اور باختر اُس شہر کا نام ہے بہت اچھا مقام ہے مگر کاخ باختر وہانکا بادشاہ آدمخوار اور ایک سو ساٹھ گز کا
قد اور پہلوانی میں ضرب المثل ہے جرأت اور بہادری میں بھی بے بدل ہے ہرگاہ وہ میرے شہر میں آتا ہے میں اُسکے خوف سے
لڑکے بالے لیکر پہاڑ پر بھاگ جاتا ہوں اُسکے ظلم سے اپنی جان بچاتا ہوں کہ وہ مجھ سے کہیں زبردست ہے گویا وہ
ایک فیل مست ہے اور علاوہ اسکے خود بھی جادوگر ہے اور رفیق بھی اُسکے جادوگر ہیں اس فن میں بڑے ہنرور ہیں امیر نے فرمایا
کہ میں جادوگروں اور آدمخواروں اور کافروں کا دشمن ہوں ان سب کافروں کا غرور شکن ہوں جبتک اُسکا قلع قمع نہ کرونگا
چین مجھکو نہ آویگا بے قتل کیے میرا دل تسکین نہ پائیگا بقول بزرجمہر فراش دین میرا لقب ہے یہ کہکر امیر نے گاؤ لنگی سے
فرمایا کہ اچھا خدا حافظ ہے میں رخصت ہوتا ہوں گاؤ لنگی نے عرض کی کہ یا امیر جیتے جی تو آپکے قدموں سے میں
جدا نہیں ہوتا مجھکو آپ چھوڑ کے کہاں جاتے ہیں امیر نے کہا کہ اگر یہی مرضی ہے تو بسم اللہ میرے ساتھ ہو
گاؤ لنگی نے اپنے بڑے بیٹے کو کہ نام اُسکا ریل گاؤ لنگی تھا اپنا ولیعہد کیا اپنے سب کاروبار کا اُسکو اختیار دیا
اور خود امیر کے ہمراہ ہوا چند عرصے میں باختر کی سرحد میں پہونچے اور چار کوس کے فاصلے پر اُترے کاخ باختر

کو نامہ لکھا کہ اے کاخ باختر یہاں حاضر ہو کر مسلمان ہو میرا تابع فرمان ہو نہیں تو اس خرابی سے تجھ کو مارونگا ایسا ذلیل و خوار کرونگا کہ چرند و پرند تیرے حال پر نالہ و فریاد کرینگے جب عمرو بن امیہ نامہ لیکر گیا اور اُسکو خبر ہوئی کہ حمزہ نامے خدا پرست نے نامہ بھیجا ہے حکم کیا کہ نامہ بر آوے مجھ کو لاکر دکھاؤ عمرو نے کہا کہ اُس سے کہو کہ اپنی عقل کے ناخن لیوے یہ نامہ کسی ایسے ویسے دبڑ و گھسڑ و کا نہیں ہے کہ تیرے پاس بھیجدوں اور خود لیکر نہ آؤں کاخ باختر نے کہا اچھا حاضر ہونے دو عمرو نے بارگاہ میں جاکر کاخ باختر کے قد و قامت کو دیکھ کر خدا کی قدرت پر عش عش کیا اور نامہ کاخ باختر کے ہاتھ میں دیا اُسنے تھوڑا ہی سا پڑھا تھا کہ مارے غیظ کے منہ اُسکا تمتما گیا حکم دیا کہ ہاں اس نامہ بر کو پکڑ لو اس کو جانے نہ دو عمرو نے ٹوپی جھاڑ کر سر پر رکھی اور سب کی نظروں سے غائب ہوا چلتے وقت ایک دھول مار کے کاخ باختر کے سر سے تاج اُتار کے زنبیل کے حوالہ کیا وہ تاج اپنی چالاکی سے لیا اور با آواز بلند کہا کہ مجبور ہوں میرے آقا کا حکم نہیں ہے نہیں تو قرار واقعی تجھ کو سزا دیتا جتنے لوگ حاضر تھے سبھوں نے بالاتفاق کہا کہ ہم نے ایسا آدمی نہیں دیکھا جیسا یہ نامہ بر تھا یہ فرشتہ تھا یا بشر تھا کاخ باختر بولا کہ کل اس نامہ بر کے آقا سے اسکا عوض لونگا عمرو نے آکر امیر سے تمام سرگذشت بیان کی اس حال سے انکو اطلاع دی رات تو امیر نے عبادت میں کاٹی جب صبح ہوئی اور کاخ باختر طبل جنگ بجوا کر میدان میں آیا اپنی فوج کو معرکہ میں لایا امیر بھی مسلح ہو کر رزمگاہ میں گئے کاخ باختر نے امیر سے کہا کہ اے ضعیف القویٰ میں نے تجھ کو نہیں بلایا ہے تو میرے سامنے کیوں آیا ہے میں حمزہ کا طالب ہوں امیر نے فرمایا کہ حمزہ میرا نام ہے بولا کہ تو نے اس ضعیف جثہ پر تمام عالم کو مسخر کیا ہے مگر تو جادوگر ہے امیر بولے کہ میں جادوگر اور جادو پر لعنت کرتا ہوں میرا خدا بہت قوی اور توانا ہے جو مجھ کو مظفر اور منصور کرتا ہے لا کیا حربہ رکھتا ہے اُسنے گرز گھما کر امیر کے اوپر چلایا امیر جہاں کھڑے تھے وہاں سے ہٹ کھڑے ہوے گرز زمین پر گر گئی بلکہ زمین اُسکے صدمے سے دھنس گئی اور پانی نکل آیا اُسنے دوسرا گرز مارا امیر نے اُسکو بھی خالی دیا کچھ اُسکے حربے نے ضرر نہ کیا جب تیسرا گرز مارا امیر نے اُسکو ڈھال پر روکا اُسکے صدمے سے تا بزانو امیر زمین میں دھنس گئے کاخ باختر بولا کہ مارا اور پست کیا ایسے زبردست کو زیردست کیا امیر نے گرد میں سے نکلکر فرمایا کہ او حرامخور کسکو مارا اور پست کیا میں تو تیرا حریف موجود ہوں یہ کہکر ایک ہاتھ حمائل کا مار کے اُسکو زمین پر گرا دیا کاخ باختر سر ٹپک کر مر گیا کاخ باختر کی فوج امیر پر آ گری امیر نے دونوں ہاتھوں سے تلواریں مارنی شروع کیں جب قلیل سی فوج باقی رہ گئی بھاگ کر قلعہ بند ہوئی عمرو نے بموجب حکم امیر سرنگ دوڑا کر قلعہ کو اُڑا دیا دم بھر میں خاک سیاہ کیا جتنے آدمخوار تھے طعمۂ آتش فنا ہوے راہی ملک بقا ہوے بعد ازاں امیر وہاں سے کوچ کر کے ارعاش کے شہر میں آئے وہاں کی سیر کر کے ارعاش کے شہر میں تشریف لائے ارعاش امیر کے آنیکی خبر سنکر قلعہ سے نکلا امیر نے دیکھا کہ ایک سو اسی گز کا قد اور بڑا ہی قوی ہیکل ہے ہرگاہ اُسنے امیر پر گرز چلایا امیر کود کر دوسری طرف جا کھڑے ہوے گرز اُسکا زمین پر گرا اتنا قطعہ زمین کا دھنس گیا اُس نے جھک کر چاہا کہ گرز اٹھاوے پھر اسی گرز کو اُٹھا کر امیر پر چلاوے امیر نے

بسم اللہ کر کے ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ ارعاش دو ٹکڑے ہوگیا فوراً جان سے گذر گیا فوج اسکی یہ سانحہ دیکھ کر قلعہ بند ہوئی ہر طرح سے عاجز اور مستمند ہوئی عمرو بن امیہ نے بارود سرنگ میں بچھا کر اس قلعہ کو بھی اُڑا دیا سب ملک و مال ارعاش کا برباد کیا جتنے آدمخوار تھے سب جہنم واصل ہوے

روانہ ہونا امیر کا نیستان کیطرف اور قتل کرنا نیستان سنگ انداز خونخوار وہاں کے حاکم کو

راوی کہتا ہے کہ امیر نے بعد استیصال ارعاش گاؤ لنگی سے پوچھا کہ اب اسکے آگے کون شہر ہے اُسنے عرض کی کہ نیستاں ہے اور وہ بڑا ایک شہر عظیم الشان ہے اور وہاں کے حاکم کا نام سنگ انداز خونخوار نیستاں ہے اور فوج بھی اُسکی بہت جرار اور دلاور ہے اور قد اسکا ایک سو تیرہ گز کا گرز ہے دو آنکھیں اُسکی مثل تنور روشن ہیں اور لشکر بھی اُسکے پاس بہت سا ہے اور راہ ایسی تنگ ہے کہ دو آدمی برابر جا نہیں سکتے ہیں جانور وہاں دخل نہیں پا سکتے ہیں اور دو رویہ زمین سے شعلے آگ کے نکلتے ہیں جسکی گرمی سے پہاڑ تک پگھلتے ہیں امیر نے ان باتوں کا خیال نہ کیا اور نیستاں کیطرف روانہ ہوے جب امیر اُس مقام پر پہونچے لشکر امیر کا تاب نہ لا سکا وہ شدت نہ اُٹھا سکا آگ کی گرمی سے لوگ مرنے لگے اسوقت امیر نے کمند خواجہ خضر کی زمین پر ڈالی اور فرمایا کہ اُسکے سرے کو پکڑ کے چلے آؤ اب کچھ اپنے دلمیں وسوسہ نہ لاؤ راوی لکھتا ہے کہ تمام سپاہ امیر کی مع مرکب جل گئی ایک شتر پر ایک پہلوان اور تین سو سپاہی کمند کو پکڑ کے اس دریاے آتش سے پار ہوے باقی سب راہی ملک عدم ہوے بارے بہزار خرابی امیر متصل شہر کے پہونچے نیستان سنگ انداز خونخوار جو وہاں کا بادشاہ تھا امیر کے آنیکی خبر سنکر مع سپاہ شہر سے باہر آیا اپنا تمام لشکر مقابلے کے لیے لایا امیر نے دیکھا کہ ہر سپاہی کے گلے میں ایک توبڑا پتھروں سے بھرا ہوا بندھا ہے امیر کو دیکھ کر ایک سرے سے سب پتھر مارنے لگے امیر کے ہمراہیوں میں سے اکھتر آدمی بچے باقی سب حریف کے ہاتھوں سے سنگسار ہوے امیر اس حال کو دیکھ کر سخت مجبور و ناچار ہوے امیر تلوار کھینچکر اس طرح سے اُسکی فوج میں گھسے جیسے شیر بکریوں کے گلے میں گھستا ہے اور دونوں ہاتھوں سے تلواریں مارنے لگے سر اُنکے گردنوں سے اُتارنے لگے یہانتک خونخوار مارے گئے کہ اُنکے خون سے ایک دریا بہنے لگا آخر الامر نیستان سنگ انداز خونخوار نے آکر امیر کے سر پر تلوار ماری امیر نے اُسکو خالی دیا جب وہ گرز اُٹھانے لگا امیر نے جست کر کے ایک تلوار ایسی لگائی کہ اُسکے دونوں پاؤں زانوؤں سے کٹ کر گر پڑے وہ زمین میں در آئے امیر نے دوسرا ہاتھ اور لگا کر اُسکو جہنم واصل کیا اور بقیۃ السیف جو قلعہ بند ہوے تھے اُنکو آگ لگا کر جلا دیا سب کو خاک کیا اور فرمایا کہ میں نے بزرجمہر سے سنا ہے کہ ستر یاروں سمیت ظلمات سے باہر نکلونگا اُن سب دشمنوں کو زیر و زبر کرونگا اب اکھتر آدمی میرے ساتھ ہیں دیکھا چاہیے کہ انمیں سے کسکی قضا ہے کسکا نام صفحہ ہستی سے مٹتا ہے یہ کہکر بہت مغموم ہوے راوی کہتا ہے کہ امیر نے گاؤ لنگی سے کہا کہ اے دوست لاکھ سوار پیدل میرے ساتھ تھے منجملہ اُنکے یہ اکھتر آدمی بچے ہیں باقی سب کام آئے

ہیں نے اُن کے مر جانے سے بڑے رنج اُٹھائے اب بتاؤ کہ آگے اسکے کون شہر ہے گاؤلنگی نے کہا کہ یہاں سے چند منزل آردبیل
ہے اور اُسکے حاکم دو بھائی ہیں آردبیل بیل دندان و مرزبان بیل دندان اور اُسکے آگے زردہشت جادو کا طلسمات ہے
وہانکی ہر شئے عجائبات ہے امیر آردبیل کی طرف روانہ ہوئے چند روز کے عرصہ میں منزل مقصود پر پہونچے آردبیل
بیل دندان و مرزبان بیل دندان کو خبر ہوئی کہ حمزہ نامی پہلوان کسی ملک سے آیا ہے دونوں بھائی لشکر لیکر میدان میں آئے
اور رجز خوانی کرنے لگے امیر مسلح ہوکر اُسکے سامنے گئے آردبیل نے چھوٹتے ہی امیر پر حملہ کیا اور چاہا کہ دانتوں سے
امیر کو زخمی کرے امیر نے تلوار کھینچکر اُسکی گردن پر ماری سر اُسکا بھٹا سا تن سے اُڑ گیا مرزبان بیل دندان اپنے
بھائی کو مُوا دیکھ کر امیر پر دوڑا امیر نے اُسکو بھی ایک ہی وار میں ٹھنڈا کیا جہنم میں اُسکو مقام دیا اور اُنکی فوج کو قتل
کرکے وہاں سے کوچ کیا کئی دنمیں زردہشت جادوگر کے طلسمات میں پہونچے ایک چار دیواری بے در نظر آئی وہانکی
عمارت نئے طرز کی پائی اندر اُسکے ایک گنبد تھا بلند کہ باہر سے دکھائی دیتا تھا اور اُس گنبد سے آواز رقص و سرود
کی آتی تھی صدا گانے بجانیکی دور تک جاتی تھی امیر نے گاؤلنگی سے فرمایا کہ اس کے اندر کچھ آدمی معلوم ہوتے ہیں کہ آواز
گانے بجانے کی آتی ہے گاؤلنگی نے عرض کی کہ یہاں آدمی کا کیا ذکر ہے یہ طلسمات ہے اسمیں سے اسی طرح آواز آیا کرتی ہے
امیر نے فرمایا کہ ہم سب میں تم طویل القامت ہو دیکھو تو یہ معاملہ کیا ہے تحقیق کرو کہ یہ ماجرا کیا ہے گاؤلنگی نے جو دیوار سے
جھانک کر دیکھا بے اختیار نعرہ مار کے کود پڑا امیر نے لندھور سے کہا کہ ذرا تم تو دیکھو گاؤلنگی کس شئے کو دیکھ کر نعرہ مار کے
چار دیواری کے اندر کود پڑا لندھور نے جو جھانکا وہ بھی ہنستے ہنستے چار دیواری کے اندر کود االغرض جو گیا وہ کھیت رہا
کسی نے وہانکا حال کچھ نہ کہا عمرو اور امیر رہگئے عمرو نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں منھ پر کپڑا لپیٹ کر جھانکوں دیکھوں کہ اسکے اندر کیا
ہے کہ دیکھنے والا بے اختیار ہوکر احاطہ کے اندر کود پڑتا ہے امیر نے کہا کہ اچھا دیکھو مگر بہت ہوشیاری سے ایسا نہ ہو کہ تم بھی
یاروں کے پاس پہونچو سب کی طرح تم بھی اُسی بلا میں پھنسو عمرو بولا کہ گمان ہے کوئی معشوقہ احاطہ کے اندر ہوگی یار لوگ
اسکو دیکھ کے کود پڑے میں تو کچھ عاشق تن نہیں ہوں کہ اُسپر شیفتہ ہوکر کود پڑوں گا اُسکے حسن پر فریفتہ ہوکر دیوار پر چڑھا
اور بدستور یاران دیگر قہقہہ مار کر کود پڑا امیر تنہا رہ گئے بے اختیار یاروں کے لیے روئے اور مناجات کرنے لگے اتفاقاً اُسی
عالم میں آنکھ لگ گئی دیکھتے کیا ہیں کہ آسمان پر سے ایک تخت اُترا اور اُسپر ایک بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں امیر سلام کرکے
رونے لگے اُن بزرگ نے کہا کہ اے فرزند روتا کیوں ہے مرغ سفید جو گنبد پر بیٹھا ہے اُسکو تیر سے مار طلسم فتح ہوجائیگا تو اس
بلا سے نجات پائیگا یہ کہکر تخت تو آسمان کیطرف اُڑ گیا دفعۃً اُنکی نظر سے غائب ہوا اور امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو واقعی
گنبد پر ایک مرغ سفید بیٹھا ہوا ہے امیر نے جو اُسکو ہدف تیر کیا وہ مرغ زمین پر گرا طلسم ٹوٹ گیا یار لوگ جو اُسکے اندر تھے
خود رفتگی سے آپ میں آئے اُس بیہوشی سے افاقے پائے اور امیر کے قدموں پر گر پڑے امیر نے سب کو چھاتی سے لگایا اور
خدائے عزوجل کا شکر ادا کیا یاروں سے جو سبب کودنے کا اُس احاطے میں پوچھا سبھوں نے کہا کہ ایک ایسی پاکیزہ صورت

دکھائی دیتی تھی کہ اسکو دیکھکر ہم باسوا سے تحیر ہوجاتے تھے اور احاطے میں کود پڑتے تھے امیر نے فرمایا اگر گنبد کے دروازے
کو کھولو دیکھوں تو کہ اُسکے اندر کیا ہے دریافت کروں کہ اسمیں معاملہ کیا ہے ہرچند کھولنے نے زور کیا مگر گنبد کا دروازہ نہ کھلا
کسی کا کچھ قابو نہ چلا آخر امیر نے اُس دروازے کو توڑا اندر جا کر دیکھا کہ چھت میں ایک تابوت لٹکتا ہے تابوت کو اُتارا دیکھا
کہ زر دہشت جادوگر کی لاش اُسمیں نہایت احتیاط سے رکھی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابھی سویا ہے امیر
نے فرمایا کہ تابوت میں اُسکے پاس اور بھی کچھ ہوگا بغور دیکھنا چاہیے اس مقدمے میں خوب تامل کیا چاہیے عمرو نے جو
تلاش کیا تو ایک کتاب جادو کی ملی امیر نے اُسکو مع کتاب جلادیا نام و نشان اُسکا بالکل مٹادیا عمرو نے کئی ورق اُسکے
نکال رکھے کہ وہی جادو اب تک دنیا میں پھیلا ہوا ہے ہر شخص اُسی پر عمل کر رہا ہے القصہ جب امیر زر دہشت جادوگر
کی لاش کو مع کتاب جلا چکے اُس طرف سے اطمینان کلی پا چکے ظلمات کے کنارے آئے اور یاروں سے فرمایا کہ یہ مقام بہت
خطرناک ہے ہمکو اس جگہ خوف ہلاکت ہے سب کے سب یکجا رہیں نہ سوئیں چوکی دینا ضرور ہے یہ کہکر پہلی چوکی عمرو معدیکرب کی
دوسری چوکی مالک اشتر تیسری چوکی ملک لندھور کی چوتھی چوکی اپنی امیر نے مقرر کی اسطرح جاگنے اور ہوشیار رہنے کی جا دی
دی عمرو معدیکرب جو چوکی دینے بیٹھا ایک ہرن سامنے سے نظر آیا اُسنے اُسکو شکار کیا اور صاف کیکے گوشت اُس کا
پکانے لگا جب گوشت تیار ہوا ایک ضعیفہ پیدا ہوئی معدیکرب پر دانت پیسنے لگی معدیکرب نے کہا کہ او بڑھیا سچ کہہ تو
کون ہے یہاں کیوں آئی ہے تو نے اس سفر کی اذیت اُٹھائی اور مجھ پر دانت کیوں پیستی ہے نہیں تو ابھی تجھکو قتل کرونگا
اپنا حال سچ سچ بتا نہیں ابھی سزا دونگا تب وہ بعاجزی کہنے لگی کہ اے فرزند میں ایک سوداگر کی جورو ہوں اُسکو تو شیر نے
مارا میں اس جنگل میں حیران پریشان پھرتی ہوں بے یار و یاور سراسیمہ و سرگرداں پھرتی ہوں آج چار روز ہوئے ہیں کہ ایک دانہ
اناج کا آنکھوں سے نہیں دیکھا اگر تھوڑا سا گوشت مجھ کو دیدے تو میں کھا کر تیرے حق میں دعا کروں جان و دل سے تیری
شکر گزار ہوں عمرو معدیکرب کو اُسپر رحم آیا گوشت اُسکے دینے کے لیے دیگچی سے نکالنے لگا اُس بڑھیا نے کود کر ایسا طمانچہ
معدیکرب کو مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑا بعد ایک ساعت کے ہوش آیا اس صدمے سے جب افاقہ پایا دیکھا کہ دیگچی خالی پڑی ہے
اُسمیں بہر رات گذری معدیکرب مالک اشتر کو جگا کر سو رہا مالک اشتر نے خالی دیگچی دیکھ کر کہا کہ او بزرگ شکم تو نے گوشت پکا کر
تنہا خوری کی مجھ کو شریک کیا وہ بولا کہ میں بھوکا تھا اسلیے میں نے کھا لیا اگر تجھ کو بھی بھوک ہو تو شکار کرکے تو بھی پکا کر کھا
بھوک کی تکلیف نہ اُٹھا تھوڑی دیر کے بعد مالک اشتر کے سامنے بھی ایک ہرن آیا مالک اشتر نے شکار کرکے گوشت اسکا
پکایا ہر گاہ وہ گوشت پک چکا وہی بڑھیا پھر آئی اور زار و نالی کرکے گوشت مانگنے لگی مالک اشتر نے بھی رحم کھا کر چاہا کہ
گوشت اُسکو دیگچی سے نکالکر دیوے بھوکے کو کھانا دیکر ثواب لیوے اُس بڑھیا نے لپک کر طمانچہ مارا وہ بیہوش ہو کر گر پڑا
بڑھیا گوشت کھا کر چلتی ہوئی مالک اشتر ہوش میں آیا ملک لندھور نے پہرا بدلوایا لندھور نے خالی دیگچی چولھے پر دیکھکر کہا
کہ کیوں مالک اشتر تو نے گوشت پکایا اور آپ ہی آپ کھایا ہمکو ایک پارچہ بھی نہ دیا مالک نے کہا کہ یار گوشت تھوڑا تھا میرا ہی

پیٹ نہیں بھرا میں تجھ کو کیا شریک کرتا شکار یہاں کثرت سے ہے تو بھی شکار کرکے گوشت پکا کر کھا اس جنگل کے ہرن گوشت بہت
لذیذ رکھتے ہیں تو بھی مزہ اُٹھا لندھور نے بھی ایک ہرن شکار کرکے گوشت اُسکا پکایا پھر اُس بڑھیا نے آکر لندھور کو طمانچہ
مارکے بیہوش بنایا اور وہ گوشت نکالکر کھاکے چلی گئی جب لندھور کو ہوش آیا اور اسنے افاقہ پایا معدیکرب اور مالک اشتر
نے کہا کہ ایسی ہی تنہا خوری ہم نے بھی کی تھی جیسی تم نے کی لندھور بولا کہ تم اگر مجھ سے کہدیتے تو میں کیوں فریب کھاتا
کوئی تدبیر عمل میں لاتا معدیکرب و مالک بولے کہ خیر جو ہونی تھی سو ہوئی اب چپکے ہو رہو ہرگز زبان سے کچھ نہ کہو امیر کو جگادو
دیکھو تو امیر سے اور بڑھیا سے کیسی بنتی ہے لندھور نے کہا کہ امیر کا دغا کھانا گوارا نہیں ہے معدیکرب بولا کہ امیر کبھی دغا
میں نہ آئینگے آپسمیں یہ باتیں کرکے امیر کو جگا دیا امیر نے بھی اپنی چوکی میں شکار کیا اور گوشت پکانے لگے بڑھیا کو تو مزہ پڑا ہوا تھا
جسوقت گوشت پک چکا امیر کے روبرو بھی آنکر وہی راگ گانے لگی وہی سخن زبان پر لانے لگی امیر کو جو اُسکے منھ سے گوشت کی بو
محسوس ہوئی دلمیں سوچے کہ یہ طلسمات ہے خدا جانے کہ یہ بڑھیا کون بدبلا ہی بیشک یہ چڑیل ہے اس سے اپنے تئیں بچانا لازم
ہے ایک ہاتھ میں تلوار لیکر دوسرے ہاتھ سے گوشت نکالنے لگے بڑھیا نے امیر کو بھی طمانچہ مارنیکا قصد کیا امیر نے ایک تلوار
جو ماری سر اُسکا تن سے جدا ہو کر زمین پر گرتے ہی ایک طرف کو دوڑا امیر نے اُسکا تعاقب کیا دیکھا کہ وہ سر بوٹتے لوٹتے
ایک کنوئیں میں اُتر گیا امیر اس کنوئیں کے اوپر کھڑے ہو گئے یار بھی امیر کے پاس پہونچے امیر نے فرمایا کہ سپر کو کمند میں باندھو کہ
میں اسکے اندر اتروں عمرو بن امیہ بولا کہ اپنے ہوتے آپکو کا ہیکو کنوئیں کے اندر اترنے دونگا میں اس کام میں تامل نہ کرونگا
آپ کنوئیں کی جگت پر کھڑے رہیے میں اندر جاکر خبر لاتا ہوں آپکے بدلے میں جاتا ہوں یہ کہکر عمرو کمند کے سہارے سے کنوئیں میں
اُتر گیا دیکھا کہ وہ سر سونیکے طباق میں ایک معشوقہ چہاردہ سالہ کے سامنے رکھا ہوا ہے اور وہ معشوقہ رو رو کر کہہ رہی ہے کہ
میں نے منع کیا تھا کہ تو امیر کے نزدیک نہ جانا آخر تو نے میرا کہنا نہ مانا اور جان اپنی گنوائی مجھ کو بھی مصیبت دکھائی عمرو نے یہ
سنکر کمال چالاکی چار حلقہ کمند کے اُسپر ڈالکے باندھ لیا اور کنوئیں سے نکلکر مع سر اُسکو امیر کے سامنے حاضر لایا اور جو کچھ اُس معشوقہ
سے سنا تھا وہ بھی بیان فرمایا امیر نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ بڑھیا کون تھی وہ بولی کہ میں زردہشت کی بیٹی ہوں اور
یہ بڑھیا اُسکی ماں تھی امیر نے پھر پوچھا کہ تو اکیلی ہے یا تیرے اور بھی کوئی ہے اُسنے کہا کہ دو بہنیں میری اور بھی ہیں وہ طلسمات
میں مع لشکر رہتی ہیں وہ بھی اُس بڑھیا کے مرنیکی خبر پاکر آوینگی اور مقدور بھر عرصہ زندگی کا تمپر تنگ کرینگی امیر نے اُسکو عمرو کے حوالے
کرکے فرمایا کہ اسکو حفاظت سے رکھو اور اس سے کسی طرح سے غافل نہ رہو وہ رات تو گذر گئی فجر کو جوق جوق لشکر جادوگرونکا
اُسی کنوئیں کے اندر سے نکلکر میدان میں اُترا اور اُس لشکر کی سردار زردہشت کی دو بیٹیاں تھیں ایک کا نام گلرخ اور دوسری
کو فرخ کہتے تھے اور انکی ایک دایہ جادوگری میں ضرب المثل تھی اُنھوں نے اُسی دایہ کو جادو کرنے کیواسطے حکم دیا اُسکو
جادو کرنے پر مستعد کیا ایک دن امیر نے اُسی لڑکی کو جو عمرو کی قید میں تھی طلب کرکے پوچھا کہ بہنیں تیری مجھ سے کیا لڑینگی
میرے مقابلے میں کیا اڑینگی وہ بولی کہ آپ سے لڑنے کی طاقت انھیں کہاں ہے مگر جادو البتہ کرینگی اور بزور سحر بلا شبہہ

آپ پر قادر ہونگی اُسوقت اُن کی کارستانیاں تم پر ظاہر ہونگی امیر نے عمرو سے فرمایا کہ تم اس سے بجائے خود دریافت کرو اس سے اچھی طرح سے پوچھو کہ جادو کیا شے ہے اور کیونکر کرتے ہیں عمرو اُسکو اپنے مکان پر لے آیا اور ہر چند پھسلا پھسلا کر پوچھا مگر اُسنے کچھ نہ بتایا آخرش عمرو نے تنگ ہوکر اسکو مار ڈالا اور امیر سے آکر کہا کہ میں نے ہر چند دم دلاسا دیکر اُس سے پوچھا لیکن اُسنے کچھ نہ بتایا اُسکا حال مجھسے مطلق چھپایا تب میں نے ناچار ہوکر اُسے مار ڈالا امیر نے کہا کہ ناحق تونے اسکو مارا شاید فقرے میں آکر بتا دیتی اُسکی حقیقت سب سنا دیتی عمرو نے عرض کیا کہ یا امیر وہ بڑی تمام پارہ تھی میں نے اُسکو کس کس طرح نہیں دم دیا مگر اُسنے نہ بتانا تھا نہ بتایا اسلیے میں نے اُسکو مار ڈالا کہ مبادا اُس سے بھی کوئی ضرر پہونچے باقی رہا حال کا دریافت کرنا میں ابھی آپ کو دریافت کیے دیتا ہوں اُسکے ہمراہیوں سے ابیات کا سراغ لیتا ہوں یہ کہکر جادوگروں کی طرف روانہ ہوا اثناء راہ میں ایک سوار جادوگروں کے لشکر کا ملا اُسنے چاہا کہ عمرو کو پکڑ لیوے کسی طرح کی اذیت پہونچاوے عمرو کود کر اُسکے شانے پر چڑھ بیٹھا اور حلق کو اُسکے فشار دیکر مار ڈالا اور آپ اسکی صورت بنکر جادوگروں کے لشکر میں گیا کہ موقع پاکے اپنا مطلب حاصل کرنے کسی خیمہ کے اندر اپنے کو داخل کرے جب رات ہوئی تب چوکی کے لوگوں کے ساتھ فرخ کے پلنگ کی چوکی دینے کیواسطے گیا اتفاقاً ایک جادوگر نے فرخ سے آکر کہا مضطرب ہوکر جلد جاکر کہا کہ آج کئی دن ہوے ہیں دایہ حمزہ کے لشکر پر جادو کرنے گئی ہے مگر ابتک اُسکا کچھ اثر معلوم نہ ہوا کہ وہ کیا ہوئی کس بلا میں مبتلا ہوئی فرخ بولی کہ کل شام تک جادو تیار ہوگا دیکھوگے کہ حمزہ کے لشکر میں کیسی تباہی پڑیگی کہ ایک آدمی نظر نہ آئیگا کوئی نجات نہ پائیگا عمرو نے صبح کو آکر امیر سے بیان کیا امیر نے فرمایا کہ کوئی ایسی تدبیر ہوتی کہ اُسی کے لشکر پر اُسکا جادو اُلٹ جاتا اُسکا وبال اُسی پر آتا عمرو نے عرض کی کہ وہ مردار آپکے لشکر کے پیچھے سحر تیار کر رہی ہے کل شام تک تیار ہوگا میں جاکر اُس قحبہ کو پکڑ لونگا اور اُسکا جادو اُسی کے لشکر پر اُلٹ دونگا بارے وہ دن تو گذرا دوسرے دن عمرو عصر کے وقت جادوگرون کا لباس پہنکر ایک صراحی شراب بیہوشی آمیختہ کی لیکر دایہ کے پاس گیا اور کہا کہ فرخ نے مجھکو بھیجا ہے کہ تین دن سے تم کیا کرتی ہو ہنوز کچھ جادو کا اثر حمزہ کے لشکر پر نہیں ہوا ان لوگوں کا ذرا بھی ضرر نہیں ہوا اور یہ صراحی شراب کی آپ کیواسطے بھیجی ہے وہ بولی کہ بیضہ جادو کا تیار ہو چکا ہے آفتاب جسدم غروب ہوگا اُس دم تماشا دکھائی دیگا کہ حمزہ کے لشکر کا کیا حال ہوا اُن پر کیسی آفت پڑی اور ہر شخص کس طرح سے گرفتار وبال ہوا یہ کہکر صراحی منھ سے لگاکر غٹ غٹ پی گئی بے تامل جھٹ پٹ پی گئی شراب کا نیچے حلق کے اُترنا تھا اور دایہ کا بیہوش ہونا تھا عمرو بن امیہ نے اُسکو تو جیتا ایک گڑھے میں گاڑ دیا اُس قحبہ کو داخل جہنم کیا اور بیضہ و شیشہ لیکر امیر کے پاس آیا اور کہا کہ اسی بیضہ و شیشہ میں جادو بھرا ہے سو اب میں جاکر گلرخ و فرخ کے لشکر پر مارتا ہوں اس جادو کو اُنھیں پر اُتارتا ہوں امیر نے فرمایا کہ جلدی کرو اس کام کے کرنے میں دیر نہ لگاؤ عمرو نے جادوگروں کے لشکر میں جاکر پہلے تو بیضہ کا مواد انکے لشکر پر چھوڑ کر تمام خیمہ و خرگاہ کو جلا دیا دم بھر میں سب کو خاک سیاہ کیا بعد ازاں شیشہ میں جو کچھ بھرا تھا اُسکو اُنڈیلا اسقدر بارش ہوئی

کہ تمام لشکر جادوگروں کا مع گلرخ و فرخ تن آب ہوا سب سباب و لشکر اُنکا تباہ و خراب ہوا تمام کو کوئی زندہ نہ رہا چند روز
امیر اُس نواح میں مشغول بہ سیر و شکار رہے ایک دن گاؤ لنگی سے پوچھا کہ اب جو اور بلا باقی ہو اُسکو بھی بتایا چاہیے
کوئی تازہ خبر سنایا چاہیے وہ بولا کہ یا خضر سے ظلمات تک جتنا فتنہ و فساد تھا سب دفع ہوا اب رخام میں چلکر چندے
استراحت فرمائیے میرے ساتھ تشریف لائیے وہاں سے کوچ کرکے رخام میں آئیے اُس شہر عالیمقام میں آئے گاؤ لنگی
نے بکمال تکلف امیر کیواسطے جشن مرتب کیا تیاری سامان دعوت کا کارپردازان کو حکم دیا بعد انفراغ جشن شکار کیلیے
شہر سے نکلے کہ ناگہاں ایک ہرن بدیع الزمان نے دیکھا چاہا کہ اُسکو صید کریں ہرن چوکڑیاں بھرتا ہوا آگے کو چلا
بدیع الزمان نے اُسکے پیچھے گھوڑا ڈالا اُسکے مارنے کے لیے بندوق کو سنبھالا تھوڑی دور جاکر ایک حوض میں ہرن کود پڑا
بدیع الزمان نے بھی اپنے گھوڑے کو اُس حوض میں ڈالا امیر بھی یاروں سمیت اسی حوض میں کود پڑے آنکھ کھولکر جو دیکھا
ایک میدان وسیع نظر آیا عجب طرح کا جنگل پایا ہر چند ادھر اُدھر بدیع الزمان کو تلاش کیا لیکن ٹھکانا نہ لگا امیر نے آبدیدہ
ہوکر یاروں سے فرمایا بہت بہت رنج ملال سے یہ سخن انکو سنایا کہ ستر آدمی رہ گئے اکثروں میں بدیع الزمان تھے جو غائب ہوے
حیف ہے کہ تازہ سوراخ میرے کلیجے میں اور ہوا اس غم سے میرا بُرا طور ہوا یاروں نے بجائے خود امیر کو سمجھا کر کہا کہ یا امیر تقدیر
سے کوئی ستیزہ نہیں کرسکتا ہے سوا مرہم صبر کے اس زخم کاری کا علاج نہیں ہے امیر نے سوائے صبر و شکر کے ہم
نہ مار اسوائے خاموشی کے چارہ نہ دیکھا

روانہ ہونا امیر کا مکہ معظمہ کیطرف اور شہید ہونا رکاب ظفر انتساب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں اور اختتام داستان

راویان سخن سنج اس داستان دلچسپ کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب امیر کو کسی قدر صبر آیا اور اُنکے قلب نے ضطراب سے
قرار پایا گاؤ لنگی نے کہا کہ آپنے فرمایا تھا کہ تجھکو پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا قدمبوس کراؤنگا انکا جمال مبارک
ضرور دکھاؤنگا پس اب مکے کیطرف تشریف لے چلیے امیر گاؤ لنگی اور یاروں کو ہمراہ لیکر مکے کیطرف روانہ ہوے
قضا و قدر میں پہونچے سرپال بن وبال استقبال کرکے امیر کو اپنے مکان پر لے گئے اور حق مہمانداری ادا کیا
کئی دن کے بعد سرپال کے باپ نے رحلت کی امیر نے اُسکی تجہیز و تکفین کرکے سرپال کی تشفی کی اور تخت پر اُس کو
بٹھلا کے مکے کیطرف راہی ہوے چند روز میں مسافت طے کرکے مکے کے متصل پہونچے گاؤ لنگی اور تمام یاران حمزہ جناب پیغمبر
آخر الزمان صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے قدمبوس ہوکر مشرف باسلام ہوے سب نیکنام ہوے ایک دن جناب پیغمبر
آخر الزمان صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم مصر و روم و شام کے کفار جمع ہوکر بارادہ فساد آتے ہیں لشکر کثیر اپنے ساتھ لائے ہیں حضرت نے پہلے امیر حمزہ کو

مع دیگر اصحابؓ کوہ بوقبیس پر بھیجا بعد ازاں خود تشریف لیگئے کفار نے صف آرائی کی امیر نے گاؤ لنگی کو میدان کی رخصت
دی ایک کافر قوی ہیکل گاؤ لنگی کے سامنے بہت سے کلمے غرور کے زبان پر لایا گاؤ لنگی نے اُسکو زمین سے اُٹھا کر اسقدر چرخ
دیے کہ وہ نیمجان ہوگیا نہایت عاجز و حیران ہوگیا جب زمین پر دے مارا رمقے جان جو باقی تھی وہ بھی بدن سے نکل گئی دوسرا
کافر آیا اُسکا بھی یہی حال ہوا اسی طرح سے چند کافر گاؤ لنگی کے ہاتھ سے مارے گئے لشکر کفار کمال خائف ہوا کہ کوئی
گاؤ لنگی کے سامنے نہ آیا سب کے دلمیں خوف سمایا آخر شاہزادہ ہند کہ پور ہندی اُسکا نام تھا گھوڑا اپنا میدان میں نکالا اور
گاؤ لنگی کے مقابل آکر ایسا نیزہ سینہ پر مارا کہ گاؤ لنگی کی پشت سے نکل گیا اور اُسی ضرب سے گاؤ لنگی جاں بحق تسلیم
ہوا امیر اُسکے واسطے بہت متاسف ہوئے اور طیش کھا کر خود اُسکے مقابل ہوئے پور ہندی بولا کہ اے بوڑھے تو
کیوں اپنی جان دینے آیا ہے یہ کیا خیال خام تیرے دل میں سمایا ہے یہاں نوجوان کا تو حوصلہ مجھ سے مقابل ہونیکا ہوتا
نہیں ہے بہر حال نام اپنا بتا کہ بے نام و نشان مارا نہ جائے امیر نے فرمایا کہ اے بیہودہ گو نام میرا حمزہ بن عبد المطلب
ہے وہ بولا کہ میں نے سُنا تھا کہ حمزہ باختر کی طرف گیا ہے امیر نے فرمایا کہ سچ ہے وہاں سے آئے ہوئے چند روز
مجھ کو ہوئے ہاں لا کیا حربہ رکھتا ہے پور ہندی نے نیزہ امیر پر راست کیا امیر نے قبضہ پکڑ کے نیزہ چھین لیا اور اُسکو
عاجز کیا اور وہی نیزہ اُسکے جگر پر مارا کہ پشت سے نکل گیا اور پور ہندی گھوڑے سے گر کر مر گیا دفعۃً اپنی جان سے گذر گیا
امیر نعرہ کر کے اُسکے لشکر پر گرے اور بہت سے کفار مارے ہزاروں نابکار مارے کفار نے امیر سے عاجز ہو کر راہ فرار
لی سبھوں نے برابر پیٹھ دی جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر کو لے کر مظفر و منصور مکے میں آئے اس فتح سے
خدا کا شکر بجالائے راوی لکھتا ہے کہ پور ہندی کی ماں اپنے بیٹے کی سنانی سنکر شاہان ہند و روم و شام و چین و حبش و
زنگبار و ترکستان کو مع فوج جرار لیکر مدائن میں آئی اور ہرمز سے داد بیداد کی ہرمز بھی مع لشکر اُسکے ساتھ ہوا
ہرگاہ یہ سب فوجیں مکے کے متصل پہونچیں جناب رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنکر فرمایا حمزہ میرا چچا
ان فوجوں کے قلع قمع کرنے کے واسطے اکیلا کافی ہے چونکہ آنحضرت نے پہلے کلمہ انشاء اللہ تعالے آشنائے زبان
نہ کیا تھا جناب احدیت کو ناگوار ہوا جب آنحضرت اصحابؓ کو لیکر کفار سے مقابل ہوئے ہرمز نے اپنے لشکر سے
کہا کہ ایک ایک کر کے ان عربوں سے نہ لڑو بالاتفاق اُن پر گر دو اور ہاتھوں ہاتھ مار لو والّا ان پر غالب نہ ہوگے ہرمز کا
لشکر ایکبارگی اہل اسلام پر ٹوٹ پڑا الندھور و سعد بن عمرو بن حمزہ و معدیکرب وغیرہ جتنے یار امیر حمزہ کے
تھے سب کے سب شہید ہوئے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر کفار تیر برسانے لگے چاروں طرف
سے اُن پر تیر آنے لگے اور ایک کافر نے پتھر مار کے ایک دانت جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ و صحابہ
وسلم کا شہید کیا یہ خبر عمرو بن امیہ ضمری نے امیر حمزہ کو دی اس مصیبت جانکاہ سے اُن کو خبر کی امیر مسلح ہو کر
گھوڑے پر سوار ہوئے قتل کفار پر تیار ہوئے اور کافروں کو قتل کرتے ہوئے ہرمز تک پہونچے ہرمز امیر حمزہ کو

دیکھ کر تخت پر سے اُتر بھاگا اور لشکر بھی اُسکا مفرور ہوا کسی کو ٹھہرنے کا یارا نہ ہوا چار کوس تک امیر حمزہ نے اُن کا تعاقب کیا اور جابجا کشتوں کے پشتے باندھ دیے ہر گاہ مظفر و منصور خیمے کیطرف پھرے اثنا راہ میں ہندہ مادر پور ہندی نے کہ کمینگاہ میں فوج لیے بیٹھی تھی پیچھے سے آنکر ایک تلوار اشقر کے ایسی لگائی کہ چاروں پاؤں اُسکے قلم ہو گئے امیر حمزہ تو غافل تھے مکب کے گرتے ہی زمین پر آرہے اُس خانہ خراب نے تلوار خون آشام زہر آلودہ امیر حمزہ کے سر مبارک پر ایسی لگائی کہ امیر کا سر تن سے جدا ہو گیا اور امیر کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکال کر کھا گئی اور جسم مبارک کے ستر ٹکڑے کیے بعد ازاں اُسکا نشۂ غفلت جو اُترا متردد ہوئی کہ قریشہ دختر امیر حمزہ جب اپنے باپ کی شہادت کی خبر سنے گی تو مع فوج دیوان و جنات آکر مجھ سے بدلا لیوے گی یہ سوچکر جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر پناہ لی اور حضرت جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بہت منت و زاری کی اور اسلام قبول کیا حضرت نے فرمایا کہ میرے عم بزرگوار کی نعش مجھ کو دکھلا کہ وہ شیر خدا کہاں ہے ہندہ نے حضرت کو ہمراہ لیکر نعش امیر کی دکھلائی اپنے ساتھ آنحضرت کو امیر حمزہ کی لاش پر لائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر کے جسم کے ٹکڑے جمع کر کے ہر ٹکڑے پر جداگانہ نماز پڑھی اور اُسوقت انگوٹھوں کے بھل حضرت کھڑے تھے بعد دفن کرنے کے لوگوں نے انگوٹھے کے بھل کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا سبب پوچھا آنحضرت نے فرمایا کہ بلحاظ اسکے میں اس طرح سے کھڑا تھا کہ فرشتوں کی کثرت سے میدان میں جگہ نہ تھی اور ملائکہ نے ہر ٹکڑے پر ستر ستر مرتبہ نماز ادا کی امیر حمزہ کی اس مرتبہ و پایہ کی سب کو خوشخبری دی بالآخر حضرت جب امیر کو دفن کر کے پھر ہندہ حضرت جناب رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آئی آنحضرت نے منھ اُسکی طرف سے پھیر لیا اُسکی طرف مطلق التفات نہ کیا اُسی وقت وحی نازل ہوئی اے حبیب میرے حمزہ تو شہید ہوا مگر آسمان کیطرف تو نظر کر حضرت نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ امیر حمزہ تخت مرصع پر بہشت میں بیٹھے ہوئے ہیں اور حور و غلمان دست بستہ سامنے کھڑے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسم کر کے دوگانہ شکر ادا کیا کئی دن کے بعد قریشہ مع لشکر بیشمار آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے باپ کے قاتل کو طلب کیا آنحضرت نے مراتب امیر المومنین حمزہ رضی اللہ عنہ کے دکھلا کر فرمایا کہ تو بہت خوش ہوا اور سپاس خدا کا کر اے قریشہ اگر تیرا باپ شہید نہ ہوتا تو یہ مرتبہ نہ پاتا اللہ تعالےٰ اسکو ایسے درجے پر کیونکر پہونچاتا پس اب تو انتقام سے باز آ راوی لکھتا ہے کہ اُسیوقت سورۂ حج نازل ہوئی قریشہ کو تسکین قلب حاصل ہوئی بارے قریشہ بموجب حکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انتقام سے باز آئی پھر حرف قصاص کا زبان پر نہ لائی اور رخصت ہو کر اپنے ملک کو روانہ ہوئی ایک قول تو یہ ہے کہ آنحضرت نے جو کلمہ بے انشاء اللہ تعالےٰ کہے فرمایا تھا کہ اس فوج کے قلع قمع کرنے کے واسطے میرا چچا اکیلا کافی ہے لاکھوں کفار کے قتل کے لیے یہ جوان تنہا کافی ہے جناب باری تعالےٰ کو یہ کلمہ ناپسند ہوا اسی سبب سے امیر حمزہ کے جسم مبارک کے

ستر ٹکڑے ہوئے اور آنحضرت کا دندان مبارک شہید ہوا اور دوسری روایت یہ ہے کہ ایک شب کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اپنے پیراہن میں پیوند لگارہی تھیں اپنے پھٹے ہوئے کپڑوں کو سی کر درست بنارہی تھیں کہ آنحضرت وارد ہوئے اور اتفاقاً چراغ گل ہوگیا اور سوئی کے ناکے سے تاگا نکل گیا ام المومنین کو کمال تردد ہوا حضرت نے تبسم کیا دانتوں کی روشنی میں حضرت عائشہؓ نے تاگا سوئی میں پرو دیا حضرت نے فرمایا کہ دیکھا تم نے دانت میرے ایسے روشن ہیں جن کی روشنی میں تم نے تاگا سوئی میں پرو لیا میرے دانت نے کام شمع کا کیا یہ بات جناب باری کو پسند نہ آئی اور اس سے دانت آنحضرت کے شہید ہوئے اور اسی لڑائی میں حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے پاؤں میں پیکان ٹوٹ کر رہ گیا ہر چند جراح نے چاہا کہ پیکان کو زخم سے نکالے مگر نکال نہ سکا ہرگاہ حضرت نماز کے سجدۂ آخر میں گئے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اسوقت علیؓ کے پاؤں سے پیکان نکال لو کہ اُن کے جسم کو اذیت نہ ہو چند پہلوانوں نے اُس پیکان کو زنبور سے پکڑ کے نکالا اور آنحضرت کو مطلق خبر نہ ہوئی جب نماز سے فارغ ہوئے لہو دیکھ کر پوچھا کہ یہ لہو کیسا ہے یہ پیکان میرے زخم سے کس وقت نکالا ہے اصحاب نے حقیقت حال عرض کر کے پوچھا کہ یا حضرت آپ کو کیا خبر نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ لا واللہ لا یعنی قسم خدا کی کہ ہرگز مجھ کو معلوم نہیں ہوا کہ پیکان کس وقت نکالا گیا۔ خداوندا بحق شہادت دندان مبارک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وتبصدق زخم پائے مبارک ونماز ونیاز علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ اس مترجم ومحرر کی عاقبت بخیر کر اور دنیا میں کسی کا محتاج نہ کر کے اپنے خزانۂ غیب سے حسب دلخواہ سرفراز کر اور راست و دروغ اس قصہ کا راویان موجد سے متعلق کر

خاتمۃ الطبع

قدرت صانع بیمثال قابل سپاس لا کلام ہے اور سب سے زیادہ ثنائے بے منتہا کا یہ مقام ہے کہ فصحا اور بلغا کو قوت تصنیف عطا کر کے طریقۂ تالیف سیر و تاریخ بنا دیا داستان گوئی و ایجاد قصص کا ملکہ دیا اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو انکار اور پریشانی مٹانے کا کوئی طریقہ ملاحظہ تاریخ و معائنہ قصص سے بہتر پیدا نہیں حالت رنج و غم میں کوئی مونس اور رفیق ایسا نہیں اگرچہ ہر داستان کو یہی مرتبہ حاصل ہے مگر خاصتہً داستان نادر بیان امیر حمزہ کا رتبہ سب داستانوں میں اعلیٰ و کامل ہے اُسکے مؤلف نے عجب سحرکاری فرمائی ہے کہ ہر شخص اسکا دل وجان سے خریدار ہے جو بصرف توجہ و زرکثیر جناب معلی القاب مجسم فیض و نوال مظہر جود و افضال عالی ہمت والا مرتبت جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مرحوم بمعاوضۂ عطیۂ گرانبہا سرِ دفتر فصحائے عصر مولوی حافظ سید عبد اللہ صاحب بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ نے آراستہ فرما کر اور تعقید عبارت دفع کر کے اس قصہ کی عبارت کو

اُردوے معلیٰ بنا دیا اُسی زمانہ میں غایت اہتمام سے یہ کتاب اسی مطبع میں حلل انطباع سے آراستہ ہوئی اس کی بھی خریداری کی اسقدر نوبت پہونچی کہ تھوڑی مدت میں ایک جلد بھی نظر نہ پڑی بعدہ بار چہارم صاحب فہم وذکا ماہر زبان روزمرہ اردوے معلےٰ مولوی سید تصدق حسین صاحب مرحوم مصحح مطبع نے بتعمق نظر نظرثانی فرماکر طرز مناسب پر عبارت قصہ کو آراستہ کیا اس مرتبہ مصدرہ مولوی عبدالباری صاحب آسی نے ترتیب دیا اور بار ۱۹ ہم مطبع نامی وگرامی منشی بیجناتھ واقع لکھنؤ میں حسب ایمائے جناب منشی تیج کمار صاحب مالک مطبع موصوف اور باہتمام بنالال بھارگو سپرنٹنڈنٹ مطبع مذکور ماہ دسمبر ۱۹۵۳ء مطابق ماہ ربیع الثانی ۱۳۷۳ھ میں بہزار زیب وتزئین حلیۂ طبع سے آراستہ ہوکر کحل البصر دیدۂ ارباب انتظار ہوئی

اعلان

تہذیب وترتیب اس کی عبارات ومحاورات کی بصرف زر خطیر مطبع ہوئی اور جناب مولوی حافظ سید محمد عبداللہ صاحب بلگرامی نے یہ دماغ سوزی بایماے جناب منشی نولکشور صاحب سی آئی۔ ای۔ مرحوم مالک مطبع گوارا فرمائی ہے اور بعد ازاں بار چہارم میں ماہر زبان مولوی سید تصدق حسین صاحب رضوی مصحح مطبع نے کمال سعی وعرق ریزی کے ساتھ آخرین نظر سے اس کو زیادہ آراستہ کیا ہے۔ پس اول یہ داستان امیر حمزہ اُردو نثر سابق باہ جون ۱۸۸۶ء طبع ہوئی اور بتاریخ ۲۵۔ اگست ۱۸۸۶ء بہ نمبر ۵ و ۶ رجسٹری ہوئی تھی لہذا حق تالیف اس کتاب کا بحق نولکشور پریس محفوظ ومحدود ہے کوئی صاحب بغیر اجازت تحریری مالک مطبع کے قصد طبع کا نہ فرمائیں

فقط